

Late Fee	House Rent	Consy Tax	Maintenance charge and meter rent	Late Fee	Initial of Poster
----------	------------	-----------	-----------------------------------	----------	-------------------

REMARKS

27

مئی ۱۹۶۵ء (۱۱۵۷)

مستند قائم شد
پاسدگار (دری)

Checked 1966-67

تان کرین ناول افانے بیگن۔ اردو نثر گاہ دہلی

نوشتا

اس ناول میں محمد رفیع سلطانہ (ہنسٹ علی محمد صاحب شین رنج) نے ایک میاں خیل کی دکنش داستان بیان کی ہے جس کا پس منظر ہندوستان کا ہے۔ دی پنجاب جہاں زندگی ہنسٹ کیلٹی اور ناچ گانی گزر جاتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ گھرانہ ہے جسکی عورتیں خوش مزاج، خوش پوشاک اور خوش گفتار ہیں اور مرد معزز، سجدہ اور شیلے۔ اسی خاندان میں چنانچہ بہنیں اور بھائی ہیں جو آپس میں ہنسٹ بولتے ہیں۔ انکی خوش آئند روٹھان ہیں۔ انکا دماغ مصدقیت کیساتھ پڑان چڑھتا ہے اور والدین کی ہر بات کو اپنی نفس گمانا ہے۔ بوڑھے مائی کی بیٹی تو ملی اور شہساکہ جو پوری بیوی جھلا کر ہستی پر کھنجر ارجو بھیجے چھوڑا۔ اور ادا، جیسے شہساکہ اور ادا کی زندگی کا ایک حصہ بننے کی بجائے ناولی ترتیب سے یہ ہے جو عشرت و فخر کی دھوپ چھاؤں سے لبریز ہے خوشناب، اردو کا جدید ترین نثری پسند ناول ہے جسے ایجا پر محمد سیری نہیں ہوتی۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ کتابت، طباعت خوبصورت، مضبوط جلد اور خوش رنگ و پوش جو آراستہ قیمت ۱۰ روپے

اردو کا فینس کی ناول

شاہد رعنا

عشق و محبت کی داستان

مترجہاں

نیا کا جیتے ناول

پہکھالشی

ایک دفعہ ایک نوجوان نے ایک کسٹمر کے لئے ایک ناول لکھا۔ یہ ناول صرف دو حصوں میں مرجم دہلی کے قلم سے لکھا گیا۔ کوہستان اور بین میں مرتبہ حاصل ہو جو بین ادب میں Yama the Pit کو۔ اسے پڑھ کر، کچھ بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئی۔ جلد سے رونق قیمت ۱۰ روپے

ایک تجارہ نشین کی آواز اور ہوسلکی، جلالی گڈریو بعد میں تاخیر ہی یہاں تک کہ انھوں نے خود اپنی بیوی کو اپنے ہر جاتی پن پر کھینچ کر چھوڑ دیا۔ جلد سے رونق قیمت ۱۰ روپے

سفنے

آئینہ کی معرکہ آرا تصنیف، عشق حسن و الدین کی محبت۔ اولاد کی چاہت۔ دوستی۔ دشمنی۔ بغاوت۔ جیم بونڈ کی مرد۔ یہ نثر کا کلاچ دیکھ کر کس طرح لرز اٹھے۔ دہشت، حدیث کے لئے خوفناک مطالعہ آج تک کسی مصنف نے پیش نہیں کئے۔ جلد سے رونق قیمت ۱۰ روپے

ایسا اور روپے دلوں انجیز و مالوں اور قریبی پسند ناول کا ہم گیارہ انتخاب اور ترجمہ از صادق الخیری ایک لے۔ بڑا سا نثر جلد سے رونق قیمت ۱۰ روپے

زہرا ب

یونان کا تلخ و شیریں ناول مترجمہ محمود احمد خاں، ایم اے، علیہ

شمع فروزاں

چینی ناول مصنفہ پرل بک - مترجمہ صادق الخیری، علیہ

شمع خنسن

صادق الخیری کے خیال فروزاں ناول دوسرا ایڈیشن علیہ

بلقیس

صادق الخیری کے تازہ ترین ناول جلد سے رونق قیمت ۱۰ روپے

نیز اردو کی ہر کتاب

خواہ وہ کیں چھپی ہو، ہم سے منگائیے۔

میلنی کا پتہ:-

خاتون کتاب گھری اردو بازار (۶۰۴) دہلی

دوشیزہ صحرا

۱۰ روپے کا سارا جیم بونڈ کا حسینہ کی داستان عشق و محبت و دلچسپی علیہ

ادارہ
شاہد احمد دہلوی
محمد حسن عسکری
فضل حق قریشی دہلوی

جرعات

چند
سالانہ چھاپے
ششماہی تین روپے آٹھ آنہ
نہر چھ روپے دس پیسہ

جلد ۳ سنائی سالنامہ دہلی - بابت ماہ جنوری ۱۹۴۵ء نمبر

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون
(۱)	نگاہ اولیں	شاہد احمد دہلوی	(۲۴)	جہون	آغا مرحوم قریشی
(۲)	جھگڑیاں	محمد حسن عسکری	(۲۵)	رومانی اسرونگی	عطا محمد
(۳)	منزلہا میں جہاں	خان بہادر محمد سجاد پال امین خاں	(۲۶)	ادھر ہوا	سیّد سعید زاهدی
(۴)	انہیں	میراجی	(۲۷)	سیاہ پوش	برہنوی ناٹھ سترام ایم اے
(۵)	سایہ غم	تائس دہلوی	(۲۸)	شیدھون	ناکارہ (جید آبادی)
(۶)	بیٹ کا سوال	فضل شغاف	(۲۹)	عزل	سیّد علی منظور
(۷)	دلی ہے	ڈاکٹر عنایت الدینی ایم اے	(۳۰)	شناپسواں	اشرف مہجوی دہلوی
(۸)	تین سو سال پرانی بھری نظر	سید وقار عظیم ایم اے	(۳۱)	گرتھی	بلونت سنگھ بی اے
(۹)	نغمہ زندگی	فضل احمد کریم خلیفی بی اے	(۳۲)	خبر یہ	میراجی
(۱۰)	جیل کی کو	ادارہ	(۳۳)	تکست	طاہر حسن ہدی بی اے
(۱۱)	اور پش	سلام محمدی شہری	(۳۴)	حسن انتخاب	فضل حق قریشی دہلوی
(۱۲)	محنتی	ایم اے	(۳۵)	پس پردہ	حکیم حبیب الرحمن دہلوی
(۱۳)	سلامت و خوشبلائے قدم	سیّد علی منظور	(۳۶)	نکھنوا در سرشار	روف ندوی ایم اے
(۱۴)	عزل	نہر ادھلوی	(۳۷)	واپسی	اختر الامان بی اے
(۱۵)	میکرہ	نہال سیواری	(۳۸)	کمی	بقیس بیگم شہری
(۱۶)	اور پش کو چھوٹا	انجم رومانی ایم اے	(۳۹)	دست سکاڑھ	فیض الرحمن ایم اے
(۱۷)	ارلی راستے	ادھلوی ناٹھ سنگ بی اے	(۴۰)	حش فغ کی رات	صلاح الدین قریشی دہلوی
(۱۸)	رباب شکستہ	تریم شجاری	(۴۱)	من گھڑت	ظفر قریشی دہلوی
(۱۹)	وہ دیر	حجاب اختیار علی	(۴۲)	تاروں کی چھاؤں میں	صادق الحیری دہلوی
(۲۰)	آر دسویں میں ہنبت کو خیر	عدوت بریلوی ایم اے	(۴۳)	پال	کرش چندر ایم اے
(۲۱)	دو گیت	عشرت رحمانی	(۴۴)	واپسی	خان بہادر محمد سجاد پال امین خاں
(۲۲)	موتہنگوں کے بیچے	قرۃ العین حیدر	(۴۵)	شفق	قتل شغاف
(۲۳)	جنگل	اختر ادھلوی ایم اے	(۴۶)	بہ آل انڈیا ریڈیو ہے	ابن آدم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نگاہِ اولین

۱۹۴۷ء ایسی نام اقتصادی و دستداروں کے ساتھ رخصت

چور بارادوں نے وہ زور پکڑا کر ملک کے ساتھ حکومت بھی برتان
ہو گئی جس چیز پر کٹر دل ہوا وہی ۱۰ مارچ سے غائب ہو گئی۔ اس کے بعد
رستم کی اسکیم عمل میں آئی اور ضرورت کی بعض چیزیں حصہ، اسد
سب کو ملے لگیں۔ روٹی کی طرف سے ملک ایک حد تک مطمئن ہوئی۔ س
ڈھانچے کو کچھ کٹا بھی ملے لگا لے اعلیٰ بنائی اور پولیسی کا حوالہ دیا تھا
مفتا رہا۔ کاغذ کا کال بدستور رہا اور اسے منع کرنے کی کوئی اسکیم اب
تک وضع نہیں ہوئی حکومت نے ایک محل اس کا بہ نکالا ہے کہ جتنا کاغذ
بسی بیلترے مسئلہ میں صرف کیا ہے اس کا تیس فی صدی آئندہ
صرف کرے، یعنی تہائی سے بھی کم۔ مگر بابا بھل و غفلت اس پر غور
نہیں کیا کہ ہندوستان کے ہزاروں بیلترے بھی انسان ہی ہیں ان کی
کل ضروریات بھی اور انسانوں کی سی ہیں۔ مسئلہ میں اگر وہ جس
روٹیاں کھاتا تھا تو اب بگودہ میں روٹیاں ہی کھانیکا، ایک لٹی کھا کر
رندہ میں رہ سکتا۔ اگر کسی بیلترے میں بچے اسکول یا کالج میں پڑھتے
ہیں تو آئندہ اس کے دو بچے تعلیم سے بالکل محروم کر دئے جائیں غرض
حکومت نے یہ مہر و مضہ قائم کیا ہے کہ بیلترے ایک انسان ہیں ہوتا بلکہ
ایک انسان ہوتا ہے۔ یہ صرف بیلترے بلکہ اس کے چھوٹے والہ بنگال و جھس
سلی اسی دھڑ میں تنہا رہ گئے ہیں۔ کاغذ کی بچت کے اس انوکھے
قانون کی لپیٹ میں ہندوستان کے کئی لاکھ انسان آگئے ہیں۔ اور یہ
وہ انسان ہیں جنہوں نے علم کی، دینی ملک میں پھیلائی ہے اس کی
خدمت میں ایسی عمر صرف کی ہے ہندوستانی قوموں کی مہاری
من کی عمر چون بہت کم ہے اب پائشہر رتی حالت یہ ہے کہ جو کچھ کھلی
اس کا ٹکٹا ہوا سب ایک گیا اور آئندہ سائے کرنے کے لئے اس کاغذ
ہیں ملتا۔ نتیجہ یہ کہ اس کا رونا و سوسک ہے ہیں۔ اور اگر یہی حالات
ہے تو اس میں بھی مسکن پڑے گا۔ اسکول کے بچوں کو کتابیں ہیں لیکن
کاپیاں نہیں ملتی۔ سلیٹوں پر کام ہو رہا ہے اور شلے کہ بھوج میر
بھی بعض علاقوں میں کام آ رہا ہے۔ اس نام دستداروں کا محل حکومت
کے پاس ہے کہ یہ یا بعض خاص صورتوں میں یہ کاغذ صرف کر دے۔

اور یہ مقدار کہاں سے حاصل کی جائے؟ اس کا جواب بھی حکومت کے پاس
ہیں ہے ۱۲ جون ۱۹۴۷ء سے آج ۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء تک یعنی ساٹھ مہینے
ہو گئے اور اب ملک یہ ایک مقدار کی اسکیم حکومت کے برعکس ہے کہ اس طرح
اس پر عمل کیا جائے۔ مرکزی حکومت نے چھ مہینے اس برعکس کرنے کے بعد
اس مسئلہ کو صوبائی حکومتوں کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ اس پر مزید غور
کریں اور اسے عملی جامہ پہنائیں۔ چنانچہ آج کل صوبائی حکومتیں اس پر
غور کے جارہی ہیں۔ کئی ہی بیلترے نے اپنے کاروبار کو جم ہو جانے پر
گماز مینس کر لیں یا اور کوئی دھند پھیلایا۔ جو باقی بچے ہیں ان میں سے
سب ہندو ہیں کہ دیکھئے اس حیرتناک غور و فکر کا کیا نتیجہ سامنے آتا
ہے اور یہ ضروریات لہدی کرنے کے لئے انہیں اور کیا کرنا چاہئے۔
حکومت کی محوریوں کا احساس سب کو ہے لیکن کیا بیلترے کی مشکل تسائی
صرف ۱۱ فی صدی تخفیف کے قانون ہی سے ممکن ہے؟

سفید کاغذ کی اس نایابی کے زمانے میں ادبی رسائل کے لئے
اجاری کاغذ ایک نعمت غیر مترقبہ ہو گیا غنیمت ہے کہ حکومت نے
اس مانگ وقت بردستگیری کی اور ہمارے رسائل کو موت سے
سکایا جنوری سے حکومت نے اس کاغذ کی مانگ مقدار میں اور اضافہ
کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہم آج آپ کی خدمت میں تسائی کا سالنامہ
پیش کر رہے ہیں تسائی کے اس میلے کاغذ کو نہ دیکھئے اسے مضامین
نظم و نثر کو دیکھئے۔ اس کے مقیدی مضامین کو دیکھئے جو بہت غور و فکر کا
مہیہ ہیں۔ اس کے ٹورے اور افسانے پڑھئے جو طرز جدید کے حامل ہیں۔ ان کی
نظمیں ملاحظہ فرمائیے جو شاعری کی آئینہ دار ہیں۔ نئی نئی
عمدہ نمونے بھی آپ کو اس پرچے میں ملیں گے۔

غرض ادب جدید کے جھکا ہوا برساتی کے سانامہ
کو آپ ہادی پائیں گے اس سال تسائی میں آپ نمایاں ترقی دیکھئے
کو کہ عسکری و ادب کے ساتھ ادارہ تسائی میں اصل حق فرستی دہلی
بھی شریک ہو گئے ہیں۔

شاہد احمد

جملگیں

۱۱ کے رنگ کی برہتیں ٹیڑی حلقوں میں کھینچا ہے؟“

”جاؤ، چار ماہ کی قہر تلو“

”کہ وہ سفید ماری ہے“

صبح سے سوچتے سوچتے وہ کدائیں نکلتی ہیں مضمون نے لمبائی کوئی
ابھی تہذیب پس سوچھی حس کی مدد سے بڑھے دلوں کی ہمدردی نے ٹوڑ
حاصل ہو جائے۔ اے حوض کو بھی مجھے نکال دے گا۔ یہی بڑی آئینہ ہے۔ فتنہ مری
منہ سے اسے فقیر نکلا۔ اما حسن سے لوگ اور بھر کرک جائے۔ اس نے
سب سے مہذب نگاہ سے نہ یہ اور دلی رہے گی

ذکر کر رہا ہے مجھے اس طرف صوفی صاحب کی ہی کتاب دہلی کی چند عجیب ہنسبازوں کا ایک طرح اس وقت میرے دہن میں صوفی صاحب کی اور انھانہذا بھی ہیں، دلائل صوفی صاحب کا ذکر چھڑنے سے پہلے محو تین مضمونوں میں اس کے لئے زمیں تیار کر دینی چاہیے تھی پہلا مضمون ہو تا اس زمان اور اسلوب سان کے متعلق جس کا ادب ناقصہ کرتا ہوں دوسرے مضمون میں نئی آمد و ستر کی جمع ہو چکی کا حاتمہ ہوتا (مضمون تیسرے کے بعد مجھے بقول سنئے) مر رہا ہوا باندھ کر ماجر کلنا ٹیڑھا جس کے مضمون میں آمد و ستر اور اس کے فی صرور بات سمجھنے کی کوشش کی جاتی پھر کہیں جا کر اس طرف صوفی صاحب کا سفر آتا ہے یہ تھا لیکن صر کو تو اس باتوں والی دوا کی اسکا د سے پہلے میں بن خطب سنئے یہ نسبت اس پہلیں ہوں۔

اسی حکم میں نے کوئی جوت بلا فقرہ استعمال نہیں کیا، لیکن یہی
مذاہ نگار لگا ہوا جو کہ اس اترق صوفی صاحب کے سامنے میں رنجش ضرور
ہوں۔ آپ تعجب کر رہے ہوئے کہ اگر عریکوں کو مجھے کسے کہ میں اُن کے
متعلق اس انداز سے باتیں کرنے پر کموں مجبور ہوں جیسے میں نے انہیں
دریافت کیا جو۔ اور بھی نہیں سمجھتے تو مجھ سے دس سال پہلے سے تودہ
نکھڑی رہے ہوئے، ادب مجھے یقین ہے کہ دس سال مکہ میں اُن کے
راہ پر میں نکھڑا، اور اس بات کو میرا احساں سمجھ کر ماننے کی کوشش نہ
کیجئے، پھر بھی میں اس انداز سے باتیں کرنے پر مجبور ہوں جیسے میں نے
اُنہیں دریافت کیا ہو، کیوں؟ اگر آپ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے
کی امانداری سے کوشش کریں گے تو سب سے اولیٰ ماحول کا نظارہ دیکھ کر

آپ کو کوئی حوش نہیں ہوگی۔

اب وہ اوروں کی تکنیک استعمال کرنے کا دھوکا دیا گیا۔ اب میں
متوجہ صاحب کے غفلت جذبہ ضروری باتیں گنوا رہا ہوں۔ سب کے ہمت
سے سوالوں کا جواب میں مل جاؤ گا۔ (۱) متوجہ صاحب جنٹا کی زبان
میں لکھتے، کیونکہ جنٹا سے ہیں پوتی نہ اُردو ستر لکھتے دوت انہیں
مرا ٹول اور نکال دگا کے مترجمین کی آسانی کا خیال رہتا ہے (۲) اس
کتاب میں ایک بھی بدردہ سال کا ایسا لڑکا نہیں جس کی رائوں میں
کھلی آغوش ہو۔ اردو کوئی ایسی لڑکی جو ”بیا لگ بدوٹ“ ایسی جوانی کا
اعلان کرتی رہتی ہو۔ یوں تو اس کی دلی میں ایک سے ایک حال مست
اور کھال مست چلتے، لیکن ہمیں نہ بھانسا ہوا اس کے پیچھے کوئی بھی
نہیں لگا۔ (۳) آج کے مٹھو، مٹھی، گٹن، وغیرہ بڑے ٹھوس مادے
سے ہیں، لیکن حدیاتی مادیت اور واحد سماجی مفاد کا اظہار
اُن میں نہیں سدا گیا اُن کے کسی کردار ایسے ہیں جو ارتقا یا
کردار (۴) مائل کھٹل ہیں، لیکن متوجہ صاحب نے مفاسی کو کردار کہیں
بھی نہیں بنایا (۵) نگلا پست تالو کے تانوں کا تانوں ہو تو یہ مجھ سے
مراہ راست محلوں کے لیے گناہ یہاں تو آپ کو مردہ انسانوں کی زندہ
انسانیت ملے گی۔ جنسی، معاشی، مذہبی، سماجی، آفاقی اصولوں کی
لیٹ میں اُن کا ایک کردار بھی نہیں آیا۔ (۶) عجیب مجبوری ہے کہ
کتاب دلی کے بارے میں ہے اس دلی کے بارے میں جہاں بھی بنگالوں
سے عبارتوں کے ضمن کی بحر میں *international*
کا اردو ترجمہ کا نام شروع نہیں کیا تھا نہ یہ کتاب اس دنیا سے سیزار کا
اظہار کرتی ہے جب سماج طفیلی برتری کے اصول پر قائم تھی، یہاں
تک کہ مادشاہ کو غلط سبائی سمجھا جاتا تھا۔ اور کئی کبائی بھی ایسے آپ
کو بادشاہ سے ادھر نہیں سمجھتا تھا!

یہ پانچ باتیں ایسے ہیں جنہیں گھونے مارا کرے بھی نہیں سہل کے
خلق سے نیچے نہیں آتا جا سکتا۔ جبوحی مباحب کے پوری داد دے پا سکتے
کی وجہ بعض حضرات (مضمہو مٹانے) ادیکہ محافلین (کے نزدیک ہوسکتی
ہے کہ چند نوجوانوں نے ایک دوسرے کو حاجی، مشہور کر کے لے کر کئی برس
میں سازش کر لی ہے) انکی جالا کی سے رسالے بھی آئے قبضہ میں آگئے

ایک رُخا عکس ان دونوں کے نظر پر ہے لیکن عکس کو محل سے زیادہ ٹھوس سمجھا، بلکہ اسے وحدۃ لاشریک لڑا جاسا۔ اس کے لئے دہنی بے سی داعی عکس، سہل اندیشی، اور اس سے کوئی نام چھانٹ لیجئے ایک اور کارآمد نسبت سہرے دہن میں آتی ہے۔ مختلف اہلیتوں کو شہر فرض کیجئے جہیں ہم مادی سطح پر ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ سمجھتے تھے۔ مارکس اور فرائٹ لے ہمیں دکھایا کہ ان کے درمیان پُل ہی ہیں۔ اب بہ ہماری خوش ہمتی ہے کہ ہمیں بس ایک پُل ہی پُل نظر آتا ہے۔ سلطان کی آست کی طرح بھی ختم ہوئے والہ ہم نے جو اس ارضی اور ابدی الم پلیدو لم لول پُل کا تصور باندھ رکھا ہے، بہت غمن ہے یہ ہمیں ایک نئی اہلیت تک پہنچنے میں مدد دے۔ نئی دنیا کے ترکستان حانا جو تو شاید اس پُل پر سے گزرنے بغیر چارہ نہ ہو، لیکن ادب کا کعبہ انھیں فتر شہروں میں لپکا۔ آج اپنے لئے ایک چیز بند کر کے ہیں نظر یہ یا ادب۔ ہمیں چونکہ نظریوں سے زیادہ محبت ہے، اس لئے جب اس وقت صوفی کے مضامین کی شہم کا ادب ہمارے سامنے آتا ہے، تو ہمارے اعصاب اسی طرح گنگ رہتے ہیں۔ ہم نے فرض کر لیا ہے، وہی افسانہ اچھلے جس میں اہلیت ہوا اور اہلیت صرف وہ ہو جو ہم محسوس کرتے ہیں، مثلاً جنسی فلتس معاشی بے اطمینانی، تعطلی بہت سیاسی انھیں، یلوس، تنکستی، بیراری، اور ایسے ہی اہل علم۔ اشرف صوفی کے ان مضامین یا اور انساؤں میں جو روضہ اور اہلیت مانی جاتی ہے وہ ان سبب الگ ہے۔ یہ روضہ یو پی اور دہلی کے علاقے میں شہل نوں کی صدیوں کی زندگی کے تسو وگا کا بقیہ، جو تادہ رکھ ہے۔ یہ روح مائل انوکھی ہے، اس کا رنگ لپ سبب الگ ہے۔ یہ روضہ صرف اسی خطے میں، صرف ان ہی جغرافیائی تاریخی، معاشی، سیاسی اور سماجی حالات کے ماتحت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ایک مرنہ پیدا ہونے کے بعد جب تک وہ عوام کے رگ و پے میں بسی ہوئی ہے اس کا مٹنا آسان نہیں ہے۔ یہ روضہ نہ مرنے نہ مرنے کی پڑی ہے جیسا ہم میں سے بہت سے لوگ سمجھتے رہے ہیں بلکہ یہ اتنی نئی ہے جتنا آج کا دین۔ یہ اہلیت اتنی ہی ٹھوس ہے جتنی جنسی بھوک۔ اگر متوسط طبقے کی نئی نسل کے دھارہ اسارے کے سارے آدمیوں کی قوت و احساس بعض جہتوں سے کند ہو گئی ہے تو اس سے یہ اہلیت مرنے نہیں گئی۔ بلکہ جن آدمیوں سے ہم کند سے رگڑتے ہوئے چلتے ہیں، بازار کے نانی، حلوائی، سنے، ادھوئی ہمارے مائن بنیں، اس کے شعور میں یہ اہلیت جیتی جاگتی موجود ہے اور

ہیں جو دن رات ان کا اصل بیٹہ ہیں۔ چنانچہ بس گروہ سے ماہ کا اگر کوئی آدمی جو تو اس کی کوئی سنا ہی نہیں، اگر معاملہ تناسل یا سیدھا سا دوتا تو لمبی چوڑی تمہیدیں باندھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ نئی نسل کی واقعی کچھ محمودیاں اور محفود ماں ہیں۔ ایک حد تک ان محفوریوں کا علاج خود محفوریوں کے ہاتھ میں بھی ہے، لیکن ان کے خارجی اسباب اتنے متغیر نہیں ہیں کہ انھیں بھلا دیا جائے۔ اسی وجہ سے بعض وقت نئی نسل کی کوتاہیوں پر غصے کے بجائے پیار آنے لگتا ہے۔ بہر حال اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ بولکھلا ہٹا لے ادنی ماحول کا محفوری حصہ بن گئی ہے۔ چند سسکوں نے ہماری لوجوان نسل کو اپنے اندر ایسے عیب کیلے کہ ان کی دہنی دنیا میں تو اس مانی نہیں رہا۔ مانا کہ یہ مسئلے ہماری زندگی کے اہم ترین مسئلے ہیں، لیکن ہم یہ معمول گئے ہیں کہ زندگی کے مقابلے میں یہ مسئلے بھر پوری محفوریوں سے باہر بھی ایک دنیا کی دبا بستی ہے۔ جہاں تک ان سسکوں سے باہر کی زندگی کا تعلق ہے ہم نے اپنے دماغ کو مادی کر لیا ہے، کون ایسا تعلیم یافتہ لوجوان ہے جس کے دروڑ ماں کا ڈول کی کتاب

— *Sex and Society* — کے محکمہ کا نام۔ جو سسک اہلیت اور حقیقت کی، اہلیت کے متعلق اتنی لمبی چوڑی لکھکوں نے ہماری نظروں سے بہ بدشگونی سادی حقیقت چھپا دی ہے کہ اہلیت محض ایک معاشی، سیاسی، جنسی یا نفسیاتی نظریے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے ان گنت رنگ ہیں جن کا احاطہ ہماری من گھڑت فطرت اور تفسیریں بھی نہیں کر سکتیں۔ جوش کو تو میں نے شروع ہی میں مطلق دہدی ہے، ورنہ شاید میں یہ کہتا کہ اہلیت کوئی چیز نہیں ہوتی ہاں اہلیتیں ملتی ہوتی ہیں۔ جو اہلیت میرے تجربے میں آتی ہو مجھے حق ہے کہ اس کا احترام اور اس سے محبت کروں، لیکن دوسروں کے تجربے میں جو اہلیتیں آتی ہیں ان سے جو دور سے انکار کرنا میرے نزدیک تو دہنی بیماری ہے۔ *Dementia Praecox* کی ایک قسم۔ دوا دہنی مانی نئی نسل کو روگ کی طرح لگے ہیں۔ ایک تو مارکس دوسرے فرائٹ۔ ان دوا دہنیوں کی اہلیت سے حوالہ دے کر کہہ دے کہ اگر اپنے دماغ میں وہ بہت سی کام کی باتیں تھانے ہیں۔ سب سے زیادہ کام کی بات یہ کہ مختلف اہلیتیں ایک دوسرے سے کیا علاقہ رکھتی ہیں۔ اور کس طرح ایک دوسرے کے سہارے زندہ رہتی ہیں۔ ان مختلف اہلیتوں سے جو عظیم مہمبست بنتی ہے یا کم سے کم جسے بننا ہو، دیکھنے پر انسانی ذہن مجبور ہے اس کا دماغ سادہ اور

اسی وجہ سے صوفی صاحب کے کرداروں میں تازگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے

کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب دلی کے بارے میں ہے۔ دہلی کے متعلق لکھنے والے ایک مات میں بہت بدنام ہیں کہ وہ بڑے بہت زیادہ ہیں۔۔۔ مات جیسی ہے یا بڑی اس سے فی الحال مجھے مطلب نہیں میں صرف اشرف صوفی کا فرن دوسروں سے دکھانا چاہتا ہوں دہلی کے متعلق لکھنے والے زیادہ توجہ لال قلعے پر صرف کر رہے ہیں۔ وہ مغلیہ سلطنت کو روٹے ہیں، مادہ شاہی جلوسوں اور شان، شوکت کو روٹے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ انھیں روٹنا نہیں چاہیے۔ لیکن بہ حال یہ جو کچھ ہوا وہ ایک تاریخی عمل تھا۔ جلوس دیکھ کر حیرت ہے، لیکن اس کا مزہ کتنی دیر کا ۱۹ اشرف صوفی صاحب نے ایک زیادہ مشکل اور اہم عصر کی طرف توجہ کی ہے جو بلو تاشیا اور سلطان کر رہے جانے کے بعد بھی جلدی اور آسانی سے نہیں مڑتا۔ یعنی کسی مخصوص سیاسی اور معاشی نظام نے عوام کی طبیعتوں کو بگاڑ دیا ہے اس کے مزاج میں کیا خصوصیتیں پیدا کی ہیں، زندگی کی فضا کو کس رنگ میں رنگا ہے۔ یہ حسرت و تاج کے ساتھ بیٹھے والی نہیں ہوتی، بلکہ ٹری ٹری مشکلوں سے اس کے نشان دور ہوتے ہیں۔ یہی چیز اس کتاب میں سب سے زیادہ قابل قدر ہے۔ اس دلی کے بارے میں ہے جو لال قلعہ کے ساتھ اجڑا نہیں گئی، بلکہ اب بھی رہ رہے ہے۔ اپنی بہترین شکل میں نہیں صرف دلی کے دس یا پچھلے کے رقبے ہی میں رہ رہے ہیں، بلکہ دلی سے چار سو میل کے فاصلے پر بھی سانس نے رہی ہے۔ اس کتاب کا مریع محلوں کی طرف نہیں ہے بلکہ کلیوں اور بارادروں کی طرف صوفی صاحب کی دلچسپیاں سر اسر جمہوری ہیں ملکہ دلی کی تہذیب کی سب سے بڑی عظمت یہی ہے کہ وہ جمہور کے دلوں سے بہت قریب تھی اور اس بات کی بہترین شہادت یہ کتاب ہے۔ صوفی صاحب کی تحریروں کی قوت کا راز اسی ری ہونی جمہوریت میں ہے۔ لال قلعہ کے اجڑنے سے وہ بے بیج انھیں اس بات کا ہے کہ دلی میں گھٹی جیسے کبابی نہیں رہے جو جیسے والے کو کباب پہنے دیتے تھے اور بچے والے کو بعد میں۔

یہ تو رہا کتاب کے موضوع کے متعلق۔ جہاں تک نشر لکھنے کا تعلق ہے اس وقت اردوں میں مجھے کوئی ایسا نام نہیں یاد آ رہا جو ان سے بہتر اردو متر لکھ سکتا ہو۔ میرا مطلب اس نشر سے ہے

اس وقت تک ہے گی جب تک ہماری طبیعتوں کی مروتی ان رب لوگوں سر بھی نہ چھو جائے۔ اسے ہم اشرف صوفی کی تحریروں کو بے وقت کی راہی کسی طرح ہی نہیں کہہ سکتے۔ گرا بھاننا چاہتے ہیں کہ اس علاقے کے ایک عام مسلمان کے شعور اس اصیت کی شکل ہے۔ اس کے مزاج میں کائنات ہی ہوتی ہیں، اس کی حسیاتی زندگی کا رنگ روٹا ہے۔ تو اس کا عکس آپ کو صوفی صاحب کے مضمونوں میں ملے گا۔

بے پلا احساس حواس نے مضمونوں اور اساتذہ کے مطالعہ کو ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف ایک فرد کی محدود العزادیت کا اظہار نہیں کر رہے ہیں، بلکہ ایک جماعت کی طرف سے بول رہے ہیں اس کا رشتہ جمہور سے نہیں ٹوٹا ہے، اس کی ادعو عوام کی حسیاتی زندگی میں بڑی نگاہت ہے۔ اور ان کی تحریروں میں نگاہت کا احساس پیدا کرتی ہے انہیں ایسی جماعت کے جمہور بر لقمہ ہے اور وہ جمہور کے ساتھ مل کر اپنی جماعت کی زندگی سے لطف لے سکتے ہیں۔ یہ اس زمانے میں بڑی بات ہے۔ چونکہ اس کی اپنی جماعت سے لڑائی نہیں ہے، غالباً اسی لئے ان میں کردار کا احساس اکثر نہیں لکھنے والوں سے زیادہ ہے۔ بہت سے لکھے والے اس خیال میں گن ہیں کہ اولیٰ میں طبعی کشش یا فرارٹ کے کسی ٹرک کا ذکر آجائے تو بس پھر کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ دو ایک حصران کے بروک تو کردار نگاری انسان نگاری کا کام نہیں، چڑی مارا ہے۔ حال اس وقت ذکر اشرف صوفی کا ہے ان کے نزدیک انسان نظریاتی مفرد ہونے نہیں ہیں، بلکہ گوشت و پوست کے بے ہونے، زندہ سانس لیتے ہوئے آدمی حالانکہ اُنکے کردار بہت سے انسانوں کے کرداروں سے زیادہ جماعتی زندگی اور جماعتی خصوصیات کے حصہ دار ہوتے ہیں، لیکن پھر بھی ان میں افرادیت اور شخصیت کا احساس شدید تر ہوتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ اگر انسان نگاروں کی ایک سلسل کی نسل عجیب غریب اور اوستے کردار رہنے کے پیرم، ٹھکانے لکھو کہ دن بعد شبہ یہ نکلتا ہو کہ سب کے کردار ایک سے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر واقعہ کو کردار کا نام ہم اس سمجھ لیج لیتے تو پھر تو کہنے ہی کیا یہ شاید دیوانوں میں تو توخ کا امکان بہت کم ہے شاید دیوانے کے کردار میں عموماً جو نکلنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی، کیونکہ دیوانے سے آپ ہر چیز کی توقع کر سکتے ہیں۔ چونکہ اسے تو آپ صرف اسی وقت جب ایک عام اور معمولی آدمی کو غیر متوقع باتیں کرتے دیکھیں گے۔

جو تھیک کی زبان ہوتی ہے۔ بغرض محال اگر ان میں کوئی اور بات نہ
 بھی ہوتی تو بھی چیز انہیں ایک ممتاز جگہ دینے کے لئے کافی تھی۔
 کیونکہ یہ تو وہ زمانہ ہے جب لوگ چار صحیح جگہ لکھنا سیکھے سے
 پہلے ادیب ہونے کا دعویٰ کرنے لگے ہیں۔ بری دلچسپ حیر ہوئی،
 کسی دن آ کر دیکھئے عہدِ عثمانی کو تو الگ کر دئے، اور ایک
 علام عاس کے افسانے آدھی کو، اس کے بعد سارے نئے
 افسانوی ادیبوں سے ایک ایک صفحہ اس جھاڑے سے افسانے
 سے باہر نکال کر چھٹی سر کی مثال کے طور پر پیش کیا جاسکے۔ میں نے
 وہ کبھی یہ عمل کر کے نہیں دیکھا، لیکن میری ڈھائی ہے کہ ہمارے
 میرے سبب جھوٹے تاب ہوں۔ ہمارے یہاں بہ خیال بہت
 عام ہو گیا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی چیز ہے تو اس کا بیٹے
 نئے کم سے کم حربہ کل میں پیش کر دیجئے، وہ ادب ہو جائے گا۔
 اور سب عام حد پر مسمیٰ۔ اسلئے بڑھے اعلیٰ آسانی سے سہل جانے ہیں۔ حاکم
 تابکاروں کی آواز میں وہ مہتاب ہر کہ رو رہے دروازے کھلتے ہیں۔ رو رہی
 گنگ میل قائم ہونے ہیں۔ جیسی چیزوں سے توڑ پھنے والوں کو پہلے ہی دیکھی
 ہوتی ہے افسانہ نگار کو کبھی پیدا کرنے کیلئے کاوش کرنی ہی نہیں پڑتی
 اس تاہم ناجی اور دماغ پوچھا، لیکن جب ایسی چیزوں کا بیان کرنا
 پڑ جائے جس سے بطنہ بڑھنے والوں کو کوئی دیکھی نہیں، اس وقت کھلتی ہو
 حقیقت آسان چھوٹے والوں کی۔ یہ ہر امتحان لکھنے والے کا۔ یہاں
 میں اتنی ہوشیاری صاحب کی حدِ سطح پر نقل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس
 کتاب میں سب سے زیادہ جو مضمون پسند ہے وہ ہے مضمون بھٹیلا راہ
 اس کہار میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو درد دیکھنے میں نہ آتی ہو۔ جتنا بڑا
 موضوع میں بد ادب جو دلچسپ بننے کی زیادہ صلاحیت نہیں تھی۔ لیکن
 ایسے موضوع کو بھی اہمائی دلچسپ مادہ صرف اسے ہی آدمی کا کام ہوا
 جو اسلوب بیان اور زبان کا مالک ہو۔ جو سطح میں اقل کر رہا ہوں ان
 میں بھٹیلا راہ کو دکاں کھولتے ہوئے دکھا با گیا ہے مضمون دکاں کھولنے کا
 کوئی راز اور انوکھا طریقہ استعمال نہیں کیا۔ ایک جگہ بارے وینا میں
 باقی ہیں وہ ایسی طرح دکاں کھولتے رہیں گے لیکن عورت سے دیکھئے اس
 چھوٹی سی اس کے بیان میں ہوشیاری صاحب نے کیا شگفتگی پیدا کی ہے۔
 اس حصہ کو سب سے زیادہ شکرِ جنیت سے جانچئے۔ مسئلہ چار کو گری،
 رساتہ محلے میں سب سے پہلے میان چھوٹی دکاں کھلتی۔ مہ اندھیرے
 نقل میں مصاحف کی پوٹلی وغیرہ سر پر پٹلیا بیٹھ کے اور کچھ جھینڈیاں کچھ
 دھانکڑنگی میں بندھے ہوئے گنگنانے چلے آتے ہیں۔ آئی دکاں

کھولی، جھاڑو بہا رہی، تنور کھولا، قدوں گڈیوں یا دھڑکی کا ہنڈا نکالا، ہڈیاں
 جھاڑیں، اس کٹھنی کے معان اس کٹھنی میں نے، یعنی گھر سے جو تھیل لائے تھے،
 ہڈیے کا مال اس میں ڈالا، مصاحف کھڑکا اور اسے دھندلے سے لگے سوچ سکتے
 تھیلے میں، ہماری اس طرح کو در سب کر لیا۔ تھیلے میں ایندھن جھونکا، تھیلے
 گرم ہوتے ہوئے عرب عوام کام پر بھاڑے روٹی کھولنے یا کھانوں کیلئے تروالینڈ
 اتنے شروع ہو گئے کہ کسی کے ہاتھ میں آٹے کا طباق ہو تو کوئی مٹی کا پیالہ لے چلا
 آتا ہو اور میاں ٹھوہیں کہ صاحب روٹیاں بھی کاتے طاقے میں اور شیلے پر
 کھٹا کھٹ جھپٹا بھی مل رہا ہے۔ نہ سمجھتے کہ میں نے اپنی دلیل کو مضبوط
 بنانے کیلئے کتاب کے چھ حصوں میں سے ایک جھانٹ کر نقل کر دیا ہو۔ جو
 خوبیاں آپ کو یہاں نظر آ رہی ہیں وہ ساری کتاب میں نظر آئیں گی۔
 محض —————
 بڑا نکال میں ہی ملے۔ تو اسکول کے لڑکوں کا من ہی۔ اچھا سر نگار وہ بڑا نکال
 جیسی سر نگار سکے، جسکی سر نگار ہو۔ نہ نہیں کہ چاروں تو بڑے اکرے چلے اور
 کھڑے چھلکی کرنے لگے اللہ یہ گنگ نامی چال ہمارے یہاں بہت مقبول ہوئی جا رہی ہے
 اب جیسی سر نگار ہمارے دو چار ان ملے جو بڑے سببیں استعمال کر سکتا۔
 اتنی ہوشیاری صاحب ہکا بکا کے داخل ہیں، انہیں جیسی سر نگار میں
 جو درد آتا ہو، اور آپ بھی انکی تحریک کو مے سے لے کر بڑھ سکتے ہیں اور صاحب
 آپ جو چاہتے ہیں وہاں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اسے لطف کے ساتھ لکھ سکیں۔
 کسی نے کہا کہ بڑے ادیب اس ادب میں ادیب نہیں ہوتے، اگر ادیب کے معنی تلے لے
 جائیں تو توٹیک ہو گیل اگر اس سے مراد ہو تو بڑا ادیب ایسا ہونا ہی چاہئے کہ بڑے
 سے لگھاں کھڑ رہی ہو تو میں ہو گا کہ کہنے والے نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے
 مجھے تو بڑے ادب کی کوئی ایسی مثال یاد نہیں آ رہی ہے اور فکر بڑھنا
 بڑا ہو۔ شرف ہوشیاری صاحب کی کتاب کو بڑا ادیب کو جیسے پچاسی کے
 تختے پر چڑھ کر ہی کہوں تو کہوں لیکن میں نہ وقت کہتے کو تیار ہوں کہ اس
 کتاب کی ہر ہر لائن کو آپ لطف کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، اور اس لطف کا
 احساس کتاب میں کر رہے کے بعد بھی دماغ میں گھومنا پسند ہے اور اس چیر
 کو میں کوئی معمولی چولی نہیں سمجھا۔ اگر اردو میں ایسا ادب کا مقام ادیب پیدا
 ہو رہا ہوتا تو اس وقت اتنی ہوشیاری صاحب کی کیا اہمیت ہوتی؟ یہ بھی جھٹھا
 اچھا سوال ہو لیکن فی الحال اس پر غور کر کے تو کوئی دوری اور عملی فائدہ نہیں
 اُردو ادب میں کل جو کچھ ہو رہا ہو وہ آپ کے سامنے بھی ہے اور میرے سامنے بھی۔
 نبرا باب کی ایک ماہ بہ ہے کہ اس طرح ہوشیاری صاحب کا دھڑنگیم ہے۔
 بہ آخری فقرہ بقول مجھے —————
 محمد حسن عسکری

”منزلِ امین جہاں“

سوال

ساغر تیس و قمر کے جسے سمجھ دیا ﴿﴾ حق کا سورج جو گرے کے جسے بھیج دیا
 ایک کتاب منظور کے جسے بھیج دیا ﴿﴾ جبر و دستہ ہمارے کہہ دے کے جسے بھیج دیا
 اُس کی رفتار کی رفتار سے ہر اس کو نہ ہو
 اپنی تخلیق سے ماریا اولیٰ جہاں تو نہ ہو
 قسمت آئینہ حیرانی ہی حیرانی ہے ﴿﴾ ہر کے میں نظر کست کی دیرانی ہے
 کام شعلے کا یہی سوختہ سامانی ہے ﴿﴾ قفس کا شہر ہی نہ خاک بلامانی ہے
 لب اکریے اور اگر خاک اُڑایا نہ کرے ؟
 ”محمل کرو بھلا کیوں یہ بنایا نہ کرے ؟
 آزماتا نہ کوئی کس لئے سنگینوں کو ؟ ﴿﴾ کیا بنایا نہ بھلا چھ لئے لئے سینوں کو ؟
 لوحِ فطرت سے مٹا پہلے ان آئینوں کو ﴿﴾ کبک رجم ہر آجائے ناشائینوں کو
 تو روئے باز کو بے معصیت اس سے
 جس طرح آئینے اس میں سے اس سے

جواب

رور متسانی کی پہلے کی رعایت کا جواب ﴿﴾ دہی مرسودہ دیار یہ حمایت کا جواب !
 سچ وہی تذکرہ خجست و دایات کا جواب ﴿﴾ لعلی معلوم دستوں کو دایات کا جواب !
 ہمسکو معلوم یہ تھا انجام یہی ہونا تھا
 لیکر اس رنگ، سیاہاں میں ہمارا ہونا تھا
 رام کہا حضرت آدمؑ ہی کے فرزند نہ تھے ﴿﴾ اس میں ہم بھی کسی اور کے دل بند نہ تھے
 اور نہ کہ فطرت کا شکر خند نہ تھے ﴿﴾ دہرین زمانہ میں یہ کہا منہ بند نہ تھے
 یہ وہ حاکمی تھے فرستوں کی بھی جویاں ہے
 یہ وہ بندے تھے جو تیرہ گہرا لانا کس ہے
 مہر یہ اب بھی ضعیف یا ہم پہلے کی طرح ﴿﴾ شہرہ داروں پہلے کی طرح
 دہر کی شعلہ پندار میں پہلے کی طرح ﴿﴾ العرض و دلہ لار میں پہلے کی طرح
 بندہ حرص دہواری کو یہ منظور نہیں
 ”منزلِ امین جہاں“ در نہ آئیں مطلق نہیں

امین حسینؑ

باتیں

کہ خدا ہوں سے زندگی کا رزاق نہیں کی ہے، اہوں نے دنیا کی
کے ساتھ حقیقت کا سامنا کرتے ہوئے ہر بات کی ادنیٰ بچ پر غور
کیا ہے اور اس کے بعد جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہیں کہہ رہے ہیں،
اگر ان کی ماہیں معتدلس کو آئینہ نظر آتی ہیں تو آئینہ دیکھنے سے
ہٹے، اہوں اسے صبر کا علاج کرنا چاہتے اور فوٹو کرنا چاہتے،
کہونکہ ان کے صبر کا مرض بہت ترانا ہے اور بہت جلدک بھی
ران کی ایسی بات کے لئے

عقہ ہی ایک طرح کا ہے جسے محبت کا شہر، پیسے بناؤ
کا لہ، جسے شراب کا لہ، لیکن عقہ اور شراب کے بنے والوں کے
اعداد و شمار کیلئے کے حائیں تو عیسے کا حانہ غالباً مالی ہی رہے گا۔
گو با شراب عیسے داوں کی اس دنا میں کترت ہے، اس کی وجہ شاید
ہے کہ شراب بولوں میں آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے اور عقہ
کری بند بول میں نہیں ملتا بلکہ بول کھٹنے پر عیسے کا اظہار شروع
ہوتا ہے اور بعض دفعہ عقہ جم ہونے پر معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے
کا سر تھکا اور اپنی بول با بول تو دوسرے کی تھی لیکن سر اپنا تھا،
بتجہ دونوں صورتوں میں ایک یعنی در دوسری۔
عیسے اور شراب میں ایک فرق ہے شراب کو حاصل کرنے سے
پیسے اپنی جیب پر اقتصاد دی بار ڈالنا پڑتا ہے، عیسے کے برے نتائج
کا اندازہ ایک فقارہ عیسے کے بعد جب پر اقتصاد دی بار کا باعث
ہوتا ہے۔

عقہ آسانی سے بند بولوں میں نہیں حاصل ہو سکتا اس
لئے لوگ عیسے بی نہیں سکتے چنانچہ عقہ اٹھایا جاتا ہے، شراب کی
جاتی ہے، شراب انڈل کر اس لئے ضائع نہیں کی جا سکتی کہ اس کے
انڈینے پر عقہ آسکتا ہے اور شراب کی غیر موجودگی میں عقہ
نہیں پایا جاسکتا۔ دوچار پینے والوں میں خصوصاً جنہوں نے
چندہ کر کے بننے کی ڈالی، اور کسی کو کم ملے اور کسی کو زیادہ ملے
شراب کے ساتھ عیسے کو بھی پینا پڑتا ہے، ہانا کہ اس صورت،
میں نشہ دہرا ہو جاتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ عقہ کے پینالے

چارلس باڈیلیر کی ایک نظم ہے۔۔۔ آئینہ۔
ایک نہایت کریمہ الخیز آدمی کمرے میں داخل ہوا اور آئینے
میں اپنی صورت دیکھنے لگا۔ مجھ سے نہ رہا گیا میں نے یوچھا آئینے میں
اپنی صورت دیکھ کر آپ کو بے لطفی اور بد مزگی کے سوا اور کوئی
احساس ہو رہا نہیں سکتا، یہ کیوں آپ آئینے میں اپنی صورت دیکھتے
ہیں؟

کریمہ الخیز آدمی نے جواب دیا۔ "بھرتا اب بیسویں صدی
ہے، مساوات کا دورا آزادی اور جمہوریت کا زمانہ، ایک قوم
پیشہ کوئی بھی جیسے اس مساوات کے احدا اس میں دلچسپی نہیں ہونے
ہر شخص کے حقوق برابر ہیں، اس لئے مجھ بھی اپنے حق سے کوئی
طاقت محروم نہیں کر سکتی، چنانچہ میں اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتا
ہوں، اب اس میں چاہے کلف ہو یا بے لطفی، اس کا اعلق میری
ذات سے ہے، میرا اپنا اعتبار اس کا ذمہ دار ہے۔"

اگر یہ سادی مجھ سے کام لیا جائے تو میں راستی ر
تھا، لیکن قانونی لفظ نظر سے وہ کریمہ الخیز آدمی بھی غلط بات
نہیں کہہ رہا تھا۔

یہ تو قلمی نظم حالانکہ شرمین بنو۔ بعد بدادوب پر اعتراض کرنے
والے جلسے وہ قدامت پرست ادب، بتا غروں چاہے نا بچو
لغاؤ اور جلسے احتساب کے جاہل مجاہد، سب آئینے میں اپنی صورت
دیکھ رہے ہیں اور ان کی اس حرکت سے جو بے لطفی ان کے اپنے
ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کا رد عمل وہ کڈھیں اعتراضات کی
صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے ضمیر کی بلندی کے وعدوں میں وہ
بسی سے کم نہیں سکتے ہیں، انہیں حقیقت سے سامنا
ہوتا ہے تو وہ جھٹاٹھتے ہیں اور جمہور کے اخلاق کی نام نہاد
پسمانی کی آٹھ کے قانون کی پست پناہی میں اپنی جھٹلاہٹ
کا شفا مہیے ہیں لیکن ان کا کمزور حافظہ اس وقت یہ بھول جاتا
ہے کہ مساوات کے اس وعدہ میں جس طرح انہیں اپنے خیالات کے
ظہار کا حق ہے اسی طرح جن لوگوں پر وہ معترض ہیں ان کے بھی
حق ہیں، وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار آزادی سے کر سکتے ہیں،

نشاطِ غم

ضبط و غم کی کشمکش سے وہ مقام آہی گیا
 لاکھ رو کا پھر بھی لب پر انکا نام آہی گیا
 راہ ہستی میں سکون مرگ بھی منزل نہیں
 میں یہ سمجھا غالباً کوئی مقام آہی گیا
 کم نہو ائیں وہاں جامِ طرب کی گردشیں
 میرا سرگتہ مقدر اُنکے کام آہی گیا
 ہائے کیا جوشِ طلب ہے گرتے گرتے ضعف سے
 جانبِ منزل کوئی دوا ایک گام آہی گیا
 ضبطِ غم کا تکملہ چاہا سکوتِ مرگ نے
 لب پہ لیکن ایک نالہ ناتمام آہی گیا
 وحدتِ جوشِ طلب سے ماسوا کی راہ میں
 بستکدہ آہی گیا بیتِ الحرام آہی گیا
 ہر نگاہِ شوق اب رہنے لگی نا کام دید
 جلوہ آرائی کا اُن کو اہتمام آہی گیا
 جوشِ ہجر اں رو کدیتا گردشیں افلاک کی
 کوئی کافر درمیانِ صبح و شام آہی گیا
 جلوہ گاہِ ناز میں تابشِ نظر کی خیر مانگ
 اس طلسمِ رنگِ بو میں دل تو کام آہی گیا
 تابشِ دہلوی

بعض کتابوں کی کتابت طبعاً عندِ ہستی پہنچا اچھی ہوتی ہے لیکن متن میں ربط و یاس بھرا ہوتا ہے۔ وہ جو تیس ہیں جن کی دشمنی صوفِ بصارت تک میوہ ہے دور سے دیکھ لیجئے پاس پہنچے تو ملاقات یعنی مطالعہ آید کو نامید کر دے گا لیکر زعفرانِ حور میں کیا ہیں؟ نہ جلدِ نسا میں ہیں حُزوں میں رکھی ہوئی و نہیں پہلے زمانے میں لوگ بادِ صوف کو کر وصل رکھ کر پڑھا کرے تھے لیس اب دُنیا نطفہ کی مٹی ہے اُٹھنے والے رستہ چلنے بھی پڑھ رہے ہیں

ہاں وہ عورتیں جو ہماری زندگی میں آتی ہیں دوسروں کی بھی ہوتی کتاب میں ہیں اور دنیا میں ہمیں لیکن تو ہم خود ہیں لیکن مَن کے ٹرے دے اور بیو نے ہاں ہمیں مٹا سکتے ہیں۔

بعض کتاب میں آہی ہوئی ہو کہ ایک بار شروع کر کے مستم کرنے کو می پس چاہی بعض غو میں بھی اسی ہوتی ہیں۔ آج کل میں سام کو کتابتِ طبع سے گذرے ہوئے اکثر دل میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دے کہ اس کا ہا کر د اور یہاں تک لیکن کے بعد۔ اب مجھ میں آئی کہ جگہ کتابوں کی ایک دکان ہے جہاں ہر گھن بعد دوام دے کر سر موجود۔ کتاب خرید سکتا ہے لیکن گھر ملو زندگی ایک کتب خانہ ہے جس میں بعض شرائط کی بنا برہی کتابتِ طبع مل سکتی ہے۔

میراجی

اُردو سے متہود شاعر میراجی نے ایک میراجی کی نظمیں: ہر اردو نظمیں بھی ہیں یہ نشاطِ طبع اُن کا بخوبی ہیں۔ ماسل حدیثِ طر کی نظمیں ہیں اُس شاعر کی جو جامع شاعری کا امام سمجھا جاتا ہے مجتد فیضِ دور و بے آٹھ آئے۔ میراجی کے گیت دلا دوسری میں انا حوا اب گیت ہی گیت: یہاں رہتے آیت مدھ گیت آپ نے کبھی نہیں پڑھے ہوں گے۔ اس مجموعہ میں ہر قسم کے گیت ہیں قیمتِ غلبر حدیثِ شاعری کے غلبر دار مسٹر اختر الاکان بی۔ اے کی گرداب: نظموں کا مجموعہ ہر نظم زندگی کی ایک فریاد اور روح کی ایک چیخ ہے۔ مجتد فیضِ طبع و بیو آٹھ آئے۔

لہنے کا پتہ: ساقی بکٹ ڈپو۔ دہلی

پیٹ کا سوال

کل رات اک رئیس کی باہوں میں جھوم کر ۛ ۛ ۛ
 غیظ و غضب سے باپ کا خوں کھولنے لگا ۛ ۛ ۛ
 لوٹی جو گھر کسان کی بیٹی بھند ڈال
 درپیش آج بھی تھا لمر پیٹ کا سوال
 کشتہ معاش

کل رات اک کنویں سے معلق بلبے اٹھے ۛ ۛ ۛ
 پانی کی تہ میں تیر رہی تھی کسی کی لاش ۛ ۛ ۛ
 اک بڑھیا کہہ ہی تھی یہ سر پیٹ پیٹ کر ۛ ۛ ۛ
 اے میرا لال نور نظر، کشتہ معاش
 خواہ بگاڑ مزدور

کل رات اک سڑک پہ کوئی نرم نرم شے ۛ ۛ ۛ
 بیتاب میرے پاؤں کی ٹھوکر سے ہو گئی ۛ ۛ ۛ
 میں جا رہا تھا اپنے خیالات میں گمن ۛ ۛ ۛ
 ہلکی سی ایک چیخ فضاؤں میں کھو گئی

حسینان سرین

ریسی ریلی نگاہوں سے ٹپکے مئے کیف پروریشلی نشیلی
 سجیلی سجیلی بھودوں کی کمانوں میں جلاؤ پلکین نکیلی نکیلی
 ہراساں ہراساں جوانی کی دھڑکن اُنگوں کے طوفانِ خلائخ! ماں
 چراغاں چراغاں شبستانِ عارضِ ختن زار گیسو پریشاں پریشاں
 حنائی حنائی، تھیلی تھیلی، ترنم کی دُنیا کلائی کلائی
 خدائی خدائی سے دست و گریبان قیامت قیامت ہائی دہائی

قتیل شفائیؔ

یہ دلی ہے

جہاں کو درسِ عبرت ہے یہ دلی کی زباں دانی
جو کفر از کعبہ برخیزد کجا مانند شملانی

یہ لابلہ ما۔ لڑکیاں مل کی کل یاس اور رتے ساٹھ بصدی کامیاب۔
اُمدواروں نے سوالوں کے حوالات لکھے تھے اُس کے بعض حصے
میں لے لعل کرے آج حادین ساقی کی صبادت طبع کے لئے افس
مکہِ عبرت کے لئے افس یہاں میں کرتا ہوں۔

ایک سوال۔ تھا کہ مندرجہ ذیل محادثات کے معنی بیان کرو
اور افس جہوں میں استعمال کرو۔ ٹوطی بولنا: افس طوطی کے
رنگ رنگ چھم سے اور سر دھننے طلبا کی ذہانت قابل داد اور
اُس کے اساتذہ کی تعلیم لائیں مبارکباد ہے۔

طوطی بولنا

ایک برخوردار لکھتے ہیں کہ ”بوجہ سرل میں جی کی طوطی
بول گئی“

دوسرے سوخ کا دل ہے کہ: ”مینوانے جب بہ سنا کہ مرہٹے
ہارے تو اُس کی طوطی بول گئی“
تیسرے رنگیلے فرماتے ہیں کہ: ”مومن کی شادی میں خوب
طوطیاں بولیں“

چوتھے ماہر زبان کا ارشاد ہے کہ: ”جس جگہ کسی زمانے میں
آدمی رہتے تھے وہاں اب طوطی بولتے ہیں بہ محاورہ ہے“
پانچواں فوی ہیکل مدفانی کہتا ہے کہ: ”ہم کوئی دس میل
گئے ہوں گے کہ مہرے ایک تہری دوست کی طوطی بول گئی“
ایک فقرہ تھا ”دفع دخل مقدر“ اس کی چند تشریحات ملاحظہ
فرمائیے۔

(۱) اس دُبا میں دفع دخل مقدر نہیں سوائے ایک خدا کے۔

(۲) اُنکس کی جادو اور قابض ہو گئے کیونکہ اُسے دفع

دخل مقدر بالکل نہ تھا۔

(۳) یہ تو ہمارے دفع دخل مقدر میں لکھا تھا۔ اس کا کیا

علاج؟

دلی کو اردو سے یا اردو کو دلی سے جو قرہی تعلق سے دکھی
تشریح کا محتاج ہیں۔ قدرتی طور پر یہ توقع کی جاتی ہے کہ دلی کے
اسکولوں میں اردو کی تعلیم کا بہتر یہ انتظام ہوگا اور ان علمی گواروں
میں اردو اسی طرح پر دیاں چڑھتی ہوگی جس طرح ایک بچہ ماں کے
آغوشِ عاطفت میں پرورش پاتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے حقیقت اس
کے بالکل برعکس ہے۔ دلی کے اسکولوں میں عام طور پر اردو کی تعلیم
کے ساتھ جس بے اعتنائی کا سلوک کیا جا رہا ہے وہ صرف ترمیم ناک
ہی نہیں مگر مائدہ بھی ہے یہ دعویٰ محض فیس و گماں پر مبنی نہیں بلکہ
اس کے ثبوت میں ہمارے پاس ایک ایسی بردست شہادت موجود
ہے جس کی تردید کی طرح ممکن ہی نہیں۔

سترہ برس ہوئے خوش قسمتی یا بد قسمتی سے مجھے پہلی اور آخری
مرتبہ دلی میٹرک بولسٹن کے ایک اردو سرپے کا امتحان مقرر کیا گیا جس نے
امتحان کا پرچہ بنایا اور ٹھیک پچھلے سال کے نمونے کے مطابق بنایا۔
اشعار کا مطلب پوچھا۔ تشریحی عبارتوں کی تشریح چاہی۔ بعض
مصطلحات کی تعریفیں لکھو اور میں۔ محاورات کے معنی دریافت کئے
وغیرہ۔ امتحان کی کامیابی جس وقت میں لے جائیں تو میں حیران
رہ گیا۔ تقریباً بیس سال سے ہندوستان کی اکثر یونیورسٹیوں میں
ہر چھوٹے بڑے امتحان کے پرچے جانتے کا اتفاق ہوتا ہے۔ مگر اب اس
مجموعہ خرافات کبھی نظر سے نہیں گذرا۔ دلی سے مس کو مار کر دے۔
تقریباً پانچ سو اُمیدوار اس امتحان میں شریک ہوئے یعنی لڑکوں
کی تعداد بھی خاصی تھی۔ لڑکیاں سب ذلیل تھیں اور لڑکے کل سترہ
پاس باقی ذلیل۔ گویا کوئی سواتین اساتذہ تیس فیصدی اُمدوار
کامیاب ہوئے۔

امتحان کا نتیجہ جس وقت میں نے پیش کیا تو محکمہ کے ارباب
حل و عقد میں الجھل پڑ گئی۔ خیر اُن واقعات کی تفصیل یہاں غیر ضروری
ہے۔ صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ایک رات کے اندام اندام نتیجے نے

واحد اور (سی ہجڑے)، ڈاکٹر اس کی مع (بچہ ہجڑے) برڈ (جڑیا) واحد (بچہ ہجڑے) برڈ (بچہ ہجڑے) کہا اردو میں ایسا کوئی عام قاعدہ نہیں ہے؟ ہستی نے کہا: کہوں نہیں حضور۔ اردو میں بھی ایسا عام قاعدہ موجود ہے آپ کے ہاں سی (رہا) لگاتے ہیں ہمارے یہاں لوگ "لوگ" لگاتے ہیں۔ جیسے انگریز سے انگریز لوگ، گنا لوگ۔ چڑیا لوگ:۔۔۔ سی کے لباس پر طوائف لوگ کو سمجھنا چاہئے۔

ایک اور صاحب نے بھی اسی سے ملنی جلتی تعریف کی ہے فرماتے ہیں: "غزل ایسی نظم جو کائنات و زمانہ کے پڑھی جائے۔" تو گویا اس نظم کو بھی آپ ناکارٹھیں دی غزل ہے۔ بہت خوب اور گانے کے لئے طوائف کی بھی قدم میں آپ خود بھی گان سکتے ہیں اللہ گانے کے ساتھ ساز و سامان کا ہونا ضروری ہو۔ غزل کی ایک تعریف اور بھی سنئے، معمولی اعتبار سے یہ تعریف ایک حد تک صحیح ہے لیکن انداز بیان کا جواب نہیں ارشاد ہوتا ہو: "غزل جو عورت کی طرف میں کئے جاتے ہیں"

اساتذہ فن نے غزل کی تعریف میں کوئی اصولی اختلاف نہیں کیا لیکن ایسا معنوم ہول ہے دیکھو اس کے سکولوں کے معلم اس مسئلہ میں شدید اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ اس نے نواب شاگردوں کو بتایا کہ غزل دوہری بھی ہوتی ہے اور ایک لائن کی بھی۔ مگر لمبائی اور چھوٹائی کی کوئی حد نہیں۔ بس دوسرے نزرگ نے تعلیم دی کہ "غزل کے اندر دو لائن ہوتی ہیں جوڑے کی۔ اور اُن لائنوں کی فول تقریباً برابر ہونی ہے، عرصوں کو اس تعریف سے استفادہ کرنا چاہئے۔"

غزل کی صرف ایک تعریف ہم اور نقل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب اجماعی طرح ہماری سمجھ میں نہیں آیا شاید فارغین ساقی سمجھ سکیں۔ "غزل جو بائیں چھ شعروں کی عشق مزاجی اور عشق چمکی معنوں میں ہوتی ہے، "مزاجی" اور "چمکی" بظاہر مجازی اور حقیقی کی اصلاح معلوم ہوتی ہے۔

غزل کی چند نغمہ میں آپ نے سن لیں۔ اب قصیدہ، تنوی اور رباعی کے متعلق ہم اپنے معلومات میں کچھ اضافہ کر لیجے۔

قصیدہ

(۱) قصیدہ۔ چھوٹے چھوٹے مایہ یا چھ فقرے والے اشعار کہتے ہیں۔

(۲) قصیدہ جو مصرع (مصرع) یا عبارت خدا کی واسطے پڑے۔

رباعی، قصیدہ، تنوی اور ساقی کی تعریف پوچھی تھی۔ اس سوال کا جواب سنئے اور چار موہ جہیز میں صرف جو ہر سے انصاف کن میں ہمارے یہاں غزل سے زیادہ مدح اور مقبول رہی ہے اس لئے قدرتی طور پر یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس طبع سے دس برس اردو پڑھی ہے اگر وہ غزل کی صحیح اور مکمل تعریف نہ کر سکے تب بھی وہ اپنے لفظوں میں غزل کا مفہوم نہ دیکھ سکیں گے بس طعنا کو آتا پڑھے تو معلوم ہو سکے کہ آپ جاہل اور سادہ دماغ والا یا اسکا کوئی دوسرا ہم قضا ہے خیالاً کایا زبان میں اظہار کر رہا ہے ایک صاحب فرماتے ہیں "غزل وہ ہے جس میں ملک مندی کی جلتے۔"

بات تو بڑے بے کی کہی، اگر وہ داد دے کہی، واقعہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر شعرا کی بیشتر غزلیں تکمیل سے زیادہ حدت نہیں رکھتیں، دور حاضر کے غزل کو شعرا بھی اسی دائرے میں داخل ہیں۔

دوسرے صاحب کا ارشاد ہے کہ "غزل وہ نظم ہے جس میں الفاظ مطلب کی روش سے استعمال کئے گئے ہوں" سبحان اللہ! غزل کی اس سے زیادہ جامع اور مانع تعریف کیا جوتی سے یہیں نہ بتا بھی ثبات ہوگی کہ غزل کے سوا دوسرے اصناف سخن میں الفاظ اور معانی کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری تعریف سنئے: "غزل وہ نظم میں جن کو زیادہ تر طوائف لوگ گاتے ہیں، دوہری بھی ہوتی ہے اور ایک لائن کی بھی مگر لمبائی اور چھوٹائی کی کوئی حد نہیں"

ہاں، وہ غزل ہی کہاجے طوائف نہ گائے مولانا حالی کے بقول:۔۔۔

کجب تھیں عمر ساری تو نہیں بوجہ انہی غزلوں میں کائیں طوائف کو زہر میں ڈوان لگے، گویا یہی ہم انسان لگے یہاں تک تو ٹھیک لگے بس۔ دوہری اور کبریا کی قید سمجھ میں نہیں آتی اور لمبائی اور چھوٹائی کا معہ محدود ہونا معنی قابل غور ہے اور طوائف کی جگہ طوائف نوکر، "بھی غالباً ایک خاص قاعدے کے ماتحت بنائی گئی ہے۔"

سننا ہے کسی انگریز نے اپنے مٹی سے یوحنا کو دل ہستی جس طرح انگریزی میں واحد سے جمع بنائے گا عام قاعدہ یہ ہے کہ ہم کے آخر میں 5 (رہا) لگادیتے ہیں مثلاً (سجھ) ڈاک (ڈاک)

(۲) "اصحبت کرے دلے زیر سقراط پلا دیتے ہیں"
 (۳) "اصحبت کرے دالوں کو سقراط سے رہبر بلوا دیتے ہیں سقراط
 ایک قسم تھا جو کہانی مادشاہ کو صبح کرنا تھا، بادشاہ سقراط کے ذریعہ
 اُس کو رہبر بلوا دیکر لایا تھا"
 (۴) "اصحبت کے درلئے سقراط کو رہبر بلوا دیا گیا تھا۔ ایک
 مشہور واقعہ ہے"

(۵) رہبر کا یہاں ہوا اُن کو ملا دیتے ہیں اور یوسف سے
 بھائی کو علیحدہ کر دیتے ہیں جس طرح دونوں بھائیوں کو جدا جدا
 کر دیتے ہیں رہبر کا یہاں ہلا کر ہے
 شعر: "کھانے صفحہ اورانی گل رہے سہاوت مامہ بلبل مسر
 لسیج (۱) بیوں کی مدوں سر بلبل لے سہاوت نامہ کھا ہے
 تہاوت نامہ ایک کتاب ہوتی ہے جس میں امام حسین جو مسلمانوں کے
 بہت بڑے پیغمبر ہوئے ہیں اور آخر میں اُن کو سولی دی گئی تھی اُن
 کے مارے جانے کا حال بیان ہے"
 (۲) "بلبل مامہ گنتوں کے مجموعہ کا نام ہے جس میں بلبل کی
 تہاوت کا ذکر ہے"

اُن تو ہر شعر کی آخر تہجید، اشعار دفرہنگ ہو لیکن خواجہ
 ممدورد علیہ الرحمہ کے اشعار کی خواہ سر کی کئی ہے وہ ایک انجمن
 دور کار کے طور پر تہجید، ورم میں محفوظ رکھنے کے قابل ہے۔ بخود
 ملاحظہ فرمائیے۔

شعر: "مہر کوں نرہوں بارگ تالک بربیدہ ہوں
 حو کجہ کہ ہوں سوہوں نرہوں دے سیدہ ہوں
 مطلب (۱) "مہرے معشوق کی بہت تل انکوں کی نگوں کے ہوں
 اور کجہ جی بھی ہوں مطلب یہ ہے کہ تھ کوڑا دیں"
 مطلب (۲) "تساو کہتا ہے نہ ایک اس طرح ہوں کہ جیسے آرا یعنی
 بہت نکیلے ہوئے چاہتیں کہ تکلف دہ ہوں"

ان دونوں داستان مدوں نے صیغہ واحد کلم "ہوں" کو
 صبعہ جمع غائب معنی "ہوئے چاہتیں" سمجھا۔ ایک نے "مزا کان تر"
 کا سر جو معنوں کی ملک کہا، دوسرے نے "رگ ملک بیدہ" کو "انا"
 قرار دیا۔ وجہ ظاہر ہے کہ اسے کا کام کا ٹنٹا ہے اور بربیدہ، بھی
 ٹریدن کا ٹنٹا ہے ناخوف ہے

مطلب (۳) کسی کی آنکھ کے برکات نہ ہوں اور میرا دل اُن کی
 تاک میں ٹوٹ گیا ہے"

(۳) قصیدہ جس میں کسی بڑی بھڑائی پائی جائے
 (۴) قصیدہ۔ وہ بہت سادہ جو آدمی کے مرنے کے بعد پڑھا جائے
 (۵) قصیدہ۔ اُسے کہتے ہیں موزن اس طور پر پڑھی جائے
 کہ شیعہ میں سامعین اُن سے دل کے دل سگرا اتر ہو۔ قصیدہ
 "لشغم زہ" غم سے بھرے ہوئے ہیں۔
 (۶) "قصیدہ۔ اس کے اندر چار ہاں نظائیں ہوتی ہیں اور
 اور کسی دلچسپ، وعبدا مانی جاتی ہے"

رُباعی
 (۱) "رُباعی۔ غزل کی ایک قسم ہے بہت عمدہ ہوتی ہے۔
 (۲) "زہ" قصیدہ جس کا وہ رُبع ہوتا ہے اور اُس وقت وہ
 قصیدہ جو شعر کہلاتا ہے۔ رُباعی کہتے ہیں جیسے کسی کا لڑکا
 مر جائے اور اُس کے لڑچ میں جو کہ تہجید معنی ہوتی ہے
 (۳) "رُباعی۔ اس میں کتر ہاں شعر ہوتے ہیں۔ مثلاً:-
 راستی سیدی شہزادے اس کوئی کھٹکا نہیں
 آج ملک اس راہ میں کوئی اٹکا نہیں"
 (۴) "زُرباعی۔ عام طور پر چھ لائنوں کی ہوتی ہے اور بہت
 حدی جلدی ترسی جاتی ہے"

(۵) "رُباعی۔ وہ نظم جو تھوڑی سی سطروں میں ہو لگانا نہ ہو۔
 (۶) "زُرباعی۔ دو شعر کی ہی ہوتی ہذا کی عبادت میں ہوتی ہو"
 مثنوی

(۱) "مثنوی اس کہنے میں جس میں دو شعر ہوتے ہیں، یا
 خدا کی شان میں یا رسول کی شان میں یا امام حسین کی شان میں
 یا کسی اولیاء اللہ کی شان میں"
 (۲) "مثنوی وہ ہوتی ہے جو شانلے وقت بالکل تازہ
 گھڑی جاتی ہے"

(۳) "مثنوی۔ شعر جو کسی لہجان کی بابت کہے جائیں۔
 (۴) "مثنوی۔ عموماً ایک لائن کے شعر ہوتے ہیں مگر دوہرے
 نہیں ہوتے"

(۵) "مثنوی۔ یہ شعر بنائے جاتے ہیں بلکہ کسی دلیل کے
 اب چند اشعار کی لسیج سنئے:-

شعر:- "زہر زہا سے ماضی کو ملا دے میں
 اور یوسف سے برادر یوسف دے میں
 لسیج (۱) "ماضی کو ہر ایک سقراط مال دیتے ہیں"

مطلب (۱) شاعر کہتا ہے کہ میرے درد اتنا ہوا، اتنا ہوا کہ وہ لے انتہا بڑھ گیا مگر میں ضبط کرتا رہا اور مجھے ضبط کی چونکہ عادت پڑ گئی ہے اس لئے اب درد معلوم نہیں ہوتا ہے۔ میں مصیبت زدہ تو آنسوؤں کو چوس لیتا ہوں۔“

آزاد نے آپ حیات میں لکھا ہے سوز کے متعلق ایک مرتبہ میر تقی میر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شرفا میں ایسے شخص ہم نے کبھی سنے: غالباً درد کے متعلق بھی اُن کی یہی رائے ہو گئی کہ مجھ تو سوز درد و سعی کے اعتبار سے ایک ہی قبیل کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ ہمارے وہیں طالب علم نے بھی لفظ درد کو تخلص کے بجائے حقیقی درد خیال کہا۔ اور مرتبہ صاحب قبلہ جس نکتے تک پہنچے تھے۔ ہمارا بہ دلی کا طالب علم بھی وہیں جا پہنچا۔ اسی کا نام اصطلاح میں تو ارد ہے۔ ع ہے فیض کا دروازہ قدرت کی طرف سے کبھی بند نہیں ہوتا۔ جکبدن کے معنی چوس لینا بھی لطف سے خالی نہیں۔ مطلب (۲) میں تو غم زدہ ہوں اور تو شک جیکدہ ہی: ماسا اللہ کیا منصفانہ تقسیم ہے۔

مطلب (۳) ضبط میرے کام سے جا چکا ہے اور میں غزل کہے میں بہت مستہور ہوں:۔

اشعار کے یہ مطالب کبھی تھکے کے محتاج نہیں نہ دوسرے جوابات کے متعلق کسی اظہار رائے کی ضرورت ہے۔ ہاں سو طلباء میں سے تقریباً پونے باں سو کے جوابات کا عام انداز یہ تھا۔ نور ڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، دہلی، کے اربابِ صل و عقد کی خدمت میں صرف اسی قدر عرض کرنا ہے کہ کیا وہ اس افسوس ناک صورتِ حال کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

عذریہ شادانی

شکست

”مُلک کے مشہور ماہانہ نگار مسٹر کرشن چندر ایم۔ اے نے یہ ناول لکھا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شکست کو یورپ کی ترقی یافتہ زبانوں کے مقابلے میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ناول کا پس منظر بہت لطیف و شیریں ہے کرتن بیند نے اس سرزمینِ جن میں، رستم کے رومانوی پہلو دکھائی ہیں۔ قیمت تین روپے۔“

سننے ۵ تیرہ۔ ساقی بک ڈپو۔ لاہور۔

ماسا اللہ بہت دور کی کوڑی لائے اور حوب ناک لگائی۔ مژگان کے معنی آنکھ فرس کیے۔ ”تو تیر کا محض کچھ لیکن نہ بٹ“ کہاں سے آیا اس کا کچھ بتا نہیں ملتا؛ تو یہ نہ سنا نہ تاک کر لگایا جاتا ہے۔ جب تاک موجود ہے نوشت نہ خود بخود پیدا ہو گیا۔ مطلب (۴) پکلی، پکلیوں والا ہوں یا رنگ تاک کا برادہ ہوں یعنی چور چور ہوں:۔

لے سجان اٹ! انہوں نے اپنے آرسے والے رفیق کو بھی مان کر دیا۔ انہوں نے صرف پکلیوں کا حبابی آرا جلا با تھا۔ انہوں نے رنگ تاک کا ”برادہ“ مہیا کر کے آرا چلے کا عملی ثبوت پیش کر دیا۔ مطلب (۵) تیری ایک لمبی ہے اور مھوڑ چھوٹی غرض کہ جو کچھ ہو آفت پہنچانے والی ہو: ”مژگان تیر کے معنی لمبی پلک“ اور ”رنگ تاک“ بڑیدہ کے معنی چھوٹی مھوڑ، ”آف رسیدہ“ کے معنی آف پہنچانے والی۔ باقی مطلب صاف ہو آگے آگے۔ مطلب (۶) شاعر کہتا ہے کہ میری سلیں بھٹی ہوئی ہیں ماکٹی ہوئی ہیں:۔

مژگاں تیر بڑیدہ تنوں لفظوں کے معنی سمجھ بیان سے باقی الفاظ کسی تفسیر کے محتاج نہیں۔

مطلب (۷) نہ دوق شاعر کہتا ہے کہ میں گاہ و نہایت بھرا ہوا ہوں مگر ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا ہوں:۔ ”دوق شاعر“ نے ٹھیک ہی تو کہا کہ ”مژگان تیر ہوں“ یعنی کتا ہوں سے بھرا ہوں لیکن ”رنگ تاک بڑیدہ“ کے معنی ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا، ”کچھ ٹھیک ہیں معلوم ہوتے۔ مطلب (۸) ”میں تیری مژگاں ہوں بارگ ہوں یا ناک ہوں یعنی کٹے آدمی کی طرح آفت رسیدہ“

اگر یہ تاک اور ناک میں صرف ایک لفظ کا فرق ہو لیکن ہر شخص کا دہن اس طرف متقل نہیں ہو سکتا کہ ”تاک“ کا تب کی غلطی ہے اور لفظ ”دوئل“ ناک ہے۔ اور جب تاک کی اصلاح کر کے ناک بنایا گیا تو پھر ناک بڑیدہ کے معنی کٹا آیت آپا ہو گئے۔ شعرا کا مطلب اگر کسی طرح خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ تک پہنچا جاسکتا تو یقین ہے کہ اُن کی رُوح یر بھی وجد کا عالم طاری ہو جاتا فی الواقع یہ ذہانت قابلِ داد ہے بلکہ سچ و جسے تو اس کی نہ داد ہے نہ فریاد ہے۔

شاعر۔ اکوڑو جاکا اور کام ضبطی میں غم زدہ تو قطرہ اشک کے پید ہوں

نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر

مجھے نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر ڈالنی ہے۔ لیکن نہ سرسری نظر ڈالنے سے پہلے ساید بہ ساید دوسری ہے کہ نئے شاعروں سے میری کیا ہمدردی ہے۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہ "سرسری نظر" کا مفہوم اس معنی کی ضرورت کیلئے کنفاہی دیا گیا نہ لامحدود ہوگا۔ اس تشریح کے بعد ایک شخص غفلت کا مفہوم سب سے کچھ اضافی سا ہے۔ اور اس زمانہ میں نو فنظارتوں میں سے کیا ہو مفہوم کھوکھلا، ایک نیا مفہوم حاصل کر رہا ہے۔ ان کے نازک جسموں کو ان کی تحریر سے جس میں بولوں مٹوسوں سے ڈھک دیا ہے وہ اب ایک ایک کر کے اتر رہے ہیں۔ اور غفلتوں کے ڈھانچوں پر اب نئے "حریر" اور نئے "پریسیاں" کی تہیں چڑھتی ہیں۔ اور ان کی کھسکیں بھی نئی ہیں شکل میں۔ اور اس لیے جب کوئی کہتا ہے "نئے شاعر تو کیا اب بھی دھولے میں پڑتا ہے۔" "نظر کے ساتھ" بھی ان کا اٹھا دیا جاتا ہے۔ "نئے شاعر" کیا خالی اور آزاد نئے نام ہیں۔ یا تان اور آزاد سے آئے آگے آگے ایک اور افعال یا پھر جوتس انٹر تیرانی اور سید سرس یہ ہے کہ شاعر کی "وقتی ہر" حسیط جان بھری، احسان و دانش، شاعر، روست اس میں ریشہ بنیر کے خالی سے لیکر خالی جوتس، حقیقت اور دلش تک سب (عن و سوسروں کو چھوڑ کر) "نئے شاعر" ہیں۔ لیکن یہ بازار نہ کس جہر کو بہت دل تک لیا ہے۔ نہ اب نئے شاعروں کے ایک گروہ نے ہمارے خیال اور ذہن پر قبضہ سمانہ شروع کر دیا ہے۔۔۔ فیض، رات، محاذ، مائیت، قائد، مائیت، احقر، مائیت، حال سارا حقر، سلام، نظر، حقری، رات، رات، سید، مائیت، میر، آجی۔۔۔ اب نہ نئے شاعر ہیں جن کے متعلق بڑے بڑے کھوکھلوں میں آگے بڑھے۔ بولے لوگوں میں صرح طر کی کشتی ہوئی ہیں اور طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ نئے اہی۔۔۔ نئے شاعروں "برائے سرسری نظر" ڈال رہی ہے۔ اور "سرسری نظر" ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ "شاعروں کی شاعری" کے متعلق جو مختلف طرح کی غلط فہمیاں عام ہو گئی ہیں انہیں صحیح نظر سے دیکھا جائے۔ اور ان کے خرابی کی سبب منظر پر ان کو قدروں کا صحیح اندازہ ہو سکے "تجرباتی پس منظر" میں۔ اس لیے کہا کہ اس نئی شاعری کا خاصا ٹھکانہ نئے شاعروں کی گود میں مل رہا ہے۔۔۔ "نئے شاعر" "عسب تک ایک روایتی قوت کی شکل، اختیار کر لیں دیکھ دو ان میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ درود بھر کر دے دو ان میں شک اور شبہ بانی رکھتے ہیں۔ اور وہ دونوں چیزیں ادب اور فن کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ بڑے دلوں کی طرف سے جو رکاوٹ برپا ہوئی ہے اس کا علاج شاید یہی ہے کہ اس کو اس کے صحیح معنی میں منظر میں دیکھ کر غلط فہمیوں کی درست فہم پیدا ہونے والی رکاوٹ کے بوجھ کو ہٹا دیں۔ ممکن ہے نئے شاعروں پر یہ "سرسری نظر" اس بوجھ کو کچھ ہلکا کر سکے

اس نے ابھی کہا تھا کہ نئی شاعری کا خاصا ٹھکانہ نئے شاعروں کی گود میں مل رہا ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ نئی شاعری کے بڑھنے والے اس میں مختلف طرح کی الجھنیں محسوس کرتے ہیں۔۔۔ خیال کے سلسلہ میں بھی اور مسائل کے سلسلے میں بھی۔ انہیں شاعروں کی کہی ہوئی براہمیل اور بے معنی معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں ابہام ہوتا ہے۔ شاعروں نے واقعات کی اور محسوسات کی جو تفصیلیں سنائی ہیں ان میں غلط فہمیاں ہیں۔ اور نظر کو ان کے نقوش کی تہوں اور گہرائیوں تک پہنچنے میں اپنی منہر میں طے کر رہی ہیں کہ وہ گہرا جاتی ہے۔ اور تصویر کے نقش کی واضح ہو کر سامنے نہیں آتے۔ مات کہے کے طریقے میں اور تصویر میں ملنے کے فن میں بھی، جدید ہے۔ نئے نظریہ نے غفلتوں کا نیا مفہوم دیا ہے۔ ہوں اور استعاروں کا اس سے بھی زیادہ اجنبی اور ان دیکھا انداز۔۔۔ سان میں کبھی نہ ختم ہونے والی تیرادی۔۔۔ بحر، قافوں اور غزلوں کی پابندیوں سے لغات، عام خیال اب تک ان جیسے دلوں کا عادی نہیں معلوم ہوتا۔ اسے گہرا ہٹ اور الجھن سے بھی زیادہ ہلکا ہٹ ہوتی ہے۔ اور بڑھنے والا جسے انسانی فطرت نے اپنے خیال اور سمجھ کو سب سے برتر سمجھا رکھا ہے ان چیزوں کو بے معنی اور ہلکا کہتا ہے۔ وہ جذباتی بن جاتا ہے۔ اور جذبات کی رو خیال اور سمجھ کو اور بھی غلط راستوں پر ڈال دیتی ہے۔

نئی شاعری "میں بے شک ابہام ہے۔ لیکن اس کے خالص حصے میں اس ابہام کا سلسلہ کسی نہ کسی "نئے تجربے" کی کوشش سے آہستہ۔۔۔ کہیں کامیاب اور کہیں ناکام۔ خیال کے ابہام کی دو چیزیں وجہ ہیں۔ ہمارے نئے شاعروں نے تصانیف کے بعض حصے میں

ماشا اللہ! بہت دور کی کوٹھی لائے اور خوب تانک لکائی۔
مترکان کے معنی آنکھ مرض کہتے "تر" کو تر کا مخفف سمجھتے لیکن یہ نہ
کہاں سے آیا اس کا کچھ پتا نہیں چلتا! تو یہ نہ سنا نہ تاک کر لکھا جا تا
ہے۔ جب تاک موجود ہے تو سنا نہ خود بخود سدا ہو گیا۔
مطلب (۸) جم کیلی پلوں والا ہوں مارک تاک کا مرادہ ہوں
یعنی چور خورد ہوں۔

لے سجان اللہ! یہوں نے اسے آرسے لئے رفیق کو بھی ما
کر دیا۔ انہوں نے صرف بکلوں کا حالی آرا چلا یا تھا۔ یہوں نے رگ
تاک کا مرادہ "مہیا کو لے آرا چلے کا علی ثبوت پیش کر دیا۔
مطلب (۹) تیری یک لبی ہے اور بھوں جھوٹی بغض کہ جو کچھ
ہو رفت پہنچانے والی ہو "مترکان تر کے معنی لمبی پلک" اور رگ
تاک بر بدہ کے معنی جھوٹی بھوں "آفت رسیدہ" کے معنی آفت
پہنچانے والی۔ مافی مطلب صاف ہو آئے جلتے۔
مطلب (۱۰) شاعر کہتا ہے کہ مری تلس بھٹی موئی میں ما کٹی
ہوئی ہیں۔

مترکان سر بر بدہ تہوں لھٹوں کے معنی مہم بناں کئے
باقی الفاظ کسی تشبیح کے محتاج ہیں۔

مطلب (۱۱) یہ دوق شاعر کہتا ہے کہ میں تاکوں سے بھرا ہوا
ہوں مگر ایک دوسرے کو شعروں میں کاٹنے والا ہوں۔
"دوق شاعر" نے ٹیک ہی تو لہا کہ مترکان تر ہوں "بعضی
گناہوں سے بھرا ہوں لیکن رگ تاک بر بدہ کے معنی ایک دوسرے
کو شعروں میں کاٹنے والا" کچھ عجیب ہیں معلوم ہونے۔
مطلب (۱۲) "میں تری مترکان ہوں مارک تاک ہوں ما تاک
ہوں بھی کئے آدمی کی طرح آفت رسیدہ۔"

اگر یہ تاک اور تاک میں صرف ایک لھٹ کا فرق ہو لیکن
بشرط کا دہن اس طرف متقل نہیں ہو سکا کہ تاک "کاتب کی
غلطی ہے اور لفظ درست" تاک ہے۔ اور جب تاک کی اصلاح
کر کے تاک بنایا گیا تو پھر تاک بر بدہ کے معنی کٹا آیت آ پ
ہو گئے۔ شعر کا مطلب اگر کسی طرح خواہ میر درد علیہ الرحمۃ
تک پہنچا یا جا سکتا تو یقین ہے کہ ان کی روج بریکھی وجد کا عالم
طاری ہو جاتا فی الواقع یہ ذہانت قابل داد ہے بلکہ سچ پوچھے
تو اس کی نہ داد ہے نہ فریاد ہے۔

شعر۔ اور وہ بھانپا کہ مرادہ مطلب ہے میں غم زدہ تو قطرہ اشک کچھ بول

مطلب (۱۳) شاعر کہتا ہے کہ میرے درد اتنا ہوا اتنا ہوا کہ وہ
لے انتہا بڑھ گیا مگر میں ضبط کرتا رہا اور مجھے ضبط کی چونکہ عادت
پڑ گئی ہے اس لئے اب درد معلوم نہیں ہوتا ہے۔ میں مصیبت زدہ تو
آسوں کو جوس لیتا ہوں۔

آرادے آب حیات میں کھٹا ہے سوز کے متعلق ایک مرتبہ
میر تقی میر علیہ الرحمۃ فرمایا کہ ستر فایں ایسے خلص ہم نے کج
میں غالباً درد کے متعلق بھی ان کی ہی لئے ہو گئی کہ مجھ تو سوز
درد سعی کے غلبہ سے ایک ہی قبیل کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ ہمارے
ذہن طالب علم نے بھی لفظ درد کو خلص کے بجائے حقیقی درد خیال
کیا۔ اور مرتبہ صاحب قبلہ جس کلمے تک پہنچے تھے۔ ہمارا بہ دلی کا
طالب علم بھی وہیں جا پہنچا۔ اسی کا نام اصطلاح میں "تو ارد"
ہے۔ یہ ہے فضل کا دروازہ قدرت کی طرف سے کبھی بند نہیں
ہوتا۔ حکمران کے معنی چوس لینا بھی لطف سے خالی نہیں۔
مطلب (۱۴) "میں تو غم زدہ ہوں اور تو اشک جیکہ ہو"
ماشا اللہ کیا منصفانہ تقسیم ہے۔

مطلب (۱۵) ضبط میرے کام سے حاج کا ہے اور میں غزل
کہنے میں بہت شہور ہوں۔

اشعار کے یہ مطالب کسی تبصرے کے محتاج نہیں نہ دوسرے
جوابات کے متعلق کسی اظہار رائے کی ضرورت ہے۔ پان شو طلباء
میں سے تقریباً بونے مان سو کے جوابات کا عام انداز یہی تھا۔
نور آفت سبکدستی آنکھ کشن دہلی کے ارباب جمل عقد کی
خدمت میں صرف اسی قدر غم کرنا ہے کہ کیا وہ اس نفوس ناک
صورت حال کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

عندلیب شادانی،

شکست

ملک کے مشہور ماہر نگار سر کرتن چند ایم۔ اے نے یہ ناول
بھجایا ہے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شکست کو یورپ کی ترقی یافتہ زبانوں کے
مقابلے میں بیٹس راجا سلک ہے۔ ناول کا پس منظر پرست لفظ کشمیر ہے
کرتن چند نے اس سرزمینِ جن میں، رنگ کے رومانی پھول کھلاؤ
ہیں۔ قیمت تین روپے۔

لئے ۵ تیر۔ ساری ایک ڈپو۔ دہلی۔

نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر

مجھے نئے شاعروں پر ایک سرسری نظر ڈالنی ہے۔ لیکن ”سرسری نظر“ ڈالنے سے پہلے شاید یہ بنا ضروری ہے کہ ”نئے شاعروں“ سے میری کیا مراد ہے۔ اور اس کے بعد یہ بھی کہ ”سرسری نظر“ کا مفہوم اس مضمون کی ضرورت کیلئے کتنا محدود یا کتنا لا محدود ہوگا۔ اس تشریح کو صرف ایک وجہ سے غلطوں کا مفہوم سمیٹنے کے کچھ اضافی سارا ہے اور اس زمانہ میں لفظ ایسا دلوں میں متبع کیا ہوا مفہوم نکھو کہ ایک سامع مفہوم حاصل کر رہا ہے۔ ان کے اذکار صوفیوں کو انسانی تحریر نے جس جس کو فطری طور پر ملے ہوئے ہے وہ اب ایک ایک کے اتر رہے ہیں۔ اور غلطوں کے ڈھانچوں پر اب نئے ”حریر“ اور نئے ”پریاں“ کی تہیں جڑ مٹی شروع ہوئی ہیں۔ کہ ان کی شکلیں بھی نئی نئی شکل میں۔ اور اسی لئے اب کوئی کہتا ہے ”نئے شاعر تو خیال بھی دھوکے میں پڑ جاتا ہے۔ اور نظر کے سامنے بھی اُس سنت اُبھاوٹے آجاتے ہیں۔“ ”نئے شاعر“ کیا جاتی اور آزاد نئے شاعر ہیں یا جاتی اور آزاد سے اگلے اکبر، جیکسٹ اور احوال یا پھر خوش، آخر سیرانی اور اب سے چند برس پہلے کے شاعروں کی ”وقتی نرم“ حفظہ عالمی، احسان وانش، ساعر، روتن۔ اس میں رشتہ نہیں کہ عالی سے لیکر احوال، جو سن، حفظہ اور روتن تک سب (غزل گو شاعروں کو جو روتن) ”نئے شاعر“ ہیں۔ لیکن یہ نیاز نہ کسی چیز کو بہت دن تک بننا نہیں رہنے دیتا اب ”نئے شاعروں“ کے ایک گروہ نے ہمارے خیال اہل ان پر قبضہ جما شروع کر دیا ہے۔ فیض، رات، احمد، حماد، نائیہ، خالد، عادی، اختر، الامان، حال، سار، اختر، سلیم، نظر، جعفری، ربی، اور ان سے بڑھ کر میراجی۔ اب ”نئے شاعر“ میں جن کے متعلق پڑھے نکھور میں اور کم پڑھے ہوئے لوگوں میں طرح طرح کی بحثیں ہوتی ہیں۔ اور طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ مجھے ابھی ”نئے شاعروں“ پر ایک سرسری نظر ڈالنی ہے۔ اور ”سرسری نظر“ ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان شاعروں کی شاعری کے متعلق جو مختلف طرح کی غلط فہمیاں عام ہو گئی ہیں انہیں صحیح نظر سے دیکھا جائے۔ اور ان کے شعریاتی پس منظر میں ان کی قدروں کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ ”تجزیاتی پس منظر“ میں نے اُس لئے لکھا کہ اس نئی شاعری کا خاصا خاصہ نئے شعروں کی گود میں بل بڑا ہے۔ ”نئے شعری“ صرف ایک روحانی قوت کی شکل نہ احبار لیں۔ نیچے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں۔ اور خود بخود کرتے دلوں میں شک و شبہ بانی رکھتے ہیں۔ اور یہ دلوں چیزیں ادب اور فن کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ پڑھنے والوں کی طرف سے جو رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اس کا علاج شاید یہی ہے کہ ادب کو اس کے صحیح پس منظر میں دیکھ کر غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی رکاوٹ کے بوجھ کو ہلکا کریں۔ ممکن ہے نئے شاعروں پر یہ ”سرسری نظر“ اس بوجھ کو کچھ ہلکا کر سکے۔

میں نے ابھی کہا تھا کہ نئی شاعری کا خاصا خاصہ نئے شعروں کی گود میں بل بڑھ رہا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ نئی شاعری کے پڑھنے والے اس پر مختلف طرح کی انجھنیں محسوس کرتے ہیں۔ خیال کے سلسلہ میں بھی اور بیان کے سلسلے میں بھی۔ انھیں شاعروں کی کبھی ہوئی باتیں مہمل اور بے معنی معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں اسام ہونا ہے۔ شاعروں نے واقعات کی اور محسوسات کی توصیفی بریں سنائی ہیں ان میں ہندوین ہے۔ اور نظر کو ان کے نفوس کی تہوں اور گہرائیوں تک پہنچے ہیں انی منہ لیں طے کرنی پڑتی ہیں کہ وہ گہرا جاتی ہے۔ اور تصویر کے نقش کسی واضح ہو کر سامنے نہیں آتے۔ بات کہنے کے طریقے میں اور لفظوں میں سنائے کے فن میں بھی اچھلتی ہے۔ نئے لفظ پڑانے لفظوں کا نیا مفہوم پیشہ ہیں اور استعاروں کا اس سے بھی زیادہ اعلیٰ اور ان دیکھا انداز۔ سان میں کبھی نہ ختم ہونے والی آزادی۔ بحروں، قافیوں اور دہریوں کی رسمی پابندیوں سے لغات۔ سام خیال اب تک ان چیزوں کا عادی نہیں معلوم ہوتا۔ اُسے گہرا ہٹ اور انجمن سے بھی زیادہ بولکھلا ہٹ ہوتی ہے۔ اور پڑھنے والا جسے انسانی فطرت نے اپنے خیال اور سمجھ کو ادبی غلط استعاروں پر ڈال دیتی ہے۔ کہتا ہے۔ وہ جذباتی بن جاتا ہے۔ اور جذبات کی روحیاں اور سمجھ کو ادبی غلط استعاروں پر ڈال دیتی ہے۔

”نئی شاعری“ میں لے شک ابہام ہے۔ لیکن اس کے معاملے جتنے میں اس ابہام کا سلسلہ کسی نہ کسی ”نئے تجربے“ کی کوشش سے ملتے ہے۔ کہیں کامیاب اور کہیں ناکام۔ خیال کے ابہام کی دو تین وجہیں ہیں۔ ہمارے نئے شاعروں نے لغاتیات کے بعض سے ”اس سے

اور ان تجربوں کو برتنے والے بعض نئے انگریزی شاعروں سے یہ مان سیکھی ہے۔ کہ انسان کا شعور زنجیر کی طرح مسلسل اور مربوط شکل میں مل نہیں کرنا۔ شعور کی وہ ایک مقرر کئے ہوئے راستے پر نہیں چلتی۔ اور انسان کا شعور اس کے خیال کو اس طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے کہ اس میں کسی طرح کا ربط پیدا کرنا ناممکن ہے۔ اور اسی لئے جب ادیب یا شاعر انسانی دہن کی کسی کیفیت کی مصوری کرنا چاہتا ہے تو اسے بھی یہی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے جس کی قوی میں ہلے بھلے سے معین ہوتی ہے۔ اور نہ بعد میں اسلاف سے معین کی جاسکتی ہے۔ اسی لئے پڑھنے والا جس کسی کے شعور کی اس لئے رابطہ مصوری کا اور اس کا راجا ہوتا ہے تو اس کے ہنرمند کو چھینے لگے ہیں۔ وہ ربط کی جستجو کرتا ہے اور اسے ربط نہیں ملتا۔ اور یہ ابھی ہوئی دور دور بھی اُلجھ جاتی ہے۔ شاعری ”مہم“ بن جاتی ہے۔ اور وہ اسے ہل اور بے معنی کہنے لگتا ہے۔

یہی حال مختلف ذہنی تصویروں کا ہے۔ شاعر کا دہن ایک تصویر بنانا ہے۔ تصویر اس کے ذہن میں پیدا ہوتی ہے اسی طرح کے اور تجربوں کا شعور لے آتی ہے اور اس شعور کی مدد سے شاعر ایک دوسری تصویر بنالیتا ہے۔ اس طرح خیال سے خیال یہ ہوتا ہے۔ اور ایک شعور دوسرے شعور پر جڑتا ہوا دوسرے شعور کے پیچھے آجاتا ہے۔ ایک نقش سے دوسرا نقش ابھرتا ہے۔ اور اس طرح شعور کی اس مسلسل لیکن غیر مربوط زوکی مدد سے پیدا ہونے والے شعورات اور نقوش سے نئی ہوئی مختلف تصویروں سے مل جل کر ایک نظم تیار ہوتی ہے۔ پڑھنے والے الگ الگ ان مختلف تصویروں کا شعور کر لیتے ہیں اور ان کا نقش دل و دماغ پر قائم ہو جاتا ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ان تصویروں کو طائرہ کوئی برسی تصویر نہیں بنا سکتا۔ نظم کے الگ الگ ٹکڑوں میں اسے شاعرانہ لطف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہتا ہے کہ نظم کے مجموعی شعور میں ان منفرد تصویروں سے کیا مدد ملتی ہے۔ اور نظم کا مرکزی خیال اور شعور کیا ہے۔ نظم کے مختلف ٹکڑوں سے لطف اندوز ہونے کے باوجود اسے پوری نظم میں کوئی شاعرانہ خط نہیں ملتا۔ اسے اس کے ٹکڑے تو عامی معلوم ہوتے ہیں لیکن پوری نظم کا ”ابہام“ اسے بے معنی بنا دیتا ہے اور اسی لئے وہ ساری نئی شاعری کو مہل کہے لگتا ہے۔ آپ کو اس نئے نفسیاتی تجربے کی مثالیں نئے شاعروں میں نہ مل سکتی ہیں۔ یہاں زیادہ ملیں گی۔ میرا خستہ ایمان کے یہاں، اور یوسف خضر کے یہاں، بقی کے یہاں، کہیں کہیں تجار کے یہاں اور تقریباً ہر جگہ میتھ جی کے یہاں۔ میں بہت کم کہتا ہوں کہ شعور کی نفسیات کے اس اثر نے ان سب شاعروں کے کلام میں لطافت پیدا کر دی ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی نظموں کی خاصی نقد ایسی ہوگی کہ اگر آپ انہیں ایک دفعہ سے زیادہ پڑھیں گے کہ رفتہ رفتہ ان کا مرکزی خیال آپ کے سامنے آجائیگا۔ اور اس صورت میں آپ کا جی چاہے گا کہ آپ نظم کو بار بار پڑھیں اور اس میں ہر دفعہ ایک لطف محسوس کریں لیکن اس نقد اسے کہیں زیادہ نقد ایسی نظموں کی بھی ہوگی کہ انہیں آپ جتنا زیادہ پڑھیں گے ان کی ابھن بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

شاعری کے ابہام کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ نئے شاعر لفظوں کی دنیا میں بھی نئے تجربے کر رہے ہیں۔ انہیں ایسے طریقوں کی تلاش ہے جن سے نئے لفظوں میں تازگی اور شادابی پیدا ہو سکے۔ اور زمانہ اپنی رسمی قیدوں کی زنجیروں کو توڑ کر نئی راہیں اختیار کر سکے۔ وہ نئے مایوسوں میں داخل کرنے کے امکانات کی روشنی دکھا سکے۔ لفظوں کی نئی تسکینیں نئی تصویروں میں بنا سکیں۔ اور ایک لفظ دہن میں جیتے ہوئے ان گنت تصورات کا خاکہ بنائے سامنے لاسکے۔ لفظوں میں یہ نیا پن، تازگی اور شادابی پیدا کرنے کی کوشش، ان کیلئے نئے امکانات کی تلاش، ان میں چھپی ہوئی تصویروں کی جستجو، میرانی قیدوں سے لغات، نئی آزادوں کی حواس کش۔ ان سب چیزوں سے مل جل کر خیال کو بعض جگہ اور بھی بہم سار دیا ہے۔ لیکن اچھے شاعر اس سلسلے میں واقعی کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ آپ ان کے لفظوں کے نئے پن سے گھر آئیں انہیں۔ ان میں آپ کو شاعرانہ خوبیاں ملیں گی، ہمہ تن کی وسعت ملے گی اور ذہنی تصویروں میں ملیں گی۔ جو گہن بھی ہونگی اور معنی خیز بھی۔ اس سلسلے میں آپ قیض اور تجاہز کی شاعری کو دیکھیں اور ان کے علاوہ جذبی اور آخرت الایمان کی شاعری کو۔ آپ غور کریں تو ان شاعروں کے ان تجربوں میں آپ کو اچھا ہٹاؤں زیادہ ملیں گی۔ اور گہرائیاں کم۔ ان کی ان قد توں میں پُرانی چیزوں سے بغاوت کا جذبہ نہیں بلکہ ایک نئے تجربے کی مسوم کوشش ہے۔ اس معصوم کوشش میں ان سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ اور اسی لئے شاید ان کی کبھی ہوئی بات آپ کو ابھن میں ملتی ہے۔

پھر زبان سے آگے بڑھ کر باخیال، نئے اشارے تلاش کرنا ہے۔ اشارے بات کو واضح بھی کرتے ہیں اور کبھی کبھی ابھما بھی دیتے ہیں۔ ان سے شاعرانہ لطف بھی پیدا ہوتا ہے معنی میں وسعت اور رنگینی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور انہیں سے ابہام بھی پیدا ہوتا

ہے۔ لیکن اچھے شاعروں کے اشارے آپ کے خیال کو نئی راہیں دکھانے میں مدد دیتے ہیں۔ وہ اسے الجھن میں نہیں ڈالتے۔ اشاروں کی دنیا میں چھوٹا سا لفظ بھی بڑا بن جاتا ہے۔ کوزے میں سمندر سما جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ن۔م۔ راشد نے پُرانے دھندلے کچیر کوئی روشنی دکھائی ہے۔ اور اس نئی روشنی سے شاعری میں چمک دمک بھی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن نئے شاعروں، میں آپ کو کچھ ایسے ملیں گے جو ان اشاروں سے سلیقے سے کام نہیں لے سکے ہیں۔ اور اسی لئے نئی شاعری بدنام ہو رہی ہے۔ لیکن آپ میں تو ایسے بڑے کی پرکھ ہے۔ آپ چاہیں تو خذف ریزوں کو چن کر الگ پھینک دیجئے۔ موتی خود بخود چمکیں گے۔ اور غلط فہمی اور بدگمانی خود بخود کم ہو جائیگی۔

آپ کو بُرائی بھر میں پسند ہیں۔ روایت تلخے پسند ہیں۔ اس لئے کہ ان میں ترنم اور موسیقی ہے۔ نہ اور نظم کا حرف ہے۔ خیال نہیں کے سانچے میں دھل کر دل میں اترتا ہے۔ اس میں گنگدوڑوں کی جھکار پیدا ہوتی ہے۔ نئے شاعروں پر ازام یہ ہے کہ انہوں نے آپ کی پسند کی ان چیزوں سے بغاوت کی ہے۔ اس سلسلے میں بھی غلط فہمی زیادہ ہے۔ نئے شاعروں میں (میری مراد ان شاعروں سے ہے جنہیں ہم شاعر کہہ سکتے ہیں) صرف گنتی کے ایسے ہی جنہوں نے پُرانی جردوں کو چھوڑا ہے یا قافیہ کے ترنم سے انکار کیا ہے۔ فیض، مجاز، راشد، جذبی، جال، شاعر، غلام، مخدوم، جعفری، زیدی، یوسف ظفر سب کسی نہ کسی طرح پُرانی ہی جردوں کو برت رہے ہیں۔ کہیں کہیں ان میں نئے تجربے ضرور ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت ابھی تجربے کی ہے۔ اگر یہ نیا تجربہ پُرانی چیزوں میں نئے امکانات پیدا کر سکے تو اس میں برائی نہیں اچھائی ہے۔ زمانہ بُرائی کو ختم کرنے میں دیر تو کر سکتا ہے۔ لیکن اندھیر نہیں کر سکتا جو کچھ بُرا ہے وہ بُرا رہے گا اور ختم ہو جائیگا۔

جن نئے شاعروں نے تعلق مجھے کچھ کہنا ہے اُن کی شاعری میں مختصر طور پر یہ سب باتیں ہیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ اور ان سب باتوں کا صرف اچھی طرح بھی ہوا ہے اور بخوبی دے طریقے سے بھی۔ کچھ شاعر ایسے ہیں جنہوں نے مشرق اور مغرب کے انداز کو ایسے اندھ بھٹ کر لیا ہے۔ اور اس مشرق و مغرب کے میل میں اپنی شاعرانہ آواز اور الفاظ سے کوئی نیا رنگ بھر کر کوئی نہ کوئی نئی حیر ہمارے آپ کو سامنے پیش کی ہے۔ کچھ شاعر ایسے ہیں جن کی آواز میں کسی پُرانے اثر کا پتہ نہیں چلتا۔ انہوں نے کوئی بالکل نیا راستہ بنایا ہے۔ اور کچھ بالکل ایسے ہیں جنہوں نے نیا تجربہ کرنے کی کوشش میں مغرب کی کسی چیز کو اپنا پا چاہا ہے۔ اور اسے اچھی طرح، سہم کے بغیر اٹھ دیا ہے اور اس بد فہمی نے شاعری کی صورت کو بے مزہ اور ناگوار بنا دیا ہے۔ پڑھنے والے بھی اسے سہم نہیں کر سکتے۔ ایسے شاعر نئے تجربوں کو بدنام کرتے ہیں اور ان کی طرف سے غلط فہمی اور بدگمانی پھیلی ہے۔ نئی شاعری کی طرف سے بدگمانی اور غلط فہمی کی ذمہ داری ایسے شاعروں پر ہے۔ نئی شاعری میں یہ سب کچھ ہے اور اس کے علاوہ خود شاعروں کے سمج اور ان کے ماحول کا دیا ہوا بھی بہت کچھ ہے۔ ملک کی سیاسی زندگی کا خلفشار، سماجی اور معاشرتی زندگی کے ناسور اور ان کا پید کیا ہوا سیاسی جس، پھر ادب اور شاعری میں واقعیت، اور حقیقت پیدا کرنے کی ادبی تحریک اور اس کے اچھے اور بُرے نتائج، مارکس اور خراپکا اثر، موجودہ زندگی کی غیر مطمئن فضا سے بڑا رکی اور اپنے اپنے لٹریچر ایک دنیا کی تلاش، ان سب چیزوں کا اثر ہمارے نئے شاعروں کی شاعری پر ہے۔ اچھا بھی اور بُرا بھی۔ ایک روشن مستقبل کا پابا بھی اور ایک آنے والے بھیانک زمانے سے ڈرانے والا بھی۔ مجموعی طور پر یہ ہے ان نئے شاعروں کی شاعری۔ اور انفرادی طور پر اور بہت کچھ جو ایک کو دوسرے سے الگ کرتا ہے۔ اور ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے الگ سنائی دیتی ہے۔

آسانی کے خیال سے ان شاعروں کو تین مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ وہ شاعر جنہوں نے فنی حیثیت سے پُرانی ڈگر کو چھوڑ کر ایک نئی راہ اختیار کی۔ اور روایتی اسلوب بیان اور اس کے قالب کو بدل کر شاعری کو نئے قالب میں ڈھالنا چاہا۔ ڈاکٹر ثانیہ، نقی حسین خالد، میراجی، ن۔م۔ راشد اور یوسف ظفر اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرا گروہ ان شاعروں کا ہے جنہوں نے گروہ پیش کی زندگی اور اس کے مسائل کو محسوس کر کے اس کی ترجمانی اپنی شاعری میں کی۔ فیض، جذبی، اختر الایمان، سلام اور جال مثلاً آخر اس گروہ کے نمائندے ہیں۔ تیسرا گروہ ان شاعروں کا ہے جن کی نظر زندگی کی تلخ حقیقتوں پر جمی ہے۔ لیکن وہ ان تلخ حقیقتوں کا ذمہ دار اپنے ملک کی سیاسی زندگی اور اس سیاسی زندگی کی پیدائی ہوئی غلامی کو سمجھتے ہیں۔ ان شاعروں میں مجاز، مخدوم، علی سردار جعفری، اور علی جواد پیری کے نام پیش ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ان کا تعلق ان تین گروہوں میں سے صرف کسی ایک گروہ سے ہے صحیح نہیں۔ مثلاً ن۔م۔ راشد نے جہاں ایک طرف روایتی اسلوب میں کچھ اہم تبدیلیاں کیں وہاں دوسری طرف اُن کی

شاعری ایک نئے خیال اور نئی زندگی کی رحمان بھی ہے۔ مجاز کا سیاسی جس ان کی شاعری کے خاصے بڑے حصے پر چھایا ہوا ہے۔ پھر بھی انہیں سلی شاعر کہنا ان کی شاعرانہ فطرت پر ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔ یا علی سردار جعفری اور علی جوہر جی کی شاعری کو صرف سیاسی کہہ کر مال دینا ان کے تاریخی جس اور تاریک مشاہدے سے منکر ہونا ہے۔ اس لئے زمانہ نے پھر ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ ہر شاعر انفرادی طور پر دوسرے کو الگ ہونے کے باوجود لٹریچر کی طرح اس رجحان کی ایک کڑی ہے جو ہمارے سیاسی اور سماجی محسوسات سے مل کر رہی ہے۔ نہ کوئی شاعر خالص سیاسی ہے اور نہ خالص اصلاحی۔ اور نہ نیدر دمان کا دلدادہ۔

ڈاکٹر تاثیر اور لصدقین بین خالد اردو کے وہ شاعر ہیں جنہوں نے اب سے تقریباً بیس برس پہلے اردو میں ایک نئے اسلوب کو رائج کرنے کی کوشش کی۔ اور ان دونوں شاعروں کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ آراء اور شاعری نے رفتہ رفتہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ تاثیر اور خالد نے ایک ایسے زمانے میں ایک روش کو طرہ ڈالی جب اردو پڑھنے والے شاعری کے وہ ایسی طریقے پر کسی میادی تبدیلی کے خیال کو ایک سعادت سمجھتے تھے۔ اور اس لئے اس راستے پر چلے والوں کو 'باغی' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے تاثیر اور خالد نئے دور کی شاعری کے پہلے باغی اور انقلابی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اور ان دو باغیوں میں بھی تاثیر کا نام اور کام ایک نئے ادبی تجربہ کی حیثیت سے اجتہاد کا درجہ رکھتا ہے۔ فی حقیقت سے اردو کی نئی نظمیں نے سب سے پہلے ان کے اثر سے ہی ان کا سراغ کسی نہ کسی طرح تاثیر کے فنی تجزیوں کی پہچان ہے۔ انہوں نے ایسی نظمیں بھی لکھی ہیں جن میں مروجہ بحر کی پوری پوری پاسدی ہے۔ اور پھر ایسی نظمیں جن میں بحر کی روایت و فانی کی سختی سے پاسدی نہیں کی گئی۔ اور ایسی نظمیں بھی جو اپنی ہیئت میں مثنوی اور مزل کا مندرجہ معلوم ہوتی ہیں۔ پھر اور آگے چل کر ایسی آراء اور نظمیں جن میں بحر کے ارکان کو گھٹا بڑھا کر مختلف بحر میں مخلتف و نیا پیدا کئے گئے ہیں۔ جس طرح بحر روایت اور قادیوں کے سلسلے میں مختلف طرح کے بحر کی لحاظ سے تاثیر بحر مزل پر خضر مزل کی طرح ہر جگہ آگے آگے چلے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح لفظوں، ترکیبوں، تشبیہوں، استعاروں کے ایک نئے طریقہ استعمال میں بھی تاثیر نے نئے نئے کھنڈے والوں کو نئی راہیں دکھائی ہیں۔ اور ان نئی راہوں میں تاثیر نے نئے نئے ہر شاعر نے اپنی اپنی پسند اور اپنی فطرت کے مطابق ان نئی راہوں کو نئے نئے گلیوں سے سجایا ہے۔

چونکہ تاثیر کی شاعری اردو میں برابر ایک نئے فنی طریقے کی عین زور سی ہے۔ اس لئے پڑھنے والوں کو ممکن ہے ان کے یہاں فکر و تخیل کے اعتبار سے کسی مرکزی تصور کی کمی محسوس ہوتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی فن کے مجتہد کیلئے کسی مرکزی تصور کا پابند ہونا ممکن نہیں وہ قوالب و شعر کو نئے نئے سانچے دیتا ہے۔ کہ یہ سانچے خیالات کو ایک نیا پنچ اور نیا انداز اختیار کرنے میں مدد دے سکیں۔ تاثیر کے اسی نئے پنچ، سے انداز اور نئے سانچوں کی شاعری ہے۔ ان کے بنائے اردو دکھائے ہوئے سانچے شاعروں کے سامنے خیال کو ایک نئے انداز میں پیش کر سکنے کے امکانات پیش کر کے اپنا منصب پورا کر دیتے ہیں۔ تاثیر کی یہی شاعری کا منصب فن میں نئے نئے امکانات کا پیدا کرنا ہے۔ اور ان نئے امکانات کے پیدا کرنے کی اہمیت میں وہ اس حد تک محو رہے ہیں کہ ان کی شاعری میں اپنے اور غیر کے تخیل کا امتیاز بھی بے حد دھندلا جاتا ہے۔ رومان، سیاست، اخلاق، ان میں سے ہر چیز سے انہوں نے اپنی رزم سخن کو سجایا ہے۔ لیکن اس سجاوٹ میں میسرے نزدیک اہمیت خیال کو نہیں بلکہ اس کے قالب کو ہے۔ اردو شاعری میں تاثیر کا نام اسی لئے زندہ رہا کہ انہوں نے اسے بہت سے نئے سانچے اور نئے قالب دیئے ہیں۔ فن کے معاملہ میں باغی فن کردوسروں کو باغی بنا سکا ہے۔ اور نئے فن کو اپنا نئے وقت ہر جگہ اچھے اور بُرے کے امتیاز کو پیش نظر رکھا ہے اور اسی لئے فنی نقطہ نظر سے ان کے شاعرانہ تجزیوں میں جمالیاتی عنصر کی کمی نہیں۔ تصدیق حسین خالد کی شاعری بھی فنی حیثیت سے ایک نئے تجربے کی بنیاد ہے۔ انہوں نے ۱۹۲۵ء سے اردو میں آزاد نظم کا نیا طرز رائج کرنے کی ابتدا کی۔ اور اس کے بعد ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۵ء تک انگلستان میں رہ کر وہ ان کی جدید شاعری کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد سے آزاد نظم کو اردو میں عام کرنے کی تحریک کو اور زیادہ شہور سے پھیلائے میں حصہ لیا۔ ان فنی تجزیوں میں بھی انہوں نے آزاد نظم کے ان اصول سے بنیاد کی ہے جو کسی نہ کسی طرح اردو شاعری کے مزاج کے موافق تھے۔ اور اس لئے ان کی آزاد نظموں اکثر جگہ پڑھنے والوں کو رزم کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اور نظم جس آہنگ و موسیقی کے بغیر نظم نہیں بنتی وہ اس مہربانی میں رہتی۔

کیا کہوں فاعلین

فاعلاتن بحر دل کا سالم رکھن ہے اور فاعلین اس کا رکن محذوف۔ اس نظم دکنہ کا ایک مصرع یا مٹھا "سالم اسی بیڑیوں کو دستیں دینے کا فرما" بحر دل محذوف الآخر میں ہے۔ مانی مصرعے یا مٹھا سے ایک یا دو یا تین رکٹوں کے آہنگ پر ہیں۔ پھر بھی کئی محکم شاعر نے یہ آہنگ فاکم نہیں رکھا۔ مثلاً نیچے کے محکڑوں میں۔

پے۔ پے فائے فاعلاتن فا
مسلسل ذلتیں فاعلاتن فاعلین

جنگ ! فاعلین

روٹی ۱۱ لائن

ڈاکٹر قالد کی شاعری میں کوئی مرکزی خیال نہیں۔ اور نہ اس کے محسوسات پر ہلکی زندگی کی کشاکشوں کا کوئی مایاں اثر موجود ہے اس لئے فکر کی حقیقت سے بھی اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو بڑے دلوں کو اپنی نہ تھلیج سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری نئی شاعری کے دور میں ایک ایسے فی تیرے کا نمونہ ہے جو محکڑی حقیقت سے بھی لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ انا۔ اور شاعرانہ ترنم کے لفظ نظر سے بھی۔ "بائی" شاعر کی حقیقت سے نئے شاعر۔ میں میر جی سسکے زیادہ مد نام ہیں۔ اور اس سے کم شاید نہ۔ م۔ راشد۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہیئت اور فکر دونوں کے لحاظ سے انھوں نے قدیم راہوں سے انحراف لیا ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے جس کی طرف راشد کی شاعری پڑھ کر ذہن مستقل ہوتا ہے۔ شاعری کے بڑے قالب کو جوڑ کر ایک نئے قالب کی جستجو۔ یہ قالب انھوں نے آزاد نظم میں حاصل کیا اور اس کا ایسا لیا۔ لیکن اس نئے قالب اور ہیئت کو اپنانے میں بھی راشد نے کہیں اردو شاعری کے روایتی ترنم اور اس کی موسیقی کو ماتحت سے نہیں جانے دیا۔ راشد کی اس شاعری کے علاوہ بھی جوان کی شاعری کے استاد کی دور کی پیداوار ہے اور جس میں اردو کی قدیم روایتی ہیئت کی پاسندی ہے۔ ہمیں کسی نظم میں اس ترنم کی کمی نہیں محسوس ہوتی جس کیلئے ہم اپنی بڑی نئی شاعری کی طرف دیکھتے ہیں۔ راشد کی ساری آزاد نظمیں اردو کی دودھ سے زیادہ مروج بحر دل میں سے دو کے آہنگ پر ہیں۔

ان کی مشہور نظمیں سحرانی، انتقام، ایسی عورت، خودکشی، اظہار اور ایک راہ میں بحر دل کے ارکان سے کام لیا گیا ہے۔ اور بیکراں رات کے سناٹے میں، دینے کے فریب، شاعر در موع، ہمدرد فاقہ گناہ، روال اور سیاہی میں دوسری جگہ کے ارکان۔ مثلاً شربانی کی قطع اس طرح ہوگی:-

کج میر جی بھر کے پی آیا ہوں میں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
دیکھتے ہی تیری آنکھیں شعلہ سا ماں ہو گئیں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
شکر کرے جاں کر میں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
ہوں در افرنگ کا ادنیٰ اعلام	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
صدر اعظم یعنی در پوزہ گر اعظم ہیں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
ورنہ اک جام شراب ارغواں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
کیا بھاسکتا تھا میرے مینے سوزا کی آگ؟	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
علم سے مرعانی نہ تو	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
آج پی آتا جو میں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
حام رنگیں کے بجائے	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
بیکسوں اور ناتواؤں کا ہوا	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین
شکر کرے جاں کر میں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلین

فاعلا رن فاعلا س فاعلا ن

فاعلا س فاعلا س فاعلا ن

ہوں دراز فرنگ کا ادنیٰ اعلام

اور بہتر عشق کے قابل نہیں!

راشد نے اپنی کسی نظم میں ارکان کے ٹرے کر کے انھیں دو مصرعوں میں نہیں بٹھایا ہے۔ اور اس لئے ان کی آراء طوں میں بھی ہیں وہی آہنگ اور نرم حاصل ہوتا ہے جو یاد ستاوری میں۔ راشد نے آزاد ہم میں بہ التزام کر کے اردو کے لئے لکھے والوں کیلئے ایک خوش آئند مثال قائم کی ہے۔ اور آزاد ستاوری کے ذمہ وہ شاعر آزاد نظم کی اس کھوڑی سی ماسدی کو گوارا کریں تو یہ جیسا کہ بدنام، تخری کیلئے ایک ایک فال ہوگی۔ راشد کے فن کی یہ آراوی جو کہ ادبی کے مقابلہ میں پابندی سے زیادہ مر س ہے۔ ان کی شاعری کی صرف ایک خصوصیت ہے اس کے لحاظ سے انھوں نے اردو کو ابھی کچھ چیس دیا ہے۔ ان کی شاعری کے ارکان کے استعمال میں راشد نے اکثر نیک فن کی اس نراکت کا خیال رکھ کر نظم کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو سکے۔ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے اور ایک مصرع دوسرے مصرع سے اس طرح ہم اس خوش ہو کر خیال میں زنجیر کا تسلسل پیدا ہو جائے اور پڑھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ اس کا ذہن بغیر کے یا جھٹکے کھائے خیال کے تسلسل کی ہم آہنگ ہو کر نکلے گی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ نظم کے محفل ٹکڑوں میں بہتر آگے راشد کی نظم کی دوسری خصوصیت ہے جو انھیں دوسرے شاعروں سے ممتاز کرتی ہے۔

انفوں اور ترکیبوں کے استعمال میں راشد کے یہاں ایک تواجد اور نگہنگی ہے۔ ان کی شاعرانہ فطرت ہر جگہ پڑانے لفظوں میں نئے معہوم کی تلاش کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور اسی سلسل جو کاتبہ ہے کہ اردو کے نزوع لفظوں میں نئی زندگی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ ان کے کناؤ اور تشبیہیں قدیم اور جدید کا ایک شرس اثر آج ہیں۔ میرانی محدود تشبیہوں سے ایک زیادہ وسیع معہوم اور تصور کا کام اور ان سے خیال کے تسلسل میں مدد لینا۔ پھر نئی تشبیہوں سے تصویریں بنانا۔ رات کے طر میں بحر میں بسید یہ مسترقی انداز کے گہرے اثر کا پتہ دیتی ہیں۔ لیکن کناؤں اور اشاروں کے استعمال میں انھوں نے ہر جگہ حد اور خیال کی گہرائی سے کام لیا ہے۔ اور یہی اشارے ہیں جو ان کی شاعری میں ابہام پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اسی ابہام سے عموماً پڑھنے والے گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر پڑھنے والوں کو راشد کے مرکزی خیال سے واقفیت ہو تو اکثر جگہ ابہام میں لطافت آئے گی اور ان اشاروں کے اندر شاعری سامی ہوئی ہو تو قلوبوں میں چھی ہوئی ہیں وہ نظم کو سمجھنے والے کے کھائے زبان واضح اور موثر بنا دیتی ہیں۔ اور یہی تصویریں ہیں جنہیں دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ راشد کی شاعری نے طرز سے لغات بہتیں ملکہ نئے اور نئے طرز میں ایک خوش گو اور جمہور ہے۔

راشد کی نظموں میں خیال کا حور تھا ہوا ہے وہ کسی وقتی جذبے کا اثر نہیں۔ شاعر کی آخری نظموں میں سیاسی، حساس کی جوت مدت اشاروں کناؤں کے اندر ترقی دیکھائی دیتی ہے اس کا بہت لگا بہت آسان ہے۔ اگر پڑھنے والوں کی خیال کی رفتائی منزلوں کو غور سے دیکھنے کی کوشش کرے۔ راشد کی اندانی نظیں خالص جذباتی اور رومانی ہیں۔ اور ایک خاص منزل پر آکر پڑھنے والے محسوس کرنے لگتا ہے کہ شاعر اب حذات اور رومان کی دنیا سے نکل کر اس دنیا کو دھور رہا ہے جس نے اسے اپنی طرف مائل ہونے پر مجبور کیا ہے۔ زندگی کا وہ شیدا ہے۔ جہاں آدمی آرمیں کرنا ہے اور آرزو میں اس سے گریزاں رہتی ہیں۔ اسے زندگی سے اپنے دائمی رابطہ کا شدید احساس ہے۔ لیکن جوں جوں، مدگی کی تلخیاں اس کے گرد پیش چھائی جاتی ہیں وہ اس سے گھبرانے لگتا ہے۔ وہ زندگی کے اس عہد کا بھی گویا دکر ہے جو بہت بلند تھا لیکن اسے اس کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں۔

فرنگ مسکوں اور ناؤوں کا بڑا چوستے دکھائی دیتے ہیں۔ مغرب نے مشرق کی ابریت کو لوٹ کھسوٹ کے برہنہ اور ویران کر دیا ہے اور اب اس لئے ہونے روحانی مشرق میں نئے بھوکے جسم، غرسہ آرزو میں ہشتعل بد دور، ان جبروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ انسان ذات میں ہے لیکن اس کا کوئی مدد او انہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس زندگی پر جیت کر اس کا گلا گھونٹ دے۔ لیکن عین وقت پر اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں جھپٹ سکے کی سکت بھی باقی نہیں۔ وہ اپنی خودی سے مدد لینا چاہتا ہے لیکن وہ مردہ ہو چکا ہے اور اسی لئے اب اسے کسی ایسی دنیا کی تلاش ہوتی ہے۔ جہاں اسے زندگی کے اس کہنے آہنگ تسلسل سے نجات مل سکے۔ وہ بے بس ہو کر زندگی سے بھاگنا چاہتا ہے راشد کی آخری کئی نظیں اسی خیال کی ترجمان ہیں۔ جن میں مختلف طرح کے کناؤں سے آزاد تسلسل کے لفظیاتی عمل سے، اور ایک کے بعد

ایک پیدا ہونے والی رے رابطہ لیکن مسلسل تصور۔ اس سے شاعر نے اس مگر کئی خیال کی ترجمانی کی ہے۔ زندگی سے بھاگ کر اس نے سب سے پہلے محبوب کے سیریز میں اس کے گرد پہنچیں باس کے رن رفتار رقص میں بقاء لیے کی کوشش کی ہے۔ جہاں برائے کسی ہی خوف لرزنا رہتا ہے کہ اس بیاہ گاہ میں بھی۔ مگر کسی چور دروازے سے اندر نہ گھس سکتے۔ یہ حد درقص میں اپنی انتہائی شدت اختیار کر لیتا ہے۔ کبھی بھی زندگی کی بے بسیاں اس سے انتقام پر آمادہ ہوتی ہیں اور وہ لے س ہو کر ایسی حرکتیں کرتا ہے جو کسی توانا دہن کے قریب نہیں آسکتیں۔ انتقام میں اسی شدت یا اس کی ترجمانی ہے۔ اور پھر جب ان میں سے کسی چیز سے اس کی تسکین اضطرار نہیں ہوتی تو کوئی پہلا طاقت اس کی مدد کرتی ہے۔ اور وہ یہ فیصلہ کر کے خوش ہوتا ہے کہ ”تھکادوں ایک بے باکانہ جہت“ اور اس زندگی کا ہمیت کیلئے خاتمہ کر دوں لیکن پھر شاہ عین وقت پر اسے الحق پر ان ساری دنیاؤں سے زیادہ روشن و تاناک ایک نئی دنیا نظر آنے لگتی ہے۔ گوشت زنجیر میں پھر ایک نئی کڑی لڑائی جیسی ہو رہی ہوتی ہے۔ اور کوہساروں اور ریگ راوروں سے اسے نہ کسے لگتی ہے کہ اپنے سلاسل توڑ کر چار سو چھانک ہوئے ظلمات کو چیر ڈالو اور اس ہنگام باد اور کوہ جلد سے جوں سناو۔ دھس، انتقام، ریخہ اور خود کشی، ”رنگی سے دھار کی پار خنقاہ صویریں ہیں جو آتش نے واضح طور پر ہمارے سامنے پیش کی ہیں۔

آتش کی نفلوں میں نئے اشاروں درختے جہاں نے جاسا بعض اہل بھی پیدا کر دی ہیں۔ اور ذہن پر مار بازور دینے کے بعد بھی ان کا دور کرنا ایک دشوار کام معلوم ہوتا ہے۔ کبھی ان نفلوں میں مگر کی کوئی اور توانائی ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں بعض جگہ ان خیالات کے اظہار میں شاعر ہماری تہذیب کی بعض اخلاقی قدروں کا داس چیر مارا۔ مذہبی عقیدوں کو جہز بن لگاتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن فن کی حیثیت سے آتش کی شاعری اردو میں ایک خوش گوار اضافہ ہے۔

میراجی سہی شاعری کے سب سے زیادہ مد نام رکن ہیں۔ اور اس بدنامی میں ان کی شاعری کی ہیئت اور اس کے موضوع و دونوں چیزوں کا برابر کا حصہ ہے۔ میراجی کے ابتدائی دور کی شاعری (یہ اسدائی دور تقریباً ۱۹۳۴ء کے آخر تک چلا) فن اور تخیل دونوں کے اعتبار سے قدیم رعایتوں کی پابند ہے۔ اس میں شاعر نے اردو کی مروجہ جہزوں میں نظمیں لکھی ہیں۔ ردیف اور قافیہ کا التزام بھی کیا ہے۔ اور غظوں کے انتخاب، ان کی ترتیب اور انارچرٹھاؤں میں ہر جگہ شاعرانہ نظم کی اہمیت کو شدت سے محسوس کیا ہے۔ سبک اور نازک لفظ چھوٹے چھوٹے ہم آہنگ فقرے جن میں نثر کی بے تکلفی اور روانی ہے اور نظم کا زیر و کم۔ خیال کیلئے لطیف اور احساس کیلئے زود ہم۔ ان نفلوں میں مناظر فطرت کی دل فریبیوں کی طرف شاعرانہ اشارے بھی ہیں۔ اور ہندوستان کے رومان پرور ماضی کی کہانی بھی۔ اور یہی کہانی اصل میں میراجی کا محبوب موضوع ہے۔ انھوں نے خود کو اس روحانی فضا میں اس درجہ گرم کر دیا ہے کہ داستانِ فردا بھی اس فضا میں آکر گرم ہو جاتی ہے۔ اس دور کی شاعری پر ہندی کے تخیل اور اس کے انداز بیان کا گہرا اثر ہے۔ جذبات میں ایک خاص قسم کی نزاکت اور لوچ ہے۔ تہذیبوں پر بھی ہندوستانی تہذیبوں کا اثر ہے۔ جہاں اسے دامن کی لہر میں سلاسل سا گیت دکھائی دیتی ہیں۔ اور رخصت ہوتی ہوئی رات ڈھلکے ہوئے دوپٹے کا تصور بن کر اس کے سامنے آتی ہے۔ اس دور کی شاعری میں مہترہ اچھا خالص ہندوستانی شاعر کے روپ میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔

اس کے بعد کی شاعری کا زیادہ حصہ ایسا ہے جسے شرفی کا لفظ ذکر کوشش کے باوجود اپنا نہیں بنا سکا۔ یہ آزاد نظم کی شاعری ہے جس کے زیادہ حصہ میں اتنی آراوی ہے کہ نظم کے ڈاڈے نثر سے ملتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس شاعری میں ابہام بھی بہت ہے اور خیالات کی تعدد اور وحدت کے باوجود اس کا انداز ایسا ہے کہ اس کا سمجھنا اور دشوار کام ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں۔ ایک کا تعلق خود میراجی کی شاعرانہ اور ذہن فطرت سے ہے۔ میراجی ہر چیز میں کوئی نئی بات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی لئے نئی چیزوں کی تلاش میں ان کی نظر بعض ایسی دور اور کاجیزوں پر پڑ جاتی ہے جو ان کے ذہن میں توصیف اور واضح ہوتی ہیں لیکن پڑھنے والے کیلئے جیساں اور مدعا بن جاتی ہیں۔ چونکہ انھوں نے اپنی نئی شاعری کی بنیاد بعض ایسے اشاروں پر رکھی ہے جن کا لغوی معنوم تو بالکل واضح اور صریح ہے لیکن ان کے اشارتی معنوم کی طرف اب تک کسی کا ذہن نہیں گیا۔ اسی لئے ان اشاروں میں جوابات بھی جاتی ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی۔ شاید جب لوگ رفتہ رفتہ ان اشاروں کے عادی ہو جائیں تو کچھ بات سنیں۔ ایک اور چیز جس کا تعلق نئے فن سے بھی ہے اور خود میراجی سے بھی۔ آزاد سلسل کی نفسیات کا

بستمال۔ شاعر کے ذہن میں کوئی خیال آتا ہے۔ اس خیال کو مرکز اور محور بنا کر وہ اس کے ساتھ آنے والے سارے قصود رات کی دھنی تصویریں بنا لیتا ہے۔ راہبر میں بجائے خود رنگین بھی اس اور قصود فریبی۔ لیکن ان مختلف تصویروں کو ملا کر جو ایک بڑی تصویر بنتی ہے وہ ان چھوٹی تصویروں کے سن کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ دیکھئے والا (اس صورت میں پڑھنے والا) نظم میں ایک تصویر کو دیکھتا ہے اور اسے وہی مستر محسوس ہوتی ہے جو سن کی کسی بھی تکلیف سے ہونی چاہیے۔ وہ آگے بڑھتا ہے اُسے پھر ایک دیگر تصویر نظر آتی ہے۔ وہ آگے بڑھتا ہے اور ایک تیسری تصویر اس کے سامنے آتی ہے۔ لیکن پچھلی وہ تصویروں کا نقش اس کے ذہن پر سے غبار کی طرح ہٹتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ پوری تصویر کا مشاہدہ (پوری نظم کا مطالعہ) کر لینے کے بعد وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ کہیں کھویا گیا۔ نظم کی مختلف تصویروں میں وہ کوئی ربط تلاش کرتا چاہتا ہے۔ اور اس ربط کی تلاش میں اُسے اپنی دیکھی ہوئی تصویروں کی اصلیت میں بھی شبہ ہونے لگتا ہے۔ میراجی اچھے شاعر کی طرح واقعات اور محسوسات کی اچھی تصویریں تو بن سکتے ہیں۔ لیکن ایسی ذہانت کی تیزی میں انھیں اس کا احساس نہیں رہتا کہ ان مختلف تصویروں میں جو باہمی بے ربطی ہے وہ خود ان کے ذہن میں تو ربط بن کر رہ سکتی ہے لیکن پڑھنے والا اُسے بے ربطی ہی سمجھ کر مجبور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میراجی کی بہت سی آزاد نظمیں پڑھنے والوں کے دل پر اپنے مرکزی قصود کا کوئی نقش نہیں چھوڑتیں۔ ایک بات اور بھی ہے جس کی وجہ سے میراجی کی شاعری ادبی زمروں سے زیادہ سماجی محکموں میں بحث کا موضوع بن گئی ہے۔ میراجی باقی ہر شاعر سے زیادہ، ہنرستانی سماج کے اخلاقی نظریوں کو ٹھکرا کر، اپنی رزم شع کو آراستہ کیا ہے۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے اب فن کے نزدیک صورت اور رد کے جتنی میلانات اور ان جتنی میلانات کی پروردہ ذہنی اور عملی زندگی کو بے باکی کے ساتھ ادب اور شع کا موضوع بنانے میں اب کوئی حرج باقی نہیں رہا ہے۔ لیکن یہ جیسے بعض یا بندیوں کو ذہن میں رکھ کر وہ میں برتی جاتی ہے۔ اور ان یا بندیوں میں ایک پابندی سماجی شعور کا احساس ہے۔ میراجی اس لحاظ سے وقت سے بہت آگے جانے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

بہی دور ایک باتیں ہیں جنھوں نے پڑھنے والوں کے ذہن میں میراجی کی شاعری کی طرف سے ایک طرح کی کدورت پیدا کر دی ہے اور یہ کدورت انھیں شاعری کی لطافتوں کی طرف بائیں نہیں ہونے دیتی۔ ورنہ میراجی کی شاعری کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں "شعربت" کے وہ عناصر موجود ہیں جو ہر ادب کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔

یوسف ظفر نے شاعروں میں نسبتاً زیادہ نئے ہیں۔ ان کے کلام میں ہر جگہ ایک انفرادیت نمایاں ہے۔ اور یہ انفرادیت ان میں دو چیزوں نے پیدا کی ہے۔ خود اپنی زندگی کی تلخ کامیوں نے اور اس ماحول نے جس میں بہ زندگی بلی بڑھی۔ اس نے یوسف ظفر جب اپنی تلخی کو محسوس کرتے ہیں تو ان کا ذہن اپنے مادر وطن کی قیدوں تک پہنچتا ہے۔ اور اس سے بھی آگے چل کر پھر عام انسانی قیدیں اس کے خیال کا محور بن جاتی ہیں۔ ظفر کے نزدیک زندگی مجبور یوں کا نام ہے۔ جس میں آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور ببول پر زبردستی کی مسکراہٹ کھیلتی ہے۔ انسان تجس کو تک ہے کہ اس کا ذوق سفر ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ اور اس کے سانس میں جلن، وزنگاہ میں ٹھکن پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ اُسے زندگی میں نہیں ملتا اس کی تلاش خوابوں میں کرتا ہے۔ اور یہ تلاش خواب میں روپیل تلخ بن کر سنائی دیتی ہے۔

ہندوستان غلام ہے اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور اقوام غالب ان آنسوؤں پر ہنس رہی ہیں۔ اس پر اُبلتے ہوئے خون کے نیلے اُبلتے ہیں لیکن سکوں کی جھنکار میں کھو جاتے ہیں۔ انسان جو زندگی احساس ہے ان چیزوں سے عاجز آ کر شاہ دولت سے کہہ اٹھتا ہے :-

توڑو ہاتھ مے بھوڑو آنکھیں میری
سید بھر دم نے کاؤں میں کہ میں کس نہ سکوں
سی دو ہونٹوں کو مے ہسٹ لگا دو ان پر
ورنہ یہ جو رستم کیسے روار کھو گے ؟

یوسف ظفر کے یہاں طرز میں مشرق اور مغرب کا امتزاج ہے۔ نظموں میں انگریزی طرز اور قافیوں کے نغمے۔ ان کی تشبیہوں میں ہر جگہ ایک جدت ہے جو اکثر جگہ خوشگوار ہوتی ہے اور کہیں کہیں عجیب۔ یوسف ظفر نے پُرانی صفات کو نئے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

فاک میں لٹرے ہوئے خون میں بہلائے ہوئے

جسم نکالے ہوئے امر اعلیٰ کے متواں ہے۔

پیپا رہتی ہوئی گاتے ہوئے تاسو، ول سے

شاعری کی یہ منزل ہے جہاں تجربے مشاہدے اور احساس کی پچیدگی سے گنبد کو شاعر اپنے لئے بیان کی ایک راہ تلاش کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی منزل ہے جہاں اکوہیت سے ہموک حقائق نے سمنہ مل پر اپنے لئے جوہر ایہ بیان اختیار کیا ہے اس نے انہیں شاعر دل میں ایک مغرور وجہ دیدی ہے۔ روایتی اسلوب سے کھوٹا سا انحراف، تجربوں کے انتخاب میں موثر سلیقہ، خیال کی نقار میں پہلے کے مقابل میں زیادہ تیزی، اردو کے پُرانے استادوں (خزاں ابھار، گل، گل حسین، ساعر، متراب، سامی، آفتاب، دوست و زنداں) چاک گریساں (اور حویلی تجربے) سے نئی تصویروں کا کام۔ دو تین نغموں سے پڑھنے والے کے دہن میں ماضی کے نقوش ابھارنے کا فن۔ اور ان سب چیزوں میں ملی جلی۔ سیتی۔ پڑھنے کے طرز کی خصوصیات ہیں اور اس طرز نے انہیں بعض ایسی نظمیں دی ہیں جن سے نئی شاعری کے نئے تجربے میں کوئی کمی نہ ہو سکتی تھی، بلکہ نظر آئے ہیں۔ اور ان نغموں میں ایسے مصرعے ہیں جن سے کھوٹا ایسی تصویریں بنا کر کام سے جو طویل سے طویل نظموں سے بھی ممکن نہیں ہے۔

نکل ہوئی حاتی ہے، فسرودہ سُکھتی ہوئی شام

آج تک ہیں، سبہ صدیوں کے ماننے والے

آہم و حق کی اولاد یہ کیا گذرتی ہے؟

آن لب عیدوں کے تاریک پہاڑ طلسم
ریتم و طغی و کجواب میں ڈوبے ہوئے

یہاں کی سبھی نظم "تہنائی"۔

”سھر کوئی آبادی رار، نہیں کوئی ہنس

مراء روٹکا کہیں اور چلا جائے کہ

دوسری رات سحرے ٹھکاناروں کا عہدہ

لڑکھڑاتے لیکے ایوانوں میں خوابیں چسراخ

سو گئی راستہ تک کہ ہر اک راہ گزار

حسی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سرائے

گل کرو ستمیں بڑھا دوئے دینا واپس

اسے بے خواب کو، دس کو منتقل کرلو

اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا۔“

فیض کو مختصر لفظوں سے پڑھنے والے کے ذہن میں گدھے ہوئے زمانے کی یادوں کا ایک چتہ تاریخی تصور مین کے پر جو

قدرت حاصل ہے نئے شاعروں میں کسی اور کو نہیں۔

فیض نے اپنی نظموں میں اپنے زمانہ کی جس کثافت کی ترجمانی کی ہے، اس میں دھن، دولت، غزبی، امراض، بازار میں خوردوں اور غریبوں کا بکنا ہوا گوشت اور لہو بھی ہے۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس غلامی کا شدید احساس بھی جس میں حکومتیں ہیں اور گفتار کے

ہاؤں میں دبخیس پڑی ہوئی ہیں۔ اُس کے دل میں ان سب چیزوں کی طرف سے ایک بے چینی (بغاوت نہیں!) پیدا ہوتی ہے اور وہ اس سارے عزم کو ناپا چھوڑتا ہے۔

کہوں نہ جہاں کا عزم اپنا لیں بعد میں سب تدمیریں سوچیں
لیکن شاید یہ تدمیر کا گرہ ہوتی نہیں دکھائی دیتی۔ اس لئے فکر ایک نیا راستہ تلاش کرتی ہے۔
تیرے آزاد کا چارہ نہیں نشتر کے سوا
اور یہ سفاک میحارے جھٹے میں نہیں
اس جہاں کے کسی ذی روح کے جھٹے میں نہیں
ہاں مگر تیرے سوا، تیرے سوا، تیرے سوا!

محسوس کرنے والے شاعر کے پاس اس کے سوا اور علاج ہی کیا ہے؟
فیض کی آزاد نظموں پر بھی لوگوں کو فنی بے راہ روی کا اعتراض ہے۔ حالانکہ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آزاد نظموں کی بے راہ روی موضوع سخن، اور تنہائی، جیسی تعلیم پیدا کر سکے تو خدا سب نئے شاعروں کو بے راہ وادگرہ کر دے۔
اسی معنوم میں ایک اور ٹکڑا اور بے راہ وادگرہ، شاعر معین احسن جذباتی ہیں۔ جذباتی نے زیادہ تر غزلیں کہی ہیں یا غزل کا نظریہ ہیں۔ اور اس قدامت پسندی، یا رجعت پسندی کے باوجود وہ اردو کے ترقی پسند شاعر ہیں۔ ان کی وہ ابتدائی غزلیں بھی جن پر ہماری زندگی کے خارجی حالات کا عکس موجود نہیں ایسے جذبات کی حامل ہیں جو صرف ایک کے نہیں بلکہ سب کے ہوتے ہیں ادا سی لئے ان غزلوں میں صداقت اور خلوص ہے۔ عزم عشق بھی ہے اور خود داری اور بلند نظری بھی۔ ناکامیاں اور بایوسیاں ہیں۔ عاشق ہمیشہ کی طرح اب بھی مضبوطی سے ڈھلنا ہے۔ لیکن اس کی وجہ میں ایک بلند نظری اور ارادہ کی مضبوطی ہے۔

مضبوط عزم بے سبب نہیں جذباتی غلط عزم بڑھا رہا ہوں میں
غزل کے مضامین میں تنوع ہونا ضروری ہے۔ جذباتی کے یہاں بھی یہ تنوع ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جذبات پر کہیں کہیں عقل کی پاس بانی بھی نظر آتی ہے۔ اور ان لئے ان کی غزلوں میں ماضی کا ذکر گزرے ہوئے رنگین لمحوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ حال کے ذکر میں لغتہ و آہنگ ہے اور مستقبل آرزو کا ترجمان۔ ان میں اشارے کٹائے پڑائے ہیں لیکن فرسودہ نہیں شگفتہ۔ ساحل اور منزل جذباتی کے بہت محبوب اشارے ہیں۔ اور ان کے ذکر میں پڑھنے والوں کیلئے ہر جگہ ایک نیا پن ہے۔

گر اپڑتا ہوں کیوں ہر قدم پر الہی آگئی کیا پاس منزل
جہاں تک آخری نظریں تری شکل سے پہنچی ہیں وہی منزل کی حد ہے خواہ منزل کھینچے والے
کاٹ دیوں ہم نے جذباتی راہ منزل کاٹ دی گریڑے ہر کام پر یہ کام پر سنبھل کے
اے موج بلا ان کو بھی ذرا دوچار پھیر دے ہلکے سے کچھ لوگ بھی تنگ ساحل سے طوفان کا نظارہ کرتے ہیں
خود جذباتی کی شاعری میں بھی آخر میں وہ دور آگیا جب انھوں نے ساحل سے طوفان کا نظارہ کرنے کے بجائے موج بلا کے پتھروں میں لذت محسوس کرنی شروع کر دی۔ بھکارن کی بے بسی سے اس کا دل ٹرپ اٹھتا ہے۔ اس کیلئے مئے ناب تلمی زہر بن جاتی ہے جبش مضر اسے شرا لے اٹھتے ہیں۔ سینہ ہمتاب میں داغ در یوزہ گری چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ مفلس کے تبسم سے اسے فاقوں کی سخت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور توپوں کی گرج سن کر اس کا جذبہ بیدار عزت مظلوم کی بیداری کیلئے ٹرپنے لگتا ہے۔ حسن فطرت کو دیکھ کر اس کے دل میں غلغلے کے جذبات کا تلاطم پیدا ہو جاتا ہے

دریا کے تلاطم کا منظر ہاں مجھ کو مبارک ہو لیکن
اک ٹوٹی پھوٹی ملکشتی بھی چکراتی ہے مخدع اردوں میں

وہ لاکھ ہلالوں سے بھی حسین، کیسی زہرہ، کیسی یزدیں
اک روئی کا ٹکڑا جو کہیں مل جائے مجھے بازاروں میں

جب جیب میں پیسے بچے ہیں، جب پیٹ میں روئی ہوتی ہے
اس وقت یہ ذرہ ہیرا ہے، اس وقت یہ شبنم موتی ہے۔

عربی کی شاعری نئے دور کے اس رجحان کی ترجمانی اور نمائندگی کرتی ہے جس میں سادگی کی ہیئت کچھ بھی ہو۔ خیالات اور
محسوسات کا انداز متوجس بہت فرق کے ساتھ ایک سا ہے۔ نئی شاعری میں غزل بھی موجودہ زندگی کی سیاسی اور سماجی کشاکش سے
اسی درجہ متاثر ہے جیسے پابند نظم یا آزاد نظم۔ اس غزل میں بھی سرمایہ کی ضروریوں اور نوئیوں کی گرج شنائی دینے کی ہے۔ اور جہیزینہ
غزل کو سب سے پہلے جذبی نے دی ہے۔ (باقی آئندہ)

سید وقار عظیم ی

نغمۂ زندگی

پھر ایسے خیالات آنے لگے	کہ ہم خود بخود گنگنا نے لگے
ہمارا امتدار عجب مال ہے	نظر مل گئی مسکراتے لگے
جوانی کی اللہ لے سرشاریاں	قدم خود بخود ڈمکانے لگے
مری قدر شاید کہ ہونے لگی	مرے سر کی قمیض کمانے لگے
ہنسی ان کے ہونٹوں پہ آنے لگی	ذرا ہم جو باتیں بنانے لگے
اندھیرا اندھیرا سا چھانے لگا	مرے پاس سر جو بے وہ جانے لگے
یونہی عمر گزرے گی ایتھ میں	وہ کاہیکو تشریف لانے لگے
مری شاعری کا صلہ مل گیا	مرے شعر وہ گنگنا نے لگے
اکیلے میں گاتے تھے میری غزل	مجھے دیکھ کر مسکراتے لگے
ترا روٹھنا ہے یہ بے سود ہی	تجھے کیوں وہ فضلی منانے لگے

فضل احمد کریم فضلی

چاندنی کو!

راستہ میں ادھرائن یا پرائی ٹواڑ کا مرکب ساز ٹوٹا جائے تو اس کا
مائع بھی ٹپوٹی اٹھائے۔

رلی کی دا، کھولت باؤں کی ٹوٹ بھوٹ کا خیال کر آئے
کی سواری کو بہار، اور گھر سے کشمیر کے درمیان و دہلی اپنے
پہروں چلے پر کبہہ راوری نے مسقفہ صا کیا۔

مٹھل سے مطانی سو تین کے بعد کسی وقت بھی ریل کے
آنے اور معتر راہوں کی سند سے حدانے چا تو آج ٹھہرے کا
بھی امکان تھا۔ اس لئے احیاطاً مارہ بکتے ہی ٹھہر کو حدافا کیا۔
اور راہوں کی چھاؤں میں ہمارا، ایدوس اس ترتیب سے کشمیر کی
جانب راہی ہوا کہ آگے آگے نکھا قوم چار، ہات میں لالٹین، پیچھے
ردینا، واب، بھاسر یہ صدوق، پھر لٹا باسی، بغل میں بستر،
اس کے بعد خود دولت، یعنی ہم بے نقشب لغتیں، ایک ہاتھ میں پاؤں
کی ڈبیا ٹوا، دوسری ہتھی میں ٹکٹ کے دام، اور کچھ ریزگار کی بطور
خفیہ ہاتھ۔ ہمارے نقش قدم بر میاں خاں زماناں حاکم،
راوری کے نہ در کوش چون!

وہ راہ سے کے کھسوں کی ہری ہری بوسے مست ہو کر
معدیوں کی جھکار، اور میہ یوں کی ٹرٹے برسات کی رت بول
رہی تھی۔ جگہ جگہ رہے تھے اور پچھلے پہر کی پرم فضا میں خاموش
حلولس رواں تھا۔ جو اندھیری رات کے فوس سے گھر پر ایک تھپی ہنی
سی روشنی دکھائی دی۔ ساتھ ہی لال لال دیدوں کا سفید نمنل
اور قصبے کا عریبا منو کشمیر نمودار ہو گیا۔ ہم نے دس کھڑکھڑے
عدہ شکر، داکہ کہ بارے سفر کی اول منزل کسی سانچے یا جگرے
کے بغیر کٹ گئی۔

کشمیر میں ہم رہا رہے جدوہوں کے سو باقی ستا
نھا۔ اللہ ٹھائی کے خالی دوسلے پر سر رکھے ایک چیت کبر الہی
ضرور پڑا تھا۔ شاید یہ کشمیر ونگ دم کیلئے ناموزوں ہے یا کشمیر

ان دنوں ریل کا سفر وہی کسی پچھلے یا سمجھو لے درجے
میں کچھ اسی میں چلے پر خوب سمجھتا ہے جس کی ہڈیاں چلنے کے
بدلے فولاد کی سی ہوں، اور جسم کے ہر جوڑند میں ریل میل کے
سیسہ بھر لیا ہو۔ میرا لیے پر زرمسا دکھ رہا ہے۔ جس کے پیسے
میں داہمی کر ایہ دینے کے ساتھ ساتھ مالو جیوں کے جس حقوق اور کرنے
کی صلاحیت بھی پائی جائے۔ نہ ہوتا ہے۔ یہ لڑی پرے سفر کا
ٹوٹا ڈھانچہ تو ریل پر لڈ لیا۔ اور ٹائٹ ٹک کی ٹھہر کی یہ منڈلاتی رہی
یا جسم پلیٹ فارم پر ہوا اور جس منہل مہدو کہ ہو پٹ گئی۔

بعد اس مہتد کے،
نیت کرتا ہوں میں۔ مہر کی، مہر میرا طرف دلی کے، بسم اللہ
مجرب ہا!
سواری کی مدیر، جب آگے ہیں جن کے بل یہ سارا تقسیم
چلتا ہے۔ اپنی میں سے دو چار وہ دیدار، عدو میں چھیں ریل پر جانے
کا دوامی حق حاصل ہے۔ اور ان کی تعریف جو ٹوک بولیں ماسی تو
کہ آپ اگامانے کیلئے درجن کر نہیں کہہ رہے ہیں۔ درہ سکل جڈر
اور مہتد کڈائی کے اعتبار سے اگر ان کی آکیت، کما توت درکار
ہو تو قبلہ معلم ٹالٹ کے نہ ہو رنگ ٹھہرنا ہو گا۔ تم اعدو کتے
بازی کے فن میں نیاز مند ہی بیاز مند ہے۔

یہ آگے قانون حرکت کے عام اصول سے علاہ دایک
مشقی قاعدے کے تحت چلتے ہیں یعنی آپ ایک ایسے آگے
کا تصور کریں جس کے دونوں پہیوں میں ایک اور یوں کی
نسبت ہو۔ پھر ان پونے دو پہیوں کی حرکت دونوں کو کموں کے
واسطے سے ایک ٹیٹیک منتقل کر دیں۔ جو پنج عیب شری کے سوا
پنجاہ عیب غیر شری بھی رکھنا ہو۔ چابک اور ٹکڑیوں کی پوری ریل
کا جواب پہلے جھڑیوں اور دلیوں سے دے۔ پھر چلے تو اس
حساب کہ آگے قدم جلتے بڑھیں اس سے سوائے پچھلے ٹھہریں۔

تارم کی دھولوں میں غائب !

بس تو جبر ذات باہر بولنے لگی جب سے اندھے سے اندھا بھی جان لے کر نہ کاٹو کی درد مندی اس حالت میں کہ یہاں سے ہٹا کر۔۔۔ نے اسے خار کھکا دو سہ نام طلقات ہو ہمارے لئے رنگ آمدہ صوت آمدہ سحر۔۔۔ رہا ٹکٹ کلاس کا ٹکٹ وہ محض برائے بیت !

اب خاں صاحبوں کی پٹھانی دیکھنے کی جبر بھی۔ جنھوں نے خالص یا بچ ٹکٹ کے آدمی کو جلدی جلدی نہ کر کے بھی بنایا۔ اور ایک "ہنسو" کے ساتھ چھوڑ دے سے وہ چھپتے ہیں تو ایک دھڑے میں ہم ایسے گئے جیسے گوہین کا پتھر، اوپر سے صندوق اچھاپ پتھر۔ ریل چل ہی۔

بڑے بڑے ایسا سہ۔ یاد دیکھ کر کہیں خیال آیا کہ دو دھول ہٹانے کی، عادی سے، مت انت بڑی لڑھکوں کو ابی ذمہ داری، یا خوف، یا سہ کا مطلق، حساس نہ ہو تا۔ جس کو پیٹے میں خاں صاحبوں نے نہیں تھا، بلکہ تھا اس میں، ساروں کی جگہ دو دھول کے بھڑے کھلے "دھڑ"۔۔۔ وہم "ع" کی احاطت میں سر سے یاؤں تک سے بڑے بڑے تھے !

ریل پر سہل کھاتی ہوئی ریل فریڈا بیل جاری تھی۔ اوپر گہری مادل بچے کا۔۔۔ ہواں۔ "اس میں مار کے کھبے جائیں مائیں کرتے آتے، درگھوٹنے پھر متے آنکھ سے، اوٹھیل ہو جاتے۔ اگلے جکشن پر ریل کے سافہ ہاتھ کپڑے بھی بدلنا تھے۔ اور ہم سوچ رہے تھے کہ کئی ریل کا سفر کس بھیجیں میں ہو۔ ٹکٹ کلاس کا ٹکٹ سوٹ پر مقرر تھا۔ وقت کا کہنا کہ ماں اب تو لنگوٹا بھی بہت ہے۔۔۔ دروازہ کھلا۔ اور ایک چہرہ سا کالی ذات کا صاحب درجے میں گھسا یہاں دو دھول نہر میں ہمہ ای تھیں۔ جاربا بچ خالی کھلے اوٹھ سے مٹے پڑے تھے۔ جو رہ گئے تھے وہ بھی ٹکٹا کر اکر کھلے ہو رہے تھے۔

"اوڈیٹ، ایک دم بالکل گھٹ"۔

انگریزی میں گالی، معاذ اللہ! جی میں تو آئی کہ سٹوں اور ایک کے دو منہ کر دوں۔۔۔ یہ طرح دی اور صفائی میں اپنا ٹکٹ دکھایا۔

کیسے ویننگ اورم لے محل، ناجیا تہرے درجے کے مسافر خانہ میں اندج کے لوروں پر، جہاں ہوتا پڑا۔ اتنے میں کج، ہم باہمت نہ قیامت نے ہنوز۔ جاکٹ نادر کھکا دروازہ کھلا اور سنائی دیا کہ ٹکٹ کسی بھیجے کھڑا دھ کے نہرخت سے "جو چو"۔ "نکل زمین کی جھٹ کر نکرا، ہجو۔ اس ہنگم صدائے ساتھ دو فوں چہارہ روں کی آڑ میں سرک گئے۔ پنچالوں نے ٹکٹ سنبھالے، بٹی چاق کر کے، بکھا تو لبٹی ہوئی حنڈیاں مانے پٹ کی آڑ میں مالوہ کی کھڑے بید کی طرح کانپ رہے ہیں۔ جیم کے فوری سکول جانے سے دھوئی کی بندش کم سے کھسک کر نیڈیوں پر جا پڑی ہے اور اس کی تہوں میں سے پانی کا ایک ساپ سانہ جلنے کا کل کے فرش کے ڈھالوان کی طرف بھاگا جا رہا ہے۔

"گھٹنا مارو۔ سواری کا مری چھوڑ"۔ نہیں جہاں دار ہوا !
بند کے سبھاؤ میں نہ سمجھ میں آیا کہ مرع نحر ریل کی ٹنٹ میں ہانک دے رہا ہے۔ حواس جاگے تو ریل کی آمد تھی۔

"دلی کا ایک تھر ڈ کلاس بابو جی !"
"تھر ڈ کلاس ختم"
"ڈیوڑھے کا؟"
"بنانا پڑے گا۔ کتاب بند ہے۔ اور چابی بڑے بابو کے پاس"
"اسکے بکلاس؟"
"ریزرو آرہا ہے"
"اور فٹ؟"
"لائیے سولہ آٹھ آٹھ"
ٹکٹ پر تاریخ مار کر بابو جی نے دھم دیکھے تو دس دس کے دو نوٹ !

"اب باقی کے ساڑھے تین کس کے گھر سے لاؤں؟ کیش ٹیک بر تو مہر ہو چکی۔ چنے کا ٹیپ آگئی"
اس سبھا جی میں ریزرگاری وانی مٹھی مٹھی بڑی اور اندھیلے

میں چار پانچ چہرے سرک گئے۔ مال موڈی تو نہ تھیں، ہاں نصیب غازی ضرور ہو گئیں۔ اتنے میں پہلی سیٹی ہوئی۔ اور بابو جی یہ کہہ کر کہ "تیسرے واپسی میں دیکھ جائیگا" کھر لکی میں چٹھی کھیلے اور ملیٹ

ایورسٹ

— دیکھ خود اپنی ہی آنکھوں سے

سوچ کہ تو نے کیا دیکھا ہے — ؟

— جس پر اتنا ناز متا بجھ کو

وہ وادی سَنان پڑی ہے

دُور — پیسے جمع رہے ہیں

سامنے اک دیوار کھڑی ہے — !!

— دیکھ فلک کے ایوانوں سے

بزمِ جہاں میں آگ لگی ہے

دیکھ ترے ماتھے کی بندی

اس گرمی سے چھوٹ رہی ہے — !!

— تیرے راجاؤں نے اب تک

اپنے پاس سے دُور ہی رکھا۔

تیرے دیوتاؤں نے اب تک

تجھ کو بھی مغرور ہی رکھا — !!

آج کہ تیری آنکھ کھلی ہے

دیکھ زمانہ کیا کہتا ہے

دیکھ خود اپنی ہی آنکھوں سے

سوچ کہ تو نے کیا دیکھا ہے — ؟ !!

سلام بھلی بھلی

ٹکٹ دیکھا تو صاحب کے ذرا تہور بدلے " وساری۔ بھرا
مقدار اس اب کدھ جاتا؟ "

"صاحب فی النار۔ ٹکٹ ہمارا، اسے بابو جی !"
جل گیا بابو جی کہنے سے۔

"بہ فرسٹ کلاس کا ہے۔ فرام۔۔۔۔۔ ٹو۔۔۔۔۔
مالم؟"

"جی مالم۔ اور یہ بھی مالم کہ بس روپے کسے؟
"دور دہلیہ اور کالو۔ فرسٹ کلاس کا پتہ پتہ دہلیہ جانے
نہیں سکتا، کھم آن، فور دہلیہ!"

"سٹاپ آپ پلز!" ہم نے انگریزی کے مارے لال پیلے
ہو کر کہا۔ اور بولے گا تم انگریزی۔ ہم انگلش میں کالج یاس ہیں
ہم، مالم؟ ہم کو سب قاعدہ قانون از رہے، جاؤ جنکشن یہ
دیکھیں گے۔"

ریل اب آہستہ آہستہ ایک بلندی پر رینگ رہی تھی۔
جنکشن دکھائی دے رہا تھا۔ کٹ کٹ کٹ! یہ قنبلی آئی پٹری بدل
کٹ کٹ کٹ، وہ قنبلی آئی اور ریل ٹھہر گئی۔

"بے ٹنگ روم میں نہ جائے بیسٹو تم۔ ہواں گورن کی
سمائی ہے۔ کو تو ایک ڈوگ دعو دیجے پر ان بجس جیہیں۔ ہم تم
کا کواں کے گچ چارٹے دیت ہیں۔ لیٹو پوٹو۔ مجھے سے کلاؤں
کرو۔ ڈوٹی کیرا کیرا پیرس آئے بریا ہم تم کائے جائے کے چٹھا
دیا۔ روپیا ایک بگے، جانیو۔"

سر پہ اسباب لادتے ہوئے پورے قلی نے ہمارے
حکم کی تعمیل میں منہ مایا۔

بہر حال دلی تو ابھی دُور ہے۔ اتنے میں کسے بدل لیں۔
اللہ! اس جنکشن پہ آبرو رکھ لے اور ساتھ خیریت کے دہاں پہ چاؤ
پھر کوئی بات ہو۔

آواں کے

سفینے صادق الخیری دہلوی کے تیس افسانوں کا مجموعہ۔ بڑا سائز
جلد۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے کے
ساقی بک ڈپوزٹری سے ملے۔

چھٹی

صہ دریا سے فاع ہو کر غسل کرتی۔ غار پر طبعی اور کچھ درختان مجید کی تلاوت کرتی۔ اور اس کے بعد مہاں نسیم کے دھندے اور مہاں نسیم جنہیں دفتر جانے کی حلدی ہوتی مل رات کھلا رہا تو گرج لہے رہے۔ کچھ گھر باٹ سے سینڈا جاٹ ہو گئی اور جو بند رہا اور سر رہے ہیں۔ ماما عربیہ رہا اور رہی ہے۔

”بھئی! اس ماما کم کھانے پیس پرستان کر رکھا ہے ہر اربا ر کہا لاکھ بار سمجھا یا کہ بیک بک مل کھلا رہنے دبا کر دوا صبح بانی گرم ہو مایہ غسل کرنے میں لطف آتا ہے لیکن بہشت کی بندی کب کسی کی شستی ہے اس سر نو آسمان سے کوئی صحیحہ ہی اُسے تو مانے گی“

ماما جو کہ میاں کی عادت سے واقف تھی جبکی شعی کام میں لگی رہی۔ نگہت حائے سا کر لاتی۔ نوکر ماہر سے احار دیدیتا۔ اب آپ چائے پی پی رہے ہیں اور اخبار بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور بیوی سے کسی سیاسی مسئلہ پر کچھ گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ ازلے آتائیں اگر چائے ٹھنڈی ہو جاتی تو آپ بیوی سے کہتے ”نگہت! اور اس“ نماز منڈ کی طرف بھی کچھ توجہ فرمایا کیجئے یہ گھر کے دھندے و قیامت تک بھی ختم نہ ہوں گے“

نگہت حوا دیتی۔ ”بس کوئی سیکار نوٹھی نہیں۔ آپ ہی کا کام کر رہی ہوں۔ دیکھتے ہیں آپ کے کونٹے شکن نکال ہی ہوں۔“ ”بھئی!“ آپ تنکوں کے طور پر کہنے ”ہمارا کام کیا خاک ہو رہا ہے۔ اتنا تو دیکھ لیا ہونا کہیں جائے ٹھنڈی تو نہیں ہو گئی۔ سام تک تو پھر نصیب نہیں ہوتی“

”لیکن آپ ایک وقت میں دو کام کریں کون“ ”نگہت جواب دیتی۔ ”پہلے چائے پیجئے۔ پھر اطمینان سے اخبار پڑھئے۔ لائیئے! میں دوسری بیالی بنا دیجی ہوں“

نگہت مہاں کی بیالی منڈ سے لگا کر ایک گھونٹ چائے کا پیتی اور مسکرا کر کہی ”چائے تو کافی گرم ہے جانے آپ کا وہیان کہاں ہوتا ہے“

”تمہیں معلوم نہیں!“ نسیم بیوی کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے

نسیم کو آج دھر نہیں جانا تھا آج چھٹی تھی اور یہ کم بخت دن بہت انتظار کرنے کے بعد آیا تھا۔ تو ہاں نسیم کو آج چھٹی تھی اور وہ ابھی تک بستر پر بٹا ہوا جاٹاں لے رہا تھا حالانکہ اس وقت تک وہ عموماً غسل سے ہی فاع ہو جایا کر مایہ غسل نے میں مل جل ہا تھا اور بانی ٹب میں گر رہا تھا اور گج بانی کے ٹب میں گرنے کی آواز بھی کسی ساز کی دلنواز آواز پر معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ عام طور پر اگر صبح صبح مل کی آواز کان میں بڑتی تو نسیم کا بارہ نور اجڑھ جاتا۔ بستر سے ہی ایک گرج شسائی دی۔

”بہ کہا بدتمیزی ہے۔ ہزار بار کہہ چکا ہوں سو لے سے بیشتر مل (نکله) بند کرو یا کرو“

”دن بھر دفتر میں جکی بیٹے کچھ کرکل جاتا ہے۔ اور یہاں گھڑی دو گھڑی آرام سے سونا بھی لصب نہیں ہوتا“ کچھ دفعہ کے بعد۔

”استغفر اللہ! ہر دعب کی بھی کبار مدگی ہے۔ کام! کام! کام! صبح بھی کام، شام بھی کام۔ جب تک زندہ رہو کوٹھو کے سیل کی طرح کام کرو۔ اور گھر کے دھندے کرو۔ نہ جیس نہ آرام!“

اب اگر نسیم کی بیوی نگہت لے اٹھ کر نل بند کر دیا اور خبر در نہ گرنے کے بعد بہ طوفاں خود بخود بھم جاتا اور غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ نسیم کو نگہت سے محبت بھی نگہت جسب تھی تعلیم پتہ تھی اور مری بعض ستاس تھی۔ سوہرے آرام کا بہت خیال رکھتی۔ لیکن تھی پابند موم و صلوٰۃ اور ہی ایک بات مہاں نسیم کونا پسند تھی۔ مذہب کا احترام تو وہ بھی کرنا۔ بارخ غازوں میں سے ایک صبح کی غار تو وہ بھی کوئی لوئے آٹھ بجے صر در بڑھ لہا۔ نسیم صرف اس قدر چاہتا تھا کہ جب تک وہ گھر میں ہو نگہت بس اسی کی طرف متوجہ رہے۔

اس کا روز کارو گرام یہ تھا صبح اٹھ کر حمام سنانا غسل کرنا۔ پھر چائے پینا۔ اخبار دیکھنا۔ کھانا کھانا پڑے بدلے اور بائیسکل پر سوار ہو کر دفتر کی راہ لی۔ اور پھر نگہت صبح اٹھتی

سے غسل کروں گا۔ خوب لطف آئے گا گرم پانی کے ٹب میں بیٹھ کر لیکن اخبار دیکھنے کے بعد غسل کروں گا۔ شکر ہے بددھرمی بددھرمی چائے کی تو آج نکات لے گئی۔ آج کو ناستہ کروں گا باقاعدہ۔ چلے ہوگی گرم گرم۔ فرخ ٹوسٹ آؤں گے۔ پیڑ تو غالباً ہوئی گا۔ آج ٹوکرا کھاؤں گے خوب لطف رہے گا۔ ایک طرف میٹھے ٹوسٹ اور دوسری طرف مریدار ملا ہوا بنیر۔ کیا خزاں ہو جو آج تکیت دو انڈوں کا آملٹ بلی سو اوسے۔ خدا کرے گھر میں ٹماٹر اور ہری مرچ بھی ہو۔ ٹماٹر اور ہری مرچ کے بغیر آملٹ کھانا کور ڈوئی ہے۔

اچھا ٹوکھا نا کباب آج؟ کوئی سی چیز کبھی چلے ہے آج تو۔ شامی کباب۔ فیہ بھرے ہوئے کرپے۔ فیہ بھر کر کرپے تو ما خوب بکا تی ہے۔ برائے بھی ضرور ہوں تکیں برائے کھانوں کا لطف تو مرغ سے ہے۔ مرغ کہیں بازار سے تو لا نا نہیں گھر میں دو چار موجود ہیں۔ لیکن بہ تو تکیت دے گی نہیں۔ کچھ سوچ کر۔ ٹھیک ہے عورت اسی طرح خوش ہوا کرتی ہے۔ بس شامی کباب۔ فیہ بھرے ہوئے کرپے۔ مرغ اور برائے۔ خوب لطف ہے گا آج کھالے گا۔ لیکن کوئی میٹھی چیز بھی تو ہونی چاہیے۔ تکیت لہان جانے گی۔ لیکن ما با کم بخت ضرور حجت کرے گی لیکن اس اللہ کی بندی سے کوئی بہ نو بوجھ کہ خدا دینے والا میں کمانے والا۔ تکیت ٹھیک مالک اور ہم ملازم بھلا تم یکا لے سکتیوں جی چراؤ۔

اچھا تو پھر میٹھا کیا ہو؟ میٹھا بلاؤ نہیں یہ تو عموماً گھر میں پکا ہی کرتا ہے انڈوں کا حلوا! ہوتا تو مریدار ہے لیکن دیر سے ہضم ہوگا۔ چھوڑ داسے بھی تکیت سے پوچھوں لیکن ابھی نہیں۔ تو پڈنگ کیسی رہے گی! چیز لاچی ہے لیکن تکیت دلائی مرغیوں کے انڈے دے گی کب۔ آملٹ ہی کو دو دل جائیں تو غنیمت ہو۔ آبا! خوب سوچی۔ دودھ میں کی ہوئی سویاں۔ واللہ! مالائی کے ساتھ خوب مزے آئیں گے۔ اچھا! نو پھر کھانے کا پروگرام کب ہوا؟

پہلے چائے اور چائے کے ساتھ فرخ ٹوسٹ۔ پیڑ ملا ہوا۔ آملٹ ٹماٹر اور ہری مرچ کے ساتھ۔ پاس! کھانے پر شامی کباب۔ قہہ بھرے ہوئے کرپے۔ مرغ اور برائے۔ اور دودھ میں بجی ہوئی سویاں۔ پاس! گویا دعوت ہوئی مکمل۔ تو پھر کیا! آج چھٹی بجی تو ہے۔ سب پاس! مہترا! دیری کریند!۔

قواب رہی تکیت! سب بڑا مرحلہ تو یہی ہے۔ سب ہنسنا ہوگا۔

لو چھنا تکیت بھی میاں کی طرف مسر کر دیکھتی اور یہ مرحلہ بھی اور جرجی کے ساتھ ہم ہو جانا لیکن۔ میاں ستم کا۔ یہ کچھ روادہ جڑھ حان چائے پینے کے بعد ستم بھی۔ دیتی جانے میں کھڑا ملے مائیں کر رہا ہے اور اس کے ہر کام کی احادیث ہو رہی ہے۔ کہیں ٹوکرا کے پاس کھڑا بائسکل صاف کر دیا ہے۔

اچھے دیکھو تو! آبا! کھڑا کھڑا گندا ہو رہا ہے۔ کبھی راسوس نکل بھی پائس کر دیا کرو!۔ تم کب کبھی نیل بھی دیا کرو!۔ اور کبھی "شائین" آج تو بائسکل خوب چمک رہی ہے! ڈرتی لگتا ہے کوئی ناسمجھ کڑا اٹھا لے جائے۔ اور کبھی تکیت کے پاس ڈرسٹا دم میں کھڑے ہیں اور محبت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ تکیت! یہ کیا؟ ناموں پر کبوتس بولنا لہا کرو!۔ تم ہمیشہ سچل کلر کا بوڈھی لگاتی ہو کبھی ایک کلر لگاؤ تو بھڑکار کا رنگ اور بھی کھل جائے! لاؤ اوپر لاؤ! ہم خود کبھی کبھی گے گھارے بالوں میں! اور تکیت کے بالوں میں لکھی کرنے کی بجائے اپنے بال بنانے لکھتے اسی طرح بہت سا وقت ضائع ہو جاتا۔ پھر چاک "ماما! ہمارے ماداکا دفتر نہیں! جب جا جائے گے۔ سرکاری دفتر ہے۔ دس بجے کو ہیں اور کھانے کی خبر نہیں!۔ آ رہے ماما! آچھ تو لے آؤ! اسفند اللہ! کیا سنا منہ ہے کوئی سنتا ہی نہیں!"

"تکیت! گھاری ماما لے جان عذاب میں کر رکھی ہے۔"

"تکیت! کچھ تمہیں بھی فکر ہے۔"

اور تکیت ہنسنے لگی! آپ کی بجائے میں دفتر ملی جاؤں!

اور سیم نے کہا۔ تم کہیں جاؤ لیکن ہمارے جائے کا تو اسٹام

ہونا چاہیے!

تکیت جواب دیتی! کیڑے آئیے کمال دیکھو ہیں۔ بائسکل بیار ہے۔ کھانا کھا ہیے اور سدھا رہے دفتر کو!

سیم کھانا کھا چکا تو تکیت خود لیڑے پہنائی۔ میاں نسیم گھر سے نکلتے نکلتے کبھی دو ایک مارا مبدہ ضرور دیکھ لیتے۔

لیکن آج تو چھٹی ہے، یہ دفتر کا فکر نہ سیم بنالے کی

جلدی نہ صبح صبح غسل کرنے کی حاجت آج تو پورا دن اپنا تھا

نسیم بٹنگ برلٹا ہوا کبھی ادھر کرٹ بدلنا کبھی ادھر کبھی انہیں

کھولتا بھی بند کر لیتا۔ پھر بیٹے بیٹے دن کا پروگرام بنانے لگتا۔

تو خیر! آج کا دن تو اپنا ہی ہے۔ بازار بھی بند ہوں گے

اور تکیت کی بھی یہ لاؤ اور وہ لاؤ کا خدمت نہیں آج تو گرم پانی

”آج بودراکم مادی نہ غسل کرے مارادہ خاں نسیم نے کہا۔
”آج کما ہے“ چہت نے جاس ٹو تارہ یالی سے ہی
”نہالی“

”ہمارے چہت کی بھی کہ بات ہے“ نسیم نے اُس کا ہاتھ اپنے
ہاتھ میں لے کر کہا ”کیا جاد کی طرح چہرہ جک رہا ہے“
”کہیں نظر نہ لگا دیکھے گا“ چہت نے ہنس کر کہا۔
”وہ جاد ہی کیا جسے نظر لگ جاتے“ نسیم نے کہا۔
”آج سو نہیں ہو گا کیا“ چہت نے یوچھا۔
”گرم پانی لے سو سو بھی آؤں“ نسیم نے کہا۔
”جائے بھی تیار ہے“ چہت نے کہا۔ ”ہیہے سو کر بس گئے
ماحائے یوچیں گے جانے کہ بات ہے ماما ابھی تک ہس آئی؟“
”جائے“ نسیم نے تینوں حرف الگ الگ کر کے کہے۔
”ہاں جائے“ چہت نے مسکرا کر کہا۔ ”یا آج جائے کی بھی
چھٹی ہی رہے گی؟“

”ماما ابوں نہیں آئی“ نسیم نے یوچھا
”کل بیٹی کو حکیم کے ماس لے جانے کو کہہ رہی تھی“ چہت نے
جواب دیا۔

نسیم نے چہت کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کہا: ”چہت پیاری!
آٹھ روز بعد چھٹی کا دن آنا ہے اس روز کو کوئی خاص پروگرام
ہونا چاہیے ہم روز والی جائے نہیں بیٹس گے“
”بھیر اور کہا“ چہت نے یوچھا

”تلا ہوا یہ۔ آملیٹ جس میں سبز مرچ اور ٹماٹر ہوا اور
فریج ٹوسٹ“ نسیم نے میوی کی ٹھوڑی ہلا کر کہا ”سُن لیا جابا؟“
”مبزر نوکھر میں ہے“ چہت نے جواب دیا۔ لیکن آملیٹ اور
فریج ٹوسٹ کے لئے انڈے کہاں سے آئیں گے بار بار بند ہے
اور محلے والباں کہتی ہیں کہ مرغی مار مرگئی ہیں“

”ماجی خباب“ نسیم بولا۔ ”آب کی دلا تہی مرغیوں کے اگر ہم
چار انڈے لے لیں گے تو کچھ کھا تو نہ بڑ جائے گا“
”انڈے تو اس کے صدر ہے“ چہت بولی۔ لیکن لیں لے تو
کل انڈوں پر مرغی بٹھا دی۔“

نسیم نے ایک لمبا سانس لے کر آنکھیں بند لیں۔ اور چہت
نے مسکرا کر کہا ”باقرفانی موجود ہے گرم گرم جائے کے ساتھ
بہت مرادے گی“

تو سب کام ٹھک ہوا میں گئے تو باقی دن کا پروگرام کیا ہو۔ چہت
چہت کے ساتھ سبنا دیکھیں گے اور اگر چہت مان جائے تو۔۔
لیکن بعد نہیں مائے۔ کیا لطف ہے جو رات کا کھا ماکھی انگریزی
ہوٹل میں کھایا جائے۔ لیکن بیچ کا وقت؟ کھانے کے بعد ایک گھنٹہ
سوئیں گے یا چہت گراموفوں بجائے گی اور ہم لیٹ کر سنیں گے۔
کئی ایک خطوں کا جواب دینا ہے پھر جواب لکھیں گے۔ انٹرنیٹ میں
چنے کا وقت ہو جائے گا۔ چھٹی تو آج بار بار سے لے گی نہیں۔
باقی خانیاں گھر میں ضرور ہوگی۔ اور چائے کے بعد سینا جانے کی
تیاری چہت سے کوئی بہت خوبصورت ساری پہننے کو کہیں گے۔
واللہ! چھٹی کا دن خوب گزرے گا۔

میاں نسیم تو چھٹی کا پروگرام مرتب کر رہے تھے۔ اور چہت
غسل جانے میں تھی جب باہر نکلی تو میاں کو ابھی تک ستر ہی میں
لیٹے دیکھ کر بولی۔

”اوہو خباب! ابھی سو ہی رہے ہیں معلوم بھی ہے اب
تو آٹھ بجے کو ہیں“

”ٹھہہہ“ نسیم نے ایک جھٹکی لے کر کہا۔ ”ابھی سے کیا؟
”تو اب لیتا بھ رہے ہیں“ چہت نے کہا۔ ”ابھی آدلی ہی
وقت ہے کیا؟“

”چھٹی ہے آج تو“ نسیم نے مسکرا کر کہا۔ ”وقت تو جانا نہیں
سول تو نہیں آیا؟“

”چہت ہنس کر بولی۔ آپ سوئے ہیں جاگئے ہیں۔ اولو کو سول
کب آبا کرتا ہے“

”اوہو“ نسیم نے ایک اور جھٹکی لے کر کہا۔ ”چھٹی کا آدھا
مزا تو جاتا ہی رہا۔“

”اچھی چھٹی ہے“ چہت نے مسکرا کر کہا۔ ”جو صبح کی نماز تک
بھی چھٹی کی نذر ہو جاتی ہے“

”چھٹی جو ہوئی چہت؟“ نسیم نے کروٹ بدل کر کہا۔
”بس ٹھیک ہے ا“ چہت نے یاس بیٹھ کر کہا۔ ”آج ہر
بات کی چھٹی ہی رہے تو اچھا ہے، سو رہیے“

”اب کیا سونائے“ نسیم بولا۔ ”تم کہہ رہی ہو آٹھ بجے
کو ہیں۔ اب تو غسل کروں گا۔ اجبار ہونا تو پڑھنے کا لطف آتا“

”تازہ پانی بھرا رکھا ہے ٹب میں“ چہت نے کہا۔ ”اٹھیں
غسل کر لیجئے“

”حضور! ماما نے کہا بھیجی ہے آج وہ نہ آسکے گی۔ اُس کی میٹی بیمار ہے۔“

”کہہ دو! اندر سے نسیم نے بھنا کر کہا۔ جہنم کو جاؤں دونوں۔“
نگہت حاکم کمر کر کے جب دالیں آئی تو بولی ”ماما تو آج آہیں رہی۔ کھانے کا کیا ہوگا؟“

”ہو گا کیا؟“ نسیم نے جواب دیا۔ ہم دونوں ملکر کیا میں گے اور مرے سے کھائیں گے۔ تم سامان منگو آؤ۔“

نسیم عسلی لے بس چلا گیا اور نگہت نے لوکر کو بار بار سے سامان لات بھیج دیا۔ نسیم جب نہا کر کھانا تو نگہت نے میز پر چائے لگا دی۔ جائے کے ساتھ گھی میں لے ہوئے ٹوسٹ، پنیر اور مارلیٹڈ تھا دونوں چائے سے بٹھ گئے اور نسیم کے لئے برڈ کرام بنایا تھا بیوی کو بتانے لگا۔

نگہت بولی ”قمر کی خوشدامن مدت سے بیمار ہے کئی روز سے عبادت کو بھی نہیں جاسکے۔ کھانا کھانے کے بعد اُسے کیوں نہ دیکھ آئیں دماغ سے ہو کر سینہ چلے جائیں گے۔“

”ہاں!“ نسیم نے کہا۔ ٹھیک کہا تم نے۔ ضرور جانا چاہیے۔“
قمر نگہت کا بھائی تھا۔

”آب بھی تو چلیں گے؟“ نگہت بولی۔ ”وہ قمر کو شکایت ہوگی۔“
”جیسے تمہاری مرضی!“ نسیم نے کہا۔ ہم تو حکم کے بند ہیں۔“
جب دماغ چائے پی چکے تو نسیم بولا۔ ”تو آؤ نا لوکر کے آتے تھے مرغ پتی بکڑ لیں۔“

”لیکن مرغ تو باہر بھر رہے ہیں۔“ نگہت نے جواب دیا۔ ”لوکر آجائے تو بکڑ لے گا۔“

”لو آؤ!“ نسیم بولا۔ ”مصلحہ وغیرہ تیار کریں۔“

”دونوں باورچی خانے میں جلی بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد لوکر سامان لے کر آگیا۔ اور نسیم نے اسے ایک مرغ پکڑنے کو کہا۔ ادھر لوکر مرغ پکڑنے گیا اور باہر سے آواز آئی۔

”مباں نسیم صاحب ہیں؟“

”کون ہے؟“ اندر سے نسیم نے پوچھا۔

”میں جیہڑا ہوں جناب! قمر صاحب کا ملازم۔ باہر والے نے کہا۔“
”قمر صاحب کی خوشدامن فوت ہوگئی ہیں۔ اطلاع دینے آیا ہوں۔“

نگہت اور نسیم ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

ایم۔ اسلم

”نگہت! نسیم کب نکلا؟ ہم نے سوچا تھا کہ آج کھانے پینے کا کچھ خاص برقرار ہوگا بس۔ ہاں! نسیم اندر ہی غلط ہوگئی۔“

”فرماتے؟“ نگہت نے پوچھا کیا کھائیں گے آپ؟“

”ہمارا حباب! آج رات چلے جائیں۔“

”مکھائیں گے۔ نگہت نے جھوٹ جواب دیا۔“

”نری ہیرا بانی!“ نسیم نے غصے سے ہو کر کہا۔ ”لیکن پہلے ہماری

پوری بات تو سن لیجئے جناب۔“

”فرماتے!“ نگہت نے کہا۔

”شامی کباب بھی چون نسیم بولا۔ اور۔“

”لیکن!“ نگہت نے ماب کاٹ کر بولی۔ ”براٹھوں کے ساتھ

ساتی کباب کباب مزاد اس گئے۔“

”پہلے بات تو سن لو ہماری!“ نسیم نے کہا۔ ”پہلے روز سے

قیمت بھرے ہوئے کرپے کھانے کو دل چاہتا ہے لیکن کہا اس لئے نہیں کہ چھٹی کے روز چوائیں گے۔“

”آج اس روز کہتے بکھانے۔“ نگہت نے کہا۔

”ارے تو یہ!“ نسیم بولا۔ ”پہلے بات تو سن لو نگہت۔“

”کہہ لو رہی ہوں۔“ نگہت بولی۔ ”آج ہی مک جائیں گے

اور براٹھوں کے ساتھ مزاد بھی دس گئے۔“

”اجی جناب!“ نسیم نگہت کا ہاتھ سہلا لے ہوئے بولا۔

”براٹھوں کے ساتھ قمر والے کرپے کو مت مزادیں گے لیکن اس

کے ساتھ بھنا ہوا مرغ بھی تو ہو پراٹھ قمر والے کرپے اور بھنا

ہوا مرغ۔ کیوں نگہت کب لطف رہے گا۔ لیکن ایک بات اور

بھی ہے اجازت ہو تو کہہ دوں۔ کچھ بٹھا بھی ہونا چاہیے دودھ

میں پکی ہوئی سویاں اور بالائی پھر بیوی کی ٹھوڑی ہلا کر

”سن لیا جناب نے!“

”سن لیا!“ نگہت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ماما آجائے تو ابھی نظام

کرتی ہوں۔ آپ اٹھتے شیو کر لیجئے۔ اور نہا لیجئے۔ میں حمام میں

کوٹے والے دیجی ہوں۔ آئیے شیو کر لے تک پانی گرم ہو جائیگا۔“

”شکر۔“ نسیم نے بیوی کے رخسار کو انگلی سے چھوتے

ہوئے کہا۔ ”بہت سکر۔“

نسیم بچوں کی طرح پھلانگ کر بڈنگ سے اتر آئی اور نگہت

ہنستی ہوئی باورچی خانے کی طرف چلی گئی۔

نسیم شیو کر رہا تھا کہ باہر سے لوکر نے آواز دی۔

سلمائے حدوث و لیلائے قدم

حُسنِ زیبِ داستانِ عشق ہے حُسنِ ہی جانِ جہانِ عشق ہے
 عشقِ آئینہ کمالِ حُسن کا عشق ہے گنجینہ حالِ حُسن کا
 حُسنِ دانائے رموزِ عشق ہی حُسنِ دارائے کنوزِ عشق ہی
 ہے مُتادِیِ عشقِ طُورِ حُسن کا عشق ہی باعثِ ظہورِ حُسن کا
 حُسن کی سرشاریاں ہیں عشق سے حُسن کے جلوے عیاں ہیں عشق سے
 جامِ جم ہے عشق تو جمِ حُسن ہے عشق ہے رازِ اسکا محرمِ حُسن ہے
 جب دکھانا ہو محبت کی بہار حُسن کرے عشق کا روپ اختیار
 حُسن کی غایت سمجھ لی عشق نے دادِ آنِ حُسن کی دی عشق نے
 حُسن کیا ہے؟ عشق کا پروردگار عشق کیا ہی؟ حُسن ہی کا شاہکار
 جب یہ شہکارِ آئینہ صورت بنا حُسن خود آگاہ کہہ اٹھا انا
 عشقِ جانِ ہمتِ مردانہ ہے عشق شمعِ حُسن کا پروانہ ہے
 حُسن کے تیور سمجھتا اور کون حُسن سے اتنا اُلجھتا اور کون

کیفِ عشق و حُسن پھر مجھ کو ملا

میں نے پھر چھیڑا غزل کا سلسلہ

غزل

میکدے میں مجھ تک آخر دورِ جام آہی گیا
جذبہ بے اختیار شوقی تھک لیا کہوں
جیسے میرے پاس وہ محشرِ خرام آہی گیا
خشک اما فی کا شکوہ کر رہی تھی بے بسی
ایک تارا ٹوٹ کر بالائے بام آہی گیا
بے کہے دُنیا سمجھ لیتی ہے میرا ماجرا
میری بربادی بالآخر رنگ لا کر رہی رہی
میرا رنگ بے نیازی میرے کام آہی گیا
ان کے لب پر میرا ذکرِ نا تمام آہی گیا

اب تو لے بہرِ آدمی ہوں درائے نکا آستان
میرا جذبِ شوق آخر میرے کام آہی گیا

شعر

یہ سجھی سجھی ادائیں یہ تھکی تھکی نگاہیں
تجھے ذوقِ رہروی تم وہاں کس طرح بنا ہیں
کہیں دیکھ آتیں شاید مرے غم کی شاہراہیں
نفعاں ہیں اور نہ نالے نہ بیاں ہیں اور آہیں
جہاں راہزن نہ رہے جہاں منزلِ راہیں
مرے گرم گرم آنسو مری غمزدہ نگاہیں
یہ میں مانتا ہوں ہر شے میں تری ہی جلوہ گاہیں
مرادِ یدِ تمنا نہیں سیرِ دید ہوتا
کبھی اس طرف نگاہیں کبھی اُس طرف نگاہیں
بہرِ آدمی تھنوی

میکدہ

اس جہاں کی جنت نگیں جہاں میکدہ
مینزلت یہ صحبتِ زندان مے آشام کی
عام ہیں کس رجب اس عالم میں آثارِ حیات
فکر ہے کسکو یہاں سود و زیان و ہر کی
حضرت واعظ کے خطِ پارسی کو نہ ڈھونڈ
حاصل ہر دو جہاں یک جرعہ ساغر یہاں
حکمتِ زندانہ سی جتنی آؤں سترِ اہل ہوش
جانتے ہیں کھل غم کو سیلِ ہیبتِ ناک کو
یہ وہ ہیں جو ظلمتوں کو صبح کا اجدال دیں
انکی رگ رگ میں سجاؤں چلتی ہو حیات
اپنی قسمت اپنا مقسوم ہیں سمجھے ہوئے
نکے مسلک میں حجازِ بادہ پانی ہے حرام
نکے مسلک میں بجز صہبیا پرستی سب غلط
قول ہوان کا ہے عہدِ زلیست پینے کیلئے
توکر تقویٰ، فکرِ عقبیٰ کو جنوں کہتے ہیں یہ
اک طرف زندانِ خوش اطوارِ مشغولِ جام

موت اس ماحول سے پھرتی ہو کہ اتنی ہوتی

زندگی ہی زندگی ہی ہر طرف چھائی ہوئی

نہال سیوہارویؔ

”اور پھر کوسے کو چھوڑا“ (سیراجی)

دھواں دھواں سی دھواں میں کچھ عجب ہیں کچھ بھان۔
مٹا سکوت کا چپ۔
سرک چکیں دھواں اگلی چوٹیاں۔

”کبھی ستارے دیکھے ہیں؟“
میں گھورنا رہا حلامیں دہرنگ
— سہید مہربان جرائغ۔ دسعتِ فلک میں گھومتے ہوئے؟
میں دہرنگ حلامیں واہیا کھورتا رہا۔
یہ بات کوئی اجنبی سا بات دہرنگ محبت سے پوچھنے لگا ہی تھا۔
خوش سننا نہیں جس پر طاف نہ مجھ کو گھورتی رہیں
کہ سنسن ہنٹوں میں سرسراہٹیں اٹھیں۔
نہ کوئی گیت تھا کہ بھر پڑ سکے،
دھواں اگلی چوٹیاں
عقب گزرتا تھا کہ عکسِ رقص بن کے اہلہا سکے۔
کہ جسے ٹوٹتے ستارے دسعتِ فلک میں ہوں رواں۔
بہ کوئی رنگ تھا کہ عکسِ رقص بن کے اہلہا سکے۔
بہ اس سکوت تھا اسکوت۔ اس باس، دوزخ پچھا ہوا۔

دھواں دھواں
عقب گزرتا تھا
اُبھرتی چوٹیاں تھیں، ان گت، گت گماں۔
دھواں اگلی چوٹیاں
کہ ایک رقصِ ناتواں۔
کراہتا ہوا سماں
کچھ ایسے مجھ کو گھورنے لگا
کہ جیسے میں ہی وہ خلا تھا جسے رنگ رنگ مٹے سپرد کر دیا تھا جستجو رنگ میں

شبِ فخرِ زندہ روشنی کی دسترس سے دور ہے تو ہو!
مٹا سکوت کا جہاں۔
سرک چکیں دھواں اگلی چوٹیاں۔
دھواں دھواں سی بدلیاں ہیں کچھ عیاں ہیں کچھ نہاں!
انجمِ رومانی!

بظاہر اک جمود کا جہاں بے منتظر نہیں کسی کی؟۔ جانے کس لئے!
ہزاروں گیت تھے کہ جن کی پھر پڑا نہیں
طیور پر بریدہ کی طرح
خزیدہ تمعین دھواں اگلی چوٹیوں کے درمیاں
شبِ فخرِ زندہ کی سیاہیوں کی گود میں۔

انہی راستے

افراد

لورن	راجد
ستو	شورام
رائی	مرداری لال
رائی	مرج مانہ
	پرغاب

دو دروازوں پر اوٹوں کی تصویریں جو اب مبرا
اور مہما کا نگار تھیں اور جو لال کی بی بی لاساں
میں مار گئیں اور ان کی تصویریں ہالے کسے
لگا دی ہیں۔ سادہ تصویریں پیٹھ پر لگی تھیں
لوہے کے پڑوں نے لگائی ہیں اور رڈسائی کو سادہ
اس لیے کہہ دیا ہے کہ ابھی اوٹوں کی تصویریں
ہیں۔

صبح کا درخت کھڑکی کے منہ پر ہے پانی
پکی دھوس کر میں آ رہی ہے وہ اٹھنے پر
سندس راجد جھٹکا نظر آ رہا ہے اور سورام
کھانے پر گئی کوہن کے کوٹھ پر ہو رہی ہے
میں معلوم ہوا ہے جنت آدمی آ رہا ہے کوہن
ٹوٹی آگئی آسان کے آگے مرستہ دہرے
کے اٹھنے پر لڑائی رہی ہے۔ لے رہی ہے۔
نظر آ رہی ہے۔

نظر پڑے ماراجد جھٹکا کوٹھ پر ہے
بھروالی کوٹھ پر ہے۔

ناراجد۔ راجد سائے مانی لائے کوٹھ پر۔

رائی۔ (آگے) لارہی ہوں ساقی۔

شورام۔ ارے کون سی لارہی ہیں اتنی دُور ملتی
سید آ۔ اس لیے کچھ دیا سہی لگائی ہے کب آئی ہے۔

(مردہ بیٹا، راجد کی مٹھک میں اٹھتا ہے بیٹھک
'مراٹے' اور سے کا آگے لکھتے سورج میں لگتی پڑ
کوٹھ اس میں کوچ بھی لگے ہیں، سانبیاں بھی لگھی
ہیں اور ایک تخت پر گاؤں کی بھی لگا ہے۔

ماتیں دیوار میں ایک بڑی کھڑکی ہے۔ تخت
اس کے سامنے کھڑکی پر پردہ لگ رہا ہے
لیکن شاید پورا ہنس کھنپا لگا، کوہن کھڑکی
کا کچھ نقشہ نظر آ رہا ہے جس کے تبتوں میں
سے ماہر پر را اور اس سے پرے اچھے کے درخت
اور دوستوں کھانی دیتی ہیں

کھنک کے ادھر کوٹھ پر دروازہ ہے جو ماہر
جوہرے پر لگتا ہے۔ مانج سے ہو کر بیٹھک میں
آنے کا پورا دروازہ ہے۔

سامنے دیوار میں کوچ کا سٹ اس طرح لگا ہے
کہ ماتیں کوچ کے کوچ پر بیٹھا تخت پر بیٹھے
ہوئے آدمی سے نہ آسانی مان کر سکے۔

سامنے کی دیوار کے دامن کوٹھ میں ایک
دروازہ ہے جو آگے میں لگتا ہے۔ دروازہ
پر پردہ لگ رہا ہے لیکن پردے کے بیٹے پر آگے
اور آگے کے پرے پر آمد سے کا ایک حصہ بانی
کامل اور حوض نظر آ رہی ہے۔

۱۸۰۲۰

اس لئے دکھ کو برداشت نہ کر سکے گی۔
 شورام :- دھن جو رہی ہو جائے تارا چند اکھو جائے آدوی مہر
 کر لبتا ہے لیکن پاس ہوتے ہوئے اپنا ہونے ہوئے
 بھی اسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ملے اس بات سے جو
 تکلیف ہوتی ہے اسے دل ہی جانتا ہے۔
 تارا چند :- (حقہ کا لمبا کش نکال کر) اسی لئے میں کوشش کر رہا
 ہوں کہ تروک اسے آکر لے جائے۔

شورام :- کیا کہا ہے وہ؟
 تارا چند :- ابھی تک تو ابی صد پر قائم ہے لیکن مجھے اُمید ہے کہ میں
 اُسے مساویں گا۔ محل میں اُس نے اس شادی سے بڑی مہربانی
 لگائی تھی اور حباب نے دیکھ کر اس کی اُمیدیں پوری
 ہیں ہوئیں تو اس نے عام غصہ پھیلا دیا اور راتوں رات نکالا۔

شورام :- اُمیدیں؟
 تارا چند :- اُس کا خیال تھا کہ اُسے چیز میں ایک مکان اور موٹر گاڑی
 ملے گی لیکن جب مکان چھوڑا تو سو ٹریس نہ ملی۔
 (پورن اہر جو تیسرے پر دکھائی دینا پڑا غصہ بھر کے
 لئے کھڑکی میں سے اندر جھانک رہا ہے پھر ڈراما تنگ
 روم کی طرف آتا ہے)

شورام :- اسے مکان اور موٹر کی کیا ضرورت ہے؟ اُس کے مال کے
 اسے مکان ہیں اور موٹر بھی ہے۔

تارا چند :- (ہنس کر) لیکن تروک کے علاوہ اس کے والد کے پانچ
 بیٹے اور بھی تو ہیں۔ تقسیم کرنے پر شاید کسی مکان کی پینچل
 اور موٹر کا کوئی پرزہ ہی اسے حصہ میں آئے۔

(پورن داخل ہوتا ہے لیکن دونوں کو باتوں میں
 مشغول دیکھ کر ہل بھر کے لئے چوکھٹ میں کھڑا
 سنتا ہے۔)

شورام :- آپ کچھ کیا ہیں؟ اُن کے تو اتنے مکان ہیں!
 تارا چند :- سب گروئی لکھے ہوئے ہیں۔ یہیں تو پتہ ہی نہ چلا مورنہ
 میں کبھی راتوں کی شادی وہاں نہ کرتا۔

پورن :- (بہت سست) اس بات کا یہ چل جاتا تو کوئی اور بات
 پردے میں رہ جاتی۔ شادی تو آجکل اندھے میں تروک لے
 کے ماہر ہے نشانے رنگ کیا تو لگ گیا ورنہ کمان سے نکلا
 تروک تو دایس آتا نہیں۔ جب دونوں فریق جھوٹ بولنے

کیا مصلحت ہے کہ
 (راتی آگس کے دروازہ سے پانی کی پھل پھلتی ہے)

راتی :- بچے چھی جی۔

شورام :- (کلاس لینے ہوئے) جیتی رہو بیٹا۔

دو ایک گھونٹ پی کر کلاس تیار ہو کر کھڑکی پر

مافی کلاس اٹھانے لگتی ہے)

— نہیں اسی کلاس لے جانے کی ضرورت نہیں میں ابھی اور
 سوں گا۔ بھی آہستہ آہستہ پینے کا عادی ہوں میں
 پانی۔

تارا چند :- (حقہ گرگڑاتے ہوئے) سنتو کہ صبح دس کلاس لینے
 کہاں ہے سنتو؟

راتی :- جی سبزی لیے گیا ہے مارکیٹ تک۔

تارا چند :- جب آئے، بھیج دینا۔

راتی :- جی بہت اچھا۔

(حلی جاتی ہے)

شورام :- کیوں بھی راتی کے متعلق کیا فیصلہ کیا تم نے؟ عریب
 آدمی بھی نہیں رہی۔

تارا چند :- راتوں کے دکھ کا علاج کر رہا ہوں شورام۔ اپنی نظر

سے میں اس بات کا پورا خیال رکھتا ہوں کہ اسے کسی طرح
 کی تکلیف نہ ہو ورنہ گڑبگڑا ہے اس لئے دوبارہ کالج

میں داخل ہونا چاہا۔ اور اگرچہ میں لڑکیوں کی تعلیم کو
 کچھ زیادہ پسند نہیں کرتا لیکن پورن کے دودھ پینے پر

میں نے اس کا انتظام کر دیا۔ اس لئے گا ناسیکھنا چاہا
 اور اگرچہ میں نایح گانے کو جیسا کہ تمہیں معلوم ہے دوم

میرا سیوں کی چیز سمجھتا ہوں لیکن پورن کے کہنے پر
 اور اس بات کا خیال کر کے کہ راتوں کا غم غلط ہو جائے گا

میں نے سوچا کہ ہری رام کو اسے گا ناسیکھانے کے
 لئے مقرر کر دیا۔ (حقہ کا لمبا کش نکال کر قدر سے رازدارانہ

آواز میں) یہی نہیں میں نے ابھی تروک کا بھی عیجا نہیں
 چھوڑا۔ برنڈا بن کر اس کے پیچھے لگا رکھا ہے۔ اور وہ

اسے راہ پرالے کی ہر گھن کو شش کر رہا ہے۔ پھر
 حقہ گرگڑاتے اور کھانتے ہیں) میں جانتا ہوں اپنی تعلیم

اپنے فن اور اپنی تمام خوبیوں کے باوجود راتوں نہ پانی کے

میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی نکر میں ہوں تو بیچ کا پتہ پانا مشکل ہے۔
تارا چند:- (حقہ کر گڑا نا جیو کر قد سے تلخ لہجے میں) کہاں سے آئے ہو لوہن آوارہ گردی کرتے۔

لوہن:- آوارہ گردی میں ٹھوڑھٹکا۔ کہاں؟ سبھی جگہ گھومتا آیا ہوں۔
تارا چند:- تمہیں کبھی تمہارے بات کرنی بھی آئے گی۔ (شورام سو) اور شورام تم کہا کرتے تھے بچوں کو جتنا ہو سکے یرھان چاہیے۔ یہ صاحب الم۔ اے ہیں اور سنا ہوں کہ حکمت میں اقل آئے تھے پوچھو کرتے کیا ہیں؟ رستمہ سنا کر آوارہ گردی!

لوہن:- تو آخر اب ہی کیسے کیا کروں؟
تارا چند:- (گرج کر) میں کہوں! میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ (شورام سے) میں اس کی خاطر کہنے دوستوں کے آگے برا نہیں بنا شورام! رائے صاحب غنیمت رائے کی سفارش سے بڑے دفتر میں ملازم کرایا (نقل آتارے ہوئے) مجھے بکھر کی پسند نہیں۔ ”برساٹھ بنا کر یہ حضرت ہاں استغنی دے آئے۔ لالہ کلزاری لال کی منتیں کر کے ان کی فرم میں لوکر کرایا چار دن بعد وہاں سے جھوڑ آئے۔ پوچھا۔ کیوں؟ جواب ملا۔ سارا دن جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ کوئی پوچھے۔ ستہ وادی ہریش چندر کے اوتار تو بس نہیں ہوتا باقی ساری دنیا جھوٹ بولتی ہے۔ سر سینتارام کی دل میں منجری نوکری دلائی۔ ہفتے سے زیادہ وہاں نہ ٹھکے۔ پوچھا۔ کیوں؟ معلوم ہوا۔۔۔ مردوروں بر ظلم ان سے برداشت نہیں ہوتا۔ دیکھ لوہن سے! اب بناؤ تمہیں اور کیا کرنے کو کہوں۔ صبح کہاں جانے کو کہا تھا۔ کچھ یاد ہے۔

لوہن:- میں اُن سے بات نہ کرنا اپنی ہمت تک سمجھتا ہوں۔
تارا چند:- لاٹھ ہے نا ہندوستان کا تو رستمہ چڑھتے ہوئے بات کرنا ہمت سمجھتا ہوں۔ بہن کی ساری زندگی کا سوا ہے اور یہ حضرت بات کرنا ہمت سمجھتے ہیں۔

لوہن:- میں جانتا ہوں انکے ساتھ بہن کی زندگی ...
تارا چند:- (اور بھی گرج کر) چپ رہو اور۔ یا بہ فلسفہ اپنے

یاس رکھو۔ بہت سُن چکا ہوں۔

رائی:- (رائجن سے) پورن بھیا ذرا ادھر نو آؤ! میرا یہ ٹرنک نیچے آؤ اور آؤ۔

پورن:- آبا رانو!

(چلا جاتا ہے)

تارا چند:- ضرورت سے زیادہ تعلیم نے اس لوٹے کا داغ حراب کر دیا ہے۔ (حقہ کر گڑاتے ہیں) مجھے کبھی بھی۔ ادریتہ ہوتا ہے کہ یہ دالو کھی دماغ خراب نہ کر دے عورت کی جگہ اسے سوہر کا گھر ہے شورام۔ ماں باب کے ہاں لڑکی کے دن رہ سکتی ہے۔

شورام:- بڑے بڑے راجہ، ہمارا راجہ لڑکیوں کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتے تارا چند! پھر ہماری تمہاری تو بات ہی کیا ہے۔

تارا چند:- (شورام تھپا دھکا کر کے) (حقہ کا کس نکا کر) نہیں کہو رانو! اپنے گھر نہ جانے گی تو کیا تمام عمر یہاں بیٹھی رہے گی۔ میں حواسے تعلیم دلوا رہا ہوں تو اسی لئے کہ ترلوک کو جو شکایت ہے رفع ہو جائے۔ ورنہ اسے کوئی نوکری نہیں۔

شورام:- بھگے گھروں کی لڑکیاں کیسے نوکری کرنی ہیں۔

تارا چند:- (دور یہ سالا جو آج بھائی بنا پھرنا ہے) کل اگر میری آنکھ بند ہو جائے تو بات بھی نہ پوچھے گا۔ دیکھو شورام! ان لوگوں کے کے تو کچھ ہو گا نہیں۔ یہ سب نادان چھو کرے ہیں۔

انہیں یہ تمہیں کہ کوئی بات کہنے کی ہے اور کوئی نہیں۔

تمہیں اتنے سو بڑے تکلیف دہنے سے ایک عرض یہ بھی

تھی کہ تم خود ترلوک سے ملو۔ اور اسے کسی نہ کسی طرح رائی

کو بلانے پر آمادہ کر لو۔ دیکھو ترلوک کے باپ سے تمہارا

کافی دوستانہ رشتہ ہے۔ اُس پر بھی دباؤ ڈالو۔ اگر وہ میرا

مکان ہی لینا چاہتا ہے تو میں ایسا بڑا نامکان اُس کے

مام کر دوں گا۔ آخر وہاں دودھ بیٹے میں فرق ہی کیا ہے؟

رائی اپنے گھر خوش رہے میں اور مکان بنوا لوں گا۔

شورام:- لیکن رائی سے اُسے شکایت کب سے ہے؟

تارا چند:- (سیوں شکایتیں ہیں۔ وہ زیادہ بڑھی کھی نہیں،

جذبہ نہیں، خوبصورت نہیں، سبکیں نہیں، منہ بھٹ ہے

سارے شکر کی عزت نہیں کرتی۔ ...

رائی :- (زبردستے ہوئے گلے سے) یورن
پورن :- (اُس کی میٹھ کو پھٹھالے ہوئے) میں کہتا ہوں تم گھبراؤ
ہنیں۔

رائی :- تاجی دوسروں سے تو کچھ کہتے ہیں لیکن دل میں وہ سب
مجھے کم نہور دیا نہیں سمجھتے۔ (اچانک یورن کی آنکھوں
میں دیکھنے ہوئے) ایک بات تو چھبوں۔

پورن :- کہو۔
رائی :- تم بھی تو دل میں کہیں مجھی کو دھورو دیا نہیں سمجھتے،
یورن :- (نہور وار) - - قطعاً نہیں علم ہے اس باب کا غریب
کہ تم نے یہی جو دواؤں کو برقرار رکھا۔

رائی :- میں اس دم گھوٹنے والے ماحول میں کس طرح رہتی ہوں۔
مجھے بیاجی کا ڈر بہ ہوا تو میں سہمی کی آجاتی تھی مجھے خوف تھا
وہ مجھے بھرا سہی ترک میں جھلے لے لے کہیں گئے پہلی بار
حب میں آتی تھی تو جھلے ہوئے ہوں لے کس دستور چھاپا
تھا۔ اس وقت میرا خیال تھا کہ وہ لوگ ابی غلطی مان
جائیں گے اس لئے میں نے تاجی سے سبب با میں نہ ہی
نفس نہیں اس بار سب کچھ باوینہ برہمی وہ مجھے اس
ترک میں سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پورن :- تم کس طرح کا فکر کرو۔ تاجی ہی کو تینی کا برہمنشور چھو
ہوں تو سمجھ میں آتا نہیں مجھ سے میرے نزدیک تینی
تینی کا رما سکا ہوں اس کا سانچہ ہے اور اس ساتھ کو
سمھالے کی ساری دم۔ دردی ہوئی ہی یہ ہمیں شوہر
رہی ہے۔

رینڈا مارا چیدا اور رائے سرداری لال ماتیں
کرتے ہوئے داخل ہونے ہیں

تارا چند :- عجب موقع ہے یہی سرداری لال دھوب میں بیٹھو گری
گنتی ہے اور سارے میں بیٹھو لو ٹھنڈک (جستے ہیں) ابھی
ددمنٹ پہلے دھوی کتنی باری گنتی تھی لیکن اتنے ہی
میں سرخڑالے لگا زوروں سے دراستہ کو بھجو یورن
حقہ مارہ کر جائے اور دیکھنا باہر کوئی تم سے ملے آیا تو۔

پورن :- جی

(دعا ہے رائی بھی جائے گنتی ہے)

تارا چند :- رابو میٹا تمہارے چچا آئے ہیں۔

۔۔۔۔۔ (دوسرے روتے) ارے ستو، دیکھ کون ہے بیٹھا
باہر برآمدے میں (شورام سے) وہ کھبھی کہنی باکری اسے
کسی نہ کسی لڑکی یا اس کے رستے داروں کی مات، ٹٹنی
پٹنی جی کر اسے آساننگ کیا گیا کہ وہ یہاں آگئی۔ تب
میں نے اسے سمجھا کچھ کر بیچ دیا۔ سمجھا یا کہ بیٹی بتی
جس حال میں رکھے اسی میں بہا جا رہے اور سسرل
کے دوش گنتے کی بجائے گن ڈھوٹے جانتے ہیں اور
میں جانتا ہوں رائے نے اپنی طرف سے کسی طرح کی سکاٹ
کا موقع نہیں دیا۔ مجھے کما معلوم تھا کہ برہمنوں کے
بھس میں نہ لوگ بھڑکتے ہیں لیکن شورام جو بھی
ہو لڑکی کی جگہ تو اس کی سسرال ہی ہے۔ تم دلا کوشش
کردیکھو مجھے مکان با موٹر کی پروا نہیں رائے کو سکھ
کی خاطر میں اس کا انتظام کروں گا۔

پورن :- (رائے کی طرف سے آنا ہوا) بیاجی رائے سرداری لال
آئے ہیں۔

تارا چند :- (گھبرا کر) ٹٹتے ہوئے، تو ہمیں لے آئے ہوئے۔

پورن :- جی! ہوں لے کہا میں یہیں برآمدے میں بیٹھا ہوں
دھوب ٹری بیاری لگ رہی ہے۔

شورام :- اچھا کھنی نو میں چلا۔ بروک سے آج ہی لوٹ گا۔

تارا چند :- ارے کھنی چلو ذرا دھوب میں بیٹھتے ہیں۔

(شورام کو ساٹھ لے جلتے ہیں)

۔۔۔۔۔ (دھوتے ہاتھ پورن سے) ستو آئے توجھ باہر بھجوا
دیا پورن۔

پورن جی ہنسر۔

(رائی تیرنڑائی ہے اور بھائی کے گلے لگ جاتی ہے)

رائی :- (زبردستے ہوئے گلے سے) پورن!

پورن :- (اُس کی میٹھ کو پھٹھالے ہوئے) کونوں رالو کہا بات
ہے۔

رائی :- بیاجی مجھے بھر دیاں بھنے کی کوشش کر رہے ہیں یہی
کہو میں کیا کروں گی وہاں جا کر؟ کیا اس طرح انکی طبع
کا بہت بھلے سے میرا گھر بوجیوں بٹکتی ہوئے گا۔

پورن :- (لم فکرنہ رالو، تمہاری مرضی کو غلامی کتنی تمہارے وہاں
نہیں بیچ سکتا۔

رائی :- (دروگر) چچا جی پر نام۔

سرداری لال :- جیسی رہو بیٹی، سہاگوتی بنو اور اپنے گھر خوش خرم رہو۔

(رائی بچی بھٹی پٹی جاتی ہے)

تارا چند :- تم نے دیکھا سرداری لال! رات کو کتنی کمزور ہو گئی ہے۔ پہلے سے آدمی بھی نہیں رہی۔ تم ایک بار کوستش کو کوکھو میں لکھتا ہوں بہ حب تک یہاں ہے میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔

سرداری لال :- میں نے تم سے کہہ دیا میں پوری کوستش کر دیتا۔

(سنو آتے ہیں اور حقہ اٹھا کر لے جاتے ہیں)

تارا چند :- راتو جیسی میری بیٹی ہے سرداری لال، ویسی ہی تمہاری ہے۔ میں تو سچ بھگتا رہا ہوں یہاں شادی کر کے لیکن

جو ہو چکا ہو چکا۔ میں نہیں چاہتا کہ بات اب اور بڑھے۔

کبھی نے کہا ہے آکھادو حمل بہاڑا دھل۔ دودر رہے

تو دودر ہو جائیں گے۔ میں جانتا ہوں تروک رائی کو لسنہ

کر تہ ہے۔ شادی سے پہلے اس نے اسے دیکھ بھی لیا تھا۔

اُسے جس مات کی شکایت ہے وہ میں پوری کر دوں گا۔

میری بس انی خواہش ہے کہ وہ اس عزت سے رکھے

(راج اُداس اُداس آتی ہے)

راج :- (اپنی اُداسی کو چھپاتے اور ہنسنے کی کوشش کرتے

ہوئے) چچا جی پر نام! چچا جی پر نام!

تارا چند :- ارے رائی! ڈانٹ کر بہار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے) کہو بیٹی خوش تو ہو۔

سرداری لال :- اچھا بھئی میں اب چلتا ہوں۔

تارا چند :- ارے بھئی بھڑو میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ کم سے

کم دھمازے تک تو پہنچاؤں۔

سرداری لال :- (راٹھتے ہیں) اس تکلف کو چھوڑو۔

تارا چند :- تم نے راجی کے پر نام کا جواب ہی نہیں دیا سرداری لال!

سرداری لال :- (دروگر) جیسی رہو جیسی رہو بیٹی۔

تارا چند :- (راٹھتے اور راجی کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے بھی ساتھ

ساتھ لپیٹتے ہوئے) راجی!

راج :- جی چا جی!

تارا چند :- یہ تم اتنی دبی کیوں ہو گئی ہو؟

راج :- (دغ کو دباتے اور ٹھکڑے کی کوشش کرتے ہوئے) جی نہیں

میں تو پہلے سے موٹی ہو گئی ہوں۔

تارا چند :- (چلتے چلتے بھڑو کو رک کر تمہارا سامان کہاں ہے۔

راج :- ٹرک سے سو یا ہر برآمدے میں پڑا ہے۔

تارا چند :- ملن نہیں آیا۔

راج :- نہیں میں اپنے دیوار کے ساتھ آئی ہوں۔

تارا چند :- تو کہاں ہے وہ ساتھ کون نہیں لائی۔

راج :- اُسے جلدی تھی۔ مجھے یہاں چھوڑ کر سکول چلا گیا ہے۔

جیسی کہاں ہے۔

تارا چند :- یہیں بھی۔ شاید ادھر آنگن میں ہو۔

راج :- اور بھٹا وہ بھی ادھر ہی باغچے میں ہو گا۔

تارا چند :- (اُس کی بیٹھ کو تھپتھپانے ہوئے) اور تو سب خوش ہیں

تمہارے ساس شسر۔۔۔

راج :- (چلتے چلتے تروکر) جی۔

تارا چند :- اسے چھوڑ کر سرداری لال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

چلتے ہوئے) بڑے بھلے لوگ ہیں سرداری لال۔ نہ

اکڑوں نہ جیلہ بنا دوں۔ سیدھے سادے بھولے

بھالے امر بھان مرچ، ادھی ہیں راجی کے شسر انیکھ۔

حیال اور دھڑم براہین! اغور تو انہیں چوٹک نہیں گیا۔

جب میں شروع شروع میں راجی کے لئے ان سے ملا تو کہنے

لگے (دُرک کر) ہمیں لمن دین میں دشواں نہیں پنڈت

جی۔ ہم تو آپ کو جانتے ہیں۔ آپ ہمارے ہو گئے تو اونکھا

جاسے (بھڑو بڑھتے ہیں) میں تو ایسے ہی آدمیوں کو

پسند کرتا ہوں اور جاتی میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ

تروک کے نام ہو یا نہ ہو اس ملن کے نام ایک ملن

ضرور کر دوں گا۔ راکا تو پیچا رہ گائے ہے۔

(چپو ترے کے دروازے پر کھل جاتے ہیں)

راج :- (اسنے بتا کی آخری بات کر گئی ہے امر کر جاتے

ہوئے) اپنے تاکو دیتی ہے۔ ہونٹوں پر نہ ہری مکر ہٹ

پھیل جاتی ہے،) پیچا رہ گائے!

(دھم سے دروازے کے پاس

کچھ میں دھن جاتی ہوئے تھوڑے تار کر کے لاتی)

سنتو:- ارے راج بیٹی ہے۔ کہو بیٹی کب آئیں۔

راج:- اکی آ رہی ہوں سنتو۔

(راج کے دروازہ سے پورن بھاگ آتا ہے)

پورن:- ہیلو راجی۔

راج:- بھیا... ..

(گلے سے اپٹ جاتی ہے)

پورن:- یاس سے کل گئی اور مجھے دیکھا تک نہیں (جب اس کے چہرے کو دیکھتا ہے تو چونکتا ہے) ارے تم تو بلی ہو گئی ہو۔ ہلدی کھاتی رہی ہو یا (سنسکر) جیجا جی نے.....

راج:- (درد بھرے غصے سے) بھیا.....

پورن:- اچھا اچھا بھئی (بیٹھ بیٹھ پتا ہے) خاکیوں ہوتی ہو جیجا جی کا نام سن کر ہماری سرخ و سفید بہن کو لے کے نزدیکی کر دیا اور ہم اتنا بھی نہ کہیں کہ

راج:- (رندھے ہوئے گلے سے) بھتا تم بھی باز نہ آؤ گے۔

پورن:- اچھا بھئی بگڑتی کیوں ہو (راجی کو آواز دیتا ہے) راجو دیکھو راجی آئی ہے۔ (سنتو سے جو حقہ رکھ کر جا رہا تھا) سنتو ذرا رات کو سوجو۔ اور راج کا ٹرنک اٹھا کر اندر

رکھو۔ باہر برآمدے میں چلا ہے۔

سنتو:- (جلتے جاتے) جی ہنر۔

(حالا جاتا ہے۔ رانی آنکھ سے بھاگی آتی ہے)

راجی:- (راجی سے گلے ملتے ہوئے) ارے تو ادھر بھٹک میں کیا گوبرگنیش بنی بیٹھی ہے ادھر کیوں نہیں آئی۔

راج:- پتا جی اور چچا سرداری لال بیٹھے تھے اسیلے۔

(کال میل بج اٹھتی ہے)

پورن:- (میزاری سے) یہ اتوار کا دن تو ایک ٹھیکیت بن گیا ہو

صبح سے جو کال میل کبھی شروع ہوتی ہے تو.....

(کال میل پھر بیتی ہے) اور پورن جی آیا کہت

ہوا بھاگ جاتا ہے)

راج:- (راجی کے گلے سے چلتی ہوئی رندھے ہوئے گلے سے)

جیجی۔

(راجی اس کی پیٹھ پیٹھ پاتی ہے راج آہستہ

آہستہ روئے تختی ہے)

راجی:- ارے... بات کیا ہو... راجو... کیوں!

راج:- (اور بھی چپٹے ہوئے) جیجی!

(اور بھی زور سے سکے لگتی ہے)

راجی:- کیوں راجو کیا بات ہے؟

راج:- (آسو پونٹے ہوئے ذرا منسل کر بات کیا ہو گئی۔ یونی تمہیں دیکھ کر ہی بھڑ آیا۔ کہو ترلوک جیجا جی آئے؟

راجی:- (ظن سے سنسکر آگئے۔ تم اپنی کہو۔ تمہیں کیا دکھ ہے۔

راج:- ہنس جیجی میں ہر طرح سے خوش ہوں۔

راجی:- (ذرا سنسکر) خوشی کی کوئی علامت تو تمہارے چہرے

پر دکھائی نہیں دیتی۔ دیکھو راجو، مجھ سے نہ چھپاؤ میں

سب کچھ جھگٹ چکی ہوں۔

راج:- کچھ بھی تو نہیں جیجی۔

راجی:- کیا تم یہ سب میری طرف دیکھ کر کہہ سکتی ہو۔

راج:- (مسکراتے کی کوشش کرتے ہوئے) کہوں۔

راجی:- (مسکراہٹ میں دکھ کو چھپانے کی کوشش نہ کر رہا جو)

تمہاری آنکھیں تو ڈبڈب رہی ہیں۔

راج:- (بھڑے ہوئے گلے سے) جیجی۔

(ایک دم رانی کے گلے سے چپٹ کر رہا مٹتی ہے)

راجی:- (اس کی پیٹھ کو پیٹھ پاتے ہوئے لمبا سانس لے کر)

دنیا بھر میں شادی عورت کے لئے شکہ ستانی کا دروازہ

ہے۔ لیکن ہماری علاقہ پر اس کے بعد سدا غلامی کی ہر گ

جاتی ہے۔ (راج مسکرتی ہے) بس بس تم کو دل میں چپاؤ

بہن گھاؤ کر دیتا ہے اور وقت پا کر وہی گھاؤ ناسور

میں جاتا ہے۔ کیا اس تنگ کرتی ہے۔

راج:- نہیں وہ بیجاری تو کبھی کچھ نہیں کہتیں۔

راجی:- مسسر۔

راج:- وہ تو دوتا ہیں۔

راجی:- سنسکریں۔

راج:- وہ نہ ہوتیں تو بس اتنا شاید ختم ہو چکی ہوتی۔

راجی:- تو پھر... تو پھر.....

(راج پھر بہن کے گلے سے چپٹ کر سکے لگتی ہے)

راجی:- (نیلن ہرودہ۔ بدن تو بڑے بڑے آدمی ہیں۔ بات کیا

ہے کہہ ڈالو۔

(راج چپ چاپ سکے جاتی ہے)

اس سکر سلجھ جاتی ہے،

رائی :- تو انہوں نے منس پسہ نہیں کیا۔

راج :- میں کما ہوں جی۔ لیکن معلوم ہونا ہے جسے وہ اس
رہائی کو بخلا نہیں سکے، میں نے اُن کا دل پہلانے کی لاکھ
کوسٹ کی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ میں اتنے یاس خاکی تو
اسے بیٹھ رہتے جیسے مجھ سے کوسوں دُور ہوں۔ بائیں
کمرے کو معلوم ہوتا ہے مجھ سے نہیں ہوا سے مایوس کر
رہے ہیں۔ لیکن تو نگاہیں سرف سے مانی میں تبا کر
لیٹے ہیں۔

رائی :- (صرف لباس اس لیے ہڑا دیا تھا کہ اسے میں ٹھونسنے لگی ہو)
راج :- لیکن جب میں رونے لگی تو مجھے ماہوں میں بھیج کر بیاہ
کر لے گئے۔ کہے۔ ہم بد قسمت ہو راج میں بھی بد قسمت
ہوں اور درست ہوگی۔

رائی :- درست کو کون؟

راج :- وہی لڑکی جس سے وہ شادی کرنا چاہتے تھے۔ پورا
نام سُدرسن ہے۔ ام۔ اے ہے اس نے ابھی تک اٹکا
بجھا اس جھوٹا۔

رائی :- خوب لے جا لڑکی ہے۔

راج :- سبھی میں اپنی۔۔۔ آپ جیسے حاضرتوں سے پیار کر رہی
۔۔۔ مجھے بھی۔۔۔ ٹھکرائیں تو مجھے باہر میں بھر لیتے تکیں جتنا
محسوس ہوتا ہے دل سے ہیں محسوس مرے رونے سے
مجبور ہو کر بیاہ کر رہے ہیں اور کبھی اسی طرح بیاہ کر رہے
کہنے اپنے مال کو جیسے نکلتے۔ کہنے۔ میں سزول ہوں
بزدل، غریبائی کیڑا۔ ماں باپ کے خوف سے میں نے
اپنی اور نہاری زندگی تباہ کر دی۔ اور پھر رونے لگے۔
اُس وقت نہ جانے میرے جی کو کیا ہونے لگتا۔ میں نہیں
ماہوں میں بھر امتیج لیکن میرے چھوٹے میں جیسے ہزاروں
چھوڑوں کے ڈنک ہوں وہ ہڑا کر اٹھ بیٹھے۔ اچھے
برے ہٹا دیے۔ ماگلوں کی طرح جلا اٹھتے۔ تم مجھ سے
کسوں بیٹھی ہو راج۔۔۔ تم مجھ سے کیوں چلتی ہو نہیں
مجھ کو جھوٹا کر پٹے جانا چاہتے تھے میرا کوئی کام نہ کرنا
چاہتے (لباس اس لیے لٹی ہے) لیکن جی نہ جانے کیوں جتنا
دہ مجھ سے بھگنے کی کوشش کرتے اتنا ہی میں اُنکے نزدیک

رائی :- مجھ سے نہ ہوگی داد کس سے ہوگی راج کے خاکی
(ہے) کچھ نہ ہوگی۔ رد۔۔۔ صاف لوٹے ہیں کچھ
اور جو۔۔۔ راج آدمی ہیں۔

اُس نے بھر کو پتہ چھا دینی ہو

راج :- (آسو پونچھے) دوسے بہتہ بہتہ سستی ہوں مڑے
ہیں کچھ تھے۔۔۔ لگانے کے تو مکان کو جھٹکا تھا
لیکن میں نے اُن کا کبھی فہم نہیں سنا۔ سکر اے میں
لیکن اس سکر اہٹ میں خوشی کا کہیں ٹھونڈ سے
سے بھی بہہ ہیں جیسا۔

رائی :- لیکن وہ۔۔۔ شادی میں ہو

راج :- ایک دن میں نے لوجھا۔ سستی میں آپ جب بیٹھے
تھے فہم لگائے تھے میں نے تو ایک بھی نہیں سنا۔ سب
فہم مایوس دے۔ حالی کھو کھلائے مرا فہم

رائی :- (مجھے کی کوشش کرے مونے) ہوں۔۔۔

(خود بھی لوں لے مار دیر بیٹھ جاتی ہے)

راج :- اگر کس نہیں سستی رہے ہوتے اور میں جلی جاتی تو انکی
ہستی جو نا بد ہو جاتی۔ کالے کالے سے اول ان کے
چہرے پر گرا آتے۔ بھر جو سکرانے بھی ہوں کی سکر اہٹ
بہت دُور سے آتی ہوتی دکھائی دیتی جسے اُن کے چہرے
بر بھلے ہوئے بادلوں کو حیرنے میں وہ ناکام ہو۔

رائی :- انہوں نے نہیں بسد ہیں کیا۔

راج :- سستی میں کہہ رہی بہت بڑھی تھی لڑکی سے نہ ادی کرنا
چاہتے تھے لیکن ایک نو آسو۔ لڑکی کے ماں باپ۔۔۔ تھے
دوسرے وہ براہمن۔۔۔ سستی اس نے اُن کے مانتا تیا سار نہ
ہوئے انہوں نے بہتر اٹھا یا لیکن ماں لے ان سب
تکلیفوں کا واسطہ دلایا جو انہیں بال بوس کر پڑا کر لے جس
اُس نے اٹھائی تھی اور باب لے اُن مٹی آرڈروں کی
رسبوں کا ڈھیر ان کے سامنے لگا دیا جو ان کی تعلیم
کے لئے وہ ہر مینے تھے۔۔۔ بارہ ہزار کی رسیدیں
تھیں اور وہ جلتے تھے کہ اُن کا لڑکا انکی مرضی کے
مطابق شادی کرے۔

رائی :- اور لوگ ماں باپ کی محبت کے گیت گاتے ہیں۔

(اٹھ کر لے کا ایک جگر لگاتی ہے اور پھر اس کے

رائی :- (کمرے میں گھومتے گھومتے رک کر) میں جہان ہوں تم لے آنا
عرصہ بہ سبکس طرح مرداشت کیا۔ میں تو بہت پہلے جیوڑ کر
چلی آتی۔

راج :- نہ جانے کیوں۔ اس کی اس کام نفرت کے باوجود مجھے کبھی
اس پر غصہ نہیں آتا جی۔ وہ جب بھی مجھ سے نفرت کا
سلوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں سے دل میں ہمت ایک
رحم کا جذبہ پیدا ہو جاتا۔ اسی جذبے کی وجہ سے میں انکے
اور بھی نرم و یک جانا جاتی ہوں۔ لیکن جتنا میں انکی طرف جاتی
آتا ہی وہ دور کھینچتے۔
رگلا زندہ جاتا تو اور آنکھوں سے آنسو نکلے
گئے ہیں)

رائی :- (اس کے پاس بیٹھ کر اس کے کدے سے ریبا رکا ہاٹھ پھرنے
ہوئے) راجی —

راج :- (بندھے ہوئے گھٹے سے) لگا تا رو تے جانے میری بہن
ہوگی راجی روک کر گھر والوں سے آٹھ ملاتے ہوئے
مجھے نرم آنے لگی۔ مجھے محسوس ہونے لگا کہ یا سب مجھے
رحم کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ جیسے آہستہ آہستہ انکا
رحم نفرت میں بدل رہا ہے۔

رائی :- میں کرتی ہوں تم کیوں نہ پہلے ہی علی انہیں۔
راج :- امید کا ایک نامعلوم سانا رہا ہوا تھا جی۔
(کچھ لمحے چپ رہتی ہے رائی بدستور خلا میں چپتی
گھومے جاتی ہے، دانت اسکے بھیجے ہوئے ہیں اور
معلوم ہوتا ہے جسے غصہ کا آب بے بیاہ طوفان
اُس کے دل میں اٹھ رہا ہے)

— یزوں معلوم ہوا کہ اب ہوٹل ہی میں رہیں گے —
سپرٹنڈنٹ ہو گئے ہیں۔ اس وہ نار بھی کیا میں نے
رفعہ کھڑک انہیں دتین منٹ کے لئے بلوایا اور کہا۔
میرا دل یہاں نہیں لگتا مجھے میکے بھجوا دو۔ کہنے لگے۔
ہاں تم کچھ دنوں کے لئے ہوؤ۔ اور چپ چاپ انہوں نے
میری سب چیزیں ٹرنک میں بھر دیں۔ ایک چھلانگ اس
کے پاس نہ رہے وہ بداد اور چھوٹے بھائی سے کہا کہ وہ مجھے
جیوڑ آئے اس کے بعد وہ جیسے جب دیا کہ آئے تھے ویسے
ہی چلے گئے انہوں نے مجھ سے کچھ کہا اور نہ میں ہی لگن ہے

رہا جاتی۔
رائی :- (پتلی سے اکڑائیں لے کر) یاس کرج پر بیٹھ جاتی ہے، تو اب وہ
مہارے پاس نہیں لگے۔

راج :- نہیں! ہفتہ پہلے تک برابر آتے رہے۔ لیکن جب بھی آئے
معلوم ہوتا جیسے بندے بندے سے آئے ہیں۔

رائی :- (صوت لمبا سانس لیتی ہے)

راج :- (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) ایک دن کہتے تھے۔ آہستہ
آہستہ ہم ایک دوسرے کو سمجھ جائیں گے۔ ایک دوسرے کی
خوبیوں کو جان جائیں گے۔ پھر ہم میاں بیوی کی طرح رہیں گے۔
میاں بیوی کی طرح اپنی زندگی بنائیں گے جس کا ہر میدان
تھکن اور اکاٹھ لانے کی بجائے جنت اور رفاقت لائیکا
رائی :- تم ایسا ہی کر لیتیں۔

راج :- میں نے ایسا ہی کرنے کی کوشش کی لیکن تب ساس جی
نے کہا۔ تم تو بگلی ہو۔ وہ تم سے دودھ پینا چاہتا ہے۔
اُس پر اس حسیل نے جا دو کر رکھا ہے۔ اُس کا من اڑتا
رہتا ہے باندھ کر نہ لکھو کی تو اڑ جائیگا اور اڑا ہوا بھی
پھر ہاتھ نہیں آئے۔ میں نے انہیں کا کہنا مانا۔ جب
وہ کہتی رہیں میں کرتی رہی۔ لیکن اس کوشش میں جو ٹھوڑا
بہت مذہن بھادہ بھی ٹوٹ گیا۔

(رائی کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن نہیں کہتی۔ ایک
لمحے تک دونوں چپ رہتی ہیں)

— چوں چوں میں ان کے سر دیک جانے کی کوشش کرتی
وہ مجھ سے دور بھاگتے۔ دوپہر کو انہوں نے گھر آنا چھوڑ
دیا۔ پھر کالج ہی منگا لیتے۔ سناں کو بھی دیر سے آئے۔
آہستہ آہستہ اس دیر میں اضافہ ہونے لگا۔ بہت رات
گئے گھر آئے اور چپ چاپ بستر پر جا بیٹھے۔ میں چاہتی ان
کے میر دبا دوں، ان کے شکہ دکھ کی بات پوچھوں۔ لیکن
میری تو شکل سے جیسے انہیں ڈر لگتا۔ "مجھے مت چھوڑو"
"مجھے سونے دو" یہی کہتے ہیں چپ چاپ روئے گئی تو
پلک کراٹھ بیٹھے۔ اور گھنٹوں انکے من چکر لگا کر گزار
دیتے کبھی چکر کہتے۔ "تم کس مٹی کی بنی ہو۔ تمہیں خود
مداری کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں، میں تم سے اتنی نفرت
کرتا ہوں اور تم میرے میر دبا نا چاہتی ہو۔

کچھ ڈھبھستی۔

موٹر بھی لے دوں گا۔

(سنو ٹیم آتا ہے)

سنو: بچے سرکار رہی بھر کے لایا ہوں کہ دن بھر نہ بچے۔
تارا چند: (حقہ کا کس لٹکا کر دکھاس کر) اور مجھے پورا یقین
ہے کہ اگر تم دانی سے کوشش کرو گے تو یہ بگڑی ہوئی
بات بن جائے گی (اور بھی سارے ارادہ بچہ بن) اور پھر
بار میں تمہارا جو رسوخ ہے اس کو بھی تم استعمال کر سکتے
ہو۔ دھکی دینا ہی کافی ہو گا۔ راول کی زندگی سنو
جائے گی اور میں عمر بھر تمہارا شکر گزار رہوں گا۔

(حقے کے لیے لے کس لٹا تے ہیں)

برج ناگھ: میں پوری پوری کوسس کروں گا لیکن تمہیں پورا
یقین ہے کہ اور کوئی ہاتھ نہیں ہے۔

تارا چند: یوں تو بیسیوں ہیں لیکن یقین کرو اس کی اس
نابیندگی کی تہ میں یہی بات کام کرنی ہے۔ وہ مانیگا
نہیں لیکن اگر تم دانشمندی سے کام لو گے تو وہ راہ پر
آ جائے گا۔

برج ناگھ: میں آج ہی اس سے ملوں گا۔

تارا چند: مجھے راول کی شادی میں بڑا تلخ تجربہ ہوا برج ناگھ۔
اچھے اچھے ہوشیار دلائل لڑکے میری آنکھوں کے
سامنے آئے لیکن میں اسی صدمہ پر قائم رہا کہ لڑکی اپنے
سے بڑے گھرانے میں جلتے میں کیا جاتا تھا کہ باہر سے
بڑے نظرانے والے بیت سے گھرانہ سے کھیلے ہوئے
ہیں۔

برج ناگھ: میں تو شروع ہی سے اس بات کے حق میں ہوں کہ
گھرانے کی بجائے لڑکا دیکھا جائے۔

تارا چند: (ایک لمبا کس لٹکا کر) راجی کے لئے میں لڑکا ہی
دیکھا ہے۔ بدن کے پتلے حد غریب تھے۔ اپنی آدمی
پیش پیشگی لے کر انہوں نے بدن کو تعلیم دلوائی۔ اور
ان کی سب محنت اور قربانی پھل بھی ہوئی۔ ایم۔ اے
کرتے ہی اسے کالج میں جگہ مل گئی۔ اب وہ پی ایچ ڈی
کی تیاری کر رہا ہے۔ اتنا نیک سمجھا نہیں سمجھا خوش
اطوار لڑکا ہے کہ جو کوئی اس سے چند منٹ باتیں کر لیتا
ہے اس کے گیت گلے نکلتا ہے۔

رائی:۔۔۔ اس نے منس روکا۔

راج:۔۔۔ اہوں نے بتا دیا۔ ان کی طرف دیکھی تو وہاں سے پہلے
کو جی نہ جانتا۔ میں لو اس کی سبوا ہی میں زندگی گذار
دیتی، بلکہ وہاں آئے ہی تو ہمیں دوسرے جی تو ہیں
اور اس سب کی نظروں کا سامنا کرنا میرے بس کی
مانا نہ تھی۔

(سبح ناگھ اور تارا چند مانس کرنے ہوئے)

آتے ہیں۔

تارا چند:۔۔۔ فم ضرور کر دیکھو بھٹ ناگھ۔ تم اس کے مایکے ٹرڈوس
ہو۔ مہارادہ بڑا ادب کر رہے۔ تمہاری ہر بات مانتے ہیں
راؤ تمہاری بھی نو بھٹی ہے۔

رائی:۔۔۔ جلوت گس میں مل کر ٹھٹھس

(دونوں چلی جاتی ہیں۔ ماراجدہ کر ٹھٹھس پر)

ٹھٹھس ہیں اور برج ناگھ کو بچ ہے

تارا چند:۔۔۔ (حقہ گڑا کر)۔۔۔ علم تو مجھ ہی۔ سنو۔۔۔

سنو:۔۔۔ (آنکھ سے) جی سرکار

(اٹھاکا آتا ہے)

تارا چند:۔۔۔ یہ حقہ نازہ ہیں کتا نے۔۔۔ علم تو بالکل ٹھنڈی پڑی ہو۔
سنو:۔۔۔ سرکار میں تو نازہ کرے لکھ گیا تھا، سرکار ہی چلے
گئے۔۔۔ ابھی لانا ہوں۔

(علم بکریلا جاتا ہے)

تارا چند:۔۔۔ (حالی جھ کو گڑا کرتے ہوئے) جب تم سب باتوں سے
پوری طرح واقف ہو تو پھر کوشش کیوں نہیں کر دیتے
میں نے برندا بن سے کہہ رکھا ہے شورام، سر دار کا
اور دوسرے دوستوں سے بھی کہہ رکھا ہے (درازداری
کے لیے میں) میں خود اس سے یہ بات نہیں کر سکتا۔ اسکو
جو شکایہ ہے وہ میں دور کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر میں
خود اس سے بدچھو کا لوں وہ اس شکایت ہے وجود ہی
سے اٹھا کر دینگا۔ راول کو پھر سے بسانے کیلئے ہم دلیلیں
تو دوسری دو لیکن بڑی صفائی سے اس بات کی طرف
اشارہ کرو کہ اگر وہ دونوں الگ ہیں گے تو میں ایسا
ایک مکان ان کے نام کر دوں گا۔ اور کچھ عرصے کے بعد

برسج ناگھ۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ راج اتنے اچھے گھر بیٹا بن گئی۔

تارا چند۔ دن تو گائے ہے گائے۔ راج وہاں پہنچ کر راج کرے گی۔

دمسترت سے حقہ گر کر دانے ننگے ہیں شورام گھر آیا ہوا داخل ہوتا ہے۔

شورام۔ تارا چند تم نے سنا تمہارا دادا دادو دوسری شادی کر رہا ہے۔

حقہ کی لے تا راج چند کے ہانڈے سے چھوٹ بڑی ہو اور وہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔

تارا چند۔ آدھے بیٹھے آدھے اٹھتے ہوئے کون تر لٹک! شورام۔ ہیں دن۔

تارا چند پھر دمسترت سے سخت پوش پر بیٹھا ہے میں آنکھ سے کسی کے گرنے اور دراؤ کے جھنجکی آواز آتی ہے۔

راجی۔ یتاجی، یتاجی.....
شورام۔ میں کہتا ہوں تم بٹھکیا گئے ہو تارا چند اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو ابھی کارے کر چلو۔ کھائی والوں کی دہرم شالہ میں ہو رہی ہے شادی۔ مجھے تو دستنویسٹ سے معلوم ہوا۔ اس کا وہ سر پھراڑ کا گیلیسے بیٹا ہ پڑھالے۔

تارا چند۔ (خوفاً اٹھ کر) سنتو سنتو۔
(سنتو بھاگا آتا ہے)

راجی۔ (آنکھ سے) یتاجی، یتاجی!!
تارا چند۔ کارے جاؤ اور ڈبڈبی سے بجلی پہلوان اور چند دوسرے مزدوروں کو لے کر کھائی والوں کی دہرم شالہ میں پہنچو۔ میں تمہاری کار میں چلتا ہوں شورام۔

شورام۔ میں تو پہلی ہی بھاگا آ رہا ہوں۔
برسج ناگھ۔ چلتے میں آپ کو اپنی کار میں لے چلتا ہوں۔

تارا چند۔ کیا یہ شادی دن کے پتائی مرضی...
شورام۔ چلو چلو میں سب بتاتا ہوں۔

(سب جلدی جلدی نکل جاتے ہیں)

راجی۔ (آنکھ سے) یتاجی یتاجی... سنتو... یورن

د باغیچے کے دروازے سے یورن بھاگا آتا ہے۔
یورن۔ کیا بات ہے، کیا بات ہے۔

(اندکی طرف بھاگا جاتا ہے)
راجی۔ (آنکھ سے) راجی بیہوش ہو گئی ہے دیکھو تو اس کے دانت پھٹی ہو گئے ہیں۔

دوسرے لمحے یورن اور راجی بیہوش مزاج کو اٹھاتے ہوئے آتے ہیں۔

یورن۔ بات کیا ہوئی۔

راجی۔ بس کھڑے کھڑے گر پڑی۔

(اسے تخت پر لٹا دینے ہیں)

یورن۔ گھبراؤ نہیں پک رہے تو اسایانی لے آؤ۔
(راجی جاتی ہے)

— ایک چچی بھی لیتی آتا۔ (راج کو ہلاتے ہوئے) راجو۔
راجو۔

(راج بیہوش ہے)

— راجو راجو...
(اٹھ کر بجلی کا پنکھا جھوڑ دیتا ہے۔ راجی یانی لانی ہے)

راجی۔ ایسے تم نے میٹھا جھوڑ دیا۔ یہاں تو پہلے ہی ٹھنڈ ہے۔
یورن۔ تم فکر نہ کرو۔ پانی لاؤ۔ اس کے منہ پر چھینٹے دوں۔
(راجی پانی دیتی ہے یورن راج کے چہرے پر چھینٹے دیتا ہے)

— راجی... راجی...
(راج بدستور بیہوش ہے)

— (بھر چھینٹے دیتا ہوا) راجی... راجی...
(راج نہیں بھتی بیہوش پڑی رہتی ہے)

— ذرا چچی دو۔

راجی۔ میں بھون گئی۔ ابھی لائی۔

(بھاگا جاتی ہے)

یورن۔ (اُس کے بالوں پر ہاتھ پھرتا ہوا) راج... راجی...
دیکھتی سہی میں بڑی خوش ہوں شہر ال میں۔

(راجی سمجھ لے آتی ہے)

راجی۔ لو بہ حجہ۔

پورن :- تم خدا اس کی ناک انگلیوں میں دباؤ میں پانی کاچھ
مُنہ میں ڈالتا ہوں۔

(رائی راج کی ناک دبا رہی ہے)

—۔ (اچھو مَنہ میں ڈالتا ہوا) بہہ سڑکا کا دودھ ہے یا کچھ
اور۔ نیلے تو کبھی اسے غش نہ بڑے تھے۔

رائی :- دانست لکھی ہیں۔ پانی تو بہہ گیا سا۔

پورن :- تم کُترہ کرو۔ ناک دبا تے رکھو۔

(رائی ناک دبا تے رکھتی ہے۔ سانس کے رک

جلنے سے راج کے دانست کھل جاتے ہیں۔ پورن

بالی کاچھ مَنہ میں ڈالتا ہے کچھ بچھ بعد راج

نیز تیز سانس لینے لگتی ہے۔ وہ دوسرا اچھو مَنہ

میں ڈالتا ہے، یہ پوٹی میں غراہٹ کے ساتھ

راج پانی پی جاتی ہے)

—۔ راجی ۔ راجی ۔

رائی :- راجو ۔ راجو ۔

(راج بڑے طور پر تو ہوش میں نہیں آئی لیکن

پیلے اُس کا ایک ہاتھ ہلتا ہے۔ پھر اسکی آنکھیں

کھل جاتی ہیں)

پورن :- (پیارے) راجو کیا بات تھی چکر آگیا تھا۔

(راج اٹھنا چاہتی ہے۔ پورن اپنے بازو کے

سہارے سے اسے اٹھا کر بیٹھا دیتا ہے)

—۔ کامریڈ بہاری لال آگئے میں اُن کے ساتھ، توں میں

اچھ گیا۔ بات کیا ہے اتنی کمزور ہو رہی ہو تم۔ کبھی تائیہ

لے کر اپنی شکل نہیں دیکھی۔ کھانے کو نہیں دیتے تھے

جی جی تمہیں۔

رائی :- تمہارے جی جی دوسری شادی کر رہے ہیں۔

پورن :- کون ۔۔۔

رائی :- مدن۔

پورن :- مدن۔

(چونک کر مٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ سہارا ہٹ جانے

سے رائی پھریٹ جاتی ہے)

رائی :- ابھی چچا شہر اُمنے بتایا۔ کھائی والوں کی دھرم شادی

ہو رہی ہے شادی۔ پتا جی چچا شورام اور برج ناتھ کے

ساتھ دہیں گئے ہیں۔

(پورن کراچ میں دھنس جاتا ہے)

پورن :- (سنگی اور اُداس آواز میں) میں نے پہلے ہی کہا تھا۔

شناوی سے پہلے بھی اُڑتی اُڑتی جبر میں نے سنی تھی کہ پورن

مدن کسی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں۔

رائی :- اہم۔ اے پاس لڑکی ہو۔ جس کے نہ ماں ہے نہ باپ۔

پورن :- شادی کیلئے نہ ماں کی ضرورت ہے نہ باپ کی۔

رائی :- ذات کی بھی وہ کھتری ہے۔

پورن :- ذات کا بھی شادی سے کوئی تعلق نہیں۔ شادی کے لئے

صرف ساتھی چاہئے۔ ہمدرد اہم خیال پسندیدہ ساتھی

اور میں نے پتا جی سے کہا تھا کہ آپ مدن کے پتلے بات

کرنے کی بجائے مدن سے اچھی طرح بات کر دیکھئے اُس کے

خیالات کو جانئے۔ آپ نے اپنی طرف سے بڑھا کھٹھا،

نیک، ہر سہ روز گار لڑکا ڈھونڈ لیا بہ بھی دیکھا اس کی

ضروریات کیا ہیں لیکن پتا جی تو مجھے سمجھتے ہیں آواز اور

سرکھرا، اکہنے لگے "میں لڑکے کے پیاسے ملا ہوں، بڑے

بیک آدمی ہیں، غرو مان میں مام کو بھی نہیں ہے ملا

ہوئی تو کہنے لگے "میں تو آپ کو یا کر دھنیہ ہو جاؤں گا"

میں نے کہا آپ نے لڑکے کے پتا جی کی ضروریات جان لیں،

لڑکے کی ضروریات ہی تو جانئے۔ وہ بھی آپ کی لڑکی کو پا کر

دھنیہ ہو گا یا نہیں۔

راج :- (خف آواز میں) کیا میں اُن کی ہمدرد نہیں مجھ سے

بڑھکر اُن کا کون ہمدرد ہے۔

پورن :- لیکن شاید تم ان کی ہم خیال ہیں ہو۔ وہ پروفیسر ہیں

اور وہ ایم۔ اے دونوں ایک دوسرے کے مذاق کو ایک

دوسرے کی طبیعت کو سمجھتے ہوتے۔ تم شاید انکی ضرورت

کو نہیں جان سکتیں اور وہ بھی شاید تمہاری ضرورت کو

نہیں سمجھ سکتے میں نے پتا جی سے ہی کہا تھا۔ آپ نے بھی کہ

اچھی تعلیم نہیں دی اور اُس کی سسٹے بڑی خوبیاں یہ

ہیں کہ وہ اچھا کھانا پکا سکتی ہے۔ اچھے کپڑے سی سکتی ہے

کئی نمونوں کے سوٹر ٹرن سکتی ہے۔ میز پوش اور پلنگٹش

کا لڑھ سکتی ہے اور کھر کا کام نہایت خوش اسلوبی اور

کفایت سے پلا سکتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی بھی

میں کی بیاہا سوئی ہوں۔ اتنے باراتیوں کے سامنے گئیہ کی انکی کو ساکشی کر کے آپ مجھے بیاہ لائے ہیں۔ کہنے لگے۔ تمہارے حق کی بیاہ و محض ایک میری رسم ہے۔ دل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ سردار کا حق میرے دل سے تعلق رکھتا ہے۔ باراتیوں نے اینڈ برودھوں نے اہمارے ماما مائے انگلیہ کی انکی لے ہم کو ایک دوسرے کے جسم سوچ دے ہیں دل تو نہیں سوچے۔

پوران :- یہی میں کہا کرتا ہوں۔ نہ جانے کتنی لڑکیاں شوہروں سے دل ہی دل میں نفرت کرنے کے باوجود نظر ہراں پر اہم سب کچھ مہربان کر دیتی ہیں۔ اور نہ جانے کتنے شوہر اپنی بیویوں سے محبت نفرت کے باوجود اس سے نکھائے جاتے ہیں۔

راج :- کہتے تھے۔ مہرے دل سردار کا اختیار تھا میں نے سوچا اسے وہاں سے ہٹا کر تمہیں بٹھا لوں گا۔ لیکن میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

رائی :- محبت بے ترم لڑکی ہے بہ درخوہی۔ جیسا انہوں نے اچھی اتنی ہنس کر کہے تم سے شادی کر لی تو وہ کس طرح ان کا پیچھا کیڑے ہوئے ہے ہیں تو ایسے شخص سے کبھی زندگی بھر بھی کلام نہ کرنی۔

راج :- شاید وہ اب بھی اس سے محبت کرتی ہے۔

رائی :- میں لاکھ محبت کرتی لیکن اتنی ہنس کے بعد اپنی خود داری کو چھوڑ کر بولیں انکے پیچھے داری ماری نہ پھرتی۔

راج :- جب دھوب جگتی ہے جمی تو برسوں کی جمی اونی برف پگھل اٹھتی ہے۔

(ایک لمحے کیلئے سب حباب ہے ہنس)

رائی :- لیکن آخر تو کرچی کیا ہے

راج :- راما کو جو مسطور ہوگا۔

رائی :- یراما کو یہی منظور رہا ہے کہ مرد عورتوں پر ظلم کریں۔ مڑے ہوئے بھول با بیل کی طرح اٹھا کر پھینک دیں۔

براما :-

(سراہ سے ہڈ تاراجد کی آواز آتی ہے)

تاراجد :- یہ سب کہنے کی باتیں ہیں برج نا۔ اس طرح آسانی سے میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ میں راجی کو اس وقت ہاں

جوبیاں وہاں جا کر غامیاں میں جائیں لیکن انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا۔ کہنے لگے۔ تمہیں پڑھا کر جو میں بہت سخی ہو گیا ہوں جواب لڑکیوں کو پڑھاؤں گا۔ میں نے کہا۔ اس صورت میں اس کی شادی اتنے پڑے لکھے سے نہ کیجیے۔ کہنے لگے تو میرا بیٹا ہے یا باپ۔ زہر خند سے جیسے ان کے باپ ہونے سے میری بات غلط ثابت ہوگئی۔

رائی :- میں وجہی ہوں یتا جی تو اتنے پڑے لکھے نہیں۔ پروفیسر دن تو کافی پڑے لکھے ہیں جب وہ ایک لڑکی کو چاہتے تھے تو کیوں کی یہاں شادی۔

پوران :- (دکھ سے جھٹکا کر) کہہ نہیں سکتا لیکن شاید۔۔۔ راج :- (دخیف آواز میں) میں جانتی ہوں۔ ماں ہائیکے احساں کا بدلہ جگانے کے لئے۔

رائی :- (طنز سے) فیکر اس احسان کو اتنی جلدی کیوں بھول گئے؟ نبھائے جاتے۔

راج :- میں نے بھی ایک دن یہی بوجھا تھا کہنے لگے۔ مہرے لئے شادی کرنا خود کشی کے برابر تھا۔ میرا خیال تھا میں اسے جذبات کا گلا گھونٹ دوں گا۔ ہے ماضی کے لئے میں بالکل مر جاؤں گا۔ لیکن میں مر نہیں سکا اور جی بھی نہیں سکا۔ میں اپنا بیچ ہو گیا ہوں۔ تم اس آؤں کی خیال کرو جو خود کشی کی کوشش میں اپنا بیچ بوجھا ہے۔

رائی :- تو اب دوسری شادی کر کے وہ جی جائیں گے۔

راج :- شاید ان کا خیال ہو کہ وہ اپنا بیچ نہ لیں گے۔

رائی :- اپنی شان و شوکت سے انے تھے خود کشی کرنے۔

راج :- شان و شوکت ان کے رشتے داروں کی وجہ سے تھی۔

رائی :- اتنا بننے تھے۔ قہقہے لگاتے تھے

راج :- وہ سب تو خول تھا۔ دل تو وہ پیچھے ہی چھوڑ گئے تھے۔

رائی :- لیکن تمہاری متعلق انہوں نے کیا سوچا۔ تمہارا بھی تو ان پر تھا ہے تم انکی بیاہتا ہو ہی ہو۔

راج :- ایک دن ساس کے کہنے میں ان کے پاس آئی تھی۔ اس

جھٹکے سے بستر پر لیٹے ہوئے تھے میں نے ہنس کر کہا

درخوہی کی بات سب سے ہے۔ ایک اس سی مکر بہت

ان کے ہونٹوں پر پھیل گئی ہیں نے کہا۔ میرا بھی حق ہے

آگیا۔

رائی :- آپ نے اُس سے پوچھا نہیں کہ اگر تمہیں اسی لڑکی سے شادی کرنا تھی تو کسی دوسری شریف لڑکی کی زندگی کیوں خراب کی تاراچند :- پوچھا نہیں۔ میرے سوا لوں کے مائے ناطقہ بند ہو گیا پردہ فیسر صاحب کا۔ بات تک نہ منہ سے نکلی۔ میں چاہتا تو، بچے اور انکے حمایتیوں کے ہوش بٹکانے کر دیتا لیکن منڈن اچھے شکرواں پہنچ گئے۔ اپنے اس لڑکے کے کڑوت کا انہیں بھی اسی وقت پتہ چلا تھا۔ بیکڑی اتار کر لڑکوں نے مہرے قدموں سر رکھ دی اور کہنے لگے۔ لڑکے سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ فکر نہ کریں ہماری بیٹی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائیگی چند دن کی بات ہے۔ اس لڑکی کا جادو اتنا کہ وہ اسی کے قدموں پر جا کر بیٹھا۔

برج ناٹھ :- یہی لوہیں کہا ہوں جو انی کے جوش میں لڑکے کی بار ایسی غلطیاں کر بیٹھے ہیں۔

رائی :- تو کیا اس شادی کے باوجود آپ راجی کو وہاں بھیجیں گے برج ناٹھ :- نہیں تو کیا بیٹا اُس جڑیل کے یاؤں وہاں جھنڈے دے جائیں گے۔ اس وقت وہ راجی کو بھی رکھنے کیلئے تیار ہے۔ پورن :- لیکن انہوں نے اُجی میں کچھ نقص نو بتایا ہو گا۔

برج ناٹھ :- کچھ نہیں۔ اُس پر اُس لڑکی کا جادو سوار ہے۔ وہ کہتے ہیں راجی میں اور مجھ میں کسی طرح کی ذہنی رفاقت نہیں۔ میں نے اُسے سمجھا ہا کہ ذہنی رفاقت ایک جہینے میں نہیں ہو جاتی۔ سدرشن کو آپ ایک برس سے جانتے ہیں۔ راجی کو آپ ایک برس دیکھتے جہاں تک مبرا خیال ہے اُسے یہ کام لینے پتے سے بدلہ لینے کی خاطر کیا۔ وہ یہاں شادی نہ کرنا چاہتا تھا انہوں نے مجبور کیا۔ اسی کے خلاف تمام کا یا غصہ کا اظہار ہے یہ شادی!

پورن :- لیکن اس گھر بلو جھگڑے میں ایک دوسری معہوم زندگی تباہ کرنے کا اُسے کیا حق تھا۔

رائی :- اور اس بے عزتی کے بعد راجی ہی کیوں وہاں ہے۔

برج ناٹھ :- راجی کا وہ گھر ہے۔ اُس پر اسکا حق ہے۔ اگر تپتی ایک غلطی کرتا ہے تو تپتی برنا استری کو اُسے کتنا کر دینا چاہیے۔

رائی :- لیکن اگر استری ایسی غلطی کرتی ہو تو کیا تپتی اُسے معاف کر دیتا ہے؟

بیس دو گنا۔ اُس نے سمجھا ہو گا کہ شاید وہ اس طرح آسانی سے نکل جائیگا۔ اُسے راجی کو گھر میں بسانا ہو گا۔

(اندرا اعلیٰ ہوتے ہیں)

تاراچند :- ارے یہ راجیوں اس طرح پڑی ہے۔ طبیعت تو اس کی ٹھیک ہے۔

رائی :- اسے غش آ گیا تھا۔

تاراچند :- اس حالت میں غش نہ آتا تو اور کہا ہوتا۔ لڑکے کو آواز دیتے ہیں) سنتو سنتو۔

سنتو :- (باہر کے دروازے سے آتا ہوا) جی سرکار۔

تاراچند :- بھاگ کر بانا رے چار جھڑے کا گاجر کا مرلہ اور کچھ چاندی کے وردی لے آ۔ یہ بہت کمزور دکھائی دے رہی ہے۔

(سنتو جی سرکار لکھتا ہوا بھاگ جاتا ہے)

— (راج کے سر میں بار کا ہاتھ پھیرتے ہوئے) تو کسی طرح چنتا نہ کر بیٹی وہ اُس مادر بد آزاد لڑکی کے پھندے میں پھنس گیا ہے۔ اس بیسوانے۔۔۔۔۔

پورن :- ایک شریف لڑکی کو بیسوا کہتے ہوئے آجیو جھکی تاراچند :- چپ رہو۔ وہ بیسوا نہیں تو اور کیا ہے۔ جو لڑکی ایک شادی شدہ مرد کے ساتھ نکلے سرائے منہ! ہمیں کیڑے پہنے ہونٹ منہ نہ لگے، آوارہ گھومتی ہے، جسے نہ ایسا خیال ہے نہ شریف گھرنے کی دوسری لڑکی کا، وہ بیسوا نہیں تو اور کیا ہے۔ میں کہا ہوں بیسواؤں میں کئی نئی قسم ہوتی ہوگی! کہوں برج ناٹھ! ملن اس بیسوا کے جگر میں پھنس گیا ہے۔ لیکن جلدی ہی اُس سے اکتا جا بیٹھا میں سمجھے دینا ہوں۔

برج ناٹھ :- تو ایک طہری کش ہے تاراچند! چند ہی دنوں میں زائل ہو جائے گی۔

تاراچند :- اس کی تو ساری تنخواہ اُس کی ایک ساڑی پر خرچ ہو جائے گی۔

پورن :- آخر آپ کہا فیصلہ کر آئے۔

تاراچند :- میں مار مار کر بھگا دیا سب کو لیکن شادی ہو چکی تھی۔ ایک بھی بھانور اکم رہ جاتا تو میں زبردستی کر دیتا۔ بھلی پہلوان تو بھر کس بے کھتا سکو۔ لیکن راجی کا خیال

ناراج چند۔ رانی۔

برج ناٹھ۔ اگر راجی اس وقت چلی جائیگی مان ایمان کے خیال کو
چھوڑ کر سجدہ رزی اور دانائی سے کام لے گی تو وہ اب
پتی کو اس لڑکی کے سرے انرے سجائے گی۔ (راجی سے)
دیکھو مٹی تمہارے شوہر لے ایک غلطی کی۔ تم دوسری غلطی
نہ کرنا جس کی غلطی کو معاف کر دیا اُسے ایسا لہنا اُسے
اُس کی غلطی باور دلانا اس لڑکی کو کبھی نہ کوسا۔
یہ کام تم ابے ساس سر کیلئے چھوڑ دینا۔ اگر وہ اس لڑکی
کے پاس جلتے تو اُسے نہ روکنا۔ اگر وہ لڑکی تمہارے
پاس آئے تو اس سے لغت کا سلوک نہ کرنا۔ اگر تم ایسا
کرو گی تو آخر میں حسد بھاری ہوگی اس لڑکی سے وہ
چیدون میں آتا جائیگا۔

پورن:- لیکن وہ لڑکی اب محض دوسری لڑکی ہیں اُس کی سادھا
بیوی ہے۔

رانی:- کیا اب راجی کو سوت بچھیں گے۔

برج ناٹھ:- مانا کو تسلیم کی ایک کی سجا۔ نے دوستی نہیں۔

پورن:- لیکن دسھرا راجہ بنے۔ اب عام آدمیوں کی بات کر
اور پھر خوشنما ہی کو نسی بھی رہیں۔ جو وہ برس تک
روئے روئے آنکی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اور پھر کون
کہہ سکتا ہے کہ راجا مان میں پتہ کتنا ہے اور جھوٹ کتنا ہے
ناراج چند:- (انتہائی غصہ سے) پورن۔

رانی:- جس شخص نے راجی کی اتنی ہتک کی کسی دھمور کے نضر
دوسری شادی کر لی اس کے پاس جانے کو اُس کی خدمت
کرنے کو آسکتے ہیں۔

برج ناٹھ:- بھگوان شکر کی طرح ہندو دلوں نے بارہا جان
بوجھ کر ہلاہل کیا ہے۔

پورن:- لیکن میں بوجھتا ہوں کہ رہ رہنا ہی کیوں ضروری ہو۔
ناراج چند:- (جتنے کی جتنے لڑکیاں جو کچھ جانتے ہو کہ وہ ساری
عمر یہاں بیٹھی کرٹھنی رہے۔

رانی:- کرٹھنی کیوں اب اسے پڑھائیے لکھا ہے۔ اسے
باؤں پر کھڑا ہونا سکھائیے۔

برج ناٹھ:- بیٹا پڑھا مان لکھا نا لڑکی کو مانی طور پر رادینا
کیلئے ہوتا ہے۔ لیکن شادی کا صرف یہی پہلو ہی تو نہیں

دوسرا بھی ہے۔ اگر وہادی کا صوبہ مالی پہلو ہی ہونا تو راجے
ہمارے کھلی اپنی لڑکیوں کی شادیوں نہ کرنے۔

پورن:- راجی کی دوسری شادی ہو سکتی ہے۔

ناراج چند:- پورن

راج:- اکتھا

پورن:- مرد ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر سکتا
ہے تو عورت کون نہیں کر سکتی اور خاص طور پر مرد کے
ٹھکانے پر۔

برج:- قانونا ہندو شادی نہیں ٹوٹ سکتی۔ قانون راجی کو اس
بان کی اجازت دے گا۔

پورن:- یروینسردن دے دیجئے۔

راجی:- (درد و کرب سے)۔ جسے اس ذکر ہی سے اتے کلپ

ہو رہی ہو)۔

ناراج چند:- نہیں سرم نہیں آتی۔ اب رہنوں کی لڑکیاں بیویاں
سیں گی۔

پورن:- لیکن رہنوں کی لڑکیاں کیا۔

ناراج چند:- (گہرے کرب سے)۔

راجی:- میں جاؤں گی بتائیے اب مجھے خود بھی جا کر دہان
چھوڑ آئے۔

رانی:- گیلی لکڑی کی طرح تمہیں سلگنا پسند ہے، سوکھی کی طرح
کھڑکھڑا کر جلد اسد نہیں۔

راج:- میں یہاں بھی سلگتی ہی لڑکی جی۔

برندابن:- (خوش خوش داخل ہوتا ہے)

برندابن:- ناراج چند بھائی ہو لوں مہ میٹھا کراؤ۔ اور ران کو تیار
کر دو۔

ناراج چند:- کسا تر لوک سے تم لے۔

برندابن:- میں کہتا ہوں میں نے اس صفائی سے بات کی کہ نہ صرف
وہ مان گیا بلکہ ران کو لسنے کیلئے آ رہا ہے۔

ناراج چند:- میں تمہارا زندگی بھر احسان مند رہونگا برندابن۔

تم میرے حادان کو اس کلک کے ٹیکے سے بچالیا۔

م نے نہ صرف ران کی زندگی ساری بلکہ میری بھی سب سے

طری چتا دو کر دی۔ یہ بتاؤ کہ یہ معجزہ ہوا کیسے۔

برندابن:- ایک دن اپنے لڑکے کا ذکر کرتے کرتے میں نے باتوں

معلوم ہوا اس عرصے میں ماپ بیٹے میں باقاعدہ جنگ ہو چکی ہے۔ لڑکے کی اس تجویز کو سن کر کہ وہ اپنی بیوی کو لے کر الگ ہو جائیگا باپ نے اُسے بیدخل کرنے کی دھمکی دی ہے اس پر وہ بھی حن گیا۔ اور اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ تنگی سے گزارہ کر لیا لیکن رانی کو لے کر الگ ہو جائیگا۔ میں نے اُسے سمجھایا کہ تمہارے شہر تمہاری ہر طرح مدد کریں گے۔ رانی تعلیم حاصل کر رہی ہے اور تمہاری بچہ راہی رفیق ثابت ہوگی۔ اُس نے کہا تھا میں ابھی رانی کو لینے کیلئے جانے کی سوچ رہا ہوں۔ بس یہ سن کر میں سیدھا دھڑک بھاگا آیا ہوں۔ آج وہ کسی وقت بھی رانی کو لینے کے لئے آسکتا ہے۔ لو اب کرواؤ منہ بیٹھا۔

تارا چند:- (اٹھ کر اُسے آغوش میں بھینچ لیتا ہے) اس احسان کا ہر کس طرح جکاؤں۔ تم نے مجھے زندگی بھر کے لئے خریدا یا ان سفید بالوں کی عزت رکھ لی تم نے برزنا بن (پورن سے) کیوں پورن میں نہ کہتا تھا برزنا بن اسے راہ برے آئے گا۔ دانا لوگ یوں بگڑتی بات بنالیتے ہیں۔ اور تم کہتے تھے (نفل تار کر) میں اس سے بات تک کرنا اپنی ہمت بھجھتا ہوں۔

پورن:- میرا خیال اب بھی وہی ہے۔

تارا چند:- (منہ چڑاتے ہوئے) میرا خیال اب بھی وہی ہے فہم تو نہیں آتی۔ (رانی سے) چلو براؤ تیار کر دو بیٹا۔

رانی:- آپ نے انہیں مکان کا لالچ دیا ہے۔

تارا چند:- لالچ۔۔۔ وہ تو میں تم لوگوں کے نام کرنے ہی والا تھا۔ رانی:- (اور بھی سختی سے) آپ نے انہیں مکان کا لالچ دیا ہے۔ تارا چند:- تم تو پاگل ہو۔ وہ تو میں تمہارے ہی نام کر رہا لیکن بیٹا استری کا دھن اُس کے پی ہی کا تو ہو تا ہے تم اور ترلوک کوئی دو ہو۔

رانی:- نہ میں اُنکا گھر چاہتی ہوں نہ آپ کا مکان۔

تارا چند:- کیا۔۔۔!۔۔۔!۔۔۔!

رانی:- میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔

تارا چند:- پاگل ہو گئی ہے۔

رانی:- جس شخص کے نزدیک چند ہزار کے ایک مکان کی وقعت میری عزت سے کہیں زیادہ ہو جو مجھے نہیں مکان کو چاہتا

ماتوں میں ترلوک سے اُس کی ستادی اور گھر پور مدگی کی بات چلا دی۔ اور اُس کی قیمت کو سراہا کہ اُسے رانی جیسی شریف اور اچھے گھر والے کی سوسائیل اور تجید اور لڑکی مل گئی ہے۔ اس پر مل کر وہ اپنی ساہما ز ندگی کی اکامی کا رونائے لگا اُسے رانی سے متعلق شکایات کا ایک دفینر کھول دیا۔ میں نے اُسے سمجھایا کہ جہاں کہیں اُسے رہتے ہیں وہاں یہود کے خلاف نہ شکایات عام ہمارے دوستوں سے تانہ ہیں ایک بہو جی ملے جس کے خلاف یہ شکایتیں نہ ہوں۔

تارا چند:- (تشکر اور تعریف کے پیچھے میں) رہا تمہارا بھلا کرے۔ برزنا بن:- (داد سے خوش ہو کر) اس پر وہ حصصاً بھر کہے لگا۔ اس حالت میں جبکہ میں نے برکتیں ابھی حال ہی میں شروع کی ہے مہرے لئے الگ گھر بنا سکتا ہے۔ میں نے کہا اگر تم الگ رہنا چاہو تو تمہارے شہر ہی تمہاری مدد کرتے ہیں۔ ان کا یہ امامکان کچھری روڈ پر واقع ہو۔ ایک دن وہ ذکر بھی کر رہے تھے کہ شادی کے موقع پر چند ایک وجوہات سے میں اُسے رانی کے نام نہ کر پایا۔ اگر تم اور رانی اُدھر اٹھ آؤ تو وہ سچ خوش ہونگے۔ مکان تم لوگوں کو دے دیں گے۔ اور یوں بھی وہ ہر طرح تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔

تارا چند:- رہا تمہارا بھلا کرے۔

برزنا بن:- اس پر وہ مان گیا اور خود ہی کہنے لگا کہ اصل سوسائٹی (بصری زندگیوں کی ناکامی کنیوں کے ایک ہی جگہ اُسے رہنے کے سبب ہوتی ہے۔ نئے گھر میں آکر نئی بیاہی لڑکیوں کو اپنی شخصیت کو نئے سرے سے ڈھالنے کی مشکل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جب بار بار وہ اس کوشش میں ناکام رہتی ہیں تو انہیں ہر دم ساس مندوں کے طعنوں تشنوں کا شکار بننا پڑتا ہے۔ اور میں تمہیں پچ بتاؤں، کہنے لگا۔ میں نو دھڑل راؤ کو دل سے محبت کرتا ہوں لیکن ماں باپ اور بہنوں کے ہاتھوں مجبور ہوں۔

برج نا تھا۔ اور کیا۔ بہ انیٹھ ساس سندیں جو نہ کریں تھوڑا ہے۔ برزنا بن:- بس اُس دن تو اتنی بات کہہ کر چلا آیا آج ملنے کیا لو

سمجھ سکوں گی۔

تارا چند:- معلوم ہوا ہے اس نے، اور وہ تیرے۔ اوماش میں
جرات رونا ہے باب کی حد۔۔۔ سے مراد حکم ہے کہ نولہے
تو کے گھر جائے گی۔

رانی:- میں یہ حکم نہیں مان سکتی۔
تارا چند:- نواسے تنویر کے کہ جانگنی باس گھر میں بھی نہ رہیگی۔
رانی:- میں اس گھر کو ابھی مسکرا کر فی ہوں۔
(چلتے ہو ہوئی ہے)

برج ناتھ:- راولو بیٹ تو کہاں جا رہی ہے۔ تو نہیں جانتی کہ لڑکی
ہے۔ تو کہاں جائے گی؟

رانی:- (درد سے ہونٹے ٹپٹے) جس میں سبک فامش کے ہی
جاؤ گی۔ لیکن اس گھر میں آمد بل جی نہ۔ یہ جوں گی
پورن:- اس بات کی جیسا کہ تجھے تجا جی۔ راولو کو کہیں اور نہ جانا
میرے گائیڈ میرے ساتھ جائے گی۔ جسے آپ لوگ سمجھا
اور آؤ اور ابھی رہے ہیں وہ ایسی سب آؤ اور گی جیے کر
جی جان سے محبت کر لیا۔ کیا بیگنا اور ایسی ہیں کہ اس
قابل منائے گا کہ وہ اسے باؤں سے کھڑی ہوتے۔ اور
ایسے والد کے مکان یا موٹر کے بل پر نہیں بلکہ بی فلیٹ
کی بنا پر تفت حاصل کر سکے۔

تارا چند:- اچھا تو یہ آگ مہاری لگائی ہوئی ہے۔ کل جاؤں
دونوں میرے گھر سے کل جاؤ۔ میں نہیں ناخلف قرار
دیتا ہوں۔ میں نہیں عام جانناؤ سے عاف کرنا ہوں۔
نکل جاؤ۔ اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ۔

راجی:- (راٹھک اپنے والد کو سمجھانے ہوئے) پتا جی۔۔
پورن:- چلو راولو۔ ان ساؤں اور متبوں میں کوئی فرق
نہیں۔

برندابن:- تارا چند!

برج ناتھ:- پورن!

تارا چند:- (اسی غضب کی حالت میں) چلے جائیں میری آنکھوں
سے دُور ہو جائیں۔ ایسی افلاؤں سے میں بے افلاؤں بھلا۔
بچپن ہی میں انکی ماں مر گئی تھی مہیتوں سے میں نے
انہیں پالا کیا اسی لئے کہ بڑے ہو کر یہ ایسے ناخلف
تاث ہوں۔

رانی:- (رہے ہوئے گلے سے) آپ زبانی کہتے ہیں پتا جی۔

آئیے احسانوں کا بدلہ ہم نہیں چکا سکتے لیکن۔

تارا چند:- (چکر) چلے جاؤ میری آنکھوں سے دُور ہو جاؤ۔
راج:- (رانی کی طرف بڑھتے ہوئے) جی جی۔

رانی:- (بالے جاتے رنگ کر) آج سے ہمارے راستے الگ الگ
ہوں گے راجو کہیں میں پرانے گھر کی رقم نہ سنبھال رہی۔

پورن:- خود داروں کے لئے ارلی راستہ کھلا ہے راجو۔

راج:- میرا راستہ ملی توانی ہے بھتی۔

پورن:- یہ ماننا تھا ہے ماؤں چھٹی ہوئے سے سچائے رانی کے
کند ہے براہ رکھتے ہوئے) چلو رانی۔

(چلتے ہیں)

برندابن:- (مراحد)

برج ناتھ:- پورن!

(پروہ)

اوپر درنا تھا شک!

ستاروں کے کھیل

اور انا تھا۔ آج کے انسانی فطرت کا گہرا مطالعہ کیا
ہے وہ جس معرکہ میں ملا ہونے اور پہنے ہیں اس کے مسائل
کو انہوں نے اپنے معنی کی نگاہوں سے دیکھا ہے اور ایسی ایسی
نصوہیں کھینچی ہیں کہ محرم راہ ہی کھینچ سکتا ہے۔
ایڈیٹور دی ڈیبا کے قول کے مطابق ایک ایسا فن کار
ہے جو اسے مشاہدے کا جاک گھمائے جاتا ہے اور بڑی آسانی
سے اس سے اسے مارک اور سڈول کو رے اتارنا جاتا ہے
جو ابی ہر ایک میں افرنگ ٹی بلوریں صراحوں کو مات کرتے ہیں۔
نہت دُور پہلے آئے۔

جناڑے:- (دستی مہو ترین میسٹروں کو جب موت نے دلچ
لہا، تو انہوں نے کیا کیا اور کیا کہا؟ اس سوال کا جواب بخونٹو کی
اس کتاب میں ملے گا جس میں جگر، نمبر، آبر، سنا، چمائی، پٹو،
قلو، طرہ، راست، پٹن، مولین، وغیرہ کے آخری وقت کے مرقعے
میں کئے گئے ہیں۔ قیمت انچود بیہ چار آنے۔

ملے کا پتہ:- سانی مکتی پور۔ دہلی۔

رَبَابِ شَکِستہ

وصلِ تسکین ہو س کا نام ہے عشق اپنا آپ ہی انعام ہے
 تجھ سے ہیں تخیل کی رعنائیاں باوہ کُلوں سے رنگیں جام ہے
 بھر گئے دل میں سگواؤں فطرب چاندنی محبوب کا پیغام ہے
 حُسنِ جب تک خودِ محبت بن نہ جائے عشق اک دیوانگی کا نام ہے
 سرخوشی ہو جس میں دردِ سر نہیں تیرے ہونٹوں میں دُوح جام ہے
 مل بھی جاتے تھے کبھی پچھڑے ہوئے اب کہاں وہ گردن ایا م ہے
 زندگی کیا جب نہ ہو دل میں خلش موت بھی اک بے حسی کا نام ہے
 عشق سے ہوتا ہے آغازِ حیات اس سے پہلے زندگی الزام ہے

اک تبسمِ یاس میں ڈوبا ہوا

بس یہی مجبور کا پیغام ہے

پریم سچا رہی

۵۵۵۵

”عساکل جا“

”اور جو کہتے ہیں کہ ان سے اسے دل میں کہا اولہ
جہنم اس قسم ہے۔“

اسی وقت وہ ان کے داخلہ کو نکل دیا اور دور سے کہنے لگی

حرمِ سہاکی سبز دھاری درِ سبزِ عریضِ مرکبِ دیواروں سے
 مٹی دانی یہ مدہ کہ ملتا ہو رُسِ شمشیرِ مسل کا کہ لہر آیا اس
 رماے میں دادی حان بالا اے بغضیِ شعاعوں کی اور کائناتی
 عسل کی بہت نائل ہو رہی تھیں۔ حاشا تجیہ گہرِ بغضیِ پوریں
 کہ لہف لو اے دو پہر کے مہانوں کا استقبال کا کہ لہف تھا
 اور لہف شمشیرِ شمس کے لئے وقف تھا۔

میں نے امار جہان آباد کر دیکھا اور ادنیٰ تر پیدہ نیلے بلور
کی خواہش روستوں میں صمد کے اپنے منقسم ثبوت پروری
طو طور آئے سروں والے کسوں کے درمیان یم درازانی ٹوڑی
پہلی تہہ ادنیٰ عالتہ سے ڈوچی لاس کیلے میں محو نظر آئیں۔
خمرے کے عاف دریاں میں جا رہے کھلے ہوئے تھے اور
سلی بلورں جھب کے بچے اپنے منقسم رنگ کے آبی موتی اس
طرح نکھر رہے تھے سے سارے کسی گلستان میں جگہ کو اثر
رستہ ہوں۔

ملکوتِ بری لفظِ نوابِ التوحید بری لفظِ حاکمِ تہذیب کے مراد میں
 ملک کے سروں کے مدد سے ملتا ہے۔ انہیں وہاں دیکھا جائے
 تو العجب ہوگا۔ سامہ در، علی ایسی آئے تھے۔

داد کی مجال تمام ادب کے سوال کے جواب میں کہہ رہی تھیں۔ ”اب کو کچھ دیر۔“ تاکہ کرن پڑے گا۔ نواب امیرج ایستامعینہ کی مبینہ کاغذ ہے۔ وہ کارنصر کے دقت فارغ ہو جاتی ہے۔“

لو اب، سراج پہ لگے ”لو کہ میں شوق سے انتظار کروں گا۔ مگر موسیقی کے لئے سبک دینا کتنا سہل کام کا وقت زیادہ موزوں نہیں ہوتا۔“

درآمد سے زیادہ رقموں کی ہلک ٹوس دیوانوں کے

ہجے ایک خوار و مراد کی طرح سالہا سالہ رہا تھا

وہ مجھے استائی جا رہا ہے اور وہ بھی گھر پہنچ گیا۔
 آؤ، ہمیں جا رہا ہے اور اس مہینہ میں دیکھ رہی ہوں،
 اس روز قاتلی سچا ہے، ایک شاخوہ جہول دوسری سنی
 محسوس ہو رہی ہے۔

میں رو جیسی ہے ہاروں میں لپٹی پٹنی است شیز کے
 ایک۔ رواف کے سائے میں کھڑی دویہ کے حسن اور و سرائی کا
 مطالعہ رہی تھی دور۔۔۔ اسے اراقتی میں اجاں صبر
 سے بلا آسمان خُدا کر شہنہ ہی رمن سے آہ میں رُخسار جو مونا
 ہے کوئی اوٹوں کی قطار لسی ٹیلے بہ نہ ہی تھی دوسری
 طرف کھنڈ اور باریل کے لیے لیے سنہ اور رشیدہ پر رنکار
 آسمان سے کے آداسی لے عالم میں ساکب تھے۔

گرم ساحلوں کی جس اور چوشتہ بادوبہ کے وبراں
 حُسن کی ٹٹی مدہنی رستارِ دین مگر اُس ودیہ اکل لکھا
 سناٹا دھارِ سطر تھا۔ کاس ! سنے سا بھری میں اک
 ذہنی تحلیل میں سلا سہوئی ! پچل — جس نے دے
 نظام کا سنا کوبے فرار سا مار کھا تھا میں اک شاعرانہ ادار
 بس اک ٹی ہوئی اوٹوں کی گشتوں کی اُس موسیقی کو سر
 رہی تھی حواس منظر کو دردناک سا بنا رہی تھیں۔

اسی وقت مجھے مجلس کے اندرونی ایوان سے انھوں
کے سروں پر آبِ عمری نعمتِ خنائی و بنے لگا۔ میں موسیقی سے
مسحور بھی نہ ہوں مافیٰ تسمیٰ کہ دفعتاً صدر دروازے کی طرف
سے نقاب صند درجاء کی دو ایک کرب آمیز چمنوں لے کر مجھے
برت ان کر دیا۔ دونوں ہاتھ ایسے کا لوں بر لکھا میں انجیر کی
ٹہنیوں کے پتے سے ہوتی ہوئی زبے پر چڑھ گئی۔

صدر دروازے کے عقب سے مجھے دادی زبیدہ کے پرانے بٹکے ٹری کی آواز آئی۔ "اب صفد جاہ ہمارا آج کہاں ہے ڈاکٹر؟"

امراض سے امیں تو کھلوں کا راس اس طرح می راہتی ہوں جسے
تہہ کی مکھیاں بھولیں کا راس میتی ہیں۔ لغز اس کے مجھے تسکین ہی
ہیں موتی۔ اب ایسے آسوس مومم لب لوب آئرج کھلا تھوس غذا
سے کسی کو کما رغبت ہوتی ہے ؟ مبر لوب کام دن تا رہ پھلوں کا مریت
پٹنے میں یا اوڈی بولوں اور نکلے۔ دیکھتے ہیں گد رہا تا ہے۔ اور
ہ میرے، دھپا کسے تہہ بھی ہے۔ ویسے ہی میں خوشیوں
کی عاسق ہوں۔ سومہ آوڈی کی عسل کا راس ؟

نوہ ہی تہہ ادی عالت حوا ہے۔ آکوفو جوان سمجھنے کے
جوں میں سلاخص ایک رومان بھی نظر سے لوب آئرج کو
دیکھتے ہوئے لولیں۔ لوجوا آدمی کو سردی گرمی کا احساس
کم بہ لیسے۔ لوب آئرج ماسا اشد بھی لوجوان ہیں۔

دادی زمدہ لے سہہ اودی آک تہہ آلودنگاہ ڈالی۔
"بکس ماور ہے عالتہ حب میں بندہ سال کی بھی اس وقت
بھی مبری لیست ہی تھی۔ تہہ احوال ہے وحوانی میں انسانی
احساسات رائل ہو جاتے ہیں ؟"

نوب آئرج پریشان ہو کر ماہر چاہتے تھے
دادی ماں بھر ڈمی لوس کی طرب متوجہ ہو گئیں۔

سہہ اودی عالتہ نے ایک یہ معنی قسم سے برہنہ کہتا۔
"اگر سہہ معنی دعو طوعام کے بعد مہ احوال۔ ہے نوب آئرج
اور تہہ میں خاص بعد اہ عالم ہو گئے ہیں۔"

دادی زمدہ نے لوسی را بے بیسی سے تالو سردی کو لون
ڈالے ہوئے فرمایا۔ لوبابری راستے ؟ کموں نہ ہوں آخر ؟ لوہ
کم یہی گئیں۔ راستہ بد ہوگا اب کوئی چال چلو گی ؟
سہہ اودی عالتہ ہنس کر بولیں "واہ میں کیوں بکڑی جاتی
ہو۔ مہا کے ہار سے میں نے چار لگا دئے۔ اور مہا را راستہ
بد کر دیا۔"

دادی زمدہ ابی سکسہ رحتی گئیں "کیلوں میں
یہی نوحہ رانی ہے۔ کہ آدمی خواہ خواہ ہار جاتا ہے۔ خیر مبری نوحہ
کا دوت ہوگا (کچھ دیر بعد) حدانچے لوب صہیر الہاں جاہ
ٹڑ۔ اچھے کھلاڑی تھے مہرے ساتھ ہمیشہ سطح کی بازی ہوا
کر کی تھی۔

اور بارکس کی ہونی تھی ؟ "تہہ ادی عالتہ لے ویسے سے
لوجھا۔

دادی زمدہ نے اوڈی کو لون سو گھٹے ہوئے کہا۔ اس کی
خوشبو میرے اعصاب کو سکون بخشتی ہے۔ کما فرمایا آپ نے ؟ سٹ مہا
وقت ؟ شرتین کے بعد اس کی معہوری کا گھٹہ شروع ہو جائیگا
معہوری کا ماسہ کا۔ اس مجھے ٹھٹھا نا نہیں رہا۔ پھر اس کے
بعد اس کی دسنگاری کا گھٹہ۔

نوب آئرج پریشان ہو کر بولے "اور صحت کا گھٹہ کب
شروع ہوگا۔ بگم زمدہ ؟"

دادی زمدہ نے جواب ناگ تھوس سے اودھ اودھ دیکھتے
ہوئے جواب دیا۔ "مہر اخیال ہے۔ عروب آفتابیت جہر صحت
ہے اس کی محل حدی کا گھٹہ شروع ہو جائے گا۔"

لوب آئرج آگتا کر بولے "اور محل حدی کے دوران میں
ان کا کوئی اور گھٹہ تو شروع نہیں ہوگا۔ بگم زمدہ ؟"

دادی زمدہ بولیں "نہیں وہ اس کی مرض کا گھٹہ
ہوگا۔ ماہ دراصل یہ ہے نوب آئرج۔ (اوڈی کو لون تہہ
ہوئے) اس کی خوشبو میرے اعصاب کو سکون بخشی ہے۔ لوب
ماہ دراصل یہ ہے نوب آئرج، مجھے تو عمر بڑکیوں کا بدکا رہنا عہ
ناگوار گذر رہے اس نے بعض ذہنی امراض کی علامت پسند ہو
جاتی ہیں۔ عادت کی عام لڑکیوں کی تربیت میرے ہی رہنمائی
ہوئی ہے گذشتہ سال میں کچھ غلط تھی۔ اسی لئے تہہ عہ کی کوئی
کی طرف سے کچھ غلط نہی۔ گذشتہ سال مجھے کیا ہوا تھا عالتہ ؟
ناگ پر کوئی ٹھسی نکل آئی تھی۔ باز کام ہو کھا۔ اس ناہیں
رہا نوب آئرج شانہ عہ تھی۔ باتا بدر کام۔ ٹھسی تھی
ٹھسی۔ جواب باو آیا۔ سچا ٹھسی !۔"

نوب آئرج نے خدا کا کر بولے "تو میں سمجھ حاضر ہوا دگا۔
دادی زمدہ کہنے لگیں "مجھے بڑا افسوس ہے نوب آئرج آدمی
بوس کھیلے گا ؟"

"جی نہیں بگم زمدہ۔ میں عہ دیکھتے وقت حاضر ہوا دگا۔
"تو میرا رہ اناس کا راس ہی نوش فرماتے جاتے۔"

"جی نہیں شکریہ۔"

دادی زمدہ مصر ہوئیں۔ "چکو ترایا انار، آجکل دل میں
سک کی ہم سب میں انی کمی ہو گئی ہے۔ لوب آئرج کہ بھلوں کو
کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے تو لوگ مہری مہری
جیسے عہرت انگیز مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں خدا کی شاہ ان

”کئی وجہ ہو سکتی ہیں شہزادی عاتشہ آپ کھانا چاہتی ہیں یا نہیں؟“

”کھیل تو رہی ہوں۔ تم تو اپنی برسرِ پروں جاتی ہو۔ اوکھیلو سہی کیا خاک؟ تم چراغ ماہو رہی ہو۔“

”میری چراغ بائی سے کھیل کا کیا تعلق؟“

”آخر بات کیا ہے؟“

”بات یہ ہے۔ میں نے تنگ آکر کہا: مجھے آپ سب کا طرزِ عمل ٹرا لگسا ہے آخر شاہینہ یرہہ بدو بدکھوں؟ نواب انہرج بھول آپ کے خوبصورت اور سعادت مند ہیں اور سرِ تختہ نظر سے مغرور اور احمق دونوں کی راہِ نکاح سے بے فہرِ طہرا شکرِ دادی مان سا حصہ کا اس سے میل جول بھی گوارا نہیں کرتے ہیں آپ نے آج دوپہر نواب صفدر جہ سے کیسی ہیں؟ پچھلے تین دن سے اور کتنی سرفی کرتے۔ تو ان کا دہنی توازن بالکل ہی قائم نہیں رہا تمام دوپہر چیخو کی ادارہ باغ میں گونجا کر رہی ہے اور یہی گھنٹہ داوی جان نے بچھے تیر دن سے شاہینہ کی موسیقی کا مقرر کر رکھا ہے۔ مگر اس بے محسوس کے کڑا پنے کی آواز اس کے کان میں نہ بڑے کل رہا نہ مار عتا کے لئے میں حرم سرا کے باغیچے کی مٹی میں جا رہی تھی دھوپ گھڑی کے پاس جا رہی تھی۔ وہ نواب صفدر جہ کو قہقہوں کی طرح کھڑے ہوئے کھڑے سے مہر تو سچ کر رہ گئی اور میں جلدی سے اندر چلی گئی۔“

”سہہ ادی عاتشہ نے باغ کے بعد کیا کیا؟ ایک طرح تو تمہاری دادی نے قہر رہا؟“

”میں جل کر لولی۔“ صفدر جہ نے فقہروں سے میرے سر زد ہونے پر شہزادی عاتشہ سے معذرتِ دادیوں انہی وہی کموں واقع ہوئی ہیں۔ عاتشہ وہ خلیہ میں ہے۔“

”پر سوال تو تم اپنی دادی ہی سے کرتی ہو۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔“

”ہاں السنہ اتنا بھی جانتے ہیں کہ شاہینہ کا حصہ سوائے نواب صفدر جہ کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔“

”ایرج کو شاید ابھی ان باتوں کا علم نہیں۔“

”مگر اس سلسلے میں نواب ایرج کا نام کون لیتی ہیں؟“

”اب؟ شاہینہ کی ملاقات ان سے گذرتے ہی ہفتہ سدر گاہ پر ایک شاہی دعوتِ طعام میں ہوئی شاہینہ کے رشتہ کے لئے

”اور کئی لوحوں موجود ہیں۔“

”سہہ ادی عاتشہ کے چہرے رنگتگی ہو گئی۔“ کوکبا نواب ایرج کا حال شادی کا ہے۔“

”میں سے کہانی سے کہا۔“ مجھے علم نہیں۔“

”کہنے لگے۔“ خدا کرے کہ نہ ہو۔“

”میں سے پردائی سے لوجی۔“

”سہہ ادی عاتشہ جا کر لولیں۔“ مات یہ ہے۔ چہرے پر ایک سرسبزی شکر اہلٹ آگئی۔ مات یہ ہے۔ مرا حبال ہے۔“

”نواب ایرج کا حصہ اگر مجھ سے چوہائے لوک ہو؟“

”شہزادوں عاتشہ کا شادی کا جوں بہا میرا ماہو جکا تھا اس کی تہہ میں دولت کی حرص کے سوا اور کچھ نہ تھا۔“

”دراہد میں شیب جاب دل ہی دل میں جلتی رہی بھر بولی۔“ اپنی جیتی لیلیٰ کا اظہار آپ نے نواب ایرج سے بھی کیا تھا۔“

”سہہ ادی عاتشہ شکرانی ہوئی لولیں۔“ اسی وہ ہیں بیکر آخر اس میں خدائی کیا ہے؟ نہیں علم ہے۔ نواب کی کسی ٹری باگبر ہے۔ شاید اسی ہی حق نواب صفدر جہ سے ہمار کی ہوگی۔“

”میں نے عقدہ کو منط کر کے لیا۔“ کوکبا آپ، نواب ایرج کی جاگیر سے سادہ رجا رہا جاتی ہیں؟ اگر یہ سادہ رجا نواب صفدر جہ کا شادی کا سام ہوں ہیں دسویں؟ تب میں وہوں سے کہہ سکتی ہوں کہ دارری جان شاہینہ کا عقد نواب صفدر جہ سے انہی سے بہہ دولت کی وجہ سے نہیں کر رہی ہیں۔“

”ننگہ کچھ اور بہی حادائی وجہ کی شہرہ خیال اُس کے دماغ میں سما گیا ہے۔“

”سہہ ادی عاتشہ کہنے لگی۔“ میں نواب صفدر سے کہے شادی کر سکتی ہوں؟ میں ابھی طرح عاتشہ ہوں کہ وہ شاہینہ کی خدمت میں کھلا ہے۔ وجہ جوہ کوئی ہوں حبال کو کرو نواب صفدر جہ کی جائداد کی لولی اٹھا ہے۔“

”لو رہی تہہ ادی کی جلی ننگہ کو کچھ سب سے حد بڑا اثر ہوا اور میں آگیا کھڑی ہو گئی مرید مراں اُس تمام مجھے عرشہ جبار پر ایک جلتے رقص میں سرک رہا تھا اس لئے میں نے معذرت چاہی اور بیٹے لباس خالے میں چلی آئی اور دربر کس بے چینی کے عالم میں ٹپکی رہی۔“

یہاں شروع ہونے والے سہ ماہی نے اپنی مصروفیت جلد ختم کر لیا جانتی ہوں۔ بھر روروں کی آواز میں تمام باہر صرف ہیں کی جاسکتی۔

شاہیہ نواب اترج کی طرف منگتی: "نواب اترج کیوں نہ ہم میں ساہل یہ جلیں؟ آجکل سمندر کا رنگ گہرا نیلورنگہ رنگ کا ہو رہا ہے۔"

نواب اترج نے مسکرا کر کہا: "با اس بید مجنوں کی لرزاں ٹہنیوں کے پیچھے پیچھے کرنا میں کرس با بھی کوئل کی دلدل انکر کوک شیں بھی ٹہیل کا رقت انگیر مانہ۔"

نور خدا حافظ! میں نے کہا اور کچھ سوچتی ہوئی دماغ کے دہرے روزار سے سے باہر نکل آئی۔

جواب منیا ز علیؑ

ساقی بک ڈپو کی مطبوعات

اس کتاب میں بندہ انتہا سے زیادہ دلچسپ اور مزے کو ملت ہے۔ آواز ہے۔ اور یہ سب اس کے بل کو کتاب کو پورا مزاجہ مادل سادے میں۔ احمد نگاری اور افسانہ نویسی کا اگر کمال دیکھنا ہو تو کہ اب صدمہ دیکھتے۔ اسی طرح کا پہلا مادل ہے۔ شاہدہ فی روروسی کی تہذیبی لے پیچھے لے قلعے میں جاری داند جڑ دے ہیں۔ تم دانی کی داساں مجھ بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ نمب ڈر روپے۔

روح ظرافت: فرزا و حب اللہ بک صاحب کے آٹھ دیکش اسٹونکا مجموعہ دیکھو اس دیکش لطف لکھا ہے کہ سب انہیں ہوسکتا ہے افسانہ "انگوٹھی کی مہیبت" وہ مشہور معروف افسانہ ہے جو جتنا فی صاحب کی سہرت کا باعث ہوا۔ اسی طرح "بک" "استدائی" اور "ساقی فی بیوی" وغیرہ بھی ہر شعبے سے تفریح دماغ کا سامان ہیں۔

ہیں۔ مجتہد ڈوروی

کتاب کے لڑکوں کی تہذیب اور گد بولہ۔ مسٹر کریم علیؑ کی خانہ بدوش زندگی کی تصویر۔ مادل ایک عجب ایک داساں مجتہد ہے۔ جس کا جواب ساقی تہنشاہ مڈور ڈھشم کی محبت کی کہانی بھی نہیں دے سکتی۔

نمٹ انور سید آٹھ آنے۔

سام گرم تھی، دیکھ کر سسٹم ہک رہی تھی، اس نے تبدیلی لباس کے بعد میں کوئی کوئی بٹنے نے لے مار کر کل آئی اور سسٹم کے اربعہ دانی سالیوں میں کچھ دیر چل دی کرے کے خیال سے نوار سے کی طرف کئی نو مجھے۔ دیکھ کر تھک ہوا کہ شاہیہ لمبو کی معطر ٹھاس سر لٹی ہوئی، اسے اظہار سے نوبی کتب پڑھ رہی تھی۔ تو کیا دادی رستہ ہے اسے نواب اترج کی آمد کی اطلاع دینی بھی۔ روری نہ سمجھی۔

چند منٹوں کی خاموشی کے بعد میں نے کہا: "مہاجیل تھا تم اسٹینڈ بالی کمرے میں ہو گی؟"

"کبھی؟" اس نے سر اٹھا کر کہا۔

"نواب اترج تم سے ملنے نہیں آتے؟"

مہاجرہ خم بھی۔ بولے مایا تھا کہ ناز کے صدر دروازے پر نواب اترج تمام کی رساہ جا کھ میں، ڈائلٹ کے جسد چھٹکے ہوئے ہوا۔ رنگاے مودار سو گئے۔

شاہیہ ذرا حراں ہو کر بولی: "آپ؟"

نواب اترج نے ناز میں داخل ہو کر کہا: "تسلیم۔ یہ آپ کی چیل قدمی کا گھنٹہ تو ہیں؟"

"جی نہیں آج میں چیل قدمی نہیں کرونگی۔"

"نواز س ا" کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگے: "آپ بہت

زیادہ مصروف رہتی ہیں؟"

شاہیہ ذرا مار بک سی آواز میں بولی: "بیاری ان دوپہروں میں احساس زندگی ٹھہر جاتا ہے۔ شاہیہ میری فارغ ہوتی ہیں البتہ۔"

کلیفٹ باج کے مشرقی حصہ سے جہاں آفتاب گھڑی ایستادہ تھی نواب صفر رجاء کی محبت دعرہ آداس آئے نگیں اور ساکھ ہی جتنی حان داندوں کی زور رور کی ماتیں۔

نواب اترج نے گھر کر کہا: "آپ معصوم ہوتا ہے کہیں آگ لگی ہے؟"

شاہیہ ذرا مریاں سی ہوئی بولی: "آپ اندر لے چلے میرا خیال ہے دادی زیدہ کے کچھ لوگ مل جاتے ہیں۔ پھر موضوع بدلے ہوئے میری طرف مخاطب ہو کر بولی: "کس قدر دیدہ زیب ہے۔ شلم کا گلو سدا کہیں باس جا رہی ہو رچی؟"

میں نے کہا: "نہاں۔ سندرگاہ کے آبجشن رمدو ہوں۔"

اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربے

شاعری ہی پرتخیز نہیں، فنون لطیفہ کے برتنے میں، خواہ وہ مصتوری ہو یا ٹیبتی، موسیقی ہو یا ریاضی۔ ہر سرس کاروں کے رہنے و مادہ ہئیت نظر رہتی ہے کہ وہ اپنے تخلیقی کارناموں کو کچھ اس طرح پیش کریں کہ یک طرفہ تو ان میں حسن و دلکشی اور دوسرے درستی کی کمی نہیں مسکراتی ہوئی نظر آئے اور دوسری طرف سماج کے افراد جس کے لئے وہ تخلیقات پیش کی گئی ہوں، ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ فائدے سے مطالبہ کوئی سیاسی، معاشی یا اقتصادی فائدہ ہی نہیں، بلکہ سماج کے افراد کے لئے اگر وہ تعلیمات، اخلاقی اعزازات کئی قسم کے سکون کا باعث بھی بنتی ہیں تو وہ بھی ایک قسم کا فائدہ ہی ہے۔ بہر حال فن کا رجحان کسی نظر سے کام نہ لیا جائے وہ ادب برائے ادب پر ایمان رکھتا ہو یا ادب برائے حساب پر، جبکہ وہ محدود مخصوص سیاسی و اقتصادی نظریات کا یہ جار کرنا چاہتا ہو یا یوں ہی آسمان کی بنیادوں میں یہ در کر کے کاٹتی ہو، اس چیز کو ایسی تعبیرات میں ضرور ملحوظ رکھنا ہے۔ اور جب اس کے فن کی عبادتیں اسی فائدہ رسائی پر تھیں، تو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اندازِ زبان، طرزِ ادا، اسلوب اور جہالات کو ڈھال کر پیش کرنے والے سانچوں کو، سماج کے افراد کی ذہنی راحت اور رجحانات کے مطابق، اپنے ناکہ اس کے حال و حال، انداز کے ہوتے نظریات میں تاثر کی کیسب زیادہ گہری زیادہ دہرا اور زیادہ روداد پر پورے۔

لیکن سماج کے افراد کے رجحانات ہیئت میں رہتے۔ یہ اسے وقت کے مادی حالات اور ان کے لغات سے اثرات قبول کرتے ہیں۔ سماجی حالات کی ذرا فدا سی تبدیلیاں ان کے اذہان پر گہرے نفوس چھوڑتی ہیں دفن کی کردہ ہیں، درندگی کے سمندر کی مضطرب اور بے قرار موجیں، ان کو ایک لمحہ بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتیں۔ ان کی طبعیتوں میں سدھلی ہوتی رہتی ہے (ان کا مذاق بدلتا رہتا ہے۔ ان کی دھبوں میں انقلابات آتے رہتے ہیں اور چونکہ فنون لطیفہ کے رجحان اسی زمین میں بھوٹے اور ان کے پودے انہیں حالات کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں، اس لئے ان کے ہر شعبے میں تغیر و تبدل کی حکمرانی کا قانون کسی دور کسی زمانے اور کسی وقت میں بھی اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کرنا۔ چنانچہ حالات و احوال کی انہیں کردوٹوں اور دفن و ماحول کے انہیں بدلتے ہوئے بیوروں کے ساتھ ساتھ ان میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ کبھی ایک حالت پر چل نہیں سکتے ان میں جمود اور ٹھہراؤ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب بھی سماج کسی انقلاب سے دوچار جب بھی حالات کوئی نئی کوٹ بدلتے ہیں، جب بھی زندگی کسی نئے موڑ میں آتی ہے، اور فکریات کی ہی ہوتی زندگی کا دھارا مرکز کوئی نیا رخ اختیار کرنا ہے فنون لطیفہ بھی اپنے انداز انقلابی گفت و سدا کر کے کیلئے مجبور ہو جاتے ہیں۔

دوسرے فنون لطیفہ کی طرح شاعری کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ہمیشہ ایک جانب برہنیں بل کھینچی اس میں بھی سماجی تعبیرات کے ساتھ ساتھ صوری و معنوی دونوں اعتبار سے۔ مدلیاں ہوتی رہتی ہیں وہ ہر حال سماج کی آغوش میں روض باقی ہے۔ اس لئے سماج کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اس میں بھی تبدیلی ہونا ناگزیر ہے۔ یہ سدھلی ہوتا اور ہیئت، دونوں اعتبار سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں قسم کی تبدیلیاں اس قدر لازم و ملزوم ہیں کہ ایک کے بعد دوسرے کے ظہور پذیر ہونے کا مطلق امکان نہیں جب فن کا رے کار کے پاس پیش کرنے کے لئے کچھ نئی چیزیں ہوتی ہیں، کچھ نئے خیالات ہونے ہیں، کوئی نیا نظریہ ہوتا ہے، تو اس سب کو کامیابی کے ساتھ پیش کرنے کیلئے وہ جدت کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ کمونکہ اگر وہ ان نئے خیالات کو برائے اور مدوجہ سانچوں میں ڈھال کر پیش کرے گا، تو ان میں تاثر کی وہ کیفیت پیدا ہو سکے گی، جس کے سدا کرنے کی کوشش کرنا ہر فن کار کا پہلا فرض ہے۔ بہر حال اس بات کا استعجاب ہونا ضروری ہے کہ وہ خیالات اور ہیئت کی ہم آہنگی کی اہمیت کو محسوس کر سکے۔ ورنہ اس کی تخیل انداز میں وہ اندازی شان بے انداز ہو سکے گی، جو کسی نیا پارے کو اول درجے کا ترنہ بنائے گا۔ ایک ایسی بلندی سے جگنا کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے اس کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر وہ اپنے جدید خیالات کو پرانے سانچوں میں ڈھال کر پیش کرے گا، یا پرانے خیالات کو جدید سانچوں میں ڈھالتا ہے تو وہ بالکل نسل

سے جوڑی مات ہوگی جبکہ ایک مخصوص صورت حاصل ہے ہر حال سامنے آئیے لے ایک مخصوص لباس کی متناظر کھتا ہے، یہی تمام چیزیں ہیں جو شاعری کو حیثیت۔ اعتبار سے مختلف قسم کی تبدیلیوں سے دستاویز کرتی رہتی ہیں۔

شاعری کی تبدیلیوں کی تاریخ خاتی ہے، ہمہ تن کے اعتبار سے اس کی حالت ہر دور میں ایک سی نہیں رہی وہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی۔ اسے بدلی ہوئی ڈسک کے تمام راہ۔ ردول کے۔ جب کبھی بھی سواجی، اوکیری العلاب ہوا اوٹس نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ زندگی نے جب اپنا چورا مدلا تو اس کے ساتھ وہ بھی ایک نارو پ دھارنے کے لئے تیار ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک خاص دور کی شاعری، دوسرے دور کی شاعری سے مختلف نظر آتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہومر کی الیڈ اور ادولیس کی سی لطیفیں آج نہیں بھی جاتیں؟ کیا وجہ ہے کہ کج کوئی شاعر ڈلٹے کی سی۔ سوچے دھوئے کے لئے تیار نہیں ہوتا؟ کیا سبب ہے کہ کبلس، اسٹیل اور بائرن نے چاکر کی سی شاعری نہیں کی؟ آخر کیوں کبلس کی شاعری سارے جرم شاعروں سے مختلف ہے؟ مہاکوخی، ڈسبان، ڈلی، لورس، پیٹرک ناک اور میر جی بیسن کی شاعری کے کبوں رات روس کے زمانے کے شاعروں کا رنگ لہنیار نہیں کیا؟ فرانسیسی تخیل نگاروں یعنی باؤڈلیر، رمبو درلین اور میلارے وغیرہ نے کون سا ری ڈی کی شاعری کے انداز بیان اور طرز ادا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ والٹ ڈیمن نے شاعری کے لئے کبوں ایک بالکل نئی شاہراہ بنائی؟ اس، ایملٹ، آڈر یا فونڈ، آڈن اور سبندر آج کیوں بچھے انگریزی شاعروں سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں؟ امر اور الفیس کی سی لطیفیں آج غری میں کیوں نہیں بھی جاتیں؟ فردوسی کا شہنامہ اور سعدی کی سی مقلاتی لطیفیں آج کے جدید ایرانی شاعروں میں کھتے؟ حالی و نادر اور میر و کبلس عکس و آئینہ ہیں میر تقی کی شاعری اپنے پیتر وڈن سے مختلف کہوں ہے؟ کبلس نظر اکبر آبادی نے اپنے وقت کے مرد و عورتوں سے انحراف کر کے ایک دوسرا راستہ بنالیا؟ کیوں اقبال اور جوش، امیر و مسعود کی سی شاعری نہ کر سکے؟ اور لاشہ و میراجی، تاتار و خالد، فیض و دجا، راجہ شیرانی و جان نثار، اختر، بدیم و سلام، شاد و عارفی و محمد روم، ہادی و علی جوادی، بیدی، اجڑا لاکان و حبیب الرحمن، یوسف ظفر اور قہوتم نظر آج کیوں پیدا ہوئے؟

باب یہ ہے کہ ان تمام شعرا کا دور ایک دوسرے کے دور سے مختلف ہے۔ وہ مختلف زمانوں میں پیدا ہوئے انہوں نے جن جہول میں پرورش پائی وہ بھی ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ انہوں نے جن چیزوں کے امتداد قبول کئے وہ بھی جدا جدا تھے۔ ان میں کوئی زیادہ حساس تھا کوئی کم۔ اس میں شعور کی کمی تھی، کسی میں زیادہ! ان میں سے کوئی لوحاد و کیوجوں کا شکار ہو سکتا تھا لیکن کسی کو یہ کہ ان کو قافلو میں کر کے وہ ایک باغ میں اعلیٰ کر کے کسی کی طبیعت میں سحر و جنت سدھتی اور کسی کی فدا ممت پرست! انہیں تمام باتوں کا میچ ہے کہ مذکورہ بالا شاعروں کی مختلفات ایک دوسرے سے مختلف ہیں معنوی حیثیت سے بھی اور صورتی اعتبار سے بھی!

عوض، نہ کہ اس قسم کی تبدیلیاں کوئی ہی حسرتیں ہیں، جب انسان اس ڈسبان میں بالکل گوارا اور انجان تھا، اوٹس زمانے میں اس نے جو کبیت وغیرہ بنائے ان کی سبب میں کوئی زیادہ فن کاری، کوئی زیادہ شاعری، کوئی زیادہ کوئی جہولیت اور کوئی زیادہ سڈول پن کی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ ظاہر ہے کہ ڈسکا کا نوادہ انسان وحشی تھا، اور وحشی انسان کے اندر فن کا لہر نہ شور کی کمی کوئی عجیب بات نہیں۔ اس کی دوسرا محد و د تھی، اس کی تحسین کی مراد محدود تھی، وہ فن کاری کے میدان میں بہت دور آگے نہیں آ سکتا تھا جتنا آج اس زمانے کے آرٹ میں یہ خصوصیات، خاص طور پر قابل غور ہیں ان میں نہ تو زیادہ سڈول پن ہے اور نہ زیادہ بناؤ سنگھار کی کیفیت! عوض صناعتی و فن کاری کی ان خصوصیات سے وہ یکسر محروم ہے، آج کل کے آرٹ میں کا طرہ اختیار ہیں مغللات اس کے ان کے اندر ایک قسم کا بدبلا پن۔ خصوصیت سے بے نقاب ہے۔ آرٹ سے قطع نظر کبھی شاعری میں بھی یہی خصوصیات جھلکتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اس زمانے کی زندگی اور ہر ایک طرح کی سادگی و معصومیت تھی۔ ایک قسم کا آلہ ترس، تھا جس کے امتداد ان کی تخلیقات میں بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی ابتدائی تخلیقی کوششوں کو دیکھنے کے بعد ہمیں اس بات کا احساس ضرور ہوتا ہے کہ اس زمانے کے اولین شاعروں اور فن کاروں نے اپنے اپنے پہلے تخلیقی اور فنی کارنامے پیش کرنے کے بعد ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی تھی کہ وہ اسکی ہیئت کو زیادہ سڈول بنائیں۔ انہیں اس بات کا احساس ہو چلا تھا، کہ جس ساچوں میں انہوں نے اپنے خیالات کو ڈھال کر بیٹھ کیا ہے، ان میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ زیادہ دل موہ

ہمیت کی ان تردیدوں کو ظہور میں لانے کے لئے نیشنل فنانس کاروں کا جو نامزدی ہے، جس کا احساس زیادہ میرا بن کی نظر زیادہ دور رس و دور بین، جن کا شعور زیادہ بیدار اور جن کی طبعی استعداد زیادہ عیشہ و سعادت ہو، وہ ہے لہذا ہماری میں بہت سارے کے عکاسات اگرچہ ہر دور میں ہوتے رہتے ہیں، لیکن کوئی جہت انجمن خیر فہم کا انقلاب دینی فہم دور میں نہ ہی فہم کاروں نے ہاتھوں میں آتا ہے، جن میں مذکورہ بالا خصوصیات ہوتی ہیں۔ ہر فن کار اس کام کو اچھا نہیں سمجھتا۔

مثال کے طور پر اردو شاعری ہی کو دیکھئے کہ اس میں ایک رمانے یک، غزل کا رواج رہا جس کی بہت صرف چند خاص قسم کے خیالات ہی کی شکل ہو سکتی ہے اور اردو کے بہت سے بڑے بڑے شاعر آج بھی اسے ہم ایسے زندہ ہیں لیکن نہ نواہوں نے اس صنف سخن میں بہتیت کے اعتبار سے کوئی جذبہ کی اور نہ کسی دوسری صنف سخن کی طرف توجہ دلا سببے کے غزل کی بہتیت داخلی کیفیات کے بیان کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ اور ہندوستانی دہشت کی کاہر طبع کا اردو اعلیٰ ہی میں لکھو یا رہنا ہے۔ وہ اپنے آپ سے باہر نکل کر کسی دوسری چیز پر نظر ڈالنے کی کوشش نہیں کرتا جیسا کہ غزل کی صنف سخن ایک طرف نواس وجہ سے کامیاب ہوئی کہ وہ فن کاروں کے افناد طبع کے مطابق تھی اور دوسری اس لیے کہ وہی کہ ہندوستان میں ایک رہے نہ کسی کوئی ایسی بیسی کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی۔ جس سے ہمارے فن کار کوئی اتر قبول نہ کرے۔ حملے ہوئے، لڑائیاں لڑی گئیں، بادشاہوں سلطنتوں کا عروج و زوال ہوا، سینکڑوں بادشاہ تخت پر بیٹھے اور امانت کے، انیس ہمارے شاعروں نے ان حالات و احوال کا جیسے کوئی اثر ہی قبول نہیں کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ یہ شاعر اپنے آپ کو کسی دوسری دنیا کی مخلوق سمجھتے تھے۔ اسی انقلاب کی ان کے نزدیک کوئی سماجی اہمیت نہ تھی۔ اجتماعیت کا کوئی تصور ان کے پس نظر نہ تھا۔ یہی سماجی انقلاب کے دامن کو اپنی فکر پڑ جاتی تھی۔ اور یس اچانچہ ان انقلاب کا رد عمل پیدا و اعلیٰ کے رنگ میں رہتے ہوئے اسے تار کی صورت میں ہمارے کچھ شاعروں کے یہاں غرور مل جاتا ہے۔ لیکن یہ سب سے غزل کے زوہ میں اس کا انقلابی ساتھ دے ہی انقلاب کوئی اباد و ترک نظر ہی نہیں آتا۔ جس سے فن کار کا سامنا نہ بدلے کیلئے مجبور ہو جائے۔ ان سب کا قصہ میدان میں ہوتی ہوئی کسی ایک حرام دنیا کی طرح اپنے راستے پر چلتا رہا۔ اس کی دہریہ کی غزل کی بہتیت میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن ہی نہ تھا۔ مگر جو ۱۹۰۵ء کی وادھلی اور انفرادیت کو زیادہ اچھی طرح میں گرسکتی تھی اسی وجہ سے وہ اس میں تبدیلی کرنے کا حال ان کو چھو بھی نہیں گیا۔ اللہ! اس شاعروں میں سے جب کچھ داخلیت سے باہر نکلے ادا انھوں نے دنیا پر نظر ڈالی اور کچھ خارجی جبروں کو شاعری میں، اس لیے اس طرح کہا کہ وہ محور ہو گئے غزل کو چھوڑنے اور دوسری اصناف سخن کو اپنانے کے لیے اچانچہ ان میں غزل کو شاعروں میں سے اس لیے اس طرح کہا ہے۔

ستودا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان کے مسدس، مخمس، اعلیت کے بجز باب کی حسب سے آپ خاص مرنہ کے اہل کیا۔ حالانکہ وہ غزل کے شاعر تھے۔ لیکن جب ان کے پاس غزل کے داخلی میں میں ہونے والی کفایت کے علاوہ شکر کرنے کے لئے کچھ نئی جبروں کا ذخیرہ فراہم ہوا، تو انہوں نے محسوس کیا کہ وہ غزل کے ادب میں زیادہ فن کاری اور زیادہ آسانی کے ساتھ میں نہیں کے جانتے۔ اس لئے انہوں نے دوسری اصناف سخن کو بھی انہی شاعری میں جگہ دی۔ اور انہی جاری کفایت اور اجتماعی محسوسات کو انہیں سانچوں میں ڈھال کر پیش کیا۔ ان کے یہاں عشقیہ کیفیات و ادراعات کا بیان اگرچہ غزل میں بھی جامی فن کاری کے ساتھ ملتا ہے، لیکن جب وہ اس کے علاوہ کسی اور موضوعات پر قلم اٹھاتے ہیں، تو ان کا رنگ بدل جاتا ہے۔ مثلاً حب الوطنیت لکھتے ہیں وہ ان کی محبوبہ کے پیش نظر صورت میں بھی ان کو تبدیل کرنی پڑتی ہے جب وہ مرثیہ لکھتے ہیں، تو وہ کو اس مروجہ صورت و سبب کو استعمال نہیں کرتے جو انکو پیش کرنے کے لئے ستودا کے پیشروؤں نے برہنہ مال کی تھی۔ ستودا نے جب مرثیہ لکھا تو اس کے ہر بعد کو چار مصرعوں میں تقسیم کیا۔ اور

آجے ڈھ رگر گردنہ سے مستی کی صورت اعداد و کثرت کی ایسی سودا گری، ایک سودا گری ایسی ابتدائی کوسیس مرآت کی پستی ارتقا میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ حال بہ عام ہے۔ اس بات کو ملاحظہ فرمائیے کہ سودا میں ہیئت کے پیچھے استعمال کا شعور موجود رکھنا ارتقا میں اس سے کام لے کر اس کا تبادلاً نہ ہی اپنی تباہی کرنا اور اچھا کرنا بلکہ اس کے علاوہ تعمیر میں بھی بعض خصوصیات ایک حد تک باقی جاتی ہیں۔ وہ بھی تہہ آشوب لکھتا ہے، اور ان کے بارے میں افکار استعمال میں آتے ہیں، بلکہ ان حالات کو مختلف سانچوں میں ڈھالنا ہے لیکن تعمیر یہاں نہ کونسن شعوری نہیں علوم موقوف بلکہ سر شعوری تقدراتی میں۔

اور دستاوردوں کی ان اندازی کو خستہوں کو چھوڑ کر اگر ہم اجتماعی طور پر دیکھیں تب بھی یہی اُردو شاعری کے اندر جمہوریت کے انبیاء سے کافی توقع نظر آئے۔ ایک طرف اگرچہ اس میں غزل ہے اور دوسری طرف مثنوی کا فارم بھی موجود ہے اور کہیں مکتبہ کی کہیں مریخ کہیں مہنہ، کہیں سب ترچہ، غرض بہ تمام اصناف میں جو حیالات کی مناسبت سے ہر حال کی جاتی ہیں اور اس مناسبت کا انحصار ہے فن کار کے عصاغانہ شعور پر! اگر اس میں اس شعور کی کمی ہے تو وہ اس کے اس حال میں جہاں مکہ نہایت کا لعلق ہے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مقدمین نے ہمارے اردو میں لٹریچر آبادی اس اعتبار سے بہت لمبے دور سے جاری رہی، معنوی و دوزی اعتبار سے اس کی شاعری میں ایک انقلابی کیفیت نظر آتی ہے، آخر بطور کاراوری کی شاعری ہنسٹن کے ادب سے اپنے موصوعہ شاعروں کے مقابلے میں اتنی مختلف کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ لٹریچر اپنے معاصر شاعروں کی طرح سوچنے کا عادی نہ تھا۔ اس کی نظر میں وسعت تھی۔ وہ مختلف صحیفوں میں بیٹھتا تھا اس نے خواہ مخواہ درمیان نہ ملنے کے دن گرا رہے تھے۔ وہ اپنی شاعری کو صرف اپنے آپ ہی تک محدود رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے پیش نظر ساری دنیا تھی۔ غلام، اوداد، داد، انداز، کیفیات اور جذبات و احساسات کا دستور اس کے یہاں انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔ وہ ایک خاص طبقہ کا شاعر نہیں بلکہ عام سماج کا شاعر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی شاعری میں دامنیت کی جگہ خارجیت کا غلبہ ہے۔ اس کے موضوعات میں تنوع ہے، اپنی وجہ سے اس نے ان کی منہ سے اتنی شاعری کو بہت سے مختلف سانچوں میں ڈھال کر نکال دیا۔ چونکہ صرف وہی غرضی کی وجہ سے اس کے دل اور نگاہوں کو ان کی تخلیق نہیں ہو سکتی تھی، اس لئے اس نے کہیں کہیں سے کام لیا ہے کہ تہذیب و تمدن سے الگ نہ رہے، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ رہے، اور ان کی ترقی و ترقی کے لیے کام کیا۔ اور اس کا وجود حیات ہی کے تنوع و مہم جوئی سے ہے۔ اگر نسبت کے لحاظ سے اس کی شاعری میں اتنی تنوع ہے۔ اگر نسبت کے لحاظ سے اس کی شاعری میں اتنی تنوع ہے۔ اگر نسبت کے لحاظ سے اس کی شاعری میں اتنی تنوع ہے۔

جدا نشدہ باک اس اسلاف پر اس سرگرمی کہ یہ لاندہ وعبثت اکہ دو۔ رست ہم آئنگ ہوتے ہیں اور سب ایک ہیں تعبیر پیدا ہوتا ہے تو وہ کس
بہت بھلاہری پی اچھے باقیات۔ سب آپہ۔ کلرنگ با لندہ۔ نووہ مرے کارنگہ بھی بدل رہا ہے۔

عسکری بہ تہذیب و ادب، جن کا ادب و ذکر ہوا بہت معمولی تھا، لیکن جہاں تک ان کے وقت اور ماحول کے پس منظر کا تعلق ہے، وہ بعض حیثیتوں سے اہم دور ہیں۔ لیکن ان سے قطع نظر ہماری شاعری میں غدر شاعر کے بعد صوری و معنوی، دستورِ انقلاب سے جو معیار ہوا وہ بہت ہی انقلاب انگیز ہے۔ اس وقت جاتی و ذاتی دلائل سے بھی دست بردار ہو کر، جس میں سرد و جہ طرز سے تصورِ راسا و انحراف تھا، جاتی و ذاتی و مذہبی اس دور کی اس ستری ہیں۔ حسن و جہ اب نہ انداز بیان اور ایک نیا اسلوب نظر آتا ہے۔ غدر کا انقلاب ہماری زندگی میں انی طرح کا پہلا انقلاب تھا، جس نے لوگوں میں بیداری کی ایک لہریں دوڑادی ہر شخص کو اپنی جہتی کا احساس ہو جاتا۔ غور و فکر کے دروازے بھی کھل گئے۔ نئے نئے خیالات کی اشاعت ہوئی۔ نئے نئے اسلوب پائیں لگے گئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بلند و ستانی سے اونچے سے اتارے بیٹھے۔ غرض یہ کہ زندگی ایک نئے موڑ پر آئی۔ اس وقت نے اب ہر جی سے بنا دلائل سے اب شاعروں کا تصور زیادہ بیدار ہو چکا۔ یہی وجہ ہے کہ غدر کے بعد کا ادب غدر کے نئے ادب سے باقی فضا تک نظر آتا ہے جاتی و ذاتی دلائل سے ناپائیدار و ناپائیدار۔ اور ان کی شاعری میں اگر یہ عیندہ کے تجربات ایسے پھر زیادہ نظر آتے۔ لیکن کچھ نئی اگر اسلوب، طرزِ ادب اور ارا بیان کو یہ ریت کے تحت شامل کیا جاسکتا ہے اور ضرور کرنا چاہیے تو یقیناً ان دونوں شاعری ہیئت کے اعتبار سے انقلاب انگیز ہو

شعری سلیکوں میں بعد ازاں کوئی ایسی زیادہ تبدیلی نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ ان دونوں مثنوی کے رد میں جدید سلیکوں کا گھڑا جس کا موضوع مسویوں میں بیس کے جانے والے روایتی خیالات سے بالکل مختلف تھا مثنوی کے اس استعمال نے اردو شاعری کو اس منفک سمت سے روٹت ماس کہا جس کو ہم آج نظم کہتے ہیں۔

(حالی و آزاد کے بعد ادبی تحریکات نے کچھ اور بھی تبدیلی ایجاد کر لی۔ چنانچہ اب آزاد و حالی اباجی متعلیل مبرکلی نے بے قافیہ نظمیں لکھیں اور ستر کے آزاد و نظم کا شعر کہنا جو بہت کثرت کے اعتبار سے اردو میں بالکل نئی چیز بن گئی۔

متعلیل میرٹھی نے ہماری شاعری کو سب سے پہلے نظم سے روٹت ماس ماس میں فاضل و ردیف کی باندی نہیں ہوتی۔ اور ان کی یہ کوشش بلاشبہ بڑی اہم ہے، کیونکہ اس زمانے میں کسی نے اس صنف سخن کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔ گو ان کے زمانے میں بھی کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی تھی، لیکن کچھ بھی متعلیل کی نظموں کی سادگی اور معصومیت سے بڑھے، ان لوگوں پر اثر کیا اور بہت سے ان کی نظموں کے گرویدہ ہو گئے۔ متعلیل کی مصوبیت کی وجہ صرف یہی نہیں تھی بلکہ نظم معتراتی بہت جو کہ پانچ نظم کی بہت سے کچھ مدت زیادہ مختلف ہیں ہوتی، اس نے عوام کے مذاق کو اس کی ترویج میں کوئی بہت زیادہ حیرت انگیز تبدیلی نظر نہیں آتی۔ نظم معتراتی سوائے اس کے کہ وہ خود لکھی ہوئی اور باقی وہ ہر صنف سے یا بعد نظم کی خصوصیت کی حامل ہوتی ہے۔ یہی نام دلجو ہونے والے جہوں کے متعلیل کا اراہ میں روڑوں کو نہ لیکنے والا۔

مخالفات اس کے ستر کے حوالہ آزاد و نظم کا سب سے زیادہ اثر اردو شاعری کو ایک حیرت انگیز انقلاب سے دوچار کرنا چاہا، اس لئے وہ اس وقت زیادہ مقبول نہ ہو سکے۔ کیونکہ عوام کے ادیان اس وقت تک اسے بلند نہیں ہوئے تھے کہ وہ ایک بالکل نئی چیز کو گوارا کر لیتے۔ چنانچہ ستر کو اس وقت کوئی مصوبیت حاصل نہیں ہوئی۔ اور ان لوگوں کے سختی کے ساتھ اس کی بکریانی کوششوں کی طرف رجحان نہیں گئی۔ اس لئے ان کی کوششیں ادبی بحران کی حید سے آج رہ رہیں۔

ان دنوں ماسوں کی تجرباتی کوششوں نے بہت فرق پیدا کر دیا۔ وہ کس کس عرصہ کو آزاد و نظم کا راسخ دکھایا۔ جس پر عمل کر رہے ہیں۔ اندر کل گئے، اور آج اردو شاعری کی بہت سی تحریکیں اس سلسلہ جاری رہے۔ ان میں بڑی حد تک ان دنوں کے تحریکات کو بھی دخل ہے۔ آج ان کے تحریکات مقبول ہوئے ہیں۔ آج ان کا سارا کارہا عوام کے ادیان میں زیادہ بلندی و داعیوں میں زیادہ روشنی اور شعور میں زیادہ بیداری آچکی ہے۔

حالی و آزاد کے بعد اردو شاعری میں بہت سے تحریکات کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر وہ جلد ہی اندال و خوش اور غفلت انگیزان و غیرہ کو بھی نہ اموش نہ کر رہے۔

ستر و ردیف بہت نے حالات کے پیش نظر ایسی شاعری کی بہت کم، جیسا کہ جدید کی ہیں۔ وہ خیال کی مناسبت سے شعروں کا استعمال کرتے ہیں اور نظموں کی بہت سے بندوں کی ساخت خاص طور پر ان کے پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے خیالات زیادہ تر سادہ، محسوس، مریع اور صحت و غیرہ میں ڈھلے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سادہ، جذباتی مانیوں کے ساتھ ہیں۔ لیکن ان جذباتوں میں بہت سے عقبار سے تبدیلی پیدا کرنے کا ایک شعوری احساس موجود ہے جو ملجہ ہے حالانکہ بہت سے ہم آہنگ کرے گا۔

اقبال کا شعور اس حوالے میں زیادہ مدد رکھتا، اور ان کی شاعری میں ہمیں شروع سے آخر تک اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ بہت کو اسے خیالات کے مطابق سامنے لیتے تھے۔ وہ خیال کی مناسبت سے بندوں کا استعمال کرتے ہیں اور نظموں کی بہت سے بندوں کی ساخت خاص طور پر ان کے بھی میں نظر رہتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ان کی شاعری میں سوادان کے اسلوب اور طرز اوراد پر غالب ہو، لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے میں نظر یہ حقیقت بھی رہی ہے کہ وہ ان خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کچھ ایسے سلیکوں کا استعمال کریں جن میں ڈھلنے کے بعد ان کا بار زیادہ گہرا اور زیادہ دیر پا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں معنوی اعتبار سے جو ایک ارتقائی کیفیت نظر آتی ہے، وہی شعوری اعتبار سے بھی ہے۔ اسی شاعری کے شروع دور میں جب ان بروطینت غالب تھی۔ تو اس وقت ان خیالات کو کچھ ایسی ترنم اور نرم بحروف میں ڈھال کر پیش کر لے تھے، اس کا ترنم اور ہنگ، بالکل ان خیالات سے ہم آہنگ

ہوتا تھا۔ ان کی اس قبیل کی نظمیں ہندی ترانہ اور نیا سوالہ وغیرہ ہیں، خبر جیسے جیسے وقت کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں معنوی اعتبار سے تغیر ہوتا گیا، ان کی شاعری کی ہیئت بھی تبدیل ہوتی گئی۔ یعنی وہ بلند اور فلسفیانہ خیالات کے لئے سخت بحریں استعمال کرنے لگے۔ ان کی ایک نظم ہے جس میں انھوں نے افواجوں کو خودی کی طرف راغب کیا ہے۔

رومی بدے، ستابی بدے، بدلا ہندوستان !
وہ بھی اے فرزندِ ہکستاں ! اپنی خودی پہچان !

ابنی خودی پہچان

ادھافل افغان

موسم اچھا، پانی دافر، مٹی بھی ررخبہ
جس نے اپنا لہیت نہ سنیجا، وہ کسسا دھقان !

ابنی خودی پہچان

ادھافل افغان !

اس نظم کی بحر، اس کا اتار چڑھاؤ، اس کے استعاروں میں ادھافل کی درویش اور اس کی صورت، یہ سب مل کر مجموعی حیثیت سے افغانوں کی شجاعت، وجاہت، غم و اخلاص اور شان و شوکت کو ہماری آنکھوں کے سامنے لے کر دیتی ہیں۔ غرض یہ کہ اقبال نے ہماری شاعری کی ہیئت میں کافی جدتیں کی ہیں اور اس کو زیادہ سے زیادہ عوام کی اقتدا طبع اور ذہنی رجحانات کے مطابق بنا با ہے تاکہ اس کا مجموعی تاثر زیادہ گہرا ہو سکے۔

جوش بھی اقبال کے نفسِ قدیم پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان کی شاعری کی ہیئت میں ظاہری صورت کے اعتبار سے کوئی ایسی حیرت انگیز تبدیلی نہیں لیکن الفاظ کا صحیح استعمال، خروں کا مناسب انتخاب، بندوں کی باقاعدہ تقسیم، خیالات کے ساتھ ساتھ اسلوب طرز اور انداز بیان میں ایک خاص قسم کی روانی۔ ان تمام جہروں نے مل کر جوش کی شاعری کو ہیئت کے اعتبار سے کافی بلند و بلند کر دیا۔ اب رہے عظمت اللہ خاں !۔۔۔ ان کی شاعری کی ہیئت سائے اردو شاعروں سے مختلف ہے۔ انھوں نے اس کو ہندوستانی معنی کے ہندی کے پنگل کو استعمال کر کے ہماری شاعری کو ہندوستانی آہنگ و ترنم سے روئنا س کیا۔ انھوں نے اس کو ہندوستانی معنی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی لیکن عظمت اللہ خاں نے ایسا کیوں کیا ؟ اور وہ کیوں اپنے اس تجربے میں کامیاب ہوئے ؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ تو یہی ہے کہ جن خیالات کو وہ ہمیں کرنا چاہتے تھے، وہ شروع سے آخر تک ہندوستانی تھے۔ ان میں نہ تو ایمان اور فارسی شاعری کی تعلیم کا اثر تھا اور نہ ان روحانی جذبات و احساسات کی ترجمانی تھی، جس کو ہمیشہ سے اردو شاعر پیش کرتے آ رہے تھے۔ چنانچہ جب وہ ان خیالات کو پیش کرنے لگے تو ان کے فہم کا راندہ شعور نے ان کو مجبور کیا کہ وہ ہندوستانی خیالات اور ہندوستانی جذبات و احساسات کے ساتھ ہندوستانی آہنگ و ترنم کا بھی استعمال کریں۔۔۔۔۔

یہ سب شاعر یعنی سر درویشکست، اقبال و جوش اور عظمت اللہ خاں، پانڈلوں کے ساتھ ہماری شاعری کی ہیئت میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ انھوں نے الفاظ کے استعمال، بحر و انتخاب اور طرز و انداز بیان کی ندرت کو خاص طور پر اپنے پیش نظر رکھا لیکن نظموں کے بندوں کی ساخت وغیرہ میں ایسی کوئی خاص تبدیلی نہیں کی جو قابلِ غور ہو۔ ان سب میں سے اگر کوئی بہت اگے بڑھا تو مستدس، خمس اور منڈلت وغیرہ کو اس لئے استعمال کر لیا۔ اور بس !

لیکن ان کے فوراً ہی بعد اردو شاعروں کا جو ایک گروپ آیا، اس نے ہماری شاعری کی ہیئت میں کچھ ایسی تبدیلیاں کیں جو فنی اعتبار سے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ان سب نے خیال و ہیئت کی ہم آہنگی کے پیش نظر بندوں کی ساخت کو خاص طور پر بدلا۔ جس میں کہیں مصرعوں کے ارکان کو گھٹا بڑھا کر ایک خاص قسم کا اثر ڈالنے کی کوشش تھی اور کہیں گینوں میں ہندی بحر وں کے ساتھ ساتھ نئی شکلیں پیدا کرنے کا خیال ! اور یہ تبدیلیاں بھی ہمیں ہمارے ان شاعروں کے اندر ایک بڑھتے ہوئے فکاہ و شعور کا

جس کا مقبوضہ ہوا کہ مرد و شاعری کے سارے سانچے بدل گئے۔ ایسے شاعروں میں حفیظ جالندھری، نعیم ریاضی، اختر شرانی، ساغر نظامی، احسان بن دانش، روش صدیقی، اور احمد ندیم قاسمی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ہاتھوں کچھ اس قسم کی تبدیلیاں ہوئیں کہ

گھٹائیں چھائی ہیں گنگھوڑ گھٹائیں چھائی ہیں گنگھوڑ

گھٹائیں کالی کالی

خوب تر سے والی

منوالی

مرغور

گھٹائیں

چھائی ہیں گنگھوڑ

گھٹائیں چھائی ہیں گنگھوڑ

گلش کی گل پوش ادھر ••••• موں کی حلوں نضا میں

سکول کی مددش سدائیں

اندھی جوانی

(حفیظ جالندھری)

بویا میں بول رہا تیرا دور
گھٹائیں چھائی ہیں گنگھوڑ گھٹائیں چھائی ہیں گنگھوڑ

آئینہ آب مر، موعہ ستادب مر، جادو سحاب مر

سابہ ہناب مر، منظر تب تاب پر، حصے شب تاب پر

سے مری کسی رداں

اور ہوں میں نعمہ باز

اور ہوں میں نعمہ باز، سردہ ہر باز سے

وجد میں ہے جو ہوا، مٹی آوار سے

جذبہ سے ہو کش میں، راہ سکوں کوں میں، سیل ہاؤس میں

کبف میں اور جوش میں، موج کی آغوش میں، درہ کر روش میں

ہے مری کسی رداں

اور میں ہوں نعمہ باز

موجوں کے ساز پر طالع کا گیب

(ساغر نظامی)

یہ کیف کہ دشت، یہ برسات کا موسم

بے رقص میں طاف کہ اک رنگ مجسم

سینائے کلیمی، زکریا سب زریں

جنتش میں اور عجا رب سے اک ادوی رنگیں

نیلوفری میں دم پہ یہ پائیدہ جواہر

یا نیند سے جاگے ہوئے برے کی جنیں پر

باجبہ میں
یا گردن برغم

ماجر رخ نہ اتنا

ہے فہم میں شبنم

طاؤس

(روش صدیقی)

ملکھانے کے لئے سینکڑوں مجاہدہ مسائل تھے، حل کرنے کے لئے ہزاروں مشکل سوالات تھے۔ خانہ خان تمام حالات نے محبور کر دیا شاعروں کو جو پہنچنے کے لئے کہ وہ ان تمام عجیب و غریب خیالات کو پیش کرتے۔ رفت پابندیوں کے بندھنوں کو کچھ ڈھیلا ضرور کر دیں۔ کانگریس کے مشکل آزادی کا نرزدلیوں پاس کر دینے کے بعد آزادی کا تصور زندگی کے ہر شعبے میں عام ہو رہی جلا تھا اس کے علاوہ شاعر بہت کی اہمیت کو بے محسوس کرنے لگے تھے اور ان میں بہ شعور کا کافی بیدار ہو چکا تھا کہ وہ اپنے خیالات اور ہمیت میں ایک ہم آہنگی پیدا کریں۔ چہ کہ ان کے اندر زندگی کے ہر شعبے میں انقلابات رونما ہو رہے تھے۔ اور ان میں جلی ہوئی اس قسم کی تحریر کے اتمام بہ بد رسناں جی قبول کر رہا تھا۔ کوکہ وراثت درسل درسل کی برق رفتاری سے باعث ۱۰ درد ار محاکات ایک دوسرے سے پہلے سے گئے تھے۔ ان کے نئے نئے ادب میں بھی جوئے رحمانات مختلف محاکات میں پیدا ہوئے، جوئی کی تحریکیں اعلیٰ جس جبریا کا چراغ روشن ہوا، ان کے انساں ایک دوسرے پر برابر پڑنے لگے۔ ہر درد رسناں بھی ان سے بچ نہ سکا۔ اور وہ پھر جلال اثرات سے کس طرح دہن جاتی۔

تو اردو کی آزاد نظم کو صرف عرب کی اعلیٰ اور لسانی ہی لے سدا نہیں کیا، بلکہ حالات و واقعات اور وقت و ماحول کے لحاظ سے لے۔ وہ بالکل فطری طور پر پیدا ہوئی جو اسے سائنس کوئی ایسی حیران کن لائی جو ہماری روایت، افتاد طبع اور ذہنی رجحانات کے مطابق نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں سرمد بہت مست و بے روی طرح آشکاف ہے، لیکن عرض دہی ہے، بحرین و بی آہنگ و درم و در ہے بہت اس میں قافیے کی پائیدی اور ارکان کی تعداد کا نفس ضروری نہیں۔ قافیہ اگر فطری طور پر آتا ہے، تو آزاد نظم لایا تھا۔ تو اس کے لئے اپنی سانس دینے اور راحت مدہ میں کر دیا۔ لیکن اس کی بوجہ عام عرفانہ بیانی ہی ایک محدود ہی نہیں رہتی۔ جو شاعر صرف قافیہ نہ پاتی ہیں، وہ آزاد نظم کہیں دالے کے میں نظر میں رہتا ہے، زیادہ چیز رہتی ہے، وہ بہت کہ وہ اسے حالات کو زیادہ وضاحت کے ساتھ عام ام تک پہنچا دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قافیہ بیانی کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتا، ارکان کی تعداد کا تعین بھی اسی خیال کے میں نظر ضروری نہیں، وہ بھی موقع اور محل کی مناسبیت سے گھٹا گھٹا کر رکھتا ہے جاسکتے ہیں۔

چنانچہ آزاد نظم کی ضرورت اور اہمیت صرف اس ایک بات سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس وقت کی معیاری آزاد شاعری، یعنی پہلے شاعری سے، خیال، انداز بیان، اسلوب اور طرز اراد کے اعتبار سے بالکل مختلف ہے آزاد نظم کا شاعر اپنے ذہن پر بری طرح چھانے ہوئے خیالات اور ان کے تسلسل اور روانی کو برقرار رکھنے کے لئے اس صنف سخن کا استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے بعض لوگ انہی آزاد نظموں کو بھی سہم کہہ دیتے ہیں حالانکہ ان میں ایسا زیادہ ایہام نہیں ہو تا بلکہ خیال کی گہرائی، پھیلاؤ، تسلسل اور روانی اور درجے کے دماغوں کو اپنی حیرتوں کی وجہ سے ہم معلوم ہوئی ہے آزاد نظم کا شاعر صرف فنی اور سائنس کی چیزوں کو نہیں کرتا۔ اس کے پاس تو خیالات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوتا ہے جس کے پیچھے اس کے دماغ سے پھوٹ کر کسی معمولی ظرف سے نہیں آ سکتے ان کے لئے تو ایک ایسے ظرف کی ضرورت ہے جس میں خود درمبور اور آسمانوں کا سا پھیلاؤ ہو اور جس میں پہنچ کر وہ دنیاؤں کی صورت اختیار کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ خصوصاً قسم کے حالات مخصوص قسم کے سانچوں میں ڈھنسنے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آزاد نظم کی ان خصوصیات کے میں نظر، ہمارے بعض ماسند شاعری کرنے والے بھی آزاد نظم کی صنف سخن میں طبع آزمائی کر کے نئے مجہود ہو گئے ہیں۔ ایسے شاعروں میں ڈاکٹر تاثیر احمد ندیم قاسمی، علی جوادی دہلوی، محمد قاسم علی الدین، علی سرور، ارجحری اور سلام نیل شہری وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں۔ بہ لوگ عموماً مابند شاعری کرنے لگے ہیں، لیکن جب موقع پڑا، اور انھوں نے کسی خاص خیال کو آزاد نظم کے سانچے میں اچھی طرح ڈھلتا ہوا بایا، تو اسی میں طبع آزمائی کی اسی طرح آزاد شاعروں کو بھی مابند شاعری سے ختم نہیں ہے، بلکہ جب ان کا من کا نرزدلیوں کسی خاص خیال کو بید نظم کے ساتھ ہی میں کجی ڈھلتا ہوا پائے تو وہ اس سے گریز نہیں کرتے، اور اسی میں اپنے خیالات پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ راشد اور میراجی، جو اردو کی آزاد شاعری کے امام ہیں، ان کے یہاں مابند نظموں کی تعداد بھی اچھی خاصی موجود ہے۔ اور صرف نظموں ہی پر منحصر نہیں، وہ غزل بھی کہتے ہیں۔

شاعری میں ہمیت کا آخری تجربہ آزاد نظم ہی نہیں ہے۔ بعض شعرا اس سے بھی آگے قدم بڑھایا ہے، ہمیت کو اس قسم کی تبدیلی کی مثالیں انگریزی میں مس ایڈیٹہ پتول، مس ایڈیٹہ کنگس، امین گنجی، ان کے تیار

نئے نئے عروں کی نظمیں پیش کرتی ہیں جنہوں نے انہیں ادب میں کرنی گاہاں جنیب شامل ہیں کی سے بستیوں تو اپنے بدوں کی ساخت کچھ اس طرح نکلتی ہے کہ کہ ان میں سموہ کو بے مثال سے قطع نظر ہی کر لیا جائے تب بھی ان کی ہیئت ہی سے ہمارے اوپر ایک خاص قسم کا اثر پڑا ہوا ہے۔ کمٹیس بہ نسبت ان بستیوں کے استعارہ اور سطروں۔ بلکہ الفاظ تک کو تو زور دیا کہ تاکہ تسبیح بعض شاعروں کی زبانی کے باعث اس قسم کے سبب بعض اوقات اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ تبس بہ حال وہ بکریا۔ بیہوشا۔ اور شہر ہے امیاں ہیں

اردو میں ایسے بکریا۔ ابھی آزاد نظم ہیں نہیں ہو رہے ہیں جس کی وہ کہہ رہاں۔ بھنٹن سخن ابھی باغی نوراد سے ابھی تو پہلے نہ قدامت درست اس کو بھنٹن سخن ہی کی حدیث سے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، اسی وجہ سے ہمارے فوج کار بھی اس کے آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر اسی تو اس بھنٹن سخن کی حسیب کو تسلیم کرنا ہے۔ بھر ہی متاقتی، مختار قصہ بقی، دشمن ہمت، عادل وغیرہ کے نام، اس سلسلے میں کافی اہم ہیں۔ بھر ہی مصرعوں کے ارکان کی اعداد کو زیادہ بڑھا کر بھنٹن کی اس قسم کا اثر مدد کرنا ہے۔ اس کی نظموں "سرمہاٹ" اور محمد رفیٰ اسی طرح کی تلافیات ہیں۔ کہا ان مصرعوں کا مجموعی تاثر سرمہاٹ (ادبیات خاص قسم کی سرمہاٹ جو کسی کیفیت کے خاص لحاظ کی پیداوار ہے۔) کی کیفیت پیدا نہیں کرنا ہے

یہاں ان سسٹوں پر ہاتھ لکھ دوں

بہ لہر میں ہی جانی ہیں اور مجھ کو پہناتی ہیں

بہ موج بادہ ہیں۔۔۔ سانگر کی خوابیرہ فضا دل میں

اچانک جاگ اٹھتی ہے

حقیقت کے جہاں سے کوئی اس دنیا میں درآئے

✓ تو اس کے ہونٹ منہ سمجھوں۔۔۔ شاید قہقہہ اکٹھو

مرے دل کو جھڑکے اپنے ہاتھوں سے

مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہ لہر میں ابھی کہ ساحل منظر سے ماوا فٹ من۔ بونہی اک بہانہ کر رہی ہیں تک پہنچاؤں کو کہتے ہیں؟

(سرمہاٹ)

بہانے ہی بہانے ہیں

مختار صدیقی "حال درباری بلہیت" میں یہی بلاؤ کرنا ہے، تو اس کی ہیئت ہی سے ہم بھلاؤ کی کیفیت کو محسوس کرتے ہیں

روشنی میر ہوئی!

روشنی تیر ہوئی شمعوں کی

روشنی تیر ہوئی شمعوں کی، خانہ سوں کی،

✓ روشن تیر ہوئی شمعوں کی خانہ سوں کی، اور شب کی دہن،

روشنی تیر ہوئی شمعوں کی خانہ سوں کی اور شب کی دہن تیر مانی

روشنی تیر ہوئی شمعوں کی خانہ سوں کی اور شب کی دہن تیر مانی، کجا کر سمی

روشنی تیر ہوئی شمعوں کی خانہ سوں کی اور شب کی دہن تیر مانی کجا کر سمی، سمٹ کر مٹی

ابھیں سمٹوں لے دیا خدا نہ کا بھو میر اس کو!!

دو جہاں مطلع انوار ہوئے دیکھو تو!

ترکماں ہجرت اکبر! لور۔۔۔ ہجرت اکبر! لور!!

(حال درباری بلہیت)

اور دشواریات کی نظم راہرو میں اس کا اتار چڑھاؤ کسی کے چلنے کی کیفیت کو پڑھنے والے کے سامنے بے نقاب کر دیتا ہے۔
 بکھری ہوئی چاندنی اپنے خاموش چوٹیوں سے سرگوشیاں کر رہی ہے
 وہ سرگوشیاں جن کو سنتا ہوں، لیکن یہ ظاہر کئے جا رہا ہوں
 نہیں میں نے ان کو سننا ہی نہیں ہے

میرے پیچھے پیچھے ہونے راستے پر کہا فی کے فذوں کی رنگین خبریں ہی جا رہی ہیں۔ (راہرو)

لیکن ان میں سے کوئی وہاں تک نہیں پہنچتا جہاں انگریزی شاعر پہنچے ہیں۔ بھر بھی یہ سحرانہ اردو شاعری میں ہیست کے اعتبار سے بالکل نئی چیزیں ہیں، اور جنہوں نے اس پر کافی اثرات چھوڑے ہیں۔

آزاد نظموں سے قطع نظر پابند نظموں میں بھی اس قسم کے تجربات کا سلسلہ جاری ہے اور شاید آزاد نظم سے زیادہ پابند نظموں میں اس قسم کے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ قبض کی ساری شاعری اس قسم کے تجربات کی بہترین مثال پیش کرتی ہے۔ اس کی ہر نظم میں ہیبت کا حسرت انگیز تغیر موجود ہے لیکن وہ سب پابندیوں کے ساتھ اس کے ایک ایک مصرعے اور ایک ایک لفظ کا استعمال اس بات کو یاد دلاتا ہے کہ وہ خیال کے مہارے آگے بڑھتا ہے۔ جہاں خیال نے اس کو روکا ہے، وہ رک گیا ہے جہاں اس نے آگے بڑھا ہے وہ آگے بڑھ گیا ہے۔ غرض یہ کہ وہ ہمیں اپنی طرف سے نظموں کی مابہیت کو نہیں سنانا بلکہ جس طرح خیال چلتا ہے، اور جو تغیر اختیار کرتا ہے، اسی طرف اس کی شاعری کی ہیبت بھی چلے گئی ہے۔ سلام کی بھی اکثر نظموں کا یہی حال ہے جس میں جنگی نوحہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس میں اس کی فن کاری نے مصرعوں کے اتار چڑھاؤ سے فضا کا تاثر بردارنے کی کوشش کی ہے، مہر جی کی کھٹک، بھائی نے اندر ہیبت کے اعتبار سے نوحہ کی کیفیت رکھتی ہے۔ تیوم نظر کے تشیں پرندے بھی ہیبت سے آتیں پرندے معلوم ہونے ہیں اور یوسف ظفر کی رقاصہ ایک نوجوان اور بچل کے سبب اساتذہ کی تصویر میں کر دیتی ہے۔ آخر الامان اور قیام الرحمن کی اکثر نظموں کی ہیبت آج کل کے نوجوانوں کے سوچنے کے طریقے کو ظاہر کرتی ہے اور جو تفریح سے آخر تک اسی اندر سے ہم آہنگ ہیں۔

غرض یہ کہ شاعری میں ہیبت کے تجربات کی ندی بہہ رہی ہے۔ کون جالے کون سے کون سے معام سے گزے گی، کون سا پہلو بیک اور کس ناسخ اختیار کرے گی۔ جب تک زندگی میں تغیر ہوتا رہے گا سوچنے کے اندر بدلتے رہیں گے مذاق میں تبدیلیاں ہوتی رہیں گی۔ اس وقت تک شاعری بھی انقلاب کے سیلاب سے بچ نہیں سکتی کہ وہ بہر حال زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ شاعری انسانوں کی طرح زندہ ہے۔ اگر زندہ انسانوں کے عادات و اطوار، رہن سہن، اقوال و کردار، طور طریقوں اور لباس و وضع میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ فیشن بدل سکتے ہیں۔ تو شاعری کی ہیبت میں نئے نئے شکونے کبوں نہ کھلے رہیں، دنیا کا قانون ہی یہی ہے، جہاں ہر لمحہ اور ہر گھرنی، وقت کی ہر گھڑی، ہر مجلس اور ہر انداز سے یہ صدا آتی رہتی ہے۔

کی ہیبت باقی پڑانے کو وہ صحران میں نہیں
 ہے جس کو تیرا پنا پیدا سب و پیرانہ کر

عجابت بریلوی!

ساقی بک ڈپو کی مطبوعات

سلیمو:۔ فلائنگ شاہپارہ، فرطانہ کی حسین ترین و تیز رفتاری
 دھیمیوں کے دیو سیکل مڑاؤ تاکو اپنے من کے دام میں گرفتار کیا۔
 اور اپنے ملک کو بچانے کیلئے اپنی زندگی قرباد کر لی، جس کے دوشی اپنے مڑے
 تک کھا گئے۔ تاریخ و زمان کا حسین مرقع جس میں کی ہزار پہلے کی
 تہذیب پیش کی گئی ہے۔ قیمت چار روپے۔

تجملہ اس کے:۔ یاخیم ارسال پہلے حبشہ کی تہذیب ہے معراج کمال برقی
 تریک عمون کی بیٹی ملکہ حم اسوے سر بلک جھلوں میں نہیں کھولیں، یروان
 جڑھی۔ ساحرہ آشی کا جادو، دوران کے مظالم کیفر کی راسخاوتی، شہزاد
 بخوی کی سحر آفرینی عرض اس زمانہ کے تمدن و معاشرت کا کوئی بیہودہ
 کی نظر سے نہیں بچا، اس کے دوران مطالعہ میں معلوم ہوا کہ اس کی دیکھتے فلم آپ
 حال کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ قیمت تین روپے۔

دو گیت

گیتوں کا ملاج

میرے گنبوں کے ملاج نیا دھیرے دھیرے کھینا
سدر مل تمل، ہر دے بھل
ساگر ہے لے کھا، چلا چل
سوچ ہے اب بیکار
میرے گنبوں کے ملاج نیا دھیرے دھیرے کھینا

دھرنی کی سُدھ ہو نہ نگن کی
جانے کیا آستا جیون کی
سوچ ہے آؤ نہ پار
میرے گنبوں کے ملاج نیا دھیرے دھیرے کھینا

ہر سارا سنسار ہے تیرا
سب اس ادر اس باہر تیرا
تو ہی کھبوں ہار
میرے گنبوں کے ملاج نیا دھیرے دھیرے کھینا

چاند ہے برہما، تارے راگی
آٹھ طوفاں مچا، سیراگی
خدیم اٹھے سنسار
میرے گنبوں کے ملاج نیا دھیرے دھیرے کھینا

تاروں کے اُس مار کی ہستی
سندر عکس گہتی ہستی
سے چل ہاں اُس پار
میرے گنبوں کے ملاج نیا دھیرے دھیرے کھینا

ایک ہی آس

آس یہ اس تمہیں جسوں کی
تمہیں کو لاج ہے تن من دمن کی
تمہیں سے جو ہر آن
تم بھگتن کے بھگوان

اوسنا کال میں جوت مہاری
آپ ہی دلو تا آپ ہی سچا ری
آپ اپنی پہچان
تم بھگتن کے بھگوان

اُن داتا جگ پالنے ہارے
بھجی کجہر دھیرے سہارے
مل مل جائیں پران
تم بھگتن کے بھگوان

جگ مک بہ آکاس نہ ہارا
تاروں میں یرکاس تمہارا
رُویب انوب کی شان
تم بھگتن کے بھگوان

بھوکوں کے اُن داتا تم ہو
سب کار سنہ نانا تم ہو
دھن دھن تم دھنواں
تم بھگتن کے بھگوان

دُھند لکوں کے پیچھے

لیکن اچھے دن تو بہت تیزی سے گزر جاتے ہیں نا۔ بھولوں کے موسم کی رنگیں ہی ہوا کے ایک بلکے جو کچے کی طرح۔ جو آلوچے کی تیلی ٹہسوں کو لہراتا، ابروؤں کو ہلاتا اور بالوں کی لہریں اٹھاتا ہوا دور سیدھے کھینچے سا بوں میں کھوجا جاتا ہے سب کی سفید کلیاں کھلتی ہیں اور دوپٹے پھٹتے زرد چوکڑ زمین پر گر پڑتی ہیں۔ رات کی رانی ہلکنا جاتی ہے لیکن صبح ہونے ہونے اس کی سہیلی خوشبوئیں خوابوں کے ساتھ ساتھ ہاتھی نہ ہالے کون سی اسجانی بستی کو چلی جاتی ہیں۔ چاندنی کی ٹھنڈی موصیٰ تو صبح کا بھی انتظار نہیں کرتیں۔ بہ زرد اور جس چاند بہہ نہیں گئیں اُن دنیوی دنیا کی دادوں میں جا کر جھپ رہتا ہے جہاں سنا ہے کبھی گرم اور گرد آلود ہوا میں نہیں جلتیں بلکہ نہیں اُٹھتے۔ اور ان کے سینوں کے نفرتی پل جھوٹے جھوٹے ستاروں کی طرح نہیں ٹوٹا کرتے۔

پر زندگی کے پھلے ہارے مسافران چمکیے اور چمپے ہوئے دامنوں کی تلاش میں بھٹکتے اندھیرے جنگلوں اور تینے ہوئے ریتے میدانوں میں جا بھٹکتے ہیں جہاں تعلقہ لپکتے ہیں، مصیبتیں قہقہے لگاتی ہیں، نیا بیاں مسکراتی ہیں۔ بچیوں کے گرم اور کھیلے ہوئے کی تاریکی کے پیچھے سے کوئی مدھم سی، خنک سی روشنی جھلکاتی ہے۔ لیکن بھر دھند لکوں میں جھپ جاتی ہے۔

بھئی خدا کے لئے، مجھے جذباتی بن جانے کا اصرار مت دو۔ میں کیا کروں۔ نہیں سال لو کی وہ کبرا کو دستام باد ہے۔ ۹
۳۱ دسمبر۔ آج بھی وہی تاریخ ہے ہم سب اُس روز کتنی ادھم مچا کر تھے تھے۔ تھے اور مبارکبادیں۔ جوت ساں اور قہقہے۔ ۳۱ دسمبر!
بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی ہمارے دلوں میں کیسی محبوب سی، سحر سی، اہمیت اور قدر تھی۔ تمہاری سالگرہ کی تاریخ۔ عید کا دن، نو روز کی سات، امتحان کے آخری پرچے کی تمام۔ ان معمولی چیزوں کی *sermon sermon* کی دہر سے زندگی زیادہ دلکش اور مہر لطف معلوم ہوتی تھی نا۔ مگر یہ کیسی پیاری سی حافیات ہے۔ پرانی بائیں پاؤں کی باتیں۔ روئے کو دل چاہتا ہے۔ اور پھر یہ سوچ کر جنسی بھی آ جاتی ہے کہ پہلے ہم دوسروں کا مذاق اڑا یا کرتے تھے۔ واقعات کا جو اربھانا بہت ہی عجیب چیز ہے۔

— دنیا بہت فریادار جگہ تھی۔ ہے نا؟ ہم اور تم۔ ہمارا گھر ہمارے عزیزوں اور دوستوں کا حلقہ۔ ہماری چھوٹی چھوٹی مصروفیتیں اور نظر سچیں۔ سچے سچے غصے اور پیار۔ فلسفہ حیات پر غور کرنے کی کبھی ذرا سی بھی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ تم بیٹنگ کرتی تھیں۔ میں کارٹون بناتی تھی۔ پھر دلوں میں کر اپنے کارناموں پر تبصرہ کرنے تھے۔ ایسن کا کرنا یا گھر پڑھ کے ایک دفعہ تم تقریباً رونے لگی تھیں اور میں نے تمہیں ڈانٹا تھا ہم اپنے آپ کو بہت عقل مند سمجھتے تھے اڑتے تھے اور چاکلیٹ کھاتے تھے۔ اب تم جانے کیا بن گئی ہو۔ مجھے بھی یقین نہیں کہ اب میں کیا ہوں کم از کم دوسرے تو مجھے معلوم کیا سمجھنے لگے ہیں۔ مغرور، مندی، خود پسند اور جھوٹ کی شائق۔ واقعی زندگی اب جھوٹ اور دھوکے کے رنگین لباس میں لپٹ کر رہ گئی ہے

لیکن اگر وہ گزری بائیں بے تحاشا یاد آتی ہی چلی جاتی تو میں کیا کروں۔ خدا لا مجھے بد باتی مت سمجھو۔ ۳۱ دسمبر کی تمام اُن میرے اللہ۔ یاد ہے اُس نے کہا تھا کہ اگر چمکتے ہوئے اوچکے اوچکے ستاروں کا عکس پکڑ ڈی کے کر کے پھرے ہوئے گدے یا بی بی پڑے تو اس میں ستاروں کا کیا قصور لیکن جب وہ بے حقیقت جوہڑ ان ستاروں کے خواب دیکھنے لگے تو کیا ہو۔ ۹ وہ اونچے اونچے ستارے تو صرف گومتی کے شفاف سُپرے یا نیوں میں آنکھ محو کھلبلیں گے۔ اس کا فلسفہ اس کی معنوں میں نہیں اس سحر و سیمین انداز۔ مجبور یوں کا تند و سیلاب تاش کے بنوں کے اس محل کو بہت قدر بھلے گیما ہے جو تم نے خوشی خوشی بنایا تھا۔ وہ دن بھی ختم ہو چکے ہیں۔ آؤ ہم بھی ان کا ساتھ دیں؟ ہمارے زخاں جو جہ عکس کی گرمی اور تشنان میں لپکتے ہوئے تھلوں کے عکس نے سرخ کر دئے تھے۔ بیٹیل کار میں میرا نڈا کی لقل کر رہی تھی۔ اسکم دامن پر وہی نغمہ بجا رہا تھا

جس سے ہم ہر سال اپنی سدری کی رانسی کو یاد دہا کر کے بے میل اور آسم آواز اور صبحی، ایٹمنڈ اور خوشید، لاحتیں اور صاحتیں، ناز اور نیاز، تھوڑے کی، ریالیوں سے جانزدی کے تھے، منے چمپے نکوڑا رہے تھے۔ زندگی، گرمی، خوشیاں، قہقہے۔ مجھے نامعلوم ساخون محسوس ہو رہا تھا کہ جو سکتا ہے کہ بہت کچھ کھی لڑا کر آج میں۔ سینوں کے رنگین سلسلے بہت جلد بکھر جاتے ہیں نا۔
اسلم وائلں بجا رہا تھا۔ مبتدئ ان لرزے ماروں سے اٹھتے ہوئے نعموں سے سبلاں میں اپنی جارہی تھی۔

*I like you a very much,
I thank you a great*

سہ۔ کبلا مٹھی خنر کا، اٹھا، ہم سب میں اس سے لڑتے ہوئے جارہے تھے، یوں فون تھے ہم لوگ۔

*Why, why, why, why, why, why, when I food your touch,
My heart begins to beat, to beat the band*

تیل رقص کر رہی تھی خوشیاں ناچ رہی تھیں۔ بھر مادیے *Consequences* کے کہیں میں جوہم نے ایک دوسرے کے ناہ خور کئے تھے۔ "لم یادگ"۔ نیکی ماؤں اور جانے کیا کہا مالہد۔ پچھلے جسے میں نے مکی ماؤں کا نام دیا تھا۔
کی بلا کا ستہ گان کی ٹہرست میں دکھا تھا۔ حال کو کرو۔ وہ ہر وقت ہنستے اور سنور جاتے والے تھے جو صرف زندہ رہنے کے لیے پیدا ہوا تھا۔ ہم سب زندہ رہنے کے لیے پیدا ہوئے تھے نا۔ پھر پھرتے رہنے اور موزیکل جبر رکھنے کے لیے۔
مبتدل نے ایک اور گیت شروع کر دیا تھا۔ "اور قس کریں سہی۔ لیکن پھر ہم تینوں کمرے کی گرم و روشن فضا سے بچنے کے لیے باہر خاموش بالکونی پر نکل آئے تھے۔ بہ تیزی سے پرواز کرتے ہوئے لمحات، مٹنے کی بو جھل یا دیوں کو اپنے آنچل میں سمیٹ کر بسا دور لے جا رہے ہیں۔ یہ مٹی کمروں پر سے انری ہوتی تھی، بندہ بن نہیں رہا تھا، کرنا چاہتی ہیں۔ اب پچھلی ساعتوں کا غم کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔۔۔"

اس نے بالکونی کی ریلنگ سر جھٹکتے ہوئے ڈیڑھ ٹک انداز سے کہا تھا۔ "بھئی، ابی تن عری اس وقت تو بھول جاؤ،" شاید تم بولی نہیں دہی سی آدی میں جیسے کسی سحر کے برائے تھیں اور اس سے بچنا چاہتی تھی۔ ہماری نظروں کے سلسلے درختوں کے پھیلے ہوئے اندھیرے میں کہیں کہیں مدہم روشناں جھللا اٹھتی تھیں۔ خوابیدہ کائنات، ماکامیوں اور ماپوسیوں کے سرد دھندلے مہلٹی ہوئی آنکھوں کی لے انتظار میں خاموشی کی گہری گہری سانس لے رہی تھی دور، جھڑمٹل کا، آداس سٹہری گنبد اور یونیورسٹی کی مغرور بڑجیاں، اسی رند اور بھاری کبرے میں ڈوبی جا رہی تھیں۔ ہمارے محبوب لاٹاریز کے گنگوروں کے سیاہ کنا سے دھند میں کھوئے ہوئے کیا سوچ رہے تھے۔ اس کے اویسے ہال کے روتہ داروں میں سے ہلکی نیلی روشنی جھلکنے لگی تھی۔ دنیا فٹ شروع ہو چکی ہے۔ تم نے کہا تھا ہر سال اس دور سمبر کی رات کو وہ ہال نیلی روشنیوں سے جگمگا اٹھتا ہے، جب ہم تم وہاں تھے اور اب بھی۔ نئے سال کے استقبال کے لئے وہ شمع دان اب بھی جلائے جاتے ہیں۔ کل نیا سال ہے۔ زندگی کے بار آور راستے کا ایک۔ اور اہلوم سنگ میل کی لے لے دیا کیا ہوگا۔ سجدہ حجاب اور م۔ نو۔ سب افاق، آداب، بارہ۔۔۔۔۔ جس۔ جذباتی لغویات کی انتہا۔ دنیا تو جوں کی توں رہتی ہے بوڑھی ہوتی جا رہی ہے بلکہ اور حسنی ربا دہ ہو گئی ہے۔ لیکن لوگ اچھے اچھے خواب دیکھنے سے باز نہیں آتے۔

آف خدا را اب اندر جلو۔ مجھے تو سردی بھی لگنے لگی۔ "وافعی انہی دیر تک گلا بھڑکھا پھاڑ کر نکلتے اور شور مچاتے مچا تے تو لا کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ دوسرے ساتھی کی نر کے لئے دوسرے کمرے میں جا بیٹھے تھے میوزک روم خاموش پڑا تھا۔
۔۔۔۔۔ سردی لگ رہی ہے، راتوں اور رنگینوں کو ایک لمحے کے لئے بھی جھوٹا نہیں پاتیں، غم نو بڑی بڑی دشوار گزار پتہ ٹیڈ یوں اور دیرانوں میں سفر کرنے کے لئے تیار ہو۔۔۔۔۔ وہ اسی طرح ریلنگ پر جھکا ہوا تھا۔
"ہاں لیکن تمہارے ساتھ تمہارے سہلے کا۔۔۔۔۔ بریہ الفاظ زبان میں آئے۔ تم بھی خاموش تھیں۔ فرار آسمان سے

ایک ننھا سا بچہ ستارہ ٹوٹ کر ناہنجی کی گہرائیوں میں گم ہوگا ہم دونوں جیت ہم سے گئے۔

----- آرمے مسخروں پہلو بھل دی ورنہ ہم مہارے لعبر ہی تیر دوع کرے ہن کو انا ایشلم نے اندر سے تیرا کڑا دار دیا۔

بھرا رہے۔ کر بکر زوڑے گئے۔ کرسباں اٹھ گئیں۔ کدوں کی اڑائی ہوئی آے یہی ہوا۔۔۔ بیاسال آگیا۔ نئی خوشیاں۔ بی
 اُسیدیں۔۔۔ سی زندگی۔۔۔ دیتنا۔۔۔ اسی خون آسماں میں دلوں کی بارش تھیں۔۔۔ تیرہ ماروں کے بعد بدکار رغلے۔۔۔ بیاسال ۱۱
 ہم سب یا فل تھے۔ جننی۔۔۔ غم ہی اور میں بھی۔۔۔ اور وہ بھی۔۔۔ اسلم میتیل، انور، امت سب ہیں ابکہ، دوسرے راجہ دھما، محمد تقی۔۔۔ اور دقا
 کا خلیص۔۔۔ ہم اب دوسرے کے ساتھی تھے۔۔۔ طوفانوں کے مقابلے میں ابکہ ہی تھے۔۔۔ یہ پہلے والے ایک ہی بلڈنڈی کے مسافر تھیں
 کیسے ج۔۔۔ بین اور سب میں غلط فہمیاں تھیں اور وہ تھیں جا بجا تھا کہ ابکہ ہی ظاہر کرنا تھا۔۔۔ جو ہر کا پانی اونچے اونچے سستاروں کے
 خواب اور بچہ رہا تھا۔۔۔ اسلم میتیل بزمِ نار بہتا تھا۔۔۔ لیکن اب ابکہ بالکل سدرست ہے۔۔۔ ہاں آؤرم دیکھا ہے۔۔۔ سو جو بزمِ بین الفاظ
 کہتے ہیں کہتے آسان ہیں لیکن اصلیت کتنی خوفناک، کھباہک اور ظالم۔۔۔ وہ اٹلی میں ابھی پوسٹ کی قیادت کرتے ہوئے تھیں
 کہ ایک مورد یہ، بڑھاپہ کر رہا تھا کہ اس بڑھاپے گن فی گو لیدیوں کی بوجھار پڑی اور وہ مڑ گیا۔۔۔ بلو فر کے ابکہ نازک سے پورے
 کی طرح گر نرا اور ختم ہو گیا۔۔۔ جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔۔۔ ابکہ مجھے۔۔۔ اندر اندر اس کا دُعا میں آنا اور۔۔۔ آنا بزمِ بھوکے رہ گیا۔۔۔ تم نے
 اس کی موت کی خبر سنی ہوئی تو کبریٰ ہی سانس بھر کر کہہ رہا ہو گا۔۔۔ حج حج حج حج۔۔۔ میتیل اور ہتھیکہ کی تائید ملے گی بھی۔۔۔ دیکھیں
 جوں۔۔۔ خدا یا۔۔۔ یا

بنافور بستہ رہا، نام میں اتنی ہمت ہے کہ ایک ۳۰ دسمبر کی رات کو کالک کی طرف نظر اٹھا کے دیکھ مسو۔ وہی گھر سے وہی دنیالے۔ وہی ہمت تم میں۔ بیابان اپنے دامن میں نہ جانے کتنی خوشیاں اور اسو جھپائے جلا آ رہا ہے۔ ہنس کر اس کے استقبال کر سکتی۔ وہ کتب بھول چکی ہو جس سے پہلی جنوری کو خوشیاں آ رہا کہا جاتا تھا۔ اسلم کے دامن کے اردوں میں نہ شاید رنگ بھی لگ گیا ہو گا وہ دن بھر راسخنگ کے دفتر میں سر رکھا کر تمام کو شہر جاتا ہے اس کی ہوی کی جھلجالی ہوئی آوار اور اس کے مین صھوٹے چھوٹے جس ہیں کرنے ہوئے کچے اس کے سر کے دلو کو اور بڑھا دیتے ہیں۔ جو ابیں گناہ اور اس کے مرتے ہوئے ناروں پر صوب کے سنے سمندروں اور بام کے درختوں پر برسی ہوئی ریلی جادہ کی کے جواب آلو دفعے راستہ کے اعداد و شمار کی بھجور سے بہت دور میں بہت ہی دور۔

پیرزیدہ، اچھے دلتوں کیجئے رہتے جاے ہاں۔ غمے خدا سے بڑی تسکا ہنستے۔ بہت سی مشکا ہتس ہاں دکھو تو سہی۔ مں خدا سے روٹنا بھی سکھائی ہوں۔ خدا فاسفی مئی جا رہی ہوں۔

ہمارے کیسی خوشگوار دُنیا تھی۔ ہمارا سوئیٹ می کا بلوغ - ناستا پاتی کے درخت - باورچی خانے کی چینی سے اُٹھنا ہوا ریسکول سادھواں - نوکروں کی اُنوس جیج بیکار - اُچی کے احکام اور ڈرائنٹ ڈسٹ - سوئیٹ بی کی کباریوں پر منڈلائی ہوئی رنگین مکھنوں کی بھینچناٹھ، دوپہر کے سنائے میں ریلوے لائن کے اُس یار سے آتی ہوئی میریل کی سیٹی اور بین بگٹی کی صدا تھیں۔ وہ مخصوص اور محبوب سی آواز تھیں، وہ غمزہ دھنا تھیں، جیسے دُنیا کی ہر جز صرف ہمارے آرام کے لئے بنائی گئی تھی، لیکن اگر وہ ہمارے اس دُنیا میں داخل نہ ہو سکتا تھا تو بہ سناروں کا قصور تھا۔ ہم نے فرصت اور ہنسنمیری کی ایک سہ پہر ناستا پاتی کے سائے میں بیٹھ کر بٹھنے اچھوڑی کی فہرست تیار کی تھی اُس میں میں نے اس کا نام سب اُدھر رکھا تھا اور تم بگڑ گئی تھیں۔ وہ مہارا اُسڈیل تھا نا۔ یہ محبت پرست خیاں بعض مرتبہ کس قدر مختلف وہ ثابت ہوتی ہیں!

اس روز دم بھاگی بھاگی آئیں اور دیکھتے ایک طرف میٹھنک کر جلدی جلدی کہنے لگیں۔ ”آج۔ آج۔ آف اللہ کیسی عجیب باتیں ہیں۔ اس نے۔ سنو تو۔ اس نے کہا۔“ میں کالج کے کام میں بہت زیادہ مصروف تھی اور جانتی تھی کہ یہ عجیب عجیب باتیں عقل سے قطعی بالاتر اور بالکل معقول ہوا کرتی ہیں۔ ہسپتال میں نے نہاری دستان سُننے کی ضرورت سمجھی۔ ”مجھے پتہ چلے گا۔ دو بھئی۔ روز ہی یہ بہرہ و فاساں ہوتی رہتی ہیں تمہارے لئے“

”موتو وہاں نہیں بچتی۔ موت و ریلوے کا مسئلہ ہے۔ موت تو یہی۔ اس نے کہا۔ تم بلیں۔

”اس نے کہا کہ تم ہمارا ریلوے کیس انجمن ریلوے کی۔ میں نے چکر لگا کر تمہاری بات کاٹ دی تھی۔

”ارے ہاں۔ افسوس! ریلوے کیس دو گدھی کی دم۔“

”بکواس فطی۔۔۔ اس میں نہ در نہ سنا ہے جا رہے ہیں اور ہم بالکل ہیں پڑھیں۔ نہایت دماغ میں کہا ہے یہی باتیں لکھیں

”کس ہیں۔ ہمارا اتنی احمق۔۔۔ نہ۔۔۔ میں نہیں لکھ سکتا۔۔۔ جلی سی۔۔۔ اس نے کہا۔

اور کچھ، ہم مجھ سے کھا رہے تھے۔۔۔ ہونا چاہتے تھے۔ میں بس کہہ سکتی کہ اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو کیا کرتی۔۔۔ وہ بیمار تھا۔

اُس نے لکھا تھا کہ اگر ہو سکے اور منہ سے کچھ نہ کہے تو کچھ دیکھ جاؤ۔ کچھ عرصے بعد وہ جان بولا تھا۔ اسے بہ بھی معلوم تھا کہ تم دیر و دن

کبوں بھی جا رہی ہو۔۔۔ میں اس کا ریلوے کیس میں مانی۔ اسے رخصت کرنے کا سبب نہ کہیں۔۔۔ شاید جا سکتی تھیں۔

تم اچھا لکھتی تھیں۔ میں نہیں مانتا کی۔ (نکرم) اس نے اب ذکر ادا عقلمند سمجھتی تھی۔ وہ جلا کر یہ کوئی خاص یا اہم بات ہیں

نہی۔ ٹوٹنے کی ڈھواں سے اترنے ہوئے اُس نے کہا تھا۔ ”ہم اپنے آپ کو خود ساختہ شرب میں مبتلا رکھنے کی کوشش کرتے

رہے۔۔۔ مگر سنا ہے کراہتیں تو معلوم نہیں کون سا ساہوکار ٹوٹے۔ اور ٹرین یلٹ جائے تو کچھ نہ کہے بلکہ کئی اور ٹرین

چمکتی رہیں ہیں کچھ۔ اس آگ کی تم بھی اسے اور دوسرے دوں جاؤ گی۔ رات کے گھر سے سنا ہے میں ٹرین کی سوار بن چکی تھی کہ

ساتھ وہ خط خطہ ڈور ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ تھوڑے دور۔۔۔ تم سے دور۔۔۔

اور اس دھمکی رات آنی ہے۔ درجے میں وہ جیسی دار چالی رکھا ہے جو اس زمانے میں بہتہ سفید کپڑوں سے بھرا

بہتا تھا۔ یہ معلوم ہمارے گھر کی کیا حالت ہوگی۔ سب کی ٹہنیوں میں کلیاں کب آئیں گی۔ سوئٹ پی کے پورے بڑے ہوں گے

تو اس کپڑوں کا سہارا لیتے کی ضرورت پڑنے لگے گی۔ ہر اکرے ہمارے جلد آجائے۔ خزاں کی خشک ہوائیں اوریت بھر کی دیر لیا

تم کس طرح برداشت کر سکتی ہو؟

”سبا عکس ہوتی جا رہی ہے۔ اور رحم ہو چکا ہے۔“ تب سے اب تک گورنمنٹ کے ڈیرے کے اکلے بیٹے تادی رچالی ہے۔ دلیغ

کی تندرستی کی یہی علامت ہے۔ میں کئی گدھے موٹے دلیغ کی یاد میں اس وقت کبوں جواب کروں۔ ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں تو ہوتی

ہی رہتی ہیں۔۔۔ (پیش) ہر گز میں شامل ہو کر نہ جالے کہاں جلی گئی ہے۔ اسلم کے میں بچے ہو چکے ہیں اور وہ بار بار میں اُن کے

موزے خریدتا ہوا نظر آتا ہے۔ باڈ کرو۔ ہم سب سے اب کو آئیڈیل سٹا کہا کرتے تھے۔

کل سال تو ہے۔ آفتاب اس افانے کو ختم کریں۔ بقول جادوگر زمانے قہار در دروارہ کھٹکھٹایا لیکن مجبوروں کی بھاری

رجبہ کھل سکی۔ چاہے اور جالے جانے کے نامعلوم راستے برہمنے جتنے چراغ جلائے تھے وہ کب کے بجھ چکے ہوں گے۔ رات

بند ہو گئے ہیں۔ اندھیرا اب گہرا اور بہت ٹھنڈا ہو چلا ہے۔ بارہ بجے ہیں آؤ میں تمہیں روشن کر دوں۔ کہا پتہ اچھے دن

اب زیادہ دور نہ ہوں۔۔۔ ہے گا؟

قرۃ العین حیدرؔ

ساقی بیک ڈپٹی مطبوعات

مشہور فرسبی مفکر فلاسفر کا نایاب کارنامہ یہ ساقی

ہر دو یا اس:- کارنص موت کا رقص تھا۔ پوچھا بیغیرے اُسے

دلوں دارنص کھا۔ جب وہ اُسے زندہ چل نہ کر سکی تو اُس نے اپنے

نارج کے، عام میں بیغیر کا سرا نکا اُس مڑے سر کے خون آلود لبوں کو

اُس نے پاگلوں کی طرح جوا۔ اور خود بھی دیکھنے والوں کے غلط و غضب

کی کھنٹ چڑھ گئی۔ قیمت ایک روپیہ

تائیس:- اناطول فرس کا تہ بارہ تائیس جس کا جن مگر کر دیکھ

سے میلا ہوتا تھا۔ دولت جس کی لوندی اور دولت مسجد کے ملام نے

راہب پھنسا کوس نے اُسے گناہ کی رنگی سے نکال کر فرستوں میں تابل کو دیا۔

مگر خود ملعون و مردود ہو گیا اور اس کا چہرہ مسخ ہو گیا۔ حیرت انگیز

داستان۔ قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے

جنگل

روح فکرتے کیسے جس کے دل کا طاریت حاصل ہو۔

میں بہت کم لوگوں سے ملتا جلتا ہوں۔ ملنے جملنے سے بھی لوگوں کے دکھ تکہ کا پتہ چلتا ہے، اور میری سوچ بنے ملائے اور سوچ بچار سے اتنی زیادہ نفسی قوت ہر وقت سراور ہوتی رہتی ہے کہ اس کا اندازہ کر کے سوہان روح ہوتا ہے۔ ان جھوٹے بڑے دہنی و نفسی زبڑوں سے عمر کی عمارت کے گوشے مہدم ہونے رہتے ہیں اور انوں اضطراب میں بدل ہو جاتا ہے۔ انسان کی جنت، ایک نکتہ کی زندگی میں ہے۔ اگر مجھے تہذیب تمدن کے جدید سامانوں کی عادت نہ ہوتی تو میں برائیاں اور جگہوں کی طرح کسی جنگل کے گنج پا پہاڑ کی گھاٹی میں، ایک تنگ زندگی بسر کرنی پسند کرتا۔ کتنے خوش قسمت تھے وہ عیسائی رہبان جو صحراؤں بیابانوں میں چین کی زندگی گزار دیتے تھے!

اخبارات، رسائل اور یہ مخت علمی کتابیں! ان سے بچنا چھڑانا مشکل! یہ بھی کتابوں کی ہاں نہیں سے تو خدا فضل کر کے چھٹکارا ملا تھا۔ تدبیر و فکر کی آسانی دعوتوں سے نجات ملی ہی تھی کہ سیاسی معرعوں اور اقتصاد کی پکاروں نے کان کے پردے بھاڑ دئے، درجنت کی فکر میں ہی جنت غارت ہو گئی میں نے کسی نہ کسی طرح ان دامیات شور و شر سے دامن بچایا تو پراس کو کیا کروں کہ لغر سچاں میں بھی پروسیگنڈے کی لم لائی ہوئی ہے۔ سکٹ اور مکھن کے ٹینوں تک پر۔

”حفاظتی سخت کے سرٹیکٹ خریدو“ کی چیخ چسپاں۔ محاذ اللہ اس سفر مشکل، قیام مصیبت! کھانا پینا زہر اجائے کے ایک گھوٹکے ساتھ دوسروں کے غم کا بس اپنے حلق سے پیچے مار رہے۔

خیالات کی زداور سوچ کے بھنور کی گردش شہروں میں زیادہ بلاخیز ہوتی ہے۔ کاش کوئی شہروں سنان بھتوں کو سمیٹ لیتا! لیٹ کر تہہ کر کے لکھ دیتا انہیں۔ انہیں کفن پہنا تا اور جتا بنا کر آگ لگا دیتا! تمدن کی رحمتوں اور برکتوں میں بھی ان کی دھسے کڑے پڑ جاتے ہیں۔ کسی چیز کا لطف

سوچنا آدمی کے لئے سب سے جی مصیبت ہے۔ بلکہ مصیبتوں کی جڑ کو فٹ، پیشانی، اکھن، سکی پدی کی ناپ تول، عمل اور مقابلہ کی۔ اہل اسی ایک سوچ سے بھرتی ہیں۔ دنیا بھر کی رحمتوں کے خنفل اسی درخت میں گھونگرو کی طرح لگتے ہیں۔ اس شجر کا پھل کھا با اور امن چین کی جنت سے نکالے گئے۔ میں آرام و آسائش کا قائل ہوں۔ علم و دانش اور فکر و فہمی کے بغیر سکون کی بھی زندگی بسر کرنی چاہتا ہوں۔ مہرجان مرغ نہ میں کسی کے پیٹے میں پاؤں ڈالوں، ورنہ دوسروں کی خدائی فوجداری کو پسند کروں۔ میری زندگی بھی کچھ اس طرح گزری کہ سکون و آرام کی عادت ہو گئی ہے۔ میں اپنے جسم و دماغ و روح کو سکین مکمل کی حالت میں رکھنا چاہتا ہوں۔ مہراجن بہ ہے کہ سوچ سچا اس مقصد کے معمول میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ سکون سوچ کی ٹلکیوں سے گزرتی دعواں بن کر اڑ جاتا ہے۔ لہذا میں سوچنے سے سخت گھبراتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شک چین چاہئے والے سبھی لوگ اس بلا سے دامن خیال کو بچا کر رکھے ہوں گے۔ اب نظرت کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ میں سوچنے کے مرض میں خاصہ گرفتار ہوں۔ پڑوس کے ریڈیو کے شور و شر اور بانگ لے ہنگام کو آب پسند کریں یا نہ کریں، آوازیں، چغیں اور اعصابی درروں کی لہریں دنیا بھر سے سمٹ سمٹا کر جلی آئیگی اور سیسے اپنے دماغ میں گھس کر ابتری پھیلائیں گی بالکل یہی خیالات کی لاسلی کا عالم ہے۔ لاکھ فکر کے دریچے بند کیجئے، سوچ پر پھرے چھائے متگرد دماغ کا ریڈیو سٹ ہر وقت مجھ بھٹاتا ہی رہتا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اسی ریڈیو سٹ کے مالک ہیں، سوچ کو بند کر دینیچے، چار چین نصیب ہو جائیگا۔ مگر یہ سوچ کر سر جھوڑ لینے کو جی چاہتا ہے کہ گھوہری کے اندر کے ریڈیو پر مالک کا کوئی قبضہ نہیں۔ اس کے ”والو“ ہمیشہ ہر آن برق زدہ رہتے ہیں۔ یہ بند میں بھی تو نجات نہیں ملتی۔ خواب کے ہر وہ میں ریڈیو اور ٹیلی وژن کی بجلیاں گرتی رہتی ہیں۔ جاگتے ہوئے اور کچھ نہیں تو یہی سوچے گزرتی ہے کہ

بے پناہ بھائیں بھائیں کرنی ہوئی جدائی، جنگ و پیکار کی خبروں
مک سے میں سچنا ہوں۔ آف یہ عالم کہ قوموں کا جنگی اتالوں
اجنی آفک منظم بے قانونی، مگر اس کے باوجود جنگل کے کانٹے
میرے یا کے خیال میں گڑھے ہی رہتے تھے۔ پسائی،
زمین سوزی، اپنے سامانوں کو آپ جھلسنا، تخط اور راقب
بدی، حملے اور باریاں، یہ سب کچھ میری سمجھ سے باہر تھے۔
سامانوں کی کمی کا گلہ اور بے نامے سامانوں کی تباہی خیر جو
بھی ہوتا مگر میں نے کسی کا کیا ٹکاڑا اٹھا کہ میری جنت مجھ سے
جھین لی گئی۔ مجھے نہر کی زندگی کھلنے لگی اور میں نے مجبوراً
ہجرت کی۔ سکون کی تلاش میں سوچ کے کچھ کوس سے بچنے
کے لئے مگر مجھے کتنی گراں قیمت ادا کرنی پڑی! میں کیا جاہا
ہوں مجھے نہیں معلوم سکون، افراموت یا مضطرب صحت کی
ہوئی نئی سنوری زندگی؟ دھڑکنوں کی آواز سے سوچ جاگ
ای اٹھتا ہے سکون سوائے موت کی آغوش کے اور کبھی
نہیں ملتا شاید اور میں انہوئی کی طلب میں، زندگی اور سکون
کے انجا دی طلب میں گھلتا رہتا ہوں، کڑھتا رہتا ہوں اور
جان سوز نیکی کے عالم میں آرزو دیاس کی تلواریں چلتی دیکھتا
رہتا ہوں، دیکھتا رہتا ہوں۔

میں نہر سے دیہات چلا، دیگر محضوں، اُداس میرے
بہشت میں سانس لگھس آیا تھا۔ تہر کے گمشدہ آرام و آسائش
کا تھوڑا سا کی کلکاراں دلداریاں ناکام باہا بن کر فرار
کی اداسیوں کو بے چین اور پائینہ بنا رہی تھیں۔ راہ میں
بجلی کے کھمبے حسرت زدہ ٹھٹھکی کے ساتھ مجھے گھورتے تھے مگر
جب میں تاروں کو دیکھتا تو وہ خیال بن کر میرے کو کھینچنے
لگتے۔ پھول، سینڈ، کرم اور روشن کی خوشبو میں کراہ کراہ کر
دم توڑتی جاتی تھیں اور اب کڑوا تیل اور کراہ تیل کی فکر
دماغوں میں بسی ہوئی تھی۔ ہڈیوں کی نازاں چٹکوں کی
باد کے ساتھ گہروں کے نایاب دانوں کے بند لپکسی بیدار دو
سگریز دو سیرہ کی طرح خاموش طنز کرتے ہوئے قطارا اندر
قطار گزرتے جاتے تھے اور میں انہیں قطاروں کے درمیان
اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔ نغمات موسیقی کے تاریکی نغمات
کے ٹینکوں کی گھر گھر اٹھ اور پھٹنے والے بموں کی سح خراش
دھماکوں سے جھنجھٹا کر ٹوٹے جاتے تھے میں اسٹیشن پہنچا اور ٹرین

باقی نہیں رہنا ساما احسن ہوا۔ ہے۔ روف لگے ہوئے شربت
کھولتے پانی کے مویٹ، حرساں ورتہ نگ، درخ کا پیپ اور کھن
لگے ہوئے اس بھوہڑ اور بیج کے رار اور سولے، مکروہ بیٹے بن
جاتے ہیں۔ بھولوں کی ڈالیاں دھجتی موی سحس اور نرم و لغس
فی میں لینا ہوتا، سانس کرنا سب جاب ایڈیٹا کتنی حسین ہے! یہ
ارٹھی تے جیانی ہنس وعدہ درو، نہیں اور ترسے اندر عیال
ورقصا، خنداں دنا، ابی! مگر سوچ کا یہ سانس، یہ گھناؤنا،
پلپٹا تاہما، انکارنا جیسے جیسے گول گول لے جاتا، نفرت
انکھ دہنے نکالے ہوئے، سلا سیلا، بیلکنا ہوا، چور فزہی
سانب، افراموت اور پھر بھی زبان دراز، انا سور کے گھڑ اور
برجھی کی انی کی طرح راج کو کھڑے رماغ کو پڑا لے اور دل
کی حرکت روک دینے والی ظالم زبان، اجنت اور سانپ کا
اجماغ۔ یہی آدم کا سب سے بڑا مسئلہ اس کے بڑی نصیبت
سب سے بڑی لعنت ہے۔

میں شہر کی سرائش پسند کرنا ہوں۔ عدم اور موت کے
سیاہ لاسعوم، اتھاہ غامض سمندر کے دریاں جتا
نے جیوتے سے، روشن، اشنا سا، جو پیل حیر سے میں یاری
مطلوب، قمی، مگر گریزاں زندگی کے نشہ احساس، بھوکے
جذبات اور نرساں خیالات کو شاد کام کر لے اور تسکین پہنچانے
کے لئے شہر کا رجاؤ اور سنورا، مذاہن بہا رہے۔ لیکن اس
المنائی کو کیا کروں کہ بہار کی نرسیتوں سے ہمزاد کی طرح کرنا
دینے والی ایک شبہ لپیٹ ہوئی ہے۔ زندگی کی خوش آئند
رنگ رہوں کے عقب میں بے پایاں ناکامی جھانکتی رہتی ہے
نغمات کی موجوں کی اوٹ میں سوچ رہیگنا ہوا آتے اور جام
نوش کی رسیلی لڈوؤں میں خون جما دینے والا ہم قاتل گل بل کر
سانس کا گلا گھوٹے ڈالتا ہے۔

کاش کوئی خدا ہوتا تو میں اس سے درود کرتا دعائیں کرتا
اُن نامراد اسرائیل کے بیٹوں کی طرح چیخ چیخ کر التجا میں کرتا جو
صدیوں سے ہیکل سلیمان میں دیوار گبر کے لئے فیض سائے تلے
اپنے سر جھڑتے ہیں اور کہتا کہ لے خالق میری فطرت کے تضاد
کو روک کر دے یا سوچ کے عظیم ولے درود جو سے میرے زخمی
ودریدہ ذہن کو نجات بخش۔

حیات تھلن جھ سے علیحدہ ہوئی جاتی تھی اور میں اس سے۔

جیسے ہوئے تلوں کے گرد ایک بجہ اور چند لمبے لمبے جھٹ اور جھج جھج کر رہے تھے۔ تلوں سے عدا کے کچھ اسباب باقی تھے۔ بس کسی زمین حیات کے فیض کے لئے اٹھا ٹپک ہو رہی تھی، ہاتھ یا پانی اور گالی گلوچے ایک درجن لڑکے ہونگے جو مختلف درجوں کے بچے تھیں، مانگ رہے تھے اور بھوکے گرگ بچوں کی طرح جو بھوکے محوڑوں پر ٹوٹے بیٹھے تھے۔ اب وہ میرے ڈبے کے پاس آکر اُٹھے ہوئے تلوں کے آگے نکلے چکے ہوئے تھے، انجیف و زرا لڑتے۔ حریف ندری آنکھیں لے چیا، بے غیرت، ڈھکیٹ، مہرے دل میں نفرت پیدا ہوئی۔ جیسے دھندلے کھانے کھاتے اس میں سے کالی سی تھکی نظر آجائے اپنا ایک برادر ڈالنے اور ایک ہر کالے ہوئے، ٹانگہ کراہیت خیرا مدار میں پلاتے اور لوں مرچ جیسی ابھری ہوئی آنکھیں نکالے ہوئے درتے کے نیچے وہ کھیاں بھینا رہی تھیں، کلبلا رہی تھیں اور میں گھٹن سے اُٹھوں میں اٹھیں اور معدے میں اُبال محوڑ کر رہا تھا۔ ان بھڑوں نے اپنی نظر سے مجھے کھانا شروع کیا۔ میں نے کھراہٹ، نفرت اور خوف سے آدھا پیٹ ہی کھا کر باقی جیاتیاں اور قورمہ نیچے حصے سے پھینک دیا۔ ایک جھٹ ہوئی۔ کالے کالے چوٹے گتھے گئے اور اپنے ٹانگہ مانگ رہے صہری کے ساتھ ہلائے رہے۔ جبے مقناطیس سے لوہے کے چھوٹے چھوٹے ڈزے چپک کر گیان قماش بنائیں۔ سوائے ایک چھوٹے سے سموں کو اس ٹوٹ کھسٹ میں کچھ کھڑے مل ہی گئے۔ اور ایک باچہ سالہ بچہ دھڑی دھڑ سے اس گھسی کے گرد منڈلا رہا تھا۔ محروم جھکرا میلا کمرور سا تھا۔ وہ دانت کھٹکتا ہوا سموں کو تک رہا تھا اور دوسرے لومڑے اس پر منہس رہے تھے۔ وہ تلملاٹھا اور بڑھکر اس نے رساں پچے کو بلا دھریک طمانیہ مار دیا۔ بچہ نوکھلا کر ایسے کال لئے لگا۔ اس کی دھنسی ہوئی آنکھوں میں مچھڑا نسوؤں کے نستر جھلک رہے تھے اور کھٹے ہوئے درد کا دھواں مستقم بھڑت کی طرح منڈلا رہا تھا۔ بے کسی اُسے انی گود میں لئے ہوئے تھی۔

مہرے دماغ کی لاسلی کی کمر و تبا کے ساروں سے مل گیا۔ میں تلاش سکون میں شہر چھوڑ کر دیہات جا رہا تھا مگر بہ

میں سوار ہو گیا۔ ڈبے میں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ میں اس ہجوم میں بالکل جکنا نہ تھا۔ بہت سے خیالات میرے دماغ میں گڈ مڈ کر رہے تھے۔ مگر اس بھڑ بھڑتے میں جنگی ٹائیس کا منور سب خدات کو کچل کچل کر بیتیں منظر میں جلا آتا تھا۔ میں سوچا رہا سوچا ہی رہا کہ آدمی ابھی تک ایسے دانتوں اور ناخنوں کی ٹائیس کرتا ہے۔ ہاتھی کے دانت اگلیڈے کے ٹائیس اور سنگین شیر کے پیچے۔ اور ان جنگی جانوروں کی چنگھاڑیں جیچہ چاچ، دھوم، اگرچہ سب تاریک نہاں خانوں سے نکل کر چلے آتے تھے۔ ادھر سے ادھر دھندلے کے حاستہ پر ایک ٹائیس برپا کرنے۔

نہر کب کا پیچے جھوٹا۔ دماغ کے اندر کی بڑا زور کسی دھماکے ہوئے۔ شہر سمٹا رہا ہو گیا۔ کٹر گرنی ہوئی دلواریں، اڑتی ہوئی جھٹس اور انسانوں کا غم انگریز سکوت میں ڈوب جائے والا ہجوم یہ سب مٹ کر اور زیادہ یا پندہ ہو گئے۔ یاد کبھی سامنے کی حقیقتوں سے ٹھک کر موجود گزراں گویا اور اتر خبر ہوتی ہے۔ ذہن میں ماتی نغموں کی چپکی لیتی ہوئی سرسراہٹ سی ٹھرتی۔ بہت دور جب دوسرے جھٹس میں گاڑی جھٹکے کے ساتھ رکی تو چکباں، سرسراہٹیں اور یاد سب دماغ سے لڑھک کر باہر چلے گئے میں خالی الذہن سا ہو گیا۔ چند لمحوں کے لئے مجھے سب گزراں آزادی اور بسکائی کا امن بردار احساس ہوا۔ جھٹکے بھی بعض دفعہ روح کے بار کو ہلکا کر دیتے ہیں۔ اسی احساس کی لامحدودت کچھ کم ہوئی تو بھی میں بچکنے کی فراغت سی کیفیت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اگر ایسی ساعتیں ادنیٰ ہو سکتیں تو بھر کیا ہوا!

میں بلیٹ فارم پر اُترا۔ ہوٹل کے سرے کو آواز دی اور غذا کے یقینی حصول کی طمانیت کا بس پردہ احساس لے بیٹیاں بجانے اور گنگناٹے لگا۔ بڑے میں سفاک جوان پوش سے ڈھکی ہوئی چپاتیاں۔ شامی کباب اور قورمے کی پلیٹیں لائی گئیں۔ بلیٹ فارم کے مخالف جانب دریچے پر لگ کر میں کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا مگر چند مٹ ہی گزرے تھے کہ دریچے کے نیچے دیوے لائن کی سطروں کے درمیان کچھ الفاظ گونجے۔ یہ گونج ستور میں تبدیل ہوئی جیسے گتے کے پتے لڑ رہے ہوں۔ میں نے چونک کر دیکھا۔ نیچے ایک

سے میں آگیا کیا۔ باتوں سے زیادہ اُس بے پناہ فہم سے چھیل کر بارغانہ انداز میں اور دوسرے لوگوں کے وجود کو سکھانے پر مجبور کر رہا تھا میری ہنسی بھی چپک کر تنگی محسوس کرنے لگی۔ ”ہم بڑھتا گیا، ہولنا کیا، بے پروا اور صرف ہم اور کچھ بھی نہیں“ ہو کر دل دزدو جاکس بن گیا۔ میرا دم گھٹنے لگا۔ میں فہمائے کی دسگوں میں پناہ ڈھونڈنے در تیکے سے باہر ریلوے پارڈاؤ گھنٹوں کی طرف متوجہ ہوا۔ غیر کئے ہم نے میرے ہم کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔

میں نے ریلوے پارڈاؤ کے بعد تیس حصے میں ایک ٹھہری ہوئی مال گاڑی کے نیچے جید تار ایک سائوں کو رنگت لکھا یہ سائے باہر نکل آئے اور ابھر کر کالے کالے دیہاتی جھوکروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ یہ قیندو سے کی طرح چونکا، آہستہ حرام، سمٹے سمٹے، جھکے جھکے ایک مال ڈالنے کے سامنے آئے ایک نے کسی نوکدار لابی سی چیز کو ڈبے کے دروازے کے نیچے جوف میں بلایا، پھر ایک ہرکے سی دی۔ سفید دھار سی کپوٹی۔ جھوکروں نے اپنے اپنے پٹے پیٹے مجھے سامنے پھیلا دیئے اور دھار کے رکنے ہی بے وہ جا۔ مال گاڑی کے نیچے سے نکل کر یارڈ کے باہر گھنٹوں میں تیز بھاگے۔ میرے ڈبے کے دوسرے مسافر بھی اس طرف دیکھنے لگے۔ سامعین کی توجہ کا ہٹنا افسر کی ”ہم“ کے لئے تکلیف دہ تھا۔ مگر وہ بھی باہر دیکھنے لگا اور پھر زند کا تہقہ لگایا۔

”ارے یہ اچھے چور لومڑی جھوکرت گاؤں کے گنگال ہیں۔ مال ڈبوں میں لدی آئے کی بوریوں میں سوراخ کر دیتے ہیں۔ آٹا جھر جھر کر لے لگتا ہے اور یہ بد معاش اسے لے بھاگتے ہیں۔ میں نے یہ تماشے بہت دیکھے ہیں۔ دو دن میں۔ مزہ اہل قنات آتا ہے جب چوکیدار نہیں پکڑ پاتے ہیں۔ پھر تو یہ لورنڈے ایسا ٹھکتے ہیں کہ بس۔ وہ کھال آدھڑتی ہے کہ لطف آجاتا ہے۔ مگر یہ ستر باز کب آتے ہیں۔ کتنا انقصان ہوتا ہو اس سے ذرا سوچئے تو۔ اگر یہ نہ چلا تو کبھی ہوئی بوریوں سے آٹا راستہ بھر گرتا جاتا ہے“

گاڑی نکل گئی۔ آٹے کی دھار اور پیسے ہوئے دھن میرے تصور میں ناچتے اور افسر کے تہقہ دماغ کو جھٹکتے رہے۔ میں بہت جلد اپنے گاؤں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ بہر کیف

سوکے جوٹے اور چوٹ کھاس ہو۔ تھکے ایک آپٹیشن بعد میرا دیہات آنے والا تھا۔ دیہات کی تصویریت ردیر سخی۔ خیر دیکھا جائے گا۔

خیالات مہرے دماغ میں بہاے، ادب کی طرف ٹوٹتے تھے کہ ایک صاحب ڈبے میں دارو ہوئے۔ آئین نہ تار جلیں کئی ٹرمک اور آدھے دسجن، روراری، ہنگلر۔ (دھولڈال) اور موٹے بے، چیراسی اور کوکر، توستہ دن، ایک نہایت ہی باخ لٹن لیر، ایک کچھ مین کار بہت سے فائن، ایک درجن قتی، آخر بوزوں کی ٹوکر، وسط میں صدائے در شمع کا ایک بالیدہ سبز ترنوز، بہت سے عملے فعلے اور پس منظر میں پیلٹ فارم برہمنے والے کئی تاتیں۔ یہ ریلوے ایسے اندر اسی ٹھوس مادیت رکھتا تھا کہ مہرے تجلیات و لکرات نے بھی انکا سہارا لیا جیسے فضا کے خاکے ذات سے گرم و پریشان آجڑے ٹیکے کر بارش کے ٹھنڈے قطروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ میرے تیاں دماغ کو سکوں ہوا اس سرکس کی کمپنی کا رنگ ماسٹر بہت دلا بڑا شخص تھا۔ سوئے کی افسس عنک لگائے اور تسر کا خوش تراش سوٹ پہنے کال بچکے ہوتے اور آواز میں افسرانہ پنڈار آپس میں تین سے ملحق علاقے کے سب سے بڑے آرٹھوں کے کنٹرول شاہ اور دوسری بیویاں کے لائنسنوں کے اجرا کی تحقیقات میں ہفتوں سے وہاں ڈاک جنگل میں بھان متی کا کھمبہ چوڑے فرد کس تھے چور باراد کے متعلق رورٹوں پر بھی ایک فیصلہ صادر کرنا تھا، چاول پیدا کرنے والے اس زرخیز علاقہ میں ایک بیک غلہ اوپ ہو گیا اور خلعت بھوکوں مر رہی تھی۔ ڈبے میں داخل ہوتے ہی اس مٹھی مگر ملا کے باتونی افسر نے اہل ڈبے سے ہاتھ شروع کر دیں اور خواہ مخواہ اپنے وجود اور اس کے متعلقات سے سارے لوگوں کو گاہ کر دینا ضروری سمجھا اور اس اہمیت کے ساتھ کہ آپ حیات کے محور ہیں، جنتا کے کن داتا اور اپکا عرفان کمزور و محتاج دنیا والوں کی تنہا راہ نجات ہو۔ آپ ڈبے میں مرکز مٹھن تھے اور ڈبے کے دروازے کے قریب پیلٹ فارم پر مارواڑی اور بیٹے فریہ اندام پیش کا رے کا نا بھوسی میں منہ بک تھے۔ چیراسی بھی ادھر ادھر کھسک رہے تھے کہ میں مشغول تھا پہلے تو مجھے لطف آیا تھا مگر تاثر توڑ باتوں

اور بے ہوش ہو کر سو رہا تھا۔ جس خوش بختی کا زندگیاں میں سے گذر رہی ہے مارے کبھی کو آرام ملا۔

ایک سہ پہر کو جس ہریل کے شکار کے لئے سرگرداں پھر رہا تھا۔ جھینگہ کے دن تھے۔ رسیج کی فصلیں کٹی چکی تھیں۔ کھیت سنسار اچھے۔ دھرتی غلے جن کر ہاں ب رہی تھی۔ میں اولیٰ بڑے مناوردہ خوں میں ششے ہریلے نئے پھلے ہاں بجا بجا کر تھکی ہوئی جاسی نکا ہوں کو اپنی طرف بلا رہے تھے۔ ابس دیکھ دیکھ کر آنکھیں نہال ہو رہی تھیں۔ میں ایک بسل کے بڑے دم لینے کے لئے رکا۔ میٹروں پر نیکہ پھیر و خوب جیس جاں کر رہے تھے۔ بجوری بنا میں اسبڑوٹے کالے کوٹے پٹھلیوں میں اب دانہ دنگا نک نہ رہا تھا۔ یہ یرندے بڑا اور بیل کے پکھوں برکدارہ کر رہے تھے۔ ہرے پے سے ہریل تھی دیکھے دیکھے کٹر کٹر کر کھا رہے تھے۔ میں کھٹکا ہوا تھا۔ آنکھ لگ گئی۔ اچانک شوق میں کرمیری نینداٹھاٹ ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ ننگ دھڑنگ بچوں، لڑکوں اور فرسودہ ہالی گندی عورتوں کا ٹھٹ درخوں کے نیچے لگا ہوا ہے۔ میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھا۔ یہ لوگ ڈھیلے مار مار کر درخوں سے نیچے گراتے اور ابس میں جھٹ کرکھاتے جاتے تھے۔ ان زار و زلوں آدمیوں کے کٹی گئے اس جیرا گاہ کی طرف آنکھیں تھیں۔ انکے بھوکے اڈھنٹے ہوئے بیٹ، اگر سنہ نظر، ترسے ہوئے منڈا سا ہاتھ عجیب پیچھا نہ اندان میں پکھوں کی طرف متوجہ تھے۔ ابس میں خوب قیل قاں اور گالی گلوچ ہو رہی، یرندے اڑاڑ کر ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف جاتے مگر ہر بیڑے گرد انسانوں کا لندی دل آدھمکا تھا۔ پیکھ پیکھ کر کہاں جا میں۔ خوب خوب چین چان ہو رہی تھی۔ آدمیوں اور یرندوں کی جنگ اسینکروں آدمی اور ہزاروں یرندے تھے۔ غذا کے لئے یودھ برپا تھا۔ میں سسہ رہو کر بہ منظر دیکھ رہا تھا۔ تنگ آکر یرندوں نے بہت شور مچایا۔ بنا میں تھر تھر کر شاخوں اور پتوں میں مجھ اچھ کر ڈاڈا ڈول ہوتی رہیں۔ طوطوں نے سرخ سرخ انگاروں جیسے دیدے نکالے اپنے آنکس نما جو پچ کھول کر جلے کے لئے جھٹکے اور آدمیوں کے اوبر منڈلا کر

دو گھنٹے بعد میں وہاں پہونچ ہی گیا۔ ساحل سکون! زندگی کی سانس دیہات میں دھیمی بھی اس کا آنگ بے رس، اس کا رویہ کم رنگ اور اسے ڈھنگ میں بچاؤ اور سوار ناہان۔ بوں پیکھے اور جال، اٹری، مگر اس خاموش ٹھہراؤ سے سوچ بجا کر کبھی سکے میں ڈال دیا۔ وہاں فکر کے شعلے بھی بجھ گئے جیسے مرلیں عصیوں کے گرد برف لپیٹ کر جسم کے کیسوں کے ساتھ جرایم کو بھی نڈھال کر کے فنا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح حیات کی کہاں کہاں کے ساتھ ساتھ جات کا سوچ فکری نکاؤں میں ٹھوٹھ کر رہ گیا۔ میں نے اطمینان کی سانس لی۔ سوچ کی بیہم حراس سے بچنے کے لئے مجھے کڑے دام ادا کرنے پڑتے تھے۔

پرتھوڑے ہی دل گذرے تھے کہ مجھے، حساس ہوا کہ گاؤں زندگی کا مقبرہ ہیں۔ وہاں بھی زندگی کی بعض جتنی ہے، دل دھڑکنے پر بہتہ مگر لعینی نکاؤں خون کی کوکھ ہے ہستی کا عظیم رحم۔ مجھے کچھ شبہ سا ہوا۔ سوچ کا سانپ کہیں حیات کے اس گہوارے میں نہ آجائے! مگر میرا خیال خیال ہی رہا۔ دماغ کے رحم، وہ فکر کی کھر جیس بھر لے لگی تھیں۔

ایک دن بیہم سا خوف دھو میں کی رکھا کی طرح رہتا ہوا میرے ذہن کے صاف آسمان کو ٹکچا کر کیا گھر میں پانی کا کام کرنے میٹر مینوں کو بلوایا گیا۔ وہ نہ آئیں۔ میرے والد صاحب کے کارندے میٹر ہوں پر بہت برسے اور ایک کی پٹائی بھی ہوئی۔ دوسرے دن صرف ایک میٹر مین آئی۔ وہ اکیلی بھلا بھلا خاک لبائی کرتی میٹر پھر پکڑ بلوائے گئے۔ مار باندھ ضرور ہوئی تو ایک بوڑھے میٹر نے کہا کہ گھر میں صرف ایک میٹر پڑانی سارشی ہے، البتہ ہی باری باری ہیں کہ میٹر مینیاں گاؤں کو آتی ہیں۔ اپنی جھوٹوں کے اندر ٹھہر ٹولی میں سب نیکی رتی ہیں۔ اپنے کام سے مکتی ہیں تو اٹنگ سی پتی باندھ کر نکلتی ہیں۔

سوئے ہوئے سوچ کے پوٹے کھینٹے میں نے پھر اُسے تھپک تھپک کر سلانا چاہا۔ میں نے خوب سبریں شروع کیں۔ ورزش بھی کرنے لگا اور بندوں کے کرمیلوں بل شکار کے لئے جنگل کی طرف بھل جاتا۔ شام شام کو ٹھٹکا ماندہ آتا

جنوں

لے محبت کیا ہوا بہ لے جنوں یہ کیسا ہوا؟
 آج آنکھ رو رہا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
 ہر گھبراہٹ مری زباں سے لے جانے کا گدڑ
 اور وہ سیتے رہتے تھے ہے باجسم تر
 لے محبت کیا ہوا یہ لے جسوں بہ کیا ہوا
 مہر بنی ناووں سے اُٹا جاتا تھا اس پہر کا رنگ
 اے تاج جس پر چڑھنا چلا جاتا تھا رنگ
 ہائے وہ محسوس مطرب اور جراتی سے رنگ
 لے محبت کیا ہوا بہ لے جسوں یہ کیا ہوا
 نکبانے ہوٹ عارض رعب کی رہماں
 ہنسی ہنسی سر جہاں اور ہنسی ہنسی زردیاں
 سرم غصہ ہے بسی، بیجا رگی ہے تابیاں
 لے محبت کیا ہوا یہ لے جنوں یہ کیا ہوا
 ہائے وہ مالوں میں رفتہ بکلیوں پہچکیاں
 عجز کے آغوش میں وہ حسن کی دارا تیاں
 اور مسلسل گوہر تہو و را آنکھوں سے رواں
 لے محبت کیا ہوا یہ لے جسوں یہ کیا ہوا
 روکے بہ کہنا، نہ تھی غم سے ہمیں ایسی امید
 ایسے لعلوں کو سچے تھے محبت سے بعید
 کیا ہی رہی تھا ہمیں ہمیں مستاق دید
 لے محبت کیا ہوا یہ لے جنوں یہ کیا ہوا
 دیکھتی آنکھوں سے اکو سرنگوں دیکھا کیا
 جیتے جی میں انکا بہ حال زلوں دیکھا کیا
 خود سے ہٹ کر اینا ہی جوتے جنوں دیکھا کیا
 لے محبت کیا ہوا بہ لے جنوں یہ کیا ہوا

آغا سرخوش قزلباش؛

رہ گئے۔ مگر شوخ کالے کوڑوں نے چلتے کے کنارے کے چلے آوروں
 کے سروں پر ٹھونکیں مارنی شروع کیں۔

کال منہ کھولے کھڑا تھا۔ پورب دیں ورو مدتا
 سکھاتا ہوا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہ ہواں آہی بھا۔ بہ
 فاقہ زدہ مرزا و مرزہ نہ جھٹلے کے چٹلے زمانے میں مزدور کی
 کا کوئی کام ملنا تھا اور نہ قرض ملے سب باہر ناہاں خالوں
 میں روپوش تھا۔ بازار میں صرف وہی نہیں تھیں غلہ
 نہیں تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اورج بچ کے کارا جسوں
 کے کولہ میں دروٹا تھا۔ دھوکے کے پاؤں سے اونندگی
 تھلا اٹھی۔ بھیا نک خواب کی طرح حریف ہر آدمی اور
 پرندے کی جھٹک جاری تھی۔ میرے دماغ میں جو حال
 کا ناوک ہوتا تھا۔ ابھی بناہ افہم کی کافی گہرائیوں سے
 ایک دھندلکا کھرا۔ میں ڈرنا رہا تھا۔ جھٹک
 جھٹک! اور میں سوچنے لگا اس جھٹک سے نکلنے کا
 راستہ؟

اختر انیسویں

یاد رکھیے

(۱) ساتی میں سانچ ہونے کے لئے جو سوداے پہنچتے جاتے
 ہیں انہیں حتی الوسع محفوظ رکھنے کی کوشش کی جانی چاہئے تاکہ
 واپسی کی ذمہ داری ادارہ ساتی میں لے سکا جائے۔ اس لئے آبائے
 مضمون کی فضل ایسے پاس رکھ لیا کیجئے۔

(۲) جواب طلب امور اور واپسی مضمون لینے والوں
 ڈاک بھیجا کیجئے۔

(۳) ساتی کے بہرہ کی شکایات ہر مہینے کے دوسرے
 ہفتہ میں کرنی چاہئیں۔ اس کے بعد بہرہ فیما بھیجا بھیجی شکل ہو
 اور آبا اینا نمبر برداری کھانا نہ ٹھولے۔

(۴) سالانہ چندہ چلے روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجا
 کیجئے۔ دی طبی کرنے میں آپ کو چار آنے زیادہ دینے
 پڑیں گے۔

نمونہ کار پر نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔

منجبر ساتی۔ دہلی۔

رومانی افسردگی

کردہ انبیاء کو ملحوظ رکھیں میری اداہی سفسد ہے۔ جن ایک ادیبی قسم ہے غم کی حسابہ۔ نارنگ۔ جسے میں نے کبھی بھی محسوس کیا ہے۔ یہ خط اس نے ۱۹۲۲ء میں رچرڈ کو لکھا تھا۔

سیا طور پر یسوع ہوسکتا ہے نہ لجر اس بیکلیاتی امید کو خیر باد کہے جو گورخریاں سے نمایاں ہے، اگر تے نے سید افسردگی کا تجربہ نہیں کیا۔ کوئی نہائی اُس آدمی کی تنہائی سے زیادہ خود نکس۔ جسے پہلے مذہب برا عقدا دریا ہو اور پھر وہ نازل ہو گیا ہو۔ رہناں نے تھکنا سے اپنی علیحدگی کو یوں بیان کیا ہے کچا جاتا ہے کہ سیکال جھیل کی چھلیاں ایک دفعہ تھکیں یا بی ہیں یہی تھکیں لیکن انہیں نازہ یا بی کی چھلیاں بننے میں ہزاروں برس لگے۔ جگر تھکے ہیں یہ تبدیلی چند ہی ہفتوں میں ہو گئی۔ جادو کے حلقے کی طرح کتھولک مذہب زندگی کا اس قوت سے احاطہ کرتا ہے کہ جب کوئی تھکے اس سے محروم ہو جاتے تو اسے دُنبکی ہر جنبہ کیف معلوم ہوتی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں کھویا گیا ہوں اور دیا مجھے سرد اور بنجر رگستان کی طرح نظر آنے لگی۔ اُس لمحے جب عیسائیت میرے لئے صداقت نہ رہی۔ دنیا غیر دلچسپ معلوم ہونے لگی اور مٹھکا خنزیر میری زندگی کی بنیادوں کے ٹٹے جانے کا یہ سانچہ مجھ میں خلا کی سی کیفیت پیدا کر گیا۔ ایسے خلا کی جو بخار کے بعد یا غم انجام محبت کے بعد پیدا ہو جاتے۔

مذہب بر سے ایمان اٹھ جائے کے بعد کی تنہائی بہت سے رومان پرستوں میں ایک عجیب طریقے سے بغاوت کے جذبے سے ملی جلی ہوتی ہے۔ اس قمار کے رومان پسند ایک ایسے خدا کے خلاف طعن و تسبیح کی بھرا مار کر دیتے ہیں جس کے وجود پر وہ کوئی ایمان ہی نہیں رکھتے۔ مثلاً لکونٹ۔ ڈیل۔ کی قایل۔ جو بائرن کے ڈرامہ قایل سے ملتی جلتی ہے۔ وہ خالی آسمان کو مسکا دکھاتا ہے۔ بالآخر دے دے دگی کی طرح اس حلا کی طرف پُر غور و حقاقت کا رویہ اختیار

یہاں تک میں جدید افسردگی کی صرف ایک شاخ کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ یہ صنف شاخ تو بریاں اور بائرن میں بھی اور ان کے لافند و عقید بن میں بھی سلی اور ظاہر دارانہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ افسردگی قدما میں بھی موجود تھی، بقولری غم سے کھونے کی طرح کھیل کرتے تھے۔ اور عشرت غم سے ٹھٹھ بیکرتے تھے شاخ تو بریاں کی مایوسی ادبی تہرت کا وہ ضرورت معلوم ہوتی ہے جسٹرن بائرن کی اداہی میں جوانی اور علی جھلکی کی مھر کہ آرائی دیکھتا ہے۔ لیکن شاخ تو بریاں اور بائرن کے یہاں بات ہمیں تک ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ رومانی افسردگی میں کیا چیز مخصوص اور ماہ لاقیازہ ہے، ہمیں اس بنیادی فرق کو اولیادہ واضح کرنا پڑے گا جو کلاسیکوں اور روسکے جس میں ہے۔ روسو بریاں رکھنے والے جدید نسل کی طرح انفرادی اور ذاتی وجود میں قدامت کی نسبت زیادہ پھسے ہوئے ہیں۔ زمانہ جدید کی افسردگی میں بحساس تنہائی تقریباً ہمیشہ رہا ہے صرف اس لئے نہیں کہ ایک خلائی ذہنیت اپنے انوکھے بن پر زیادہ نگاہ رکھتی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ گرواجی بندھن تجربہ باقی تنقید کے ہاتھوں کمزور ہو چکے ہیں۔ جدید دور کے اس غار خے کی یقیناً سب سے اعلیٰ شکل وہ بیماری ہے جو ہمیں مذہبی اعتقادات کے زائل ہو جانے کے بعد ملتی۔ یہی وہ بات ہے جو سبناں کو اور آئینہ کے حزن و مایوسی کو گرنے کی غمگینی سے ممتاز کرتی ہے۔ گورخریاں ایسی انسانی نے کی وجہ سے جدید محبک سے تعلق رکھتی ہے، اس میں شعلے جلیقے سے ہمدردی پائی جاتی ہے۔ لیکن اپنی افسردگی کے اعتبار سے یہ زندگی کی اس لازمی غم انگیزی پر قدامت کے غور و فکر سے آگے نہیں بڑھتی۔ جسے ہم اداہی کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ گورستانی اسکول کی دورانی تخلیقات کی طرح یہ بھی جلتی کی — *romanticism* — کے بیان سے براہ راست تعلق رکھتی ہے یہاں یہ مناسب ہو گا کہ ہم گرنے کے بیان

۱۵: یہ اجتماع صمدین جسٹرن سے پہلے وارڈ سورتھ کے یہاں بھی ملتا ہے جو انی میں ہم انھیں میڈان لند کہتے ہیں۔ جہاں آؤں کے سیرے ہیں۔ شام کو صبح صادق سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور خزاں کو بہار سے۔ تو بہات سے ہم عموماً اتنے خوش ہوتے ہیں اور ہماری خوشی اتنی حد سے بڑھ جاتی ہے کہ ان سے تھک کر ہم غمناک تصورات میں لذت لینے لگتے ہیں۔

کے *Impedance* نواب ایک زندہ آدمی نہیں ہوا
ہذا اب اس کا سلسلہ ہے جو ہرگز نہ شکم کر دیا ہے۔

ملکہ بچہ کی داد اٹھی طور پر بے چین دماغ۔

آس کا آتش نشان *Impedance* میں کو بیڑا ناطت میں
مدغم ہو کر ی تنہائی سے رہائی ماننے کی کوشش ہے

مدغم کی رو سے انسان کو کسی ایسی طاقت سے ہم آہنگ
ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، جو ذہن اور اسان دونوں سے بالا

ہے جو اعلیٰ کی طرح ہے، اس طرح ہم اپنے خدا نہیں یا مستی بعید کے بعض
فلسفوں کی طرح جس قانون سے سمجھتا ہے خدا جس قانون کو

پڑا ہے اسے قابو نہیں ہے۔ یہ کہ آدمی اس کیجی سے دور ہو جانا

ہے۔ "محض بد معاش آدمی ہی سہا ہوتا ہے۔" محض وہی کہ

کھلے میں سے روٹوئے اپنے اور بطنہ سمجھا سچائی کا یہی عنصر

لمبا ہے۔ روموے جو آیا۔ کہا کہ خلافت اس کے محض اچھا آدمی تھا

جو تھا ہے۔ اما، ملکہ روٹوئی بات یہ سمجھ ہے۔ اور جس کا یونان کے

سات واسطو روں سے ایک قول ہے کہ بہتر آدمی مرنے ہونے

میں ملکہ کوئی ہے۔ اس ایک کام کرنا چاہیے جو دستور کی ہو تو بہت

کم آدمی اس کا ساتھ دے گا۔" رومو کی یہ بات بھی صحیح ہے کہ جانتے

آدمی کو سوسائٹی میں ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی بد معاشیاں عمل میں

لا سکتے ہیں۔ اس بار بھی رومو کی نگاہ نہیں پہنچی۔ تنہائی سے

رہا وہ ایک نوجوان تیرہ برس ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے بہت ملنے جلنے

کے باوجود بھی ایک، وہی خوفناک تنہائی کا شکار ہو جسے کہ بوجہ

کہ وہ *Impedance* میں ملکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اس قدیم

سخن کی طرح بھی ہو سکتا ہے جو کہنا تھا کہ تنہائی کے باوجود بھی وہ

کبھی تنہا نہیں رہا۔ پانچویں نے جو خود بھی تنہائی کا شکار تھا اس

مسئلہ پر بہت کچھ سوچا۔ اور ماضی طور سے اس حقیقت پر کہ گناہ

کا نتیجہ ہمیشہ تنہائی ہوتا ہے اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس مسئلہ کا تعلق

سوانح نگاری کی مدد سے زندگی کے دریاں سے کیا ہے پھر اس نے

Paradox حداثہ ہم آہنگی کا احساس رکھتے تھے اور انہیں

کسی دوسرے ساتھی کی منتانہ تھی۔ ایمان کے کمزور پڑنے ہی بعد کے

Paradox زندگی رفاقت کے احساس سے محروم ہو گئے۔ لیکن

ملہ تنہائی کے تعلق موشا ستر میں ایک بہت قابل ذکر مکتبہ تھا، ایک آدمی تنہائی میں ملکہ ہوا اور ماضی میں ملکہ اس نے رشتہ دار سے ترک کر دیا اور دیتے ہیں

اس کے بعد اس کی اپنی امید صرف وہم ہی ہے۔ وہم کی مدد سے وہ اس تاریخی کو عبور کر لیا، جو جسے بارہا نہا باب مشکل ہے

کرنا ہے۔ وہ خدا سے اس عادت کو جھوٹے رس سے لے راضی نہیں ہوتا

لہذا بغاوت اُسے غامض سمجھ پڑا ہے اسے سے بچائی ہے ایک باکل

ایسا ہی جذبہ ان سلطان کی تعریف کو گوہر میں ملتا ہے جو مد میں محض

اس لئے چیتے رہتے ہیں کہ گناہ کر کے میں اور زیادہ مڑا ہے۔ بارے

دور سے دے لی۔ کلمہ کے مجاہد اور بائیں کے دیو دیو کو ملا دینے

میں وہ مباح ہو گیا۔ نیکس عام طور پر روحانی پڑا شخص دوسروں کے

ساتھ عہد میں شامل نہیں ہونا خواہ وہ عبور ہوں خواہ کلاسی

جہاں تک روحانی ادارے یا عفا کا تعلق ہے روحان یرست

تنہائی مرنے پر ہو رہا ہے۔ مگر ماضی کے قصہ پر بردہ اسامی راوری

کے ایک مذہب کی مبادی کے کی امید ہے کہ یہ شخص بہت سے

لے کر ایک ملکہ اس شخص کا نام اصول احمدی مر رہا ہے۔ اتر

احمدی کا اصول ہے لوگوں کو جو اسی امر اور ایک کو ذریعہ

تک لیجانا چاہتے ہیں واقعہ سمجھا کر کہ کسی کو بغیر کوئی وجہ نہیں کہ

روحانیت کو محبت نظر نہ زندگی قبول نہ کر لیا جائے۔

نکس لطایف اور ماضی کا اہم اس خراب سے زیادہ نہیں

تلاش نہیں۔ لیکن یہ سب ایسی ہیں جو آدمی کے وجود سے اس

پر برتر ہونے کے باوجود دل ہلاکت والی تنہائی ہے۔ اس کی حامل ہے

مجمعی کو جو جو اس آرزو میں رہتا ہے۔ اس حملے سے رومو کی

آخری کتاب شروع ہوتی ہے اور آخر میں اسے اس بار پر

ہوتی ہے کہ وہ جو دنیا میں انسانوں سے ملے زیادہ محنت کر رہا ہے

اسی کو سب سے زیادہ تنہا رہا۔ اس میں اس دنیا میں اس طرح ہوں

جیسے کسی اور سب سے اس میں سب سے اس میں آٹھ ہوں۔ جس

کی دانت سے کوئی بڑی سے نہیں قابو میں رہنے کے لئے موجود ہیں اپنی

لو طلب و دعاؤں دونوں روحانی معہوم کے اعتبار سے، نہ صرف کہ

ایک دوسرے کے خلاف سمجھ میں جاتے ہیں بلکہ اسے طور پر رہا ہے

دوسرے علیحدہ ہو جانا چاہتا ہے نہ صرف آرمی کے ملکہ روحانی

افسردگی کے دوسرے مصلحت بھی۔ *Impedance*

کو ذہنی تنہائی کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے وہ تنہائی اور آدمی

پر غالب آجائے والی قوت، فکر میں خوب کر رہ گیا تھا، اور اس نے

اسے دوسرے انسانوں سے کوئی احمدی بانی نہیں رہی تھی۔

ملہ تنہائی کے تعلق موشا ستر میں ایک بہت قابل ذکر مکتبہ تھا، ایک آدمی تنہائی میں ملکہ ہوا اور ماضی میں ملکہ اس نے رشتہ دار سے ترک کر دیا اور دیتے ہیں

اس کے بعد اس کی اپنی امید صرف وہم ہی ہے۔ وہم کی مدد سے وہ اس تاریخی کو عبور کر لیا، جو جسے بارہا نہا باب مشکل ہے

ملہ مارک توین نے کہا ہے اگر تم نیک ہو تو تنہا رہو گے۔

ہے کہ وہ بلخ تجارت سے نہیں گذرے۔ لیکن اس نے ایک زیادہ ترقی یافتہ
ہدیہ کی کتابوں میں ان تجربات کا حال پڑھ لیا ہے اور وہ ان تجربات
کے پوچھ سے یہ گیا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ قبل از وقت نامیدی
کا سکا رہ گیا ہے۔ اور زندگی سے لطف اٹھائے بغیر ہی اس میں
زندگی کو ختم کر چکے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نامیدی کو
عیسائیت کا کوئی خاص واسطہ نہیں۔ زمانہ وسطیٰ کا واکمال بھی نہیں
ناتوہریاں اس کے حل کر رہا ہے کہ مظاہر پرست دنیا (یونان و روم)
کے روال سے اور دوستوں کے حلقے سے انسان کی روح میں اسی
اور مردم میرا ہی اسی ٹھہری ہے نہ نکلتی ہیں وہ لوگ جنہوں نے
اس طرح زخم کھانا تھا اور اسے سانپوں سے الگ ہوئے تھے
پلے جانے ہوئے۔ میں پناہ گزین ہوں لیکن حب بدذلیعہ ایہیں
تسکین نہیں دینا۔ اب وہ دنیا میں رہتے ہیں لیکن وہ اس سے
نعلق محسوس نہیں کرتے۔ اور ہزاروں روہام کے تسکار ہو جاتے
ہیں یہیں سے اس مجرم افسردگی کی ابتداء ہوتی نظر آتی ہے
جسے بے مقصد اسات ختم دہتے ہیں وہ ایک خالی دل میں
اینا ہی شکار کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

عطا محمدؑ

ایک مادل جو جس میں ایک طوائف کی دردناک عرشا گجز
نکرس۔ زندگی کے حالات میں کے گئے ہیں ہاں غم ناک کہانی جو
حس کے بڑھے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ
آورد زندگی گذارنے والی کے پہلو میں ایک حساس اور مجتہد کرے والا
دل دھڑکتا رہا ہے۔ اور حیا بیا ہوتا ہے اور اسی تہلی اور برادری کس
طرح ہوتی ہے۔ بہ سبب کچھ آنکھوں کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔

فہمت عرف دورو ہے

گنہگار۔ ادیت بہرہ حضرت اہم آلم کے سبب نہایت عمدہ جدید
افانوں کا مجموعہ گنہگار رسالے ہو گیا ہے۔ انسانی
معصیت احمد اسی، سیاہ قلبی، حس و عشق کی میری، اے بسی،
تجارت کی اور بے تنائی کے اور بے صرف گنہگار ہی میں آس کو
مل سکتے ہیں۔ فہمت اکر و بہرہ
کایتہ۔ ساقی بک ڈیلو۔ دہلی

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی تنہائی اخلاقی نہیں ہے۔ محض
ایہی انسانی تھمبیت کو رنی دینے سے اور اسی سلسلے میں اسٹیک کو تھمتس
کر کے رہنے سے تنہائی کے مرض سے بچنا ناممکن ہے۔ اگر کسی حد
تک مسرت کا حصول ممکن ہے لیکن وہ مسرت جس کا خد بابتے
دیکھتا ہے یہ اخلاقی ہے۔ ذاتی بھص۔ اور خود غرضانہ۔
رہنے سے باطلیت تک اور بعد کے انحطاطوں کا سلسلہ قائم کر کے
سے زیادہ آسان کوئی کام نہیں ہے۔ مثلاً او۔ اسی ماں کے
مادل اور بزرگامیر دے۔ اسے سینٹ جو اس قمریک کے آخری
زمانے کی مبالغہ آرائیوں کا نمونہ ہے۔ دے۔ اسے سنت مکمل
طور پر دوسرے انسانوں سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے اور اپنے
اختراع کی ہوئی مصنوعی جنس میں عجیب اور تبدیلاجات کی
تلاش میں مشغول ہو جاتا ہے۔ لیکن خود پرستی کی آمیزش کی وجہ
سے مسرت کا خواب ڈراؤنا مل جاتا ہے۔ اور اس کے رٹ کا
عمل ایک درجن جاتا ہے۔ *مکمل* *مکمل* *مکمل*
یہ کہنے میں جن بجا نہ ہو کہ دے۔ اسے سبب محض درتیرا رہتے
ہی ہے مگر اسے جدید شکل میں پیش نہا گیا ہے۔ سلسلہ اور
ٹوٹا ہوا اور جس کے احساس کمزور ہیں اور معدہ ناکارہ۔ اور
اسی سال سے اب بدستہ بدرجہ تباہیلا گیا ہے۔

دہائی روایت اب دہائی سے دیوانے کی طرح بھڑکی
تھی کہ انکھ اخلاقی کو تھمتس کا مدل محض حدیث اور مزاج کے دھار
پرستی سے بچنے رہنے کو فرار دیا میں تباہ چکا ہوں کہ اس اخلاقی
مجمہولیت کو بدھ مت نے خام بڑائیوں کی جڑ بتایا ہے۔ اپنے عروج
کے زمانے میں عیسائیت نے بھی اس سلسلے کو روج دی تھی۔ اس
نکتہ کی وضاحت کے لئے یہ ضرور بتا ہے کہ جہاں میں نے کلاسکی
اور رومانی افسردگی کے معانی کہا وہاں زمانہ وسطیٰ کی افسردگی
پر بھی کچھ کہوں۔ شاتوہریاں نے ایہی کتاب عدائیت کی روح
کے ایک مسطور باب میں اپنے زمانے کی اس بیماری کا ماحد عیاں
اور زمانہ وسطیٰ کو فرار دیا ہے اس پہا لے اس لئے اس کتاب میں
جو عیسائیت کا اعتقاد رہے رہتے کو دھل کر دیا۔ اور اس طرح
لقول سینٹ بیو کے مقدس روٹی میں اس نے نہر لا کر دیا
ہے۔ شاتوہریاں کہتا ہے کہ زمانہ جدید کا آدمی اس لئے افسردہ

لا جیتس بل اس انی ایک نظم میں کہتا ہے کہ وہ طری خوشی سے جسم میں داخل ہوگا۔ کیونکہ ناقابل برداشت بے رحمی کی بجائے اسے
دہاں تکلیف کی ابدی جنت مل جائے گی۔

کوئی چار کر پڑے اتنا کر دیکھئے ان گڈوں کو جنکی کھال تے
گوشت کتنا گھل چکا ہے ہڈوں کے سفید گوہے میں برابر کی کھل
ہی ہے اور ماتنجیں تو خیلانی پھرائی اور بنے کے علاوہ کسی بات کے
واقع ہی نہیں۔ مگر اس کا کسی کو کیا علم۔ اور ہو بھی کیوں۔ سرکار کا کام

در پھر بل کھاتا محنت مٹھوئے لگتا۔

کے سر اٹھ جہاں تو یہی سونا سونا گنگا جل سا لاکا سا راتیں ڈٹ
کی لندی سے گر پڑے اور دھرتی کا سببہ بھٹ جائے پھر نہ
جانے کیا ہو۔

”گنگا مائی کی ہے!“ بیٹے سے لوگ جلا اٹھے۔

”ارے۔۔۔ رے مچھلی نوح رہی ہے۔“ تیر جلائی۔

”وہاں کنا کر رہے ہو غریب۔ جیل نے آخو کر بکارا۔

”یکڑی بچکے لے مچھلی۔“ عزیز پل پر جھلک گیا۔

سو بچ کی کمر میں بانی برناحتی ناحی کرم ہو گئیں۔ بانی
کی ددر تک مچھلی جاو ریتیشے کی طرح جھک اٹھی اور بانی کا شور
کرم ہوا کے ساتھ ڈاک بنگلہ سا ان نینوں کا لعا قہر کرتا رہا۔

اس کے بعد گھنٹوں تک بچ کی کھالے آواز چلتا رہا اور جیسے
دل کی دھڑکن بھی سست ہو گئی۔ قہقہے، الفاظ، آداریں، ہونٹوں
سے نکلتی، درو دیواروں میں جذب ہو جاتیں اور کمرے کی فصا
گم گم ہو جاتی۔

مغرب کے کالے درختوں میں گرد سے اٹالال ہواقی سا
اُچھا تھا۔ جاووں طرف مٹا داغار پھیلا ہوا تھا۔ ہوا میں سسنی
اور فضا میں گرمی تھی۔

”آب بھی چلے گا۔“ عزیز نے کمرہ اٹکانے ہوئے کہا۔

مصووعی جھرنے کے خیال نے تیر کے دل میں بکلی سی گدگدی
اور ہم بھردی۔ جیسے ادنیٰ بینک دل میں ایک لہری سی اٹھا دے۔
خوشی۔ ہراس۔ خود۔ اور گدگدی بھری۔

”اُٹھئے، اُٹھئے، لاس جلدی کیجئے، تیرے جیل کو اک۔“

”بجھم دیکھو نا ابھی کتنی میس ہے۔۔۔۔۔ اچھا آپ اچو

کے سارے چلے ہم ابھی آتے ہیں!“

”موبہ آپ تو چلیئے عزیزنا۔ جب۔۔۔ آتے رہیں گے“

ہوا خاصی تیز ہو گئی تھی۔ تیر کا دمٹہ ہوا میں بار بار لہرا

جاتا۔ جیسے کوئی آبی پرندہ مچھلی پکڑنے ہوا میں غوطہ لگائے عزیز

کی رنگین قمیص اور نیلون جسم سے جٹی ہوئی تھیں۔

”اُف وہ۔ یہاں ہوا اس قدر تیز ہے۔“ بچ کی ہوا میرا کھارے

دیتی تھی۔

عزیز قریب آگیا۔ ہوا کی تیزی بانی کا شور بڑھا رہی تھی۔

مغرب کی جانب آسمان پر بھورا رنگ پھینتا جا رہا تھا۔

”اندھی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔“ عزیز نے باؤں میں

ابا بھی ہونا کہ میلی میلی سنتاں چھپالے کھاڑے سیاہی
مائل تیل کی الماری میں سے نائب ہوا۔ میں مگر دوسرے تیسرے
دن الماری بھر انہیں اُکل دیتی سفید خوبصورت گولیاں چوہے
کھا جائے وہ کبھی نہ ملتیں۔ نھر مایٹر میں برگر پڑتا اور پارہ زمین
کی دندروں میں چل جاتا۔ اور جب کچھ ہوا ہی نہیں۔ حمید بی صیبتا
ڈوبیاں اور نھر مایٹر لے آنا۔ ہوتے ہوتے نہ ٹوٹ بھوٹ۔ کھونا
بانا روز ان کی بات ہر کوئی جیسے سیلی میلی انگلیوں کا ڈھبلی مسکی
گتھواں کھال ہر پٹکنا۔

مشتبوں سے رُکا بانی بد کے ایک طرف جمع ہونا بھیت
اور گہرا ہوتا جانا۔ میلوں تک گنگا کا ٹھیرا یا فی موجیں مارتا رہتا
جو ہر بھی تھا بنا بھی اور کا لکھی کبھی کبھی ہر رنگ نیلے پر چھا
جاتا اور کبھی نیلے اور برنگ کا بھل ہلکی سیاہی میں ڈوب جاتا
نظر اس پار درختوں کی قطار سے چھوڑنی جو کانی کے اونچے چے
ٹیلوں کی طرح زمین آسمان کے بیچ کی تنگ جگہ میں چھانی ہوئی
دھند میں کھوئے تھے۔ بچ کے دوسری طرف بانی کی دوہن ہار رہا
چھبلی ریت کو کاٹیں۔ اُفتی کی سیاہی میں گر پڑے۔ کاسے مند
کے چوڑ چوڑ سے یا فی رستہ رہتا۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے
ایاں جلتی رہتیں اور ہر ایسا اور سیاہی مائل یا فی فیس ڈٹ
کی اونچائی سے پھیلی ہوئی چاندی من کر کر میٹھا۔ میل کے نیچے اک
گنگا کا رُک ہوا یا فی تنگ سے مالے سے دھلا طما سب جھانک حائر
کی صورت میں زور سے گہرے بانی سے سینے میں گھس جاتا اس
سد مد بل لھائی ہوئی بڑی سی موج کی گرج طبیعت میں ہول
سی بھر رہی اور دل پسلیوں سے ٹکرانے لگتا۔

بیر نے جیل سے نکلے ہوئے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔
”اگر کوئی اس میں گر پڑے۔“ اُس نے جیسے ہوئے بچ میں
بہا۔ جیل لے اُس کا نہانہ دباتے ہوئے اُسے پہلو سے لگایا۔
رام، ہمارا میں بادلوں کی گرج تھلا رہی تھی اور پانی کا
اور جیسے دھرتی کو جھجھوڑ رہا تھا کوئی۔ بیشل قدم اُدھر ٹل کے
ری طرف چار پانچ بانس گہرا پانی دور تک چپکا پڑا تھا۔ نیلا
سزی مائل۔ ہلکا سیاہ بہت دور اُس پار کالے کالے ٹیلے
دھند میں سر اٹھانے کھڑے تھے۔ اور اگر کہیں ایک دم سے اس بند

اکھلاں پھرتے ہوئے آسمان کو دیکھ کر کہا
”دھچکنے پوٹ ماسر متبر بجاتی“

”نہیں جی۔ ڈر کا ہے کہ ہے چلے۔ اس دھار کی طٹ چلیں۔“
نیر نے نذر بن کر کہا اس کا دودھ ہوا میں بعد میں آگیا۔
”مذکر کر رہی ہیں اب“ غریب نے خود سے بھر کا ہاتھ بکڑ لیا۔
”جھوڑا رنگ نام آسمان یہ عیصل کہ عیصل کا پڑ گیا تھا تو کا
زور مدھم ہو گیا تھا۔ وہ گلے لگے لگے اس پار پہنچے تھے دھار
جنگھاڑتا ہو، بل کھا رہا تھا۔ انا سلیس یا فی کی طرح بہ منٹلا
رہی تھیں۔ شاہوں میں چونچے دبائے اٹھنے پانی یہ بھلا آید۔
ٹانگ پر کھڑا اور نگہداشتا۔ ناسے سے دراپٹ کر ساروں کا
ایک چوڑا فٹ بھر پانی میں ڈوبا تھا۔
”اُس کا دل رور اورست دھڑکے، اگر کوئی اس میں جھانکے
تو جھڑے غرت کی مہیں جیسے پیچے سے کزلی
”اگر اس میں کوئی گڑھے کے کوچے سوڑی“ جیسے وہ جواب
جاتی ہو۔

”اویں ہو بہ“ اس پر غرت دھاتی طاری بھی۔
”اور اگسا نکدہ سے یہ بدلوں سے“

غرت نے سوچا وہی جو طبعیت کے لئے سمندر کا روک ہٹ
جانے پر ہوتا ہے مگر اُس کے منہ سے صرف یہی نکلا۔
”دب رکھا سا گرا اس دھار کے کی طرح گرتا شور مچانا بھیل جائے
اور ہم تم دونوں ہوں کی طرح ہم جاتیں“ اُس کی آنکھوں میں پتیلیاں
کی تابناکی بھری تھی۔ اور نظریں کسی غیر مرئی تھے۔ جی نہیں۔ ایک عجیب
سی چول نیر کے دل میں بھرتی اور دل زرد زرد سے دھڑکنے لگا۔
”اگر کوئی اُسے زور سے چٹائے تو یہ دھڑکن دب جائے۔
.. جلیل صاحب! نکدہ نہیں آتے۔ جاے یہاں کتسا گرا بانی
ہے“ وہ سوچ رہی تھی اور وہی آپ ہی آپ سے ایسا بھولے ہوئے لگا
جیسے اُس کی انگلیاں ڈھیلی ٹسکی کھال پر ریگ رہی ہوں جیچا پتے
تیل میں ڈوبی۔ ایک ہلکی گلابی بھر اُس کے رخساروں کو جموتی آنکھوں
کی نئی ہنسی تیر گئی۔
”کرارک“ تیز باریک سی آواز ہوا جیسی دھارے کی گونج میں
سما گئی۔
”کرارک“ کرارک“ مادہ سارے نے لمبی گروں سے پانی پر عمو ڈالنا
ہوئے جواب دیا۔ ان دونوں کی نگاہیں دھار پانی سے سمٹ کر آئے سارے

تھکنے لگیں اور پھر ٹھیک گتیں بیک وقت جیسے وہ مائوں کی بولیاں
سمجھتی ہوں مجھو سی کا متی تائیں سہی سہی جیسے کچھ کہہ دیا ہو جیسے کچھ
لیا ہو جیسے کچھ دیکھ لیا ہو۔

”جیل گہواں رنگ میں خوب سرخی بھر جانے سے سبکوں ہو گیا تھا
جلیل کی آنکھیں یا توں کی طرح چمکے ہی تھیں۔ میری سات سال کی
دوست کا یہ دل کمرے سے نکلتے نکلتے حانساں کی رفتار میں کی گئی۔
”جرات یہ تھک آخر یہاں کس نے کی ہانسی آنکھیں غصہ سے
اُٹلی طرے تھیں

”جیسے وہ کچھ جانتا ہی نہیں“ غرت نے سوچا لیکن اگر وہ کہہ دے
”جلیل کی کمروری نے تھر کی جرات نے، اُس غرت نے جو اُسے ایک انگ
میں بھی مچھی ہے عمر کے س طبعان نے جسے وہ ہیں روک سی اُس سیاسی
نے جسے جلیل الرحمن قرنی بی سی۔ ایں نہ سمجھا سکا۔ اُسکی بدھنی نے، اُسکی
کمروری نے ہاں اُسکی کمروری نے“ تو کائنات عالم کے ذرے ذرے حرکت
اُسکے دل میں سمٹ گئے ساروں کی گردن اُسکے دماغ میں حل ہو کر جاتے۔
اور وہ چپ رہا۔ اور اُسکی نظریں فرس بر جی رہیں۔ آسنن کا سانب پنچ
دات، اُس کے لبوں سے گوشتوں پر سفیدی پھیل گئی۔

”تو نے یہ نہ سوچا کہ مرکز سے بی۔ جیسے کس نے کہا باپسہ
کس نے نکالا، نوکری کس نے دلوائی ہوئی بھانہوں کے ساتھ بھی ایسا
سلوک کر سکتا ہے؟“ وہ غصہ سے کانپنے لگا۔
”ہاں بول بول بھٹا کیا ہے؟“ حاکم نے انداز اُس کے ہجو بر عادی
ہاں گہا تھا

اور جیسے موج تڑپ اُٹھے ”مہری بدھنی نے نہاری داگی
نے۔ سات سال کی کمروری نے۔ سات سال کی آدورگی سات
سال کے ساتھ لے۔ مرائی نے۔ گندگی نے۔ میری غرت نے تعلیم کے
سوقے مہری صوڑے میرے جسم نے۔ .. بھائی اسلوک!!
دوسری!! ہو بہ!!“

جلیل کے چہرے پر گندہانی سیاہی چھائی گئی گامی کا لمبی ٹھٹھی ٹھٹھی
بیلہ ہٹ کی رمتی لے کر میں سکوت تھا اور تار کی۔ کامل سکوت
اور گہری تائینی جیسے گنے جھکی کی ڈراونی دستوں میں۔ جیسے قبر
کے اندھیرے میں۔ جیسے دل کی گہرائیوں میں۔

سید مسعود زہدی

سیاہ پوش

کئی مرتبہ معمول بن کر کھلایا اٹھی ہے۔ مردہ جسموں میں سے سرے سے جان آتی ہے اور انسان ہر بار پُرانے لہو و لعب میں مشغول ہونہو گیا ہے۔ لیکن اگر ماضی کے وسیع اور حد نظر سے وسیع تر میدان پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گزری صدیوں میں کبھی ریت نے اتنی ناامیدی کا اظہار نہیں کیا تھا کہ جہالت کے بندرہ ہزار سال کی آخری کڑیوں میں۔ لیکن ان کے آغاز مدحیرے میں ہے اور انجام لینے قدموں پر۔ اور دوری کے باعث ہم کو ہر بار سیاہ ببادہ نورچ بھیسنے کے بعد انسانی بدن گزند کے مانند دیکھتے، اُمیدیں زیادہ اور ناامیدیاں کم، ناممکن کم تر اور ممکن زیادہ دکھائی پڑتے ہیں۔ وہ کم از کم ہمینی زوال کی جھلک تک دکھائی نہیں دیتی جسموں کو بیتک نہیں لگتا ضرور نظر آتا ہے کیونکہ دہنی روال سربیک کی چیز ہے اور جسمانی تحریک آغاؤ دنیا سے منسلک کی جا سکتی ہے آغاز جواب تک اندھیرے میں ہے یہاں معدودے چند اساتذہ نے ایک محدود وقت کو مطالعہ کا تحتہ مسن بنا لیا ہے، اور وہ وقت کے تحت سیاہ متبادہ کا چاک گھلاتے رہتے ہیں۔ سقراط سے لیکر جی و ہلر تک اور اسکھو سے کرکاٹیل تک ہر راہ دکھا کرشن تک اور جوئے ان سے شروع ہوئی تھی وہ اب دماغ تک آ رہی ہے۔

جہالت کے پندرہ ہزار سالوں کی تاریخ روح کے زوال سے ذہنی پسپائی تک کا تذکرہ ہے، آغاز میں جسم اور دماغ اتنے مضبوط و دبیر یا نظر آتے تھے کہ ان کی جانب خیال تک کی نگاہیں نہیں اٹھتی تھیں۔ روح ہی محض مطالعہ اور مشاہدہ کے تاثرات کی سطح پر تیر رہی تھی۔ ایک مضبوط جسم اور تندرست دماغ کے بالکل آدم کو اگر کوئی ضروری نظر آتی تھی تو صرف روح، مدح کی حقیقت کا احساس اُس کی مدد پر گھلتی ہوئی بلندی کا منظر۔ روح حوققا مدد نظر کے اصولوں کو کلیتہاً طور سے تسلیم کرنے کے باعث انسانیت کی پروازوں اور مرجھانا کو ایک ایسی اُدنی سطح پر تھا ہے ہونی تھی جہاں اُسے ہر لمحہ مفلتا تھا عین احساس تھا۔ ہر شے کی فراوانی آبادی کی کمی، اور فطرت کے مین ہا خزلنے انسان کے قدموں میں کئی ہی لار وال نعمتیں تھیں جو انسان کو روح کی بلندی سے جسمانی اور

مرکبوں پر، باریوں میں، سوچ کی گندن اپنی چمکتی روشنی میں چند اُفاسی کا لہو دیکھنے سیاہ پوش ہستیاں نظر آتی ہیں۔ شاید یہ کچھ نہیں چار سال کی بات ہے ماضی کا سایہ پھیلنے پھیلنے اب بہت لمبا اور وسیع ہو گیا ہے۔ سیاہ پوش انسانوں کی تعداد ہر لحظہ بڑھتی جا رہی ہے۔ مابوسی کے لبادوں کی تعداد و افزائش ترقی پر ہے پہلے اس گروہ کی میں صرف چند آدمی شربک سے آج ساری خدائی نے ناامیدی کی سیاہ چادر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوڑھ لیا ہے، اور قبرستانوں کے اندر گرفتار ہوئے والوں کی گنتی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ ان تین چار سالوں میں زبردست شک کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سر راہ سوجان چاہتی ہے۔ قوموں کا عروج و زوال، اور آئندہ آسودگی کے خواب سرمنندہ تعبیر ہوتے نظر آتے ہیں۔ مغرب کے رما و خیالیاں سے ایک آواز اٹھتی ہے اور صفحہ قیمتی پر پیمیلی چلی جاتی ہے۔

”انسانی جہل کے آخری پندرہ ہزار سال۔ انسانی بربادی کی ایک سو پچاس صدیاں۔ اور موجودہ دور ان جہالت بھری ان گنت صدیوں کا قریب کم از کم وقت کے ایک بڑے قیمتی حقہ کا احتتام ہے۔ تاریخی کے پندرہ ہزار سال گزر جانے کے بعد روشنی کی کرنیں پھرنے سے سرے سے سطح گیتی پر پیمیلی جائیں گی۔“

پندرہ ہزار سال کی تاریخ اسرا، دگر کا آغاز جس کے احتتام نے انسان کے سوکھے دُبلے بھوک سے ستانے اور گلا گھونٹ دیے والے جذبات کے نیچے دُبلے ہوئے گندھوں کے گردا گرد جسم کے ہمارے سہارے، مابوسی، اُمید کے فقدان اور ریت کو دم توڑتے ہوئے دیکھنے کے باعث، ایک سیاہ ببادہ سا اوڑھ لیا ہے۔ اُس سیاہ کفن ایسے ببادہ میں سے کبھی بھی موتی جیسے سفید دانت چمک اُٹھتے ہیں اور دھوکہ دینے والی مسکراہٹ خواہ مخواہ ہم جنسوں کو مستقبل اور جنگ کے خاتمہ بعد سننے زیادہ فراغت نصیب رمانہ کے باقی ہیں ہوائی قلعے تعمیر کر کے کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔

آغاز سے انجام تک گزرنے کا جلد گزر جانے والے پندرہ ہزار سال کے وقفہ میں انسانیت نے کئی بار سیاہ پوشی اختیار کی ہے۔ لیکن نسل آدم نے کئی بار سیاہ ببادوں کو فوج پھینکا ہے زندگی

بعد سے انسانی جہالت کا بدترین دور شروع ہوا ہے۔ سادہ بشری کا دور۔ ٹیکنی آغاز میں سیاہ ببادوں کو پہننے کی نوبت ہیں آئی۔ یہ سب بھی کبھی انسان قابل فراموشی لوگوں کے لئے یا یوسی کی گھٹی گھٹی مدد میں ڈوب جاتا تھا اور پھر مقابلتا فراغت کے دفعوں میں کھو جاتا تھا۔

قریب وسطی کا آغاز اجتماعیت اور ذالیات کی ناقابل فہم آمیزش کا آغاز ہے۔ انسان اجتماعی طور سے انسان پر موقوف رہا۔ سیکھار با تہوا اور زرعیات اس قسم کے ہیوے اس کے گرد تھے جاری تھیں کہ وہ مختلف گروہوں میں سے ایک کا جز بن کر رہنا نہ ملاکت اور مبادی کی تحریر میں سائنسوں میں حصہ لے سکا ہی نہیں۔ وہ بہبودی کو سمجھنے لگا تھا۔ بیشتر سے اتنا احساس ضرورت تھا کہ ایک انسان کو اتنی ہی مفالمتا فراغت نصیب ہونی چاہیے جتنی خود کی۔ ایک اب یہ اس میں جا رہا تھا۔ ذاتی مفاد اور بھلاؤ کے لئے حال نے قوموں کو دلیعت کیا، اور فوراً اسے غلامی کو ترقی دی اور غلامی زیادہ ہلاکت زیادہ تخریب کا باعث بنی تھی۔ اور

جہادی سنگین حلقوں کی تعمیر کا آغاز ہوا جو جوں و عقب بڑھا گیا۔ توں توں انسانی معبودوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ منہ سے دیوتاؤں کو پڑا بھرنے لگے۔ بادی النظر میں انسان قدرت اور خدا پرستی سے منحرف ہونے لگا لیکن وہ ایک عجیب سلسلہ عمل میں گرفتار ہو چلا تھا اس لئے ہر کام پر بینکڑوں سجدے اور کرسی سزا ملتی جا رہی تھی معبود حقیقی کی طرف راغب ہوئے کا وقت کم ہوتا جا رہا تھا اور نئے خداؤں کے سامنے سر جھکائے کا وقت بڑھتا جا رہا تھا۔ قوم، اجتماعیت، حکومت، فوج، مختلف دستور ہائے اساسی، اس کی گردن کے گرد میں بھاؤنے زبورات کی طرح لاشے جا رہے تھے۔ بوجہ بڑھتا جا رہا تھا اور انسان قطعی بے خبر تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ بوجھ گھٹائے کے کام کر رہا ہے۔ نئے نظاموں کا قریب بوجھ کو کم کرنے کا ہرگز ہرگز طریقہ نہیں سکا بلکہ قرن وسطی سے موجودہ دور تک ایک بار گراں سنگ خارا کی چٹائی کے مانند لٹک سا گیا۔ پھر انسان نہ نئی زمین تیار کر لے تاکہ اس میں نئے نظام کے بیج بونے لیکن پودوں کا پھل پہلے ایسا کڑوا اور تحریب کن ہوتا ہے قرن وسطی کی فصل فریسی انقلاب کی صورت میں بڑی طرح پھولی پھولی فوجی علامتی خوشی آمدی غم میں تبدیل ہوتی گئی۔

براہوی، آزادی اور امن کا پیغام اپنی کونیل میں اپنے پہلے انسان کو کھینچنے کا پیغام بن گیا۔ انسان نے اتنی بیداری سے انسان کو

ماضی میں جھانک نہیں سکتا تھا۔ وہ ہر لحظہ بڑھتی ہوئی معلومیت کو زبست کا راز سمجھ بیٹھا تھا راج دربار میں عزت، جہت، سرکاری پر تعیناتی، اور غلامی کے مکروہ مظالم کا ایک سبز بنا طرح کی کٹی ہوئی پرواز ہی تو تھا اور بھلا کیا تھا۔ شرح ذاتی آزادی، ملندگی پر واز وجود داری اور شخصی ذمہ داری کے اصولوں کو تو گر مغلوب سستی در اپنے جان و مال کی حفاظت دوسروں کے ذمہ ایسے تباہ سے عفا نہ پر اتر آئی تھی۔ پہلے انسانی حفاظت خود داری ذات سے مطلب بھی نہ آہستہ آہستہ وہ دوسری ذات سے وابہ ہوئی جا رہی تھی۔

دوسری ذات کی موت اپنی موت تھی۔ حاکم کی شکست اپنی سیاہ پوٹی کا باعث۔ اگر حاکم غلین ہے تو رعایا بھی باپوسی کا سباد لبادہ زبست کرے اور اسے حاکم یا پڑائے حاکم کی دایس جاسٹ ہوئی قوت کے ساتھ ساتھ یہ لبادہ فوج کر پھینک دیا جائے اور تیر غلامی کے خیالات کو سیراب کرتے نسل انسان حوٹی اور ستر کے رنگ میں ڈب جائے مٹی کے چراغ جلیں اور حکومت کے جھنڈے کو کھڑکوں کے سہانے ٹانگا جائے۔ اور فہمندی پر پھولوں کی بارش کی جلتے۔ سیاہ پوٹی کے بعد فراغت کی جید گھڑیاں، ایک لمبی ناختم ہونے والی کہانی میں مزاج کے جنڈکڑے اور مغلوبیت کا ترقی یافتہ نمونہ۔

جہالت کے آغاز سے فرین وسطی تک حکومتیں محض طاقتور حکمرانوں کی شان و شوکت اور سادہ دبدبہ تک ہی محدود تھیں ابھی زبردست سے زبردست آسایا بال کرنا ہمیں یکھا تھا کہ اسے خوراک اور پہننے اور مٹھنے تک سے محروم کر دیا جائے۔ اپنی رعایا کو اچھا کھائے اور پینتے ہوئے دیکھنا حکومتوں کی۔ ان مٹی اپنی رعایا کو زیادہ سے زیادہ دولت فراہم کرنا ان کا فرض۔ لیکن قرن وسطی کے بعد سکندر اعظم کے مانند ساری دنیا پر قابض ہونے کے تجربہ کو دہرانے کی سیکھیں ہو میں معلق ہو جلیں۔ اور پے گرد نوار سے مطمئن نہ ہو کہ دور دما نہ ملکوں کی سیر قابض ہونے کا جنوں سوار ہو چلا مقصد ہی پرانا نا خواہی ہی رعایا کو زیادہ مال و دولت فراہم کرنا آپس ذرائع زیادہ ہلکا اور خطرناک اور اس ہلاکت اور مبادی کے اثر کو بلیدی پر ہونیا نامی آہستہ آہستہ دماغ کا مطلع نظر بن گیا۔ وجوہات نہایت جاہلانہ حیثیت اختیار کرتی جا رہی تھیں۔ دماغی برتری جہالت کو دلیعت کرتی تھی اور صحت مندانہ عناصر کو ترقی یافتہ باز رکھتی تھی۔ لہذا قرن وسطی کے

کی صدا میں گونج رہی تھیں۔ پُراے زمانے میں انسانیت کو یہ دین کی خون بہا ہے والی صبر کے باعث ہی ممکن ہو سکتا تھا کہ مرعوبہ کے مقبروں کے لئے بھر ڈھوٹے تھے اب وہ تہذیب کے عظیم انسان مقبرہ کے لئے رستوں کے کلاکونٹ دینے والے سائے تلے کام کر رہا تھا۔

مستیں ماس کی شکر چڑھاؤ صدا دیسی العجب، امانت سے مدد نہ کرو
ڈبلے سینے میں نکلے تجوں، وٹامن کی کمی اسخت قوانین اور ہڈیاں
کے دونوں میں گوئی سے آڑا دے کے کارہائے نمایاں کی صورت میں
انسیضہ ہیں لگا رہی تھی کہ صواب سے بسکے بسک کر مرنے کے اور
کوئی جبارہ بن نہیں تھا۔ بسکے بسک کر کام کرو اور جادو بسکو
اور جنمو، جناور بسکو۔ یہ بھی نہایت ہی خطرناک صورت دکھائی
تھا ان فیسویں صدی کے آخر میں مفکروں کو نئے دور میں پُرانے
جاگیردارانہ نظام کی بُرائی ہو جانے لگی۔ جاگیردارانہ نظام صواب یا جارہ
نظام کی شکل اختیار کر رہا تھا۔ لوہا انسان کا مذاق اُڑا رہا تھا۔
رندگی کی منت است، اچھی مٹی جا رہی تھی اور ٹھیکے چٹکا خسرودہ دبڑ مردہ
چروں کی تعداد میں آمدن، دوسری ماہ کوئی برقی۔ سیاہ پولوں
کی تعداد میں اضافہ، انفرس رندگی ایک غیر منتہی راگ کے سوائے
اور کچھ نہ کسکتی۔

فلسفہ کا وہ عوالم جس میں جو ظالم اور ستمگیاں کی تعجب اس پیدائی کے آگے ترسم سے سر جھکا دیتیں۔ جو سے ہولی کھیلے اور بڑی کے دیوانوں کو اسانی لاشوں کی کھٹ سے بعد نئی شاہراہوں کی طرف دیکھا جانے لگا۔ تو مومن کے خیال نے مجھ وسعت کثرتی۔ اور موجودہ دور کی پہلی انسانی یعنی اقتصادیات نے اسانی زندگی بے ایام رول ادا کرنا شروع کر دیا۔ تو میں آہستہ آہستہ اقتصادی گروپ بنی جا رہی تھی۔ مذہب اور سانس دو غود آساہراہوں پر گھامزن تھے آدازیں آٹھ سی تھی طریف مختلف ہے نہیں راگ وہی پیرا ہے اگر پیرا نے زمانے میں سبھی برتری اندہی اختلاف اور شاہی شان و سواک کے واسطے اڑیاں مولیٰ حافی تھی۔ اب اقتصادی نظام ریائی کا باعث بن جانے کی دھت انسان نے سب کو دھتکارا اب وہ سمجھ رستہ رتی کر رہا تھا اس رنگ کا آغاز ہو رہا تھا قدرت کے لئے یہ معلوم کرنے جارہے تھے اور زیادہ آلام و آسائش اور امن کی صورتیں پیدا کی جا رہی تھیں۔ پیرا نے زمانے کے لوگ جاہل اور مالائی تھے وہ کیونکر ان سے واقفیت پیدا کر سکتے تھے۔ جو سائنسی دور انسان کو فزیم کر رہا تھا۔ کتنا زبردست دھوکہ۔ پیرا ہزار سال، جہاں کے آخری پیرا ہزار سال کی آخری کڑوں میں انسان سچنے سا لگا تھا کہ اقتصادی نظام جو سائنس پر مبنی ہو بہت ہیہ سے ہے جگہوں کا خاتمہ کر دینا اچھا کیڑا اچھا میں ہیں اب نئی معلومات آ رہی ہیں۔ وہ وہ فلسفے کے سامان معمولی سے معمولی انسان کو متبا جو پیرا نے زمانے میں بادشاہوں کو نہیں تھے۔ پچھلے انسانی فطرت کی گود میں کیلا ہو مضمون خیر اس پر مبنی ہے یہ محض محض کی مدد کر رہا تھا جو کسی دور میں انسان کو ٹپ کر رہا تھا۔ جس کی ہتھی صورت مابعدی خدا جو نے جاہلی تھی آدمی کو ہے اور اوروں اور مبنی حرکتوں سے تعقی جو رہتا جا رہا تھا اور متباعد معنی کا ایک بنا اور تریہ جو رہا تھا۔ کارخانوں میں کام کر نوالے تھے بچے، حوشمیں۔ مٹوں کے درمیان اپنی زندگی کو تھمتی۔ روت کام کرنے تھے۔ یہ ناختم ہونے والے ختم ہونے کے کاروں کو کٹنے کے بل جیلوں میں رہتیں گھنور۔ یہ میں کھڑے کام کر رہے تھے۔ دشمنی کی آواز اور ویہ فی جھنکار میں سے صرف کار۔ رکنندہ مکانات نے ختم با، سلائی کی۔ دھلی، ٹھوکر۔ جی

منجھ ہو کر رہ جائے گی۔ اور نہ آواز کہ موجودہ دور دماغی خزع کا رمانہ ہے، محض ایک صدی کے عرصہ کے لئے سیہ پوشی کا

انسان ایک غیر معین عرصہ کے لئے سیہ پوشی کا
بادہ اور دے گی اور حرکت جب تک شروع ہونے کا نام نہیں
لے سکے گی جب کہ روح بہ نئے اصل زندگی کی علامتیں نمود
ہوں اور ہولناکی دانت کا باعث نہ بن جائے۔

پر تھوکی ناکھ شرماء

ساقی بک ڈپو کی مطبوعات

مستف کی ادبی کاوتوں میں سادہ سے زیادہ
دیکھا جائیگا۔ یہ زمین جیسے ہے۔ ایک نکتہ تھی اپنی لڑکی کی سادہ
کے سلسلے میں اس قدر صحت خبر خیال میں چس جاتا ہے کہ اس کی
عقل جرح ہو جاتی ہے۔ خود لڑکی ایک بناب ہی عجیب غریب
میں چس جاتی ہے۔ سجد کا میاب اور اسہا سے زیادہ وجہ ہے
اس کہانی کا ڈرامہ دتی اور کھنکھوے رڈیو اسٹیشن سے کئی بار
نشر کیا جا چکا ہے۔ سجد مقبول تصنیف ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

اس دکت قصہ کے متن باب میں ہیاب
جنت کا بھوت :- ہی یزدان یلاٹ ہے اور قصہ اس قدر
ہنسائے والا دلچسپ اور دوسرے کہ شروع کر کے حق کے بغیر
ہانے سے ہیں جھوٹا۔ قیمت آٹھ آنے۔

ب ایک نہایت ہی مٹھکے حیر اور حد سے زیادہ
مرزا جگتی :- دلچسپ اور ہنسائے والا مزاحیہ ڈرامہ
ہے۔ پلاٹ اس قدر عجیب غریب اور تسخیر آمیز اور مذاق میں ڈوبا ہوا
کہ ہر سین دو مرتبہ پڑھنا پڑے گا۔ دیکھ کھنکھوے مٹھکے حیر تہذیب
کا عبرتناک مرقع اس ڈرامہ سے بہتر آپ کو کہیں مل سکتا قیمت آٹھ آنے
سوانہ کی رو میں :- ہر میں مار ڈار کے براسر حالات
کماروں کی جرات کے کارنامے۔ ان کے حسن و جمال کی رہنمائی
اور فسون مجت کی دکت سحر کاروں، روم برم کی ہوسر بادشاہ
جگت یاش اور جاگسل واقعات جس وقت کی داستان۔ نہایت
عمرہ کتاب ہے۔

قیمت صرف آٹھ آنے!

رہے ہیں حالت کے بدرہ ہر سال کی آخری کڑیوں میں انسان
لے خود کو سراؤ کر اسے یاد دلاتے ہیں

امن کی زیادتی سیکندوں باغبان کا باعث بھی گئی۔ امن
جنگ سے بچی زیادہ خوبان نے ہمارا ہوا۔ اقتصادنی نظام
کے من بھاؤ نے شہانے سے سے حرامدس والہستہ نہ شرف
آہ نہ آہستہ رزمہ رزمہ بکر بکر نے لکھ۔ لوگ باگوں سے خود
اہم و ہر اس سے سوچا تدریج باکہ اس کر جس وقت اس حالت
میں مل سکتا ہے۔ اقتصادنی نظام مشہد کہ حامد اڈے کیا
پر مبنی ہو۔ سب برابر حصہ دار۔ ایک اور نوکر کی تفریق ختم
سید اور تبار سندہ مال، حکومت تمام کی تمام مشرک اور قوم
کی تمام قوم، قوم کی بروری کے لئے دفع۔ اگر کسی کو گردن میں ہوا
خال کر گھٹانہ آتا ہو تو اس احمدی نظام کو قبول کر۔ سماجی حرکت
ایک عام نظام کے برابر احساسات اور جذبات کہ یاں۔ احمد اور جوتی
تک یا بندہ اپنی حکومت الہی ہی علای اور ایسا سکون۔

سورسرم اور نہ جانے کیا کیا ارم، لوہے کا راج اور
جوں کی سلطنت، انھیاری بناؤ قوم باہ ہو جائیگی۔ اس کیلئے
ہمہیار ضروری ہے۔ شعل امن کے لئے آلات حب کی اہمیت بہت
ہی زیادہ ہے۔ ہم کو سکون اور دودھ سے چاہئے ملکہ بند و قبس۔
تو میں اور ٹینک تن اس اس ۱۱۱۔ لحاظ فرصت غائب
اس کا میل جول عفا، انسان انسان سے ہر اسوں اور ہمہا سہا
بغیر خفاست و حفظہ عدم زندگی کھٹن، آج کی حوشی کل سر جھوڑ
کل کی برسوں پر، شے مٹھے ہوالی مصیبتوں پر ہمہا و سکیں
قلعہ بندی آو۔ دیکھ چپکے ہوا ہی جہاز نہ کر۔ تاکہ امن عامہ
قائم رہ سکے۔

اقتصادی نظام نے آہستہ آہستہ انسان کو زندگی سے
محرف کر دیا۔ دنیا ایک ایسی جٹی مٹی تھی جس میں ہر دم لڑائی کی آگ
سجھکونی چیز تنگ ہی نہ سکے وہم، اعصاب کی کمزوری، بھروسہ
کی کمی، ریاکاری اور حسداری کے دیوانوں کی حکومت قائم ہوئی۔
یہاں جنگ عظیم آئی۔ انسان خوب ہی خون سے کھلا اس کے بعد
دوسری جنگ عظیم اور اس کے بعد ورتی ہی جنگ عظیم مٹی
انسانی مصیبتوں کا اسبار بڑھیکا کہ حیدامع آہستہ آہستہ
سروچرہ جانے کا۔ روح کی یسی کے بعد ذہنی کمزوریوں کا راج
ہوگا۔ اور دماغ کے حامیہ کے بعد زیست بہتہ ہمہ کے لئے

ٹیلیفون پر

”ہیلو۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں؟“
 ”میں ٹریڈ صاحب کے مکان سے بول رہا ہوں۔“
 ”مسٹر جاوید کو ملا ہے؟“
 ”جاوید بول رہا ہے۔“
 ”آپ آداب عرض ہے مسٹر جاوید؟“
 ”آداب عرض۔ آپ کہاں سے بول رہی ہیں؟“
 ”میں تریا ہوں۔“
 ”کوئی؟“
 ”تریّا۔ تریّا۔ تریّا فتیّا احمد۔“
 ”صاحب کچھ میں نے نہیں پہچانا۔“
 ”آپ مجھے ہیں پہچانتے مگر میں آپ کو ایک عرصے سے جانی

ہوں۔“
 ”جی۔“
 ”وہ! مسٹر جاوید کی ایسے موقع پر قطع جاتی کہتے ہیں؟ میں سمجھتی تھی، آپ کہیں گے مجھے آپ سے ٹیلیفون پر بل کر بڑی سہرت ہوئی۔“
 ”مجھے آپ سے ٹیلیفون پر۔۔۔ خیر کچھ نہیں آپ کو کیا کہنا؟“
 ”ہاں کی دن سے کہنا چاہتی تھی۔ آپ کسی دن ہمارے ہاں آئیں، اچھے آپ کب آئیں گے؟“
 ”مجھے آپ کا مکان نہیں معلوم۔“
 ”فہم سلی تہ نہا آیا کھر یو جھا گیا۔ آپ آج سام آئیں گے؟“
 ”مجھے درصحت نہیں ہے۔“
 ”یہ کوئی عدد نہیں فرصت بکل سختی ہے۔“
 ”دیکھوں گا۔“
 ”جی ہیں وعدہ کیجئے۔“
 ”وعدہ تو ہیں کرنا تو تیس کر دوں گا۔ آداب عرض۔“
 ”دوسرے روز۔“

”ہیلو۔“
 ”جاوید صاحب ہیں؟“
 ”اوہ! آپ ہیں۔“
 ”جی ہاں۔ صاحب یہ کس طرح ہے۔ جب ٹیلیفون کیا، جواب ملا نہیں ہیں۔ وٹنڈ آپ ٹرے وہ ہیں۔“
 ”دیکھئے مجھے اس طرح پریشان نہ کیجئے۔“
 ”حب ایرستان تو آپ مجھے کہتے ہیں وعدہ کرتے ہیں مگر

”ہیلو ہیلو جاوید صاحب ہیں؟“
 ”جاوید مہاں اندر ہیں۔ ابھی بلانا ہوں۔ (وقفہ)

نہیں آتے۔ وٹھ اکبا آب بیدل ہی ہے۔

”جی ہنس۔ ہنس میل نہیں مبر سے یاس موڑ رہے“

”وٹھ“ موال تھو جواب کچھ۔ سگہ فانی اتہا ہوگی۔ آب

حاموش ہیں۔ ہیلو ہیلو۔ ۱۵۰۱

تس رور لعد ایک سطا۔ لفا وکھولا تو ابک فرٹو کلا ایک محبت نامہ بھی تھا، بڑا ہی راز۔ آخر میں اتنی بھی کہیں آتے نہ آتے۔ کم از کم اپنا فوٹو بھیجے۔ جواب آتا اور۔ فوٹو ہی ٹیلیفون آتے رہتے۔ وہ سروں کے ٹیلیفون بھی آئے۔ مگر غلطی سے اُن کو بھی جواب دیا گیا نہیں ہیں۔

ہمارا بہ و سوچتا تھا۔ دھاراجاب کہتے تھے کہ آج کل بعض زندہ دل لڑکیاں ٹیلیفون کر کے ان کا ناک میں دم کیا کرتی ہیں مبرا احبال تھا کہ یہ لوگ شیخی بگھار لے کے لے اب کہا کرتے ہیں بگھار بیتہ جیلا۔ اس میں اصلیت ضرور ہے اچھا شعہ ہے۔ اب تاس کا یہ حال تھا۔ ٹیلیفون کھڑکا، بندہ کھڑکا۔

ہمارا مبر وید جو برو تھا سارے تھن سوکے چہرہ سرفانہ تھا۔ کئی جگہ سے لڑکیوں کے سام آ رہے تھے ایک سام تو خود اسکی ہن ہر سلطانہ لانی تھی اس کے کالج میں ایک بڑے گھر کی جو بصورت لڑکی پڑھتی تھی۔ مہر اس کو بھابی بننے کی فکر میں تھی کہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ نسوانی تعلیمی اداروں کی تاریخیں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتی ہیں جہاں کئی لڑکیاں کسی دوسری لڑکیوں کی سعی سفار میں ہرانی بھابیاں بن رہی تھیں۔ اور یہ دوسری لڑکیاں بھی اپنی باری بردہ سروں کے بھائی مندوں سے عہد سراج میں آتی تھیں۔ غرض یہ ایک جوت گوارہ کر تھا۔ جی کا بدلہ بھی یہ اصول کا رہا تھا۔ عورت فطرنا نسبت سارا، ہوتی ہے اور نسوانی مددیں اور کالجوں میں اگر نصای تعظیم کے ساتھ ساتھ اس فطری جدہ کی تربیت بھی خود بخود ہو جاتی ہے فوٹا رہے، یہ بھی قوم کا ایک زبردست فائدہ ہے۔

مہر کی لسنڈی لڑکی کے علاوہ ایک اور لڑکی کا سیام آیا تھا۔ موخرانہ لڑکی کو اول الذکر سے زیادہ رور رور دیا جا رہا تھا اسی لئے جاوید کے والدین اس دوسری لڑکی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اور خود جاوید وہ اپنی بہن کو بے انتہا جانتا تھا۔ مہر اس لڑکی اور اس کے خاندان کی تصدیق حوالی اس رور سور کے ساتھ کرنے لگی تھی کہ جاوید کو انہیں بہن کی خواہش رو کر ناشکل لھراتا تھا۔ سین

وہ سری طرف والدین تھے۔ ان کی دل کشی بھی اسے منظور نہ تھی۔ وہ گوگو کے عالم میں تھا لیکن ٹالے کی عرص سے کہہ با کرتا تھا۔ ”مجھے ستادی کی جلدی نہیں ہے۔“

مگر لڑکی مبرا آب اور لڑکی سرور، دونوں کے والدین کو جلدی تھی اچھے لڑکے آج کل کم آب ہیں جاوید قسم سے بل گیا تھا دونوں لڑکی والے اسے ہاتھ سے جالے نہیں دنا جانتے تھے۔ جیانجہ ایک عجیب صورت حال۔ برا ہوئی تھی۔ لڑکی مبرا ایک والوں نے پندرہ ہزار روپے کا جیہ اور چوڑے منے کے تو لڑکی سرور دو والوں نے سب ہزار کی منگش کی گویا کہ لڑکی کے ہراج (نیلام) ہو رہا تھا۔

جاوید سوچتا تھا، اگر یہی رفا رہی تو وہ دن دور نہیں مگر عام طور سے لڑکے ماقاعدہ نیلام چڑھنے لگتے گے۔ اس کی سمجھ نہ تھی دیکھی، تہر میں مخصوص آکس ہال کھلے ہوئے تھے وہاں لڑکیوں کا ہراج ہوا کہ نا ہے۔ ایک دن ملاحظہ جواب کے، تقریباً جب لڑکی والے آئے میں لڑکیوں کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں اور اپنی پسند کے لڑکیوں کے نمبر نوٹ کر لے جاتے ہیں۔ دوسرے دن نیلام ہوتا ہوا آگن ہال میں بھڑٹا رہے ہرچی ایک ایک لڑکے کو پیش کر مانتا اور ساتھ ساتھ احوال، لائق فائق، روں حیاں، مالدار دیکھتے ایسی جیہ مسئل سے ہی ہے اس کے دل ہزار لوہے جھٹا اب بولے۔ اور خواہشمند ہی ایسی بولیاں بولتے ہیں اور پھرون، ٹو، تھری اسر۔ یہ مال فروخت ہو جاتا ہے۔

جاوید کے ساتھ مل دیتے ہی واقعہ پیش آ رہا تھا۔ دھنوں لڑکی والے ابھی اپنی ولہاں بولی ہی ہے تھے کہ ایک سری لڑکی والے ٹیک بڑے ان کی بولی میں پچاس ہزار کہ جس کے نصف میں سارے مارہ ہزار دریافت پر حلوم ہوا کہ لڑکی کا نام تھا ثریا۔ جاوید نے کان کھڑے کئے۔ اس نکلے دگر سگت۔ دو چانوں سے چہرہ برا ہونا دستور تھا۔ اب بھرا مجا ڈکھی ٹھل گیا۔

اس اثنا میں ٹیلیفون آئے ہے ایک روز کا واقعہ سن جاوید کسی کو ٹیلیفون کر کے ارادے سے آگے کہ اس کا بھائی تھا کھنٹی بھی خطہ کی کھنٹی۔

”ہیلو“

”کون صاحب بول رہے ہیں؟“

”جاوید“ بے خجالی برا بھلا ہوا!

”اے جاوید! آخر کب یہ بے رخی، سرد مہری آخر کب ٹکے نہ خود آئے نہ جواب ہی دیا۔ فوٹی ہی سمجھا۔“

”مقررہ۔۔۔ دیکھئے آئیکل ٹیلیفون کمپنیاں کرنے کا طریقہ حکم ہے مقررہ۔۔۔“

”نہیں مجھے ترما کہو۔“

”مقررہ۔ خدا کے لئے مجھے جس دیکھئے۔ آپ تعظیم یا دہش میں بیٹھ رہے سمجھتی ہیں مجھے دو۔ کا ڈھول پیچھے۔“

”نہیں نہیں نظروں سے دور ہو مگر کاں اور دل سے قریب ہو۔ دل کی دھڑکن آپ نہیں ٹیلیفون پر سنائی نہیں دیتی؟ میری سنبھو گوش حقیقت پوش ہو پھر دیکھئے سروس (نو کوئی بدلی میں مرے چاند ہے آجا۔ نو کوئی۔۔۔“

”دیکھئے آپ ایسی باتیں کریں گی تو میں آبا سے کہہ دوں گا۔“

”میرے آبا آپ سے بل کر خوش ہوں گے۔“

”آپ کے آبا نہیں میرے آبا۔“

”نہیں نہیں۔ ایسی دھمکیاں نہ دو جاوید! ولہ! میری سرد! آپ نہیں سنائی نہیں دیتے؟ آخر آپ ہمراہ کام کا دل توڑنے میں کیا لطف آتا ہے؟“

”دیکھئے مجھے نزل ہے سعدی ہمارے ہے۔ ٹیلیفون پر کہیں

”آپ کو بھی۔۔۔ اچھا خدا حافظ۔“

”تیسرے روز پھر حسب معمول گھنٹی بجی جاوید کے والی ٹیلیفون کے پاس تھے۔“

”ہیلو۔“

”کون صاحب ہیں؟“

”میں فرید ہوں۔“

”جی؟“

”فرید۔ فرید۔“

”اودہ! معاف کیجئے منہ فطیل گیا ہے!“

چند روز بعد جاوید سکر بری پھر دیکھئے گیا وہ دیر سے پہچا تھا۔ اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا ایک کرسی پر جا بیٹھا وقفہ ہوا کوئی ہوئی تو اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی ”مسٹر جاوید“ اگر دن موٹر کر دیکھا ایک لڑکی نے کہ: ”آداب عرض“ جاوید نے دبی زبان سے جواب دیا۔ اس لڑکی کے ساتھ دو اور لڑکیاں تھیں۔ تینوں سرگوشیاں کر رہی تھیں وہ

کھینکھلا کر ہنس رہی تھیں۔

جاوید سوچ رہا تھا یہ کون لڑکی ہے؟ میں نے اسے پہچان نہیں ہے۔ اتنے میں مجھے سے آواز آئی۔ ”آپ لے مجھے نہیں پہچانا؟“

جاوید ذرا پہچان گیا وہاں سے اٹھ کر چو بھاگا ہے تو چلا گھر آ کر دم لیا۔

دوسرے روز اس نے اعلان کیا کہ لڑکی نمبر تین کا پیام نامعلوم والدین کو حیرت ہوئی۔ مابقی نقطہ نظر سے یہ پیام اُن کی توجہ جذب کر چکا تھا اور پہلے دو پیاموں کی اہمیت ان کی نظروں میں گھٹ گئی تھی اس انکار کی وجہ بار بار پوچھی گئی۔ جاوید بس اتنا کہتا تھا۔ ”میں وہاں نہیں کرنا چاہتا۔“

اس ہٹ کا کوئی علاج نہ تھا۔ جاوید ناچار لڑکی نمبر تین کا نام فہرست سے خارج کر دینا پڑا۔ مشاط کو انکاری جواب دیدیا گیا۔

اور جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو جاوید نے دوسرا اعلان کیا ”مجھے شادی کی جلدی ہے۔“

عجیب لڑکا ہے! ابھی کل تک کہتا تھا جلدی نہیں ہے اب کہتا ہے، فوری ضرورت ہے۔

مہر سلطان کی سرگرمیوں میں میر میر ہو گئیں۔ لڑکی نمبر ایک کا یہ وہ بگنڈا دن دوئی رات چوٹی سوتی کرنے لگا۔ بھائی کے دل کے قطع پر بہن ہر زاویہ سے حملے کرنے لگی۔ والدین کو ہم نوا بنانے کے لئے اُس نے کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا

بالآخر قہر کی محبت نے اثر کیا۔ ماوجود یکہ لڑکی نمبر ایک نے دو کے مقابلہ میں روز بروز کم پابہی یعنی لیکن قرعہ اسی کے نام پڑا قہر کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اُس کا خلوص اُس کے چہرے پر رنگ لایا تھا۔

والدین پہلے منگنی کے چند ماہ بعد شادی کرنا چاہتے تھے لیکن خدا جلے کہوں لڑکے کو جلدی تھی۔ اس نے منگنی کا خیال ترک کر دیا گیا۔ دوسرے مہینے شادی کی تاریخ مقرر نہ ہوئی۔

اس واقعے کے در روز بعد۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ تریا بیگم کو بلا لانا کہا کالج سے ٹیلیفون آیا ہے۔“ (وقف)

”ہیلو کون ہے؟“

”جاوید۔“

”جی؟ زور سے بولے۔“

غزل

دیں وہ چھپ چھپ کر محبت کا صلہ
چاہنے والے کا دل پائے جلا
زلزلے آئے قیامت کے بہت
منتظر اُن کا جگہ سے کب ہلا
خُن چھا جائے جہاں عشق پر
ہے یہی تاشیر صہبائے دلا
وہ چھپے دل کی کلی مڑ جھانسی
اُن کو دیکھا غنچہ خاطر کھلا
زیب و رخ کب تک نقاب غیریت
بر ملا مجھ سے کریں میسر اِکلا
لذتِ خود رفتگی ذوقِ سجد
مجھ کو خلوت میں ملا جو کچھ ملا
حُسنِ لافانی خدا میرے لئے
عشق صادق میرا شیخِ سلسلہ
خاک و زریں کماں میں موجود ستہوں
زرد مٹی کو بھی میں سمجھا طلا
بن گیا عینِ یقیں جی یقیں
مٹھ گیا یوں اعتباری فاصلہ
عشرت افزائے نگاہِ نمکتہ رس
رُوحِ پرورِ حسرتوں کا قافلہ
ساقیا! منظورِ پرچشمِ کرم
ہاں، یہیں جامِ مے اظہر پلا
علی منظور

”جاوید جادید“

”اوہ آپ ہیں کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟“

”میں نے کہا ایک خوشخبری سنیے“

”جی“

”اس خاکسار کی شادی جنابِ عایت الرحمن کی لڑکی کنیز فاطمہ

سے اگلے ہی دن مقرر ہو گئی ہے“

”میں جانتی ہوں“

”بھرا آپ مجھے مبارکباد نہیں دیتے؟“

”دیکھئے، اِجکلِ طلسموں کم ہستِ حال کرنے کا سرکاری حکم ہے“

”اوند! — تو آپ شادی میں آئیں گی نا؟“

”میں اب بے عہدوں کی سدی میں رہیں جا یا کرتی“

”مگر میں سمجھتا تھا، آپ مجھے اپنا —“

”میں آپ سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتی، آپ میں سرخیال

میں؟ آخر آپ کو اتنا دماغ کیوں ہے؟ کیا سرخاب کے تہ لگے ہوئے

ہیں؟ آپ — آپ — آپ کس کھیت کی مولیٰ ہیں؟“

”مولیٰ موٹ ہے میں گا جڑیوں — اہا اہا اہا!“

”آپ — آپ — کتنا بھونڈا مذاق — ٹیلیفون رکھ دیکھئے“

”اہا اہا اہا!“

اور کوئی پندرہ روز بعد ہمارے ہر دے ایک خبر غیر معمولی

دیکھی سے سنی اُس کے دوست احسان نے کہا ”جاوید کیا بتاؤں

چند روز سے ایک لڑکی ٹیلیفون پر مجھے ہی پریشان کر رہی ہے تیرا

ہے اُس کا نام ...“

ناکارہ جید آبادی؛

ایک پاکباز لڑکی کی خوفناک کہانی، خود اسی کی زمانی

ویمپیا کر رہا مارہ باب کا ایک مختصر ناول، اگر آپ دیکھنا چاہتے

ہیں کہ باک باری کیا ہے، انسانی سرم و حیا کیا ہے۔ انسانی

وقار کس کو کہتے ہیں۔ اور اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو بہت

کیا ہے، حباثت کہا چیز ہے۔ سیطنت کیا ہے، خونی کون

ہے، ضمیر کی سیاہی کیا ہے تو ادب لطیف کے شہ پارے

وہی پُرک و دیکھئے دیکھئے کس طرح ایک ظالم ایک معصوم کو روند ڈالتا ہے

کس طرح سیاہی رخصتی پر غالب آتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

سننے کا بہتہ۔ ساقی بگ ڈپو۔ دہلی۔

ٹٹیاں پہلوان

- قد و قامت میں خاصا تھا مگر نو ندرنگی ہوئی اور جسم بھل بھل تھا۔ غلام بولا: پہلوان دیکھتے کیا ہو! ایک دفعہ تو میں نہیں بیچے آؤں گا۔ اس کے بعد اگر تم دیتے ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم میری ہڈی بسلی ایک لبرو دے گئے خیر جو کچھ بھی ہو نام تو رہ جائے گا۔ غلام بڑا سمجھدار تھا۔ حبال بٹا ہو گا کہ کہیں مرد کی موت نامر دے گا تھ نہ آجائے۔ اگر واقعی اس نے گرا لیا تو ساری شہرت خاک میں مل جائے گی۔ ہنس کر آغا کو گلے سے لگایا اور کہنے لگا: پہلوان تم ایسے ہی ہو۔ سگریں فی الحال کتنی رڑے نہیں آیا ہوں۔

- ہر ماہ میں سال کے سال یہاں صرف دو نکل بند ہا کرتا تھا۔ تھوڑی سی کامدانی کا ایک کارخانہ دار یہ دو نکل باندھا کرتا۔ زینت محل کے وارے میں دو سو دریاں تھیں۔ درہ از سہ کے اندر گھٹنے ہوئے بائیں ہاتھ کی سہ دری میں تھوڑی سی کی بٹھک تھی اور وہاں کا بچہ کام بھی کیا کرتے تھے۔ آغا تو بڑے کاٹھو جو تھوڑے سے ہی چابک، سواروں کی نگلی میں تھا اس نے دو نکل کے سلسلے میں وہ امر تھوڑی سی کی پاس آ بیٹھا کرتا۔

آغا چابک سواروں میں سے تھا۔ شاہزادوں کے مشہور استاد تھوڑے روزوں کو تو اس کا پرورداد اٹلاتے تھے۔ کاتے خاں ملے۔ خاں کے دیکھنے والے تو اس وقت بھی ہوں گے۔ قلعہ کی بربادی کو بعد ہمارا جد شہزادان سگھ نے انہیں الوداع کہا تھا۔ شہزادان سگھ کے بعد پھیلے چلے گئے تھے۔ وہیں اسنادوں کی طرح رہے اور وہیں ان کا احوال ہو گیا۔

آغا کے بڑے بھائی پہلوان بھی تھے اور چابک بھی ہمیت ان کی فعل یا بات میں رہتا۔ لیکن اب نہ ہیں اب کوئی رئیس تو رہا تھا انہیں جس کے ہاں ریں سواری کے گھوڑے ہوتے اور انہیں اپنے لشکروں کو تھوڑے سواروں سے کھولنے کی ضرورت پڑتی۔ اب آخری دور میں تین شخص گھوڑوں پر سکتے تھے۔ حکیم محمود خاں۔ نواب احمد سعید خاں یا حکیم بدر الدین خاں۔ ان کے بعد حکیم عبدالحمید خاں اور حکیم فضل خاں کہ بڑی ہانپنے کا شوق ہو گیا تھا۔ اچھا تو آغا کا بھائی نہ بھی دو نکل میں آتا اس نے غائب کیا چابک سواری کی۔

سج سے کوئی عاقل نہیں پیدا ایسے بلکہ سچاس برس پہلے لال کوئیں کے بازار میں قاسم جان کی نگلی کے کٹر مزاج کی بیچا تے ایسی آگے رکھے ایک پستہ قد کا ن لٹے سر نہ اٹھے، جب تک منہ دروغ نہیں لٹا تھا تھ باندھے عمر سے اترے ہوئے مکر کی صورت اکر دے بیٹھے آواز لگایا کرتے۔ مال کھا تو آؤ۔ کھیر ہے ربرٹی ربرٹی ربرٹی! یہ آواز کچھ ایسا سارے جسم کا زور لگا لگا کر نکالتے کہ زمین سے بالنت مانت بھرا دینے ہو ہو جاتے۔ ان کا نام ٹٹیاں پہلوان تھا۔

ان دنوں شیخو والوں، نہرو والوں، حوجی والوں وغیرہ کے نام سے کئی مشہور ہونے لگا اڑوں کے علاوہ دو نکل اٹھارے بھی کھل گئے تھے۔ اس وقت دلی کے بعض روسا میں کسرت کا تہذیب باقی تھا۔ کشمیری دروازے نواب سلطان مرزا کے ہاں کسرت اور لڑنت ہوئی۔ نواب اصحاب خود بھی اپنے اڑوں کو سمیت لنگر لنگوٹا باندھے لڑنت کیا کرتے۔ ادھر حکیم عبدالحمید خاں اور لہارو والے نواب احمد سعید خاں نے بلیماروں اور قاسم جان کی نگلی میں دو اکھاڑ کھول رکھے تھے۔ ایک میں رستہ دار انجمو لڑنت کراتے اور دوسرے میں اسنادو شہباز بیگ

دلی میں حدیق، غلام، کیکر سنگھ جیسے پہلوان تو کبھی پیدا ہوئے کچھ نہیں، البتہ پھر فی اور پور پورید آؤں کرنے والے اس وقت تک کرکٹ تھے پڑے پھلوں میں تھوڑی سی نو ندرنگالی تھی۔ لیکن کتا قبول گیا تھا۔ گھوڑی دالے اور شہزادان کی نگلی میں دھول دھکی نہیں رہے تھے۔ صرف انجمو اور شہباز بیگ نے حکیم اور نواب کے ہمارا اپنی اپنی اسنادوں کو شہزادان رکھا تھا۔ ایک آغا تو بڑے کو کھجور اس نے بعض کشمیاں مارا کہ اپنی دھاک بٹھا کر تھی تھی۔ اسے اپنی کھسوت پر بڑا ناز تھا اور واقعی اس کی یہی جھپٹ شیر کی جھپٹ ہوتی۔ کھڑے ہوئے ہی اگر اس کا ہاؤں چل گیا تو اپنے سے دھچنے کو پیچھے آتا۔ در نہ سارے اٹھاڑے میں ناجا رہتا۔ جنانچہ جب پہلی مرتبہ غلام پہلوان دلی میں آیا ہے اور دھچل میں آکر کرکٹ کھوئے ہیں تو آغا تو بڑا ہی تھا جس نے سارے آکر کہا ہے کہ پہلوان آؤ دو دو ہاتھ ہوجائیں۔ غلام اس کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا کیونکہ

مختصہ کہ لٹی ٹھہر گئی اور دوسرے دن دونوں لکھاڑوں
لے آسدا اور ساگر دمع غلے کی ملی میں آگئے حکیم صاحب
کئی آہو بچے اور نواب صاحب اُس کے پاس آجئے دونوں بچوں
نے لنگر اٹکو۔ اُسے اور بائی کا نعرہ لگاتے ہوئے غم بھونکنے
راؤن میر باغہ مار تے کھلاڑے میں آئے۔ دھڑکتانے
انجھوٹے کہاں آستانہ اجاڑ ہے اوپر تکی ہے سہارا رک سے پچھا
اور پاتھ ملا کر رند بیکہ سبز آری۔ کئی باگھہ دیں میں اکیس تھا
لوٹان کی بدر بھگتیا۔ حصب کی تھس تھوٹی جوڑا شری
جوڑوں کی طرح نکاد ورمال جی میر۔ نہ سہ پہر کر رہا

کہا تھا۔

بادشاہی دیگوں کی کھرجن بھی ایسی ہوتی تھی۔ کہے کہ وہ لوگ بازاری شہدے کہلاتے تھے مگر ان میں بھی وہ ان بان تھی کہ آج ڈھونڈے نہیں ملتی۔ اب نہ وہ لوگ رہے نہ وہ باتیں۔ دلی کا پانی سرسبز تھا۔ جمنائیں جب سے گندے نالے ملا دئے گئے ہیں ہر چیز بد مزہ۔ بے روپ اور گندی پیدا ہوتی ہے پھر اس کا اثر کیوں نہ ہو۔

اشرف صہوجی!

ساتی بک ڈپو کی مطبوعات

جنتانی صاحب کے آٹھ پیہہ چیدہ افشاں اور مجموعہ روح لطافت پہلا افشاں تھا رانی کا خواب ایک بہت ہی عجیب غریب رومانی افشاں ہے جس میں راجپوت مہارانیوں، ان کی خواب جیسی زندگی، محلات کی جنگ کا تھوہر بریں عیس و محبت کے دلہ روز مناظر وغیرہ دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ اس خوشگاہ داستان نے پڑھنے والوں کو تڑپا کر ڈالا ہے۔ باقی سات افشاں اس قدر ہنسائے والے ہیں کہ ہنسنے ہنسنے آپ بے حال ہو جائیں گے۔ قیمت دو روپے۔

کبیا جکل بھی آدم خوری ہوتی ہے، اور آدمی کو آدمی آدم خور۔ مار کر کھا جاتا ہے؟ اس کا جواب کہاں، کیسے، کس طرح آدمی آدمی کا شکار کرتا ہے۔ لاش کو کس شوق سے تندور میں سمونے ہیں۔ کس طرح گوشت تقسیم کر کے کھاتے ہیں۔ کس طرح عورت اپنے پیارے بچے کو بھون کر کھا جاتی ہے اور اس کے گوشت کا حقہ اپنی بہنوں اور ملنے والیوں میں تقسیم کرتی ہے۔ عجیب غریب خوفناک رسمیں اور رواج۔ کس طرح دھواں افانی گوشت اور کھجی کے تابت کھٹے نکلتا ہے اور منہ سے نکلا کر انہیں کہ خود دھواں ذبح ہو کر باراتیوں کی خوراک بن جاتا ہے۔ ایک شوہر بیوی کو بطور سزا یا تفریح بھون کر کھا سکتا ہے۔ کس طرح انسان کا انسان کھانے سے پہلے خون چوس کر پی جاتا ہے۔ والدین اپنی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو مار کر خود اپنے ہاتھوں سے انکادوں پر افندھاٹا دیتے ہیں اور چچی پچھل پچھل کر نکلتی ہوئی کوئلہ وار کے بدن پر اس کی مالش کرتے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ابیں تو جنتی جلد جو سکے دار بار کی فکر ہوئی ہے۔ کچے کچے جینے والوں بیچ باڑہوتے ہیں کوئی باقی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہ کستی بھی اسی قسم کی تھی۔ دونوں اپنے اپنے اُسناو کا نام روشن کرنا چاہتے تھے۔ پور پور رد اقل کرنے لگے۔ ادھر سے ایک دوسری ہوتی ادھر سے دوسری۔ آپ انٹلی مارتا تو دوسرا اکھیر میں بیٹھ جاتا۔ کسی نے قینچی باندھی تو کسی نے نعلی۔ ایک طرف سے ہتھکڑا ہوا تو دوسری طرف سے ٹال۔ غرض کوئی آدھ گھنٹے میں بیسیوس جوڑ کر ڈھونڈ گئے۔ آخر ایک دفعہ ہی ٹٹاں کی جڑا کچھ چھکی تو نعلی میں گھس گئی۔ لے بیٹھا۔ ٹٹاں نے قلعہ جنگ پر اٹھانا چاہا مگر نعلی نے قینچی ٹٹال دی اور ساندی چڑھنے لگا۔

ساندھی میں شانہ اُتر جانے کا انداز ہوتا ہے۔ لوگ ہاں ہاں کر کے لگے۔ اتنے میں کہیں ٹٹاں کے منہ میں گئی کی اٹھائیں۔ آگئیں اور نواب صاحب کے منع کر کے کرتے اس نے چھٹا لیں۔ نواب صاحب آئیں تو جائیں کہاں غصہ کے مارے لائی ہو کر آٹھ کھڑے ہوئے۔ ہاتھ میں بید بھی ٹٹاں کو سونٹ ڈالا۔ اکھاڑے میں ادم ہم بچ گئی۔ وہ تو خیم صاحب بغیر نواب صاحب سے رخصت ہوئے کھٹک گئے اور چلتے چلتے انچھوڑ اشارہ کر دیا کہ دیدہ جانے کی ضرورت نہیں اپنے اکھاڑے والوں کو کہہ کر خاموشی کے ساتھ چلے آؤ ورنہ خدا جانے اس روز کتنے سر بیٹھتے یا کیا ہوتا۔

اب ٹٹاں پہلوں کی شہنشاہ جو بھرے اکھاڑے میں نواب صاحب کے ہاتھوں پٹا تو اسامند چھپا یا کہ پہلے ہی جینے تک گھر سے نہ نکلا۔ پھر چونکلا بھی تو ننگر کھول کر اس کے بعد کشتی لڑنا تو ایک طرف عمر بھر کسی اکھاڑے کا رخ نہیں کیا۔ تھوڑا بل اور بڑے بھائی نے ہر چند بچھا یا اپنے ساتھ دنگل کے انتظام میں لگانا چاہا اس نے حامی نہیں بھری بلکہ پہلو انوں کی صحبت میں بیٹھا چھوڑ دیا۔ کا دانی کا کام بھی نہیں کیا۔ اور تھوڑے دن کے بعد جب اس واقعہ کے چرچے کم ہو گئے تو کھیر بیچنے لگا۔ کوئی مڑا نایار دوست مذاق مذاق میں پہلوں کہہ کر ڈگر چھوڑ دیتا تو اس معلوم ہوتا جیسے زخم یرم میں چھڑکے ہیں۔ تیوری چڑھا کر کہتا۔ میاں کھیر بھی بیچنے دو گے یا نہیں۔ کیوں جی جلائے ہو۔ رات گئی بات گئی۔ اب کے پہلو ان کہا تو مجھ سے بڑا کوئی نہ ہوگا۔ انتہ میاں نے پہلو انی سے ہمارا منہ کالا کر کے کھیر والا بننا

گزشتہ

”سست مام“ یہ الفاظ حسب معمول گزشتی جی کے منہ سے نکلے اور ان کے ذمہ لگ گئے۔ لیکن ان کے کچھہرے کا ٹکٹا ہوا انداز ہند گھٹنوں کے قریب جھولتا رہا۔

”گزشتی جی! تم کو سومرتیہ کہہ لے کر یوں دندناتے ہوئے اندر نہ بڑھے آیا کرو۔ ذرا برے کھڑے رہا کرو کسی وقت آدمی نامعلوم کیسی حالت میں ہوتا ہے“ نل کے قریب بیٹھی ہوئی عورت نے اپنی پنڈلی شلوار کا پانچا کھسکا کر ڈھانپ لی اور بیڑیاں لگڑنے لگی۔ گزشتی کب کا پیچھے ہٹ چکا تھا۔ عورت نے صفت میں سامان چھڑوی اس کا منہ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ منہ اوپر اٹھانے رکھنے کی کسی اسے عادت سی ہو گئی تھی اس کی ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ ٹھوڑی کے نیچے گردن کے قریب بال پسینہ سے نرم رہتے۔ گردن کا وہ حصہ اس کو ہمیشہ بے حین لگتا۔ غیر شعوری طور پر منہ اوپر اٹھانے لکھنے سے ہوا کا کوئی نہ کوئی بھولا بھٹکا جھونکا آتا اور اسکو ٹھنک کا احساس ہونے لگتا۔

وہ بیوقوفی کی حد تک سیدھا سادا ضرور تھا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ بالکل آٹو کا پٹھا ہی تھا۔ وہ جانتا تھا آج اس عورت نے وہ بات کیوں کہی۔ پنڈلی، آخر پنڈلی میں کیا رکھا ہے اگر کوئی دیکھ کر ہی لے تو ”سومرتیہ“ کی بھی خوب رہی۔ حالانکہ یہ بات اسکو پہلی مرتبہ کہی گئی تھی۔ وہ ہرگز اس طرح دندناتا ہوا اندر داخل نہ ہو گا۔ باہر کھڑا رہنے پر اس کی مدہم آواز سن لی جاتے اس کی آواز بھی مٹھی تھی لیکن زور سے آواز دینے پر اسکو ٹوکا گیا تھا۔ ”یہ کیا بد تمیزی ہے اس قدر حلق پھاڑنے کی بھی ضرورت ہے“ اگر وہ باہر کھڑا ان کی من پسند آوازیں بڑے نرم کے ساتھ صبح سے شام تک سست نام سست نام کہتا ہے تو کوئی اس کی آواز نہ سن پائے اور نہ اس کو روٹی دے۔ گوردھار کے متاخر بھی ایک مصیبت تھی وہ روز روز آویں نہ اس کو روٹیاں مانگنی پڑیں۔ اپنے واسطے تو وہ کبھی بھی روٹیاں مانگنے

راتے... ایڑیاں رگڑ رگڑ کر پاؤں دھونے والی کی صورت تو دیکھو یہ تو خیر۔ اس آذت کی پرکالہ صورت بھی قابل دید بھی جس نے اس پر بدینی کا الزام تھوپ لکھا تھا۔ سستہ احقانہ باب جو اس کی بابت کہی جاسکتی تھی یہ سستی کہ اس نے فلاں عورت کی طرف بڑی ریت سے دیکھا لیکن بالکل وہی الزام اس پر لگا کر وہ طومار باندھا گیا تھا کہ تو یہ ہی بھلی۔

عورت نے بے تکلفی سے پوچھا۔ ”آپھنیا کیا بات ہے بھڑکھڑا تھپتے گزشتی کی طرف چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ مسودہ کی گھر رہیں؟ وہ آہیں تو کہنا کہ رات کو کنویں پمٹ جائیں۔ سستی کا کٹورا دیش کسے جانے پر وہ اسے ایک ہی سانس میں چٹھا گیا۔ گزشتی کے کندھے سے کندھا بھڑا کر باہر نکل گیا۔ عورت کی پیشانی ناہموار ہو گئی۔

گزشتی ان سب باتوں کا مطلب سمجھتا تھا۔۔۔۔۔ آج اس کو اس کے ناکردہ گناہوں کی سرانے والی تھی۔

اس رات گھاؤں کے بڑے کنویں پر گاؤں بھر کے سرکردہ اجتماع جمع ہوئے گزشتی پر جرح کی کئی اور آکر کوئی بات اس کے حق میں نکل آئی تو جھلائے۔ سب لوگ اس سے خفا تھے۔ کسی کی اصلی شکایت یہ تھی کہ وہ ان کے گھروالوں کو برشا دیندہ کم دیا کرتا تھا۔ کسی کے بھوکوں کو اس نے گوردھار سے کی پھلواڑی اجالنے سے منع کیا تھا۔ کسی کے گھر میں جا کر کچھ کام کرنے سے اس کی ہوی نے انکار کر دیا تھا لیکن اس پر الزام یہ تھا کہ لاجو ایک دن گوردھار سے میں مانتھا جھینکے کے لئے گئی تو اس نے بھاری کا ہاتھ بکڑ لیا۔ لاجو کو گاؤں کے مین سگے بھائی کہیں سے بھگا لائے تھے۔ وہ برائے نام پردہ داری کے ساتھ قنبوں کی بیوی تھی۔ وہ مینوں بیکار تھے۔ جو داؤں لگنا کر گزرتے ایک بھائی کے پسناری کی دکان کھول رکھی تھی۔ کبھی جلیباں نکال لیتے۔ کبھی ایک تانگہ تیار کر لیتے۔ موع بڑے پر اچھے پیمانے پر چوریاں بھی کرتے، کبھی کسی را بگر کی گھوڑی چھین لاتے۔ ”کیوں لاجو کیا یہ بات درست ہے کہ گزشتی نے تمہارا ہاتھ بکڑا؟“

سورہ علی سے فضا میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ادھر ادھر سے دو چار گتے بھی بکھوئے گئے۔

گر سہمی بے جہال کی طرف تختہ لٹکا کر بانی روک لیا کہ ٹیٹوں کی طرف چلا جائے۔ جب کھیتوں کو بانی دہا ہوا تو بانی کا رخ جہال کی طرف، ررر ٹیٹوں کی طرف کر دیا یا چار دیواری پر ٹکھ کر اس نے دایہوں کی دانتوں کی کوکھی سے دھاب اور ٹوکھ صاف کئے کھ دانتوں کی کوکھی سے یہاں لکڑی لٹا کی صورت نکھایا اور زبان سرگرمی میں آگئی کھ بھیر کر وہ کھانسا اور تھوکر مارا۔

کنوئیں سر جھکے ہوئے تہنوب کے ریڑھ پر بندھے بے جھ پڑے گئے۔

دایہوں بھدک کر اُس نے کیڑے اُٹائے ٹوٹی کے مہر سے لکڑی بٹا دی۔ منہ اور ڈاڑھی دھو کر، دھو کر، دھو کر کا درد کرنا پانی کی دھار کے تھے بیٹھ کر کھائے یہ روز کا معمول بھاگل وہ اس جگہ کو چھوڑ کر چلا گیا دھاب دھاب۔ جان اُس قدر ناقابلِ لعن تھی۔

کچھا بکھوڑ کر اُس نے بھل میں دبا یا بانی نے لہر بانی اُٹھ کر وہ گوردوارے کے اندر چلا گیا بڑے صحن میں اُس کی ہوئی جھار دے رہی تھی کچھا بھدک کر رتی پر ڈالنے کے بعد اُس نے فرسیر بانی چھوڑ کر تشریف کیا۔

آج شکراب تھی

صفائی اور جھڑکاؤ کے بعد ٹاٹ دس پر بکھا گیا کچھ صاحبیر رنگ کے رنگ سرنگے روٹال ڈال دے گئے چوڑی کھی صاف کر کے درمیان بکھری تھی کھ وہ اندر سے بارش میں ڈھونکی، جھٹا، جھینے، جھینے کالے سبب کے سارے ڈھالے اس کی ہوی باس کھڑی دانتوں کر رہی تھی انہوں نے اب دوسرے کی طرف دیکھا دونوں کو اس بات کا احساس بھا کہ جہان کو وہاں رہنا ہی نہیں ہاں کی بات وہ کام بھی کیا کریں۔ لیکن یہ گورو گھر کا کام بھلا یہ گورو دوارے کی سوا اتنی کسی پر کیا احسن میں اسی ہی آخرت کا سوال تھا۔ اور دونوں کے دلوں میں اب مبہم سا احساس بھی بھا کہ ممکن ہے کوئی

اسی صورت نکل آئے اور ختم ہا سوچ جائے۔

لڑکی آج اچھے اچھے سرے پہنے بھولی۔ سماں بھی بستی ساری سچی تھی

دوب نکل آئی اسی ہوی جہ سے سر چھٹی مل کر کھڑی کی کھڑی دھوب میں جب کھڑی گرہی ہے بڑے بڑے مشکوں میں مانی بھرنا سبز کیا تاکہ سنگت کو اس لئے تو پانی کی وقت نہ ہو گوردوارے کا پوٹ بھاسل کمزور ہے۔ حکا بھاسا کام کم کرتا اور آرام زیادہ بہنو ہونہ سنگت بھلا سنگت کو بانی یا لے کے لے وہ بیل کو سام نکھوئی کے آگے جوئے رکھے۔

سنگھ پاتھ میں لے دے گوردوارے کی ٹوٹی بھوٹی چار دیواری سے باہر نکل آیا۔ دروازے کے قریب درخت کا ایک بھاری بھر کم نہ بانی کے گڑھے میں دھنسا پڑا کھار د گرد گردو رے کے وہ کھت تھے۔ جس میں اس نے خود بھلا بھلا یا ہم لوما کھنا چاندنی اور ماد بھری راتوں میں بانی سے سہمی تھا۔ ملائی کی سہمی ان کھنوں سے اس کا کتنا گہرا اعلانی بھلا اس کا لسمہ ان کھیتوں کی بھر بھری مٹی میں جذب ہو چکا تھا۔ اب وہ انہی امانت کسی صورت میں کسی واپس لینے کا حقدار نہ تھا شرم ہی بڑا آگاہ پوٹ بھلا درخت بھلا۔ جس کی بابت ایک روایت تھی کہ گوروؤں کے زمانے میں ایک بہانہ بالکرا شخص اس گوردوارے میں سیوا کیا کرنا تھا۔ اس نے اپنی عمر اسی جگہ گوروؤں کے دیوان میں پنا دی۔

یہاں تک کہ وہ گورہا بھوکیا۔ یہاں اس کی محنت میں دق۔ یہاں اس کا دل اسی جوش اور خلج سے لبریز تھا ایک مہرہ کا درخت کھرموں کی دیویر میں وہ کھیتوں کی ملائی کر رہا تھا اس کی بکھڑی کے اندر سے لکھے ہوئے بال پیسے میں سر ہونہ ہے۔ اس سے پیاس محسوس ہوتی اس نے ہنڈ میں بانی بھر کر رتی کا گھسا باندھ کر گڑھے بڑے درخت کی ٹہنی سے لٹکا رکھا تھا جب اس نے ہنڈ کو جھوٹا تو وہ اس قدر ٹھٹھکی تھی پیسے برب۔ کہ ہنڈ ٹھٹھکیا بانی ہے اس نے دل میں کہا گورو صاحب کے یاد شاہ اسی طرف کو آنے والے ہیں کہوں۔ بانی انہیں کے لئے رہنے دوں وہ اس میں سے

لے کھتیاں جھلنے کے استعمال میں آئی ہے لہذا چھ کڑے میں چھائے کے بعد جو لچھڑی سے جالی ہو اس کو چھڑی کہتے ہیں۔

انار کے پیڑ خاموش مادھی میں بیٹھے ہوئے، دودنیوں کی مانند نظر آتے تھے۔ ہوا بند تھی۔ میڑوں کی قدیاں تک نہ ہلتی تھیں معلوم ہوتا تھا، جیسے ہر اتنا سے ان کی کوئی لگی ہوئی ہو۔ باغ کا کتنا حصہ بیکار پڑا تھا۔ اس کا خیال تھا وہ جھاڑوں اور مدار کے خود نہ بیڑوں سے وہ حصہ صاف کر کے وہاں سبزیاں لگائے مگر، ٹھما مگر، گوجھی ... ہر پڑا دودھ کے کوئی دیکھتا ہوا وہ باہر نکلا پھرتا ہے پر کھڑے ہو کر اس نے دوسری مرتبہ سنگھ بچایا۔ کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ مرد تو جھکتوں پر کام کر رہے تھے۔ لیکن عورتیں گھروں میں کسی پڑی تھیں۔ بھوی سے کہنے لگا۔ تو مرتبہ سنگھ یورچکا ہوں۔ کوئی تعص نظر نہیں آتا۔ کم از کم عورتوں کو آجانا چاہیے۔

اُس کی بیوی چپ ہی عورتوں کی بابت وہ جاتی تھی لڑل تو ہر عورت کے چار چار پانچ پانچ بچے تھے۔ ان کو نہلا نہ دھونا۔ پھر ہر عورت کو بناؤ سنگھار بھی کرنا تھا۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں اسے کہنوں اور کیرٹوں کی نمائش کی جاسکتی تھی۔ اس کے علاوہ دنیا بھر کی باتیں یہیں کی جاتی تھیں کئی چمیدہ مسائل یہیں بیٹھ کر سلجھاتے جاتے تھے۔

جھوٹی تھی نے خوستی میں ڈھولکی دھب دھبائی ترسوع کی۔ گرتھی چمیلی سے پودوں کے گرد اینٹوں کے اکھڑے ہوئے جنگلوں کی مرمت کرنے لگا۔ کہیں کوئی اینٹ گری پڑی تھی۔ کہیں کوئی اینٹوں میں اچھ کر رہ گئی تھی کسی جگہ پودے اس درد بھیل گئے تھے کہ جنگلے کو اور وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔

وہ اپنے کے ڈول بھر بھر کر اُس نے پھولوں کو پانی دینا شروع کیا۔ سچا رے گیند سے کے پھول تو زے میم ہی تھے کوئی ان کی خبر گیری نہ کرتا تھا۔ سچا رے خشک اور سخت زمین میں ہی استودنا پاتے۔ گولڑا کرکٹ بھی انہیں پر پھینک دیا جاتا اس کے باوجود جب پھول آتے تو ہر طرف پھیلا ہی پھیلا نظر آتا پھولوں کے بارگوندھے جاتے، بچے جھولیوں بھر بھر کر گھروں کو لے جاتے۔ کچھ گرنہ صاحب کے سلتے چڑھا دیتے جاتے، بری درگت ہوتی سچاروں کی۔ وہ جب بھی گیند سے کسی کھیلے ہوئے پھول کی طرف دیکھتا تو اس کو اس کے میم ہونے کا خیال آنے لگتا۔ جیسے کہ وہ خود میم تھا۔ وہ پودے کے قریب بیٹھ جاتا۔ پھول

بانی بی بیس گے تو بانی پانی سے میں اپنی پیاس بجھاؤں گا۔ بینک گورو صاحب دوبارہ کرتے ہوئے اس طرف کھانے والے تھے۔ یس ان کے آئے میں ابھی بہت دیر تھی۔ اس وقت وہ اطمینان سے دربار میں بیٹھے سنگتوں کو درشن دے رہے تھے۔ بیکار گورو صاحب اٹھ بیٹھے۔ اور بی الفور کوچ کا حکم صادر فرمایا سب حیران کہ آحراس میں بھد کہا ہے۔ یہ بیٹھے بٹھانے ایک م انی عجلت کیوں؟ گورو صاحب بچے پادشاہ نے فرمایا میرا ایک سنگھ مبرا منتظر ہے وہ جاسا ہے جب تک میں وہاں جا کر پانی نہ پیوں گا وہ جاسا ہی رہے گا۔ گورو صاحب کھولا سر پٹ دوڑانے ہوئے اس جگہ پہنچے جاتے ہی مانی مانگا پورہ سنگھ نے وہ ٹنڈا گے بڑھادی۔ وہ کس قدر خوش تھا اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

گرتھی درخت کے تنے پر کھڑا ہو گیا صاحب اُس نے سنگھ منہ سے لگایا تو دل میں سوچنے لگا۔ گورو صاحب دلوں کا حال جانتے ہیں وہ میری بے گناہی سے واقف ہیں وہ یہاں سے نہیں جائے گا اُس کو یقین تھا کہ ضرور کوئی ایسی صورت نکل آئے گی۔

سنگھ پورے کے بعد وہ دیر تک گاؤں کی طرف دیکھتا رہا جیسے وہ بھی کسی کی آمد کا منتظر ہو۔ کتنی تیز دھوب ہو گئی تھی اور لوگ ابھی گھر سے بھی نہ کھلے تھے۔ مٹیائے مٹیائے مکان۔ مکالوں کے بیچ میں سے سر اٹھلے ہوئے مہرہ درخت .. کچی سڑک سے آگے ڈھلوان پر بھنگیوں کے کالے کلوٹے ننگ ڈھلنگ بچے کھیل رہے تھے۔ دو تین پچھڑے ادھر ادھر قلائیں بھرتے پھرتے تھے۔

وہ گورو دار سے کے چھوٹے سے باغ میں گیا۔ نگور کی بلیں آڑی ترجی لکڑیوں پر سے گری پڑتی تھیں ایک ٹونے میں سے اس نے اٹھی ہوئی رسیاں اٹھائیں، بیلوں کو لکڑیوں کے ساتھ لگا لگا کر رسیوں کے ٹکڑوں سے، کچھ ڈھیل دے دیج باندھنے لگا۔ اس کی موٹی موٹی انگلیاں اپنے کام میں ماہر تھیں۔ قریب ہی ہرے دھنپے اور مرجوں کی کیاری تھی۔ وہ اُس کے کنارے بچوں کے بل بیٹھ گیا۔ بیچ بیچ میں کھٹ بیٹھی کوئی کے چھوٹے چھوٹے پودے بھی تھے۔ اُس نے احتیاط سے ان کو اکھاڑا شروع کیا۔ بچے ان بوٹیوں کو شوق سے کھانے تھے۔

دینی تھیں۔ گو روگر تھ صاحب کے سامنے بیٹھے، بتائے، بھول، تھاریں میں دالیں چاول آٹا وغیرہ رکھو وہ ماتھا ٹیکتیں اور ایک طرف بیٹھ جاتیں۔ لڑکوں میں بعض نے ہار مونیم کھالیا۔ ایک لڑکا پچھلے تختے کو ہلا ہلا کر ہوا دینے لگا۔ دوسرا اپنی انگلیوں سے لڑکوں کے سیاہ و سپید ٹھنڈوں کو بے تحاشہ دہلنے لگا۔ ایک نے ڈھونکی بجانی شروع کی، دوسرے بڑے چپے کو بجانے لگے۔ چینی بھی چھنا چھن ڈولنے لگے۔ ادھر عورتیں آئیں میں تباہ نہ خیال کرنے لگیں۔ ان کی آوازیں ہر ماسدی سے آنا دھونڈ تک سنی جاسکتی تھیں۔ کچھ لڑکوں نے ادھر ادھر بھاگنا شروع کیا۔ نئی عمارت کے ایٹھوں کے پتے لگے ہوئے تھے۔ لڑکوں نے ایٹھوں کی ریل گاڑی بنائی۔ ایک لمبی فطاریں اینٹ کے پیچھے اینٹ کچھ فاصلے پر رکھ دی گئی پھر ایک کو جو ٹھوکر لگا فی ٹوساری اینٹیں ادھر ادھر گرنے لگیں۔ لڑکے اچھل اچھل کر شور مچانے لگے۔ ان کی ڈھیلی ڈھالی پگڑیاں کھل گئیں۔ انہوں نے از سر نو باندھنے کی بجائے پگڑیوں کو بجلوں میں دبایا اور باغ کے دوارے پر کل گئے۔ کج وہ نڈر ہو رہے تھے وہ اپنی ماؤں کے ہمراہ تھے۔ گرنے کی آواز تو آج کچھ خوف بھی نہ تھا۔ دوسرے وہ اس دفت آج بھی بند کئے گئے۔ گھر سے صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔

اب مردوں کی آمد شروع ہوئی۔ موٹے کھدے کے تہ بند باندھے گھٹنوں تک لمبے کرتے پہنے، سروں پر آٹھ آٹھ دس دس گر کلف لگی پگڑیاں لیٹے، ہاتھوں میں لوہے اور میتل کی تانوں والی مضبوط لٹھیاں تھامے اور اپنی فطاریوں کو خوب جھکا کئے ہوئے آئے اور ماتھا ٹیک ٹیک کر وہ ادھر ادھر بیٹھے تھے۔ ان میں سرور قد مضبوط نوجوان بھی تھے۔ جن کے تہ بند رنگدار تھے۔ تہ بند کے پچھلے حصے ایڑیوں میں گھسے آئے تھے۔ بعض جو شلواریں پہنے ہوئے تھے۔ ان کے رنگین ریشمی الزام بند خاص طور پر گھٹنوں تک لٹک رہے تھے۔ پگڑیوں کے نیچے خوب اکڑے ہوئے۔ ایسے چھیل چھیلے بھی تھے جنہوں نے پگڑی کا آخری سر اٹھا کھیر کر پگڑی کے اگلے سرے پر آن ٹھونسنا تھا۔ بہ کھیلے ہوئے بھول کی طرح ان سروں پر ایسے لہراتا تھا جیسے کسی پہلے ہوئے مرغ کے سر پر اس کی شاندار لٹنی۔

مردوں کے پہنچ جانے پر کارروائی شروع ہوئی۔ چند نوجوانوں نے ہٹھ کر سارنہٹھا لے ایک ایک الاچی اور لونگ

ہوا میں ادھر ادھر جمع ہونے لگتا۔ وہ بھول کو بیار سے دونوں ہاتھوں میں لے لیتا جیسے وہ کسی بچے کا چہرہ ہو۔ اس کو ایک بات یاد آجاتی، ایک مرتبہ (غالبا) گورو راجن دیو جی کے بادیہ کی جھپٹ میں آکر بھول کی ایک ٹکھڑی خاک پر گر پڑی تو گورو صاحب کی آنکھوں میں آنسو اٹھ اٹھے۔ یہ سوچتے سوچتے نامعلوم جذبے کے زہرا تر گرتھی پر قدرت سی طاری ہو جاتی۔ وہ کتنی کتنی دیر تک دم سادھے بیٹھا رہتا۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی عقل موتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک ناقابل فہم کیفیت میں ڈوب جاتا۔

بھٹی کے قریب اس نے کمرہ پرست و کا کل سماں اکٹھا کر دیا لکڑیاں اور موٹے موٹے آپے بھی ایک طرف ڈھیر کر دیے۔ اور سنگھنے کر بھر درخت کے تنے پر بٹھا ہوا تیسری مرتبہ سنگھ لور کر وہ دیر تک اسی جگہ کھڑا رہا۔ دھوپ چلیا رہی تھی۔ آنکھیں دھوپ میں بنی ہوئی ہوا کی گرمی کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر گاؤں پر نظر جمادی۔ شاید کوئی صورت نظر آجائے۔ اس کو فکر تھی کام ختم کرینی۔ چند ایک نیلے پیلے دوپٹے ہوا میں لہرائے کچھ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اکٹھا کھیلنا کرتے دکھائی دیے۔ لڑکے برنگ کے دھالوں سے ڈھکی ہوئی تھالیاں رخ تھیلیوں پر رکھے زارہ صوبہ بڑھتی عورتیں پیچھے پیچھے چلی آتی تھیں رفتہ رفتہ دونوں کا وفد کے لوگ چوٹیوں کی طرح ریگتے ہوئے نکلے۔ اور چھوٹی چھوٹی لڑکیوں میں گورو دارے کی طرف بڑھے۔

گورو نے ہاتھ یاؤں دھو کر پگڑی کو درست کیا۔ گلے میں نقد رنگ کا طویل سا کپڑا ڈالے داگورو داگورو کہتا گورو گورو صاحب کے پاس جا بیٹھا۔ اس کی لابی چھٹی فطاری گورو صاحب کی جلد کو چھو رہی تھی سر جھکا کر اس نے گرنہ صاحب سے رومال ہٹا کر ان کو احتیاط سے لپیٹ جلد کے نیچے دبائے ہوئے مشترک کتاب کو کھولا اور آنکھیں موند کر چوری ہلا لے لگا۔

بے لمبے گھونگھٹ کالے عورتیں چار دیواری کے اندر داخل ہوئیں۔ ان میں سے بعض نئی نئی ڈھنڈھیں جنہوں نے ٹیسوں تک چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔ سرخ رنگ کی قمیص اور شلواریں کھڑکی سی بنی ہوئی وہ بیرہو بیویوں کی مانند دکھائی

سب کو جان سہی (کی لمائی کا دعویٰ کر کے حالہ صاحب
دلوں واہگورو)

"واہگورو واہگورو"

حسن گو کہوں نے گوردادوں سے سدھار کی خاطر سری
نکارہ مناسب جی میں اور سری برن۔ ترن صاحب کے لیے میں ایسے
حصوں مرنا بیاد مسکن۔ جسے جی مل میں ڈال کر جلا
دے گئے۔ دیکھی جھپوں میں جھوک دئے گئے، اور وہ (اس
طرح) بہت ہوئے، ان گورو کی صورت دیکھنے والے سکھوں
کی لمائی کا حالہ صاحب، بولتی واہگورو

"واہگورو واہگورو"

"حسن ماؤں، صدوں نے اسے بچوں کے کھڑے لکڑے
کر واکرائی جھولیوں میں ڈال دئے، اُن کی لمائی کا صدقہ
حالہ صاحب بولتی واہگورو"

"واہگورو واہگورو"

طوبل دعا کے آخر میں (لے گورو صاحب) ہم کو
نعتی خواہش انت، غفہ، لالچ، محبت اور عورت سے بچا ہے۔
اس کے حضور در اس صاحب جی کی ارداس۔ اگر قبول چوک
میں کوئی لفظ کم دے، تو گناہوں اس کے لئے ہم معافی کے
خواہ گناہوں سے کام سوار سے۔ گورو نامک نام چڑھدی
کلاس سے بھالے، اب کا بھلا

سب لے چھک کر متلیاں فرس برنک دیں کر تھی نے
دل ہی دال میں کہا۔ واہگورو۔ سچے یا دستا سے دلوں کا حال
جیسا مس۔ بھر کھڑے ہو کر خوئے سوئال سن سری کال
کے من نعرے دکائے گئے اس کے بعد کڑا ہرٹ د (ہلوا)
یا سا گیا۔ رحمہ رحمہ لوگ یرتاد پکتوں میں چھیا سے پاکو پلوں
میں لے رخصت ہو گئے۔ چند سر براوردہ استیاض ٹیٹھے
جب نہائی ہو گئی تو انہوں نے کر خفی سے کہا کہ اگر یرتاد
بانی سے نولا با جائے کر تھی لے یرتاد ان کو مانٹ دیا چہو
کو اپنے بھکے ہاتھوں سے ملے ہوئے انہوں نے ہی کہا کہ
سبھا لا یوں گھٹنے کے تحت مباحثے کے بعد سب حساب صا
ہوا۔ اگر تھی سے کہہ دیا گیا کہ دوسرے دن رخصت ہوئے سے پہلے

منہ میں ڈال کر اس سے سر فرس کے بار ساتھ ساتھ مال ٹوٹھوکی
بچے لکھی گئے واسے ٹھوم ٹھوم کر جیٹا ونا۔ ریع کنا اور جیسے
بھی کھائے بار موکم واسے ٹھم ٹھول لرا۔ طوبل ہو کی
آواز نکالنے کے بعد کا بارہ

اسے ٹھم لے جی، ایسا صابہ۔ ڈو دا، دا
یا سا کہہ کر وہ بدل منہ ہلائے لکھا ڈھوکی واسے کی کڑوں
ہتی تھی نوچنے واسے کا دھڑ۔

صاحب اس سرور دانی شروع ہو کر تو سرور د اصحاب
لے اُن میں کا نا ہیوتی شروع کر دی تھی۔ مل رر سمجھتے۔
سند کرس کے بعد سری گورو کر ہر صاحب کی بڑائی
بڑھ کر حافظ بن کو شافی کی اس لے حد کہ بھی جی سرے
اترا اور ارداس (دعا) کے لئے گورو صاحب سے سامنے
ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا حالہ صاحب نے اس کی سرور دانی
سب لوگ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے سرے میں نے اس میں سدا کرس
اور ارداس شروع کر دی۔

"رکھ بھگونی سم کے گورو نامک ہی دھائے بچہ املہ
گورتے امرداس ساداسے ہو سہاے

اس طرح دسویں گوروں کے نام دہائے۔ اور پھر
"ج ساریے، ہار صاحب راہے ایسا صاحب سیکھی
صاحب جی ہا ر سنگھ جی، صاحب حور اور سیکھی، صاحب کھنکھ
جی) جالبش مکے، انہدوں، ام بردوں، صدنی رکھنے والے
سکھوں کی لمائی کا دھماں دھڑکے حالہ جی بولتی واہگورو
گر تھی کے واہگورو کہے بر صرین اتے بعد واہگورو
واہگورو کہے ادھر حاضر کی آواز کو تھی ادھر اک بڑے طبل
پر چوب بیڑنی اور طبل کی آواز حاضر کی آواز سے راتھ کھل ملکر
دیر تک لرزتی رہتی اور دلوں پر ایک سبب سی طاری ہو جاتی
"جن لوگوں لے دھرم کے لئے جانیں قرباں کس نہ کھڑوں
پر چڑھے۔ (بدن کے) جوڑ جوڑ جدا کر دئے، جس کی کھالیں کھینچ
لی گئیں جنہوں نے کھو بر باں آنروا میں، یکس اساد دھرم ہیں
چھوٹا، جنہوں نے سکھی صدق اسے سر کے لوہر گیسوں (مالوں)
اور اسے آخری سالوں تک بھابھا ان سنگھوں (سرفروں) اور

تجربہ

پرفشاں نالہ زناں میں خس و خاشاک تمام
اُڑتے اُڑتے یہ کہے جاتے ہیں ایسا انجام
تمہیں آغاز کی منزل سے نظر آتا ہی

خس و خاشاک نہیں گے جو یہ ہوتا معلوم
ہم یہ کہہ سکتے تھے آغاز ہوا اپنا مقسوم
اسی آغا کو انجام سمجھ سکتے ہیں،

اور آغاز کی منزل سے اُبھرنے والے
کوئی بھی بات ہو اُس سے نہیں ڈرنیوالے
وہ سمجھتے ہیں زمانہ ہمیں پہکاتا ہے،

جب وہ بڑھتے ہیں تو بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں
بار بار راہ میں اسجانے مقام آتے ہیں
بڑھنے والے کے جور سے میں الجھ سکتے ہیں

اور جب حد کو گزرتے ہیں گزرنے والے
اور بن جاتی ہے اُمید فریبِ معدوم
پرفشاں نالہ زناں کہتے ہیں دیکھو انجام
قیمتِ اشکوں میں اس طرح بدل جاتے ہیں
میراجی

اُس کی قیمت کا فیصلہ بھی ہو چکا تو وہ جھٹلا کر اُٹھ کھڑا ہوا کس کی
محال ہے نہ تم کو یہاں سے نکالے گرتی جی اُم اسی جگہ رہو گے
اور ڈھکے کی چوٹ رہو گے۔ میں دیکھوں گا کون مانی کا لال تم کو
یہاں سے نکالے کے لے آتا ہے۔

میں کر گرتی نے جواب تک ہے جس سا بیٹھا تھا آنکھیں
جھپکا ہوں اُس کی بھوؤں کو حرکت ہوئی وہ سکس آوار میں
بولا اور سردار متا سنگھ واکھو روجا سا ہے میں نے لاجو
کو چھو انک نہیں۔

سردار بگتا سنگھ کے دو آدمی ادھر سے گزرتے ہوئے
یہ باتیں سن رہے تھے۔ بنسا سنگھ ان کو سنا کر بلند آواز میں
لٹکا کر کہہ لایا اگر تمہی جی، تم بہکوں کہتے ہو کہ میں نے اس کا ہاتھ
نہیں پکڑا۔ تم ہر اور سے لاجو کا ہاتھ جکڑتے ہو۔ میں
بگتا سنگھ کو بھی دیکھ لوں گا نرا سردار بنا بھرنے ہے اور
میں لوگوں نے تمہارے خلاف یہاں میں حقہ لاسٹھا ان
میں سے ایک ایک سے سٹ لوں گا۔

ابھی بھر پور آوازیں اُس سے بہہ وٹی ہوئی گئیں
بھی سنائیں

یہ خبر دونوں گادوں میں آگ کی طرح پھیل گئی۔
سب لوگ لاجو کو گالیاں دینے لگے حرامزادی امفت میں
بچا رہے گرتی پر الزام دھردا۔

بلونت سنگھ

ساتی بک ڈپو کی مطبوعات

وحشی :- انصار ناصری دھاری کا لکھا ہوا ایک مختصر ناول جس میں
کی ایک داستانِ محب - مجلد - قیمت ایک روپیہ
ریڈیو ڈرامے :- بارہ ڈرامے جو آل انڈیا ریڈیو کے مختلف اسٹیٹوں
سے نشر ہو چکے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔
فرعون :- جس نے انی کا دعویٰ کیا تھا وہ ایک انسان ہی تھا۔ فرعون
کی داستانِ حقیقت - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔
گیت ہی گیت :- میراجی کے گیت دلاویری میں ایسا جو اب نہیں رکھتے۔ ایو
دھرتیت آپ نے بھی نہیں پڑھے ہوں گے۔ قیمت دو روپے۔

ناول کے شروع میں آفتاب یکا یک غروب ہو جاتا ہے۔ یہ آفتاب فزنی، سماجی، اور ملکی آزادی کا آفتاب ہے۔ اس کے غروب ہو جانے کے بعد ساری دادی میں تاریکی پھیلنا یقینی تھی۔ لیکن کرشن چندر نے طرک آنکھوں کے سامنے ایک خوبصورت دادی پھیلا دی ہے۔ یہ خوبصورتی غروب آفتاب کا ایک سنبھالا ہے۔ ”سوجھ کا مامی گز“ ہمارا سماجی نظام حکومت ہے جو خانوں اور سماجی پابندیوں کے حال لوگوں پر پھینکتا ہے۔ اس کا آخری

زیادہ نمایاں ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مجسم بغاوت بن جاتی ہے۔ وہ جوان ہے شاید ہی جوانی اس کے ارادہ کی جوانی کا باعث بھی ہو۔ چند سا کی ماں بھی جب جوان تھی تو اس کے ارادے اتنے ہی سنجیدہ اور جذبات اتنے ہی شدید تھے، لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ معنوں کی کثرت نے اس کے بغاوت کے جذبات سرد کر دیئے۔ لیکن چند ایک طوفان بھی اس کا ارادہ پہاڑ کی جٹاں بکھا، اس کے مقابل ایک دوسری جٹاں بھی اور دوسرے بیڈت مہ وکسن۔ وہ ہر جٹاں سے ٹکرائے کو سنا رہی تھی اور اس پٹان سے بھی ٹکرائی اور خود جھکا چور ہو گئی، لیکن اس کا عزم اتنی لب ہی رہا۔ مہو سن گئے کہ موت کی آغوش نے لے لیا، لیکن وہ ابی شکست کا تصور ہی نہ کر سکتی تھی، وہ کسی خمبہ پر بھی سماج سے صلح کیلئے کو بیارہ تھی۔

کرشن چندر کسی کردار کی بُرائی مضحکہ خیز حد تک نہیں کرتا۔ اُسے ایسے کرداروں سے ہمدردی ہی، لیکن دیکھی نہیں۔ وہ انہی اچھائیوں اور بُرائیوں کا سنجہ بیستہا بی غیر جانبداری سے کرتا ہے۔ دُر کا داس کی نسبت کڈانی جو اس کو ڈاڑھ کے مسئلہ ارتقاء کی بھولی ہوئی لکڑی (The messenger between the highest ape and the lowest man in Darwin's theory of evolution)۔) سادہ سادہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا رویہ پھر اس قسم کا ہے کہ اس پر ہنسنا کوئی تعجب کی بات نہیں اور اب اس کا رویہ یہ ہے کہ انسان با انسان کا رویہ ہے کہ انسان کا تسمیہ اڑانے میں بھی حق بجانب ہیں، لیکن وہی دُر کا داس آپ کے سامنے مجسم سوال بن کر آتا ہے۔ "میں بد صورت ہوں، میں بہت بد صورت ہوں، لیکن یہ بتاؤ کہ اگر میں بد صورت ہوں تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" آپ کی تمام خندہ پیشانی اور خوش مذاقی کو ایک دھچکا سا گلہ ہے اور آپ ایک دم اس نستانِ ہتھیاریہ کو دیکھنے لگتے ہیں اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ مصنف نے بھی یہی چیز سمجھ کر لکھی تھی تو آپ چلا آتے ہیں۔ "میں یہ سمجھا تھا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے، اور یہ مصنف کی کامیابی کا ثبوت ہے۔"

کرشن چندر کو انتخابِ الفاظ کی تکنیک بہت برا معلوم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کہاں الفاظ کا تکرار روح کے سوز کا اظہار کر سکتا ہے

بتا جائے اس کا جی جانا کہ مغرب میں اس واقعی کسے سے اس میں کنارے تک ایک ایسا مادہ دیا جائے کہ جو لہو پرتی کا بہ بہاؤ مغرب میں جلنے سے رک جائے۔ "جو ہنس ہر آزادی پسند لسان کے دل میں اٹھتی ہے لیکن سامِ احب کا اس پر واسیہ نہ کرنا ہو۔" کہو نہ وہ جانے لے ان بانوں کا ہتھ اس وقت تک کچھ نہیں جب تک خود اس کے ملک کے باشندے ایک منہ پر مطالبہ نہ کریں۔ اور پھر اس شخص کے دل میں آزادی کی خواہش کی جو سعی سی مدیل روتن بھی وہ بھی سمجھ جاتی ہے۔ دیر ہی وہ شکست پیہم ہے جو انسان اب تک کو مدہ، صلح اور خود ایمنی خود ہشتا کے ہاتھوں اٹھاتا ہے۔

"شکست ہمارے دلوں کو مردہ نہیں کرتی۔ وہ ان میں گرمی پہنچاتی ہے غلط و غضب کی آگ بھردہتی ہے۔ بغاوت کی روح چھوٹ دی ہے وہ طرے سر حوکوں سے ہمارے دلوں میں اس فرسودہ نظم کی تسکین کی دعوت دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ شکست کے قصیدی کرھاروں میں خود اعمادی کا حد اپنی تمامیت اور تکمیل کے ساتھ وجود ہے یہاں تک کہ دُر کا داس بھی جس کو اپنے رائے سبب بھی نگاہ سے سبب دیکھتے اپنے اندر یہ مادہ رکھا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ لوگوں کا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ وقتی اس کو کیا بھی ہے انیس بی وہ مادہ ہے جو اس کو بار بار اکرنا ہے اور آخر کار ایک۔ مہستانِ ہتھیاریہ میں کہ وہ لوگوں کے سامنے آئے۔ چند را اب اس کا کردار ہے جس میں خود اعمادی کا جذبہ سبب رباہ شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس کے استقلال کے آئے ستبام بھی اسے آپ کو کمزور پاتا ہے۔" چندر میں لے م جیسی عورتیں کم دیکھی ہیں، لیکن چندر کا کردار سنیا م کو بار بار جوش دلاتا ہے۔ چندر کی ماں کے قدم بھی ڈمک گئے ہیں۔ اور وہ صلح کے ٹھیکہ داروں کے ہاتھ تک جانے کو تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن چندر کا گمان بھی دھڑ نہیں آتا۔ وہ مصیبت سے گھبراتی نہیں مصیبت سے گھبراتا نہیں اس کی سرشت ہی نہ تھا۔ وہ سمجھتی ہے کہ بغاوت کا فقدان ہی موت ہے۔ وہ اس موت سے ڈر رہا تھا۔

چندر کا وجود ہماری سماجی زندگی پر گہرا طنز ہے۔ اس کا نعارف جب ناول میں ہوا ہے۔ اس میں مغرور خود اعمادی جنسی چیلنج پایا جاتا ہے۔ ناول میں جسے آگے بڑھتے ہوئے اس کا کردار

دیتا ہے۔ اُس کا لہو کچھ ہے موتن ہے۔ اور موتن کہتا ہے۔ چہ
دلوں کی بات ہے۔ حیدر راسر حسد دلوں کی بات ہے۔: نواس کی فطری
خواہش موتی ہے کہ کوئی اور۔۔۔ ہو جو اُسے اسنا سائے اور جس کو وہ
ایسا کہہ سکتا ہے۔ وہ جاسی۔ کہ موتن اُس کا ہے اور وہ موتن کی ہی
وہ اچھی طرح جانتی ہے۔ دل لگے۔ رازوں سے اس نہیں رکھتی ہے۔ اچھی
سھوڑی درپیلے وہ یہی الفاظ ایسی ماں سے نکلا رہا ہے۔ لیکن
اُس کا لہو ہوا دل موتن کی زبان سے ہی ہے۔ الفاظ سننا جانتا ہے
وہ ایسی مسکوں کے دربان اور زندہ ہوئے تھکے۔ کہہ ٹالنی
ہے۔۔۔ "وعدہ کرو موتن کہ مجھے چھوڑ کر کس۔۔۔ جاؤ گے۔" اور
موتن کا جواب اُسے ملنے لگا۔

"اور" اور "تھڑ" بہ دلفظ الیہ میں ہو کر سن خذر کے شمال
الفاظ مر قادر ہوئے کہ اچھی طرح ظاہر کرنے میں کوئی بھی شخص جس نے
تکسک کو اچھی طرح ٹرھا ہے۔ وہ ان دونوں کا مقصد ہی استعمال
نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کسی شخص کو ان الفاظ کا استعمال ہی
بے معنی نظر آئے لیکن دماغ اس دور کرنے سے اس کی اہمیت بخوبی
واضح ہو جائے گی۔

فلسفہ (کچھ سمجھو۔۔۔) میں متحرک چیز کی مختلف
حالیوں کے دوڑتے ہیں اور یہ بالکل وہی چیز ہے۔ لیکن جب وہ
ایک مہرہ دور سے ایک انداز سے رما دہ دکھائے جاتے ہیں
لوگ ان میں امتداز نہیں کرتے اور ان کا تسلسل قائم ہو جاتا ہے۔
علمی تصویروں میں اگر آپ کو مختلف قسم کی کیفیات بیک وقت
دکھانا ہیں تو یہ با فوٹو گرافی کی ممکنہ کمی بدولت یہ کام ہو سکتا
ہے، لیکن تاغیر برابری تحریر کے ذریعہ آپ قاری کے دماغ میں یہ
سرسطی مار سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک ہی لمحہ میں ہو گیا۔ اسی
مقصد کے لئے "اور" کا استعمال ناگزیر ہے۔ اور اسے استعمال نے
الفاظ میں حرکت پیدا کر دی ہے۔ ایک لفظ دوسرے لفظ میں اور
ایک جملہ دوسرے جملے میں بدم لفظ آتا ہے۔ اور "کا تسلسل و انقطاع"
کے تسلسل سے بھی ہم آہنگ ہے۔

اور پھر وہ سچمت وہاں سے علی گئی اور شام کا دل کسی
ما معلوم خوشی سے معمور ہو گیا اور اُس کے منہ سے "سی" نکلی
اور نہ بکل گئی اور اُس کا ہاتھ رگ گیا۔

ایسا معلوم ہوا کہ کوئی کا جلا جانا، شام کے دل کو کسی
ما معلوم خوشی سے معمور ہو جانا، اُس کے منہ سے سی کی آواز کا بکل جانا

وہ ایک مشتاق بازیگر کی طرح الفاظ سے کھلتا ہے۔ وہ الفاظ سے مختلف
قسم کی تصویریں بناتا ہے۔ کہیں یہ تصویریں حقائق سے ہم آہنگ
ہوتی ہیں اور کہیں ان کے اور واقعات کے درمیان قبل کا دھندلا
ہوتا ہے۔ قاری جوں جوں آگے بڑھتا جاتا ہے یہ تصویریں اُس کے
دماغ پر فضا جاتی جاتی ہیں اُس کے منہ سے ہونے بسبب سائے
سطح کا غنڈ پر گھومتے نظر آتے ہیں اور غنڈ و غضب میں بھٹے ہوئے
الفاظ جیتے سعلوں کی طرح بھڑکتے ہیں۔

راسر میں بستن کس سے اتفاقاً حیدر کی ملاقات ہو
جاتی ہے۔ حیدر اکیلے ہے اور سست کش کی جلی آوارگی اس تنہائی
سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے لیکن حیدر کی خودداری اس آوارگی
کا جواب بھی دینا چاہتی ہے اُس نے جواب دیا بھی اور اچھی طرح،
لیکن اُسے اپنی بے بسی کا احساس بھی ہے۔ مگر اس احساس پر
بھی اُس کی خود اعتمادی کا جذبہ غالب ہے۔ اُس کے احساس کی شدت
کرشن چندر الفاظ کے تکرار سے ظاہر کر رہا ہے۔

"وہ سر سے باؤں تک کانٹے ہی تھی۔ جب وہ گھاٹی کو مار
کر کچی بھی جی وہ سر سے باؤں تک کانٹے ہی تھی۔" وہ کچھری
کے پتھلے کے فریب سے گدڑی مابھی وہ سر سے باؤں تک کانٹے
رہی تھی، جب وہ سفاخانے کے دروازے کے اندر داخل ہوئی تب
بھی وہ سر سے باؤں تک کانٹے ہی تھی، جب وہ اسے وارڈن داخل
ہوئی جہاں موتن سنگھ چارپائی پر بٹھا ہوا اُس کا انتظار کر رہا
تھا تب بھی وہ سر سے باؤں تک کانٹے ہی تھی، لیکن جس اُس نے
موتن سنگھ کو دیکھا تو اُس کی آنکھوں سے بے اعتبار آسوارہ
ہو گئے۔۔۔"

مجل کی کرا حیدر کے عقد کی بڑھی ہوئی آگ کی آئینہ دار
ہے، آخر میں یہ احساس اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ قاری کے سامنے
واقعی الفاظ کا پیچہ ہٹتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیدر
واقعی عقد میں بھری کانٹے ہی ہے۔ وہ عقد میں بھری ہے اور
شاید اس کا عقد اور بھی شدت اختیار کر لیا، لیکن جب وہ اپنے
محبوب کو دیکھتی ہے جو بے بس اور لاچار جا رہا ہے۔ اور اسے
تو غنڈ و غضب کے جذبات اپنے اظہار کے لئے آنسوؤں کا درخت
اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ روتی ہے اور شاید بونہی روتی رہتی لیکن
موتن کی تسلی سے اُسے آنسو ٹھم گئے۔ اُس کا آخر ہے کون۔۔۔ آج
ہی تو وہ اپنی ماں سے لڑکھاتی ہے۔ برادری نے پہلے ہی دھکا

لارو ”

”وہی دستور سرے پر لٹی ہوئی تھی اور اُس کی آنکھیں بند تھیں اور اُس کی مدھم ساس کے ساتھ اُس کی چھاتیاں ہل رہی تھیں۔ ستام نے ساری لمحہ جیسے کے کنارے کھلے ہوئے بھولوں کی طرف منعطف کر دی۔ ان بھولوں کا کیا نام تھا۔ کتنے خوبصورت بھول ہیں، خوبصورت جیسے نہیں ہیں۔ اب کوئی جیسے نہیں، وہ کسی ایسی چیز کا خیال نہ کرے گا۔ یہ بھول خوبصورت تھے اور کوئی اسے دُلسے جسے ہیں، جیسے اُس کے دل میں لاکھوں دھڑکنیں اپنے دم سے پیدا ہوئے تھیں اور وہ اپنے دل سے کہنے لگا مجھے کچھ اور سوچنا چاہیے، مجھے کچھ اور سوچنا چاہیے، بھولوں کا کیا نام ہے، کبھی وہ ان بھولوں کا نام ہیبت بھول جاتا تھا۔ اُس نے کہا ”ان نیلے بھولوں کا کیا نام ہے؟“ اور اس کے لاسو میں لاکھوں نیلے نیلے بھول کھلنے لگے۔“

کرشن چندر نے کئی معنوں میں اُردو ناول کی روایتی تکنیک سے انحراف کیا ہے۔ وہی سے شام کی محبت پہلی ملاقات ہی عشق کے درجہ تک نہ پہنچ گئی تھی، ”السا ہونا خواہ ناول کی شرح میں کتنا ہی محکوم کوں نہ ہو، لیکن حقیقت کی دنیا سے اسے فاصلہ کا بھی واسطہ نہیں۔ جمال یکدم اُس کے دل دو ماغ پر چھا نہیں جاتا اس طرح کاپ کی نگاہوں کو سولے اس کے اور کچھ نظر نہ آئے، جمال اشریذیر نے وہ پوتا ہے اور اگر وہ موثر اشریذیر ہوتا ہے تو رفتہ رفتہ عشق کی محو رہی اختیار کر سکتا ہے، کرشن چندر کی جیسی باریک مشاہدہ کر لے والی نگاہیں ان باتوں کو لپٹا مدار نہ کر سکتی تھیں۔

ستام کو شروع میں وہی سے لوں ہی سالنگا دے اور اب دوسرے کی مڑی ملاقاتیں اس تعلق کو بڑا دھمکتا نہیں بنا سکتی ہیں۔ اُس کے لمس سے اُس جسم میں خون کی روانی بڑھ جاتی ہے، لیکن وہ وہی علی حالی ہے اور وہ محسوس کرنا ہے کہ اُس نے تیر کو کمان سے پھٹکے دیکھا تھا، جیسے آسمان کی تارچکیوں میں اُس نے شہابِ ثاقب کو پور کی آگ سے پھینک دیا اور یہ نور کی لکیر دہر تک اُس کے سامنے کھینچی بھی رہتی ہے، اور پھر بھی لکیر معدوم بھی ہو جاتی ہے۔ یہ ایک لوں ہی سانپ ہے، ستام وہی کا ذکر بھی کسی کے سامنے نہیں کرتا کسی خوف کی وجہ سے ہیں بلکہ محض اس وجہ سے کہ اُسے وہی سے کوئی خاص لگاؤ نہیں، ہر شخص کی زندگی میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں، ستام پہلے ہی سے ان چیزوں سے شناسا ہے۔ سٹیلا

اور اُس کا ہاتھ رک جانا سب کچھ ایک ہی لمحہ میں ہو گیا۔ اس نے غضب کا قسمل شام کوئی دوسری تکنیک اس حوالی سے ادا نہ کر سکتی۔

”بکایک اُس نے شام ایک جھوٹا سا لڑکا دھارہ کی دہلیز پر کھڑا ہو کر چلا چلا کر اور بازو ہلاتا کر کہہ رہا تھا، وہی مڑی، وہی مڑی، اور اُس پھر کے مت میں جان بھری اور اُس نے دوسرے ماں کا ہاتھ جھٹک دیا، تعالٰیٰ، اب جھٹکے کے ساتھ دوسرے پر جا پڑا، اور شام بڑی بڑی ہری سے بھاگتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا۔“

”اور پھر“ کو ہم سبنا سلاٹ سے تہہ پہلے سے سٹے ہیں ”اور پھر“ سے کرشن چندر کا مقصد قسمل ہیں بلکہ منظر کی خلوت تبدیلی دیکھنے کی ہے

”اُس نے بائیسے کہا تھا، اب یہ آہستہ درمیانی جیاؤ یہ وہی اُس وقت تک مجھے کافی رست گئی جب تک تو اس کا کچھ استعمال نہ سیکھے گا۔ اور پھر اُس کے تجل میں اسے باپ کی وہ تصویر آئی جب وہ سبنا رام جہاں کا فرض کھلتے چکاتے ہوڑھا ہو گیا تھا

انسان کی زندگی میں ایسے موٹے سلی آئے ہیں جہاں سلا صرف محسوس کر سکتا ہے، اُلفت اٹھا سکتا ہے، مخطوط ہو سکتا ہے، خوشی کی رہا وہی سے اُس کے دل کی دھڑکن تیر ہو سکتی ہے اور ایک لمحہ کے لئے اُس کے قلب کی حرکت بند بھی ہو سکتی ہے، اگلے اگر بعد میں وہ وہی کیفیت دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہے تو الفاظ اُس کا ساتھ نہیں دے، وہ نہایت آسانی سے اپنی حسی کیفیت کا تجزیہ کر سکتا ہے، لیکن اسے محسوسات جیسی کو الفاظ کا جامہ پہنانے کے لئے شاید کرشن چندر جیسے مصنف کی ضرورت ہے، کرشن چندر نے کئی جگہ اس بات کی کوشش کی ہے، اور وہ نہایت کامیاب ہے۔

”اور پھر ستام نے وہی کے چہرے سے رنگاب کے بھول کھیلنے ہوئے دیکھا، وہ اسے بنوں کے انفاق روئے کوایتی جیسا سوں کو ڈھا پیے کی کوشش کرے لگی جہاں اُس کے سینے کے طائر مصطرب انداز سے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے با شادینے کی طرف جھٹکے ہوئے تھے، اگلے ہوئے بھل کی طرح، اور ستام کے دل میں ان بھولوں کو توڑنے کی خواہش ترپنے لگی، ابک ہندی نیچے کی طرح میں چندا ماں لوکا، میں چندا ماں لوکا، میں وہ موٹر لوکا، مجھے وہ لال پٹری

کمی بھی اس قسم کی رواجی باتیں کہہ جاتا ہے جو ایک جنت لینے مصنف کے لئے ریا ہیں، لیکن اگر عور کیا جائے تو اس کی تہ میں ہمیں کوئی خاص کمند یوت بدلہ ملتا ہے اور اس لئے ہم اسے وہی وہی موصیہ کہہ کے باوجود ماہر فرار نہیں دے سکتے۔

آرٹوئلس طنز و طرافت میں کرشن چندر نے اپنے لئے "رد و ادب" میں ایک خاص جگہ پیدا کر لی ہے اور انکی ہر تصنیف میں یہ عام حرب اس قدر سے پائی جاتی ہیں کہ ان کے اقتباسات ایک مضمون سرداشت ہیں کہ "سکسب" اور ان "داتا" میں اس کا طنز سب سے زیادہ کامیاب ہے، "رد و کالیقا عدہ" بھی گو کہ طنز کی جیسی مثال ہے، لیکن اس کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب ہی محفلت میں لکھا گیا ہے کہ اس چندر کا اپنا خاص طرز اس میں تراجمہ نما ماں نہیں۔

اگر ہم نے کالفسانی تحریر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی کوہسی "توجہ" اتنی ہے جیسا کہ احساس ساسب (عمرہ ۱۳۷۴ھ) سے ہی امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے دے کے مناسب لباس اور یاؤں کے لحاظ سے خود اپنے کا لیکن اگر وہ اپنے باپ کے جوتے اور کپڑے پہن لے تو یقیناً اس کے احساس تناسب کو ٹھیس لگے گی اور آپ سبب سے ہی وجہ یہ کہ جب دو اس قسم کی چیزیں ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں جو ماوجود ایک معمولی ماسبیت موجود ہونے کے ایک جگہ نہیں ہوں تو یہی اجتماع مزاح کا باعث ہوتا ہے اور اگر احساس کی سند سے تو مزاح و ترافت طنز کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ طراف اور طرہ کی چیزیں ہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتی ہیں۔ طرہ اور طراف دونوں کا مقصد اصلاح ہوتا ہے، لیکن طراف کسی بری بات پر ہنسنا کہ اس کی اصلاح کرنا چاہتی ہے اور طرہ اس چیز کے کمزور پہلوؤں پر نظر افست سے زیادہ شدید قسم کا حملہ کرتے ہیں اس کی اصلاح کی خواہش مند ہے، مثلاً سہر میں ضرور بات زندگی کے ساتھ شراب اور انبوں کے ٹھیکہ کا ذکر اور علی جو کی عادات بیان کرتے وقت اس کے شراب پیئے اور پانچوں دھب کی کارٹریں ہاں بچاؤ دیکر ایک لطیف طنز ہے۔

"سند" ایسا تاکہ لوگوں کو اپنی آمد سے خبردار کرے۔ اسے کافی سن لیا تھا۔ ہیں یہ کروں کا، نم کردہ لوگی۔ متوجہ صاف ظاہر ہے حرامی تہجے کی اس کی ہیں کی۔"

مار مار کے دماغ میں آتی ہے لکس دیتی ہیں۔ ابھی دیتی کو دکھائی دے گی کی شواہد نہیں سمجھتا اور اس لئے اسے اس قسم کا حبال ظاہر کرے اس کوئی پاک بھی نہیں۔

"پرانی شجہ کر لے، یہاں کون پوچھتا ہے اور دیتی کی شادی بھی میلٹ مر و ب کتن کے لڑکے سے کر دے، اس بھر میں ہی میں ہے۔"

دیتی سے سبام کی مالا فاض اور اس کے ساتھ انکی دیکھی بھی بڑھ رہی ہے جس کا اظہار اس کے ہمتیوری رویہ سے ہو رہا ہے، اور علی جو کے سامنے دیتی کے متعلق زیادہ باتیں کرنا سبب امر آتی بڑھتی ہوئی محبت کا ربرغی تخریر کرتا ہے جو سبام کو دیتی سے ہوتی جا رہی ہے۔

کرشن چندر سوسائٹی کے بہت سے اصولوں پر اعتراض کرتا ہے اور اس کے لئے وہ مختلف طریقہ استعمال کر رہے، اطراف، طرہ، شعوبت علی جو کے ساتھ ششام کی گفتگو میں کرشن چندر کی نہ کو شمس رہی ہے کہ وہ جذباتیت کو دخل نہ دے اور اپنی بحث کو زیادہ پیچیدہ اور فائدہ مند بنانے کے لئے اسے نہرو پرے دونوں طرح دکھائے پڑتے ہیں اور ان کے لئے نچو بھی قاری ہی بر جیوڑ دینا پڑتا ہے پھر بھی اس کے رجحان کا کچھ نہ سمجھتا ہے، کرشن چندر اسے موقعوں پر ہی زیادہ کامیاب ہے۔ کرشن چندر کے خیالات اور ان کے اچھے ہونے ہونے میں اور کہیں بھی ان کی خارجیت محسوس نہیں ہوتی، لیکن یہ جبر و بس مک ہے جہاں کرشن چندر۔۔۔

... وہ ۱۳۷۴ھ میں ہے۔ اس نے سوچا کہ حکومت، جو تو بڑھ گیا ہو ستاید انسانی سماج یا جنگل بن جائے۔ کیا کوئی ایسی حکومت ہو سکتی ہے جو حکومت نہ ہو جو جبر پر قائم نہ ہو، جہاں دبا کے آزاد انسان ایک دوسرے سے آزاد لغواؤں کر سکیں جبر و استبداد کے بھر۔ شاید انسانی زندگی کی معراج ہوگی۔ سب اس سرل مقصود تک پہنچے تھے، یہیں استرا کی رنگدہر پر چلنا پڑے گا؟

آخری جملہ کی حارحیت ظاہر ہے۔

کرشن چندر کے یہاں رومان اور واقعہ کا امسراج ہے اور ہم پڑھتے وقت اپنے جہاں طرف ایک رومانی فضا محیط ہے اس۔ ادنیٰ اور غیر دیکھ بھٹ کے بعد اس کے یہاں بحث کا رومانی پہلو بھی ملتا ہے۔ وہ آزاد و تسلسل کی رومانی ظاہر

حسن انتخاب

”میں چند ہفتوں سے محسوس کر رہا ہوں؟ اب آبا جان قبلہ نے ریڈیو کے اعلیٰ کی طرح مسس بولنا شروع کر دیا۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم جوان ہو گئے ہو۔ یا کم سے کم اپنے آپ کو جوان اور اس لائق سمجھنے لگے ہو کہ دوسری جنس کے ساتھ خوب کھل مل کر نشست و برخاست کا سلسلہ دار کھا جائے۔ میں غائی طور پر اس روش کو کتنا ہی برا سمجھوں لیکن تمہیں منع بھی نہیں کی سکتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری امتی جان قبلہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور جو کام تمہیں کرنا چاہئے تھا یعنی تمہارے لئے ایک شریک حیات کا انتخاب، وہ میرے بس کا نہیں۔ کوئی پانچ چھ ہفتے سے تمہارا میل جول کرنل صاحب کے خاندان والوں کے ساتھ، خدا کو نکل صاحب کی روح کو نہ مترمائے کہ عموماً طوری بہت بڑھ گیا ہے۔ اس کا سبب جتنی کوشش کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے مگر کے ماتحت تمہاری رگوں کا خون شراب بن چکا ہوگا اور اب اس کی شراب کی کیفیت مسکو کو مل بر اعتدال رکھنے کیلئے جمال ہنشنس سے خاطر خواہ استفادہ کرنے کی ضرورت فطرۃ محسوس ہو رہی ہوگی۔ کرنل صاحب کی بیوہ پر، خدا کو نکل صاحب کی روح کو نہ مترمائے، محفل میں ہر چار جانب سے انگلیاں اٹھتی ہیں۔ حالانکہ تمہاری ذاتی رائے یہی ہوئی کہ وہ بہت ہی نیک و پارسا ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بیوہ ہونے کے بعد سے انہوں نے زمانہ کے رنگ کا لحاظ رکھتے ہوئے پردہ کو خیر باد کہا۔ اور کھلے بند کا چور اربعہ خانہ کی بجائے شیعہ محفل بننے لگیں۔ اور عورتوں سے زیادہ خدمت دوں اور خصوصاً کرنل صاحب کے دوستوں کے ساتھ، خدا کو نکل صاحب کی روح کو نہ مترمائے، ان کے تقریبی مشاغل بڑھتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ اب وہ صحبت ہم جنس سے بری حد تک متغیر ہیں۔ بیسٹیس سال کی ادھر عورت ہونے کے باوجود وہ سُرخ رخی اور غارے کے طفیل ایک جوان حیدر معلوم ہوتی ہیں۔ اداسی نے محفل میں، خدا کو نکل صاحب کی روح کو نہ مترمائے، ہر شخص ان کو لچھائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے۔ لیکن شاید وہ مورد الزام نہیں کیونکہ تم یہی کہو گے کہ اگر تاک تان میں انکو رکھی

”صاحبزادے!“ آبا جان قبلہ نے اپنی پھٹی ناک پر مٹی ہوئی اس عینک کو کسی قدر اونچا کرتے ہوئے کہا، جس کی ایک کمانی اپنی زندگی کی مقررہ مدت ختم کرنے کے بعد لوٹ چکی تھی۔ اور جسے لڑائی شروع ہو جانے کے باعث، دعوت قیمت پر تبدیل بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اور جس کی جگہ ایک سیاہ فیتے نے لے رکھی تھی۔

”صاحبزادے!“ انہوں نے اچھا ریچھیک کر دہ بارہ مجھ مخاطب کرتے ہوئے اس طرح کہا گویا پہلی دفعہ ان کی زبان سے نکلا ہوا لفظ میں نے سنا ہی نہ تھا۔ حالانکہ میری قوت سماعت اس قدر سعادت مند ہے کہ وہ بلاشبہ آبا جان قبلہ کی ان باتوں کو بھی سن لیتی ہے جو دل سے لبوں تک آکر رہ جاتی ہیں۔ اور جنہیں آبا جان قبلہ کسی مصلحت کی بنا پر الفاظ کا جامہ نہیں پہناتے۔ ایسے وقتوں پر ان کے لبوں پر نمودار ہونے والی ایک قسم کی سحر مری کو دیکھ کر عام لوگ یہ اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اسے صرف میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میں گونگا یا بہرہ سوں کیونکہ عموماً ایسی صلاحیت گونگوں یا بہروں میں پائی جاتی ہے۔

”صاحبزادے!“ ذرا میرے قریب آکر بیٹھو“ آبا جان قبلہ نے اسی ایک لفظ کو تیسری بار کہتے ہوئے جملہ پورا کر دیا۔ اور وہ بھی ایک ایسی ہدایت کے ساتھ جس کی تعمیل میں پہلے ہی کچک چکا تھا کیونکہ میں نے جان لیا تھا کہ اگر اب ایسی زولا کے ناول سے زیادہ دلچسپی آبا جان قبلہ کی محفل کو تیری تو وہ ضرور مجھ پر برس پڑیں گے۔ اور اس لئے میں صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان نشانی کے طور پر انگلی رکھ کر ان کے قریب کھسک چکا تھا۔ ممکن ہے کوئی اس حقیقت کو بار بار دہرے اور مجھے جھٹلانے کے لئے کہے کہ صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان کوئی ایسی جگہ نہیں ہوتی جس میں انگلی رکھی جاسکے۔ کیونکہ وہ ایک ہی ورق کے دو رخ ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت اس لئے ہے کہ کتاب محض حسن اتفاق سے طبع کی بجائے جفت ہند سے شروع ہوئی تھی۔

جسے صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے کسی تا تمام ٹکڑے تک پڑھ چکا تھا اپنی میں دبا کر اپنے مطالعہ کے کمرے میں چلا گیا۔ بشرطیکہ اسے مطالعہ کا کمرہ کہا جاسکے۔ کیونکہ پڑھنا کھانا ہی نہیں بلکہ کھانا کھانے اور سونے کے علاوہ میں اس کمرے کی دہلیز پر کچھ چڑھوں کی عنایت سے خود بخود بن جانے والی موری کے قریب گرم پانی کا تھڑا رکھ کر غسل بھی کر لیتا تھا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی میں ایک دم آدمی سے فطنی بن گیا۔ کیونکہ ایک ایسے مسئلے پر غور کرنا تھا جس کی اصلیت اس وقت تک کچھ نہیں تھی۔ آبا جان جنک کی یہ ہمیشہ سے عادت تھی کہ وہ عالمِ انصاف پر ایک ایسے ناوے میں نظر ڈالے جس کے دونوں بازو دائرۂ حیات کے ۳۶۰ درجوں سے مائل الگ اپنا وجود قائم کرتے تھے۔ امکان تو بڑی چیز ہے، جہاں صرف مشہد کی نگاہ شہسوی کو یقین کا رنگ بھر لیتے۔ اور غور کرنا اس پر اصرار کیا کرتے تھے۔

میں بوسیدہ تو شک پر پڑی ہوئی میلی چادر کی سلوٹ میں دست کرنے کے بعد ٹانگیں لٹکا کر پلنگ پر بیٹھ گیا اور ایلی زولا کے ناول کا صفحہ ۲۸۱ یا ۲۸۲ ختم کرنے کی بجائے میری مہلوپ کی کتاب پڑھنے لگا جس میں قابلِ معصفت نے اردو ادبی زندگی کے عملی اسرار و رموز کو محض علمی طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کافی صفحے پڑھ لینے کے باوجود میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ کیونکہ وہ کتاب دراصل ان لوگوں کیلئے مفید ہو سکتی ہے جو شادی کر چکے ہوں۔ اور مجھے فی الوقت شادی کے اس ارادے پر غور کرنا تھا جس کی اصلیت و نوعیت مجھ سے زیادہ میسر آ جا جان قبلہ سمجھ گئے تھے۔ اور میں ان کے سمجھ جانے کے بعد بھی پوری طرح نہ سمجھ سکا تھا۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ مجھے خاص اس لمحہ تک رٹل تھا کی بیوہ یا ان کی تینوں لڑکیوں سے انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اور نہ درحقیقت ان چاروں میں سے کسی کو میری ذات سے کسی قسم کی دلچسپی تھی۔ بلکہ ان کے بن بلا کو میرے دہان چلے جانے کو ایک حد تک ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ جب میں دہلیز لاٹک کو صحن میں قدم رکھتا تو کہیں کوئل صاحب کی بیوہ ذاتِ خود اور کہیں ان کی کوئی لڑکی بڑی خذہ پیشانی سے میرا استقبال کرتی۔ اور سپر جلدی ہی وہ سب کی سب میں سے وجود کو اپنے مکان کی چار دیواری میں بائیل بھیل کو اپنے اپنے کام میں اس طرح مصروف ہو جاتیں گویا میں غیر مرئی ہو جانے کے باعث ان کو نظر ہی نہیں آ رہا۔ لیکن ان کی یہ

بلیوں کے پاس سے گزرنے والی ہر لمبری ایک چمک کر ایک خوشہ جھٹ لینا چاہیے تو مزید انگوڑوں کا کیا قصور ہو سکتا ہے۔ اب رہیں کوئل صاحب کی لڑکیاں، خدا کوئل صاحب کی روح کو نہ شرماتا سو وہ تینوں تو صبح معصوں میں حسین اور نوجوان ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ تم ابھی تینوں میں سے ایک کے گردیدہ ہو گئے ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ ان تینوں نے سب وقت بہتا، اول موہ لیا ہے۔ تاہم متیر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تین حقیقی بہنوں میں سے شادی کیلئے ایک وقت میں صرف ایک ہی بہن کو پسند کیا جاسکتا ہے۔ مہارمی اس گردیدگی کا اصل سبب میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا ہوں لیکن ہے کہ روپے پیسے کا لالچ ہو۔ کیونکہ عام طور پر سب کو یہی معلوم ہے کہ کوئل صاحب کی عظیم الشان جائداد، خدا کوئل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، ان کی زندگی ہی میں ایک کثیر رقم کے عوض کسی مہاجرین کے پاس رہن رکھ دی گئی تھی۔ جو مول بیاض مل کر اب تک برابر ہو چکی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ عظیم الشان جائداد کی کشش بھی گردیدگی کا ایک سبب بن سکتی ہے۔ اگر تم نے کوئل صاحب کی لڑکیوں کے ساتھ، خدا کوئل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، اس قدر ربط و ضبط پیدا نہ کر لیا ہوتا تو میں رائے دیتا کہ اپنے ہی خاندان کی کسی لڑکی سے شادی کرو جو تینہ ان تینوں کی مجموعی حیثیت کے مقابلہ میں بہتر رہ سکتی ہے۔ لیکن بصورتِ موجودہ اعتراف تو کیا معمولی مشورہ بھی نہیں دے سکتا۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ اب دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اندازے جو صبح وقت پر مرنے کے نیچے نہ بٹھائے جائیں عموماً گندے ہو جاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ کوئل صاحب کی بیوہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے، خدا کوئل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، آج ہی کسی وقت ملو اور مناسب الفاظ میں ان کے سامنے رشتے کی تجویز پیش کرو۔ اس سلسلے میں بات چیت کرنے کیلئے میری ضرورت ہی کیا ہے۔ تم بہت کافی ہو، تم نتیجہ ہستیمہ یا سلیمہ میں سے کسی ایک کو اپنی مرضی کے مطابق پسند کر سکتے ہو۔ کیوں؟ ٹھیک ہے نا؟

آبا جان قبلہ کی اس تمام قیاسی گفتگو کو سننے کے بعد میں کہنا چاہتا تھا کہ آپ کا اندازہ بالکل غلط ہے۔ لیکن یہ کہنے کی جرأت مجھ میں پیدا نہ ہو سکی اور صرف اس قدر کہہ سکا:

”جی ہاں ٹھیک ہے۔“

اور ان الفاظ کے ساتھ ہی امیلی زولا کے اس ناول کو

اگر الاولیٰ گاہ جو ایک روز قبل اور کوٹ کی جیلوں میں جگہ ہونے کے باعث نہیں لاسکا تھا۔ لیکن جب دلیہ لاٹنگ کر میں نے صحن میں قدم رکھا تو کرنل صاحب کی ہونے بڑی معنی خیز نظر سے سے مجھے دیکھتے ہوئے کمرہ ملاقات کی طرف چلنے کیلئے کہا۔ کمرہ ملاقات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ کیونکہ وہاں اعلیٰ دستہ کے رہن رکھے ہوئے ساز و سامان کے سوا کوئی معقول کتاب یا عمدہ رسالہ نہیں مل سکتا تھا۔

کرنل صاحب کی بیوہ رشیہ بیگم صاحبہ صوفے پر میسرے قریب ہی بیٹھ گئیں اور کسی تمہید کے بغیر بولیں:

”میں نے بہت دن سے تمہارے دل کا سبید معلوم کر رکھا ہے۔ تم کتا میں پڑھنے کیلئے یہاں آتے ہو۔ اور چپ چپ کر میری لڑکیوں کو گہری نظر سے دیکھتے ہو۔ اتنی گہری نظر سے جو عورت کے دل میں خواہیدہ جذبات کو بیدار کر دیتی ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ تمہارے اس رویہ سے ان پر بھی کوئی اثر ہو گیا ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ پاس پڑوس والے محض ذاتی قیاس آرائیوں سے کام لیکر سوئی کا سچا لانا لے ہوئے کوئی افواہ پھیلائیں اور تمہارا جگہ ہنسائی کی نوبت آئے۔ اس لئے وقت سے پہلے اس کا سد باب ضروری ہے۔ اور اس کی مناسب ترکیب یہی ہے کہ تم تینوں میں سے میری کسی ایک لڑکی کو پسند کر کے شادی کر لو۔ اگر آپس کا میل جول اتنا بڑھ چکا ہوتا تو میں تم کو اپنا داماد بنا کر بھی گوارہ کرتی۔ کیونکہ ہم لوگ سید ہیں اور پٹیلوں کے بھائی اپنی لڑکیوں کا رشتہ پسند نہیں کرتے۔ تاہم تمہاری پرحسن و صحت نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اب اگر گزروں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم کی ادائیگی بہت جلد ہو جائے۔ نہ تمہارے والد صاحب کسی قسم کے جھجٹ میں پھنسیں اور نہ میں جہیز کے سلسلہ میں کوئی درد سہی مول لوں۔ یہ عقیدہ دار صاحب سے کہہ دینا کہ جو کچھ بہو کو دینا ہو نقدی کی صورت میں دیدیں۔ میں اس کو قبول کر لوں گی۔ غالباً ان کی تمام جائیداد تمہارے نام ہیہ ہو چکی ہوگی۔ اور ان مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ لے دے کے تم ہی ان کے اکلوتے بیٹے ہو۔ ظاہر ہے کہ آج نہیں تو کل یہ ضروری کارروائی ہو جائے گی۔ بس اب جاؤ اور بہت جلد پڑوس والہ صاحب کو یہ غلط فہمی مٹا دو۔ غالباً انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ فوراً اس تجویز کو منظور کر لیں گے۔ سچ جیسے کا

وہندہ ساری حقیقت میرے لئے بڑی مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس طرح ان کتابوں کو پڑھ لینا میرے لئے ممکن ہو جاتا جو ان کیلئے غیر اہم لیکن میرے لئے کارآمد تھیں۔

کرنل صاحب نے اپنی زندگی میں تین لڑکیاں پیدا کرنے کے علاوہ بہت سی کتا ہیں اور ڈاک کے بیشمار مستعمل شدہ ٹکٹ جمع کئے تھے۔ ٹکٹ کیا ہوتے؟ اس کا مجھے علم نہیں۔ البتہ کتا ہیں کافی عرصے تک ہزار بارہ سو سترائی کیڑوں کے رحم و کرم پر رہنے کے بعد صرف مجھ جیسے انسانی کیڑے کے رحم و کرم پر ایک الماری میں رہنے نام بند تھیں۔ میں اچھی طرح ورق گردانی کرنے کے بعد کسی کتاب کی بابت جب یہ رائے قائم ہو گئی کہ یہ ”داشتہ آید بکار“ ثابت ہونے لگی۔ تو فوراً اپنے اور کوٹ کی جیب میں چھپا کر لے آتا اس اور کوٹ کی جیب میں جسے میں موسیٰ اعتبار سے ضرورت نہ ہونے کے باوجود بعض معمولات پہننے کا عادی ہو گیا تھا۔ چنانچہ اسلی زولاکا وہ ناول جسے میں آج ابان قبلہ کی گفتگو شروع ہونے سے قبل صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۴ کے درمیان کسی نام نامی محلے تک پڑھ چکا تھا اور میری اسٹوپ کی وہ کتاب جو آج ابان قبلہ کی گفتگو ختم ہونے کے بعد پڑھنے کی نیت سے اسٹالی تھی، وہیں سے دست فقیر کے ذریعے لائی گئی تھی۔ غرض یہ کہ میں نو وہاں کتا ہیں چھپنے چلا، اور آج ابان قبلہ یہ سمجھ گئے کہ میں کسی سے دل لگائے جاتا ہوں۔

کرنل صاحب کی لڑکیوں میں پوری بے باکیت نہیں تھی، یا کم سے کم میرے نقطہ نظر سے وہ معیاری نمونہ نہیں تھی۔ ایک کے جذبات اگر اچھے تھے تو قد و قامت اور اعضا کی موزونیت میں نقص تھا۔ دوسری کے اعضا کی موزونیت اور قد و قامت میں کوئی خرابی نہیں تھی تو عادات و اطوار قابل اعتراض تھے۔ تیسری کے عادات و اطوار ٹھیک تھے تو وہ ہنر اور سلیقہ سے بے سہرہ تھی۔ اسی لئے سب سے یک جہات بنانے کے خیال سے میں نے کبھی ان کی بابت غور نہیں کیا تھا۔ لیکن اب غور کرنا ہی پڑ گیا اور اس قدر شدت کے ساتھ کہ سوچتے سوچتے شام ہو گئی۔ اور کچھ بھی میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔

شام کے وقت میں نے پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے بالکل بادل ناخو استہ اور کوٹ پہننا اور کرنل صاحب کی حویلی کا رخ کیا۔ خیال کیا مسمیٰ، مہتمم اور ادھم کا کہ جیوت کا وہ ناول

چوڑ کر پہلے مہجلی کی شادی کس طرح کر سکتی ہوں۔ چوٹی مہین کی شادی ہو جانے کے بعد بڑی بہن کے لئے رشتہ ملنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

بات بالکل معقول تھی۔ لہذا میں نے حامی بھر لی کہ مہجلی کی بجائے بڑی لڑکی ہی سے شادی کر لوں گا۔

جب میں گھر پہنچا تو آبا جان قبلہ امیلی ڈولا کے اس ناول کا مطالعہ کر رہے تھے جسے میں صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲ کے درمیان کسی نامعلوم مجلد تک بڑھ چکا تھا۔ میرا سانس اُدھر کا اُدھر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ کیونکہ وہ ناول اس قابل نہیں تھا کہ بزرگوار قسم کے لوگ اس کو پڑھیں۔ اس کا مطالعہ کچھ ہی عرصی نوجوان طبیبوں کیلئے موزوں ہو سکتا تھا۔ لیکن خیر، میں نے کمرے میں داخل ہوئے ہی ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی۔

”آبا جان قبلہ! میں آپ کے حکم کے بموجب کرنل صاحب کی بہن سے ملا اور شادی کی تجویز پیش کر دی۔ انھوں نے ایسی رائے کو بہت پسند کیا۔ وہ اپنی مہجلی لڑکی کی شادی ابھی کرنی نہیں چاہتیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ پھر بڑی کے لئے رشتہ ملنا دشوار ہو جائے گا۔ مجھے تشیمہ پسند تھی لیکن خیر تشیمہ بھی کچھ بُری نہیں ہے۔ وہ چاہتی ہیں کہ کل صبح کی چائے آپ ان کے گھر پر نہیں اور نکاح کی تاریخ مقرر کر لیں۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ لین دین کی انجمنوں میں پھنستا ٹھیک نہیں۔ آپ جو کچھ ہو کو دینا چاہیں نقدی کی صورت میں عطا فرمادیں۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ کل گفتگو ہونے کے بعد پرسوں اتوار کی صبح شادی کی رسم ادا ہو جائے۔“

”تم تو زے گاؤ دی نکلے“ آبا جان قبلہ نے اپنی پھٹی ناک پر ہنسی ہوئی اس عینک کو کسی قدر اونچا کرتے ہوئے کہا، جس کی ایک کمائی اپنی زندگی کی مقررہ مدت ختم کرنے کے بعد ٹوٹ چکی تھی اور جسے لڑائی شروع ہو جانے کے باعث معقول قیمت پر تبدیل بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اور جس کی جگہ ایک سیاہ فیتے نے لے رکھی تھی۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ تم میری گفتگو کا مطلب سمجھ ہی نہیں۔ اس میں شروع سے آخر تک زبردست طنز تھا۔ ذرا سوچئے کی بات ہے کہ کرنل صاحب کی بیوی، خدا کرنا کرنل صاحب کی روح کو نہ شرمائے، سوسائٹی میں کافی بدنام ہیں۔ لڑکیوں نے بھی ان کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس لئے ان میں سے ایک

مبارک دن دیکھ کر میں نے یہ گفتگو کی ہے۔ کل متحدہ والد صاحب اگر میاں آکر صبح کی چائے پیئیں اور رسمی طور پر نکاح کی تاریخ منظور کر لیں تو اچھا ہے۔ اتوار کی شام کو میں یہ رسم ادا کر کے اپنی فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گی۔ تم اپنی طرح جانتے ہو کہ میسرے سے بڑی لڑکی بھائی حسین اور مجھدار ہے اسے شریک جات بنانا مہارے لئے باعث فخر رہے گا۔“

میں رستہ صبا کے کیسے گفتگو سن کر نہ نو پریشان ہوا اور نہ منجوب۔ کیونکہ چند گھنٹے پست تر میسرے، مارغیر، اسی قسم کا اچانک حملہ آبا جان قبلہ کی طرف سے ہوا تھا جس نے مجھے بالکل زچ کر دیا تھا۔ یہ بھی محض اتفاق ہے کہ دونوں کے ہم آہنگ قیاسات نے محض یہ گھنٹے کے وقفے سے ایک ہی دن اتفاق کی صورت اختیار کی اور وہ بھی مکمل یقین و اعتماد کے ساتھ۔ اس لئے وہاں بھی میسرے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ تاہم میں دل ہی دل میں اس بات پر بہت متاثر ہو کر آبا جان قبلہ کو تو کرنل صاحب کی عظیم الشان جائداد کے رہن ہونیکا تصور بہت علم ہے لیکن رستہ صبا کے ہماری موردی جاگیر کے قریب ہونے کے باعث بالکل بے خبر ہیں۔ اگر آبا جان قبلہ حکم امتناعی نہ نکھڑے تو دارنٹ قریبی کی تعمیل بھی ہو چکی ہوتی۔ اور ہم کرایہ کے مکان میں رہتے ہوتے۔

رشتہ صبا کے لئے جب اس معاملہ میں میری ذاتی رائے کی بابت کئی بار استفسار کیا تو مجبوراً کہنا پڑا۔

”خالہ جان! سچ بات یہ ہے کہ ابھی شادی کرنے کا میرا ارادہ نہ تھا۔ تاہم آپ مقرر ہیں تو میں آبا جان قبلہ سے عرض کروں گا۔ اور کویتیشن کروں گا کہ وہ صبح کی چائے آپ ہی کے دولٹو پر آکر پیئیں اور نکاح کی تاریخ مقرر کر لیں۔ مجھے آپ کی مہجلی لڑکی تشیمہ بہت پسند ہے۔ کیونکہ وہ اپنی دونوں بہنوں کے مقابلے میں زیادہ حسین ہونے کے علاوہ زیادہ مجھدار بھی ملکہ ہوتی ہے۔ نتیجہ میں بظاہر کوئی نقص نہیں ہے لیکن فی الحال میں اسے پسند نہیں کر سکتی۔“

”نہیں برعزوار!“ وہ تیارہ طور پر بولیں۔ ”تمتارا خیال بالکل غلط ہے۔ تشیمہ کی نسبت نتیجہ لاکھ درجہ بہتر ہے۔ تم اس کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرتے ہوئے اس کی قدر و قیمت جان لو گے۔ اور یوں بھی ذرا سوچو تو یہی کہ میں بڑی لڑکی کو

اپنی چھوٹی بیٹی کے درمیان کرنل صاحب کی بیوہ رونق انسروز
سوتیں۔ میرا بانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے رشتہ صاحبہ نے
چاقو بنا گھوڑی سڑوغ کی۔ اور آبا جان قبلہ نظروں ہی نظروں میں
تیوں لڑکیوں کا جائزہ لینے لگے۔

اس وقت پہلی مرتبہ میں نے محسوس کیا کہ وہ مہنگی لڑکیاں
حد درجہ بچہ و بچہ، مدلیقہ، بدتمیز ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں
ان کی ماں کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔ آبا جان قبلہ کی نظر میں سب
سے پہلے سلیتہ یعنی چھوٹی لڑکی پر جمیں کیونکہ وہ بڑی حد تک ان
کے سامنے ہی تھیں۔ چھ بھائیوں نے کنکھوں سے بائیں طرف اپنی
مہمل لڑکی کو دیکھا۔ ہنس کر دوپہا رہا نہیں کہیں اور آخر میں لعل بہ
کی طرف ڈھل گئے۔ رشتہ صاحبہ نے مجھے باقول میں لگایا تھا،
اس لئے میں آبا جان قبلہ کی گفتگو بالکل نہ سُن سکا۔ دیوہ بھی وہ
بالکل رازدارانہ طور پر بات چیت کر رہے تھے۔

کوئی آدھ گھنٹہ تک دو دو کی ٹکڑی میں تین جوڑیاں ہیں
میں اس طرح بات چیت کرتی رہیں جیسے ریڈیو۔ کس تین ٹراسٹر
چھوٹی بڑی لہروں پر بیک وقت کام کر رہے ہوں۔ آخر کار
مجھے اور تینوں لڑکیوں کو میز پر سے اٹھا دیا گیا تاکہ دونوں دوا
ہستیاں فیصلہ کن بات چیت کر لیں۔ میں توسید عا کا بونکی امانی
کی طرف گیا اور وہ تینوں مانچہ میں بیٹھنے کیلئے چل دیں۔ پتھوری
ہی دیر بعد جب ایک مہین حروف میں پھپی ہوئی کتاب کا جائزہ
لینے کے لئے میں کھڑکی کے قریب صاف روشنی میں گیا تو میں نے
دیکھا کہ دونوں چھوٹی بہنیں بغیر کو چھڑ رہی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ
آبا جان قبلہ نے اس کو پہنچانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں نے بغیر
کو ایک گھری نظر سے دیکھا اور سوچا کہ کل یہ میری شریک حیات بن
جائیں گی۔ لیکن جب اپنے گھر پہنچ کر میں نے دریافت کیا تو میری حیرت
کی انتہا نہ رہی کہ آبا جان قبلہ نے بغیر کو منتخب تو ضرور کیا لیکن میری
بجائے اپنے لئے۔

زندگی میں پہلی بار میں نے مخالفت کرتے ہوئے آبا جان قبلہ کو
اس نازک مسئلے پر بحث کی مگر وہ کسی عنوان نہ مانے۔ آخر مجھے یہ ہو کر بہ کھنا
پڑا کہ اگر آپ فیصلہ جو تقاضائے فکر کے لحاظ سے آپ کیلئے کسی طرح موزوں نہیں ہے
شادی کر لیں گے تو میں بھی اُسی ماں رشتہ سے شادی کر لوں گا۔

آبا جان قبلہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ مجھے میری مہم پر چھوڑ دیا۔ اور
حیرت تو یہ کہ رشتہ نے بھی میری تجویز فوراً قبول کر لی نتیجہ کہ ابھی کہ وہ

بھی اپنی بیوی بننے کے لائق نہیں ہے۔ پھر تمام جائزہ وقت میں
میں برابر ہو چکی ہے۔ اب ان کے امیرانہ ٹھاٹ خالی ڈھول کی
طرح اندر سے خالی ہیں۔ لہذا کرنل صاحب کی بیوی کے پاس، خدا
کرنل صاحب کی روح کو نہ مٹا رہے، بیٹیوں کو جہیز دینے کے لئے
رکھا گیا ہے۔ لیکن خبر، ہماری جائزہ ابھی فرق ہو جائے کے قریب
ہے۔ اور اس اعتبار سے ہم اور وہ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔
میں بادل ناخواستہ ہی لیکن مہتاری غاصت کھل صبح وہاں
جاؤں گا تم بھی میرے ہمراہ چلنا۔ عاتلہ کی گفتگو کر لی جائے گی،
کیونکہ جب تجویز پیش ہو چکی ہو تو اپنی طرف سے انکار مناسب
نہیں ہو سکتا۔

اس اثناء میں آبا جان قبلہ نے پہلی ڈولا کا ناول میر پر
لکھ کر اخبار اٹھا لیا تھا۔ لہذا میں اس موقع کو غنیمت جان کر کتاب
ہاتھ میں لے آئے کئی کئی جگہ لکھا گیا تاکہ صفحہ ۲۸۱ اور صفحہ ۲۸۲
کے درمیان نام تمام جملے کو مکمل کر کے آگے بڑھنے لگوں۔ مگر
اس فکر میں ڈوب رہا کہ آبا جان قبلہ کی یہ گفتگو بھی کہیں مہم اور دھجنا
نہ ہو۔ اور وہاں ساتھ چلنے کا مطلب یہ رہا کہ میں بھی اس جگہ
جاننا ترک کر دوں۔ چنانچہ میں اسی سوچ بچار میں نہ تو نام تمام
جملے کو مکمل کر سکا اور نہ میری اسٹوپ کی وہ کتاب پڑھ سکا جس میں
قابل مصنف نے ازدواجی زندگی کے اسرار و رموز کو محض علی طور پر
سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور جو میرے خیال کے مطابق صرف
ان لوگوں کیلئے مفید ہو سکتی ہے جو شادی کر چکے ہوں۔

دوسرے روز علی الصبح جب آبا جان قبلہ نے کرنل صاحب
کے گھر چلے کیلئے مجھے کہا تو شبہ کی تمام حدیں ختم ہو کر یقین کی
صورت پیدا ہوئی کہ ان کی گفتگو کا مطلب وہی تھا جو ان کے
الفاظ سے ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے جلدی جلدی لباس تبدیل
کیا اور ان کے ہمراہ چل پڑا۔

رشتہ صاحبہ اور ان کی تینوں لڑکیاں ہم دونوں کی منتظر
تھیں، لیکن انھوں نے ناشتہ کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر نہیں کیا
تھا۔ بس چائے، مکھن کے معمولی توس اور قلیل مقدار میں
صحر جڑ کا حلوہ۔ میرا خیال تھا کہ دو چار قسم کے پھل اور کیک وغیرہ
غیر ہونگے لیکن بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔

میر پر ہم سب لوگ اس طرح بیٹھے کہ ایک طرف مہنگی اور
بڑی لڑکی کے درمیان آبا جان قبلہ اور دوسری طرف میرے اور

دونوں شادیوں میں آبا جان قبلہ کا ہر کام ہوتا تھا اور وہ اس کے لئے آبا جان قبلہ کی جگہ پر بیٹھ جاتے تھے۔

پس پرہ

جا کر ایک چھوٹے سے صوفے پر گر گیا۔ غم، بیداری اور انتظار نے اس کے جسم کو بے جان کر دیا تھا۔
سموڈی دیر نہ گزری تھی کہ نیند اس کی آنکھوں پر غالب آگئی اور وہ سو گیا۔ جس طرح ایک ششیر خوار بچہ اپنی ماں کے بغوش میں سوتا ہے۔

لیکن یادری ابھی تک اسی کمرے کے وسط میں رنج و ملال کی تصویر بننا کھڑا تھا۔ وہ بیک وقت اشک آلود نگاہوں سے راتیل کی لاس کو بھی دیکھ رہا تھا اور اس کے شوہر کو بھی جو سناٹے کے میں غافل پڑا سو رہا تھا۔

ایک گھنٹہ گزر گیا، جو زمانہ سے زیادہ طویل اور موت سے زیادہ ہولناک تھا، مگر یادری سوئے ہوئے مرد اور سوئی ہوئی عورت کے درمیان اسی طرح کھڑا رہا۔ مرد، جو حکیت کی نیند سو رہا تھا اور بہار کی آمد آمد کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور عورت۔۔۔ جو آگے بڑھے ہوئے زمانہ کے ساتھ سو رہی تھی اور ابدیت کے خواب دیکھ رہی تھی۔

اب یادری مردہ کی چارپائی کے قریب آیا اور دو زانو بیٹھ گیا۔ جس طرح عبادت گزرا، جہاں گاہ کے سامنے بیٹھتے ہیں۔ اس نے اس کا ٹھنڈا ہاتھ اپنے گرم ہونٹوں سے لٹکایا۔ اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جس پر موت کی نقاب پڑی تھی۔ رات کی طرح پُر سکون، سمندر کی طرح گہری اور انسانی آرزوؤں کی طرح لرزنی کا پختی آواز میں اس نے کہا۔

”راجیل! میری دینی سیٹی راجیل! میری بات سن، کیونکہ میں اس وقت گفتگو کرنے پر قادر ہوں۔ موت نے میرے لب واکو دیتے ہیں تاکہ میں تجھ پر وہ راز منکشف کر دوں جو خود موت سے بھی گہرا ہے۔ اور تم نے میری زبان کے تالے کھول دیئے ہیں تاکہ میں تجھ پر وہ راز ظاہر کر دوں جو خود تم سے بھی زیادہ مٹا دینے سے۔ اسے زمین اور لامحدود فضا کے درمیان پرواز کرنے والی روح! میری روح کی پکار سن، اب اس نوجوان

رات آدمی ہونے پر راجیل نے آنکھیں کھولیں، اور سموڈی دیر تک کمرہ کی چیمٹ کو تنگی باندھ کر دیکھنے کے بعد بند کر لیں۔ پھر ایک گہرا اور ٹوٹا ہوا ٹھنڈا سانس بھرا۔ اور اپنی آواز میں جس سے شدید تنگی کا اظہار ہوتا تھا کہا۔

”صبح کی دیوی کا جلوس، دادی کے کمرے تک پہنچ گیا ہے، اب مجھے اس سے ملنے جانا چاہیے“

یہ سن کر یادری اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ مرد نے کا ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈا تھا، اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا۔ مرد نے کمرے کی حرکت زمانہ کی طرح خاموش تھی۔

یادری نے اپنا سر جھکایا اور اس کے ہونٹ مر تعش ہوئے۔ گویا اپنی زبان سے ایک مقدس کلمہ ادا کرنا چاہتا ہے جسے رات کے سائے، اُن سنان وادیوں میں دہرائیں۔ اب اُس نے دونوں کلائیوں سے اپنے سینے پر صلیب بنائی اور اُس شخص کی طرف متوجہ ہو کر جو اسی کمرے کے ایک ناریک گوشے میں بیٹھا تھا، شفقت و مہربانی کے سبب میں کہنے لگا۔

”افسوس! مہربانی بیوی اللہ کو بیاری ہوئی، اٹھو، اڈ میسے ساتھ اس کی بخشش کے لئے دعا مانگو“

اس شخص نے اپنا سر اٹھایا، اُس کا چہرہ دفور ملال کو متغیر ہو گیا تھا۔ اور آنکھیں نہایت الم سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور یادری کے پہلو میں بیٹھ کر مرنے والی کیسے دعائے مغفرت کرنے لگا۔ اُس کی آنکھوں کو آنسو جاری تھے اور وہ بار بار اپنے سینے اور چہرے پر صلیب کا نشان بناتا رہتا تھا۔

یادری اٹھا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا: ”اب تم دو سکے کمرے میں جاؤ کیونکہ تمہیں نیند اور آرام کی سخت ضرورت ہے“

وہ بغیر کچھ کہے اٹھا۔ اور سامنے والے کمرے میں

ہندستانی پبلشرز ولی کی معیاری کتابیں

اعمال نامہ :- سر سید رضا علی سی۔ بی۔ کے۔ ٹی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ کی موروثی و سوانحی حیات پر مصنف کی سب سے مشہور و اہم اور ان کی جامعیت صرف یوں ہے کہ حلقہ رکتی ہے بقول اقبال: "ہے دیکھنے کی جزائے بار بار دیکھنے" قیمت جلد آٹھ روپے۔

اشعار :- تصنیف جو جس طبع آبادی کا پہلا مجموعہ متر ہے، جوش کی نظم کے بعد اس دیکھتی ہوئی تصنیف کو بھی یوں دیکھتے ہیں کہ دہشت کے انقلاب کی جی تصویر پر قیمت جلد دو روپے۔

۲۴ سلسلہ کی منتخب غزلیں :- عبدالحق کے ۵۴ شعرا کی منتخب غزلیں قیمت ایک روپیہ۔

سہاگن :- ایم۔ اسلم کے تازہ افسانوں کا مجموعہ قیمت جلد دو روپے۔

منجیاں :- رستم اختر ندوی کا نیا ناول جو ایک وقت ہندوستانی امارت کے اختراعات، مزور خوش کی بی بی رگی، اسماعیل کے دہشت ناک مظالم، سچی تعبیر کی تصویریں، محبت کا بلند معیار اور ہماری سب سے ہوئی زندگی کی تصویر ہے۔ قیمت جلد تین روپے۔

۲۴ سلسلہ کی معیاری نظمیں اور غزلیں :- جس میں عبدالحق کے تقریباً سوشل شعرا شامل ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

فرحت جہاں :- ایم۔ اسلم کے تین طویل مختصر افسانوں کا مجموعہ قیمت جلد تین روپے۔

نغمہ کی موت :- کرشن چندر کے نئے افسانوں کا مجموعہ جس کے بلند معیار کیلئے کرشن چندر کا نام خود بڑی ضمانت ہے۔ قیمت جلد تین روپے۔

اپاہنج :- قیسی رامپوری کا وہ ناول جو مصنف کو خود تازہ قیمت جلد تین روپے۔

مشعل راہ :- منتخب جارجی کا مجموعہ کلام اس نغمہ گل میں تسلی بھی ہیں تنہم بھی۔ قیمت جلد تین روپے آٹھ آنے۔

ہندوستان ہمارا :- پنڈت مری رام شرما کی لکھی ہوئی تاریخ۔ قیمت ۴ روپے۔

کھنڈ :- گوردھن اس ایم کے لکھے ہوئے تصنیف قیمت ۴ روپے۔

نکارستان :- نگارستان کی عہد نویس کتابیں ہم سے طلب کیجئے۔

کی پکار میں دھوکے سے واپس آئے ہوئے، بجتے دیکھتا تھا تو تر کر خوں صورت سے متاثر و مرعوب ہو کر درختوں میں چھپ جاتا تھا۔ اس پادری کی پکار میں جو اس خدا کا عبادت گزار ہے جس نے بغیر کچھ سوچے سچے بجتے بلایا اور تو اس کے سایہ میں پہنچ گئی۔

آہستہ آہستہ یہ الفاظ کہہ کر وہ لاش پر جھک گیا۔ اور اس کی پیشانی، آنکھوں اور گردن کے بوسے لینے لگا۔ طویل، مجرم اور خاموش بوسے۔ وہ مقتدر ہیں بوسے جو اس کی روح کے ان تمام امرا کی پردہ کشائی کر رہے تھے جن کا تعلق محبت اور غم سے تھا۔

اجانک وہ بھیچہ ہٹا اور غراں زدہ بیٹوں کی مانند زمین پر گر پڑا۔ گویا، آجیل کے برفانی چمکے کے پس نے، جذبہ مذمت کو، اس کے باطن میں بیدار کر دیا تھا۔

وہ اٹھا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو چھپا کر دوڑاؤ بیٹھ گیا۔ دل ہی دل میں اس نے کہنا شروع کیا:

”یارب ہمیرا گناہ معاف کر دے! میرے معبود! میری کمزوری کو نظر انداز فرما! کیونکہ میں آخر وقت تک ثابت قدم

نہ رہا اور عہد کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ راز جرات برس لگ زندگی نے میری نگاہوں سے پوشیدہ رکھا، موت نے اُسے ایک لمحہ میں مجھ پر واضح کر دیا۔ یارب! میرا گناہ معاف

کر دے! میرے معبود! میری کمزوری کو نظر انداز فرما!“

وہ اسی طرح روتا پیشانی اور دانتیں بائیں سر پٹکتا رہا۔ وہ راجیل کے مُردہ جسم کی طرف جان بوجھ کر نہیں دیکھتا تھا۔ اس

خون سے کہ کہیں اس کے اسرار نفسانی اُس کی روح کو پامال نہ کر دیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور اس نے ان مادی

تغوش پر اپنی گلابی چادر ڈال دی۔ جنہیں محبت، مذہب، زندگی اور موت نے بنایا تھا۔

(جبران خلیل جبران) ————— **حبیب اشعر**

لوٹے ہوئے پر۔ جبران خلیل جبران کا ایک دلا دینا دلکش جس میں خود فراموش محبت کے امرا اور مومنوں کا ایک بائبل ہی اچھوٹے انداز میں پیش کیا ہے۔

مترجمہ حبیب اشعر دہلوی۔ قیمت ۴ روپے۔

ساقی بک ڈپو۔ دہلی سے منگائیے۔

حُسن و عشق اور رقص و نغمے کا حیاتِ پرمردی سے امداد
مینڈا موویوں کی تازہ حسین جیل سماجی نظموں



پتھر کا سو اکر



شوری دولٹاوی — (لالیٹ)

پنڈت سدرشن — (گہنی)

منشی باقی — (مکھنیا)

مینا و شیلہ، ہریش بنسرجی،
الناصر، کے۔ این سنگھ،
سکھیا پرشاد، ابوبکر، جلو وغیرہ

غافل، حیرانی — (کچھ)

مینڈا کی دھیری سوشل پیشکش

ڈاکٹر طکسار

ڈاکٹر ٹیکسار، گنڈا شرما

بلونت سنگھ، خود شید جو نیو،
دستار۔ ہریش بنسرجی، مجسمہ،
وغیرہ وغیرہ

عنقریب آپ کے شہر کے مشہور سینما
میں پیش ہونے والا ہے

انتظار کیجئے

لکھنؤ اور سرشار

میں افسانوی کیفیوں کے بجائے وہ ہیں۔ دل چھانگئے۔ گو
کچھ دنوں تک مٹیابرج کلکتہ میں سرشار کی زندگی کے آثار نظر آتے
رہے۔ منگو وہ جس طرح نوری کی خدی بہرگ بھی اوع
حوش درخشاں لے لے تھلے تھلے وہ
البتہ اس کا افسانہ بڑے لوڑھوں کی زبان پر کہانی بن کر رہ
گیا اور اب تک ہے۔

نوابی لکھنؤ کا حال اس زبردست عمارت کا سا ہوا جس کا
مسالہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا لیکن ناخبرہ کاری کے باعث کمر بہت
جھکی اور بے توجہی کے ساتھ بنا گیا جس سے اس میں بنیادی
خامیاں رنگیں۔ گو اوپر مری رکھ رکھاؤ کو اچھی طرح سمجھا گیا۔
لیکن حوڑے ہی دنوں میں اس میں موسم کی تبدیلیوں کے اثر
سے۔ والے آٹھ مار پیدا ہونے شروع ہو گئے جو بالکل لازمی چیز
تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری کی ساری عمارت مٹی کا تودہ بن کر
رہ گئی۔

ماضی حال نوابی کھڑکے مقابلہ میں آجکل کا لکھنؤ ایک خشک
اور بے کیفیت سی چیز ہے۔ جہاں اگر اسی زاویہ نظر
سے دیکھا جائے تو اس کی زندگی اپنے بعدے نقش و نگار اورادی
لٹافوں کے جوہر سے دھڑک رہی ہے۔ جہاں فضا میں رومان
کی تلاء، کی غیتوں کے بجائے ٹریفک کی بیخ و بکار، انقلاب کے
نعروں، مور مستوں اور کارخانہ کی سٹیموں، موٹروں کے ہارن
اور بیل گاڑی کے دھومیں کے سوا کچھ بھی نہیں! وہ لکھنؤ فتنہ و
خشاہ کے ہنگاموں سے گونجنے والا آگ اور خون کا سمندر نہیں تھا۔
اس میں نہ کونسل تھی، اسمبلیاں، نہ مجالس قانون ساز تھیں نہ
مختلف پارٹیوں نے ایک دوسرے سے دست و گریباں مٹاؤنے
نہ دوڑتے نہ امیدوار، نہ الیکشن کے ہنگامے تھے اور نہ لاکھی
چارچ، نہ مذہبی اختلافات کی زہرناکی تھی اور نہ سیاسی نظریوں
کا خلع تار۔ . . . بلکہ وہ نوابی لکھنؤ تھا جہاں ہندو کو مسلمان
اور مسلمان کو ہندو کے مذہب سے غرض نہ تھی۔ سب مل جل کر رہتے
تھے جہاں لوگ، مذہبیت، قبیلی گھوڑے، ہوادار، فتن، سیاست

انہاں نے ایک جگہ کہا ہے کہ
سوادرومہ انگریزوں میں ولتی یاد آتی ہے
وہی عبرت دی خطرات ہی نشان لآوڑی
شوکت و عظمت کی ن بلندیوں تک کو لکھنؤ نہیں پہونچ
سکا لیکن یہ کیا کہ ہے کہ اس کا ذکر بدوں دہلی کے ساتھ ساتھ کیا
گیا ہے۔ اور دنیسی زبان پر یہ چیز ایک عرصہ تک جاری ملی آتی
کہ ہندو مسلمان کی دو آئیں ہیں۔ ایک دہلی اور دوسری
لکھنؤ۔

نواب شجاع الدولہ سے پہلے لکھنؤ ایک معمولی بستی کی
صورت میں تھا۔ گوردانتا بابت بھی جانی ہے اور شہر سے
بھی اسے بیان کیا ہے کہ لکھنؤ، امجد راجی اور لچھن جی کے تاریخی
عہد آباد چلا آتا ہے اور اس طرح ایک کھسک حقیقت رکھتا ہے
مگر تاریخ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ روایتی داستانیں تاریخی
نقطہ نظر سے ہمیشہ صحیح نہیں ہوا کرتیں۔

لکھنؤ کی تہرت و عظمت تمام تر شاہان اودہ کی نہ ہوں
منت ہے جن کے شاہانہ ترک و احتتام اور، نگین مزاجیوں
اسے تاریخی اہمیت کے ساتھ افسانوی شہرت بھی، طاکی لیکن لکھنؤ
ایک عرصے تک ہندوستان کا مرکز بن کر رہا۔ لکھنؤ نوابوں کی
فیاضیوں نے عوام کے دلوں میں عجیب و غریب عقدا باں
پیدا کر دیں۔ اس کی افسانوی شہرت اس کی تاریخی اہمیت پر
غالب آگئی۔ اور تاریخ کا لکھنؤ کہانیوں کے لکھنؤ میں گم ہو گیا۔
نوابوں کے اس لکھنؤ کی تاریخ دو جہلوں میں بیان کی جاسکتی ہے
شجاع الدولہ نے اس کو ایک معمولی بستی سے ترقی دیکر شہر بنایا۔
کھجف الدولہ نے اس کے حسن میں نکھار پیدا کیا۔ اور واجد علی شاہ
نے اس نکھار کو دو آتش کر دیا۔

اس رومانوی لکھنؤ کی جس سرعت کے ساتھ اس کی تکمیل
ہوئی تھی اسی سرعت کے ساتھ بلکہ چند روزوں میں اس کا زوال ہو
گیا۔ واجد علی شاہ کی معزولی نے بساط سلطنت کو لٹ دیا۔ نوابی
زندگی کی رنگینیاں آگ کے شعلوں کی تندر ہو گئیں۔ ورکھنؤ کی فضا

میں ساری گویاں اور جو گنیں بال پریشاں، انگاہیں اُداس اور ہوسہ
اُدھر تلاش کرتی پھرتیں۔ چاروں طرف بارغ میں ڈھنڈیا پڑ جاتی۔
وہ اُن سب کا فراقیہ اشعار گانا "مورادوں دن بڑھت سہاگ
سیاں نہیں آئے" اور "جان عالم کو ڈھونڈھن نکلی" ایک ایسا
سمان بندھ جاتا کہ دیکھنے والے حیرت ہو جاتے۔

اس کے بعد تہہ خانوں میں تلاش ہوتی تھی۔ اور جہاں
لعیب کو وہ تنہائی میں مل گئے اس کی قسمت چمک گئی۔

یہ تھا نوابی کھنڈ۔ شہر کی ہر گلی اس زمانہ میں بہشت کو
شرماتی تھی۔ اور فیض بارغ تو بالکل پرستان تھا۔ امین آباد میں دو
گھر دی دن رہے سے مزار مارہ سویریاں سنگھار کر کے اُٹھ جھوکا
شعلہ جوالہ بنی کمروں پر گھڑی دہشتیں کہ جہاں پناہ کی سواری
ادھر سے گزرے تو نظارہ بازی ہو۔ جدھر سے سواری نکل گئی
آوازیں آئے نکلیں۔ "جان عالم ہم بھی آئیں" کوئی بیباک چیت
چالاک آنکھیں لٹا لٹے لگی۔ کوئی جہاں پناہ کو دیکھ کر فطرتِ محبت کو
مُسکراتے لگی۔ کسی نے سیپے پر ہاتھ کھا کسی نے ادا سے اپنا سر
منہ مار کھکایا۔ یہ تھا وہ کھنڈ جہاں زندگی کا نصب العین۔

اس کا منشا صرف یہ تھا کہ جہاں تک عیش و مسترت سمیٹا جاسکے
کم ہے۔ زندگی نام ہے تعیش اور تعلق کا۔ یہی وجہ ہے کہ اس
کھنڈ میں ہمیں زندگی کا تقریبی پہلو اُس کے تعمیری اور مقصدی
پہلو پر غالب دکھائی دیتا ہے۔ ان کی زندگی مختلف اشغال و
تفریح و تعلق۔ داستان گوئی۔ نثریہ داری۔ مرثیہ خوانی۔ محترم
میلے۔ تماش بینی۔ شاہ پرستی۔ انیون اور دوسری منشیات۔
شاعری۔ امام باڑوں اور چوک کے کونٹوں تک محدود تھی۔

اس نوابی کھنڈ کی تصویریں ہمیں
کھنڈ کی پانچ تصویروں مختلف جگہ نظر آتی ہیں۔ سب سے
پہلے سرور کے اُن فنانہ عجائب میں۔ اس کے بعد سرشار کی
تصانیف میں (جن پر مفصل بحث بعد میں کی گئی ہے) پھر ظہیر بھٹرا
اور اس جیسی دوسری فوق الفطری داستانوں میں۔ سرشار کے
یہاں مشرقی تمدن کے آخری نمونے ہیں۔ رُسوا کے ناولوں وغیرہ
میں۔

(فنانہ عجائب) سرور پہلے شخص ہیں کہ جن کے
پہلی تصویر کہ فنانہ عجائب میں ہیں کھنڈ کی اس رنگین معاشرے
اس مجلسِ زندگی اور لانِ رومانوی اُنیات کے مرقعے ملتے ہیں۔ ان

اور بچے میں سوار ہو کر نکلتے تھے۔ بیل گاڑیوں اور پہلیوں میں سفر
کرتے تھے۔ جہاں پتلون اور کوٹ کی کوئی قدر نہ تھی بلکہ انگلیوں کا
دارچ تھا۔ ہیٹ کی جگہ نئے دارباچوں کو ستیہ ٹوپی پسند کی جاتی تھی
جہاں ہر طرف رنگینیاں تھیں اور دلچسپیاں۔ جہاں نوابوں کو اپنے
ذوقِ عیشِ ملی اور شہر کی آرائش کے سوا کوئی کام نہ تھا۔

نوابوں کی عیش پرستیوں نے راسخا کو بھی آرام طلب اور
عیش پسند بنا دیا تھا۔ اعلیٰ درجے کے مردانے اور زنانے طائفے
ہر شہر اور ہر مقام کے مستور اور بالکل گہرے سرکار میں ملازم تھے۔
اور بڑی بڑی تختوں پر آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ رعایا
خوشحال تھی اور شہر کی طرف الجھل۔ سرکار کی محفلوں میں ارباب
لشاعت کی گرم بازاری تھی۔ بچہ بچہ موزوں و طبیعت تھے۔ شاعری کا
اس قدر جرجا تھا کہ مقامی شعراء کی تعداد ہندوستان کے کئی شاعروں
سے زیادہ نکلتی۔ نوابوں نے ساری دنیا کی دھوم دھام (جہاں
جمع کر لی تھی۔ رعایا نے ہر قسم کی دلچسپیاں وضع کر لی تھیں۔ کوئی
بیکار نہیں بیٹھتا تھا اور نہ کسی کام کی طرف خاص توجہ تھی بلکہ ہر وقت
رنگ، رنگ، دل بچوں، تفریحوں اور مختلف شغلوں میں دل بہلاتے
تھے۔ نئے نئے شوق ایجاد ہوا کرتے تھے۔ محرم میں تمام شہر کوئی
سیہ پوش، کوئی سبز پوش ہوتا اور بسنت رت میں رد پوش بند
اور سلالوں میں محض نام کا فرق تھا اور نہ رفتار، لباس،
وضع قطع میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ لوگ وضع داری پر جان
دیتے تھے۔ عیش بارغ کے میلے زوروں پر تھے۔ فیض بارغ کی ہریا
مکان زمانہ تھا۔ جان عالم کی رنگین مزاحیاں اور عیش کو شیاں، پرووں
کے ناچ، بجدوں کی سیر، منظر المثل کی طرح بچہ بچہ کی زبان پر
تھیں۔ بادشاہ کبھی کبھلے تھے، بیگمیاں اور مجلسِ رکی عورتیں
گوپیاں نہیں۔ خوب ناچ رنگ ہوتا۔ بادشاہ جوگی بننے لگے اور
سیر وں موٹی پھونک کر ان کی راہ تیار کی جاتی۔ اور جب یہ راہ
صاحبِ عالم کے جسم پر لی جاتی تو فطرتی میں بھی شانہ جلال کا منظر
نظر آتا تھا۔ بارغ میں ہر ایک کو اُس کے سال میں ایک روز عام
اجازت تھی۔ سارا شہر لپٹ پڑتا تھا۔ لیکن اندر آئے کی اجازت
صرف اسی کو ملتی جو گیا لباس پہن کر آتا۔ سرسراستی اسی برس
کے بوڑھے بچے اور شوقین لڑکوں بعض اشتیاق دید میں شہر کی
لباس اختیار کرتے۔ تمام شہر شہر کی پوش ہو کر رنگیلے بادشاہ کو
دیکھنے جاتا۔ جان عالم تہہ خانوں میں جا کر چمپ جاتے۔ ان کی تاش

نہیں ملتی۔ لیکن اسے ستانے سے زیادہ افسانے لے رہا ہے۔ نیکل کیلئے چھوڑ دی ہے۔ جس کا جی چاہے ان اس باکی مدرسے اس سوسائٹی کی ٹھہروں اس معاشرت کے پہلوؤں کو اپنے ذہن و دماغ میں دیکھ لے۔

ان کی تضاد پر کی طرح ان کے الفاظ میں بھی زندگی نہیں ملتی۔ وہ بھونوں کا طعیر ضرور ہیں لیکن وہ بھول جن میں نہ رنگ ہے نہ خوشبو خواہ وہ فلوریڈا کے گلاب ہی کیوں نہ ہوں۔ بھول اپنی خوشبو اور رنگینی کی وجہ سے پسند کیا جاتا ہے۔ یہی اس کی روح ہے۔ فنا نہ عجائب اس سب سے بڑی خصوصیت سے معر ہے۔ اس کی تضاد پر نہ تصور زابیں es eye عجیب ہے اور نہ ان میں زندگی ہے۔

دوسری تصویق لکھنؤ کا ریکی اور جزائی حیثیتوں میں ملتا ہے۔ جہاں سہرور کی طرح رنگینی نہیں بلکہ ٹھوس واقعیت نظر آتی ہے۔ سہرور کا یہ عنوان جس کا عنوان ہے "سہرور کی تمدن کا آخری نمونہ" تاریخی حیثیت سے بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ یہ لکھنؤ کی معاشرت کی زندگی کی ایک غصن اور میادی تاریخ ہے۔ اس میں لکھنؤ کے آباد ہونے کے وقت سے لیکر اس کی تدریجی ترقی، مختلف نواہیں، ان کی جنگوں یا ان کی کوششوں کا تاریخی اعتبار سے ذکر کرنے کے بعد سہرور لکھنؤ کی معاشرت کی اہم خصوصیات بتاتے ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ لکھنؤ میں شاہان اودہ کے دربار کے قائم ہوجانے سے جو سوسائٹی پیدا ہو گئی تھی وہ کیسی تھی۔ اس کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں۔ اور اس نے کس کس عنوان سے ہندوستان کی معاشرت پر اثر کیا۔ اس تمدن پر واد علی شاہ کی فہرنگی ہوئی ہے۔ اور یہ اس دور تمدن کی معراج کہلا جاتا ہے۔ اس میں سہرور نے سب سے پہلے نواہوں کے ماحول کو بیان کیا ہے کہ اس ماحول نے نواہوں کی طبیعتوں پر کیا کیا اثر کئے اور اس کا رد عمل کس کن صورتوں میں ظاہر ہوا۔ اس کے بعد مقامات سنی، عیاسنی، اشعری، مرثیہ گوئی، مرثیہ خوانی، سبھائیں، ہزل گوئی، ریحنی، نثر نگاری، داستان گوئی، صنایع مہجرت، علم و فن، طبابت، علوم و دینیہ، فنِ نبات و دیگر (خطاطی) مختلف اشغال کشتی، بکدوی، پٹہ، بنوٹ وغیرہ، انفسری مشاغل میں بطور بازی، پتنگ بازی، موسیقی، ناچ اور بھارتی سوانی کے آداب و مراسم کی تاریخ والوں کے حوالے سے بیان کی ہے۔

میں واقعیت بھی ہے اور مصنف کے تخیل کی رنگ آمیزی بھی۔ لیکن سہرور کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ اس پردہ سمیں پر ہمارے سامنے اٹھ کر پیش نہیں کرتے بلکہ صرف چیزیں پیش کرتے پر قناعت کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سوسائٹی کے مختلف طبقوں اور ان طبقوں کے مختلف افراد کے مقابلے میں محض چیزیں کوئی Representative (نمائند) حیثیت نہیں رکھتیں۔ پھر ان چیزوں کے احوال میں بھی ہمیں کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر اوروں کی بہ نسبت زیادہ ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانے میں "دست خوان اور باوچیانہ" معاشرت کا کتنا اہم جزو تھا۔ اس کے علاوہ ہمیں مکانات کی تصویریں، بھولوں کے نقشے اور شاہانہ زندگی کے ٹھٹھا بھی ملتے ہیں۔ بیچمات کے حرفتے نظر آتے ہیں۔ شاندار بازار اور سرنگھل عمارتیں نظر آتی ہیں۔ جو اپنی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں عروسانہ حسن و آواہکتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ان میں زندگی نہیں۔ سہرور اشخاص کے بجائے ہمیں چیزوں کی تفصیل بتاتے ہیں اور اپنی کاؤ کو سٹناتے ہیں۔ ان کے اشخاص بے جان اور کڑی کی پتیلیوں کی طرح بے جس و حرکت ہیں جو محض اپنے خالق کے اشاروں پر ناچتی رہتی ہیں۔ اور ایک ایک دودھ کے سانس لیکر پھر اس طرح خاموش اور بے جان ہو جاتی ہیں۔ ان کے شاندار بازاروں میں بستی نظر آتے ہیں۔ مشک کا ندھ سے ہے اور کٹورا ہاتھ میں۔ مشک کے سودا خوں میں سے پانی کی دھاریں ٹپک رہی ہیں لیکن بے جس و حرکت کھڑے ہیں۔ دکانداروں نے اپنی دکانیں سجا رکھی ہیں۔ ہر چہ فریضے سے لٹی ہوئی ہے لیکن منہ سے آواز نہیں نکلتی۔ کیا بیوں اور بادریوں کی دکانوں سے طرح طرح کے لذیذ کھانوں سے خوشبو نہیں آرہی ہیں۔ لیکن کھانے والوں کا پتہ نہیں۔ ہر جگہ بھی بیک کوئی شخص چلتا پھرنا نظر نہیں آتا۔ نہ ہجوم میں بھی جگہ گھبراتا ہے نہ بنگلے کی کوشش کرتا ہے نہ دھکا کھا کر گرتا ہے نہ دوسروں کو گرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حلوایوں کی دکانوں پر ہر قسم کی مٹھائیوں کے محال چھپے ہوئے ہیں۔ ان پر درق لگے ہوئے ہیں۔ لیکن زندہ خرید اور دکانداروں کی مکھیاں بھی پیش نظر آتی ہیں۔ کباہی کی دکانوں میں بیاز کے باریک باریک کترے ہوتے پھرتوں کا ذکر کرتے ہیں کہیں سے بھار کی سودھی لپٹ آرہی ہے لیکن زندگی کی خوشبو کہیں سے بھی نہیں آتی سہرور نے جو تفصیل ہمیں ایک جگہ بنا دی ہے کو ایسی کسی دوسری جگہ

جادو گر نیوں اور خوبصورت خنزروں، بہادر لسانی نقاب پوشوں کا طلسم کشاؤں اور ان کے رفتار پر عاشق ہونا۔ غیبی امداد کا ملنا، اور کسی نہ کسی طرح لوح طلسم لیکر اُسے توڑنا۔ جادو کے کھیل کا تباہ ہونا۔ غرض بہت سی ایسی ہی چیزیں ہیں۔ اور شروع سے لیکر آخر تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم یونانی دیو بالاک کی دنیا میں سانس لے رہے ہیں جہاں کے باشندے اس دنیا کی طرح کمزور اور معنی نہیں ہیں۔ مگر وہ ہر حیثیت سے دیو زاد معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کو ابھی میں گھرا ہوا پاتے ہیں۔ وہ افلاکی اور قہروری ماحول ہم پر اثر کر لیتا ہے اور ہم اپنے ذہن کی دنیا کو ہر چیز کو واقع ہوتے ہوئے پاتے ہیں۔ یہی ان داستان گوؤں کا کمال تھا۔ وہ اپنی لسانی چرب زبانی سے نہ صرف ماحول بلکہ پڑھنے والے کو بھی اپنے بس میں کر لیتے تھے۔ ان داستان گوؤں میں احمد حسین، محمد رحیم، جہاں جہاں سب سے زیادہ قابل ذکر ہیں بن کے کمالات اس فن کی معراج ہیں۔ داستان گوئی کے کارناموں میں سب سے زیادہ نمایاں چیز ”طلسم ہوش رُبا“ ہے۔ جو ایک حیثیت سے اس دور زندگی کی انٹیکلو پیڈیا ہے۔ اس کے علاوہ ”طلسم ہفت پیکر“، ”طلسم خیال سکندری“، ”طلسم نوخیز جتیدی“، ”طلسم نور افشاں اور طلسم زعفران زار وغیرہ بھی اہم ہیں، لیکن یہ سب ہوش رُبا کے چوہے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نمائندہ ”طلسم ہوش رُبا“ ہے۔ ان طلسمات کی خیالی داستانوں میں سے جو ہر ادبی طویل اور عریض صفحوں پر پھیل ہوئی ہیں اگرچہ عبقاری اور ساحری کے کارنامے نکال دیئے جائیں تو جو کچھ بچ رہے گا وہ لکھنوی معاشرت کی دلچسپ داستان ہوگی۔ یہ داستان گو سرور کے مقلد معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہر جگہ چیزوں کی بڑی لمبی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے بیان میں سیکڑوں قسم کے کھاؤں کے نام گناتے ہیں۔ اور جنگ و بیکار کے موقع پر مختلف فنون سپہگرمی کی اصطلاحیں بتا رہے ہیں۔ کشتی کے موقع پر ہزاروں داؤں بیچ دکھاتے ہیں اور عیش و مسرت اور خوشی و شادی کی محفلوں میں ہر طرح کے سامان عیش کا ذکر کرتے ہیں۔ شراب و سماع، مطرب و معشوق کوئی چیز ان کے بچے نہیں پائی۔ ان تمام باتوں کو جو جگہ جگہ ہمیں نظر آتے ہیں اگر ایک جگہ جمع کر کے ان کی نفسیاتی تحلیل کی جائے تو اس مانہ کے لکھنوی معاشرت کے بہت سے پہلوؤں پر بڑی کافی روشنی

عصر کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں بیگمات کی زبان، سوز خونی، محترم، نانا، شادی بیاہ کی رسوم مختلف تقاریب، عقیدت، اہم اندوختہ، خوش عقدیوں میں صحت اورت جنگا وغیرہ۔ ہمد سے بکری لکھتے تمام اہم باتوں کا ذکر کیا ہے۔ یونانی کے اعلیٰ و درمیانہ طبقے میں مزے اور نائے لباس کی تفصیل بھی ہے۔ گھر میں اور کھڑے، ہر قسم کا لباس ہوتا تھا۔ اور وصفت میں کیا کیا خاص چیزیں تھیں۔ اس خدیوان الاچھی چکنی ڈلی کی تشبیہ کی ہے۔ اور آخر میں مردانی اور زنانہ حاروں کا ذکر کیا ہے۔ جس میں سکیمال، ہوادار، فٹش، بوجی، ڈولی، رتھ، پہلی وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے آخر میں کھڑے کا طالع فن کی صنایع کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح کھنوں نے ان کو حاصل کیا اور اس میں کیا کیا تبدیلیاں کیں۔

چنانچہ اس معیے سے سب سے زیادہ مکمل تاریخی ذکر اگر کسی جگہ مل سکتا ہے، تو وہ متر سے اس مضمون میں ہے لیکن اس کی حیثیت محض ایک خاکے کی سی ہے۔ اس میں آدمیوں کا ذکر نام کو بھی نہیں۔ قصور اس جگہ مل سکتی ہیں جہاں خاکے کی صلیت کے ساتھ مصنف کے موقعاں لکھنوی بھی اس میں شامل ہوئے۔ متر یہاں ہر چیز پر تاریخی احاطہ سے بحث کی ہے۔ اور حرد و سعادت ہو جانے والی بہت سی چیزوں کے محض بنائے ہیں کہ انکی اہلیت کیا ہے۔ وہ کہاں سے آئیں اور کھوئی معاشرت پر ان کا کیا اثر ہوا۔ یا لکھنوی تمدن سے ان میں کیا تبدیلیاں آئیں اور ان کا کیا نتیجہ ہوا۔ کس قدر ترقی ہوئی اور آخر میں ان کی صو۔۔۔ رہ گئی۔

تیسری تصویر (طلسمی داستانیں)۔ یہ سلسلہ میں اس سلسلہ داستان گوئی کا حوالہ دیا بھی بیجا نہ ہوگا۔ لکھنوی فضا اس کیلئے بہت سازگار ثابت ہوئی۔ اور اس پوسٹ نے بہت جلدی ترقی کر کے ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر لی۔ اسے وہاں فن کا درجہ عطا ہوا اور داستان گوؤں نے اسے انتہا تک پہنچا دیا۔ امیر حمزہ کے قصے اور طلسمات کی داستانیں اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔ جن میں حمزہ صاحبزادہ ان کی اولاد اور ان کے رفتار کی فنی الفطرت متہ وریاں دیوں اور جنوں کے معسر کے، حیات و کی ہوشیاریاں، ان کی چالاکیاں، ان کا ہر فن مولا ہونا، طلسم کشاؤں کی طلسم کشائیاں، نوجوان حسین

پڑسکتی ہے۔ اور اس معاشرتی مواد کا بہت بڑا ذخیرہ ہمارے ہاتھ آجاتیگا۔

چوتھی تصویر۔ اس ضمن میں رستو کا نام بھی لیا جاسکتا ہے۔ جہاں جستہ اشارے ملتے ہیں، دن میں موجودہ دور میں سب سے پہلے شخص رستو اہی ہیں۔ تاریخی اعتبار سے شہر کے بعد رستو کی تہذیب ہمارے لئے سب سے اہم ہے۔ رستو جدید حیا زات کے ہیں لیکن پرورش اسی کھنوی ماحول میں پائی ہے جو دوسروں کے لئے چاہے بُرا ہو۔ لیکن ایک کھنؤ والے کیلئے ماحول صدمہ ارناس ہو سکتا ہے۔ اسی چیز سے کسی کو نفرت نہیں ہو سکتی بلکہ نفرت کی بجائے اس کو دوسروں کے مقابلہ میں اچھا اور پسندیدہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ رستو اپنے ماحول سے نہ نفرت کرتے ہیں نہ بیزار ہوئے ہیں بلکہ وہ جس طرح ہے اسی طرح دوسروں کے سامنے دکھ دیتے ہیں۔ اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ دُنیا اُن کو دلچسپی کے ساتھ پڑھے۔ گویہ ضروری نہیں کہ اسی عقیدت کا اظہار کرے۔ جو رستو کے دل میں ہے۔ رستو کے یہاں بھی کھنوی معاشرت کے اچھے نمونے ملتے ہیں۔ انھوں نے غنڈہ سے پہلے اور بعد کی کھنوی سوسائٹی کے فرقے پیش کئے ہیں۔ اُمراء و عیال اور ذات شریف، اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ اور ان کی تقابلیت میں نمائندگی جیتیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک میں تماش بنوں اور طوائفوں کی پوری زندگی اور ماحول۔ اور دوسرے میں بگڑے ہوئے نوابوں اور آوارہ معصیوں کی زندگی دکھائی ہے۔ رستو جیسا کہ وہ خود سمجھتے ہیں، انسانہ نوعی کے ذریعے ندامت معاشرت کے واقعات فراہم کرتے ہیں۔ ان کے ناول اس زمانے کی معاشرت کی تاریخ ہیں۔ لیکن جس طرح سرور کے یہاں کھنوی صرف چند جینیوں میں نظر آتا ہے اسی طرح رستو کے فرقے بھی مکمل نہیں ہیں۔ زندگی ان میں ضرورتی ہے لیکن اعلیٰ ادنیٰ اور درمیانہ طبقے کی زندگی کی آئینہ داری مکمل طور پر ان میں سنہریا کی گئی ہے۔

پانچویں تصویر۔ (سرشار کی تقابلیت) سرشار اگرچہ تاریخی اعتبار سے سرور کے بعد ہیں لیکن تکمیل کے اعتبار سے سرور سے بڑھے ہوئے ہیں۔ سرشار کی تقابلیت میں کھنوی اپنی پوری سال کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ ان کی تقابلیت

پڑھنے کے بعد کھنوی کا ماحول صرف خاکہ ہمارے ذہن میں بس جاتا ہو بلکہ وہاں کی معاشرت کی حلیاتی تصویر تقویریں ہمارے روبرو آجاتی ہیں۔ سرشار سرور کی طرح جہاں کے موٹے پتے پر گرنے پر اکتفا نہیں کرے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اشخاص کی تصویریں بھی پیش کرتے ہیں۔ سرور کے یہاں، باچے میں جو تفصیل ملتی ہے، سرشار نے اُسے اپنے ناول کا سرور کا بیانیہ ہے۔ چنانچہ فائدہ عجائب کا بیاباں اور سرشار کے فائدہ آزدگی جلد اقل کا پہلا باب مثال کے طور پر مولا نے کیلئے کافی ہیں۔ سرور نے اپنے آدمیوں کو انتہائی شکل و صورت تو عطا کی لیکن اس میں ملک کیا جاسکتا ہے کہ وہ گوشت پوست والے انسان (Incarnate) میں یا محض لکڑی کے گڈے اور ٹاک کی نیلیاں ہیں اس لئے کہ وہ ہمیں بُت کی طرح حاکم معلوم ہوتے ہیں اور سانس لیتے ہوئے نظر نہیں آتے اور اخلاقی زندگی اور عزت ہی انسان کی خصوصیات ہیں۔ لیکن سرشار نے اپنے کرداروں کے مُنہ میں زبان دی ہے۔ وہ بولتے بات کرتے ہیں اور ہمیں اپنے اپنے قصے سناتے ہیں۔ اسی وجہ سے سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کا انتخاب فقہ سادہ کی طرح ہما۔ سہ سہ سہ سے نہیں گزرتے بلکہ وہ ہماری آپ کی طرح گوشت پوست کے بنے ہوئے چلتے پھرتے جیسے جانتے سمجھتے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن برائن دور نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔

سوسائٹی کی تصویر۔ انھوں نے کھنوی اس زمانے کی سوسائٹی کی تصویریں ظریفانہ انداز میں کھینچی ہیں۔ یا یوں کہے کہ ہمدرد طراوت کے پیرایہ میں کھنوی تمدن کے خراب پہلوؤں کی پگڑی اُچھالی ہے۔ یہ زمانہ کھنوی دور تمدن کی مُنہ پھٹا کھلایا جاتا ہے۔ جس میں کھنوی زندگی اپنی پوری تصنیفات کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ یہ تصنیفات وہاں کی شاعری، انشاپروازی، گفتگو، لباس، وضع قطع، باہمی تعلقات، اشغال، شادی بیاہ، موت، عقی، مذہب، رسوم، علوم و فنون غرض زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں حیثیت لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور سرشار نے سوسائٹی کی صحیح تصویریں اتنی گہرائی اور اس قدر جزئیات کے ساتھ کھینچی ہیں کہ نہ اس سے پہلے سرور کے یہاں ملتی ہیں اور نہ اس کے بعد رستو کے یہاں۔ سرشار نے اپنی تقابلیت میں ان تقابلیت کا ایک عظیم الشان ڈھیر لگا دیا کہ

لائی جاتی ہیں نظر میں لکھتی ہیں۔ نمایاں چیزوں کے علاوہ اس میں جزئیات اور چھوٹی چھوٹی معمولی اہمیت رکھنے والی چیزوں کا اس کی واقفیت اور اثر کو برعادیات ہے۔ یہی چیز آگے چل کر مرتع نگاری کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ نمایاں چیزوں پر ہر ایک کی نظر پڑتی ہے لیکن غیر نمایاں باتوں کو نظر میں رکھنا یا ان کو نمایاں رنگ میں دیکھنا بھی ایک عام آدمی۔ ایک ادیب، مصور، آرٹسٹ اور فن کار کا ماہر الامتیاز وصف ہو رہی ہیں ان دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اچھے اور باکمال مصور ہلکے ہلکے چھبٹوں سے بھی شوخ نقاد پر بنا دیتے ہیں۔ ایک باغ کے احوال میں سبزہ کی اہمیت بہت بڑھ جائیگی اور اس کا ذکر کئے بغیر وہ تصویر نامکمل ہی رہے گی۔ باکمال مصور ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں۔

تشریحات کے یہاں جذبات اور معتقدات میں ان کے ذاتی بھی ہیں اور دوسروں کے بھی۔ ان میں اعلیٰ ادنیٰ اور متوسط طبقہ کے افراد سب شامل ہیں۔ ماحولی رنگ کے تشریحات بھی موافق نظر آتے ہیں اور کبھی مخالفت۔ اس چیز کو وہ کبھی اپنے ذاتی خیالات اور کبھی زمانہ تحدید کے عام رجحانات کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ جو چیز ٹھیک ہوتی ہے اس کی تعریف اور تائید کرتے ہیں۔ جو بُری ہوتی ہے اس کی بُرائی کرتے ہیں۔ جو قابل اصلاح ہوتی ہے اس کی اصلاح چاہتے ہیں۔ اس ماحولی رنگ پر وہ ذاتی طور پر کبھی کسی تنقید و تبصرہ کرتے ہیں۔ اور جگہ جگہ اپنے علاوہ مشہور مقرروں، پکھڑوں اور ادبوں کی زبان سے ان پر اظہارِ خیالات کر لے لے ہیں۔ ایسے موقع پر نقطہ نظر ان کا ایک حد تک اصلاحی ہی ہوتا ہے۔

تشریحات کی بیشتر تصانیف میں کھنڈ کی مثالی زندگی کے مُرقعے ملتے ہیں۔ جن میں اس خطہ کی معاشرت کے حالات اور ہل کی سوسائٹی کے مختلف طبقوں کے واقعات ہیں لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تشریحات کے سامنے کونسی چیز کو نا خیال تھا جس کے زیر اثر انھوں نے اپنی تصانیف کو ”تجارت خانہ رنگیں“ بنا پائیں کیا۔ اور اپنے ناولوں کو مہذب ظرافت کے قالب میں ڈھالا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناول کی تار و پود (Technique) سے بھی واقف نہیں ہیں، نہ ان سے پلاٹ کی پیچیدگیاں آتی ہیں نہ کردار نگاری کے ڈھنگ سے پوری طرح واقف ہیں۔ نہ کسی کی نفسیاتی تحلیل کرتے ہیں، نہ کسی جگہ اظہارِ

جس میں ہر رنگ اور ہر قسم کی تصویر ملتی ہے۔ اشخاص میں علماء و فضلاء، اوقاب و رؤسا، ان کے مصاحب، بیگمات ان کی ملازمت افنی، چاندو باز، میٹر باز، پتنگ باز، بانکے، پہلوان، گشتی گیر، بنوٹے پٹے باز، چور، اٹھائی گبرے، شاد، مصاحب، ساحل، مداری، ہمرکس، دلے، جلوئی، داروغہ، یروغیس، بخمی، مال، ڈاکو، لکھیے، فوٹو گرافر، سپاہی، کپہار، کسان، عدالتی، خوشنویس، اجاروالے، بھانڈا، مناکو فروش، باغبان، بھٹے دار، حیدر، کاشنیل، چوہدری، ٹھاکر، پاسی، کپتان، قلعی والے، بیٹے، حوسری، صرنت، بھنگی، وکیل، تعمیر والے، ڈنگریز، کپہار، شعلہ بچی، نانی، ناناسی، جسد، پیچھے، مگر بھوٹ، اسکول کے طلباء، مکتب کے مولوی، میزبانی، سائیس، مجاہد، بھٹو سوڈٹ، سٹیج، ہر سٹر، گارڈ، اسٹیشن ماسٹر، پھیری والے ٹکٹ باؤ، آست باز، ہر دپے، تماشا بین، گندھی، معزے، میونسپل کسٹر، تاجر، شکاری وغیرہ سب نظر آتے ہیں۔ جو ردوں میں بیگمات کے علاوہ بھٹیاریاں، کپڑیں، ساقیں، ڈومٹیاں، اطوائفیں، ہمیں، آئینے، پاتریں، ماسٹرنیاں، دہلی، ہر طبقہ کی عورت نظر آتی ہے۔ اور ہر سبب ہمیں چلتے پھرتے حرکت کرتے رتے جھگڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ہمارے سامنے اشخاص کا ایک عظیم الشان سمندر لاکر رکھ دیا ہے جس میں ہمیں ہزاروں صورتیں نظر آتی ہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ ہم ان کو ان کی نمایاں خصوصیات کی وجہ سے آسانی کے ساتھ پہچان سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ظریفانہ چٹکے اور فقرہ بازی ہیں۔ بدلتیز فکروں اور بدلتیز آقاؤں کے مرقعے ہیں مختلف طبقوں کی زبان، ان کی لول چال، ان کی اصلاحات، ان کا لب و لہجہ ہر چیز ذہن واضح اور صمیمین ہے۔

ماحول کا رنگ ایک ادیب جس کے زبان و قلم میں قدرت نے زور اور پہلو میں حساس دل دیا ہے اس کی تحریروں میں اپنے زمانہ کے جذبات، معتقدات، احساسات اور ماحولی رنگ کی تصاویر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور ملتی ہیں۔ خواہ پس پردہ ہوں یا پردہ سے باہر منظر عام پر۔ مگر دو باتیں کی چیزیں اس کی آنکھوں کے سامنے ہر دم رہتی ہیں۔ اس کے ذہن و حافظہ میں رہتی ہیں۔ اس کے دماغ میں چمک لگاتی رہتی ہیں۔ اور نکلنے کا راستہ تلاش کرتی رہتی ہیں۔ جہاں مناسبت کے ساتھ یہ چیزیں بیان ہو جاتی ہیں۔ سن کو نکھار دیتی ہیں۔ جہاں بغیر سوچے سمجھے

وہ تاریخ پیش نہیں کرتے بلکہ تقویر پیش کرنے ہیں۔ تقویر اور تاریخ میں حشرق ہے۔ تاریخ صرف تاریخ ہے۔ جہاں حقیقت خشک اور بے کیف واقعات۔ لیکن تقویر اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں مصوٰر، نقاش اور متن کا حقیقی پس منظر کے علاوہ اپنے موقلم کی رنگینیاں بھی دکھاتا ہے۔ یہی رنگ اس تقویر کی جان ہے۔ جس کے بغیر وہ بے رنگ نقوش اور آرمز کی طرح نیکروں کا ایک بے جان ڈھانچہ معلوم ہوتی ہے۔ تقویر میں پیش کو تاہی سترشا کا مقصد تھا۔ جو ماحول وہ پیش کرتے ہیں وہ انہوں نے صرف کتابوں میں ہی نہیں پڑھا۔ صرف بڑے بڑوں کی زبانی کہانیوں اور قصوں میں نہیں سنا بلکہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے۔ اس میں سانس لی ہے۔ اس فضا میں اپنی زندگی گذاری ہے۔ وہ عکاسۂ حیا میں پیدا ہوا ہے اور وہ عکاسۂ حیا میں جس سال واحد علی شاہ معزول اور کھنوی دوا اپنے سب سے بلند شان پر پہنچ گیا وہ دس برس کے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کھنوی تہذیب کی واضح اور روشن تقویر میں جیسی اُن کے یہاں ملتی ہیں دوسروں کے یہاں شکل سے ملیں گی۔ تشریح کی طرح انہوں نے بھی اس زوال آمادہ تمدن کی آخری بہار اپنی آنکھ سے دیکھی تھی۔ اس پر دوسرے تمدن، دوسرے اثرات کا حملہ بھی دیکھا تھا۔ اُس کو آخری بار سالتیں لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ انہوں نے اس کی خوبیاں بھی دیکھی تھیں۔ اور بزرگوں کی زبانی سنی تھیں۔ اس کی بُرائیاں بھی دیکھی تھیں اور ان پر غور بھی کیا تھا۔ خوبیوں کو وہ پسند کرنے تھے اور بُرائیوں کو بدل دینا چاہتے تھے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ انہیں پسینے ماحول سے محبت ضرور تھی۔ ورنہ اُن کی تقویروں میں اس قدر رنگ دنگی اور تنوع پیدا نہ ہوتا کیونکہ یہ جوش اور عقیدت کی پیداوار ہے۔ اگر اُن کو اپنے ماحول سے نفرت ہوتی تو اُن کے یہاں سو لفظ (کلمہ نہ کہ) کی سی رہبرناکی ملتی۔ جو اپنے زمانہ واسطے زبردست طنز نگار دیب تھا۔ اور انگریزی ادب میں اُس کا درجہ آج بھی بہت بلند ہے۔ جس کے قلم کی نوک سانپ کی زبان تھی۔ جس میں سے آبِ حیات کی بجائے زہر کی بوندیں پڑتی تھیں۔ جو اپنے دوستوں سے لے حد محبت کرتا تھا لیکن اس جانور سے سخت نفرت کرتا تھا جو انسان کہلاتا ہے۔

چنانچہ ناہر ہو گیا کہ ان کا مقصد سلسل اور مروط تھے کھنا

شانہ (Climax) پیدا کر کے ہیں۔ ان کے ناول نڈاؤنٹ ہیں۔ جہاں نہ مصنف کسی اصول اور خیال کا پابند ہے اور نہ یہاں اس کی تصانیف میں نظر آتی ہے۔ وہ اپنے ناول میں کسی ایک واقعے کو لیکر نہیں چلتے۔ بلکہ ایک دم کتے ہی واقعے سنانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر یہ واقعے بھی مختلف صنفی قصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ان کی تصانیف (ناول) اس بارے کی طرح ہیں جن میں باغیان نے ہر قسم کے ہزاروں درخت جمع کرنے کی کوشش کی تاکہ باغ کی شان دوبالا ہو جائے۔ لیکن درختوں کے مجموعہ سے باغ بلع نہیں رہا بلکہ جھیل بن گیا۔

پھر بھی ہر کام کسی نہ کسی مقصد۔ خیال اور ارادے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ سترشا کا بھی ایک مقصد ہے وہ اپنے ناولوں میں بے ترتیب واقعات جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن غیر ارادی طور پر ان کا مقصد بھی پورا ہوتا جاتا ہے۔ ان کی تصانیف کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس کی تہ میں ایک چیز نظر آئے گی۔ جس سے وہ کسی جگہ علیحدہ نہیں ہوتے۔ یہ کھنوی تہذیب یعنی کامتدین۔ کھنوی معاشرت اور کھنوی کی سوسائٹی ہے۔ اسی ایک چیز کو انہوں نے مختلف شیشوں کے رنگین عکس کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ کھنوی اور اس کے گرد و نواح کی سوسائٹی میں انہیں اپنی بچپیاں نظر آتی ہیں کہ وہ ہر جگہ اس معاشرت کو اپنے ناولوں میں پیش کرتے ہیں۔ وہ کھنوی سے بہت متاثر ہیں اور یہ اثر ہر جگہ اپنی جھلیاں دکھاتا ہے۔ یہی سترشا کو پرکھنے کی سوتی ہے۔ وہ اپنے اصل رنگ میں وہیں ملتے ہیں جب وہ کھنوی کا ذکر کرتے ہیں۔ جہاں وہ اس سے ہٹ جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ یا پڑھنے والے کو دھوکا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر پولیسند کی غزاد کی داستان فنا ہے آزاد میں پڑھ لیجئے۔ معلوم ہو جائے گا کہ مصنف نے پولیسند اور کھنوی کے درمیان جو فاصلہ ہے اس کی طنائیں کچھن کر ایک دوسرے میں سمودینے کی کوشش کی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ کھنوی کا نازک اندام تمدن پولیسند کی برقانی آب و ہوا کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔

جس طرح طائر نے مشرقی تمدن کے آخری نمونے میں شاہانِ اودہ کے مرتعے اور کھنوی دربار سے وجود میں آئی ہوئی معاشرت کی تاریخ بیان کی ہے۔ اسی طرح سترشا نے اس زوال آمادہ تمدن، اس مٹی ہوئی تہذیب کے لقمے کھینچے ہیں،

نہیں تھا۔ بلکہ قہقہہ کی بجائے مسلسل حالات نکھنا تھا جو آدھ پرخ کا خاص رنگ تھا۔ سرشار نے اپنے کسی نہ خود ہونیوالے قہقہے ان تقویروں کو اہمیت دینے ہی کیلئے نزلتے میں جن کیلئے انھوں نے ایک مرکزی ڈھانچہ تیار کر لیا تھا جس کے سہارے وہ اپنی پتیلی کو بچایا کرے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے یہاں لے حد بے رحمی اور انتشار ہے تلسل کہ وہ دوسری خیال نہیں رکھتے اور نہ اس کے باوجود ہیں۔ اس کے علاوہ یہ رنگ نہیں نکھتا ہے اور کہیں گہرا کسی جگہ مصدقہ نے رنگ کی ساری پیالی انڈیل دی اور کہیں بے توجہی کے ساتھ رنگ پھیلا دیا۔ اور کہیں اپنی صفائی کا کمال دکھلایا جس جگہ سرشار نے دلچسپی کے ساتھ ان کو تیار کیا ان میں دیکھی گئی۔ اور جس جگہ انھوں نے اس سے تنگ کر دوسروں کی تسلی اور اپنے اطمینان کیلئے چند ٹیڑھی نرمی لائنیں بنادیں وہاں اپنی صفائی کا مذاق اڑایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قہقہہ، ریات کے اثر سے ہمیشہ دسبے رہے۔ یہی چیز ان کے پیش نظر رہی اور اس طرح تصویر کی تمام خصوصیات، اس کی تمام پہلو ان کی نظر کے سامنے سے ہٹ گئے۔ اس لئے مسکینہ نے ان کیلئے نکھتا ہے کہ خواہ طبیعت حاضر ہو یا نہ ہو وہ دیکھتے رہتے ہیں جس کو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب ان میں فوجت پرواز نہیں ہوتی وہ زمین پر گھسٹے لگتے ہیں۔ یہ بات حرفت بخت درست ہے۔ بقول عسکری کے۔

”سرشار اپنی بلندی میں اس قدر بلند ہو جاتے ہیں کہ نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور آسمان کے تانے توڑ لاتے ہیں لیکن جب یہ اضطرابی دور، جوش کا یہ عالم گزر جاتا ہے تو وہ بلندوں سے غور کر کے چپ میں پھنس جاتے ہیں۔“

اپنی کینوس (Canvas) کو وسعت دینے کیلئے سرشار مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مختلف افراد کو فرداً فرداً تاکتے ہیں۔ اور ان کے حالات پیش کرتے ہیں۔ ان کو کمزور پہلوؤں کو اُجاگر کر کے دوسروں کیلئے ماحول صدھنڈا تفریح بنادیتے ہیں۔ سرشار کے زمانہ میں نکھتہ جو حسن و عشق کی جست بنا ہوا تھا۔ جس کے کلی کوچے مصر اور میکس کے حسن و مسیت کی مشراد ہے تھے۔ ماحول اپنی رنگینیوں کی وجہ سے مکتب حقیق بنا ہوا تھا جس میں ہزاروں دیوانوں کی تربیت ہوتی تھی۔ یہ چیسز سوسائٹی کی طرح میں اس ٹری طرح پٹی ہوئی تھی کہ سرشار جیسا آزاد خیال بھی ان دیوانوں کو عیبہ علیحدہ نہیں دکھا سکا۔

روایات حسن و عشق اور محبت کی داستانیں معمولی چیزیں نہیں ہیں کہ ہم ان کو نظر انداز کر دیں۔ دُنیا کے ہر بڑے ادیب کے یہاں اس جذبے کی صدائے بازگشت ملتی ہے۔ لیکن مشرق صرف اسے دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا ہے۔ اس میں ادیب کی انفرادیت کا رزق پوشیل ہے۔ اس داستان پارینہ کو بعض اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ایک ایک لمحہ میں جذبات کی ساری شدت سمٹ آتی ہے۔ بہر حال یہ کہ سرشار محض حسن و عشق کی داستان ہی پیش نہیں کرتے جو ظرافت کے بعد ان کا خاص موضوع ہے۔ بلکہ وہ بعد رفتہ رفتہ پندوں، مکتب کے مولویوں، افسانیوں، مصاحیوں، ٹھاکروں، لاناؤں، ماطلوں اور مینوں کی خانگی زندگی کے حالات کو کام میں لاتے ہیں۔ یہ شخصیتیں اس زمانہ کی معاشرت کا نہ صرف جزو اعظم تھیں، بلکہ دوسروں کے مقابلہ میں ممتاز حیثیت رکھتی تھیں۔ یہی لوگ اس سوسائٹی کے رکن رکین تھے۔ اگرچہ واجد علی شاہ کے شقا نوابی عہد حکومت ختم ہو گیا تھا اور نکھتہ انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ جنہیں ان نواب معاشرت سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اور نہ کوئی دلچسپی۔ مگر ان لوگوں کے یہاں وہی واجد علی شاہی روایات بربر جاری چلی آ رہی تھیں۔ بالخصوص نوابوں اور رئیسوں کے یہاں۔ گوسلطنت بدل گئی تھی۔ مگر ان کی مجلسرا کا ماحول وہی تھا۔ ان کے مشاغل وہی تھے۔ ان کی روایات، ان کی وضعدار باں ان کی دلچسپیاں وہی تھیں، وہی رنگینی، وہی عیاشی، وہی آوارہ فگین، وہی متدل شوق اور وہی بازاری دوق و ذہنیت۔ جو ایک تباہ ہولے والی معاشرت، زوال آمادہ سلطنت اور اس کے حکمرانوں کے مزاج میں رچ جاتی تھیں۔ اس اعلیٰ طبقے کو اس جگہ ایک خاص اہمیت حاصل ہے یعنی یہ کہ وہی اس تہذیب کا سنگ اساسی ہے۔ ان ہی کے گھراؤں میں اس تہذیب کے مظاہرے نظر آتے ہیں۔ وہی اس تمدن کے نمائندے ہیں۔ سرشار بھی انہی سے دلچسپی لیتے ہیں اور ان کی زندگی ہر رنگ میں اور ہر رخ سے دکھاتے ہیں۔ وہ بس نہیں کرتے بلکہ جوش اور دلچسپی کی دہرے سے متعارف نکھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی دستوں میں لگم ہو جاتے ہیں۔ وہ اس زندگی کے ایک ایک ذرے سے واقف ہیں۔ روسا اور نوابوں، محلات اور تنہات کی زندگی انہیں بہت

ہی مرغون ہے۔

مذہبیت
ان کے کھنڈوں ماحول کی زنجیروں احسن و عشق کی
دستاویز، عیش پرستی اور سمیٹتی کے ساتھ
مذہب کے رنگ کی بھی ہلکی سی چائنی نظر آتی ہے۔ مذہب پیشہ
بہاری معاشرے کا جزو رہا ہے۔ اس کا ذکر کئے بغیر ہماری
معاشرت کی تاریخ نامکمل رہے گی۔ مشرق والوں کی زندگی میں
سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ نازک چیز اگر کوئی مل سکتی ہے
تو وہ مذہبی جذبہ ہے۔ مذہب سے واقف ہونا اتنا اہم نہیں سمجھا
جاتا جتنا اس کے اصولوں کی خاطر جان دیدیے کو اپنا لفظ العین
بنالینا ہے۔ لیکن کھنڈ پرچہ کیہ چیز بھی متاثر ہونے بغیر نہ رہی۔
اور سوسائٹی کے مختلف طبقوں نے اس میں شاخیں اور شاخوں نے
پیدا کر کے شروع کئے۔ اس کی ابتدا سب سے پہلے ایوان شاہی
سے ہوئی۔ نمونہ کے طور پر آئمہ ملہرین کی ولادت اور ”چھوٹا“
کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا
زندگی کی یہ خصوصیت سوسائٹی کی عیش پرستیوں، رنگ ریلیوں
میں ہلکی سی گرد کی طرح دب کر رہ گئی۔ اور غور کیا جائے تو مذہبی
ظاہر داریوں کے هجوم میں حقیقت ایک نیم مرده اور بجان بیک کی طرح
سانس لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ تاہم محرم کے زمانہ میں اس مذہبی
غیر میں ہال آجاتا ہے۔ رمضان کا مہینہ مصیبتوں کا ایک پہاڑ
دینا اس کے ٹل جانے کی چشم براہ منتظر ہے۔ لیکن محرم کا مہینہ
مشرع ہوتے ہی مذہبی ظاہر داریاں اپنے لمبے خواب سے اُٹھ کر کڑی
لیتی ہیں۔ مذہبیت کا منور چمک جاتا ہے۔ محرم ہے اور ماتم حسین
عجبیں ہیں اور مٹنے۔ عز اور اریاں شور و شیون اور نالہ و گناہ۔
کھنڈ کے مٹی کے گچے گوبچے اُٹھتے ہیں۔ کھنڈ کا عزم الاحرام۔ کھنڈ
کی صوز خوانی، کھنڈ کی خوش بیانی، کھنڈ کی عزاداری، کھنڈ کی گنگواری
مذہبی دنیا میں ایک منفرد چیز ہے۔ تعزیر غافلوں میں دھوم مچ رہی
ہے۔ اہل مائے پٹ نہتے ہیں۔ تل دھرنے کو جگہ نہیں۔ بانسے
تلوار لگائے اینڈ تے اُڑتے پھر رہے ہیں۔ بات بات میں سر پھٹول
اور غانہ جگیاں ہوتی ہیں۔ گونا گویں لٹ جاتی ہیں۔ لوگ ماحول
رنگیل پیادے کھنڈ کو یاد کر کے آہیں بھرتے ہیں۔ جگہ جگہ انیش و
دبیر کا ذکر ہوا ہے۔ بجف اشرف، کامنین، کربلا، چوٹیاں ہر جگہ
زیارت کو جلتے ہیں اور داخل حناٹ ہوتے ہیں۔ منام غنہ
اُداس ہے۔ کوئی ماتم حسین میں برہنہ سسپیکر کوئی سیاہ پوش۔

کوئی سبز پوش۔ امام باروں میں چراغاں ہو رہا ہے۔ اربابِ نشا کے امام باروں اور مجلسوں میں ادھر ہی لطف ہے۔ گوہر جان کے یہاں سوزِ خاکی ہو رہی ہے۔ کون گوہر جان؟ جانِ نکھو، شانِ نکھو، آن بانِ نکھو، روحِ روانِ نکھو۔ رئیسِ زاوے مغزیہ صاحبِ کمر ہے ہیں۔ عاشورہ کے دن تقریبے لکھنے شروع ہوئے۔ رنگِ کا تقریب، جو کا تقریب، میوم کا تقریب، کھیلوں کا تقریب، روٹی کا تقریب، پھیل کے پتوں کا تقریب، اندڑوں کا تقریب، نوگزہ تقریب، لاکھوں تقریبے تاکھوڑہ کی کر بلا میں دفنائے جاتے ہیں۔ چپلم کے دن بھی کر بلا میں ہجوم ہے، مید سا لگا ہوا ہے۔

یہ صرف محترم کانسیر حاصل تذکرہ ملتا ہے بلکہ اور بھی بہت سی ایسی رسوم، مذہبی اختراعات، خوش اعتقادات ملی ہیں کہ ہم ان کی روشنی میں اس زمانہ کی سوسائٹی کی مذہبیت سے اچھی طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ اصل ادنیٰ اور متوسط طبقہ کے افراد کو مذہبی جذبات و معتقدات ملتے ہیں جو تصویر کے اس رُخ کو اچھی طرح ظاہر اور واضح کر دیتے ہیں۔

ظرافت ادب اور زندگی کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ ظرافت زندگی اور زندگی کا دوسرا نام ہے۔ فلسفی اُسے زندگی کے سمندر کا کف کہتے ہیں۔ ادبیات میں یہ آئی ہی قدیم ہے جتنی ادب پر نہیں۔ اجتماعی زندگی کے ساتھ یہ بھی سائے کی طرح انسانی زندگی میں داخل ہوئی ہے۔ بہ عام اور عالمگیر حقیقت ہر جگہ موجود رہتی ہے۔ خواہ ادب برائے ادب ہو یا ادب برائے زندگی۔ مقصد بھی اس کا دونوں صورتوں میں یکساں ہی ہے۔ یعنی ایک شخص کے دماغ کو یک حافی کی مصیبت یا تلخ حقیقتوں کی کشمکش سے بچا کر اس کیلئے سرور اور تفریح کا سامان بہم پہنچانا۔ ادبیات میں وہ ظرافت اس سہجہ جسے ادبی مرتبہ حاصل ہوا اور جس کا کوئی معیاری اسلوب ہو۔ ظرافت سفل کی ادب میں کوئی اہمیت نہیں۔ مثال کے طور پر ظرافت اور ہنسی گالی میں بھی پہناؤ ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ معیار سے گری ہوئی اور ذاتی صمیم کی پیداوار نہیں ہوئی اس لئے اُس میں نہ کوئی ادبی سخن ہو نہ ہے اور نہ کوئی ادبی شکل۔ اپنے موقع اور محل کے اعتبار سے یہ مختلف صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ کہیں تبسم زیر لب، کہیں خندہ وندال منہ اور کہیں ہنہنہ۔ ہر شاعر کی ظرافت ان تینوں صورتوں پر حاوی ہے۔

ہے۔ آخر کار اس کی آنکھیں غوغی اور سکواہٹ کے ساتھ جھک اٹھتی ہیں۔ ہونٹ متبسم ہوتے ہیں۔ ایک ہلکی ہنسی کی آواز آتی ہے جو رفتہ رفتہ بلند ہو کر ہنسنے تک جا پہنچتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔

سرسشار کی ظرافت ایک تندہ ست دل و دماغ کی ظرافت ہے جس میں زندگی کے گرم خون کی روانی پائی جاتی ہے۔ وہ ایک ایسے دماغ کی پیداوار ہے جو زندگی، اس کی گونا گوں مصروفیات، اس کی تلخوں اور مسائلی زندگی کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی خاطر خون پسینہ ایک کیا جائے اور زندگی کو ان کیلئے گرو دشیں پر کار بنایا جائے۔ اس نے اپنی زندگی کے نقطہ نظر کو کمانے اور پیدا کرنے نہیں بلکہ صرف کرنے کے قالب میں ڈھال لیا ہے۔ ایڈلین کہتا ہے کہ زندگی نام ہے عرفی ریزی اور محنت کا جو سپین عرفی ریزی اور محنت سے کمائی جاتی ہے جلدی نہیں اڑائی جاتی بلکہ وہ بہت عزیز ہوتی ہے۔ اور اُسے لٹاتے ہوئے دیکھ کر محسوس ہوتا ہے۔ لیکن سرشار اس دولت کو بے دریغ خرچ کرتا ہے وہ زندگی اور اس کے مسائل کا مذاق اڑاتا ہے۔ خود ہنستا ہے اور دوسروں کو ہنساتا ہے۔ اور اس ہنسی سے وہ زندگی کی بہت سی تلخوں کو گوارا بنا دیتا ہے۔ وہ نہیم ریرب کا قائل نہیں اور نہ خذہ دندل مناسے زیادہ مرغوب ہے بلکہ وہ بلند قہقہے لگاتا ہے۔ اس کے قہقہے ہمارے کان کے پردوں سے ٹکرا کر گونجنے رہتے ہیں اس کی ظرافت غالب کی طرح لطیف اور رعنائی لئے ہوئے نہیں بلکہ بلند آہنگ اور تیز ہے۔ وہ اس تلوار کی طرح ہے جس کی دھار گند ہے جو گوشت نہیں کاٹتی مگر ہڈی کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ اور جتنا کاٹتی ہے اس سے زیادہ تکلیف اور درد پیدا کرتی ہے نظریات کے لحاظ سے وہ اردو ادب کے ڈالیر ہیں۔ ایڈلین نہیں۔ ایڈلین کا رواں اور دلکش تبسم ان کے یہاں نہیں جو انگریزی ادب میں لطافت کی معراج ہے۔ لیکن ڈالیر کے قہقہے مل سکتے ہیں۔ ڈالیر دوسروں کو ہنسانے کے لئے خود قہقہے لگاتا تھا سرشار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہی زندہ دلی کی نشانی ہے۔ اس زندہ دلی سے وہ زندگی کی تکی مٹا کر گوارا بنا دیتے ہیں۔ ڈالیر تلخی دسرت پھیلا کر دنیا کو سیلاب تبسم میں غرق کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی اور نظرات کا مقصد اسی کو بنالیا ہے۔

ظرافت ادب کا جزو لاینفک ہے ہر ادب میں اس کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ کہیں وقت پر کہیں وقت سے پہلے اور کہیں وقت کے بعد۔ ظرافت اپنے اولین نقوش میں Direct بلا واسطہ ہوتی ہے۔ یعنی اس کی ابتدائی صورت وہ ہوتی ہے جب مصنف پڑھنے والے کے دوش بدوش کسی چیز پر خود بھی ہنستا ہے اور آپ کو بھی اس بات پر اُکسا تا ہے کہ آپ بھی اس پر ہنسیں اور دل کھول کر اس کا ساتھ دیں۔ ورنہ اس کی ظرافت ادھوری اور نامکمل رہ جائیگی۔ یہ ظرافت کا تعریفی مقصد ہے جہاں ہنسنے ہنسانے کے سوا اور کوئی عرض پوشیدہ نہیں۔ لیکن ادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ ظرافت بھی اپنے منازل ارتقا طے کرتی جاتی ہے۔ اور ایک بلند سطح پر پہنچ کر طنز کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ ظرافت کی اعلیٰ اتم ہے۔ اور پہلی کے مقابلہ میں بہت زیادہ تکلیف اور صیانت ہوتی ہے۔ یہاں پہنچ کر مصنف شاذ و نادر ہی پڑھنے والے کے ساتھ ہنسی میں شریک ہوتا ہے۔ یہ ظرافت کا تعبیری مقصد ہے۔

سرسشار کے یہاں تعبیری ظرافت کی مثالیں بہت کم اور نقوی ظرافت کی مثالیں بہت کثرت کے ساتھ ملتی ہیں۔ وہ محفل بانوں پر خود بھی ہنستے ہیں اور دوسروں کو بھی ہنساتے ہیں۔ اور جو چیز نگاہ اسباب ایسی نہیں ہوتی کہ ہماری طبیعت میں گدگد یاں پیدا کرے وہ اس کا تذکرہ اس طرح اور ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آ جاتی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ظرافت کے دونوں مقصد سرشار کے یہاں ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو اکثر جگہ ان کو علیحدہ کر کے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کی ظرافت عموماً Direct یعنی بلا واسطہ ہے Indirect یعنی بلا واسطہ نہیں جو زیادہ لطیف اور مؤثر ہوتی ہے۔ وہ ہنسنے ہنسانے والی باتوں کا ذکر کسی چھڑکی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ سستے پہلے صرف لطف لینے کیلئے کرتے ہیں۔ طنز یہ پہلو بھی ان کو یہاں ہے جو بہت کم کے ساتھ۔ وہ ایسا کم کرتے ہیں کہ واقعات کو ان کی عجیب و غریب صورتوں میں پیش کر کے خاموش ہو جاتیں۔ اور ہنسا ہنسانا پڑھنے والے کی مرضی پر چھوڑ دیں۔ نہیں بلکہ یہاں سب سے پہلے ان کی کاظم شوخیاں کرتا ہے۔ یہ چیز پڑھنے والے کے جذبات کو تحریک میں لاتی ہے انھیں شد و دے دے کر اُکھاتی

جائے گا۔

تخیل اور مبالغہ "ہیکٹیر کی کہانیاں ہیں انسانی زندگی کے جتنے مرتفع نظر آتے ہیں اگرچہ وہ سادہ ہیں لیکن فی الحقیقت تخیل سے رنگین ہیں اور یہی رنگ ہے جو ہیکٹیر کی کی شاعری کو بلفاعے، وقام عطا کرتا ہے" (آجنوری)

قرب قریب ہی الفاظ قدرے نصرت کے ساتھ سرشار پر بھی صادق آسکتے ہیں۔ اس سے یہ مشا نہیں کہ سرشار کا مقابلہ ہیکٹیر سے کیا جا رہا ہے۔ ٹھمری کا کورس سے مقابلہ نہ ناظر ہو کہ کس قدر غیر معقول قسم کی کوشش ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ ایک بین الاقوامی ادبی حقیقت دو مختلف زبانوں کی منفرد شخصیتوں پر جن میں سے ایک سب سے بڑا اور امرلٹن شاعر ہے اور دوسرا اپنے حلقہ کا سب سے بڑا نثر نگار کس طرح صادق آسکتی ہے سرشار کے یہاں جتنی تصاویر ملتی ہیں وہ انسانی زندگی ہی پر منحصر نہیں بلکہ وہ کسی نہ کسی حقیقت پر مبنی ہیں۔ لیکن مصنف کے فلم نے ان میں تخیل کا رنگ بھر دیا ہے۔ ان کے حمیر میں واقفیت اور تخیل کے دونوں اجزا کمال ہوشیاری کے ساتھ گوندھے گئے ہیں سرشار کا یہ تخیل مبالغہ کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ ہمارے ادبی لغادوں

نے مبالغہ کو گویا عروس ادب کے چہرے پر بدمذہب سہ فرادیا ہے۔ یہ لگتی ہے یعنی مبالغہ سوائے ایک استثناء بچو کے ہر جگہ درست ثابت ہوتا ہے۔ صرف بچو ہی ایک ایسی شاہراہ ہے جہاں مبالغہ ہی نہیں بلکہ اعراق اور علو کو بھی عمارتیں اکڑ کے احسن شمار کیا جاتا ہے۔ بیشطیکہ اس میں عربیائی کی نمائش نہو اور بالخصوص اُس وقت جب تخیل نے اس معاملہ میں فن کارانہ رعنائی پسند کر دی ہو۔ سرشار بھی جہاں مبالغہ کرتے ہیں ان کے بیان میں دیکھی آتی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی تصانیف جھیں ہم نکھنوی معاشرت کی آئینہ داری کا شرف عطا کر کے نگارخانہ رنگین کمنال پسند کرتے ہیں وہ نکھنوی دور تمدن کی احوال ہے۔ بروہ تاثرات ہیں حوالیک آزاد خیال اور تعلیم یافتہ دماغ نے محسوس کئے ہیں اور جن کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس نے دُنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ صرف یہی نہیں ہے بلکہ ان کی مبالغہ انگریزی کے ہم متوقع رہتے ہیں۔ اور اسی حیثیت سے ہم لے پسند کرتے ہیں۔

واقفیت نکھنوی ہندی اور تمدن شرفا کی زندگی اور عمارت کی

سرشار نے زبان و طرافت کے پیرایہ میں نکھنوی تمدن و معاشرت کے غراب پہنوں کی بگڑی اچھالی ہے۔ ان کے الفاظ ان کی تحریر میں مزاحیہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ جس میں وہ اپنا پورا زور قلم صنف کر دیتے ہیں۔ وہ ایک جوش اور اضطراب کے عالم میں لکھتے ہیں۔ ان کا قلم اپنے آپ شوخیاں کرتا ہوا چلا چلتا ہے بعض جگہ وہ مثالیت سے گزر کر نقیہ تربیت کی حد میں بے اختیارانہ داخل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی نقیہ پرورں کو ان کے اصلی رنگ میں نہیں دکھا رہے ہیں بلکہ اس نقش سے صرف تلی کام و دہن مٹاتا اور ہنسنا ہنسنا ہی مقصود ہے بخلاف یہ ان کا عیب نظر آسکتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس عیب میں بھی ایک لطیف خوبی پوشیدہ ہے۔ وہ حالات و واقعات کو ان کے فطری رشتوں اور گرد و پیش کے ماحول سے توڑ کر ایسی زعفران دار دُنیا بنالے جاتے ہیں۔ جس کے باشندے بقول کیا نقاد کے عمد و عیار، خوشی، سادہ گوشت و زوال و فساد جیسے افراد ہیں۔ وہ اول درجے کے مزاح نگار ہیں۔ اس لئے ان کے لئے یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تصویر کی نسبت کارٹوں اچھا بناتے ہیں۔

یہی طرافت سرشار کے اسٹائل کی اور ان کی تصانیف کی جان و روح ہے جس کو اگر ان سے نکال لیا جائے تو الفاظ کا محض ایک ڈھیر باقی بچتا ہے۔ سرشار کی جن تصانیف میں یہ پاکشئی نہیں وہ زندگی و یقاسے دور فنا کی آغوش میں ہیں فنا اور بے قدری کے تاریک پردے ان پر پڑے ہوئے ہیں۔ منتظر عام پر ان کیلئے کوئی جگہ نہیں اور نہ وہ اعلیٰ درجہ کے ادبی ذوق اور ادبی اقیلیہ کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ سرشار کا یہ ظرفانہ انداز ہر جگہ باقی نہیں رہتا۔ بس جگہ وہ اس سے علیحدہ ہوئے ہیں وہاں ان میں کوئی دیکھی اور جاؤ بیت نہیں۔ ان کا اسٹائل اس وجہ سے محدود ہے اور جگہ جگہ محمد شاہی شکر کا پرتو لئے ہوئے ہے۔ ان کے اسلوب کے بیکر خاپن کی مثالیں اس جگہ بہتات کے ساتھ ملتی ہیں۔ جہاں وہ علمی مسائل اور خشک مضامین بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

علمی مسائل کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ ان کیلئے یہ چیز ناممکن ہے۔ اگر ممکن بھی ہو تو جاؤ بیت اور ان کے اعتبار سے اس کا پایہ عام مرتبے سے گر

وہ اتنی اچھی طرح واقف ہیں کہ شاید کوئی مسلمان بھی ان سے بہتر نہ جانتا ہوگا۔ جب وہ ایسے واقعات بیان کرتے ہیں تو ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھ جاتا ہے، اور حرم سرا کی دنیا کا ایک ایک وزہ وزہ ہماری نگاہ کے سامنے آ جاتا ہے۔ ہم ہر چیز اپنے اصلی رنگ میں بے پردہ دیکھ لیتے ہیں۔ ان کے آپس کے معاشرتی تعلقات، شادی بیاہ کی مصروفیتیں، خوش اسباق اعتقادات بے نظیر انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کی بات چیت خوش گیتیاں، فکر مندی، ہر چیز اسی طرح بے ترتیب اور بلا مقصد ہے۔ یہی زندگی میں ہوتی ہے۔ کسی چیز کی تصویر کھینچ کر رکھ دینا سترشار کیلئے معمولی بات ہے۔ بالخصوص اس جگہ جہاں وہ دھوم دھام اور مجمع کی تقادیر دکھاتے ہیں۔ وہ کہانی کی طرح اس مجمع کا بیان نہیں کرتے بلکہ اس مجمع میں طرح طرح کے آدمیوں اور اپنے اپنے مذاق اور پسند کے مطابق ان کی گفتگو ان کے تبصرے۔ ان کی چٹکیاں، نظریات، چٹکے، لڑائی بھڑائی دھول دھیتا اس خوبی کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ہر چیز اپنے آپ ہماری نظر کے سامنے آ جاتی ہے اور ہم اس کی اتنی اچھی طرح دل و دماغ کی آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں کہ شاید اپنی آنکھ سے خارج میں ممکن نہ ہوتا۔

سترشار ایک زبردست آرٹسٹ ہے۔ جب وہ نگار خانہ ہیں، ہم اپنے تیار کئے ہوئے ٹرے دکھاتے تو ہمارے ذہن و دماغ پر اس کی فن کارانہ صلاحیتوں کا جادو اس قدر اثر کر جاتا ہے کہ ہم اس کے بس میں ہو جاتے ہیں۔ یہ ٹرے والے کے دل و دماغ پر قبضہ کر لینا اس کے ذہن و ذہنیات پہنچا جانا۔ کیا اس سے بڑا ادیب کا کوئی کمال ہو سکتا ہے۔

خلاصہ کلام سترشار کا لکھنا تو اپنی لکھنا ہے۔ شوقینوں کا لکھنا نہیں، امیروں کا لکھنا ہے اور رئیسوں کا لکھنا ہے کہ اس میں طوائفیں مل سکتی ہیں۔ ان کی رنگین زندگی کے نقشے اس سے مرتب ہو سکتے ہیں۔ لیکن مزدوروں اور غریبوں کی زندگی کے خاکے اس میں نامکمل ہیں۔ جگہ جگہ ان کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ اس غرض سے نہیں لائے گئے کہ اس گیدی کی زینت بنیں۔ بلکہ اس لئے کہ ان کے لائے سے لوہوں کی معاشرتی زندگی کی تشکیل ہو جائے۔ کیونکہ سفیدی کے مقابلہ میں سیاہی کا حسن کھتا ہے۔ مصنف کا کسی جگہ یہ مقصد نہیں اور وہ اس کا ذکر بھی

طرز معاشرت کسی کچھ سترشار نے پیش کی ہے وہ سترشار واقعیت کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ اس میں انھوں نے ہمیں ادب کی سٹول یا اجتماعی زندگی کی ایک تصویر دے دی ہے۔ جس کے اندر ان کی دنیا میں، نفع ہیں۔ ان پر اثر عورت کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے اکثر مبتلی ہیں، بعض رومانی ہیں، بعض مثالی اور بعض انتہائی۔ کوہا مصنف نے جو خاکے اپنے ذہن میں بایکے کرتے ان میں اپنے مقصد سے رنگ آ کر بنی کی ہے۔ سترشار کا تخیل فوق العادہ ہے۔ اور اس میں دیوانہ ادب کی سی قوت اور کائنات سے زیادہ وسیع و عریض کشادگی ہے۔ یہ چیز انھوں نے شاید قدیم شرقی مشقیہ افسانوں سے لی ہے جن میں حسن عین کی منہ نہ آئیوں کے ساتھ دیووں اور جنوں کی خیالی فتنے اور فوق العالی باتیں بہت کثرت کے ساتھ ملتی ہیں۔ اور اپنی چیزوں پر ان کے تمام قصوں کا دار و مدار ہوتا ہے۔ سترشار نے اس کو دو طرح طریقوں سے پیش کیا۔ انھوں نے اپنے تخیل کی مدد سے زندگی کی جذبات کو رومان اور قصور میں جذب کر دیا۔ اور ان تینوں کے امتزاج سے ایک نئی مخلوق پیدا کی جس میں حقیقت رومان اور قصور کے مستر کرنا ہر بد جہاں ممکن ہو گیا۔ گو ہم اپنی مادی دنیا کے دروازے اس مخلوق پر بند کر دیں لیکن ہمارے خیال و تصور ذہن و دماغ کی دنیا میں وہ ضرور بار پلنے کے لائق ہیں۔ سترشار کی دنیا میں وہ نفع ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ یہ وہ وصف ہے جو ہماری دنیا کے باشندوں کو بھی حاصل نہیں۔ آرٹسٹ کی پیدا کی ہوئی مخلوق نفع اور غیر فانی ہے۔ لیکن خود آرٹسٹ کے خالق (خدا) کی مخلوق (انسان) زوال آمادہ اور فانی ہے۔

یہ کہنا کہ سترشار حقیقت نگاری سے محض **حقیقت نگاری** یا مادہ میں اپنی انتہا پسند ناواقفیت کا اخبار کرتا ہے۔ لکھنا کے اسلامی طبقہ کی معاشرت، لواؤں اور مصاحبوں کی گفتگو، بیگمات کی زندگی، ملازموں کی لڑائیاں، جہاں تک بول چال طرز بیان اور واقعت کا تعلق ہے اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ پیروں اور فقیروں کی ڈاکہ زنی، پولیس والوں کا ظلم اور فحش و فحشیت درمست میں اور آج کی اسی طرح موجود ہیں۔ شرفار کی مجلسوں کے حالات، سنگاٹ کی معاشرت، ذہان و بیان بول چال اور گفتگو

میں ہوتے رہے۔ یہ عوام کے مقابلے میں بیرونی اثرات کے حلوں اور دوسروں کے جذبات و مقصدات اور رسوم و ریاات کو سب کے بعد متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے ہر طرح اپنی انفرادی خصوصیات قائم رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن یازن کا ان کو شکست ہوئی فی الحال ہم کو سرشار کے ساتھ وپرواختہ نواب کا کردار اور ان کی ماحولی زندگی دکھانی ہے۔ نواب اور ان کا ماحول دونوں ایک دوسرے میں اس قدر مدغم ہیں کہ ہم کسی کو علیحدہ نہیں کر سکتے۔ ماحولی زندگی کو اور وہ زندگی ہے جو مجلس اور سیر دنی دینا سے مل کر بنی ہے۔ مجلس کی زندگی میں بڑی بوڑھی بیگمات، نوجوان لڑکیوں بچیوں اور ملازموں کے باہمی افعال سے یہ زندگی پیدا ہوتی ہے مجلس سے باہر کی زندگی وہ ہے جو نواب ان کے مصاحب ملازمین اور بیرونی دنیا کے افراد کے ان کے قریب تر آنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو ماحولی زندگی کا دوسرا لازمی جز ہے۔ آسانی کیلئے اس تفصیلی تذکرے کو ہم دو بڑے حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایک مجلس کی دنیا دوسری مجلس اسے باہر کی دنیا مجلس کے باہر کی دنیا کے عناصر خصوصی نواب، ان کے مصاحب، ان کے ملازمین میں جو وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ مجلس کی دنیا میں عمر رسیدہ بیگمات، نوجوان لڑکیاں، نواب صاحب اور انہی بیگم اور ملازمین خاص طور پر اہم ہیں۔ یہ سب افراد آپس میں ایک دوسرے سے اس قدر قریب اور ملے جگے ہیں کہ ہم ان میں سے کسی ایک کا دوسروں کی مدد کے بغیر مطالعہ نہیں کر سکتے نہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بیگمات ہر ہر قدم پر ملازموں میں گھری رہتی ہیں۔ نواب صاحب جہاں ایک طرف مصاحبوں اور ملازموں کے بغیر میر فریش ہیں وہاں دوسری طرف آدمی سے زبان زندگی مجلس میں گزرتی ہے۔ وہ ان دونوں دنیاؤں کے درمیان ایک بہت ضروری کڑی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا ایک فنڈ ہونے کی وجہ سے ان کی دوسری اہمیت ہے۔ ان مجموعی دنیا کے سارے افراد کا فرداً فرداً ذکر کرنا بہت ہی مشکل اور بے حد طول طویل ہے۔ یہ خاص طور پر اس لئے کہ ایک کے حوالے کے بغیر دوسرے کی زندگی نامکمل اور تشنہ رہتی ہے۔ اس لئے قاعدے کی رو سے ہر ایک کی پوری زندگی دکھانی جائے جو محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اور ایک ساتھ سب کا ذکر کرنا کسی طرح ممکن نہیں اس میں انتشار اور بے ربطی کا خطرہ ہے اس لئے کہ ان

کہیں نہیں کہتے۔ کہ ان کی زندگی میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ وہ بھی انسان ہیں اور سوسائٹی کے اعلیٰ طبقے کو کوئی حق حاصل نہیں کہ دولت کی غلط تقسیم سے ناجائز فائز اٹھا کر اس کے اصل حقداروں کو ان کے جائز حق سے محروم کر دے۔ یہ فضیلت پریم چند کے نصیب میں تھی۔ لیکن اس لئے یہ مراد نہیں کہ اس میں سوائے اعلیٰ طبقے کے کسی اور کی زندگی ہی نہیں ملتی۔ ضرور ملتی ہے۔ لیکن اس کی حیثیت اور مرتبہ ثانوی ہے۔ (نوابین ہی اس تہذیب کے سنگ اساسی تھے۔ ان ہی کی معاشرہ مصنف کیلئے حاذب نظر ثابت ہوئی۔ مزدوروں کی زندگی میں کیا رکھا کہ ایک مزاح نگار اس کا مذاق اڑائے گا۔ سرشار کی تصانیف نوابی مکھنوں کی ایک حیثیت سے انسانیکلو پیڈ یا ہیں جن میں مکھنوں اپنی مختلف حیثیتوں سے ایک عجیب شان لئے ہوئے ہے۔ گو مصنف نے اس میں مبالغہ کی شوخ رنگ آمیزی سے کام لیا کہ لیکن اس کی تہ میں حقیقت کی جھلکیاں صاف نظر آتی ہیں سرشار مومخ اور سائنٹسٹ نہیں بلکہ من کا ہیں۔ ان کی تصانیف سے تاریخی واقعات جمع کرنا یا ان کو تاریخ کے منتخب اہموں پر جانچنا عزیز ذمہ دارانہ بے انصافی ہے۔ گلاب کا پھول باغ کی بہار کو دو چند کر سکتا ہے کسی حسین کے جوڑے میں سچ کر س کے جن کو اور زیادہ حاذب نظر بنا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس پھول کی پتیوں کو کچھ کر ان سے رنگینی اور زراکت، جو اس کی جان ہیں لینے کی کوشش کی جائیگی تو خاک صاف ہو کر کس قدر کامیابی ہوگی۔ پھولوں کی خوشبو نہ پیمانے سے نیب سکتی ہے نہ ترازو میں مل سکتی ہے۔ صرف محسوسات ہی سے اسکا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

گذشتہ ادراقی میں سرشار کے مکھنوں کا تمدن و معاشرت عمومی طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آئندہ تفصیل میں ہمیں سوسائٹی کے اس ایک محفوس حصے طبقہ اعلیٰ یعنی اہم اور دوسرا اور بیگمات کی زندگی پر روشنی ڈالنی ہے۔ جو اس معاشرت کے اجزائے ترکیبی میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں ہیں دربار کی مناسبتی زندگی کی صدائے بازگشت سب سے زیادہ اپنی کی مجلس میں گونجی۔ اس ہی وجہ سے ان کو مناسبتی حیثیت حاصل ہے۔ یہ طبقہ دربار شاہی سے جتنا زیادہ قریب تھا اتنا زیادہ متاثر تھا۔ اور اس کی رگت پے میں باثر اس قدر رچ گیا کہ باطل حکومت اٹھ جانے کے بعد بھی اس اثر کے مظاہرے ان کی دنیا

دلغریب لباس پہنتا ہے۔ کوئین کی تلمی کو شکر میں لپیٹ کر گوارا بنتا ہے۔ اور اس عروس کو جو جس کا دست خانی ضرورت کے وقت پہنچے آہنی میں ل کر گھلا گھوٹ سکا ہے۔ ایسے رنگ میں پہن کر مانتا ہے جو مقبول عام ہے اور اس طرح سوسائٹی کی برائیوں کی خلاف عادت اور ذہن و ہنیا میں انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنی کوششوں میں کسان تک کامیاب ہوا اس سے بحث نہیں دیتیں یہ ہے کہ کونسے درائع اس نے اختیار کئے۔

وہ برائیوں کی اصلاح ایک لمبے چوڑے دعوے سے نہیں کرتا بلکہ بُرائیوں کے نقص سُنا ہے اور اُن کو غریباں کے دکھانا ہو تاکہ اُن کی غریباؤں سے شرم دار آنکھ ٹھک جائے اور حساس ل متاثر ہو۔ اس لئے بعض جگہ اخلاقی سے گرمی ہوئی اور غیر مذہب باتوں کو بھی دکھاتا ہے۔ اکثر جگہ حد سے گذر کر غیر مذہب اور سوقیانہ الفاظ و استعار استعمال کرتا ہے۔ جس سے ہمارا اخلاقی احساس مجروح ہوتا ہے۔ کچھ بھی اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اپنے زمانے کی روش کے مطابق کرتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض چیزیں جو آج سے زیادہ مقبول ہیں کل سے زیادہ مردود ہو جائیں۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ افراد کے مذاق بھی تبدیل رہتے ہیں۔ پھر وہ سمجھتا ہے کہ دکاریوں اور برائیوں سے لوگوں کو بچانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ بالکل غریباں حالت میں دکھائی جائیں۔ مغرب والے اسی عربی کو آرٹ سمجھ بیٹھے ہیں۔ لیکن ہندوستان کی معاشرت ابھی اس قدر زنی نہیں کر سکی ہے کہ عربیوں کو آرٹ سمجھنے کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس زمانہ میں زندگی کے تیز رفتاری سے افراد کے دہن و دماغ اس درجہ مآؤف ہو گئے ہیں کہ ہوش و حکمت کی کلیریتائیں اُن پر اثر نہیں کر سکتیں۔ تاوقتیکہ ایک تیز رفتاری میں مجھ ہوئے نئے نئے عمل جڑا جی سے اُن کے تصورات کو مجروح کر کے زندگی کا احساس پیدا نہ کر دیا جاتا۔ سرشار کے یہاں تو لٹ (نغمہ نگار) کی سی زہرائی نہیں ملتی۔ وہ انقلاب پیدا کرنے کا خیال ضرور کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جوش باطنی رُوح کے مہتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ وہ روسا کی زندگی کی آلائشوں سے واقف ہیں اور اس کثافت کو اُچھا ل اُچھا کر دکھاتے ہیں۔ تاکہ لہو و لب کے بوجھ سے دبی ہوئی رو میں اپنی کھوئی ہوئی لطافت کو دوبارہ پاسکیں۔

سرشار سودا کی طرح عیش پرست اُمرا کے خلاف کتنی عنایت

میں سے ہر ایک فرد کی ذاتی خصوصیات ہیں جو اس سے ملیں وکی جاسکتی ہیں اور وہ دوسروں میں پائی جاتی ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مختلف انسانوں کی ذاتی و الفارادی کوششوں سے مل کر پیدا ہوتی ہیں۔ ہاں ان کی مختلف کوششوں نے مجموعی حیثیت سے ایک نتیجہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس لئے جب تک ان سب افراد کا مطالعہ ساتھ ساتھ یا یکے بعد دیگرے نہ کیا جائے پڑھنے والے کو کسی چیز کے متعلق پوری طرح اندازہ لگانے میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ اپنی آخری اور صحیح رائے قائم کر سکتا ہے۔ اگر کسی نامکمل چیز کو پڑھ کر کوئی قطعی رائے قائم کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ وہ کس قدر صحیح ہوگی اور اُس سے بدلنا کتنا ضروری ہوگا۔ اس لئے کہ غلط رائے قائم کرنے سے تو یہ بد رجحان ہر شے کے سرے سے کوئی رائے ہی قائم نہ کی جائے۔

مصنف کا نقطہ نظر ضروری ہے کہ اس کے بعد یہاں یہ بھی اشارہ کر دینا متعلق خدمت کا عام نقطہ نظر کیا ہے۔ اس کو کس معنی میں لیتا ہے اور اس سے کیا نتائج مرتب کرتا ہے۔ فائدہ آزادی کی پہلی جلد میں مصنف نے عمومی طور پر اپنی یہ رائے پیش کی ہے۔ اس حصہ میں رسوم مذہب ہندوستان اور دنیاوی خیالات کی جو بے مگر مذاق کے ساتھ دل لگی کی دل لگی اور لطیف کا لطف، مذاق کا مذاق اور مطلب کا مطلب۔ یہی تو خرافات کے معنی ہیں۔ اس سے ہم یہ افکار کر سکتے ہیں کہ مصنف حدیث خیال کا آدمی ہے۔ وہ مغربی تعلیم اور سائنس کے کوششوں سے آگاہ ہے۔ اس لئے سی دنیا کو بھی دیکھا ہے اور پُرانی دنیا پر بھی غور کیا ہے۔ گو اسے اپنی پُرانی دنیا ہی پسند بھی ہو اس کی نئی باتوں کو جیسے وہ رسوم مذہب کا نام دیتا ہے کسی طرح پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ وہ بدل دجائیں نئی روایات اُن کی جگہ لیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے وہ کسی آسمانی مدد یا مژدے اور غیب کا انتظار نہیں کرتا۔ وہ فلسفہ حرکت عمل سے واقف ہے۔ اور کسی دوسرے شخص کو پیش قدمی کا موقع دینے بغیر مجتہدانہ شان کے ساتھ پہلا قدم خود ہی اٹھاتا ہے اور ان رسوم مذہب کی برائیاں کرنا شروع کر دیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ سمجھتا رہی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ مشرق کی رجعت پسندی میں کسی بے پناہ قوت اور مقابلہ کی طاقت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس کی برائیوں کو خوشنما الفاظ سے تیار کیا ہوا ایک

نہیں رکھتے۔ ادبی معاملات میں ذاتی و انفرادی بغض و عناد کو درمیان میں لانا ایک اخلاقی کمزوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نوابی کی بُری باتوں کو بیان کرتے وقت ان الفاظ میں ”معذرت کرتے ہیں“ رووی اپنے ناظرین اولیٰ الابصار خصوصاً متین اور جذباتی رگواروں کی خدمت میں طمس ہے کہ ذیل کے حصّے کو بد ہنسی پر محمول نہ فرمائیں۔ ہم اپنے ملک کی رسوم بد اور عادات کے خلاف تہذیب کو محض طور سے کھجی نہیں سکتے۔ تاوقتیکہ ہم کل رسوم مذموم کا خاکہ نہ اڑائیں یہاں ہم مجبور ہیں۔“

ان امر امر کی زندگی کا فلسفہ العین اعلیٰ زندگی کی ایک جھلک عیش و مسرت اور آرام طلبی ہے۔ اس کے سوا ان کی زندگی میں کوئی تعمیری پہلو نظر نہیں آتا۔ اول اور آخر جو کچھ بھی تعمیری مقصد ہے۔ اس کی آنکھوں میں ابھی تک اس شراب کے حمار کا اثر ہے جو ان کے بزرگوں نے پی سہی۔ ان کی وضع داری، خانہ نشینی اور عیاشی کا دوسرا نام ہے۔ اس خانہ نشینی نے ان کی ذہنیت کو ٹیکر کر رکھا ہے۔ ان کی مصلحتوں کی قصا عیش و مسرت کے نعروں سے بنا دیا ہے۔ ان کی مصلحتوں کی قصا عیش و مسرت کے نعروں سے گونج رہی ہے، بے فکری کا دور دورہ ہے۔ عیاشی وادبائی کی گرم بازاری ہے۔ ان کی مذہبیت ظاہر واریوں اور اصلیت مسالعی رنگینوں میں گم ہو کر رہ گئی ہے، زندگی اپنی جو کمزوریاں خصوصیت کھوکھروت رنگ رلیوں تک محدود رہ گئی ہے۔ امر اور ذرا، حکام رؤساء سب ایک رنگ میں ستر اور، ایک تمام میں ننگے نظر آتے ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر بدست اور بدخوابات ہے۔ بدستوں اور عقلیاتی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ بازاری شوق عوام سے گذر کر خرفانہ کی مصلحتوں اور مجلسوں تک پہنچ گئی ہیں۔ شکار پر اور ادا کی بزمی کی علامت ہے۔ ہر چیز کا معیار اٹل گیا ہے۔ عیش پرستی اور طوفان بے پتیری کے سیلاب میں ثعالت اور متانت خدا جانے کہاں بہ گئی ہیں۔ ان کی مجلسوں میں گھنڈوؤں اور پازیب کی جھنکار سنائی دیتی ہے۔ نفرتی تہمت ہے اور خوار و کئی تابانی۔ ہر میں مشابہت اور گوری ہاتھیں۔ ایلے کی کتاب ہے اور کیفا مسی کے کمرے نے نئے جمجمہ تاج ہو رہا ہے۔ سمیر وین اڑ رہی ہے طرہ بڑھ کر تعریفیں ہو رہی ہیں۔ جلسہ کا یہ رنگ ہے کہ رنگ گئی ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ محفل جمجمہ رہی ہے۔ گردن مل رہی ہے۔ سازندے مست ہیں کہیں سے حافظ شیرازی کی غزل کی قرآن

ہوتی ہے۔ شقای غزل۔ کسی رنگین ادا کا طرزا اور اس کی اٹھتی جوانی۔ اس پر ستر ادا ناک آوازی۔ ایک سماں بندہ جانا ہے۔ نعروں کی لہریں بادلوں کی طرح جمجمہ جمجمہ کر اٹھتی ہیں اور برس جاتی ہیں۔ محفل اندر کا اکھاڑا بنی ہوئی ہے۔

کہیں آنتن رز، (شراب) کا ذکر ہے۔ کانپتی ہوئی موصی ہیں اور ہندی صہبائے پچھلے ہوئے آنکھیں چپٹی ہوئی آنکھیں اور دگمگاتے ہوئے قدم اڑتے ہوئے ہاتھ اور جمجمے ہوئے سر۔ لا ادر لے کا شور ہے۔ ساقی ہے اور اس کے پرستار صراحی ہے اور ساعر ہستی ہے اور وارستگی۔ کہیں بیچو، نوکی گڑا، سے کمرہ گونج رہا ہے۔ گیس اڑ رہی ہیں۔ جو سر، تجف، شطرنج کی بازیاد ہو رہی ہیں۔ جی گھبراہ تو دمک کا دم لگایا۔ چاند کو چھینٹے اڑاتے، جنون کی چٹکی لی۔ نئے بادلوں کے پرے مشرقی اڈ مغرب کی الٹی سیدھی چٹیکے میں مصروف ہیں۔ بے باک نانات الٹی جاری ہے۔ ایچم اور چاند کی مدح میں قصیدہ خوانیاں ہو رہی ہیں۔

یلا سا دنیا مولے کی انیسم
کہ کو آؤں گلکشیت باج لغیس

کہیں اکھاڑوں میں بطیروں، مرغوں اور میندھوں کی لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ مٹاشائیوں کا جمجمہ ہے، بے انتہا شور ہے۔ واہ واہ، مرجا، شاباش بیٹا، جیسے رہو میرے شیر۔ کی لٹکاروں سے کان کے پردے پناہ مانگ رہے ہیں کہیں شعر خوانیاں ہو رہی ہیں۔ پھوٹا اور ہرل سے گذر کر دھولے حب تک لوبت آگئی ہے۔ رنجی سے شوق ہو رہا ہے اور ہر طرح زبان شاعری کی مٹی پلید کی جارہی ہے۔ مجلس اڈوں سے ہلکی ہلکی ہنسی، ستوخ جھلکلاہٹ اور حسین تہمتوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ کافوں کے راستے دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جارہی ہیں۔ آپس میں چیمپ چھوڑ رہی ہے۔ ڈومیناں لہک لہک کر گارہی ہیں۔ ان کے پھیلے ہوئے دامنوں میں چھنا چھن روپی برس رہے ہیں۔ ملازمتیں اپنے کام میں مصروف ہیں بیغلانی کہانیاں کہہ رہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے طبعی، اٹھ اور شوخ لڑکیاں سے گھیر کر بیٹھیں ہیں۔ غزلوں کے اشعار آہستہ آہستہ گانگ کر پڑھ جارہے ہیں۔ مجا دا کوئی سن لے اور ہر آہٹ سے گھبرا کر چونک اٹھتی ہیں۔ رت جھگوں اور شادی بیاہ کی دھوم میں کان پڑی آواز

ہیں۔ نواب محمد عسکری جو متنوع پسند ہیں۔ اس قسم کے افراد کو کھانے
ہیں وہاں ایسے نواب بھی دکھائے ہیں جیسے شریا بیگم کے شوہر
یا ہمایوں فریادان کے بڑے بھائی صاحب عالم وغیرہ جو نہ ہن
ہیں نہ کوئی ایسی حرکت کرتے ہیں جو ہمارے جذبات کو مستحکم کر
دے۔ گدگد کر کے اختیار نہ ہنے پر مجبور کر دے۔ لیکن ایسی مثالیں بہت
کم ہیں جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ سرشار کی پڑنے لگے رنگ
کی مخالفت نے ان ہی کے ہاتھ سے ایسے کردار بھی پیدا کر دیے
جو اس کام میں اپنے خالق کے معاون ثابت ہوں۔ اور جو حکم
قابل اعتراض باتوں کے دور کرنے میں اپنے مقابل کے کرداروں
سے کش مکش میں مبتلا رہیں۔ لیکن ایسے کرداروں میں نہ ان
کے یہاں کوئی تنوع ہے اور نہ دلچسپی۔ وہ ایسے کردار پیدا کرنے
میں ماہر نہیں۔ ان کی فیکٹری میں وہی کردار اچھے تیار ہوسکتے ہیں
جو چھپے ہوتے ہیں۔ حوان کے طریقاً جذبات کا اُبال ہوتے ہیں
خواہ وہ نوابوں کی صورت میں ہوں خواہ مصاحبوں کی ان کی دلچسپی
ان کی مخالفت کے ساتھ قائم ہے۔ یہی اُن کے جسم میں روح کی
طرح دوڑتی رہتی ہے۔ جہاں یہ برقی ردائیں کے جسم سے نکلی وہ
بیجان ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اور پھر یہ ہمارے رحم و کرم پر منحصر
ہوتا ہے کہ ہم انہیں جی چاہے جہاں اٹھا کر پٹک دیں۔

دُنیا کا مُردہ جسم کی کوئی قدر نہیں کرتا اور نہ مُردہ نام کی
اور جس کا نام زندہ ہوتا ہے وہ کبھی مرنا ہی نہیں۔

سرشار کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے جس بعسیرت کا
ثبوت دینے ہوئے نوابوں کی زندگی اور مشاغل کو دکھایا، اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا بھڑکنا اس شعبے میں کتنا وسیع ہے،
مشاہد کتنا گہرا اور نظر کتنی باریک ہے۔ جو نہ صرف نمایاں، بلکہ
معمولی اور جزوی باتوں کو بھی سمجھنا پڑتی ہے اور اُن سے ایک
نہایت موزوں پس منظر قائم کونیتی ہے۔

مردانہ زندگی کے متعلق جتنے موقعے ہیں ان پر اتنی حیرت
نہیں ہوتی۔ لیکن جب سرشار اس منگا۔ فانیہ میں بیگمات، اُن
کی معاشرت، بول چال، ماحول، غرض محل خانی زندگی کی تمام
مصرفات بڑی تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بتاتے ہیں تو بڑی
حیرت ہوتی ہے۔

مصور کا کمال یہ ہے کہ قصور پر خود مُنہ سے بول اٹھے رشا
کا کمال یہ ہے کہ اشعار کے الفاظ آہنگ اور معانی میں لذت،

سنائی نہیں دیتی۔ اور بیچ بیچ میں کہیں سے بڑی بڑی بیگمات
کی ڈانٹ اور ملکاریاں مسما کی آتی ہیں۔ عرصہ اُم کی زندگی کے
ہر رنگ کی آئینہ داری کی گئی ہے۔ ان کے نازیک اور روشن
پہلوؤں دکھائے ہیں محرو و ملن کم اور نازیک زیادہ اور ہر جگہ
ظرافت کی مریض کاری۔ اس حق بیگم کے ساتھ کی گئی ہے کہ وہ دلچسپ
ہو گئے ہیں۔ انہیں ہم اسی لئے پسند کرتے ہیں کہ وہ ہماری دلچسپی
کا باعث ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہم ہنستے ہیں اور ہنسنے لگاتے ہیں۔
شاید افسوس کہیں نہیں کرے جو سرشار کا مشاغل ہر چیز پر حق
قلم کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ ہم اپنی آنکھیں
کل مل کر انہیں دیکھتے ہیں۔ کہیں دھوکہ تو نہیں۔ یہ سرشار کے
امثال اور تخیل کی برکت ہے کہ حقیقت رد مان اور قصور ایک
دوسرے میں گڑبڑ نظر آتے ہیں۔ نوابوں کے کردار، ان کی پرواز
تخیل کا ایک پرتوہ ان کی قوت قلم کی ایک دلفریب تخلیق ہیں۔

ان میں حقیقت ہے یا نہیں اس کا جواب اپنی اپنی صلاحیتوں کے
پاس ہے۔ مبالغہ ان میں ضرور ہے۔ بلکہ اکثر جگہ تو پرواز فک
اور مبالغہ ہی کی طلسم سازیاں ہیں۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں
کیا جاسکتا کہ دُنیا نے عمل میں ان نوابوں کی وہی حیثیت تھی جو آج
خیال کی دُنیا میں سرشار کے کھنکھاتی ہے۔ وہ نہیں تھے، شوقین
تھے اور رنگین مزاج بھی۔ کیوں تو بڑے عزیزہ پالتے تھے۔ لوگ اب
بھی پالتے ہیں۔ چاندو، مک، ایون، ستراب کا شوق رکھتے تھے۔
لوگ اب بھی اُن کے عادی ہیں۔ بیگم بازی، کھنڈ، شطرنج کھیلتے
تھے۔ یہ شوق اب بھی پائے جاتے ہیں۔ اُن کے دماغ میں دوطرف
حکومت کا نشہ تھا۔ اب بھی دُنیا ایسی ہستیوں سے خالی نہیں
غرض سب کچھ تھا جو سرشار نے دکھایا۔ اور وہی اب بھی ملتا ہے۔
اتنی بات ضرور ہے کہ قلم سرشار کے ہاتھ میں تھا۔ جس رنگ میں
چاہا رنگ دیا۔ جس طرح چاہا دکھایا۔ اور اس طرح دکھایا کہ
تقریبی پہلو ہمیشہ نمایاں رکھا۔ اس خصوصیت کو وہ کبھی دہنے
نہیں دیتے۔ اور جہاں وہ اس سے علیحدہ ہوتے ہیں وہ کچھ بھی
نہیں رہتے۔ یوں نوابوں میں جہاں انہوں نے نصف فک بے سیر
والے نواب۔ سیر سلوت جو ہمایوں فز کے مرنے کے بعد سیر آرا
سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ سرکار کاب جو سن آرا کے غائبانہ عاشق
ہو گئے۔ بشر الدلہ جو انسانی لباس میں غیر انسانی مخلوق ہے
رونی الدلہ جو بہت خانہ نشین ہیں، نواب چپن جو اعتدال پسند

جامعہ مولانا آزاد
لاہور

داسی

خاموش ہے، گنگ ہے، سیہ پوش!
ماہی کے محل کی نرم دیوار
نونا نہیں بے حسی کا پسندار!

چھوڑ، بٹھا اسی محل کے پیچھے
اجاب کو صرف نسیم دسا
رکھنے تھے شہ ارتوں کی بنیاد
ہوتا تھا مجستوں کا آغا ز
کوٹا ہوں تو محفلیں ہیں خاموش
آتی نہیں فہمقوں کی آواز!
زندگی حد نہیں کھو گئے ہیں
دیوانہ، بھل کے سو گئے ہیں

دور وازوں پہ دے راہوں آواز
خاموش ہے، گنگ ہے، سیہ پوش
ماہی کے محل کی نرم دیوار
پھیلائے ہوئے زمیں پر آغوش
تارکی میں ڈھونڈتا ہوں! ہیں
سورج کو ترس گئیں نگاہیں!

لخترا ایمان

دور و کی ساری شدت مٹ آئے۔ او۔ کا کمال ہے کہ
اس کے خیالات اور الفاظ لہو رزا ہیں۔ اور پڑھنے والے کے
ذہن کی خود بخود تعمیر کی رہنمائی کے وہاں تک سادگی ہو جاتی ہے۔
اسی لئے بعض ادیبوں کے یہاں ہمیں الفاظ کی تفصیل کیے جانے
صرف سامنے اور کٹے فٹے ہیں۔

سرسار کی صنم نقاشی کے صفحوں میں ہم سیمپت کی
زندگی کے متعلق ہر قسم کا مواد پاتے ہیں۔ جس کی بنا پر ہم ان کی
زندگی کا مکمل خلاصہ بڑی آسانی اور کامیابی کے ساتھ بنا کر سکتے
ہیں۔ ان میں بڑی بوزھی بیگت کی نقاشا و برہان، ایک طرف
محل خانی معاشرت و آداب کی، آئینہ دار ہیں وہاں ہمارے لئے
ذلیلہ ہر جہت میں ہیں۔ ان کا رعب، ان کی تومر، ان کی چھوٹیاں،
نیم پرستیاں، ان کی خندیں، ان کا چہرہ چڑیں، ان کی آمریت،
اور مطلق العنانی سارے خود و لپسٹیک۔ نوجوان رگیوں اور سن
بہگمت کے ہر میں ان کی نول جال، نول نگاہ، چلیں، مذاق
آپس کی چھڑیاں، بھنڈیاں اور دھڑکے کا حاضر جوابی، کئی پردہ
داریاں اور پردہ داری میں بے پروگیاں، ان کی رہت رسوم،
نیم پرستی اور خوش، عقاد، ستادھی بیاہ میں ان کی مصروفیتیں
اور آپس میں، عید بقیہ، محرم، میلے، تہوار پر ان کے میلے،
ان کی نزاکت آفرینی، اس میں ایک دوسرے سے انہماق
بڑی بوزھی، کا ادب، محاسن کی ملازموں سے ان کا سلوک،
اس کی رنگینی طبع، عرض ہر سب بڑی تفصیل اور شرح و سطر کے
ساتھ اس جگہ موجود ہے۔ اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ
بھلا کیسے انسانی شہر کی حسین و دلنریب مرتعے اس کے پیچھے
اور دھپ و مانگ و روح پرور ہے اصل رنگ میں بھی ہیں
ہو سکتے ہیں جس طرح گلاب کے رنگیں تختوں کو دیکھ کر روح میں تازگی
آجاتی ہے، دماغ معطر ہو جاتا ہے اور جہاں ہوئی خوشبوؤں میں
مسی ہوئی لہروں کے ساتھ کھیلتا ہوا خوشوں میں جاتا ہے۔ ہماری
نکھیں خوشی کے جذبہ سے چمک اٹھتی ہیں۔ یہی کیفیت ان بیگت
کے مرقعوں سے ہمارے حسیات اور ذہن پر جاری ہو جاتی ہے۔
اور ہم اس مادی دنیا کے بکھیر کوں کھول کر کھوٹی دیکھ سکتے
اس کی نقوش کی دنیا اور اس کی دلفریبیوں میں
ہم دب جاتے ہیں۔

روفت رونی

کمی

قابل عمل تحریزیں سوچتے اور مشکل کاموں میں اُلجھے رہتے ہیں
ہمیت خیال اور رومان کی دنیا میں لے جاتے ہیں۔ ایسے ہیوقت
رومان پسند دل کیلئے اس کے دل میں ذرہ بھر بھی وقت اور
ہمدردی نہیں ہوتی۔ ایسی دنیا جی کی باتیں اس ساکت و جامد
زمانے میں تو بھڑکتی تھیں جب انسانی ادب ان مذہب اور قدس
کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ جب عشق مجازی کو عشق حقیقی کا
زیادہ کہا جاتا تھا۔ جب عارض محبوب میں جلوہ حق نظر آتا تھا۔ یہ
کہ جب دنیا حامل اور آجائے تھی۔ مگر آجکل اس ترقی یافتہ سامعین
اور مشاہیر کے ذہن میں جبکہ کائنات کے ذرے ذرے کی ہمت
معلوم ہو چکی ہے، انسانی جذبات اور خواہشات تک کے اسباب
کا کھوج لگایا جا چکا ہے۔ تو بھلا یہ کیا عقل اور ایسی فرسودہ
جہالتیں کہیں قابل معافی ہو سکتی ہیں۔

”اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کرو۔ پاکباز بنو۔
شرافت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ کسی مذہبی کے مذہب نہ ہو۔
محبت کے معاملہ میں ہمیشہ ثابت قدم اور وفادار رہو۔ اگر کسی کو
چاہو تو ہمیشہ کیلئے اس کا کھڑے ہو۔ بس اسی کے ہور ہو۔ یہ سب
کیسی عقل مند کے اصول ہیں۔ گویا اپنے دھڑکنے ہوئے دل کو
مارنیا کے انجکشن سے ساکت کر لو۔ اپنی انگلیوں سے اپنی آنکھیں
بھونڈو لو۔ اپنے ہاتھوں طوق اور بیڑیاں پہن لو۔ انسان فطرۃً
آزاد ہے۔ عورت ہو یا مرد۔ اپنے قول و فعل کا قضا کرے۔
کسی کی روح کو زبردستی غلام بنانے کا کسی کو بھی حق حاصل نہیں ہے
کوئی جو اکیلے، آوارہ گردی کو سے، متراب ہے، بھگت گھونٹے
سنگھا پھانگے یا خودکشی کر لے۔ یہ خود کو کسی کے ذاتی معاملات
میں دخل دینے کا مجاز کب سے ہوا؟ کیا دوسرے جافزون پر بھی
ایسی پابندیاں عائد ہیں، ایسی کڑی قیدیں ہیں، ہرگز نہیں، وہ
تو فطرت کے عین مطابق آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پھر
فطرت انسانی بھی تو انہی میں سے ایک ہے۔ جو ارتقا کی منازل
طے کر کے اب اشرف المخلوقات کہلاتے لگتا ہے۔ مگر یہ وقت
ان ان اپنے اس احساسِ فوقیت کی نشانی میں مذہب، اخلاق،

آرٹسٹ جس نئی ذہن سے روئے ہوئی تو نایاب کی گت۔
بدلتے کہتے وہ ایک قلیل وقفے کیلئے رکا۔ اس کے دماغ پر
پھر سے اپنی خیالات سے بیجا کر دی۔ اسے اپنی ساری شیوہ اندیز
نظمی کوئی خوفناک پڑیل معلوم ہونے لگی۔ اس کی وہ خالی خالی
سچی حوصلہ بھری آنکھیں، بوڈر اور ڈر (Rough) سے لپا
ہوا ڈبل روئی کا سا گول مٹول، بے کدس جہاں لب، رنگ سے
رنگے ہوئے حد سے زیادہ پید ہونے، جیسے کسی کا خون کی لڑائی
ہو۔ اور جی کے سے لیے لمبے سرخ ناغون، سو فیصدی جسدیل،
ہو بہو ذائقہ، اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ اس
لیے کرانے جسم کے جو بھڑکے دبا جا رہا ہو۔ جسے اس پر کوئی پہاڑ
گر پڑا ہو۔

”جہاں بانی کر کے ذرا ٹھہرنا، میری طبیعت اچانک خراب
ہو گئی ہے۔“ وہ بہانہ بنا کر ان سخت سخت کسی مردانہ باتوں کی
گرفت سے آزاد ہو گیا۔ وہ یہی سی ایک کہانی ”سوری“ کہتی
ہوئی کسی اور سمت کو پلٹی گئی۔ اور وہ خود گرتا پڑتا لیے لیے دب
بھرتا ہال سے باہر نکل گیا جیسے برسوں کی قید سے چھوٹ کر بھاگا
ہو۔ اور پھر آٹھ گھنٹہ چلی کھیلنے ہوئے تاروں کی جھاڑوں میں اس
سمنان کیلے پر بیٹھا ہوا وہ اداس اور عینک نظروں سے آسمان
کی جانب دیکھنے لگا جیسے کسی جھپٹے ہوئے ستارے کو دیکھ رہا
ہو۔ ابھی آٹھ روز پہلے تک اسے کسی فزیا امتیاز سے دور نامی
واسطہ نہیں تھا۔ رنج و غم کے انماط اس کی لذت ہی سے خارج
تھے۔ احباب کے حلقے میں وہ زندہ دلی اور سیرت کا دیوتا بھا
جاتا تھا۔ ”ہنسنا اور ہنسنا کو“ یہی اس کی زندگی کا اہم اصول تھا
اس نے ہمیشہ پہلے لامعہ چہرہ کو چاہا تھا۔ کسی ناقابل ساقی
چیز کی اس نے کمی اپنے دل میں طلب پیدا ہی نہیں ہونے دی
تھی۔ اس کا قول تھا۔ انسان دنیا کی گونا گوں مسرتوں کو لطف
اندوز ہونے اور خوش و خرم و کامراں رہنے کیلئے پیدا ہوا ہے
رونے دھونے اور نا کام رہنے کیلئے نہیں۔ وہ ہمیشہ ان
خیالات پر مست اجمعتوں کی ہنسی اڑا کرتا تھا جو خواہ مخواہ

ہتھ دیا، اس کا اور نہ جانے کون کون سی باتیں اپنے سر نہ دیتا تھا۔

بجٹا رہا۔

لیکن جب مسری بار آ کر کھڑے ایک دکنش ناچ کی دھن بجائی تو وہ اپنے پاس بیٹھی ہوئی عورت کو چلیے لانے کی غرض سے مارا باہر نکلا۔ اس کے ساتھ جا کر رقص کرنے لگا۔ لیکن اُسے ذرا بھی لطف نہ آیا اور اس نے اس میں اُسے یوں محسوس ہوتا رہا جیسے آج وہ رقص کر رہی ہو گی۔ اس کا سر بڑی طرح چمکا رہا تھا۔

ایک ماہ تو اس نے بے خیالی میں اپنے بازو ہاتھ ہٹا لئے کھئے۔ جس کیلئے اسے اپنی ساری عورت سے بڑی لجاجت کے ساتھ معافی مانگنی پڑی۔ اور پھر جو اپنی ناچ ختم ہوا وہ پیشانی سے یہ پتہ بوجھتا ہوا تیر کی طرح اپنی جگہ آکر بیٹھ گیا۔ جیسے اس نے کوئی حرم سے زد ہو گیا ہو۔ اور پھر وہ نظر ہر اپنے احباب کے ساتھ ہنسی مذاک میں مصروف ہو گیا۔ آج اس کے دل میں نہ جانے کبھی اس کا مسرت بھر گئی تھی۔ اس کی رگ رگ میں کیسا غلبہ۔ سہرا چھا رہا تھا۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے دل کی اس سنی کیفیت کو کسی پر ظاہر نہ کرے، لیکن کسی کو اس مسرت میں شریک نہیں کرے گا۔ وہ باکسی کو پتہ لگ جائے کی صورت میں اُسے اپنی خوش چیت جانے کا ڈر ہو۔ مگر اس کی بات سے اس کے من کا کھینچا ہوا ہر ماہ تھا۔ سہنی جیسے اس کے ہونٹوں سے ابلی پڑتی تھی۔ دو تین مرتبہ وہ بلا کسی بات کے بڑے زور سے بے ساختہ ہنسنے لگا کر ہنس دیا۔ پھر پھر جلدی ہی جیسے اسے اپنی مددگار کا احساس ہو گیا اس نے مجراہ نظروں سے اس طرف دیکھا۔ اس نے سوچا، وہ کیا کہتی ہوگی۔ ناچنے لگانے والیوں کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ بہتر کہیں کے۔ اس کے بعد اس نے آہستہ کی طرف نظر اٹھا کے بھی نہیں دیکھا۔ اس کے دل پر توجہ میں یہی مرتبہ بول کسی کا عجب چھا رہا تھا۔ اور پھر جب اس کے دوستوں نے دھکی اور سامین طلب کی تو وہ خواہ مخواہ جھجکا کر بولا: ”وہیں جا کر پی آؤ نا۔ میز پر دکان لگانا کی کبسا ضروری ہے۔“

وہ سب جہراں ہو کر اس کا منہ ٹکھنے لگے تھے۔ اور پھر اُن میں سے ایک ہرستہ میر نے ہنسنے لگا کر کہا تھا: ”آج دشمنوں کے مراج کیلئے چاہا کہیں آج زیادہ تو نہیں پی گئے؟“

اس پر اس سے بہت غصہ آیا۔ کھفت، مذاق، پی

یہ دنیا کس قدر پُر تنوع ہے۔ پیٹ بھرا ہوا ہو اور دھیر یاس ہو تو جہاں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ منت خیز بیٹیاں، تازہ بنانے والی چھپیاں اور ذوق نظر کی تشکین کیلئے نوبہ عورتیں، ایک نہیں دو نہیں متعدد، درے شمار۔ حرج طرح کے طبقہ میں رنگی ہوئی۔ ختم قسم کی اداؤں کی مالک۔ یہ بھلا کس کا سر بھر رہے کہ اس بھلائی کی تو کین کرے۔ اور جیسے ہر ایک شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں، کے لئے لگا پڑا ہے۔

اور وہ اپنا یہ اصول اور نظریہ ہر ایک کے سامنے بلا کسی مجاہد کے ظاہر کر دیا کرتا۔ لیکن آٹھ دن ہوئے ایک رات اس کے خیالات و محسوسات میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو گیا تھا۔ ایک آن کی آن میں رہ گئی کے متعلق اس کا نظریہ یکسر بدل گیا تھا۔ اس تمام رات یہاں کے ایک مشہور ہوٹل میں دلچسپ پروگرام تھا جس کا موضوع تھا ”ہندوستان قدیم زمانہ میں“۔ یہاں کی سوسائٹی کس ذوق و شوق سے اس رات کی منتظر تھی۔ دو تین دن پہلے ہی ہوٹل کی تمام سہولتیں ریزرو ہو چکی تھیں۔ اور خاص اس روز سرت میں ہی ہوٹل کا ہال زندگی اور زندگی کی سرخوشی سے جھلکا اٹھا تھا۔ وہ بھی اپنے احباب کے ساتھ خوش گیتوں میں مشغول تھا۔ ہال کا وہ حصہ اس کے دے دے بے ہفتوں سرگودھج رہا تھا۔ اتنے میں ایک مرد کے ساتھ ایک نازک اندام عورت کھلتی تھاتی، لجاجتی، شرماتی، امدادی کی سبک ڈالی کی طرح مل لگاتی تھیں ان کے عین قریب سے ہو کر گزری۔ پہلے تو وہ اپنی عادت کے مطابق اُسے دور مٹ کر آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ اور پھر نہ جانے کس شیش کے زیر اثر اس نے ذرا سی دیر میں کتنی بار ادھر دیکھ لیا۔ جوان عورتوں کو چہ نظروں سے گھورتا اور پھر اپنے ساتھیوں کے سامنے ان پر اسے زنی کوٹا اس کے نزدیک کوئی معیوب فعل نہیں تھا۔ مگر آج اس نے اس عورت کو دیکھ کر اس کے متعلق ایک لفظ بھی اپنے دوستوں سے نہیں کہا۔ اور کسی غیر مریخوت نے جیسے اس کو اس طرف دیکھتے رہے پر عبور کر دیا تھا۔ جب رقص شروع ہوا تو کتنی ہی واقف کار عورتوں نے اس کی طرف مسکرائی نظروں سے دیکھ کر اُسے ہم رقص ہونے کی دعوت دی لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلاکت نہیں۔ یوہی اس کا سبب

تمدن کے دھوکے سے۔ یہ آزادی اور ترقی کے بے شکرے لاپے
یہ سائنس اور علم کے دھوکے۔ اور۔ اس کا نتیجہ یہ لوٹ مار
یہ خود غرضی، یہ قتل و غارت۔ برج اور شراب۔ اور پھر یہ
دیکھا رنگ کے فیشنوں میں عرقِ تعلیم و ہندوستان کے مہربانوں
اور لڑکیاں۔ کیسی بھولی بنی ہیں۔ کیسی حسین بننے کی کوشش
کرتی ہیں۔ کیسی خوش خوش اور آزاد نظر آتی ہیں۔ ذرا کوئی دن
کے من کے اندر جھانک کر دیکھے۔ کیا واقعی وہ ایسی ہی خوش ہیں
ایسی ہی آزاد ہیں۔ نہ جانے ان مسکراتی آنکھوں میں کتنا حزن
کتنا ملال اور کتنی غلامی بھری پڑی ہے۔ پھر اس ظاہری سچ و صحت
سے کیا فائدہ۔ اس چمک دمک سے کیا حاصل۔ دنیا کو منسوب
ہے اور خود غریب کھانے کا نتیجہ؟ دراصل یہ ظاہر دایاں ہی
تو انسانوں کے دلوں سے خلوص کی بے بہا دولت چھین لیتی ہیں
اس سے تو وہ گھاؤں کے رہنے والے سیسے سادے کسان اچھے
ہیں۔ وہ بے خبر سی جاہل اور سادہ دل لڑکیاں اور عورتیں ہی
بہتر ہیں جو کچھ بھی نہ جانتی ہوں۔ لیکن نہیں نہیں ان کی سادگی
توحید و انیت کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ بیچارے مٹائے بیلوں
میں رہتے رہتے خود بھی ڈھور ڈھنگ بن جاتے ہیں۔ ایک ایک دفع
دماغ ایسے اسخان دماغ کی رفاقت کا دکھ کیسے سہہ سکتا ہے۔

اس حال ہی سے اس کا دل لرز گیا۔ اور اسے پھر ایک
شق بھری سی سویر اور نگاہ اس پر ڈالنی پڑی۔ ایسی ہی دلکش
سی معیاری عورتیں جو جدید ہندوستان میں تمدن کے کچھ ایسی
سادہ سجائی سجائی سی نظر آئیں جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک
دل فریب انداز سے اسخان اسخان سی دکھائی دیں۔ آہ! اس
کا یہ خالص ہندوستانی معیاری حسن، یہ نشوں کی ایک دنیا
لئے ہوئے آنکھیں، یہ نظر فریب لباس اور یہ بھاری آنکھوں سے
لفٹ ڈھکے ہوئے سیاہ گھٹاؤں کے سے بادل۔ اس کے
حواس پر گولیلے خودی سی چھلانے لگی۔ آہ! کاش وہ ایک بار
اور صرف ایک بار اس کے ساتھ رقص کرتا۔ صرف ایک ہی بار
اس کے صندلی بازوؤں۔ اچانک دل روشنی سے جھگکا اٹھا
اور پہلی بار محض اتفاقاً اس کی نظر میں نہیں۔ اُٹ! اُن
نگاہوں کا یہ سنگم۔ یہ کیفیت باز مسکراتی ہوئی نظریں۔ اُسے
یوں معلوم ہونے لگا جیسے اس کے من میں ایک ساتھ لاکھوں
دیوں کی جوت جگادی ہو۔ جیسے وہ آسمانوں پر اڑا جا رہا ہو۔

کئے۔ بی گئے۔ کی واہیات گردان۔ گویا پیسے کے علاوہ دُنیوں
میں کوئی کام ہی نہیں۔ مگر وہ کچھ بولا نہیں کہ نہیں انہیں شک
نہ ہو جائے۔ ابھر بھی وہ اسرارِ زباہ و دیرنگ کیسے چھپا سکتا تھا۔
مانا کہ زبان بس میں تھی۔ نہ نکھڑوں پر نوا حیات نہیں تھا۔ اور جب
اس کی انہوں کے تعاقب میں ان سب کی نظر میں بھی اس طرف
پہنچ گئیں تو انہوں نے اصل معاملہ بھانپ لیا۔ خوب تو بول
کہو۔ آج یہ انوکھی سندرہ اب پی جا رہی ہے۔ اس جہلک عرض کا حمد
جناب پر کتب ہوا؟

اس سوال کے جواب میں ایک محبوب سی مسکراہٹ اس
کے ہونٹوں پر کھیل گئی۔ اور اُسے محسوس ہوئے لگا جیسے آج
واقعی اس نے دھسکی، شامیں، درمونتہ کیے ستار بولیں
خالی کر ڈالی ہیں۔ جیسے اس کی نفس نفس لسنے میں ڈوبی ہوئی ہر
حالات آج وہ بار کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس کے ہوس
میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ ایسی سبجانی رات میں یوں ساقی و شراب
سے بیگانہ و الگ بیٹھا تھا۔ اور جب اس کے ساتھی بھر رقص کرتے
چلے گئے تو وہ جلدی سے اٹھ کر صوفے کے بازو پر بیٹھ گیا۔ کہ وہ
سے اچھی طرح دیکھ سکے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد بیکار ہل کی
تمام بتیاں بجھا دی گئیں۔ اور سٹیج پر شیش منقوش کی روشنی نے
گوبالگ سی نگاہوں۔ یہ وہ بٹا اور ایک رفاقت منظر جو ایسی ناچستی
مکھرتی ہوئی تھی جہم کرتی نظر آتی۔ تماشا ہی ایک ایک کر اُسے
دیکھنے لگے۔ کتنے ہی ایسی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ کئی ایک نے
اپنی دُور بینیں سنبھال لیں۔ کیا بوڑھا کیا جوان ہر ایک کھا جانے
والی نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔ اور اس وقت وہ بھی تاج
دیکھے کے بہانہ سے جلدی سے اٹھ کر اس کو نہ کی طرف چلا گیا۔
اور اس کے قریب کے ایک ستون کے ساتھ لگ کر اُسے کنگنی بانڈ
کر دیکھے لگا۔ وہ کیسے باوقار، کیسے پُر تمکنت اور کیسے دکھت انداز
سے بیٹھی تھی۔ ہر چہ سب سے بے نیاز ہر سٹے سے لاپرواہ۔ جیسے یہ
سب اس کے نزدیک ایک ادنیٰ مذاق کا درجہ رکھتا ہو۔ اور
دیں کھڑے کھڑے اُسے معاً ایسا محسوس ہوا جیسے آج تک اس
کی آنکھوں پر کسی نے کس کریمتی بانڈھ رکھی تھی۔ جیسے آج تک اس
نے کسی حقیقت کو پہچانا ہی نہیں تھا۔

تجربہ یہ مذاق ہی تو تھا۔ زندگی کا ایک بھونڈا مذاق
بے وقوف لوگوں کو اور زیادہ احمق بنانے والا مذاق۔ یہ تہذیب

پھر۔ کوئی سیرگاہ، کوئی ہوٹل، کوئی مال روم اور شہر کا کوئی حصہ اس نے ڈھونڈنے سے نہ چھوڑا۔

رات گئے جب وہ بے نیل وہ امر گرواپس آتا تو اس کا جسم مکان سے چور چور موربا ہوا۔ جسے شدید مشقت کر کے آیا ہو۔ اور راج شاہ کو جب وہ اپنی ناکام تلاش کے بعد گھٹے گھٹے افسردہ قدموں سے دلیس لوٹ رہا تھا دولت بیک ایک سالہ سے وہ آئی دکھائی دے گئی۔ "اے! یہی سنا رہی جاں، دیکھا ہی خوبصورت لباس، وہی سر سے سرکتا ہوا رکارہ جاسی آئین کا دوپٹہ۔"

اُسے یوں معلوم ہوا جیسے گہری اندھیری رات میں کانک کی عائدنی بیک ایک کھل گئی ہو۔ جیسے کسی برسوں کے پیاسے کے منہ پر مرث شکا دا گیا ہو۔ اور وہ ناکاج، ایک بیوفون لڑکے کی حرس ٹرک کے جھگٹے سے لکڑے کھوئی کھوئی نظروں کو دیکھنے لگا۔ اور جب وہ قافلہ سے اس نے اس کی طرف دیکھا تو فہم مسرت سے اس کا دل کیسے دور سے دھڑکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خوشی کے آنسو بھر گئے۔ اور پھر اس کی طرف دوبارہ ایک نظر ڈالے بغیر وہ اس کے قریب سے ہو کر گذر گئی۔ اتنے قریب سے کہ آواز وہ جانتا اور اُسے ہمت ہوتی تو اس کا آئیں آسانی سے چھوٹتا اور آواز میں وہ ایک طرف کو مڑ کر سطروں سے اوجھل ہو گئی۔ جیسے کوئی آسمان کا جھنکا ہوا ستارہ ٹوٹ کر ایک بجے کیلئے ڈنکا کوڑنا کرتا ہو کہیں دور سلا میں غائب ہو جائے۔ اور اُسے ایسا محسوس ہونے لگا۔ جیسے در کسی تبرقہ موڑ میں بیٹھا ہوا بیچے بیچے کسی گھر کی کھڑکی میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ جیسے اس کی آنکھوں کے آگے رات کی راتوں کا سا اندھا مارا چھا گیا ہو۔ لیکن مسرت کیسی ماضی است ہوئی باہل سادوں کی ہواؤں کی طرح بے اعتبار کہ ابھی دیا میر سکی اور نئے کی بات کر رہی تھی، اسی نہ جا۔ کہاں غائب ہو کر رہی دم گھونٹ دینے والا جس سے پیچھے چھوڑ گئیں۔ اور وہ رنجیدہ کی پردہ لے لے لے رہی سہہ مقام کو پہنچ گئی۔

کہا۔ سب دھوکا تھا، سراسر اب تھا، اتنے دنوں وہ غلبہ ہی میں بیٹھا رہا تھا۔ آخر وہ اس رات کیوں بار بار اس کی طرف محبت پاش اور جادو اثر نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ کنوں اُسے مسکراہٹوں کے انمول حنائے بخشی رہی تھی۔ اور آج! آج ایک بار اس نے دیکھ کر دوبارہ نگاہ سلاطین سے بھی اس کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ کیا اُسے ایسے بلند معیار اور

اور پھر جب سب بیٹھ گئے تو اُسے بھی مجبوراً اپنی جگہ جا کر بیٹھ پڑا۔

اس کے دوست پھر اپنی اپنی باتیں لگے۔ یا چیز تو خیر بہت ہی چھوٹی سی پیاری سی ایک نے کہا اور دوسرا بولا ہکا ش میں اس کے ساتھ کچھ دیر کیلئے نازک سکتا۔ مگر تعارف کے بغیر کیسے پوچھا جائے۔ سبسی دیکھش اور نازک اندام ہستی کا ہم دھن بننا کس قدر سرور انگیز ہو سکتا ہے۔ کیسی کول ہے۔ جیسے جوہی کا پھول!"

اور اس نے فہم کو وہ نظروں سے ان سب کو گھورا۔ اس کا بس چلتا تو وہ ان سب کی آنکھیں چھوڑ ڈالتا۔ وہ اپنے سوا ہر ایک کی آنکھیں بند کر دیتا۔ یہ بد مذاق، بد مزہ چلے ہیں اس کی تعریف کرنے "جیسے جوہی کا پھول" کیسی عامیانی تشبیہ ہے وہ تو... وہ تو... لیکن اسے کوئی تشبیہ اس کے قابل ملی ہی نہیں۔ اور اس نے اپنے دل میں سوچا۔ اس کی سندرتا ہر تشبیہ سے بالاتر ہے۔

پھر کتنی بار وہ مدہوش کن نظریں اس کی پیاسی نگاہوں سے ملتی رہیں۔ جیسے کچھ کہے کیلئے لفظ ڈھونڈ رہی ہوں۔ اور پھر جیسے عظیم زون میں رات کے دن بج گئے۔ ایک دم سے سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ وہ اور اس کے ساتھ آیا ہوا امر و بھی۔ اور وہ آخری بار ایک دیوانہ نگاہ سے اُسے از خود رفتہ بنا کر ستر ہیوں کی طرف بڑھ گئی۔

وہ بے خودی کے عالم میں جلدی سے ان کے پیچھے ہو گیا لیکن اچانک بہت سے آدمیوں کا ایک رپڑا آیا اور اُسے اس کی آنکھوں سے اوجھل کر گیا۔ وہ دھکم دھکا کر کے ہوا کی تیزی سے پیچھے اتر۔ اس نے پیدل چلنے والوں سے لیکر گاڑیوں میں سوار ہونے والوں تک سب کو بتایا کہ بطور پردیکھا مگر اس کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا۔ گویا وہ بانسری سے نکلی ہوئی ایک دھنکشا صداسختی جو ملک جھپکے میں ہفتا کے اندر تحلیل ہو گئی۔ اور پھر آٹھ دن، آٹھ بیقرار اور دیر آگ کے دن۔ اس نے کس طرح گزارے۔ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ اس پر تو کسی نے جیسے جادو کر دیا تھا۔ اس کی دنیا بدل چکی تھی۔ ایک بیتاب آرزو تھی جو ہر وقت اس کے دل کو بیقرار رکھتی۔ ایک بیکل جب جو سختی جو کسی طرح کم نہ ہوتی۔ وہ کسی نوعمر اور نو آموز طالب علم عاشق کی طرح بے مقصد اور اصرار

یہ وسعت بیگناہِ صحرا

یہ وسعت بیگناہِ صحرا
ہماری جرأت کا امتحان لے رہی ہے شاید۔
ہزار ہا کاواں ادھر سے گزر چکے ہیں
ہزاروں آنکھیں — پھر کسی ایک شانِ بے یازمی سے
سب کو یہ دیکھتی رہے گی
کہ کچھ کبے کی نہ کچھ بھٹنے لگی
بھٹک گیا ہے اگر کوئی راہ میں تو اس کا طال کیوں ہو؟
بہت سے ایسے جی ہونے جن کو ملا ہے اپنے ہی نقشِ پا
سے سُرخِ ہستی
کہاں گئے وہ؟
یہ نون جانے!
زمین نے اپنی گداز باہوں میں شاید اُن کو پناہ دی ہو
مگر کوئی دنگ از غنہ
کوئی جنت بھر ہی حکایت
سُسا ہوا کوئی حزن شیریں
فقا میں اب تنگ تڑپ رہا ہے
یہی نوہ شے ہے جس کو لائے تھے وہ ازل سے
یہی وہ دولت ہے جس کو وہ اپنے ساتھ لیجائیں گے ابد

تنگ!

یہ وسعت بیگناہِ صحرا!
میں اک خجیف و زار رہرو!
مگر اے وزارتِ نوزیکہ! نگواہ رہنا
ادھر سے گذر اُٹھا اک مُسافر
مہل رہے تھے ہزاروں نعمات جس کے دل میں
مگر زمانہ نے اس کے ہونٹوں کو سی دیا تھا!

منیب الرحمن

تغویق کا غرور ہے؟ اپنی بے پناہ مقناطیسی طاقت کا گھمٹ ہے؟
کیا ایسی مغرور معیاری عورتوں کے لئے یوں بیقرار ہونا حماقت
نہیں؟ —

اور وہ بھاگا بھاگا اسی سوئل میں جا پہنچا، جیسے کوئی
خالی ہاتھ شہر اپنی تازی غار سے پٹ کونکلا ہو۔ اور وہاں اس
نے بیو کی نظروں سے ہر طرف دیکھا اور ایک خور وایٹھکو اندر بیٹھ گئی
کوہرا لیسکے رقص کرنے لگا۔ کتنی سہں انھوں نے یہ لڑکی۔ اس
نے ایک لمحہ کیلئے سوچا لیکن دورانِ رقص میں اس کے دل میں
پھر اپنی خیالات کا ہجوم ہوا۔ وہ اُسے ببول جانے پر قادر نہیں
ہو سکتا۔ اُسے جس کو اُس نے پہلی اور آخری بار ایسی، روح کی تیار
گہرائیوں کے ساتھ پایا ہے۔ وہ اس کی باد سے کسی قیمت پر بھی
دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہو سکتا۔ وہ اس لئے کے عوض جو
ایک جاں فزا قصور میں بسر ہو، اپنی ساری جوانی، ساری عزت،
اور اپنی ساری بیقرار زندگی دے دے کو تیار تھا۔ وہ اس کی طلب
اور تلاش میں ہم عمر بھر بے وقوفوں کی طرح مارا مارا اور تباہ حال
پھر سکتا ہے۔

اور بھر با بکل لاشعوری طور پر وہ دھیمے دھیمے سروں میں
انگٹنا لے لگا۔ ع

”جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں“
بلقیس کی شیریں

جب دو عورتوں اور سات مردوں نے ہولناک موت کو اپنی آنکھوں
کے سامنے مانتے ہوئے دیکھا تو ان کے دہن و اعصاب پر کتا بیا
گئی۔ یہ دُعا کے عجیب ترین ناول

پچھانسی

میں ملاحظہ فرمائیے۔ انسانی زندگی کے بھیا تک مطالعے آپ کے رونگٹے
کھڑے کر دینگے۔ روس کے زندہ جاوید مصنف آندرین کایہ شاہکار
یوہن لٹوچس میں مینارہ سُرخ کی حیثیت رکھتا ہے مترجمہ شاہ احمد ظہوی
اڈیٹر ساقی دہلی۔ قیمت دو روپے۔

ملوک پتہ: ساقی بک ڈپو، دہلی

جشن فتح کی رات

لیکن دن کی رورسمنیاں نہواروں اور جشن ساماہوں کو اکثر بے رونق بنا دیتی ہیں اور عبس و عسرت کی محفلیں تاریکیوں کی آگے پروے میں اپنی پوری ریہ و آرائش کے ساتھ جلوہ ریز ہوتی ہیں۔

اور اے تاریکی! تو فاشا حار ہے۔ جب آفتاب مغرب ہوتا ہے، تو پرسکون اور معتدل انداز میں قریب آتی جاتی ہے تو اس عاشق محبوب کی طرح ہے جس کی ہر جوش و لغت کی زبان پر لب کشی سے بہت پہلے دن کی بات چلتی نظر آتی ہے۔ اور جو کون لہجے یا انداز کو اختیار کرنے سے پہلے متعدد طریقوں سے سب کچھ کہہ ڈالتا ہے۔

اے تاریکی! اسی طرح آج پھر فضلے عالم پر تیرے چہا جالے کا وقت آ پہنچا ہے۔ وہ سامنے اُفتی مغرب پر تاریکیوں اپنے محنت رنجوں میں گہری ہوتی جارہی ہیں۔ اور ان کے درمیان جھکے والے سناروں کے پیراغ ٹٹھانے لگے ہیں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعراسی جیتے اور امتیازی نشانات ہیں۔ بہادروں کے سینے پر!

جھک کی محرابیں جھنڈوں کی کثرت سے نازک کمر کی طرح لچک لگی ہیں۔ رورسمنیاں دور سے بچھڑے ہوئے عزیزوں کی روحوں کی طرح پراسرار اشارے کر رہی ہیں۔ باجوں کے طرب ناک نغمے ہر طرف سے فضا میں منتشر ہو رہے ہیں۔ سپاہی فوجی سینڈ کی تالی پر مچلی چکر لگا رہے ہیں۔ اور کوئی نہیں جانتا وہ کدھر سے آ رہے ہیں اور کہاں جائیں گے!

شور برپا کرنے والے طیارے جب بلند آسمان پر معلق نظر آتے ہیں اور اپنی لورانی شعا میں زمین پر ڈالتے ہیں تو ایک معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے ستارے آسمان کے ستاروں کو دیکھ کر سسکار رہے ہیں۔

دھلے عالم پر دوسترت اور حنا جھن طاری ہے، قلب نہر سے فتح و مسرت کے ترالے بلند ہو رہے ہیں۔ ہر چیز میں چمک اور تڑپ، ہر نظر اسے میں سرور اور بے باکی پائی جاتی ہے۔ اب نعرہ ہا

دو مقلد جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ حزن و ملال اور کیف و سرور! ماوجود اس کے علم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے مایید انکار کی دستوں پر چھایا ہوا ہے!!

دو مختلف صدا نہیں صحرائے زندگی کے بعید ترین گوشوں سے انسان کو پکارتی ہیں۔ خوش قسمتی اور بد نصیبی! وہ انتہائی تیری کے ساتھ گرم رفتار ہوتا ہے۔ اور خوش قسمتی کی ملاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ وہ ہمیت اسے اسے سامنے نظر آتی ہے، لیکن اس کے حصول میں ناکام رہتا ہے۔ سنگلاخ زمینوں کے نوکیلے پتھر اس کے تلووں کو چیلنی کرتے ہیں۔ خاموشیاں کی زہر آلود لوکیں اس کی ہتیلیوں کو مجروح کرتی ہیں، اور گرد سے بلند ہونے والی آہ و بکا اس کے حواس پر گندہ کرتی ہے۔ اور ذمت داریاں اسے میدان عمل میں جدوجہد کیلئے آمادہ کرتی ہیں۔ اس طرح جذبات رحم اور سیلاب مصائب کی کشمکش میں خوش قسمتی کی یادنگ اس کے ذہن میں باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ مدبختی ایک حقیقت ہے اور خوش نصیبی ایک واہمہ!

دو مقلد جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ حزن و ملال اور کیف و سرور! حالانکہ علم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے مایید انکار کی دستوں پر چھایا ہوا ہے!!

اس دن اور رات کی یاد اب تک لوگوں کے دلوں میں تازہ ہے۔ جب اتحادیوں کی توپوں کی اس گرج نے فہمندی اور کامیابی کی خوشخبری سنائی، جس نے بارہامیدان جنگ میں انسانی زندگی کی ارزانی و بے وقتی اور قومی مفاد کی اہمیت کا سانگہ ڈبل اعلان کیا۔ اس شاندار جشن کو جس کا سرپرست اتحادیت کے گوشے گوشے پہ چھا لگئیں، جس کی خوشی ان کے دل پہ گرنے والے دریادلوں اور عیش و عشرت کرنے والے افراد نے برابر کا حقہ لیا۔ سبھلا کون بھول سکتا ہے؟

جو ہریلے ناگوں کی طرح فضا میں لہرا رہی ہیں بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں۔ دیکھ رہے ہیں اور صدمہ رہے ہیں۔ بد نصیب بھیا ایسے مال واسباب کو جو ہمیشہ کے لئے غضب کیا جا رہا ہے، حسرت بھی نظروں سے مارا رہا دیکھ ہی ہے۔ دیکھ رہی ہے اور رو رہی ہے۔ اکسٹن اقطراب اشک روکھ کی صورت اختیار کر لیا کرتے۔ تاکہ مقدس انسان اس طرح اپنے قرض خواہوں کے مطالبے پورے کرنے کے قابل ہو جائے!

یہ چونکی ہے۔ بس پردہ بیجاری اپنا خشک اور بے رونق کھانا کھاتی تھی۔ یہ پلنگہ ہی ہے۔ جس پر اس عزیز نے اکثر وحشت ناک راتیں اس کے راز مانے سربستہ کی ادھیڑ میں گزری تھیں۔ نہ آئینہ ہے۔ جس میں اسے اپنے غمگین چہرے، بھدے جسم اور مسلسل بہنے والے آنسوؤں کا عکس نظر آتا تھا۔

درد ناک ہے۔ بہت درد ناک ہے حسرت بھرے آنسوؤں کا منظر و رشت و سر و آئینہ کی سطح پر!

وہ اپنے اس حقیر اور کم حیثیت اسباب خانہ داری کو کتنے عزیز رکھتی تھی۔ وہ اکثر ان چیزوں کو محبت و شکایت اور شکر و تأسف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ چھوٹی تھی۔ اب یہ تمام چیزیں اس کے قبضے میں نہیں رہیں گی۔ آہ اب وہ انہیں کیسے حاصل کرتے گی؟

لو اب ان لوگوں نے کسے کی بڑی اور بھاری چیزیں بھی نکالنی شروع کر دیں۔ بوڑھی عورت لاکھڑائی ہوئی ان کی طرف چلی۔ اور اس کی درد آمیز آہیں اور ارتعاش انگیز سسکیاں اس کے حلق میں اُٹھ رہی ہیں۔

یہ سخت ہے۔ جس پر اس کے در ماندہ اعضاء اکثر دن بھر کی مشقت کے بعد سکون و راحت سے ہم آغوش ہوتے تھے۔ وہ تنہا بھی دوسرے اسباب کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ وہ اس کے قریب آکر گر گئی۔ اور دفعۃً اس پر سکون و خاموشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس کا سر آہستہ آہستہ جھکنے لگا، یہاں تک کہ اس کے سینے پر آکر ڈھک گیا۔ اور وہ اسی طرح بے حس حرکت کھڑی رہی۔ گویا وہ مجسمہ حزن و دلال تھی اپنے کسی دوست کے مدفن پر!

لوگ ڈیڑھ سترت سے چنچ رہے ہیں۔ نہیں گرج رہی تھیں

مسترت مجسمہ زیادہ قریب ہونے لگا ہے۔ میں اپنے بالافاضل سے خوشیاں منانے والوں کو بکھیروں گی تاکہ ان کی سترتوں میں نہرکت کر سکیں!

لیکن۔۔۔
دو متضاد مبدلے انسان کے دل کو ایسی طرف بھیجتے ہیں: حزن و ملال اور کیفیت و سرور حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے سترت کے دامنے ناپید اکثر ان کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے!!

حب انسان سترت سے چور ہو کر بہ خیال کرنے لگتا ہے کہ احتمالی سد و اور قوانین فطرت اس کے عین و عکس اور لطف و اندوزی کی تمیز کے مقابلے پر کھڑی دیر کیے ایک نیز ضروری اور بے جان سی ہے۔ نہ کر رہ گئے ہیں۔ تو یہی جیسے یہ اچانک اپنے عقائد و معانی کی پوری ماریکیوں اور اپنے مطالبہ و مقاصد کی ممکنات و قوت کے ساتھ کا رخ رہا ہوتی ہیں۔

۔۔۔ اور دفعۃً ستر و دخل کے سبب اس سے ایک عجیب و غریب غمہ بلند ہوا۔

میں ایک گوستے میں کھڑی ہو گئی اور قریب کے مکانات پر ایک متحیرانہ نظر ڈالی تاکہ اس ستر و دخل کی وجہ دریافت کر سکوں میں نے اسے مصائب و آلام کے بھیا تک روپ میں بہت جلد پالیا، جس کی بے پناہ حرارت سے ذرات قلب بچھل جاتے ہیں۔

مقابل کے مکان کی بالائی منزل پر میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک منظر سے سرسبز سے کچھ سامان نکال رہے ہیں۔ اور ایک بوڑھی عورت کو جو مارا لٹا کر رہی ہے اور پھوٹ پھوٹ کر روٹی جاتی ہے ہری طرح حوطہ رک رہے ہیں۔ بیجاری ٹرے یا۔۔۔
خندہ پشت، کمر بہ المطر، جن کی یستانی پر زندگی کے موسم سرما نے بڑھ چاہیے کی طرف بکھری تھی۔ اس نے یا سچ کہنے سے ممکن لگا کہ ایہ ادا نہیں کیا تھا۔ لے رحم مالک جاؤ انے والوں کا بتیا سنبھالا اور بنیاد کیلئے اس کا مال جلا کر لیا گیا۔ اب وہ اس تنگ و تاریک کمرے سے ہی نہیں ملکہ وہ آسمان سے آسمانی لہر کے نیچے دھکیل جا رہی ہے۔

نوترت۔۔۔ سبیلانی نازکی میں تر پنے والی شعا سوں کو

بد نصیب بڑھیا! مجھے برابر تیرا ٹکڑا لگا ہوا ہے۔ تو کہاں چلی جا رہی ہے؟ کیا تو کسی ایسی انجمن میں جانا چاہتی ہے جس کا مقصد تو رفاہ عالم ہوتا ہے لیکن راتوں کو اکثر اس کے دروازے مفعل نظر آتے ہیں؟ یا تو کسی ایسے مختصر ان کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتی ہے جو بس اوقات ظاہری خوبصورتی اور جسمانی حسن سے بے بہرہ سالوں کی پروا نہیں کرتے یا تو کسی عظیم انسان مکان کے دروازے پر رات گزارنا چاہتی ہے حالانکہ لوگ چوکیداروں اور پولیس والوں کی طرح ہر بے طے انسان کو مغرور و چور سمجھنے کے عادی ہیں۔

کیا تو اب بھی اسی طرح دور رہی ہے؟ اپنے مرتعش ہاتھ اسی طرح سوال کیلئے بڑھ رہی ہے۔ اور نہ مسرت کے متوالے بے اعتنائی کے ساتھ تجھ سے کتراتے نکلے جا رہے ہیں؟ اصل میں ہر وہ مصیبت زدہ انسان جو لوگوں کی مسرت کو مکدر کر دیتا ہے سب سے زیادہ قابل نفرت سمجھا جاتا ہے۔ کیا تو کسی محنت بھر دہل کے جذبہ دھم کو ابھار رہی ہے۔ حالانکہ تو حسن و جانی کی دولت کو محروم ہے جو لوگوں کے دل خوش اور دلے سے پُر کر دے؟ نہ تو دکن حسین صورت رکھتی ہے کہ دیکھنے والے خود کھینچے چلے آئیں یا تو دریائے نیل جیسے درد مند کی گود میں پہنچ جانے کا عزم نہ کر چکی ہے۔ جو احسان کرتا ہے اور اس کے عوض کسی سبکی کی توقع نہیں رکھتا۔ یقیناً تو اس کی لہروں کو نرم و نازک سینے کی طرح پائیگی اور اس نے پانی میں نہایت اور ہمدردی کی شہر بنی محسوس کریگی۔ اس طرح تو اس موت کا خیر مقدم کریگی جس کی گود میں تو ابستدائی لمحے سے لیکر اب تک پرورش پاتی رہی ہے؟

تیرا رخ خواہ کسی طرف بھی ہو، ذرا توقف کرتا کہ میں تجھے الوداع کہہ سکوں۔

اگرچہ میری نظریں تجھے نہ پاسکیں۔ لیکن پھر بھی تیری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ میری دائمی محبت تیرے ساتھ ہے۔ اور میری روح جو تیری ہستی سے پیدا ہوئی وہ اب بھی رکھتی ہے، تیری ہم سفر ہے! میری روح تجھ سے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے، لے سکیں و لاچار!

تو بھی میری ہستی سے آشنا ہے؟ میں تو جوان ہونے

اور کثر بہ ناز سے تیرہ و تار یک رات روشن و منور دن کی طرح چمک رہی ہے۔ لیکن مجھے اس بد نصیب بوڑھی عورت کے چہرے پر یاس و تامل کی گہری نقاب پڑی نظر آتی ہے۔ میں نے تجھ کو کیا گویا نظر غور سے مسلسل دیکھتے دے ستارے اس بیکیس و لاوارث بڑھیا کی چارہ سازی کیلئے ہمدردانہ سرگوشیاں کر رہے ہیں۔

دو متفنا جذبے انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ حزن و ملال اور کیف و سرور! حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپید اکثاری کی وسعتوں پر چھایا ہے۔

دو مختلف صدائیں صحرائے زندگی کے بعد زمین گوشوں سے انسان کو پکارتی ہیں، خوش قسمتی اور بد نصیبی! وہ انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ گرم رفتار ہوتا ہے اور خوش قسمتی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ اُسے اپنے سامنے نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے مصہلوں میں ناکامیاب رہتا ہے۔ سنگسار زمینوں کے ٹوکیے پتھر اس کے تلووں کو چھین کر لے لے ہیں۔ خار و غیلاں کی زہراؤں کو گھس اس کی ہتیلیوں کو مجروح کرتی ہیں۔ اور گرد سے بلند ہونے والی آہ و بکا اس کے حواس پر اگدہ کرتی ہے۔ اور ذمہ داریاں اس میدان عمل میں جذبہ و جذبہ کیلئے آمادہ کرتی ہیں۔ اس طرح جذبات دھم اور سیلاب مصائب کی کشت کش میں خوش نصیبی کی یاد نکلاں لے لے دہن میں باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ بد بھی ایک حقیقت ہے اور خوش نصیبی ایک واقعہ!

دو متفنا جذبے انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں حزن و ملال اور کیف و سرور! حالانکہ غم کا ایک قطرہ اپنی گہرائیوں کے اعتبار سے مسرت کے دریائے ناپید اکثاری کی وسعتوں پر چھایا ہوا ہے!!

تماشا جی جشن فتح میں شریک ہونے کے شوق میں حلیہ از بکیہ کے جانے والے راستوں پر ہجوم کی صورت میں بچے جا رہے ہیں۔ ہے کوئی جو اس بد نصیب بڑھیا کو اس بڑھتے ہوئے انسانی سیلاب میں سے ڈھونڈ نکالے۔

تو اگرچہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ لیکن اے

لیکن اس کے حصول میں ناکامیاب رہتا ہے۔ سب سنگاخ زمینوں کے نوکیلے پتھر اس کے تلووں کو زخمی کرتے ہیں، مگر مینیسلاں کی زہ آلود نوکیں اس کی ہتیلیوں کو محو روح کرتی ہیں۔ ارد گرد سے بلند ہونے والی آہ و بکا اس کے حواس پر آگندہ کرتی ہے۔ اور دریاں اسے میدانِ علی میں جبر و جہد کے لئے آمادہ کرتی ہیں۔ اس طرح جذباتِ رحم اور سیلابِ مصائب کی کشمکش میں خوش فہمی کی یہ دہمی اس کے ذہن میں باقی نہیں رہتی، اس لئے کہ بد بختی ایک حقیقت ہے اور خوش نصیبی ایک واقعہ! صلاح الدین قریشی

نئی کتابیں

سفینے :- دنیا بھر کے بہترین افسانے مترجمہ صادق الحیري ايم اے قیمت تین روپے آٹھ آنے۔
 بلقايس :- صادق الحیري کے افسانوں کا تازہ ترین مجموعہ، شاہد رعنا، قاضی سہرا حسین دہلوی مرحوم کا شہرہ آفاق ناول۔ قیمت تین روپے۔
 شمع الجہن :- صادق الحیري کے سولہ خیال افروز افسانے۔ دوسرا ایڈیشن۔ قیمت دو روپے چار آنے۔
 پھانسی :- آندے لعل کا معرکہ الار نادول۔ مترجمہ شاہد احمد دہلوی ایڈیٹر ساقی۔ قیمت دو روپے۔
 نوجوان :- نرگس کاترقي پسند ناولٹ۔ از محترمہ رضیہ سلطانہ۔ چہرہ قمر جہاں :- ایک ناولٹس سجادہ نشین اور انکی وفا شعار بیوی کی خوب نکاح داستان۔ مصنفہ بیگم ضیاء الحسن۔ قیمت چہرہ شمع فروزاں :- پرل بک کا مشہور مینی ناولٹ۔ مترجمہ صادق الحیري قیمت ایک روپیہ چار آنے۔
 زہرا :- میر زمین صراخ و میزین ناولٹ مترجمہ محمود احمد ايم اے۔ چہرہ سب لینے :- فضل حق فاضل شیشی کا دلچسپ ناولٹ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ہلنے کا پتلا :-
 ساقی بک ڈپو، کھاری، ولی دہلی

ہوئے بھی ایک لمحہ کیلئے تیری ماں میں سکتی ہوں، اے بد نصیب بڑھیا!

نہر حال اس وقت مائل ہمارا سا ہے، بچھے اس وقت ماں کی سہی سچی نجات کی ضرورت ہے، حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو ماں کے ہونے ہوئے صحیح معنوں میں محبتِ مادری اور اس کی برکتیں حاصل ہوں!

میں ابھی تیرے کانوں میں ایسے شہر میں و محبت آمیز بول کہوں گی، جن کے سر رے سے سوائے مطلوبوں کے کوئی وقت نہیں ہونا۔ میں ابھی تیرے آسٹوؤں کو نازک ترس گلاب کی پتوں میں جذب کر لوں گی۔ بھر اس گلاب کو جس میں دل کے یہ جیش بہا مونی جذب ہو جائیں گے، آسٹوؤں اور ٹرل دملال کے دوتائی خدمت میں پیش کر دوں گی۔

توتہ نائی کا شکوہ مت کرو چکے تھے۔ جیسے جہاں نصیب بہت ہیں۔ تو ابنی قسمت کا گلاب بھی مت کرو چکے تھے کی صورتیں بہت سی ہیں اور بد نصیبی کے رعب بے شمار ہیں۔ جب تک محرومیت کا کُن نظر سوزہ مجھ میں موجود ہے مجھے بد صورت نہیں کہا جاسکا۔ مجھے کوئی رنجش العز نہیں کہہ سکتا۔ جب تک کہ تیرا جنتہ اشک بندائے آفرینش کی طرح اپنے پورے شباب یہ ہے۔

آج تیرے وجود میں فردِ حقیقی جلوہ منا ہے اور یہ خوشیاں منانے والے فردِ مجازی کی مانند ہیں۔ تو ایک ذات ہے صاحبِ عظمت اور ذی شان، اور یہ سب ہستیاں ہیں بے مینا دکھ مایہ! تو ایک پتہ حقیقت ہے، اور وہ سب ایک خیالِ خام، تو خزن و ملال کا وہ قطرہ ہے جو مسرت کے بحرِ ناپید کنار پر چھایا ہوا ہے۔ چونکہ لہو و لعب اور عیش و عشرت کا انجام ایک ستم کا سکون اور بے جی ہے اور حسرت و داپوسی کے بعد نفسِ انسانی جذبات سے پُر، دُشمنِ قلبی سے متعلل اور آسٹوؤں سے شاداب ہونا کر اور کمر کا فرمانے جیات اس کی گرائیوں میں ممکن و ناممکن کی کھنکر میں مُبتلا ہوتا ہے اور ان کی پیچیدگیوں کو سلجھاتا ہے۔

دو مختلف صدائیں صحرائے زندگی کے بعد ترن گوشوں سے ان کو بیکار تی ہیں: خوش فہمی اور بد نصیبی! وہ انتہائی تیزی کے ساتھ مجرم رفتار ہوتا ہے، اور خوش فہمی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ اُسے اپنے سامنے نظر آتی ہے

من گمشت

میں سے تہمت کے علاوہ کچھ رقم بھی سدا کی جا سکتے۔ ادبی قسم کی نکل نگرار
ٹائٹل کی پتہ ہمیں جو آدمی فرصت کے لمحوں میں (لاٹری میسرز باغی
گھوڑے مسلسل سے مارنے کی کجائے، کاغذ برسات بھپکے بام پر
تھخا تھریش کر دیتا ہے ملک ایکٹائیو رجب سرسور، حقیقت کرس
سائی نخرہ کی کہانی، جس کو پٹھا، ڈا، وحشہ دھڑکے لگے سانس
سر ہو چلے۔ ومارع میں اسات و دفنی کے گھوڑے دوڑنے لگیں۔
یڑھے والا کچھ سوچنے اور کہنے سر محو ہو جائے۔ ایک کہانی
جس کی ابتدا انجی ہو جس کا خاتمہ معقول ہو۔ جس کے کردار
اس ہی دنیائے بسے والے ہوں جن کی دکھ درد، ہنسی خوشی
فکر و راحت کی اپنی کہانی ہو اور انجام کے اعتبار سے لا جواب
آد۔ میرا مطلب ہے کہ مجھے ایک پلاٹ کی ضرورت تھی،
ایک کہانی کے موصوعہ کی جو چھپا کر پی ہے، انجی رنگ صبی
ہیں ہوا کرتی و لسی نظری کی کیفیت کی۔ کہاناں ٹہرتے
والوں کو کیا معلوم ہے کہ ہم لوگ کس قدر جھوٹے مولے ہیں۔
حقیقت انی بھی ایک اتقی دل گدرا اتی رنگیں مایہ کھف کہاں
ہوتی ہے جیسی ہم بدستے ہیں ہم سکھ بیڈ جبریت کے
داموں پر بیٹھے ہیں، اور کوئی ہمیں کیڑتا، آخر یہ کیا سنم ہے!
پرانے مسودوں اور کتابوں سے ہٹ کر میز پر آ بیٹھا۔
یہاں کیا رکھا ہے آج کی ڈاک میں آئے ہوئے رسالے۔ پرانے
دوسروں کے خط۔ بھی بکھا اردو ایک یڑھنے والوں۔ یڑھتے
والیوں کے تعریفی خط بھی آجاتے ہیں اور دل بھلا نہیں سمانا۔
سست بڑھ کر خوشی اس لافانہ کو کھول کر ہوتی ہے جس میں معاضہ
بذر نعیسی آڈر بھیجنے کی تارت ہو یا کسی دور اندیش خیرخواہ
نے مارے خلوص کے جب ہی لکھو کر دیا ہو۔ ایک آدھیل بھی
آجاتا ہے اور جیسے مکروہ اولاد کے جہم پر آمبدس خاک میں
مل جاتی ہیں ایسی ہی مبری حالت لیت لہوں اور لقا صوں کو بکھر
ہوتی ہے۔ آج کی ڈاک میں بھی تقریباً ایسی ہی چیزیں تھیں۔ بھلا
ان سے کیا خاک پلاٹ مل سکتا ہے جب ہل زندگی در پچے میں
سے نہیں دکھائی دیتی، سر لک جلی نھر کی مجھے نہیں سمجھائی دیتی۔

مجھے حصوں کی ملاش تھی۔ افسانے کے لئے کوئی مضمون بلاٹ
سوجھنا ہی نہ تھا اور افسانہ کچھ بغیر چارہ بھی نہیں تھا اس وجہ سے
نہیں کہ افسانہ کھنے سے مجھے کوئی کام ہو گیا ہے بلکہ مجھ اس وجہ
سے کہ اگر اس صیغہ کوئی افسانہ فروغ میں ہوا، میرا مطلب ہے کہ کچھ
ہیں گئے، تو ایک شراہم اور ضروری حرج کس طرح پورا ہو گا۔ آج سارا
دن ملاٹ سوچتے اور پڑھتے پڑھتے گزر گیا تھا۔ سنا تھا کہ کھر کی میں
سے جھانک کر دیکھیں تو ابل محمد کی نقل و حرکت سے انسان کو بہت
سے حقائق سامنے آتے ہیں۔ میں بھی کسی حیرت انگیز ہوتی کھر کی میں
محمد کے اطراف و جوار میں دھنسا رہا ہوں۔ عورتیں چھتیریں بیٹھیں ہو جیں
سنگ رہیں گھس۔ لڑکیاں ایک دوسرے کے سروں میں سے حوس
حالت بری تھیں۔ ٹٹھیاں برائے عافوں میں سے ملنے سے ڈال
رہی تھیں۔ بیٹے لگی ہیں امرود والا امرود وچ رہا تھا۔ ایک ٹھٹھلا
حس نہ کرکڑیاں لڑی، کوئی نہیں راستہ میں اڑا کھڑا تھا اور غاریوں
کے ہچہ میں جانے سے روک رہا تھا۔ مزدور کو گائیاں دہن، ہوتے
وگے گزر رہے تھے۔ ان سب چیزوں میں کوئی بلاٹ
نہیں تھا۔ اور مجھے افسانہ لکھنا تھا۔ انھوں کو کام کیسے دیے۔
بلکہ روں سے بیٹے ملنے لگی کا بھی بیٹے کے کرکھا جکا تھا اور بیا
میں سے بیٹے کی رسم کی آمدنی کی صورت نظر میں آتی تھی۔
لمہ فانی کے ماس سے بٹ کر الماری کی ڈال۔ آیا۔ دیکھ کر
دل باغ باغ ہو گیا۔ اتنی لمبی قطار میری ہی کہ نہابی ہی ہے مجھے
یقین نہ آتا تھا کہ اتنا کہتا میں اس سے ہی لکھی ہیں۔ اگر دن سب
کتباوں اور ضامین کے اجارہ برآک پرچہ، خان میرے سامنے
لے لکھ یا جاتے تو میں اسے حل نہیں کر سکتا۔ نہ جانے کب کے لکھے
ہوئے ایک افسانے کو پڑھنے لگا۔ بلاٹ اور کردار حافظ میں
بیس رہ سکے اسے یونہی پڑھ کر رکھ دیا۔ آجکل کا لکھا ہوا ایک
افسانہ اٹھا کر دیکھا۔ کوئی خاص بات ذہن میں نہیں آئی۔ یہی
ہی نہیں آتا۔ افسانہ اچھا ہے یا بُرا۔ یا خالص۔ اس وقت مجھے
دراصل جس جبر کی تلاش تھی وہ ایک مرکزی خیال کی قطعی مضمون
کی تلاش تھی۔ ایک ایسا موضوع جسے افسانہ بنا یا جائے اور

بیٹوری لکھدیں کیونکہ میں ایسی اُس پہیلی کو جس کا بہ واقعہ ہے دکھا جا چاہتی ہوں۔“

اس قسم کے خط ہمارے یاس اکثر آتے ہیں اور اترتے تو ہم مگر دل ہی دل میں جھپٹے ہیں کہ اب اس خانوں سے عشق کرنے بہ لوں جاتا بھر نکلا۔ ایک حالوں میں حوالہ آباد ہی ملاتی رہتی ہیں۔ اور دوسری ایک اور ہیں حوصرت ایک بار ملنا چاہتی ہیں۔ ہمیں ایک بار کیا ہزار بار دیکھ کر بھی ہوس نہ ہو۔ ان سب سچوں کے جواب دہنے کے لئے روزانہ کافی پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جواب طلبہ اور کے لئے نفاذ نہ بھیجنا قانوناً ممنوع ہونا چاہیے۔ نہ خط اودی درست سنانے سے لکھا ہوا تھا۔ حلوم ہونا تھا۔ دوپٹہ لٹکنے کے بعد سکر نے رنگ کا لقب جھٹہ دوات میں ڈال دیا تھا۔ خیر اسے پڑھا۔ لکھنے والی کا نام تھا۔ ’بہگم عابدہ رمزی‘ خط اگر وہ سے آتا تھا۔ مگر وہ نے لکھا تھا کہ آپ نے اب تک جو کچھ لکھا ہے وہ سب میں نے پڑھا ہے اور آپ کی تحریروں سے میری طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اس قسم کے الفاظ عورتیں اکثر لکھتی ہیں اور انارٹی مصنف ان کے جھوٹ کے جال میں پھنس جاتے ہیں، یہ میں آپ کو بتائے دینا ہوں۔ ہاں۔ تو مگر وہ نے تحریر کیا تھا کہ میں ہندوستان میں سب سے زیادہ آپ کو لائق سمجھتی ہوں اور اس ہی وجہ سے چاہتی ہوں کہ آپ میری زندگی کا افسانہ لکھدیں۔ اگر آپ رحمت گو اور افرہ کر اگر آہیں تو میں مل سکتی ہوں میرے ساتھ جانے بی لیجئے عنایت ہوتی۔

بقول غالب ہمارے ہاں تو یاں سے داں تک سوختن کا باب کھلا ہوا ہے اگر دولت ہوتی اور ایک سکرٹری رکھ سکتے تو سکرٹری کی معرفت لکھوئے کہ بوجہ کثرت کار باجکل فرصت نہیں ہے لیکن آپ نے جو ازراہ کرم پیشکش فرمائی ہے اُس کو قبول نہ کر سکتے کا افسوس ہے۔ لیکن چونکہ سکرٹری نہیں ہے اس لئے خود ہی جواب لکھ دیا مگر اس طرح جیسے سکرٹری نے لکھا ہو۔ بحوالہ مکتوب مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء بے بوری جو دفتر الہ ”امروزہ فرمائیے بہ کاٹ کر مسٹر..... کے نام آج پہنچا“ مرقوم ہے کہ انہیں آپ کی اس نوازش سے مستفید ہونے کا موقع نہیں مل سکتا۔ کیونکہ انہیں آجکل ایک نادل پر کام کرنا ہے اور اس وجہ سے سخت مصروف ہیں۔ آپ کی نوازش کا شکریہ ہم نے جاری بوجہ کہ ایسا سمجھا جاوے اور اس لئے اس میں

کتبوں کے امداد سے مجھے کچھ مدد نہیں مل سکتی تو بھر ملاٹ کہاں سے ملتا ہے۔ ہر روز ڈاک آتی ہے ڈاک برآمد ملتی رہتی ہے اور اُمید بر دنیا قائم ہے یعنی ڈاک پر۔ نام کی جارجے کی ڈاک کبھی آتی ہے اور کبھی نہیں آتی اگر آسکی جاتی ہے تو کہا ہونے۔ جیسی ایکے اک ویسی دوسری ڈاک۔ عورت خوب۔ اور ڈاک ڈاک میں سوائے ”عین غم“ کے اور کوئی فرق نہیں ہوتا لیکن خیر نیچے امر کر گیا جھانک کر دیکھا۔ سات برس تیں (بہا ریں نہیں!) دیکھا اب بکس وہیں جا کھڑا تھا۔ ہاں! ایک خط۔ تو کھنی آہی کیا۔ بعض اتفاق تھا۔ لیٹر بکس کھولا ایک خط۔ اس سے لیا ہوا کا۔ اس سے کیا کام چلے گا۔ دو تین سٹ میں اس کی عمر بھی تمام ہو جائیگی۔ ٹاپ شدہ نفاذ تھا۔ بہ ظاہر کسی جگہ ”یا تو“ فلاں فی دعوت ہوگی۔ یا کوئی صاحب کسی صاحب سے کسی جگہ کسی وقت چائے پیتے گئے۔ اور چند احباب کے علاوہ کچھ عابدین سہر کو بھی مدعو کیا گیا ہو گا اور ان میں شاید میں بھی مدعو کر لیا گیا ہوں گا۔

بہر حال خط لے کر اوپر آیا خط کو غور سے دیکھا تو دیکھی نے گہرا سانس لیا یعنی یہ کہ زمانہ خط میں نہ لکھا ہوا تھا اور اسے کاٹ کر میرا پتہ انگریزی ٹائپ میں طبع کیا گیا تھا معلوم ہوا کہ رسالہ ”امروزہ“ دفتر دائر کے دفتر سے پتہ بدل ہو کر آیا ہے۔

”چھ صاحب، ایک مات میں اور بتا دوں ہم لوگ، یعنی افسانہ نویس، طبیعت کے بہت بھٹکے اور اوجھے ہوتے ہیں اور جہاں کسی بات میں عورت کا نام آیا اور ہم اوجھے ہونے شروع ہوتے۔ یہ اندرونی اور پس پردہ والی بات ہے۔ ظاہر ہمارا بالکل مثالی اور خوبصورت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی میری یہ حالت ہوئی، کسی مداح خانوں کا خط آنا ہمارے لئے عید کی سی حسی لاتا ہے اور اس کے لئے ہم خاص رومانٹک فضا اپنے دماغ میں جنم لیتی محسوس کرنے لگتے ہیں اور اگر خط پڑھنے کی جلدی نہ ہوتو اتنے عرصہ میں داعی طور پر اس مکتوب نویس کو آوارہ تو سا ہی دیتے ہیں!

خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ اوہو، ایسے خط تو اکثر آتے ہیں ہمیں نے آپ کا فلاں افسانہ پڑھا نہایت عمدہ تھا۔ میرے دل پر بہت اثر ہوا لیکن میں ایک افسانہ لکھنا چاہتی ہوں مگر لکھنا نہیں آتا۔ کیا آپ برائے کرم اسے ٹھیک کر دیں گے۔ یا یہ کہ میں واقعات لکھ کر بھیجتی ہوں۔ نام مقام بدل کر اس کی ایک

پتہ نہیں لکھا تھا تاکہ خط کا جواب پہلے والے پتہ پر آئے اور بہت جلد آئے ممکن ہے کہ رما وہ واضح اور رومانگ آئے!

چنانچہ یہی ہوا۔

دوسرا خط بھی اس ہی رسالہ کی معرفت آیا۔ اس میں سلیم عابد رمری صاحبہ نے لکھا تھا کہ آپ کے خط سے مجھے بڑی بالوسی ہوئی۔ اگر آنا نہیں چاہتے تو کوئی بات ہمیں میں لکھ کر بلاٹ بھیج دیجیے۔ اس خط کا جواب ہم نے خود دیا۔ دیا تو پہلے ہی خود ہی تھا۔ کہ سکرٹری نے میری نوٹجہ آپ کے ان دو خطوط کی طرف دلائی ہے اس سلسلے میں میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں سکندھ پتہ معلومات کا قائل نہیں ہوں اور زندگی کے کچھ بات کو اس طرح سن سنا کر باؤدھ کر فلم بند کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ کی نوٹجہ کا مستر۔ یہ۔ اس دفعہ ہم نے پتہ دستج کر دیا تھا۔ اس لئے جواب اس ہی پتہ پر آیا اور خاتون مستر مہ لے بہت بل کر لکھا کہ اب بھی عجیب آدمی ہیں۔ دُنیا کے سارے واقعات جو آپ افسانوں میں لکھتے ہیں کیا آپ یرینے ہیں۔ وہ بھی تو سکندھ پتہ ہوتے ہیں میری داستان آب کیوں نہیں لکھ دیتے۔ میں نے نوٹجہ تھا کہ مصنفوں کو ایسے پلاٹوں کی تلاش ہوتی ہے جو زندگی کے واقعاتی تجربوں سے متاثر رکھتے ہوں۔

میں نے سوچا کہ یہ کوئی ہندی عورت ہے اور اسے نہ بھی معلوم ہو گا ہے کسی روز گھر پر نازل نہ ہو جائے اس لئے رفع شرکی خاطر اس سے بل کر اور واقعات سن کر ایک کہانی لکھ کر اسے طال دیا جائے۔ اگر کنواری عورت ہوتی تو دلچسپی کا موقع بھی تھا۔ لیکن خیر عورت تو ہے۔ جیلو ڈینگیں مارنے کے لئے بہ موقع مہا نہیں ہے پھر یہ کچھ نہ کچھ لکھنا ہی تھا۔ اگر اتفاق سے کوئی معقول تجربہ سننے میں آگیا تو اس دفعہ کی مشکل بھی حل ہو جائے گی اور ایک خاتون سے ملنے کا حرب بھی حاصل ہو گا شادی شدہ ہونے کے باوجود بے محابا خط و کتابت اور ملاقات کی بشارت اس کے آزاد فہم اور رومانی ہونے پر ویسے ہی دال تھے اس نے سب خیالات کو سامنے رکھنے کے بعد میں نے جواب لکھا کہ میں اگر اس ہفتہ ہی مصروفیت کم کر سکا تو اگر وہ آؤں گا اور آدھ گھنٹے کے لئے آپ سے مل بھی سکو گا تبسہرے روز میں جواب آئے تو بارے غفلت کے

خود ہی لکھ دیا کہ ہفتہ کی رات کو دہلی سے چلوں گا اور تب تک ایک بجے اگر وہ بھیجے گا۔ ایک دوست کے ہاں جو بلوچ پورہ میں رہتے ہیں قیام کروں گا اور انور کی تمام کو باج بچے سے ساڑھے پانچ بجے تک آپ سے مل سکوں گا۔ کو دل میں سوچا تھا کہ اگر رات بھر وہاں رہیں تو نیسا اچھا ہو۔ اوہ! لاڈ!

خط کا جواب آیا کہ میں آپ کی منظر رہو گی اور تنہا ہو گی ورنہ کچھ دوستوں کو بلا سکتی تھی لیکن جو کہ انہی زندگی کے واقعات پر دارانہ طریق یرسا ناما اپنی ہوں اس لئے سہ لے آئے آپ کے یری کے سامنے ان کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتی۔

دل میں سوچا نہ بہت ہی اچھا ہوا۔ لڑکی بہت رومانی ہے۔ بس کام چل جائیگا۔ اب مجھے دلچسپی سنا کر کی حمار کی طرح محسوس ہوئی شروع ہو گئی تھی۔

چنانچہ انور کی صبح جل کر ایک سمر لے میں بسر لکھا اور دن کا بقیہ حصہ ذاتی رب و زینت میں صرف کیا اور وقت سے پہلے ناگہ میں اٹھ کر مقررہ جگہ کا پتہ کو چوان کو بنا کر چل پڑا۔

بہ مکان ایک تاریک گلی میں تھا۔ یرانے فیس کا مکان دل ڈوبا جا رہا تھا۔ ہم تو افسانوی فضا اسوچا تھے تھے یہاں تو یکسر معاملہ دگرگوں نکلا۔ یہ تو کچھ حقیقت سی معلوم ہو رہی تھی۔ ہم لوگ جانتے ہیں کہ افسانوں میں تو یہ تک حقیقت جھلکا کرے لیکن حب انہی باری آئے تو زندگی انہی حقیقت آتے۔ ہو بلکہ بالکل رومانی ہو جائے۔ یہ بددیالیتی ہمارے رگ و ریشہ میں بیوسہ ہے اور جو لوگ ہماری زندگی کے میں منظر اور وہیں کے خاتون کو نہیں جانتے وہ ہمیں جب تک بھی مبرا خاص حقیقت نکار سکیں رہیں تب تک اچھا ہی ہے۔

بہ کیف میں نے دروازہ پر دستک دی ایک لڑکا اندر سے نکل کر آتا میں نے کہا کہ۔ سے ایک صاحب آئے ہیں اطلاع کر دو۔ ٹری دیر کے بعد لڑکا آیا اور کہا کہ اندر آجائے میں خوف محسوس کیا۔ دح طرح کے دوسو سے دماغ میں آکر رہ گئے دح آٹھسے کا زہم ہیں جتنے تھے۔ تذبذب سا بد اندر محسوس۔ آگیا اور یرانے کی کہ آپ تکلف کہوں کر رہے ہیں۔ درتے ڈور نے اندر قدم رکھا ایک آجڑا ہوا مکان بننا جسے آج سے موقع کے لئے شاید بہتر بنانے کی بروی سی کی گئی تھی کہ اس

ایم نے دئے ہیں کہ وہ کل آٹھ بجے سے پہلے شدید ہی یلگندے آٹھ کس
لڑکا باکل سمجھ ہے اور وہ اس حد تک جھٹکتا ہے کہ آپ الہام سے کہتے
ہیں اور میرے حجاز اور کھائی الود میں الود اسی وہ ہیں بھی۔ وہ اکثر
اگرہ آتے رہتے ہیں اور والدہ کو علم ہوا بھی تو معمولی بات سمجھیں گی،
اور ایسے اور کتب عقہ جو کئی کہہ کر دوسرے حکانے اور جھوٹے
کہہ ہیں آٹھ سنس، اور خود بھائی بھر سے ملے گئے۔ وراسی دینے
سے آئے تھے کچھ کام تھا۔ تھوڑی دیر کو آئے تھے۔ آپا کے سب خط
سلول میں بھیج جانے میں کہہ گئے۔ کون سا ماہی ہے اور ڈوائے وٹو
لفظ کے معنی کی قسم کی کجرا میں سرور میں ہونے دتے یہ ان کے
میں باکھ کا تھل ہے۔

آپ نے تو مکمل ساری کر لی ہے ۶۱ میں نے شک کر رکھا۔
"جی نہیں سراس وارث تو جبر کچھ نہیں ہوتا اللہ عزوجل
سرط ہے کیونکہ یہ اسلامی عقیدے اور اروج مع ہونے کو طرہ خیر
بسیار ہوسکتا ہے۔ اگر یہاں لٹنے کی مدد سے یہ نہ ہوتی تو پھر تاج محل
میں ملے۔"

میں نے دل میں سوچا کہ اگر ایسا یہ حقائق تو ان کا کٹھ
و کم اگر کم آتی ہوتی
"آپ کے شوہر نے کون سے ٹرخی برتی۔ دیا قصہ آسان ہے۔"

میں نے دراد کوئی کے امداد میں پوچھا۔

واقعات: ۱۰۔ نگم صاحبہ کے سبب کہنے۔ وہ دینی بڑے واقعات

میں میں وہ اس ذرا ہم اس قدر کہ اور اس قدر کہ دارا

احیاء کا محتاج سمجھ رہی تھیں۔ ایک شوہر بن جس نے ان سے لڑا جھگڑا

ایک ناہنس سے ماہانہ تعلق بنا کر لیا ان کا ایک لڑکا تھا۔ سوئی کو

اسے تھے سے ٹری الفٹ تھی، ہوتی بھی جانتے تھی اس نے طبع حاصل

کر لیا۔ شوہر نے لڑکا بھی دیدیا اب کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ جو کہ مکان

کایوسٹل ایڈریس ان کے سابق شوہر کی نسبت سے منسوب ہے

اس نے خطوط جنسہ بڑائی اسمیت سرائے ہے ہیں۔ وغیرہ ان سب

واقعات کو سنکر میں نے طاہری ہمدردی کی مدد ہی سے اصل

لے جو کہ قسم کی شادیوں کے انجام کا افسانہ تھا اور بس کچھ نہیں۔ بہ

میں پہلے ہی سمجھ رہا تھا۔

گفتگو کوئی ایک گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ میرے شوہر نے میرے

ساتھ کیا کیا زیادتیاں کیں کس طرح جھگڑے ملے۔ فتح کا دعویٰ کیا۔

وغیرہ۔ ایک ایک تفصیل انہوں نے شامی اور دل بن کر بنا کر ہو گیا۔

اور اس کی وہ متہ مدعا ہوئے والی پہلے سے مل کر اسے اور بھی لوبادما
معا۔ غرض کہ کوئی ہوتی۔ نظر جب درجی تو ایک کمرے میں خانوون کرم
دکھائی دیں۔ ۲۲ سالہ میں جبر سے یہ جو مدعا میری دیکھے میں مری نہ
میں وہ جگہ کو آپ کو شب سی ہوئی، ورماتہ ہی ساتھ۔ احساس کہ
میں کارا حیدر مل جائے گا کافی اظہار کشتہ۔ کہہ میں دافض
ہوا۔ ورماتہ میں میں ساتھ اس وجہ سے کہ اس مکان کے
ساتھ میں کی رہا پس طاہری

اب لوہے کا تھلہ جہتی۔ تم مابہدہ می سے فرمایا میں
ایک کمرے۔ ٹیگہ، دو۔ مری کمرے اور میں فی اس لئے مکھ صاحبہ
اہلہ میں سے بارے۔ سے لگ کر کھڑی ہو گئیں اسی مہر۔ پچھاؤ
کا لہر ساتھ میں ملو ہوا تھا

میں نے سٹرک سال کر رکھا
درمے نکلیں ایک کا ٹوٹا ہوا۔ کہتا ہیں دیکھا تھا۔ اس سے
اسے ماکھ مکھ ملے۔

میں نے کوئی چور میں دما میرے حواس انہیں سے جانتے تھے
اور اس قدر گوارا ہوا کہ کل بھاگے کوئی جانا۔ ایک منکر حور
جسٹا ہوا تھا۔ مار مار۔ مری ڈر رہا تھا کہ اس کوئی مری ہوئی
میں سے کل آنگا اور مجھے دلچسپ کر رہا میں جو چہرے۔ کھو الکا۔
مانہ جالے کہا ادا و متہن آتی۔

۱۔ میرے مام سے۔ یہ معلوم کر ہی لیا ہوا کہ میں مامد

رضوی صاحب کی ہوتی ہوں۔ عائد رضوی صاحب کا نام آجے شاد

کم شاد ہوا کہ لہو کہ ورماتہ ترا دھری کے متاعوں میں حایا

کر رہے ہیں۔

میں نے دل میں سوچا کہ یہ سی لہو نفساتی شاعر کی ہوتی ہیں

وہ انہیں جھوٹ کر کسی ہوا لفظ سے کما کر کہے کہیں مرے اثر ہے

ہو گئے ان کے ایک سچ ہوا کہ وہ ولس میں کرتا ہوا۔ طلاق د

مہر کا جھگڑا مل رہا ہوا۔ ریا لور پڑا اور گھر کا سامان بن کر

گزارہ کر رہی ہوگی۔ وغیرہ اس سے زیادہ ان کی کہانی میں

اور کیا بارش ہوگا۔ بھلا ان سے کہا ادا و متہن سنا ہے!

"وہ کوئی بڑے شاعر ہیں میں مگر مجھے بہت کچھ میں ہیں

بھی کچھ طرحی کچھ ہوں۔ انہوں نے مجھے طلاق دیدی ہے اور میں

میں انہی والدہ کے ساتھ رہتی ہوں اور سکول میں پڑھتی ہوں

یہ لڑکا میرا ہی ہے والدہ کو اس وقت میں نے ایسے دو ڈبل ڈوز

جب ان کی داستان سرائی ختم ہوگئی تو بولیں۔

”تو اب نے دیکھا کہ میرے ساتھ سکاں ریادشاں کی تھی۔

بس میں جا رہی ہوں کہ ان کا ایک افسانہ لکھ دیں، اگر مادل لکھ دیں تو اور بھی اچھا ہے۔ تاکہ اور عورتوں کے لئے بھی سبق ہو۔“

میں نے کہا ”بہت دلسوز داستان ہے۔ واقعی ہمدوستانی عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے اور میں ہر دوسرے فلم سکر دوں گا۔“

اس مادل اور عوامی جذبہ کو افسانہ بنانے کی وجہ سے خواہش نہیں تھی مگر سب بے باک اور قابلِ رحم حد تک برخود غلط

داستان سرائی ایسی ہستی تھی کہ ایک مطالعہ کی چیز تھی اور میں زیادہ تر اسی پر غور کرتا رہا یعنی اس کے چہرے کو لکھتا رہا۔

اس قسم کے تھکاوے والے پلاٹ۔ ایسی لغو و بامال عیسم بر بھلا میں افسانہ لکھو نہ گا۔ مجھے علم کی نسو رکتی کا سلسلہ ہی نہیں۔

ساج کے دکھوں کہ میں مبالغہ آمیزی سے معترف نہیں یا۔ اس پر یہ کہ افسانوں کے لئے زیادہ رسالوں میں لکھنے والی حالتوں کو

ربادہ موردوں یا افسانہ لکھیں جو میں غور کرتا تھا بیگم زہری کی داستانیں زندگی میں لکھتا تھا۔ اب سا ضرور ملتا تھا۔ ہر سٹ مائیم

سٹائیل میں۔۔۔ ادھ! آہم سٹائیل کیا۔۔۔ میرا رٹائیل اس کو نہیں کہا جائے!! بالکل سبٹ سا واقعہ لے کر ایک

عظیم انسان حد بانی قصر نمبر کر کے دلوں کی دھڑکنوں سے اسے معور کر دیا جائے دلسوزی کا نفع دل سے ہے اسے بڑھنے

والے پر جھوٹ دیا جائے۔ بس بن گیا افسانہ۔ کبھی کبھی میں بیگم زہری کی طرف دیکھ لیا کرتا تھا کبھی دماغ

میں اہر من جانے لگتا تھا اور میں آپس پر نفسیہ جھگڑتے تھے عرض عجیب سکتی میں سلا تھا۔ جیر کسی نہ کسی طرح چائے ختم کی اور

رخصت ہو کر میرے میں دایس آیا۔ دوسرے دن گھر پہنچ گیا۔ اس کے کہنے کی وجہ سے ضرور میں کہ وہ کافی دھکی

تھی اور اسے ایک ہمدرد و جانسوز محنت کرنے والے کی ضرورت تھی بیسری دعوہ جب میں ان سے ملا تو وہ میرے کندھوں سے

جھٹ کر رونے لگیں میں نے بڑی مشکل سے انہیں سنھالا اور جھوم بیا۔ یونچا بے خیالی سے۔ دیکھنے میں وہ مری نہ تھیں خدا عمر زیادہ ہوگی

تھی اور ایسے موقعوں پر پہلے آدمی شربت کے لٹاؤ سے محبور ہو کر جو کیا کرتے ہیں اس کی منطق اور جواز عدم جواز کی محبت کو

حالے دیکھیں بس یہ سن لیں کہ بیٹھے اندر کی طرح پیسے۔ اب

راہ نکات دیکھے ہیں فوسد دوسرے زمانے میں نہ جائے مادل۔ بیگم زہری دنیا میں سہاہ تھی مگر کبھی کبھی تھی حیات کو مسدود

پانی تھی۔ شرارہ زندگی کچلا جا ہوتا تھا اور آخری لکھنے رہا تھا۔ اس لئے سچ ضرورت تھی کہ اس بعد مسجل سے حسد رد یریک اور

حسن فدر حسد و روح راہت حاصل کی جائے گی جاتے۔ جس نے جی بی کیا آپ مجھے مطعون کریں تو یہ آپ کی بے ایمانی ہے۔! آپ بھی

اگر تیری پسند آئے گا ہر ہوتے تو ہی کرتے معمولی آدمی ہوتے ہو ممکن ہے کہ جاتے، ممکن ہے آپ بھی لکھتے ہیں کا نبوت دب۔

میں خود عمود غاصطقی اور اکثر ظالم طبعیت انسان میں جاتا ہوں لیکن کوئی شخص نہ نہیں کہہ سکتا کہ ذاتی با جانگی زندگی

میں کبھی ایسا ہوا ہوں میں ایک فراح حوصلہ۔ بے پرواہ مہبوط فنا کا آدمی ہوں۔ عشق سے آتھا ہوا۔ بد دل ہو گیا۔ ایک لٹ

رنگ جانگی زندگی شروع ہوئی تو اسے بھی ایسا چلا تا رہا کہ جسے کوئی سلطنت کا اطمینان کرتا ہے۔ موی کی دھوئی۔ کھوں کی دیکھ لیں

ممنٹ و عفرری سے سبیل معاش دوستوں سے لٹھا ہوا ہم مداف رابطہ انوب دغیرہ۔ عرصہ کوئی شخص ذاتی با جانگی طور پر مجھے مطعون

ہیں نہ سکتا۔

بیچوں، دوستوں، غور توں اور حاوروں کے ساتھ اس سبک سرا حاص و طیرہ زندگی ہے دل کھول کر قرض لینا اور دینا حوس رہا۔

اور حوس رکھا میری عادت ہے۔ بہت سے لوگ میرے مداح ہیں میری تحرموں کے لہ کا رہیں مگر بہت سے اس سے مختلف ہیں مگر میرا

دشمن کوئی نہیں ہے۔ بہر حال یہ میری زندگی کا لب مسطر تھا اور ہے۔ اس کے تحت

میں ہر جو کچھ کہ اس کی صفائی کے لئے اسی سطر میں نہیں لکھی ہیں بلکہ دیکھا مامفصود ہے کہ میری زندگی کیا ہے اور کس فن و طبع کا آدمی ہو

باکہ اب ناٹری میں میں کوئی غلط رائے میرے بارے میں نہ لکھیں اور کبھی میں کو معاف میں آپ کو مدامت اور (مجھے بھی) حدت

محسوس ہو۔۔۔!

میں نے افسانہ لکھا اور وہ جھب گئی۔ حالوں کو میں اب کھوتو تار رہا ہوں۔ ان کے اکثر خطوط آتے رہتے ہیں مگر میں کوئی

لوحہ میں دیتا کہ کبھی مجھے اس وقت ایک پلاٹ کی ضرورت تھی۔ اس لئے ملا تھا پھر اسام یہ لہا کہ ان کی بے ساختگی اور زندگی کے بارے میں جانگی بھولیں گے مجھے ان سے ملنے کے لئے افسانہ

جھوٹی جھوٹی باتیں نکھارتے ہیں۔ یہ بات سن کر ایک دفعہ انہوں نے کہا تھا۔

والہم ہی یہ ہے کہ ہم لوگ بہت جھوٹے ہوتے ہیں اور جھوٹ کو سچ سا کرنا اور سب کو سچ کرنے ہیں۔ ہماری محبت نفرت، بددی دیکھی، غرض ہر چیز مصنوعی ہو کر رہ جاتی ہے۔

میری یا لکڑا منی اور سبکدستی کا یہی ہی ہوئی کو کبوں نفس نہ ہو نہ کہ وہ جانتی ہے کہ میں جاووں تک سے بدسلوکی نہیں کرنا اور جو کچھ نکھتا ہوں وہ سب جھوٹ ٹوٹ، بائیں ہوتی ہیں۔ جب تک اس کا یہ نفس ذہنی فتنہ ہے اس وقت تک میں اگر سچ ہی نکھوں تو وہ جھوٹ سمجھیں گی۔ اس لئے یہ تقویر برقرار رکھنا فرض ہے اس لئے اس قصہ کو بھی بس اسی ذیل میں سمجھئے۔ لکس اگر کہیں واقعاتی ہر تو کسی کی زندگی کا ڈیبا ہوں تو اس کے لئے میں کوئی معدرت میں کرنا نہیں چاہتا۔

ظفر قریشی دہلوی؛

ساقی بکٹ پوکی مطبوعات

ظفر قریشی دہلوی کے سیدہ افسانوں کا مجموعہ: گندہ گاہ خیال:- ظفر قریشی نے سترہ سال کے عرصہ میں سیکڑوں افسانے لکھے ہیں اور یہ افسانے اُن سب کا مجموعہ ہیں ان کی کہانیوں کے ملاٹ دلچسپ اور طرزِ بیان دلکش ہو رہا ہے۔

قیمت دو روپیہ، علاوہ محصول ڈاک:

ظفر قریشی دہلوی بی۔ اے کے بارہ افسانوں کا مجموعہ: دیہے:- ظفر قریشی نے افسانہ نگاری میں ایک نیا اسلوب ایجاد کیا ہے۔ جو نثر اور نہایت دلکش ہے۔ کتاب محلہ اور لٹریچر فریب سرورق سے آراستہ ہے قیمت دو روپیہ، علاوہ محصول ڈاک:

مُصنف ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری بی۔ اے ریگنگ محبت اور نفرت:- ساہتیہ لکرا۔ قحی لٹ۔ انسانی فطرت کے دور بردست مَح محبت اور نفرت۔

جدت طراز ادیب اختر حسین رائے پوری کے سولہ افسانوں کا مجموعہ: خیال کی آتی بلند برداری اور بیان کی اتنی ندرت طرازی ادب جدید کے کسی اور انشا بردار میں آپ کو نظر نہ آئے گی۔ قیمت دو روپیہ، علاوہ محصول ڈاک:

مرتبہ ملنے کا اعاق ہوا اور آخری کا اعراض میں میں نے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ وقت آمیز تقریر ہوئی۔ میں بھی کچھ یہی مانگوں کر کار اس فقہہ کو ختم کرے کی تدریجی جو یہاں ہیں ساقی جاسکتی میرا ضمیر بالکل مطمئن تھا کوئٹہ خاتون نے مجھے جو کچھ دیا میں نے بھی اس کے جواب میں کچھ خدمت کر دی دونوں کا لم جب راسخ ہو جائیں لو حساب اپنی تو کون جھٹلا سکتا ہے

یہ میں نے اس خاتون کی کہانی کو کچھ ایسی کہانی کو ملا کر مڈبو کے لئے لکھا۔ ٹری یہ مسکوتا ہوا ہوں۔ ادنیٰ تہرہ بھی حاصل ہوئی۔ خاتون نے لکھا کہ میں نے آپ کا لکھا ہوا ڈرامہ سنا دل کی کہا حالت ہوئی بس کچھ نہ بوجھتے میں بوجھتا بھی نہیں چاہتا تھا اس لئے نہیں بوجھا۔ وہ اکثر ملائی میں مچھرتی وہاں تک کہ لکھتا رہتا رہتا اور میرے بھی ایک بات ہے کہ یہ عورت کو حویلی کی رہ گئی کی راہ میں اگر آپ کو مانوں میں لگا کر حد مانی بن جائے اور اپنا لٹھال جسم آگے آگے میں لٹے کر دے۔ اسے کس طرح بچا جاسکتا ہے۔ آگے کو ظالم بے باک ہے۔ ا میں وہ

ظالم اور عداوتی سب سے زیادہ کی طرف میں نے اور اتنا رہ گیا ہے جب حد آجائے تو اسے اس جھڑکی کی طرح رکھ سکے جو سہارا دے کے لئے اسے ترک کر دیتے ہیں اور انہیں دالیں آکر لوٹے سے لگا کر رکھ دیتے ہیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

خاتون کے خطوط سے مجھے یہ اندازہ لگا یا کہ وہ مجھے ظالم اور سرجم نہیں سمجھتے بلکہ سب سے زیادہ اور عداوتی ضرور سمجھتی ہیں۔ میں نے اس کا انہیں بھی احساس ہے کہ ایک تہوہ و لائق آدمی ایک بے حروف، کم استعداد خاتون کے ساتھ عرصہ دراز تک رہا ہوں اس رہنمائی اور تادیب کر کے جو بہانے میں نے انہیں بتائے ان سے وہ مطمئن نہیں ہوئے تم دلی کے ساتھ قابل ضروری ہو گئیں اور مجھے اپنا بیجا چمڑے کے لئے یہ کافی ہو گیا۔ محبت کی بھوکی تھیں۔ وہ میں نے حتی الوسع انہیں دی لیکن اس روٹی میں میرے ساتھ پہلے سے ایک تر بک ہے اس کی حتی تلمی گوارا نہ ہوئی اس لئے یہ سلسلہ دراز ہوئے سے پہلے چھوڑ دیا۔

میرزا موی اکثر ترجمہ سے یہ بات در بابت کرتی ہیں کہ یہ جو کہانیاں آپ لکھا کرتے ہیں کیا واقعی سب سچی ہوتی ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں کہ سب میں گھڑت ہوتی ہیں جیسے حکیم عابد مرزی کا قصہ۔ یہ جواب مسکرو مطمئن ہو جاتی ہیں۔ انوہ آپ بھی لکھتے

تاروں کی چھاؤں میں

لئے اس کے لئے جس قدر بے تکلف تھے، لیکن اندر آکر یہی وہ آگے نہ
ٹھہری، اس کے قدموں کو معلق حُسن۔ ہوئی بودہ خود اس کے استغبال
کو کھڑا ہوا آخر — تم آگے اس نے ریاست ساقی بوجھ میں کہا اور
اُس کی جانب سرکا۔ اُدھی رات سے میں تمہارا منظر ہوں۔ دکھورات
کنفی جا چکی ہے۔“

اُس کی غام کے ساتھ ساتھ رحسانہ کی لطیف دیکھے تک جلی
گئیں اور اُس نے دیکھا کہ آسمان کا مدالی کے دھبے کی طرح جھل جھل
کر رہا ہے بس کوئی دم میں یہ سنلے ماندیہ جا جس کے سیئہ تھر
مخودار ہو جا بیگا اور وہ — وہ۔

نواب بولا: ادھر آؤ میری جان! داعی تم بے حد خوبصورت
ہو۔ اس سے پہلے میں نے نہیں صرف دُور سے دیکھا اور ہر بار تمہارا
جمال سے سحر ہو گیا۔ لیکن آج — آج کی رات تم اس قدر قریب
ہو! اور تمہارا حُسن اپنی پوری رعنائی کے ساتھ اس وقت میرے
سامنے جلوہ آ رہا ہے۔ ورنہ تم نے ہر جہت سے مجھ سے احتراز کیا۔ تم مجھ سے
بچتی رہیں۔ تم نے سمجھا کہ تمہارا اجتناب مجھے تم سے غافل کر دے گا۔
تمہاری سرور میری آتش شوق کو فرو کر دے گی۔ لیکن تم اس جس
آگ کو جواںی ہوتے بار کرتی ہے، خدا کی اس کو اور بھی جھڑکا دیتی ہو۔
تو میں کیا معلوم کہ جو تھکے حرص کی جوا سے بلند ہوتے ہیں، نہیں
اتمداد خاک نہیں کر سکتا۔“

رحسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سرگرمی کے ایک خاموشی
بہت کی مانند وہ ساکت وجہ نہ کھڑی رہی۔ نواب اُس کے بالکل نزدیک
آگیا اور اُس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا: تمہارا یہ لباس
سفید ہے۔ تم مجھے چڑھانے آئی ہو۔ جتنا چاہا جتنی ہو کہ تم عصمت تاب
ہو۔ تمہارا یہ پاکرہ لباس، تمہاری سوہرہ ریتی اور عصمت کا نقیب
ہے مگر میں اسے —

کھاکا۔ اُس سر جھٹا اور دسترس سے کہ وہ نعل حاتی،
اُس نے اپنے لب اس کے رُحسا پر رکھ دیئے۔ اُس کے لبوں کو جو مہم
اور جب وہ اتہا کی گتکتس کے بعد اُس کی آغوش سے نکل گئی تو وہ
پہلے رکا۔ اس کے قہقہے کی آواز نہجائے ہوئی تھی — اب

۔۔ جب وہ پہلی سٹائی اندر داخل ہوئی تو اُس نے عجیب سماں دیکھا۔
چاند منظر شرجی پھیلی ہوئی تھی۔ قہقہوں کی حویں روشنی دیواروں پر
گھائی رہی، درخوں میں قہقہری بردے، افریقی کے احمس پرستیں،
سمرقند کا گلنار قالمین، غرض اُس ماحول کا ذرہ گلگوں قبا تھا۔
اب ہی آپ اُس کے ذمہ گر گئے، اور اُس نے وہیں ٹھٹک کر دیکھا کہ سائے
شاندار، مہری ریلو آب، اپنی پوری شان و شوکت اور جاہ و جلال کے
ساتھ ممکن ہے۔ حیرت و انتشار کی ایک بلند آہ اس کے لبوں تک آتے
آتے رہ گئی اور وہ بے ساختہ ایسی سفید فام ماہر سے منہ بھیج کر دھڑک
بھیجے کی طرف لپک گئی۔

نواب اپنے مخصوص انداز سے مسکرایا، اُسی انداز سے جس سے
وہ حُسن و سبب کی پروردہ کسی نئی عورت کو اپنے عشرت کد سے میں
داخل ہونے دیکھ کر مسکریا کرتا تھا۔ اس ہی اُس کا شوق تھا، یہی
اُس کی تمنا کہ دنیا کی ہر جس عورت کو کم از کم ایک دفعہ اپنی آغوش میں
لے لوں۔ اس ارمان کی خاطر اُس نے دور دراز کا سفر کیا تھا، اور جیسے
اُس کی دولت بے پایاں تھی، اسی طرح اُس کی جہانی طاقت اور سبب
سدا بہا۔ تھا۔ عورتیں ار خود اُس پر فریبت ہوتی تھیں، لیکن یہ
ایسی عورتوں کو سرکب سبب بنا کر اُس کا جی خوش نہیں ہونا تھا۔ انکی
طبیعت تو ان عورتوں کے لئے فعلی تھی جو چراغ ہا۔ ہوتیں اور جنہیں
اپنی پارسائی پر غور ہو سکا۔ اور اُسے فخر تھا کہ وہ آج تک کسی
باعث عورت سے نہیں ملا جس کے کردار کو اس نے قوت نہ کر دیا
ہو، جس کی حوصلہ رتی کو اُس نے دعوہ نہ کیا ہو۔ مویا میں ہر شخص
کہ نام معنی نہیں تو دسترس ہیں ان کو ہی تاریخ حیات ہے جس پر
کوئی نہ کوئی مجبوری گراں نہیں؟ ان اذیت کو شیوں سے فائدہ
اٹھا کر وہ اپنا پانسہ پھینکا کرنا اور اپنی کامیابی کے لئے ہر ممکن
کوشش بروئے کار لانا، اور اس حصول مقصد کے لئے اُس نے
کیا کیا نہ کیا؟ کیسے کیسے مصلحت نہ روانہ رکھے؟ کس کس داؤں گھات سے
اس نے معصوم عورتوں کے جسم نہ خریدے۔

اور آج کی رات ایسی باطل عینتیں پر اس نے فرزب کو دکھاکر
وہ دارفہ سا ہو گیا۔ جتنی نرسکل سے یہ جا لوں آئی تھی۔ اسطر کے

"ماتہ سمجھتا ہوں! تو اب اس کے مازوں پر ہوسناگ نکلیا
 کھینچے ہوئے بولا: ایک دفعہ میں نے اپنے غشہ بکدرے کو سرجامہ
 پہنا یا، کیونکہ اس رات میری عمر ایک سو ایک ایک ہی عورت ہی جسے
 ... بہاری طرح یا کداسی کی محبت نہیں تھی۔ بلکہ وہ مجھ سے
 حلقی تھی، لیکن کہاں تک؟ اس پر رشک و حسد کام۔ آبا اور آکر کار
 ایک دن میری تنہا گاہ میں آکر، ہی اس رات سارا ماحول سے پوش
 تھیں، کیونکہ میری زبان بسر فرات اور حسد کی نالی ہے۔
 رخصت ہونے سے پہلے دیکھا، آج یہ عورتوں کا اس قدر
 تنہا کیوں ہے؟ کہوں یہ سرباہ ایک ہی عورت کو ساہوتا ہے؟
 اس کی تھک میں چھب آتا۔ اور تو اب نے کہا: ایک دفعہ تھک میں غم
 واقعہ اس کے کہ وہوں یاں ہی شریف لڑکی مجھ پر عاشق ہوئی
 اور جب میں نے اسے رات کو اپنے پاس بلایا تو وہ کھولی کھالی، حرم
 اور اس نے مجھے حوسے بات سے کسی نئی اے جون دھڑکی۔
 اس سبب میں نے اسے کمرہ عیس کی سر میں سپہی رکھ دیا۔ میں کی تھی
 کہ ... نہ دہانی کا نشان ہے۔ اس لیے جاری ہے واقعی ہی تمہیں
 مجھ سرور ماں کر دے!"

دشکر رخصت ہوا۔ کادل ہمدردی سے ہر ہر ہونکا اور اس نے
 لے ساختہ یوٹھا اور مے اسے چھوڑ دیا۔ مے اسے ساتھ دھالی؟
 "اور کہا؟" وہ ہنستے ہوئے کہنے لگا: "مجھے اس سے محبت تو
 نہیں تھی؟ ایک غرضی حد بہ کوئی دائمی نقشہ؟" وہی چھوڑنا تو
 الٹے میرا دل چاہتا ہے کہ زندگی میں اس کے لیے حشر نکدے کو
 سعدا اور عیس بھی مذاں میں یہ اسی دوس ہوگا جب میں کسی کو چیتے
 دل سے ایسا کہوں۔ اسے اس امر بہ حیات بناؤں۔ اس رات وہ
 کمرہ، عشرت گاہ میں اچھلے کودی ہوگا۔ اور اس کے چیتے چیتے
 حامدی حمل جھل کر تگی۔ درجوں میں سفیدہ برے آؤنڈاں ہونگے
 دیواروں پر جسمانی رقص کیا جا بگا۔ گدالوں میں مسیحہ کیوں
 آراستہ ہونگے۔ کہ سفیدہ عام سے باکبرگی اور عصمت
 کی مہر ہے!"

"اور آج رات بہ کمرہ مگر کیوں ہے؟"
 تو اب کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوگئی گویا وہ کوئی فردی
 کام مہول گیا تھا، جواب یاد آگیا۔ باہر سے لے تیزی سے گزرتی
 کر رہے تھے۔ تاروں کی چھنی چھاؤں چھندری ہوتی جا رہی تھی
 کہیں صبح نہ ہو جائے!

ایا ہوتا ہے اب ان بچوں اور خساروں کو پوچھتے کہ کیا فیئدہ ہو گیا؟
 دھوم مہائے سب سے۔ حدیث سے سرسے مار کے نشان کھاتے
 نماں میں جلتے دیکھتے ہوئے رقم!"
 لمبک رخصت کے منہ سے ایک ہلکا سا صبح کی آواز
 سر لڈازہ اور جبر سے بارادہ کوٹھ اٹھا مجھے سامنے رو۔ مجھے
 حاسے دو۔

"مجھ آئی ہی نہیں تھیں؟" وہ نے وہیں کھڑے۔ کھڑے ال
 کتا کہ نام کھینچی ہو اس نے اسی ہی دسریں عمارت اور دے وصول
 کر لے؟ ای ٹری رقم میں مہاری درستی عنایت کیلے بدو بگا؟
 میں سودا کرے ہیں آئی تھی۔ رخصت ہونے سے پہلے حواس
 جمیع کر کے کہا: "میں تو اس نے آئی کی مہاری تنہا گاہ سے
 تھیں ہر دوں بیڑوں سے۔ اتوبہ"

"ہاں وہ سوہری ہی ہے۔ اس سوہری کی محبت ہی ہے وہ
 نہیں ہاں کھینچی لائی مہا ہتی ہو کر اسے راج ہوئے سے کیا لو۔
 یہ یہ جاننا لسا؟ اور کھو ہوا۔ آج ہی کی رات باقی ہے، کا ایک
 اگر تمہیں رومہ میں ماں کو اس لکڑے کا بھی علاج نہ ہو سکے گا
 اور تم کام غم رو کی اکوہہ رات تنہا کھینچی۔ آئے؟"

"جیہ۔ مری صبا" رخت بہ آئی ہوئی۔ اور میں کوئی
 اور دروازے کی جانب مڑی، مگر وہاں لے لک کر دروازہ اندر سے
 مغل کر سا اور اس کے روبرو آکر لولا "اب کچھ نہیں ہو سکتا: کہوں
 خواہ مخواہ وہ صانع کرتی ہو؟ وہ سانس اندری میں رد و جوہر
 اور لہدی کے اسار میں حاسے حاسے لبسا جابر ہزار ہا جالس
 ہزار

"رخت بہ کا دماغ معطل ہو گیا ہے کی کوئی راہ نہیں تھی۔
 تو اب کی آنکھوں میں آداری کے شعلے بھڑکتے دیکھ کر اس کے رہے
 ہے حواس بھی جاتے رہے وہ بے بس ہوئی۔ کاش کسی طرح صبح ہو
 جائے اور کاٹھالا پھیل جائے وہ دفن گوانا جا ہی تھی، لکڑی
 اس نے لوجھا؟" بہ کمرہ مگر کیوں ہے؟"

اس سوال سے تو اب کو بڑا لطف آتا اور وہ دیکھی ہی لیتے
 ہوئے بولا: "جب کوئی ہی عورت مری آغوش میں آتی ہے، اس سے
 مزاج بیاہلات کے لعل صبح کے مطابق اپنے جملہ عیش کو ایک سنا
 رنگ دے دیتا ہوں۔
 "میں نہیں سمجھی" رخت بہ نے بات کو بڑھانے کے لئے کہا۔

انگلیاں ڈالیں لودہ بے قابو ہو گئی اور حتمناک آواز میں بولی۔ تم جھگی ہو! تم میں درداش کسکی نہیں مہری محبوبوری سے تم نے ناجائز فائدہ اٹھا لیا ہے لیکن تم مہری ماموس کو ہرگز ہرگز موت نہیں کر سکتے۔“

”کہوں نہیں کر سکتا“ وہ زور آزمائی کرتے ہوئے بولا۔ میں۔ بد توڑ ڈالوں گا۔ تم پورے قابو میں نہ آؤ گی تو میں تمہاری نفس کی دھچکیاں کروں گا۔ تمہاری ہر ہر کمر میں میرے ناخن موسست ہو جاؤ گے۔ تشابہ سے دانتوں سے تمہارا چہرہ بھی خون آلود ہو جائے اور بد سب کچھ تمہاری اپنی بدولت ہو گا۔ پھر کیوں بیکار رہا تعب کرتی ہو؟ ایک دراجا موش رہو۔ شکوں اور اطعیاں سے یہ وقت گزر رہا ہے دو۔ اس کے بعد تم چاہتے جتنی دل بے کرجب چٹائی چلی جانا، اور اسے شوہر کی رہائی صریح لے لیا۔ اجسکا بھائی حیات بھر سب جھگلیے والا ہے۔“

”ہاں مجھے تمہاری دولت نہیں چاہئے میں تم سے کچھ نہیں مانگتی۔ مجھ پر ترس کھاؤ۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔“

”مجھ۔ اتجا! تمہیں کتنی رحسانہ! میں ایسا مقدمہ پورا سے لے کر نہیں ہوں چلنے والے دل کا۔ ادھر جاؤ۔“

استبائی جوتس اور وارنٹی میں اس سے رخصتہ کو مہری پر دھکلی دیا اور صحت سبکی بجا ایک آسمان کا سینہ جڑ کر نمودار ہو۔ اور آقا قاتل عتاب ہو جائے رخصتہ نے قبل ترس ساعیت میں اپنے سعد بناس کو دیکھا جو چھس کر اس سے پیچھے ہٹ گیا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی نظر لوٹ کی سرخ ماتونی انکثہ ذی برہری جو اس کے قلب پر آکر ٹھہر گئی تھی۔ پھر معاً آخری لمحے آقا تمام قوت خود کرتی اور اس نے جھلا کر نواب کے چہرے پر تعظیم مارا۔ ہاتھ بڑی طرح پٹنے کی وجہ سے اس کی ایک چوڑی ٹھنڈی ہو گئی اور اس کا ایک ٹکڑا لوٹ کے نکلے میں جھپٹا ہوا اسے جمی کر گیا۔ خوں کی ایک بڑبڑک کر چادر پر پھیل گئی۔ اس پر بھوت موار ہو گیا اور جیسے کوئی سسٹل اپنے شکار کو لوچے وہ کچکچاتا ہوا مہری پر چڑھ گیا۔

اور رخصتہ سر جھٹکتے جھٹکتے جواب برفانی جٹان کی مانند سر و جیہ محراب ہو گئی تھی، نواب نے اپنا عکس مہری کے آئینے میں دیکھا۔ وہ گھبرا گیا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آئینے میں اسے یوں نظر آیا جیسے پھانوس کی طرح اس کا چہرہ مسخ ہو گیا ہے اور اسے اب کو

میں نے زبردستی ایک ہاتھ رخصتہ کے گرد ڈال کر اپنے سینے سے لگا لیا اور دوسرے ہاتھ میں اس کے نرم و نازک گھٹے کو پکڑ کر بولا۔ اس لئے۔ اس لئے کہ سرخ رنگ ذہنی ہلجان اور جسمانی تھکاف کی نشانی ہے۔ انتقام اور قتل کی نشانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لے خیزی اور رسوائی کی بھی! خود ہی دیکھ لو، تم جو آج یہاں آئی ہو تو کیا ذہنی کشمکش میں مبتلا نہیں ہو گئے مہرے یوں بچنے سے تھکاف کے مارے تمہارے چہرے کا رنگ متعمر نہیں ہوا ہے؟ کیا میرا انتقام تمہیں لے کر موت نہیں کر دے گا؟ اور اگر تم بولی مہرے فیض سے نکلنے کی سلسل کو شست کرتی رہیں تو کیا میں نہیں قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہو جاؤں گا؟

”تم مجھے لے کر موت کر دو گے، تم مجھے قتل کر دو گے، دوستی نہیں کے!“

نواب نے ایک تھپہ لٹکایا، کھانا ایک تھپہ جو سلطان ران کی تاریکی میں مار سالی نے نار مار ہو جائے یہ لٹکا ہے لے کر موت تو تم ہو چکے! نہیں! تمہیں گھمٹا ہوا کہ کسی عکس میں نہیں بھی ملے گا۔ میں لٹکا لٹکی اس وقت مرا لے نہیں اسے سب سے حسد لیا ہے۔ مجھے یہ سب سبھی بد ہے جب میں اسے اپنے شوہر سے بیاں دفا مانتا ہوں تب تم اس سے کہہ رہی تھیں کہ گھر والوں کے عادیہ کئی لے تمہاری رہ چاہیں بھی ہیں جیسی کسی غیر محرم لے تمہارے ڈا۔ تب تو نہیں جیوا۔ اور جب تم اس کی آغوش میں لوں مہوش تھیں میں بالائی منہ میں مسابہ لے لے کچھ چھپا ہوا نہیں دیکھ رہا ہوں۔ حادثات میں یا میں بے کا یہ مہر میں ہی ہیں بھول۔ تب تمہارے دساں وگماں میں بھی نہ ہو گا کہ ہمارا بیڑوسی جو اور ذی مہر میں رہتا ہے تمہاری تمام حرکات و سکنات نگاہ میں رکھتا ہے، بلکہ میں اسی وقت سے تمہاری طرف مودہ ہو گیا تھا جب تم لوگوں نے مجھے کی منزل کر رہی تھی اور اس رات تمہارے ہر لمحہ ہنگ دھوے شکر کو مجھ سے بھلی رہا گیا اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہو گا میں تمہارے پندار کو رد کر دوں گا۔ چنانچہ میں اس وقت کا انتظار کرنے لگا جب تمہارا سستہ عفت مہرے ہاتھوں میں لٹکا چور ہو گا۔ آخر آج کی رات تم۔۔۔۔۔“

رخصتہ طلسم اس آگئی، لیکن بے پروا کا ہتھ ہی کیا؟ خون کے سے گھمٹا بیکر رہی، مگر جب اس نے اس کی محرم کے منہ میں اپنی

میں کے بڑے نک تم میرے پاس رہو گی لیکن نہیں تم آزاد ہو یہ الماری تمہارے لئے کھلی ہوئی ہو، مختار ہو رہے چاہئے کہ لو۔“

”رُخسانہ الماری کی طرف مڑی تاکہ نہیں۔ البتہ اُس نے ایک بیک فوٹ کو نگاہ مھر کر دیکھا اور یہ نگاہ اُسکے دل دماغ کو چیرتی ہوئی اسکی منع کی پہنائیوں میں اُتر گئی۔ اس سرگسی آنکھوں میں اس نے صاف طور پر پڑھ لیا کہ اسے دولت کے دیوتا یہ دولت مجھ لینے لے نہیں اپنے سوہرے کے لئے دیکھ رہی جس سے مجھے عشق ہے۔ اسی عشق کی خاطر میں اپنی ناموس خطرے میں ڈال کر تمہاری منت مہاجت کرنے کیلئے آئی تھی۔ لیکن اب کہ میں خود ہی نہ رہی میری آبرو بگڑ چکی ہے مجھے ایک غیر مہر دے بے حرمت کر دے بلکہ میں کیسے اپنے سوہرے کے سامنے بلی جاؤں؟ کیونکہ وہ مجھ گنہگار کو قبول کرے گا؟“

فَوَاب مختار ہو گیا اور غصی ہوئی آوار میں بولا۔ ”میں خود تمہیں دھار تک پہنچا دے گا۔“ ملکہ غصہ میں اسی دم تمہارے لئے یا لکی منگوا تاہوں اور اگر تم بہرم نہیں لیتیں تو میں تمہارے سوہرے کے علاج کا اپنے آپ بددست کر دیتا۔ مگر تم لوں غمیدہ نہ جاؤ میں لے واقعی تمہیں بیخ ہجیا ہے، لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ تمہارا بیخ خود مجھے منعم کر دیتا۔“ رُخسانہ غمناک مٹیسی ہستی تمہیں کیا سہ ہوگا؟ مجھے بے آسرو کر کے تو تمہارا دل مانوس کی طرح جلد بکا گیا ہوگا۔ تمہاری اصلاح خوشی سے بلج رہی ہوگی اور جب تم بہنوئی کے کہیں لے آسے عروسی کی وجہ سے آپ کو ہلاک کر لیا جو تو اُس وقت اگر جاہو تو اپنے عشرتکدے کو سیاہ رنگ دینا نہ ایک پاکیزہ ہستی کو تم نے بہتہ کیلئے نام کٹاں کر دیا ہے۔“

”ہنس نہیں۔ وہ دنگہ لپٹے میں بولا۔ ”ایسا نہ کہو۔ تم تو اب بھی باعصمت ہو۔ کیونکہ۔۔۔ عصمت دوا لے بیع کی پاکیزگی ہے، خیال کی نیکی ہے جس کا ذہن اچھا ہو، جسکے جذبات پاک ہوں، جسم میلا ہوجانے سے وہ بے حرمت نہیں ہوتا۔ تم نے اپنے سخن و جمال کو تو فروخت نہیں کیا۔ تم یہاں نگاہ کی بیت سے تو نہیں آئیں تمہیں مہربانی بدگواہی میں تو فرقت نہیں۔“ اس کے برخلاف تم مقدور بھر ملاحظت کرتی رہیں اور میں نے جو کچھ کیا وہ زبردستی اور تمہیں ریر کر کے۔ بلکہ ہر ایک آئینی حرات بھی تمہیں اپنی بے میاہ محنت کی وجہ سے ہوئی۔ تم یہاں حرف اسی نے آئی تمہیں کہ تمہیں اپنا شوہر عزیز ہے مجھے نہیں۔“ رُخسانہ نے اُس کی بات پوری نہیں سنی۔ سرنگوں درد داز سے باہر نکل آئی اور فَوَاب متفکر و پر غم اُسے کواڑ کے سہارے کھڑا دیکھتا رہا۔

صَادِقُ النِّجْرٰی!

اس درد راؤ مادہ کھکھوہ جو حرف محسوس کرنے لگا۔ پھر دھماکے کی گٹھا ”رُخسانہ پر بڑا وحش کی جیٹی کھٹی آنکھوں، نیم داہاے اور حیرے کی رنگت سے ایک ناقابل بیان کیفیت ظاہر ہوتی تھی ناقابل ساں کیفیت اس کی بے چارگی کی اس کی کشتکس کی اس کی آہ رُخسانہ کی! سنا جیہاڑتی ہوئی کھڑاں، وہ کبھی اسے بھانکے کلس کر ادب بھی اُس مسخف م مطلوبہ کو دیکھتا رہا، اور پھر روزا مسہری سے بیخا تراہا۔

تو اُس کے جہرے کو فکلی ماندہ کر دیکھنے لگا۔ اُسے اس محسوس ہوا کہ اس میں غلبہ بہتت ہو رہی ہے۔ اس کی منع ساپ کی کبلی کی طرح اس کا گھدا نا میرا میں اتار رہی ہے، ورجوں میں رُخسانہ کی ملکوتی سرتری اُسکے دہس پر طلوع ہوتی تھی اُسے یہ معلوم ہوا کہ عرصہ دراز تک بس اندھیرے مار میں قدر رہے کے بعد وہ آفتاب کی روشنی میں آتا ہے۔ کچھ در بعد رُخسانہ کی فیکس جھپکے لگیں تو اُس نے ہانپاں مری سے اُسے سہارا دیکھنا چاہا اور ایک محروج جکا سے کی طرح دردناک آوار میں کہنے لگا ”تمہاری فریاد لے مجھ پر کوئی اتر نہیں کیا۔ تمہاری خوشامد مدد نہ کھی سکا رہی، رُخسانہ! مگر اب میں خود اپنے آپ پر آگیا ہوں۔ میں نے اس بھیاں تک روت دیکھ لیا ہے۔ واقعی عورتوں کی ناموس سے کھیل کر اس میں دلدہ ہوجاتا ہے، جنگلی۔ وحشی۔“

رُخسانہ روت پڑ گئی تھی۔ آہستگی سے وہ بیٹھے اُتری اور جبے کوئی جواب میں چلے وہ دروازے کی طرف مڑی۔ فَوَاب نے اسکا دامن پکڑ لیا۔ ”میں م سے معافی نہیں مانگتا۔ میں نے جو کچھ کیا، اُس پر میں تہمید بھی نہیں، البتہ نہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں۔۔۔ جو عورت کو یا کہ دامن مانسے کے لئے کبھی تیار نہیں تھا، کیونکہ مبرا خیال تھا کہ مجبور ہوجانے پر ہر عورت اپنی ناموس فروخت کر دیتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم اب بھی باعصمت ہو۔ اب بھی، کہ میری ہوسناک آنکھیں تمہارے شانوں اور کمر سے مس ہو چکی ہیں، میرا پُرشوق سانس تمہارے رُخساروں پر لہر چک رہا ہے، میں تمہیں اپنی آغوش میں لے چکا ہوں۔ تمہاری عفت برقرار ہے۔“

رُخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُس کی آنکھوں سے اشک رداں ہو گئے، گویا وہ اپنی متاع حیات ٹٹا چکی ہے ایک غیر مہر سے چھو کر اپنی پاکیزگی کو آلودہ کر چکی ہے۔

فَوَاب پھر گویا ہوا۔ ”تم نہایت خوشی سے ملی جاؤ، حالانکہ ابھی رات باقی ہے اور میں نے تمہیں یہ پیغام دیا تھا کہ آدمی رات سے لیکر

پال

میں، میں جب جنگ کنگ تھا۔ تو ایک ہندوستانی رسوراں میں کھا کھانے جا باکرنا تھا۔ کیا نام تھا اس کا۔ انڈیا کالے انڈیا کالے ہاتے دراجی کالے یاد کرتے ہیں۔ ہر دور۔ بار بار۔ ہر لمحے یاد کرتے ہیں یہ بھی کوئی کالے ہیں، یہ وہ لہا سستے۔ نہ وہ مارکی، نہ وہ گھٹا رکا اچو۔ ایسی ساری مٹھی رباں کو سستے کئے ترستا ہوں۔ معاذ کیرا، تمہاری انگریزی تو اس طرح بولی جاتی ہے جس طرح تبھری سڑک پر رد مل چل رہا ہو۔

نٹ اب

بچہ کہتا ہوں۔ اور بچہ کہتے نٹ اب کہا جاتا ہے ڈور تھی، مجھے تم سے محبت ہے۔ مجھے فراس سے عشق ہے نیک آج ہم دونوں کیلے ہیں۔ سرواہ کھانا یہاں بچے رکھ دو۔ نہیں اس میں پرہ رکھو، کھانا کھر کھا اس کے تھوڑی دیر کے بعد ہی۔ لیکن محبت نہیں رکھ سکتی۔ اک مجھے کے لے نہیں۔ نگہ رانی کوں ہو۔ نہ سرہ تھی انگریزی نہیں سمجھتا۔

فرصت کرو کہ یہ سمجھتا ہے تو۔

نوبلی کیا پرد ہے۔ ہر دور یہ اس ٹیل راسی قسم کی گھٹ گھٹا ہے غالباً

تم تو نرسے عڑے ہو۔ مجھے ادس ہے کہ میں تمہارے ساتھ یہاں رستوران میں ملی آئی۔

نم یہ مات دل سے ہیں کہہ رہی ہو۔ بہ جھوٹ ہے مکر ہے۔ دلفریب دھوکا ہے جس سے خوب پھیلتا ہوں۔ سنو۔ ڈور تھی میں اس دانا کو کھا نہیں کوئی اعتراض ہے۔ تمہاری آنکھیں کبے دیتی ہیں۔ تمہیں کوئی اعتراض نہیں۔ ڈور تھی تو کوئی کوروں کا نام ہوتا ہے نا۔ سو دانا تم بہت خوبصورت ہو۔ اس سے پہلے بھی تمہیں کئی انگریز مردوں نے۔ بتا با ہوگا ہر آج اک فرانسسی کی رباں سے سن تو تمہارا حسن بالکل نیا ہے۔ اس میں کھارے کی تاریکی ہے۔ مجھے تمہاری آنکھیں بہت پسند ہیں۔ بالکل منرل، اور اس شغاف تیلیوں کی گہرائیاں اور یہ دلگرا رنگت، جیسے زیتون میں تھدا ملا مو۔ اور بال بلانڈ مٹھی ریت کی طرح تا باک، آہا ہا کیسی اچھی خوشبو آ رہی ہے ان میں سے۔

پال!

لیس ڈارنگ!

کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں تمہاری ڈارنگ نہیں ہوں۔

تم ہو۔ میں نے جب کہہ دیا۔ بس۔ کیا تمہیں یقین نہیں آتا۔

میں یہ پہلے ہی سن چکی ہوں۔

میں بہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں کئی بار ہیرس میں۔

بڑے سوز ہو کم۔

ہیں میں سوز نہیں ہوں۔ میں آ رہی ہوں تم ملی آ رہی ہو

ہم دونوں آ رہی نسل سے ملتی رکھتے ہیں۔ میں فراموشی ہوں۔ تم انگریز

ہو۔ یہ ہندوستان ہے اور ہم دونوں آ رہی نسل کے افراد اصل

ہیں اس سحر میں۔ اس دیرالے میں، اس سحر میں اکیسے ہیں ایک

جیسے کی طرح۔ ساڈہم کیوں محبت نہ رہیں ڈور تھی ڈور تھی

تمہارا نام محبت سا ہے۔ ڈور تھی مجھے پسند نہیں ہے۔ تمہارا نام

ہو ماچا ہٹے کھا۔ لی آری، آریلا، روز، دانا، دانا ہاں اس دانا

مٹک ہے۔ میا رانا نام ہے۔ سترانی نام ہے معری فرانس کی سلوں کی

لطافت ہے اس میں۔ وہ کیف، وہ بہار، وہ رعنائی دانا۔ !

بڑی محبت با تم کرتے ہو تم، بڑی ساری باتیں

تمہیں پسند ہیں نا یہ باتیں۔ سبھی عورتیں مجھ سے ہی کہتی ہیں۔

سبھی عورتیں ۹ .. تو کیا تم ہٹو، مجھے جانے دو میں تمہارے

ساتھ کھانا نہیں کھا دیتی۔

ہیں بیٹھو، انگریزی قوم سبھی بچ کس قدر عجیب۔ محبت کے

نام سے بدلتی ہے، محبت فرانسسی گھو کی جان ہے، اب اگر تمہاری جگہ

وئی فرانسسی میڈیکو زیل موفی۔ تو جاتی ہو کبا کہتی .. اچھا جاے

دو۔ بیٹھو، یہ ہندوستان ہے اور ہم دونوں اکیلے ہیں۔ اور آج کی

رات ہمارا ہے۔

آج کی رات؟ اچھا، تم مجھے گھر پر پہچانے آؤ گے نا۔ یا انتظار

کر رہے ہوں گے۔

شش .. پاپا کا نام نہ لو، آج کی رات ہمارا ہے۔ یہ جینی

رستوران ہے۔ جینی کھانا ہندوستان میں، اور ہندوستانی کھانا چین

دوری یہ بڑا آئینہ، یہ لوہے کی سلاخوں والی کھڑکی، یہ صوفے جواب نہ یورپی
ہیں نہ البتائی، نہ کوئی تہہ بہ تہہ، کبھی کبھار کبھی مسرت کی آنسو
کرتی ہے۔ دریا بہاؤ ہم اس کمرے میں بیٹھے ہیں۔ اس کمرے کی شخصیت
کیا ہے۔

نرس تن بھل کر بات کر دی ہوتی ہیں آؤ مال بہ مکہ آخری محبوب کا
آخر کی محبوب کا ہے؟ ہائے غربی معاذ کرنا ساعر، تاجر جو
مہاراول تاجر ہو گا۔ نہیں اس کمرے کی روح اس قدر عجیب کون ہے،
دیریں دلائیں بہ گئے آئے، بہ لے ڈول صوفے
کرا بہ ہماٹھالا چوں۔

خجست کرا سے نہیں خریدی جاتی، بہ وقت نہیں ہے حواہیت
چہ ہاتے جو اگر یہ کمرہ مری کو وہ کا ہوا ہوں کتا کرتا۔ میں اس کمرے
کی ہر دیوار کو جیسی کہ بھولوں، ستے طہانب دسا۔ جیسی کہ، رکھ حال
جیے دار کی کہ رنی۔ ماسمن تمہارے فلسفہ میں نہ۔
قدیمات ہے اور رنی۔ دیواریں لگی ہیں بہ آئینہ۔ مڈا دیہ میر
کوئی دیوانہ پنڈ کی عالمیہ ہیں۔ ہوا میں تعطر ہیں۔ یاد ہے وہ
بھولوں کی سلیبیں ہیر دروازوں پر جیسی کہ ہر دے ہوں ہیں بہ
لوہے کی سانپس یہاں بنا کر رہی ہیں۔ مہارے محبوب کا لہہ ہے۔
یا حل خانہ۔ مہارے آخری ساعر۔ ہواؤ تم کس کھڑکی اولاد ہو۔ تم کہنے
با ہو گئے۔ کدھ جارے ہو کچھ میں ہیں آتا۔ پس۔ ہا سا ہوں
تم بہت افندہ۔ ابی غلامی، ابی ہندوں کے خود سے دار ہو معاذ
کرنا میں مہراج کا جانی ہیں۔ میں ڈلو کر کسی کا سیاہی ہوں کتا تم
مجھ میں کوئی کس قسم کی معاصر کی جوائک دیکھتے ہو۔
نہیں

وہ جس میں کہنا ہوں اسے ٹھٹک تجھو بابا بابا اچھے ملاؤ گے۔
مردود سکر اک بات کہوں، مال تم جب مات کرے ہو تو کہا
کھا ہونٹ بڑے عجیب انداز میں آئے کو بھیل جا رہے ہیں تو سیر
فرطہ حرج۔

ہر فرطہ کی میری طرح دلکش انداز میں اسی دلکش انداز میں
ناتیس کتا ہے۔ یہ ہماری قوی خصلت ہے۔ جیسے دیوان کو نکلوں
میں کام کرتے دیکھا ہو گا۔ آہ۔ جارتہ۔ دیوان دلہنسی انداز محبت کی
تفسیر ہے۔ انگریز جب عشق کرتا ہے تو کہنا ہے میں تم سے محبت کرتا
ہوں۔ کس قدر رواج انداز ہے۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ تم
کس قدر حسین ہو۔ یہ عاشق کی زبان ہیں۔ یہ سیکری کے مستری کی

زبان ہے۔ جب فرطہ کی عین کتا ہے۔ جو سوؤں کی زبان میں اپنے
مطالب کا اظہار کر رہا ہے۔ ماسمن۔ ماسمن۔ آخر۔ اس کمرے کو جیسی
کے بھولوں سے رشتہ نگار بنادو۔ بہ حب تمہاری محبوبہ اٹھلائی ہوئی
اس کمرے میں داخل ہو لاقم، بھولوں کی زبان میں خوشوؤں کے سانپوں
میں اس سے اطر محبت کر سکو۔

مال۔ رہا جس تو پاں ہو۔ شہرہ بھی نہیں بھولتا حواس سے
ای محبوبہ کی بھولہ میں لہا لہا اکسا سادسا شہرہ ہے نکل اس سے
بہتر حلقہ محبت کی راں میں آج تک اداس ہیں ہو۔ اس لے ای محبوبہ کی
تعلیق کرے ہو لہا لہا۔ تم۔ تم میری محبوبہ ہیں جو تم میری ہو
میرا۔ میری۔ میری ہائے ہائے اس شعلے سے
میرا۔ میں سے ماروں۔ احمد میری محبوبہ سے کتا ہے ہو کتا ہے
"میں۔ میں۔ میں تو کچھ بھی نہیں کتا اس خامو زنا۔ اسے سحر
رہا ہوں۔"

ہاں ساقی زبان ہے مجروح کی زبان۔ بہ عورت۔ علام اور
بہتے ہوئے لوگوں کی زبان ہے سارے کتا، لہا سانسو کم وہ
آراہ ہو جاؤ گے۔ جگ کہنا میں۔ جگے ٹری میں نہیں سالہ ناہوا
سے تم لوگوں کا دل نہ انہیں نفس بہ حال۔ بہ ماحول۔ یہ جسم نہ لے
کی ضرورت ہے مہارنگ کا ذکر۔ جگ کہنا میں۔ جگے ٹری میں نہیں سالہ ناہوا
نکی دھوں میں پہلی قوم ہے جو عورتوں کے ہائے مار کر رہی ہے۔ ہم تو
دلو، مہارنگ میں نہیں ہیں۔ دروازہ۔ امر بھولوں کے ہائے ٹری۔ دلو اور
موجود ہے۔ میں فرطہ کی ہوں۔ ڈلو کر۔ کتا ہے ساقی ساقی۔ کتا
ہناؤ نہیں ہو رہی حور اب لہہ ہر میں ساعر۔ تم۔ نہ لولو حور
مہار ہے انہی محبوب

ہیں۔ اب ایسی بھی کتاب ہے سحر رنگ کی عورتوں کے
تو میں
اور تم آؤ دہ

اجی ہوئی ہیں بلکہ ذرا ناگوار حسرت سے ملو آتی ہے۔ وے
ٹری محبت مدد ہوتی ہیں۔

اور تم سکار۔ احمد۔ ساؤ۔ علم ایکٹوں میں ہیں اس اسد
"انگریزوں کے لگاں"

ساکدے میں ماسن ہے یعنی ماکل ہماری صد آدمی آباد
کو آتا کون پسہ کر ماسن اشاہدہ سرفی قوت انسان کے اندر کی روت
ہے۔ شاہد بہ محبت بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ متنب۔ اور جی قوت

لو۔ دسکی بیو۔۔

محبت کرتا ہوں، میرا گھر بڑا ہے، میرا دل بڑا ہے، میری روح عظیم ہے
ٹھہر جاؤ۔ یاں بیچنیل کے بیولوں کا ہار لیتے جاؤ۔ ایک ذلیل ملک کا
آخری تحفہ سُنو سُنو یاں یاں! اس نہیں اس تیسری
جنگ عظیم سے بچا جا رہا ہوں۔ سُنو یاں۔ مجھے تم سے نفرت نہیں
ہے۔ مجھے تم سے نفرت نہیں ہے!

کرشن چندر؛

ساقی بکٹ پوکی مطبوعات

رسالہ ساقی نے اردو افسانوی ادب میں ایک انقلاب
رہنمہ پیش کیا۔ عظیم کام ہے۔ آج اردو کے افسانے کی ساقی
راں کے افسانوں کے مقابلہ میں جس کے جانتے ہیں، ورسالہ ساقی
میں دس سال تک جننے افسانے شائع ہوئے ہیں ان میں سے صرف
سچا افسانے شاعر احمد صاحب ایڈیٹر ساقی نے انتخاب کئے ہیں۔
یہ سچا افسانے گو بہاروں افسانوں کا بخور ہیں۔ اور ان سے بہتر
افسانے آپ کو کہیں بھی سچا نہیں مل سکتے۔ ان بے مثل سچا افسانوں
کے مجموعہ کا نام ریزہ مینا ہے جس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ
لیا گیا اور اب دوسرا ایڈیشن اور بھی آب و تاب سے شائع ہوا ہے۔
نفس مزاج افسانوں کے شائقین کیلئے ریزہ مینا کا مطالعہ لازماً
ہے۔ اردو افسانے کی تاریخ میں ریزہ مینا ایک سنگ میل ہے۔ اس
کتاب کے مطالعہ کے بغیر کوئی صاحبِ دوق اینی معلومات کو مکمل
نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ریزہ مینا جدید اردو افسانے کی تدبیر کی ترقی
کی ایک سند دار ہے ساقی کی دس سال کی جلدیں مایا اب ہو چکی
لیکن ان کے پسِ پردہ ہزار صفحوں کا پچوڑ آپ کے لئے ریزہ مینا کی
شکل میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپے؛ علاوہ محصول ڈاک؛

صادق انجیری دہلوی ایم۔ اے کے سات دکنس رومانوں
دھنک؛ کا مجموعہ، آخری افسانہ سیمیں، اردو ادب میں ایک
بالکل اچھوتی جہیز ہے۔ صادق انجیری کی زباں اور زبان کی خوبیاں
محتاج تشریح نہیں قیمت دو روپے؛ علاوہ محصول ڈاک؛

چندر اموتی۔ محبت میں چند اموتی ہے کسی کیسے کہتی ہیں
اٹھائیں۔ یہاں تک کہ موت کی آغوش میں جاسوئی اس کتاب کے مطالعہ
سے آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک جائیں گے۔ قیمت ایک روپیہ؛

یاں تم کل جا رہے ہو۔ میں بہت خوش ہوں۔ تم ایک دھس نہیں
ہو۔ غم پور دھس کے کچھ تہذیب اور مہربان کا بہترین آئینہ ہو۔ تم اس
پتو دوست۔ تم کل فریج تبریا جا رہے ہو۔ تاریخ کا یہ نوا تر ڈیڑھ دو سو
برس سے چلا آرہا ہے۔ ڈیڑھ دو سو برس کیا ہوتے ہیں۔ ڈیڑھ دو سو
ڈیڑھ دو سو کے کچھ بھی نہیں دوست۔ پھر اگر کل کو بہ لو اس پر دل جاے
اور کوئی سپاری تم سے کہے ہیں جننی فرانس ہندی، بٹا سداو جنسی
اطالیہ میں جا رہا ہوں۔ تو تمہیں خوشی حاصل ہوگی؟

بہت بی گئے ہو شاید بی کر مہار احساس کتری بولنے لگتا ہو۔
احساس کتری نہیں احساس سرری بول رہا ہے۔ آج معلوم
ہوا تم کہتے چچہ رسے ہو۔ تمہاری تبدلہ دفنی ہے تمہاری خوشی
دفنی ہے تمہاری وفیت دفنی ہے دوست، تم مجھے ہو کون کہ
تم نے اپنے دل میں نا انصافی اور ظلم اور بے رحمی کو جگہ دی ہے۔
دلیل ہندوستانی!

یاں۔ مجھے گھونسا مت دکھاؤ! اسے اس ہندوستانی عورت
نے کئے سنبھال کر رکھو جس کے لئے تم فرانس میں مندر بنا رہے تھے۔
وہ مندر بک کا مسما رہو چکا۔ وہ مندر جس میں روسو اور ڈالینبر
کی روح نے جم لیا تھا۔ میں دلیل ہوں۔ لیکن زندہ ہوں۔ تم ارفع
ہو لیکن مر چکے ہو۔ اور مجھے مردوں سے کوئی علاقہ نہیں۔ جیساؤ
فریج تبریا جاؤ، یا ڈیج افریقہ، تیسری جنگ عظیم تمہارا انتظار کر
رہی ہے جس طرح دن کے بعد رات آتی ہے۔ اسی طرح دفنی صلح
کے بعد بھی جنگ آئیگی۔ مکونہ مال م ابھی تک نفرت کے قبرستان
میں سو رہے ہیں۔

بے رگو نہیں مجھے بولنے دو آج میری باری ہے اور تم
فریج تبریا جا رہے ہو۔ اور ہم دونوں دسکی رہے ہیں ایک زندہ ایک
مردہ۔ ایک ذلیل، ایک بے رحم، ٹھہر جاؤ۔ یاں۔ یہاں سے ٹھہر کہاں
جا رہے ہو۔ اپنے دوست کا آخری سلام تو لیتے جاؤ۔ سُنو میں
آب نہیں ہوں بال۔ میں جانیئل کروڑ ہوں۔ میں نفرت نہیں ہوں
میں محبت ہوں۔ میں نیولین نہیں ہوں۔ میں آشوک ہوں۔ میں
اکبر ہوں۔ میں گوتم ہوں۔ بستی ہوں۔ کبیر ہوں۔ کبیر کا نام سننا ہے
تم نے ہنسنے جاؤ یاں، میں اجنتا ہوں۔ ایلورا ہوں۔ میں لاج محل
ہوں۔ میں محبت ہوں۔ عشق و انسایت کی تفسیر ہوں
تم آزاد ہو کر بھی محبت نہیں کر سکتے۔ میں غلام رہ کر بھی تم سے

حَبِّ اَکْسیرِ خَاص

شبابِ انسانی زندگی کا ”عہدِ زریں“ ہے۔ جس میں تمام جسمانی اور نفسانی قوتیں اعتدال پر ہوتی ہیں انسان اپنی طبیعت میں ایک چو پخال بن محسوس کرتا ہے، دنیا کی ہر شے اُسے حسین اور بہار بدامن نظر آتی ہے۔ وہ ہر تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے۔ ہر بڑی سے بڑی مشکل اس کے عزم و ارادے کے آگے بے حقیقت ہوتی ہے۔ اور دنیا صبحِ صبح معنی میں اس کیلئے جنت بن جاتی ہے۔ اگرچہ پوچھئے تو یہی وہ مبارک دور ہے جسے حیاتِ چند روزہ کا ”ماہِ صہل“ کہا جاسکتا ہے۔

لیکن کس قدر بد نصیب ہیں وہ نوجوان جو شباب اور اُسکی بہارِ آفرینیوں سے محروم ہیں، جو عزم و ارادے کے مقابلہ میں مایوسیوں اور ناکامیوں کا مُرقع ہیں۔ جنہیں زندگی کی جدوجہد میں قدم رکھتے ہوئے خوفِ معلوم ہوتا ہے اور جن پر خود اپنا وجود ایک بارگراں ہو کر رہ گیا ہے۔

یہ بد قسمت نوجوان دردِ در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انہیں کوئی ایسی جگہ نہیں ملتی جہاں پر اپنی پیتا سنا کر اپنے درد کا صحیح علاج حاصل کر سکیں۔ انہیں برگشتہ بخت نوجوانوں کیلئے سنٹرل دواخانہ دہلی نے جسے ہزار گز الطیف ہائنس اعلیٰ حضرت حفظہ نظام، ہزار ہائیں مہاراجہ آف مہنی پور، ہزار ہائیں مہاراجہ آف سروہی، ہزار ہائیں مہاراجہ آف سیرملہ اور دیگر دلیان ملک روسائے عظام کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے۔ برسوں کی تلاش جو تجو اور محنتِ شا کے بعد حبِ اکسیرِ خاص تیار کی ہیں، دل، دماغ، جگر وغیرہ جملہ اعضاءِ رئیسہ کی تقویت کیلئے آبِ حیات کا اثر رکھتی ہیں۔ قوتِ مردانہ کے ضعف اور نظامِ عصبی کی خرابیوں کو دور کرتی ہیں۔ خون اور مادہٴ تولید کی پیدائش میں حیرت انگیز طریقے پر اضافہ کرتی ہیں۔ معدے اور آنتوں کی اصلاح کر کے بھوک بڑھاتی اور قبض کو دور کرتی ہیں۔

غرض یہ کہ ان تمام نقائص کیلئے اکسیرِ الاثر ہیں جو ایک نوجوان کی زندگی کو جہنم سے بدتر بناتے ہیں۔

قیمت ۲۴ گولی پانچ روپے چار آنے۔ علاجِ معمول ڈاک۔

سنٹرل دواخانہ، دہلی

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

اور ان کی جگہ ایسے ”جٹانی بول“ سٹھولنے جارہے ہیں جن کو غیر ہندو تو کیا خود ”ہندو جٹانی“ کی اکثریت بھی سمجھ نہیں سکتی۔ اب تو یہ حقیقت اس قدر آئینہ ہو گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا اپنی بصیرت اور بصارت دونوں کی فاختہ پڑھنا ہے۔ یہ لسانی ڈھونگ اصل میں اسلام دشمنی ہے۔ سیاست کے نقطہ نگاہ سے بھی یہ کوئی استمدادِ چال نہیں۔ کیا ہندی کے پرچار کو حال ہی کی سمجھ بیز جس میں ہندی کے ادیبوں کو ریڈیو کے حکم کے بائیکاٹ کا مشورہ دیا گیا ہے، سمجھ آموز نہیں؟ جن کی خاطر ریڈیو کا حکم اصلاحِ زبان کے باب میں بدنام ہوا تھا۔ وہی اب اس پر اور سوار ہوئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ”آدابِ عرض“ کی بجائے ”نمٹے“ یا ”پاؤں لائن“ کیوں نہیں کہا جاتا۔

دھن علی آباد، اب جبکہ ہندی کے پرچار کوں کی نیت کی کالی ہندیا حقیقت کے جو راہے برابری طرح پھوٹ چکی ہے تو اگر ریڈیو کا حکم اب بھی زبان کے پچھلے میں پیرا اُسے رکھے گا تو بیماریِ ٹانگ کی جو پہلے ہی کمزور واقع آدی ہے خیر نہیں۔ سٹھنے میں آیا ہے کہ ریڈیو دے ”ہندی“ ”خود آراہی“ سے متاثر ہوئے لیجئے نہیں رہے۔ اور اب ایک اصلاحی تکیہ بنانے کی فکر میں ہیں۔ ناچنے ہیں۔ اللہ خیر کرے!

اصل میں میرے معنون کا تقصیر تو زیبِ عنوانِ مصرع کو دوسرے حصے یعنی ”خبر لیجئے دہن بگڑا“ سے تھا۔ لیکن سطور بالا بھی برسبیلِ تذکرہ لکھنا ہی پڑ گئیں۔ کیونکہ جب تک الزام کی پہلی شق کا اجمالاً ذکر نہ ہو جاتا اس کی دوسری شق کی تفصیل کچھ ٹھیک نہ بیٹھتی۔

”زبان بگڑی تو بگڑی تھی“ (محاورہ کی رُو سے نہیں، بلکہ الفاظ کے سادہ معانی کی رُو سے) آپ نے دیکھ ہی لی۔ اب بگڑو دہن“ کا نقشہ بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔ اس سے متعلق ایک بات عرض کرنی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ ”دہن بگڑنا“ محاورے میں تو منہ چڑا یا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس حرکت کا مقصد ہوتا ہے دوسرے کی تحقیر۔ اس لئے یہاں میں نے اس ٹکڑے کے تحقیر ہی پہلو کو

مصرع ۱۹۴۴ء کے شمارہ میں سانی کے مدیر شہیر نے نگاہ اویں کی۔ چنانچہ ”آل انڈیا ریڈیو کی“ ”ادب نوازوں“ پر ایک شذرہ تحریر کی گئی تھی۔ اُمید ہے کہ اس اجمال کی تفصیل کوئی اور اہل قلم ضرور لکھ جائے گی۔ لیکن یہ معنون ایسا تھا کہ اسے عرصہ دراز تک زیرِ بحث نہ لایا جاتا۔ مگر خلافتِ امتیہ دے برخواست خیر اس دبی چنگاری کو میں ہی ہوا دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس اُمید کو دل میں لئے ہوئے کہ معاصرین بالخصوص شعراء حضرات اپنی شعلہ نوائی سے اس آگ کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں گے۔ اور ریڈیو کے حکم کو بتا دینگے کہ ”بارشِ بابا ہم بازی“ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اور شعرا کی تحقیر اب برداشت سے باہر ہو رہی ہے۔ اسے بند ہونا چاہئے۔

زیبِ عنوانِ مصرع کے پہلے حصے سے متعلق جسہ اند میں کافی نے دے ہوئی رہی ہے۔ اور یہ سلسلہ غالباً ابھی جاری رہے گا۔ اردو زبان کے خلاف ریڈیو والوں نے جو ٹیڑھی روش اختیار کر رکھی ہے، اردو والے طبقے نے تو ہندوستان کے طولِ عرض میں اس پر اظہارِ ناراضگی کرنا ہی تھا اور بددعا بھی۔ لیکن جن ہندی والوں کی نالیق قلوب (یا اپنی مداسنت کے اظہار کی خاطر) اصلاحِ زبان اردو کا یہ ڈھونگ رچایا گیا تھا حکم کی بددستی سے وہ بھی خوش نہ ہو سکے۔ اور انھوں نے حال ہی میں حکم ریڈیو کی اردو نما زبان کے خلاف تادیبی ووٹ پاس کر کے بیچاروں کو ”گھٹکا نگھاٹکا“ کر کے چھوڑا۔

اگر یہ سلسلہ صرف ”لسانی“ ہوتا تو آئے دن کی اچھینچتی ہی کیوں؟ ”زبان“ کے پردے میں جب سے ہی سے سیاست جلوہ گر تھی۔ اور اس شاختلنے کے اٹھانے والوں کو بھلے اردو زبان کی اصلاح تو تھیل کے جب فرقہ دارانہ جذبات کا بھوکا نا ہی مقصود تھا تو نالیق قلوب یا مادہیت کی روش جو ریڈیو والوں نے دانستہ اختیار کی کیونکہ کامیاب ہو سکتی تھی۔ کس قدر اچھنے کی بات ہے کہ ہندی والے انگریزی زبان کے الفاظ سے تو نفرت نہیں۔ اور ان کو بے تکلف ہندی میں بولے جاتے ہیں۔ مگر فارسی اور عربی کے وہ الفاظ بھی جو اردو کے جنم سامتی ہو چکے ہیں چُن چُن کر بلا وطن

مذکر رکھا ہے۔

اندھکھ کو پیچ جانی چاہئے۔“

اب آپ ہی فرمائیں یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ شاعر اپنی ہر سی چیز ریڈیو والوں کو خواہ مخواہ بھیجے، خواہ وہ ان کے کام کی ہر یا نہیں۔ اور اس طرح اپنے ادب پر خود ہی یہ نئی قسم کا سانس بٹھالے۔ ریڈیو والے گو وہی چیز پر ڈکاسٹ کر بیٹے جو ان کے مطلب کی ہر جب نہ صورت ہے تو اس بیز فکری اور بیز معقول شرط کے ماننے کو کون عقل کا اندھا تیار ہو سکتا ہے۔ ریڈیو والوں نے اس اقرار

ملنے کی آواز سے

”اڑھیں خانہ تار سہ بام از ان من

وز بام تار عقد شریا از ان تو“

کی مشہور روایتی نظم کو پتہ کر رکھا ہے۔ وراذہ کستی اور سینہ زوری کی مثال جو اس اقرار نامہ کی مترانک میں دکھائی گئی ہے شاید آقا اور غلام ہی کے عہد نامے ہی میں نظر آئے تو آئے۔ اس سینہ زوری پر جو معاوضہ تجویز کیا گیا ہے ”گامی دیکر تجوہ رسید کرنا“ کے مترادف ہے۔ اور یہ شوق ناز ان لوگوں کے اس طبقہ سے روا رکھی گئی ہے جو خود داری اور غیرت کا جھنڈہ بھا جاتا ہے۔ (اسی ہندوستان میں اور ایسے زمانے میں جبکہ بولنے پر زبان کشتی مٹی قبر و تہذیب کی خود داری کس ادیب یا شاعر کو معلوم نہیں) اسی بنا پر بعض عیود اور خود دار اہل فن نے یا تو ریڈیو کے محکمے کی ایک کٹیٹ کرنے سے سسکتے انکار ہی کر دیا ہے یا ستورے سے تجربہ کے بعد دستخط شدہ ایگریمنٹ منسوخ کر دیا ہے یا اگر تحریری اجازت ہی سمجھی تو اس کو واپس لے لیا ہے۔ یہ نہیں کہ یہ خامیاں یا خلیفہ نشہ دہانہ جو ایگریمنٹ میں ہے کھول کو محکمہ مذکور کے نوٹس میں نہیں لایا گیا۔ ایسا کیا گیا ہے اور بڑے شد و مد سے کیا گیا ہے دیگر وہاں ترشی سے اترے والے نشے ہوں تو اتریں۔ محکمہ مذکور کے موجودہ ایگریمنٹ پر جب دھڑا دھڑا دستخط ہو رہے ہوں اور آنکھیں بند کر کے ہو رہے ہوں تو انھیں کیا پڑی ہے کہ اپنے ”اسرائیلی حربہ“ کو بے ضرر بنادیں۔ محکمہ کی یہ سیکڑی کسی معقولیت پر مبنی نہیں کہی جاسکتی۔

اس کی وجہ مجھے سن لیجئے۔ اول تو عکلا اس اقرار نامے کی اس شرط کو طرین معائنہ نے ”وعدہ معشوق مجھ رکھا ہو“ ”وعدہ وہی کیا جو وفا ہو گیا“ ”بایہ کجن شعراء سے یہ ایگریمنٹ لیا گیا ہے ان میں چند ایسے بھی ہیں جن کے ایک آدھ گیت یا ایک

مارچ ۱۹۴۴ء کے مزید میں مدیر ساقی ادیبوں اور شاعروں کی عام ناقدی کا رونا رونے کے بعد فرماتے ہیں ”ریڈیو! اس محکمہ سے کوروں روپے کی آمدنی ہے۔ ورنہ محکمہ کوروں ہی رہنے صرف کرتا ہے۔ ادیبوں اور شاعروں کی جیسی قدر اس ظلم کے سے میں ہوئی ہے شاید کسی کہ میں نہیں ہوتی ہوگی۔ یہاں غزلوں کا بھی معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ایک غزل کا معاوضہ مگر آٹھ پیسے نہیں گئے تو حیرت کر بیٹے۔ وراخذہ سے سسکتے۔ آٹھ آئے اور دوبارہ آئے۔ اور پھر شرط یہ کہ وہ شاعر جس کی عول گائی جائے زلف ہو۔ اور اگر مردہ ہے تو یہ آٹھ آئے بھی بھجی سسکتے کا مضبوطی۔ ہمارے ادیبوں کو راہ راست پر لانے کیلئے یہ نادیب لکچر یا دہ نتیجہ غیر ثابت نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم حضور ڈاکٹر بیکر جنرل بہادر سے سفارش کرتے ہیں کہ ایسے بے جس اور شد بد محرموں کیلئے بعد پوریے شد کی سزا تجویز فرما کر عنایتناش مشکور اور عناد اللہ ماجور ہوں“

مدیر ساقی کی خدمت میں دست لستہ عرض ہے کہ صاحب آپ شاید دہلی ریڈیو اسٹیشن کی بات کر رہے ہیں۔ اور غالباً یہ ریٹ ۸ سے ۱۲ تک ہی نہیں بلکہ بعض خاص انخاص لوگوں کے لئے پورے سولہ آئے بھی ہے۔ البتہ یہ ۱۲ اور ۱۶ فی براڈ کاسٹ غالباً دو ایک زریں پالانہ سٹیوں کیلئے ہی مخصوص ہے۔

لیجئے ہمارے مردم حیرت خیز یعنی پنجاب (لاہور ریڈیو سٹیشن) کے ریٹ بھی سن لیجئے ”۳ اور ۴“ فی براڈ کاسٹ۔ کہئے پنجاب ریڈیو اسٹیشن نے قائم کی قبر پر لات ماری کہ نہیں؟ اب ذرا سیکڑی چھاپ شدہ ایگریمنٹ (اقرار نامہ) کی شدہ لفظ بھی ملاحظہ فرمایو: اور محکمہ کی قارونی ذہنیت کی داد دیتے ہوئے پیکار اٹھئے: ”یہ منہ اور مسرور کی دال“ ان حالات میں کوئی خود دار ادیب یا شاعر جب تک بیچارہ بنگال کے کال کے تیخل سے لرزہ بر اندام نہ ہو کیونکر ریڈیو والوں کے دہم تریر میں آسکتا ہے۔

اقرار نامہ میں شروع ہی میں شاعر کے ماضی، حال اور مستقبل کے تمام کلام پر قبضہ جمایا گیا ہے۔ مطبوعہ ادب شائع شدہ کلام کو تاخیر پہلے ہی منظر عام پر آچکا ہے۔ اور ریڈیو والے اپنے مذاق کی چیزیں اس میں سے چن کر نشر کر سکتے ہیں۔ مگر وہ کلام جو ابھی لفظن شاعر میں ہے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ”اس...“ ”مرد...“ ”پدائش کی رپورٹ بند رہ دن کے اندر

یہ ادربات ہے کہ جب سرکاری کام نہ ہو تو تجارتی محکموں کو ذریعہ آمدنی بھی مٹا کر برکات برطانیہ کو سچ دکھایا جائے۔ ریڈیو کا محکمہ بھی تجارتی ہے۔ مگر اس کا مقصد وحید (ہندوستان میں) سرکاری نقطہ نگاہ اور مفاد کا پرچار کرنا ہے۔ جہاں تک پروپیگنڈہ کا تعلق ہے۔ آپ کون ہیں جو رومز سلطنت میں دخل دیں۔ اس نے جو بیس گھنٹہ سرکاری پرچار کیا جائے تو ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے، نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہونا چاہئے۔ مگر ان حدود سے بڑھ کر ہم مثلاً شنگیت ہاؤس کا شعبہ ایسا ہے کہ اس پر ملک کا ہر "مستوفیہ" بھی اپنی رائے قائم کر سکتا ہے۔ اور اگر میری آپ کی طرح وہ محدود اہمیت اہل قلم بھی ادا رہے تو ساتی کی ادبی زحم کی ضیافت طبع کے لئے کبھی البتہ ایفہ بھی پیش ہو سکتی ہے جسے غالباً صرف خدایان ریڈیو ہی سننا پسند نہ فرمائیں شنگیت پروگراموں کے متعلق تو علامہ اقبال مرحوم کی چھٹی غالباً سستی ہو گی۔ کہتے ہیں جب لاہور ریڈیو کی سٹیشن کا افتتاح ہونے لگا تو ریڈیو والے علامہ مرحوم سے کوئی پیغام تبرکات حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ مگر علامہ نے "درودِ رگزدن راوی" فوراً ہی تبسم آمیز لہجہ میں دریافت فرمائی: "وہ نے ایسے بھی سرکاری ہیرامندی کھل گئی ہے" (کیا یہاں بھی سرکاری ہیرامندی کھل گئی ہے؟) (لاہور کی ہیرامندی یا گتھی کی معنویت کسی سے مخفی نہیں) اپنے موازنہ بھی سن لیجئے۔ بیچارے ادیبوں اور شاعروں کو تو دونی، چوٹی کی خیرات دیکھنا لانا پڑتا ہے۔ مگر "طوائف نوازی" ملاحظہ ہو۔ ہر چوٹی کی طوائف کا تنگ ہوا یا گلو۔ اور اگر یہ دونوں نہیں بچا ہوں تو سبحان اللہ۔ کھنڈ کے حلقہ سے لیکر پیشا در کے حلقہ تک باقاعدہ سرکاری "گردآوری" کرتی ہے۔ مگر ایسا تو یہ ہے کہ صرف بیچارہ کوئی اکاؤنٹنٹ جنرل بھی اعتراض نہیں کرتا کہ جب لندن سے گانگوں کی آواز باقاعدہ سنائی جاسکتی ہے تو یہاں یہ "مشرافانہ" حسین شہل کا تنگ کس لئے روا رکھا جا رہا ہے؟ عوام کی چیمبرگیاں کیا ان کے تذکرے کی ضرورت نہیں۔ عاقلان خود میدان۔ رہی ادب اور اخلاق کی درست جان رکھنے پر دیگر اموں میں ہتی ہے تو اس کا تذکرہ ہی فضول ہے۔ کیونکہ یہ دونوں الفاظ اس زمانہ کے مخصوص لغت سے خارج ہو چکے ہیں۔

ریڈیائی مشاعرے اچھا خاصہ مذاق میں مذاق۔ ایک

آدھ غزل سال دو سال سے چوڑھا چار پانچ سال سے ہر ہندو اور کو میں نشر ہو رہی ہیں۔ گویا کہ وہ "ادبی پنکے گائے" نہیں جن کو ترک کیا ہی نہیں جاسکتا۔ ورنہ ادب شنگیت کے دنیا سے ناپید ہو جانے کا ڈر ہے۔ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے۔ کیا وہ ادبی قلمتے ناکارہ ہو چکے ہیں؟ جن کی بھلی یا بُری اولین شعاعوں کو "من ترا احاسی جگمگم کوہراجی بگو" کے ریکارڈنگ سسٹم کے ماتحت ریکارڈ کر کے لافانی بنالیا گیا ہے۔ اگر ریڈیو والوں کا یہ ادعا ہو کہ ہم اپنے سینے والے انھیں پسند کرتے ہیں۔ تو یاد رہے کہ اس پر تجاہل عارفانہ کی چپک جالے والی چھٹی کسی جاسکتی ہے۔

دوسری وجہ گدھے جڑی می ہے۔ مثلاً سحر اور سستی شہرت کے بھوکے جن میں سے اکثر بیچاریاں شاعری بھرتا دیتے ہیں۔ اور اکثر اسناد ازل کے کہے ہوئے کو رٹ دیتے ہیں ہندوستان جنت نشان میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وہ بیچارے کیا حائیں کہ اہل ہند کی غیرت اور خودداری کس جانور کا نام ہے۔ ایسے لوگ جس قسم کا بھی معاہدہ کر لیں مستوجبِ ملامت نہیں کہے جاسکتے۔ البتہ خوش مذاق اور اہل انراٹے اصحاب ریڈیو کے محکمہ کی "کم نظری" کی واد ایک ظریف دوست کی زبان میں ضرور دیتے ہیں۔ اور دیتے رہیں گے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک اچھے پائے کے مستند ادیب دوست سے ازراہ ہمدردی ایک ریڈیو کے شائق دوست نے پوچھا کہ بھی آپ کبھی ریڈیو پر نہیں بلائے جاتے۔ آپ کی قابلیت اور "تجربہ عملی" تو کل ہندوستان میں مانا ہوا ہے۔ تو میرے دوست نے جواب دیا کہ میری قابلیت کی یہی بہترین دلیل ہے کہ مجھے ریڈیو کا محکمہ یاد نہیں فرماتا۔

لگے ہاتھوں معاوضہ کے متعلق بھی ایک امر واقعہ سن لیجئے۔ پنجاب کے ایک شخص کا ایک گیت ساری چھ ماہی میں ایک ہی بار نشر ہوا۔ وہ چوٹی آغاب کو ذریعہ منی آرڈر، منی آرڈر کی فیس کاٹ کر بھیجی گئی۔ حساب بچا لیجئے کہ کتنے پیسے گئے ہوں گے۔ بیچارہ بڑی شان سے گھر سے منی آرڈر وصول کرنے باہر آیا۔ مگر ریڈیو والوں کی ستم ظریفی دیکھ کر غصہ کو پی ہی تو گیا۔ منی آرڈر پر دستخط کر کے ڈاکہ سے کہنے لگا کہ بھائی رقم پہنچ گئی۔ تم اس رقم کی ہماری طرف سے گندھیریاں جو جس لینا۔

یہ کوئی نہیں جانتا کہ سرکاری ادارے سے خواہ تجارتی ہوں خواہ "خراج" ان کا قیام تو رمنٹ کے نقطہ نگاہ کے تحت ہی۔

آپ اگر دُر اسی توجہ فرمائیں گے تو کارکنانِ محکمہ کے بھی کان ہوجائیں گے اور یہ جو اندھے کی شیرینی بیدار بنٹ رہی ہے کسی قانونِ قاعدہ سے بننے لگے گی۔

امینِ حرمیں سیالکوٹی

شفق

بچی ہوئی ہے وہ پرست پرشگرنی چساور
کہ جیسے چھوٹ رہے ہیں ہو کے فوٹا
معاذ حق یہ دیکھنے لگے ہیں انگارے
چڑھا ہوا ہے وہ سونے کا خولِ قطرہ
وہ آفتاب کی کرنوں کا سلسلہ ٹوٹا۔

فضائیں سُرخ دھند لکے ابھرتے جاتے ہیں
فلک کی مانگ میں سینہ در بھرتے جاتے ہیں
شکستِ ہر مغرب کا حوصلہ ٹوٹا!
یہ کس نے جامِ اُفتق میں گلابیاں بھریں۔

لشے میں جھوم رہے ہیں تحنیلاتِ جمیل
سرورِ کیف میں ڈوبی ہوئی ہر روحِ قشیش
گلے نظر آتے ہیں آسمان وز میں
وہ گالی شامِ حسیں کے ہیں متمنائے ہوئے
وہ جارہا ہے کہیں دن نظر جھکائے ہوئے

قتیلِ شفائی

ایسے ہی مشاعرے میں شرکت کا ایک مجھے بھی فخر حاصل ہوا تھا۔
او اچھا ہوا کہ ذوقِ اُتے قلم کو لے لیے سخن۔ تہو کی کیونکہ شنیہ
کے بودماند دیدہ۔

ہاں ہمدردیوں کا نغمہ اس خود فریبی میں بیتلا۔ بے کہ نہ ادب
کی ایسی خدمت ہو رہی ہے جسے عواہ اجرام کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں۔ خود فریبی کی معراج انیسویں ہوا چلے۔

بات بہت لمبی ہو گئی۔ اصل میں میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ شعر
کی غزلیں گانے والا باگمانے والی پچاس روپے روزانہ بلکہ بعض
خاص حالات میں اس سے بھی زیادہ کی حقدار نہیں جانی ہے۔
موشا سر جس نے غزلِ باگیت اپنے جگر کا خون بی کو کھا ایک
پیالی چائے کی قیمت کا حقدار بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اور پھر اس پرانی
پابندیوں کہ اللہ امان! آخر شعر کی تحفہ نہیں لہا اور کیا ہے؟ اب
سوال یہ ہے کہ آخر شعر اور معاجان کی عزت کب تک جوش میں نہ
آئیگی؟ حضرات! اٹھئے اور اپنی پچاس کی خبر لیجئے۔ یہ زمانہ غفلت
یا بھڑمانہ آنکساری کا نہیں۔ یاد رکھئے کہ جب تک آپ اپنی عزت
کرنے کے خوگر نہ ہونگے دوسرے آپ کی عزت کرچکے۔

کئیے اور اپنے جائز حقوق کا بیڑا اٹھائیے۔ خدایاں محکمہ
خواہ کتنے ہی ادب نواز ہوں۔ پھر بھی ایک تجارتی محکمہ کو چلا رہے
ہیں۔ اور وہ جتنی بھی بچت ایسے محکمہ کو خرچ کر کے کھائیں اتنی ہی
ان کی چاندی ہے۔ سیدی انگلی گئی نہ کبھی نکلا ہے اور نہ کبھی نکلے
گا۔ اس لئے اہل فن کی جلی عزت کا واسطہ دیکر شعراء کو کام کر
درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس تحفہ کے خلاف جو محکمہ ریڈیو نے
ان کے خلاف روا رکھی ہے ایک پُر زور اور مخلصانہ آواز اٹھائیں
اور خدا یا ان ریڈیو کو مجبور کریں کہ وہ ادب اور ادیبوں کی ماحقہ
توقیر اور ادب کو ناپسند کریں۔ اگرچہ ایک اچھا کھفہ والے جو ان کی
وجہ مسئلہ قریب ہیں اور اگر کمینٹ کر چکے ہیں اپنے اقرار
ناموں کی تینچ کا نوٹس دیدیں تو اس کا فوری اثر ضرور ہوگا۔ اور
محکمہ ریڈیو کو ان نوٹس کو فوراً ختم نہ پڑے گا یا اس میں
ضروری اصلاح کرنا ہوگی۔

معتمد اسر سلطان احمد بالغابہ سے بھی اردو ادب کے نام
کا واسطہ دیکر التماس ہے کہ محکمہ ریڈیو کی یہ شاخ جو اس مضمون
میں زیر بحث لائی گئی ہے آپ کے نکتہ شناس گوشہ چشم کی
امیدوار ہے۔ اس باب میں تھوڑی سی توجہ ضرور فرمائیے گا۔

یہ آل انڈیا ریڈیو ہے

(نمبر ۲)

ایک - ہندو، ڈرامن مین ایک - ہندو، ڈرامن مین دوسرا درجہ
ایک - ہندو، دفتری تین ہندو، تین مسلمان، گل چہر (جمعہ دار
دوسرا درجہ ایک مسلمان - دفعہ ۱ - ایک - سکھ، چہرہ اسی درجہ اول
دو میں سے ایک مسلمان، چہرہ اسی دوسرا درجہ تین میں سے دو مسلمان
چہرہ اسی تیسرا درجہ نو ہندو پانچ مسلمان (کل چودہ)

ان اعداد پر رائے زنی کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اب
ہم سنٹرل نیوز آرگنائزیشن کی طرف آتے ہیں۔ یہاں کو بنیادی
عہدہ ملاحظہ کیجئے:

چیف، ڈائریکٹر آف نیوز، انگریز، سینئر ڈپٹی ہندو۔
چیف نیوز ایڈیٹر پانچ میں سے دو مسلمان - سب ایڈیٹر اور اسٹنٹ
ایڈیٹر مذکورہ بالا فہرست کے مطابق چار ہندو ایک مسلمان اور دو ہندو
تھے۔ اب اس سلسلے میں اس شعبے کی توسیع ہو چکی ہے اور پہلے
میں معلوم ہو سکا ہے اس توسیع میں بھی اپنی بنیادی اعداد کو
ترقی کی ہے۔ یہاں انصاف کی رو سے اس کا ذکر کرنا ضروری
معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو کے خبروں کے شعبے میں ایک ڈپٹی ڈائریکٹر
مسلمان بھی ہے۔ لیکن ورا آگے چلے (یہ اعداد فہرست کے مطابق
ہیں اور توسیع کے انداز اختتام کا اندازہ ہمارے پہلے بیان سے
گنچا لیجئے) مترجم بائیس میں سے پانچ مسلمان، فارسی مترجم
تین میں سے دو مسلمان، اسٹینڈو پانچ میں سے پانچ ہندو۔
کلرک درجہ اول - ایک، ہندو - درجہ دوم تین میں سے ایک
مسلمان - اب آئیے ریسرچ آفس کی طرف آئیے، زیادہ وضاحت
سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ یہاں بھی مسالوں کی تعداد کم سے
زیادہ نہیں ہے۔ بالائی انڈین ایسٹر کا ایڈیٹر ہندو، آوار کا ایڈیٹر
مسلمان اور سارا نگ کیلئے ایک ہندو۔

اب آئیے انٹون ڈرائیو سنٹرل سروس پر بھی ایک سرسری
نظر ڈالتے چلیں۔ یہاں سب سے - ایس۔ ڈی تو مسلمان ہے لیکن
اس کے نیچے آٹھ پروگرام ایگزیکٹو میں سے صرف دو مسلمان ہیں
اور پروگرام اسٹنٹ چار ہندو اور دو مسلمان۔ اب ذرا آل انڈیا

گذشتہ صحبت میں ہم نے برادران وطن کے ان اعتراضات
کا جواب دیا تھا جو انہیں آل انڈیا ریڈیو پر زبان و بیان کے
سلسلے میں ہیں۔ اور وعدہ کیا تھا کہ اگلی بار ہم اس محکمہ میں مسلم
عنصر کی کارفرمائی کا قاطع جواب اعداد و شمار سے دیں گے۔
خوش قسمتی سے ہمیں دو سال قبل کی *Annual Statement*
ملاحظہ ملی گئی ہے۔ لیکن اس کے شمار کو ہم نے بعض دوسرے
ذرائع سے موجودہ صورت حال کے مطابق بنا لیا ہے۔ اب آپ
اس چھان بینک کا نتیجہ ملاحظہ فرمائیے:

مدرسہ، ترجمانی، ڈوھا، اور کلکتہ کے بارے میں تو
کچھ کہنا لا حاصل ہے۔ تاوقتیکہ ہم اہل ہندو کو بھی اہل اسلام
تعداد گنیں۔ ہاں اس سلسلہ میں تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کلکتہ
اور ڈوھا کے میں بھی جو بنگال میں واقع ہیں اور جہاں کی مسلم آبادی
وہاں کے اہل ہندو سے زیادہ ہے۔ مسلم عنصر کا صرف نشان ہی
نظر آتا ہے۔ اور وہ بھی نام کو۔ مدرسہ اس اور ترجمانی کا تو ذکر
ہی چھوڑ دیتے۔

اب جو کفر از کعبہ پر خیزو کے مصداق ذرا دہلی پر نظر ڈاؤ
جو نہ صرف مرکزی اسٹیشن ہے بلکہ ہاں ریڈیو کے دیگر متعلقہ
شعبے بھی قائم ہیں۔ سب سے پہلے ہم ڈائریکٹر جنرل کے دفتر
کو لیتے ہیں۔

ڈائریکٹر جنرل مسلمان، ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ایک مسلمان
دو ہندو۔ ادواب خدا کا نام لیکر شروع ہو جائیے۔ چیف انجینئر
انگریز، اسٹنٹ چیف انجینئر ہندو، پبلک ریلیشنز آفیسر ہندو
(*Public Relations Officer*) ہندو، ایڈمنسٹریشن آفیسر ہندو
ڈائریکٹر پروگرام ہندو، آفس سپرنٹنڈنٹ دو ہندو، اسٹنٹ
آفس سپرنٹنڈنٹ سات ہندو، چھ مسلمان (کل تیرہ) کلرک دوسرا درجہ
پانچ ہندو۔ دو مسلمان (کل سات) کلرک تیسرا درجہ بیس ہندو۔
آٹھ مسلمان (کل اٹھائیس) لائبریرین ایک، ہندو، اسٹینڈو
(*Steno*) پانچ ہندو، ایک مسلمان (کل چھ) پبلسٹی اسٹنٹ

ریڈیو کے ذریعے اسٹیشن کے پروگرام سننا۔ کو دیکھتے لیکن شاید اس وقت تک مراد ان اسلام گھراگئے ہوں اس لئے ان کی طبیعت تشنگانہ کرنے کے لئے اعلان عرض ہے کہ اگر آپ سیاسی لحاظ سے بنگال، پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ یعنی ہندوستان کے چار صوبوں میں اپنی اکثریت سمجھتے ہیں تو آل انڈیا ریڈیو میں بھی غنیمت جانتے کہ اس محکمہ کے پشاور اسٹیشن پر جو صوبہ سرحد کیلئے مخصوص ہے مسلمانوں کی اکثریت نظر آتی ہے کیونکہ یہاں پروگرام اسٹیشن میں صرف ایک پروگرام اسٹیشن ہندو ہے لیکن میکینیکل اسٹیشن کا حال یہاں بھی نہ پوچھے ورنہ یہ شکائی تشنگانہ بھی جاتی رہے گی۔

اب پشاور سے اس کامیابی کی طرف چلے آئے ہیں آپا لاہور، پنجاب کا دارالخلافہ ہے۔ پنجاب میں مسلمانوں کے چھوٹے فیصدی مسلمان بستے ہیں، اور اسٹیشن کے پروگرام اسٹیشن کے تجربے سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا وہ دعویٰ جو انگریزوں کی مردم شماری کی بنیاد پر متعلقہ تھا صحیح ہے۔ کیونکہ یہاں پنجاب ہندو اور چھوٹے مسلمان دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن شاید اس دور سے مسلمانوں کا غلبہ کوئی بڑا فیصد نہ پیدا کرے اسٹیشن ڈائریکٹر ہندو رکھا گیا۔ اسٹیشن کی صورت پر اسٹیشن اسٹیشن ڈائریکٹر مسلمان ہے۔ اور اس کے بعد ایک پروگرام ایجنٹ بھی مسلمان لیکن گوشمالی کیلئے ساتھ ہی دوسرا پروگرام ایجنٹ بھی بیکھڑ ہندو ہے۔ اس کے بعد آتی ہے پروگرام اسٹیشن کی باری، تو یہاں چاروں سے تین غیر مسلم ہیں۔ تاکہ مسلمان یا بعد خود شناس پر عمل کرتے ہیں۔ اہل اسلام کی جھوٹی تسلی کیلئے میکینیکل اسٹیشن کو بظاہر انداز کرتے ہیں۔

لاہور سے آگے دتی۔ یہاں نہ معلوم کس مصلحت کی بنا پر مساوات کا لحاظ رکھا گیا اور دس ہندو اور دس مسلمان موجود نظر آتے ہیں۔ ہاں آل انڈیا ریڈیو کے کل دس اسٹیشن ہیں۔ اور دس میں سے دو اسٹیشن ڈائریکٹر مسلمان ہیں لیکن کام سرکاری جائزہ یہ ہے۔ اسٹیشن ڈائریکٹر ہندو، اسٹیشن ڈائریکٹر ہندو۔ پروگرام ایجنٹ بیکھڑ دو۔ مسلمان۔ پروگرام اسٹیشن (جو نہیں معلوم ہیں) دو ہندو ایک مسلمان۔

بستی کی طرف توجہ کرنا بھی لا حاصل ہے۔ اسٹیشن ڈائریکٹر مسلمان ہے لیکن ان کا نام برائن جیوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھاری کھڑکی

طرف سے مسلمان ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اسٹیشن ڈائریکٹر سے لیکر آخری پروگرام اسٹیشن تک نظر ڈال جائیے آپ کو صرف بیچارہ ایک مسلمان پروگرام اسٹیشن کی حیثیت میں دکھائی دے گا۔ تو یہ ایک سرسری سا جائزہ ہے اعداد و شمار کا۔ اور یہ نکتہ خصوصاً قابل غور ہے کہ میکینیکل اسٹیشن ہر اسٹیشن پر برادران ہندو سے بھرپور ہے، حالانکہ جس کام کا تقاضا ان مشینوں میں کیا جاسکتا ہے اس کے پورا کرنے کی اہلیت اب بہت سے مسلمانوں میں موجود ہے۔ لیکن آپ جانتے یہ بستی و کشاد کے جہدوں کی برکت ہے یا محض حسن اتفاق کہ مسلمان ان مشینوں میں کھائی نہیں دیتے۔

برادران وطن اگر مذکورہ بالا بیان سے مطمئن نہ ہو سکیں تو ہماری تجویز ہے کہ وہ اسمبلی میں سوال اٹھا سکتے ہیں کہ آل انڈیا ریڈیو میں کتنے ہندو اور کتنے مسلمان کس کس حیثیت میں ملازم ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ہم پر بھی عنایت ہوگی کہ ہمارا یہ جائزہ جو ابھی سرسری ہے آئندہ نکلے مکمل ہو جائیگا۔ آخر میں رخصت ہوتے ہوئے عرض ہے کہ کوئی اور اعتراض ہو تو وہ بھی فرما دیجئے کیونکہ ہم تو یار زندہ صحبت باقی کو قائل ہیں۔

ابن آدمؑ

نفسانے
مجموعہ شہر قن حیدر اہم۔ اسے بے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب ہندوستان کے عہد افسانوی ادب کی تصویر ہے۔ اردو، ہندی، گجراتی، مرہٹی، تامل، تلگو، بنگالی، بہاری وغیرہ افسانہ نگاروں کے ۳۰ بہترین نقوش اس میں شامل ہیں۔ مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ تنوع، طرز انشا، موضوع اور جالباتی رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی افسانہ کسی دوسری زبان کے بڑے سے بڑے افسانوی ادب کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ جان لیمبس کہتا ہے انگریزی افسانہ زوال کی انتہائی پسینوں کی طرف جا رہا ہے۔ بیکس لکے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستانی افسانہ برابر بہاؤ میں رہی ہے۔ یہ کتاب دو سال کی کاوشوں کے بعد مرتب ہوئی ہے۔ ضخامت ۴۲۵ صفحے۔ قیمت چار روپے۔

پیشانیہ ساقی کٹر پلو۔ مسلمان جامعہ نگر (درہل)

کتاب خانہ علم و ادب دہلی کی مختصر فہرست کتب ۱۹۲۵ء

تعلیمات اسلامی پر عام کتابیں	۱۰	دوسرا سلام راشد الخیری	۱۰	علمی کتابیں	۱۰	بچوں کی نفسیات شیر محمد اختر
فاتح القرآن مولیٰ عبدالرشید جلد اول	۱۰	دعائیں	۱۰	سائنس - فلیکس - منطق	۱۰	نفسیات زندگی
سایح القرآن محمد اسلم علی چیمبرس	۱۰	جنایات پر جاندار	۱۰	سائنس	۱۰	تعلیمی نفسیات
تعلیمات قرآن	۱۰	فضائل نماز محمد ذکریا	۱۰	مشاہدات سائنس	۱۰	طہریہ خداوندی
تعلیمات اسلامی جلد اسلام ندوی	۱۰	برکات ذکر	۱۰	مکالمات سائنس فیصلہ احمد	۱۰	فلسفہ جنات - عبدالماجد
اسلامی قانون فوجی سلاسل	۱۰	فضائل قرآن مجید	۱۰	معلومات سائنس	۱۰	اقول زروشت - ڈاکٹر منصور احمد
تعلیمات اسلامی پر حصہ بنی کفایت اشرف	۱۰	فضائل رمضان	۱۰	بجلی کے ریشے محمد معصوم حسن	۱۰	تفہیم نقل محض - ڈاکٹر جابر علی
اول دوم ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹	۱۰	فضائل تبلیغ	۱۰	القدر	۱۰	پہاری نفسیات
وحی الہی مولوی سعید احمد	۱۰	بہشتی زیور مولانا شرف تھانوی	۱۰	طبقات الارض	۱۰	مکالمات افلاطون سعد علی لدھی
نہیم قرآن	۱۰	بہشتی زیور زدن	۱۰	رسالہ علم نباتات	۱۰	فلسفہ خواب عبداللہ آردی
جنت کی کئی	۱۰	پرست کی باتیں مولوی احمد سعید	۱۰	حیات کیسا ہے	۱۰	داستان دانش خلیفہ علی حکیم
دو نہ کا کھٹکا	۱۰	رسول کی باتیں	۱۰	معدنی دباخت سید احمد علی	۱۰	سیاسی و اجتماعی کتابیں
خدا کی باتیں	۱۰	خطبات ابراہیم علی مودودی	۱۰	اضافہ ربی الدین	۱۰	اسلامی فلاحی کی حقیقت مولوی سعید احمد
نظریہ توحید - برہان احمد فاروقی	۱۰	تفہیمات	۱۰	پورے اور ان کی زندگی	۱۰	غلامان اسلام
معدنہ ام ربانی الفنائی	۱۰	تفہیمات	۱۰	ارتقا مشتاق احمد	۱۰	اسلامی علوم و معارف
شیخ احمد حسینی	۱۰	پروہ	۱۰	فلسفہ و منطق	۱۰	بین الاقوامی سیاسی معلومات
تعلیمات اسلام و اسلام ہندی	۱۰	رسالہ و نیات	۱۰	خطبات الفیض پرتی گاندھی	۱۰	شہنشاہیت مظفر شاہ خاں
فیہانیہ فارسی عبدالماجد	۱۰	تجدید و حیات دین	۱۰	بیکل ایکس اور نظام اسلام مولانا عبدالحق	۱۰	شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک
تعلیمات اسلام اور بی اے اے اے اے اے	۱۰	حقوق الزمین	۱۰	نفسیات فاسدہ	۱۰	شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ
اخلاق و فلسفہ اخلاق خلیفہ الرحمن	۱۰	مسئلہ جبر و قدر	۱۰	تاریخ فلسفہ سیاسیات پر محمد سعید احمد	۱۰	سولہ کی بنیادی حقیقت یعنی الدین
قصص القرآن جلد اول	۱۰	اسلام اور جبر و قدر	۱۰	علم کلام شعبی	۱۰	بسیاسیات مظہر علی الطہر
" جلد دوم	۱۰	سلامتی کا راستہ	۱۰	الکلام	۱۰	مشین اور زور و باری
" جلد سوم	۱۰	راہ عمل ابراہیم علی مودودی	۱۰	برکے اور اس کا فلسفہ - برکے	۱۰	فاسزم و سیر لاف کی
دین کامل سید عبدالقدیم	۱۰	ایم استغنا	۱۰	مبادی علم انسانی	۱۰	آزادی کی راہیں
نفسہ کہیا محمد یوسف	۱۰	دین حق	۱۰	مکالمات برکے	۱۰	رجا اور کسان
دین اسعالم یوسفی افضل حق	۱۰	اسلام اور جاہلیت	۱۰	مبادی فلسفہ عبدالماجد اول	۱۰	صاحب اور غریب
پیام امین عبد اللہ	۱۰	افادات شاہ ولی اللہ محمد الدین	۱۰	" دوم	۱۰	ایزاد و زور
اسلامی نظام تعلیم - یاسر علی ندوی	۱۰		۱۰	نفسیات ترغیب سید ابراہیم الدین	۱۰	سوشلزم
اسلام کا نظام تعلیم تربیت سید مظفر حسن	۱۰		۱۰	افکار و معرکہ محمد عثمان	۱۰	سرمایہ داری عبدالملک
اسلام نسران راشد الخیری	۱۰		۱۰	خواب کی - یا عبداللہ آردی	۱۰	جاگیر داری
قرآنی قصے	۱۰		۱۰	فلسفہ آپشت - محمد حسین آزاد	۱۰	آخریت اکرام قمر

۸	احسان کٹری۔ شیر محمد اختر	راجا اور پر جا۔ ماسٹرافی	۸	وادی اسکیم	۸	تاریخ دستور حکومت ہند۔ ڈاکٹر پوسٹ من
۸	عربوں کی قومی تحریک مسعود علی ندوی	غلامی کا انسداد	۸	گنگوٹے معاہدات	۸	ریاست ڈاکٹر زاکر حسین
۸	معیشت زر۔ ابن الحسن	ہمسائے زمانے کی غلامی	۸	جنگ مکہ سیاسی	۸	اسلام کا نظام حکومت
۸	مبادی سیاست۔ بارنٹن شیرانی	سوٹ روس جو اہل ہندو	۸	شولزم اور اسلام	۸	اندرون ہند خالدہ اور بیٹا نم
۸	قوم کی آواز ڈاکٹر عابدین	حکومت نرواقتاری	۸	داروہ اسکیم در مسلمان	۸	تاریخ احرار جو رہی خصل حق
۸	وفاق ہند سید نجم الدین	اور ہندو مسلمہ	۸	ہندوستان کا جدید مستقبل	۸	خطبات بہمنی منظور لغانی
۸	پریکشی حکومتیں	ریشن شقیل	۸	ہندو اشدت بخیرت سنا کے کرام	۸	مسئلہ قومیت۔ ابو اعلیٰ حورودی
۸	اجتماعی زندگی کی ابتدا محمد عارف	مولدین خلیل الرحمن	۸	اسلامی قومیت کا حقیقی مفہم	۸	اسلامی حکومت
۸	ہندو قوم کا پانچ قرض	مسلمان ہند کی سیاسی۔ محمد زرا	۸	خدا کی بادشاہت۔ کتبہ سیاسی	۸	نظر سیاسی
۸	مسئلہ آبادی	دوسری جنگ غلیہ	۸	کفار سے دوستی	۸	پاکستان اور جیت۔ چوہدری فضل حق
۸	دیہی صنعتیں	نہدہ روس	۸	خطبہ ہدایت علامہ اقبال	۸	ہندوستان کی فیصلہ کن جنگیں۔ محمد خان
۸	جدید دستور کا خاکہ نیرین العابدین	سیاست طیبہ محمد امین زبیری	۸	ہندوستان اور شولزم	۸	خطبات عبید اللہ۔ عبید اللہ سندھی
۸	ہندو قوم میں برطانوی حکومت	تاریخ احرار افضل حق	۸	متحدہ قومیت اور مولانا حسین احمد	۸	ہندو کا نظام اختیار حسین
۸	شہری آزادی رام منوہر	سیاست ہایان۔ علی امام بگلگرمی	۸	پیام مشرق کتبہ سیاسی	۸	معاشیات
۸	انگلستان کا جدید حکومت شامی سرود	اشتراکی روس عبدالقادر	۸	مفہم قومیت	۸	اسلام کا اقتصادی نظام۔ مولوی حفص الرحمن
۸	محمد اکمل کی سیاست۔ امین الدین خالدی	تنظیم عالمہ جنگ۔ انوار اقبال	۸	مسئلہ ہندو اور اس کا حل	۸	سرمایہ ایم۔ ایم جوہر
۸	اسلامی جماعت کی سیاست۔ حضرت علی	مسائل انقلاب ہند۔ ایم این رائے	۸	زبان کا مسئلہ	۸	مبادی معاشیات۔ ڈاکٹر زاکر حسین
۸	مضامین محمد علی جولانا محمدی	خطبات ابو الکلام آزاد۔ ابو الکلام آزاد	۸	شاہ ولی اللہ قرآن اور حدیث	۸	طلیحات عامہ خواجہ محمد حسین
۸	تاریخ مسلم لیگ۔ مظہر انصاری	مضامین ابو الکلام آزاد۔ ہرود حصہ	۸	سوراجی اسلام	۸	تاریخ ہند کے زیندہ وسطی میں
۸	تاریخ مسلم لیگ۔ سائبر حسین بی اے	انسانیت موت کے دروازے پر	۸	اسلام اور مذہبی پرواداری	۸	معاشرتی اور اقتصادی حالات
۸	ہندوستان کا نیا دستور حکومت	تفرجات۔ ابو الکلام آزاد	۸	مسئلہ دہلی دستور ہند	۸	معاشیات مقصد مند ہند۔ ڈاکٹر زاکر حسین
۸	ہندوستانی لٹریچر	مقالات البلال	۸	اسلام اور سائنس	۸	وہابی موجودہ کساد بازار کا
۸	پاکستان اور ہندوستان۔ عبدالقدوس	مضامین البلال	۸	جدید مملکت پراچال کی تہجد	۸	کے اسباب
۸	پاکستان اور مسلمان۔ ایم آر سی	مسلمان اور کاکریں	۸	پاکستان کتبہ سیاسی	۸	ہندوستان کی اقتصادی تاریخ۔ خواجہ عبد الجبار
۸	نقارہ جرح۔ مفتی غلام جعفر	ہمسائے ہندوستانی مسلمان۔ مہاجر حسین	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	معاشیات پاکستان۔ عبدالقدوس
۸	خطبات جناح	ہندوستان اور آزادی مظہر شاہ خاں	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ اور رتبہ ہندی۔ سید احمد مینائی
۸	دولت آصفیہ اور حکومت برطانیہ۔ ابو اعلیٰ	ہندوستانی ریاستوں کا مستقبل۔ چیمپین لڑین	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ اور روپیہ۔ اختیار حسین
۸	مورودی	تاریخ جرم و مزار اہل و صابری	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ اور افندیہ۔ ڈاکٹر انور اقبال
۸	اسلام اور اشتراکیت	جرم و مزار باری	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ اور غلیہ۔ اختیار حسین
۸	پارلیمانی طرز حکومت منظور حسین	مسلمانان ہند کا دعا و مطالبہ ایم آر سی	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	ہندوستان کے زیر پر
۸	انقلاب الام۔ ڈاکٹر طیب	پیر پور رپورٹ	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ کے اثرات
۸	طبقات الام۔ قاضی احمد میاں	ہندوستان کا تہذیبی و تمدنی	۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ اور غدا کا مسئلہ۔ شفیق الرحمن
۸	روح الاجتماع۔ محمد تونس		۸	پاکستان قومی تحریک	۸	جنگ اور ہندوستان کا

افغانستان اور بین الاقوامی اتحاد	قواعد اردو - مولوی عبداللہ	جدید لغات اردو - آزاد	اردو کی ابتدائی نشو و نما
زندگی منصوبہ	حرف و نحو اردو	محاورات ہندوستان	صوفیا اکرام کا کام
انجیکہ	اسباق النحو - حمید الدین	فرہنگ اصطلاحات پیشہ ورانہ	روسی اب - پروفیسر محبوب مکمل
کینڈا	آؤ نامہ ۲ - مصروفی	ظفر الرحمن دہلوی جلد اول تاخیم فی حصہ	جنگ بیتی - دما تریہ کیفی
پندتوں	نفسول اکبری ۱۳ - علم الصیفہ	جلد ششم	دیاسے افسانہ - ظفر بیخاں
اسلام کا معاشی نظام - غلام اشکگر	حرف میر ۶ - غومیر	جلد ہفتم	تایخ کیا ہے ہادی
اجرتی محنت اور سرمایہ - عابد علی	شاعری و عروض	جلد ہفتم	ہادی قومی زبان - سرسپر
عظیم شہادت محمد الیاس برنی	العروض والقوافی - جمال الدین	اسطلاحات مکمل تین جلدیں	ادبیات فارسی میں
پہا سیر دوز - عبدالقادر	بحر العروش	بازاری زبان - ارمین اشتر	ہندوؤں کا حصہ - ڈاکٹر عبداللہ
ہادی ریٹس اور ریٹس ڈاکٹر جعفر	فنی شاعری - اسطر ترجمہ تراجم	انگریزی سے اردو	ماثر محمد
پہا سیر جنگ محمد احمد	راز عروض سیما	اسٹیل پراکٹش اردو و کشتی	فردوسی پر جلد قلم - محمود شانی
اسلام کا معاشی مسئلہ ابوالاعلیٰ مودودی	عام فہم عروض - منظر صدیقی	ڈاکٹر عبدالحی صاحب - مبلوہ ابن	تذکرہ
تعلیم	شاعری و عروض	ترقی اردو ہندو	شعر الہند مولانا شبلی
تعلیمی خطبات - ڈاکٹر اکرم حسین	لغات	ایضاً - سٹوڈنٹ ایڈیشن خود سے	مولانا شبلی
روح تہذیب - غلام مستبدین	عربی	ادبی کتابیں	شعر الہند
اصول تعلیم	لغات القرآن مولوی عبدالرشید	تاریخ ادب	دوم
اسلامی تہذیب کیا ہے - غلام اشکگر	عربی اردو و کشتی	آب حیات - آزاد	دوم
نہج محافت - جود مرجم علی	لغات جدید	تاریخ ادب اردو - رام	سوم
ہندوؤں کے مسلمانوں کا سیدنا ظفر	فارسی	تایخ نظم - آزاد	چہارم
نظام تعلیم و تربیت - حسن نظامی	لغات سیدی - گنیر لکھنوی	داستان تایخ اردو و حاضرین قادی	پنجم
تعلیمی نفسیات	غیاث اللغات	تایخ و تنقید	علی رضا
جاپان اور اس کا تعلیمی نظم و نسق میراس	نفس بدیع - مولوی ویاہت	تایخ فتویات اردو و جلال الدین	یادگار غالب عالی
نفس تعلیم غلام استبدین	لغات کشوری - زر طبع	تایخ قصائد اردو و نصیر حسین	حیات جاوید
نظریہ تعلیم قاضی عبدالحمید اول	کریم اللغات - لغات فارسی	اردو قسوی کا ارتقا	تذکرہ حسن امین زبیری
لیا بلعلم کی زندگی	اردو	داستان ریختہ - خواجہ عبدالحمید	تذکرہ وقار
نور تقریر محمد الدین نور	نور اللغات - مکمل چہار جلد	کیفیت کیفی و تاشیر	نصرتی ڈاکٹر عبداللہ
نہج انشاد و انسی - فارسی	جامع اللغات	ادب اور انقلاب - اختر رائے پوری	نکات اشعار میر تقی میر
قواعد عربی - مولانا عبداللہ السوکی	سیدی و کشتی گنیر لکھنوی	جاوہر زبان اردو	تذکرہ ریختہ گوہاں فرخ علی شینی
دہان دانی اردو	وضع اصطلاحات - حمید الدین	ترکوں کی اسلامی عبادات	مختصر اشعار قاضی نور الدین
آموگاریا رسی آزاد قوم	دربائے لطافت - انشا	اور انکی زبان و ادبیات	مختصر اشعار لکھنوی
قند پاریسی	عزیز اللغات مرزا ہادی عزیز لکھنوی	تایخ ادبیات ایران	تذکرہ ہندی
	لغت آزاد	درجہ جدید	ریاض الفصحا
			عقد شری
			تذکرہ گلزار اربعہ - نواب علی

غیر ذہلہ تیرہ دہم فیروز پوری	ناگ رانی ڈاکٹر تاثیر	افسانے	تصویر ایم اسلم
لٹا سے قسمت کا شکار " سے	لندن کی ایک رات سجاد ظہیر	نازو اختر انصاری	سہاگن
وفا کا پتہ تیرہ دہم فیروز پوری	جزیرہ مخمور اس غلام عباس	اندھی دنیا	فرحت جہاں
ناؤ کا کٹار " سے	پریم کا مادہ مولج الدین احمد	خونی	شرم و گناہ
لعل مقدس " سے	غزالہ	زادہ راہ منشی پریم چند	گل و ترنگ
آتش کی کتہ " سے	ماہ درخشاں بیگم مرزا احمد علی	خواب خیال	بارہ گلوگ
سستم پوہتریا " سے	لالہ رخ ل۔ احمد	آخری تحفہ	رین نظائے
تلاش اکسیر " سے	چار انقلابی شاہکار	دودھ کی کیت	بنت الوقت راشدا الخیری
ڈاکٹر ٹکولا " سے	پڑا اصول و دیشنو	بہترین افسانے	سراب مغرب
شاہی خزانہ " سے	دکن کی پری نامہ نذیر فرات	خاک و پروانہ	سجورگ
اعمال ہیرا " سے	جہاں آرا ظفر قریشی	نظائے کرشن چندر	سوکین کا جلیا
افصاف " سے	تروت آرا بیگم حمیدہ سلطانہ	ہوائی قلعے	سودائے نقد
سیاہ کاران اعظم " سے	ساجد ارقاصہ فصیح الدین	طلسم خیال	فسانہ سعید
آندھی " سے	پتھر سے ہیرا ڈاکٹر سید احمد پوری	ٹوٹے ہوئے تائے	سات دروہی کے اعمالنامے
عشق اور موت " سے	چاند سورج کی چوری محمد رحیم جین	نفس کی موت	ستوتنی راشدا الخیری
قائنات مارا " سے	ہرکس عزیز احمد	زندگی کے موڑ پر	موودہ
خونی پکڑ " سے	کردار ماہر القادری	نئے فسانے مرتبہ	تفسیر عصمت
پیلا ہیرا " سے	مشیر سواں صفیری ہاویں	قفس او پند رانا تھہ اشک	انگلی کی کارخانہ
سنہری ناگن " سے	آفتاب زندگی سیاب اکبر بادی	کونیل	منازل ترقی
مکافات عمل " سے	شباب زندگی	ڈاچی	ویڈیا کی سرگزشت
انقلاب زندگی " سے	اندھی بیگم مسر خدیو جنگ	ناسور	بچے کا کرتا
گناہ بے لذت " سے	نور و ناز	چٹان	چار عالم
آرسی لوہن جاسوس " سے	اسکی کہانی پر دین	دھنک صادق الخیری	جوہر عصمت
میدان ہیرا " سے	یہ دنیا ہے بدر شکیب	بلقیس	سیلاب اشک
یکواس شرکت خانوی	آخری راستہ ماسٹائی	شمع انجمن	طوفان اشک
بیوی " سے	گناہ غربت	سفینہ	قطرات اشک
میدان عمل " سے	ٹوٹے ہوئے پر جبرائیل جبرائیل	انکشان حقیقت	خدائی راج
نرملہ " سے	نجمہ خذرجا حیدر	سادہ رنگین ظفر قریشی	نسوانی زندگی
خمن " سے	جانناز	دریچے	گوہر مقصود
رومٹی رانی " سے	شاہد رضا قاری ہر نواز حسین	گذر گاہ خیال	گلدستہ عید
فندی عصمت جنتائی	ہما خانم سجاد حیدر	نئے عمل	گرداب حیات
ستاروں کیل او پند رانا تھہ اشک	مرہ اور خون عزیز احمد	گناہ عورت کا خط	بساط حیات
شکست کرشن چندر	پھانسی شاہد احمد	شرابی ایم اسلم	حورا اور انسان

نشیہ فیروز راشد الزہری ۴	سماج کے ستون قیس راہپوری ۱۰	میر افسانہ چودہری افضل حق ۱۰	زندگی لوگرس: نویں احمد غفری ۱۰
شہید مغرب " ۱۱	ول کی باتیں کاظم دہوی ۱۱	خاموش حسن شکور ۱۱	ارباب شکستہ: جمیل احمد ۱۱
دامن باغیاں " ۱۲	اپنے خواب " ۱۲	سہول اور کلیاں " ۱۲	سفید چنگاڑ " ۱۲
انسانہ حرم " ۱۳	بکریں شفیق الرحمن ۱۳	پہچان " ۱۳	اساطی کے افسانے: اساطی ۱۳
گلستان خاتون " ۱۴	مدد و ہند " ۱۴	مشاہیر کے رومان شبلی بی کام ۱۴	پنگھٹ رفعت ہاشمی ۱۴
بیکر وفا " ۱۵	لہریں " ۱۵	تاریخی رومان " ۱۵	روشنی اور سکنے: انور کمال ۱۵
بھیمائی بلی " ۱۶	زلزلے قدوس مہبائی ۱۶	بگیوں کی چھپ چھپاٹ: ناصر ذوق ۱۶	جواد بھٹا: راما نندن گر ۱۶
دلی کی چھتھ پتیاں: شرف بھوی ۱۷	کروٹیں " ۱۷	سات ملاقاتوں کی کہانیاں ۱۷	آئینہ " ۱۷
جھوکے " ۱۸	نگارستان نیا: نقیوری ۱۸	شیخ و برہن: اعظم کرپوری ۱۸	عروس ادب عباس حسین ۱۸
داندو دام: راجندر سنگھ بیدی ۱۹	جمالسان " ۱۹	پریم کی چوڑیاں " ۱۹	عشق کی گولیاں: فرحت اللہ ریگ ۱۹
گرہن " ۲۰	نقاب اسٹو جانے کے بعد ۲۰	انقلاب " ۲۰	خواب پریشاں: عنایت اللہ ۲۰
بکولے احمد نعیم قاسمی ۲۱	رنگین چھپے: کوثر چاندیوری ۲۱	کنول " ۲۱	سچی کہانیاں: پریم بخاری ۲۱
طلوع و غروب " ۲۲	عورتوں کے افسانے " ۲۲	یاران میکدہ: عبدالشکور ۲۲	سات تارے: مختلف ادیب ۲۲
آئینہ " ۲۳	نوک جھونک " ۲۳	دہویں چھاؤں " ۲۳	ایک کہانی " ۲۳
انگڑائیاں " ۲۴	دنیا کی حور " ۲۴	سرگزشت باجرہ: منعمی ہادی ۲۴	پرچھائیں: عادل اللہ افسر ۲۴
سیلاب " ۲۵	اشک و شہر " ۲۵	موہنی " ۲۵	دنیا کے روائی افسانے: احمد حسین ۲۵
گرداب " ۲۶	شیخ جی " ۲۶	نئے پرانے: سہیل عظیم آبادی ۲۶	چند افسانے: خواجہ محمد شفیع ۲۶
ان دانا مرزا ادیب ۲۷	گہما گہمی: ممتاز مفتی ۲۷	الاؤ " ۲۷	آئینہ حیرت: رفیق حسین ۲۷
دنیاے آرزو " ۲۸	ان کہی " ۲۸	جنور شیر خواجہ اختر ۲۸	باغی لڑکی ۲۸
موت کا راگ " ۲۹	ہمدی گلی: احمد علی ۲۹	سائے " ۲۹	پنگھڑیاں: رحیم چن ۲۹
سحر افروز کے رومان " ۳۰	قید خانہ " ۳۰	جھلیکیاں: سید یوسف بخاری ۳۰	رات کا بھولا اور دوسرے افسانے ۳۰
ستارہ صبح: راہمہدی علی خاں ۳۱	خواب خیال: جنوں گوکھپوری ۳۱	کلیاں: عصمت چغتائی ۳۱	ان یلمہاں: خواجہ عبدالوہید ۳۱
شیع حرم " ۳۲	سمن پوش " ۳۲	کھکشاں: رفیع اجیری ۳۲	منٹو کے افسانے: منٹو ۳۲
چاند کا گناہ " ۳۳	جنوں کے افسانے " ۳۳	جلے: شمشیر سنگھ نرولا ۳۳	تقدیریں: منظور بخاری ۳۳
چندن: سدرشن " ۳۴	گرورش " ۳۴	پردہ ہمیں: ڈاکٹر انصاری ۳۴	ناخواندہ ہمان: سید بادشاہ حسین ۳۴
سولہ سنگار " ۳۵	نظر میں منظر: اختر اور نیوی ۳۵	حسن کی قیمت: احمد شجاع ۳۵	ٹھوکر: پریم چند ۳۵
طاہر خیال " ۳۶	کلیاں اور کٹے " ۳۶	سرکش: وجیس: خلیل جبران ۳۶	آہیں: طفیل ملک ۳۶
سدا بہار بھول " ۳۷	لاشوں کا شہر: مسٹر عبدالقادر ۳۷	رفیق تنہائی: علی عباس ۳۷	گرد و پیش: مختلف ادیب ۳۷
غوش و غرم " ۳۸	صدائے جرس " ۳۸	شبستانِ اہم: زبیدہ سلطان ۳۸	سنگ کے بہترین افسانے ۳۸
خوش انجام " ۳۹	خیالستان: سجاد حیدر ریلوے ۳۹	ایک لڑکی: احمد عباس ۳۹	علمہ: عبدالغفار ۳۹
چکلیاں " ۴۰	زندگی چودہری افضل حق ۴۰	الہامی افسانے: مرتضیٰ احمد خاں ۴۰	غیرت کی پتلی: فاطمہ بیگم ۴۰
ضربیں: قیس راہپوری ۴۱	جواہر لٹ " ۴۱	مشرق و مغرب کے افسانے: عاشق حسین شاہ ۴۱	مشرق و مغرب کے افسانے: عاشق حسین شاہ ۴۱
کیفستان " ۴۲	آزادی ہند " ۴۲	زندگی کے نئے زائے: رکیس احمد غفری ۴۲	جبار مرچ: انیس فاطمہ ۴۲

فیروزہ جیلہ بگم	۱۲	فیروزہ محمد عظیم بیگ چٹائی	۶	مضامین فنی - حاجی فنی	۸	سیر کو ہمدان رتن ناتھ شرشار	۱۲
تقدیر ایس شری قوری	۱۲	بھیر پری	۱۲	ادب کیفیت	۱۲	داستان مجاہد	۱۲
جام وینا مرتبہ حکیم دیساف	۱۲	مستور کمال	۱۲	کیے کا جھلکا سندباد چاڑی	۱۲	فسانہ مجاہد - رجب علی سرور	۱۲
دھبہ پرویز	۱۲	کڑوری	۱۲	جودہ خضر خجیب	۱۲	جوامع الحکایات	۱۲
ساغر وینا اسلم کاشیری	۱۲	چٹائی کے افسانے - مکمل	۱۲	دو ڈاکٹر	۱۲	حکایات آغا خان - انجمن ترقی اُردو	۱۲
کارزار مختلف ادیب	۱۲	کھم پاپا	۱۲	گدھوں میں بیداری ابو نعیم فرید آبادی	۱۲	ڈرامے	۱۲
سوز و حیات سلیمان ارشد	۱۲	بکواس شوکت تھانوی	۱۲	رنگین نقاشی	۱۲	گندہ کی دیوار ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی	۱۲
لڑنے ہوئے دل محمد جیل احمد	۱۲	بوری	۱۲	ہنسائے فسانے	۱۲	ہزار	۱۲
تاثرات	۱۲	طوفان تبسم	۱۲	آب حیات لطیفے - آغا محمد اشرف	۱۲	نقش آخر	۱۲
ملوہ گلشن ڈاکٹر نصیر الدین	۱۲	بھر تبسم	۱۲	بے پر کی آوارہ	۱۲	نفرت کا بیج	۱۲
نگینے مظفر حسین	۱۲	شیش محل	۱۲	برم لطافت عبدالعزیز	۱۲	بت تراش	۱۲
طنزیات و مضحکات	۱۲	سونیا چاہ	۱۲	سنگ و خشت کنیا لال کپور	۱۲	کٹ پتلیاں	۱۲
روح ظلمات عظیم بیگ چٹائی	۱۲	دل سینک	۱۲	ہنسی کی باتیں	۱۲	مٹھائی کی ٹوکری	۱۲
روح لطافت	۱۲	شیطان کی ڈائری	۱۲	تاریخی لطیفے آمنہ نازلی	۱۲	بند بلفافہ	۱۲
چمکی	۱۲	خانم خاں	۱۲	گہوارہ تبسم ظریف دہلوی	۱۲	کارخانہ طیل الرحمن	۱۲
کوئٹہ	۱۲	معصہ خاتون	۱۲	طنزیات و مضحکات رشید صدیقی	۱۲	نئی روشنی	۱۲
آدم خور	۱۲	سنی سنائی	۱۲	پطرس کے مضامین پطرس بخاری	۱۲	ظاہر باطن	۱۲
شریہ بیری	۱۲	نانی عتو راشد الخیری	۱۲	عشق کی گولیاں فرحت اللہ بیگ	۱۲	حشرات الارض	۱۲
شہرہ بوری	۱۲	ولا جی بھٹی	۱۲	سات ملاقاتوں کی کہانیاں فریق پوری	۱۲	ارنسٹ	۱۲
وہیپاٹر	۱۲	تمتہ شیطانی	۱۲	داستان رائی کیکی - انشاء اللہ خان انشاء	۱۲	پروین و فریا فضل حق قریشی	۱۲
دیکھا جائیگا	۱۲	دادا مال بجھکڑ	۱۲	سب برس ملاو جہہ	۱۲	ریڈ پورڈے	۱۲
فل بوٹ	۱۲	لاٹھی اوسینس ملاوڑی	۱۲	بارخ و بہار میرامن	۱۲	لیڈر	۱۲
جنت کا بھوت	۱۲	شفاف خانہ	۱۲	دختر فرعون ترجمہ لطافت حسین کل	۱۲	منٹو کے ڈرامے	۱۲
مرا حنگی	۱۲	خطوط روزی	۱۲	افواں العنقا	۱۲	آؤ	۱۲
خطوط کی ستم ظریفی	۱۲	مضامین روزی	۱۲	حکایات رمی - نظام شاہ لبیب	۱۲	تین حوریں	۱۲
سوانہ کی روئیں	۱۲	گلابی اردو	۱۲	دوم	۱۲	کریلا فشی پریم چند	۱۲
انفٹ	۱۲	تماشے پر تماشا - ماکارہ جید آبادی	۱۲	الفابی و لیلی ترجمہ ڈاکٹر منٹو اول	۱۲	روحانی شادی	۱۲
تفویض	۱۲	صمدانی	۱۲	چمکیاں اور گندیاں - خواجہ حسن نظامی	۱۲	الطوفان طوطہ غایت اللہ	۱۲
خانم	۱۲	سی پادہ دل	۱۲	کاناتاتی	۱۲	پاپی اوپندر ناتھ اشک	۱۲
چینی کی انگوٹھی	۱۲	حاجی فنی کے افسانے - حاجی فنی	۱۲	فسانہ آزاد رتن ناتھ شرشار	۱۲	چہریت و آخرت فیصل الدین	۱۲
ملفوظات ثانی	۱۲	پرواز فنی	۱۲	جام ہر شر	۱۲	پروین و فریا	۱۲
مقراض جرت	۱۲					ایک ایک کے ڈرامے - علی عباس حسینی	۱۲
قدردان	۱۲						

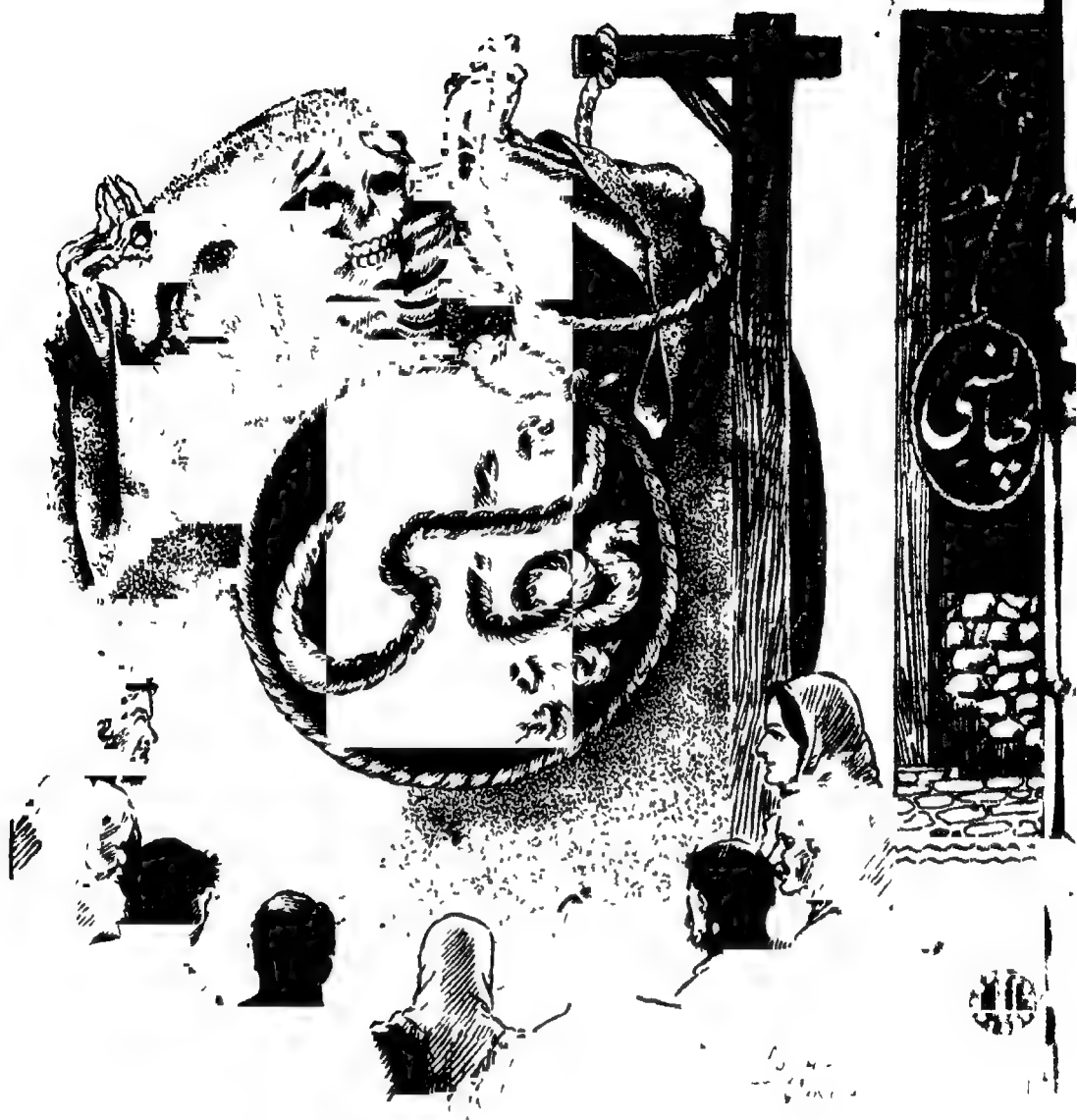
دروازہ کرشن چند	دیوان نظیر تہذیب از اوجت الہدیک	شکوہ ہند	حالی	۴۴	اسرار و رموز ڈاکٹر اقبال	۴۴
بھوت	مراتی انیس - انیس مکمل	مجموعہ نظم عالی	۱۰	۱۰	ارغوان حجاز	۴۴
ناتق محمد نعیم الرحمن	مراتی دہیر	تحفہ الاخوان	۴۷	۴۷	زبور عجم	۴۴
فریب محل بکرت مہن محل	دیوان فاتح	چپ کی داد	۳۰	۳۰	پیام مشرق	۴۴
فاؤسٹ ڈاکٹر عابدین	دیوان ذوق	حب وطن	۳۳	۳۳	شکوہ جواب شکوہ	۴۴
معاصر اعظم عزیز احمد	تھامہ ذوق	مختبہ دلغ - مرتبہ جس امر ہدی	۴۰	۴۰	نقش و نگار جوش ملیح آبادی	۴۴
شعور افضل حق	دیوان غالب اردو - غالب ہندی	سہار وارغ - مرتبہ نذیر نیازی	۴۰	۴۰	شعلہ شبنم	۴۴
ڈرامہ اکبر آزاد مہم	تاج ایشین	کلیات شلی اردو	۴۰	۴۰	فکر و نشاط	۴۴
جلال الدین خازن شاہ سجاد حیدر	دوم	فارسی	۴۰	۴۰	حرف و حکایت	۴۴
گنہ خواہ محمد ضعیف	سوم	الہامات شاد	۴۰	۴۰	روح ادب	۴۴
نئی روشنی کے لڑاکا کی خواہش	طائر ایشین پاکٹ سائز	دیوان شیدا	۴۰	۴۰	آیات و نعمات	۴۴
ماہر صاحب نیگور	بلبل	دیوان شیدا	۴۰	۴۰	سرخ و سفید	۴۴
شہید وفا شرر	انتخاب مرثیہ زہری	دیوان حن صاحب - جانا صاحب	۴۰	۴۰	شعلہ طور - جگر آبادی	۴۴
روح سیاست محمد عاقل	مرقع چغتائی چغتائی	انتخاب زریں سراسر سود	۴۰	۴۰	نشاط روح اصغر گزوی	۴۴
نیگور کے درجے - نیگور	نقش چغتائی	انقلاب ملی نظامی دیوانی	۴۰	۴۰	سرور زندگی	۴۴
ریحانہ الطاف شہیدی	شرح دیوان غالب اردو	شمس میر حسن حسن دہلوی	۴۰	۴۰	عرفانیات فانی	۴۴
سسی سانی شوکت تھانوی	یخورد دہلوی	شمس کلزار شمیم دیان سنگر شمیم	۴۰	۴۰	کلیات فانی	۴۴
باب کا گنہ حکیم احمد شجاع	بیان غالب آغا باقر	افکار سلیم سلیم پانی تی	۴۰	۴۰	کلیات حسرت - حسرت موہانی	۴۴
انطوی کا لپٹہ مولوی عنایت اللہ	کلیات غالب فارسی	رباعیات نیام مرتبہ قوی امر ہدی	۴۰	۴۰	آئینہ اخترا انصاری	۴۴
ہر دو یاس	کلیات ظفر ظفر دہلوی	رباعیات ختام	۴۰	۴۰	غرائب	۴۴
سلج کے ستون قیس راہبوی	دیوان مجروح مجروح	رباعیات اوسیدہ الونیر اوسیدہ	۴۰	۴۰	خندہ سحر	۴۴
دہستان کی زندگی اندر لیت	نظم آزاد آزاد	رباعیات سرمد سرمد	۴۰	۴۰	نغمہ روح	۴۴
روح کا غالب ہر اظہر سیک	بیاض آزاد	ہندو شاعرہ کیفی	۴۰	۴۰	نغمہ حرم اختر شیرانی	۴۴
مقدمین مسوٹیں	خندہ آزاد	انتخاب وحدہ دجید	۴۰	۴۰	شعرستان	۴۴
کلیات میر میر تقی میر	دیوان اتر اتر	خندہ قطب شتری - ملا وحید	۴۰	۴۰	صبح بہار	۴۴
دیوان درد درد	مثنوی خواب خیال	جنگ نامہ عالم علی	۴۰	۴۰	کارامور سیاب اکبر آبادی	۴۴
شہر درد خواہ محمد ضعیف	یقین یقین	دیوان جوشش - قاضی عبدالودود	۴۰	۴۰	کلیہ عجم	۴۴
کلیات سودا سودا مکمل	تایاں تایاں	دیوان عاظم منجم	۴۰	۴۰	ساز و آہنگ	۴۴
ریگین انشا انشا	کلیات اکبر آبادی اکبر آبادی	مثنوی حسن فطرت	۴۰	۴۰	سرور عجم	۴۴
کلیات آتش آتش	مرآۃ الغیب امیر چغتائی	بانگ درا ڈاکٹر اقبال	۴۰	۴۰	جذبات ماہر - ماہر القادری	۴۴
کلیات مومن مومن	دیوان حالی حالی	بال جبریل	۴۰	۴۰	نغمات ماہر	۴۴
کلیات نظیر نظیر اکبر آبادی	مصدق حالی	ضرب کلیم	۴۰	۴۰	محرمات ماہر	۴۴
	مناجات ہیرہ				ذکر جلیل	۴۴

زنگ مل ساغر نظامی	نعت حضور بہزاد بکھنوی	ڈاکٹر فکر مختلف شعرا	بجرا کا جہولوی انقلاب
گفتاد بخود بخود دہلی	میراجی کی نظمیں میراجی	راحت کردہ اثر مہبائی	ترکستان قانون شاہزادہ انقلاب پر
دوشہار بخود	گیت ہی گیت	دیوان میراجی	واقعات قوم قائم خانی
آہنگ مجاز	میراجی کے گیت	میراجی	نسل اور سلطنت عزیز احمد
آبشار فیض حوضاوی	مادرا ن م راشد	مختلف ممالک	ایرلین بھد ساسانیان
شیخ انقلاب نہال سیواروی	نقش فریادی فیض	تاریخ انقلاب روس	کتاب الہند البیرونی مکمل
گلپناک آزادی	طرح نو نذر مرزا	انقلاب فرانس باری	تلیخ ہند
اسرار علی اختر	جلوہ گاہ محمود جالندھری	جنگ بیتی جواہر لعل نہرو	یہ دتی ہے سید یوسف بخاری
سلاسل جاشا اختر	نوائے قوم ج س صاحبہ	ترکی میں مشرق و مغرب	دلی کی پنجید ہستیاں انور موسیٰ
گرداب اختر الامان	لہو ترنگ علی وجد	کی کشمکش	دلی کا اجڑا ہوالا قلعہ نامہ بذریعہ فرقہ
گلکدہ سربز بکھنوی	خیابان محمود اسرار بلی	صحیفہ چین اسد علی انوری	چار چاند
دہلی کی گیت اعظم کریدی	نصیر طرہ احسان بن دانش	انقلاب فرانس عبدالعادر	لال قلعہ کی ایک جھلک
رویا دافنس راشد الفیہری	آتش خاموش	انقلاب افغانستان	دلی کا آخری دیدار درجن ہلوی
گرفتار قیص	جادہ نو	زوال غازی	بزم آخر خشی فیاض الدین
زنگ وسن	نغمہ فردوس چوہدری بھٹی محمد مکمل لکھ	انقلاب روس	دلی کا سنبھالا خواجہ محمد شفیع
سر نظم ہاشمی ہاشمی فرید آبادی	میر کی جگہ شمس	جمہوریہ چین میر جلال شاہ	ہم اوردہ
دیوان شاقب شاقب بکھنوی	نندان یوسف طغفر	مشرق بعد شاہ حسین	سنگوں کا دوجہز
راز و نیاز حبیب الشہر ہلوی	نہر خد	چینی سلیمان	دلی کی آویزیں
خیابان ترنم سلا بھلی شہری	نگارستان ظفر علی خاں	تاریخ یونان قدیم	دلی کی دوسریں کی تاریخ حسین برنی
میرے لئے	ستوی عاشقہ صدیقہ	حقیقت جاپان بدلا اسلام	واقعات اور حکومتی پیشہ الدین کل صاحب
مناظر قدرت ایاس برنی	امرا رجات حسرت	تاریخ تمدن	قلعہ علی کی جھلک عرش بخود
علم فلس خشی عزیز الرحمن دہلی کل	حسن کے دونوں آزاد انصاری	مشاہیر یونان و روما	نوبت پنج روزہ راشد الفیہری
سپوٹوں کی دلی خواجہ عزیز حسن	شعری حسن فطرت	" " " دوم لکھ	دلی کی آخری بہار
سہلات تہد تربہ	پریت کے گیت الطاف شہیدی	تاریخ مل قدیم	بزم رنگان
انتخاب مصر جدید آل احمد تہرہ	الطاف کے گیت	ریاست ڈاکٹر زکریا حسین	داستان پارینہ
فرزناں جذبی	پریت کے گیت مختلف شعرا	علم الاقوام ڈاکٹر جلال حسین اول	غدر کی ماری شہزادیاں
نغمہ نور بہزاد بکھنوی	۱۹۲۳ء کی بہترین نظمیں	" " دوم	داستان غدر نظیر دہلی
کیف و سرور	۱۹۲۳ء	نگارستان فارس آزاد	بیکت کے آنسو حسن نظامی
چراغ طہر	۱۹۲۳ء منتخب غزلیں	سیر ایران	انگریزوں کی پیتا
موج لہور	۱۹۲۳ء مبدلی غزلیں و نظمیں	کائنات عرب	عاصمہ دہلی کے خطوط
موج نور	میری بہترین نظم حسن عسکری	تمدن عرب سید علی گلزاری	بہادر شاہ کا مقدمہ
بیان حضور	گلپناک حیات امین حزیں	گہوارہ تمدن نیاز فقہوری	گر قمار شدہ خطوط
کفر و ایمان	درود دل میکش درانی	تمدن عتیق	غدر دہلی کے اخبار

عالمگیر روزنامہ حسن نظامی ۱۲	ہندوستان کی قدیم	اسلامی تہذیب	سیرت نعمان شبلی
دہلی کی جاکتی	اسلامی دستگاہیں	سیرت امام اسحق	سوانح مولانا روم
دہلی کا آخری سانس	بہارستان کشمیر	سیرت جمال الدین افغانی	حیات امام مالک - سلیمان ندوی
خود کی صبح و شام	ہندو ہندو کن کا حصہ	جمال الدین افغانی	سیرت عمر بن العزیز - عبدالسلام ندوی
دہلی کی آخری شمع	چندر باد کی نسائی دنیا	عبد حاضر کے پڑے لوگ	سیرت مالک - سلیمان ندوی
خود کا تہجہ	مانڈو غلام یزدانی	حیات حافظ - سلم جے راجپوت	اسوہ صحابیات
انقلاب ۱۹۴۷ء کی	برہہ اور اسکات	جامی	غیاث
تھریہ کا دوسرا رخ	تاریخ اسلام	حیات اقبال	حیات شبلی
گفت و شنید	ہماری بادشاہی	سیرت اقبال	حیات سعدی
بازگشت	ہرب ہند کے تعلقات	ترکان احوار	اسمعیل تہبہ
سیر و الوکی	تاریخ الامت - سلم جے راجپوت	رضا شاہ چیلو	ٹیپو سلطان - عبدالعزیز
خوارستان	نہج ترقی اردو	کارنامہ پہلوی	ابوالکلام آزاد
مجموع دہلی کالج	خلافت راشدہ	سیرت عمر بن ماضی	سلاطین و قادیان اسلام - یوسف بخاری
تاریخ ہند	خلافت نبوی	سلطان الہند محمد بن تغلق	عبید اللہ شہیدی
مختصر تاریخ ہند	المدینۃ و الاسلام	خلفائے راشدین	البراکہ
اندرون ہند	عربوں کا تمدن	کتب سلسلہ سیر الصحابہ	سیدہ کی بیٹی
تاریخ جنوبی ہند	آب کوثر	مہاجرین	امت کی مائیں
تاریخ سلطنت خاندان	موج کوثر	سیرت معاویہ	سیرۃ عائشہ
تاریخ ہند قدیم	دولت مملکت	سیرت معاویہ	الزہرا
تاریخ راجگان ہند	خلافت اور ہندوستان	سیرت معاویہ	سیدہ کلال
تاریخ ہند کی تہذیب	خلافت اور ہندوستان	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
کپنی کی حکومت	دنیا اسلام اور خلافت	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
ہندوستان کی کہانی	تاریخ متعلیہ	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
السیرونی حسن برنی	تاریخ اخلاق اسلامی	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
مقدمہ تاریخ ہند	خوارقین اندلس	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
نظام سلطنت	اخبار مجموعہ	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
افسانہ پیشی	تاریخ اسلام	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
شہر مسور	تاریخ اسلام	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
انگریزی عہد میں ہندوستان	تاریخ اسلام	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
کے تمدن کی تاریخ	تاریخ اسلام	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
تہذیب و تمدن	تاریخ اسلام	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ
تہذیب و تمدن	تاریخ اسلام	سیرت معاویہ	سیرت معاویہ

ہندوستان کے لیڈر۔ یوسف میر علی ۸	سیرت النبی شبلی جلد سوم ۷	سفر نامے	بچوں کے کھانے آمد نازی ۱۸
سبحاش بوس گوبال شل ۸	چارم ۷	محمد علی کے یورپ کے سفر محمد ہرود ۷	بیادوں کے کھانے ۱۸
گاندھی ۸	پنجم ۷	سفر نامہ دم و صوفشا۔ شبلی ۷	ذاتیہ کھانے ۱۸
جواہر لال نہرو ۸	ششم ۷	سفر حجاز عبد الماجد ۷	شاہی دسترخوان۔ وسیلہ سلطانہ چین ۷
ابو الکلام آزاد عبد الدیوب ۸	کمل مختصر ۷	راہ وفا ۷	عصمتی کشیدہ آمد نازی ۷
تلاش حق گاندھی زیوط ۸	رحمۃ العالمین۔ قاضی محمد سلیمان طیلوٹ ۷	سیاحت ہند راشد الخیری ۷	گلدرستہ کشیدہ عزیز فاطمہ ۷
میری کہانی جواہر لال نہرو ۷	دوم سوم ۷	اچھوتا سفر ولی احمد خاں ۷	گلزار درخشاں درخشاں ۷
جواہر لال کی کہانی محمد حرم چین ۷	سیرت نوری اور مستشرقین ۷	سفر نامہ خسرو عبد الزاق ۷	گلشن نہرو نہرو برنی ۷
گوردی کی دائری حسن عباس ۸	محبوب خدا افضل حق ۷	عام معلومات	عصمتی کروشنیا فاطمہ نور علی ۷
اکاشہ نادر عبد الرحمن ۷	سیرت رسول عربی نذر بخش ۷	ہوائی حملے آغا محمد اشرف ۱۲	چیتا ستان خیاطی فاطمہ بیگم ۷
مستاجر کی جہاں ۷	سرور کائنات سید امیر علی ۷	علم باغبانی ہندوستان اکیڈمی ۷	گلستان خیاطی عزیز فاطمہ ۷
اتما ترک محمد مرزا ۷	مردوں کا سماجی عبد الماجد بلہر ۷	ترقی و دراعت عبد القیوم للہر ۷	موتیوں کا کام آمد نازی ۷
بلار اعظم چند رشیکشا ستری ۷	خلیات مدراس سیلیان ندوی ۷	عالم جوانی جویس بہادر ۷	سلسلہ کتاب کا کام خدیجہ بانو ۷
اعمال نامہ سر سید رضا علی ۷	انگریزی ۷	جوانی دنیا کے عجائبات عبد البصیر ۷	کرامت شیخ رک ۷
مشاہیر عالم کی داستان مصیبت ۷	محمد علی باری ۸	جہادی غذا ۷	شیم سوزن کاری ۷
مہاراجہ موتی سنگھ خواجہ سی نظامی ۸	پاک زندگی سعید احمد ۷	ترغیبات جنسی نیاز فقیری ۷	تارکشی کا کام ۷
نیولین ۱۲	محمد رسول اللہ مقبول سیوہاری ۷	ساروں پر زندگی ۷	گلدرستہ تارکشی سیدہ اشرف ۷
سوسائٹی کی آپ بیتی ۷	شان خدا عبد الرحمن ۷	کے امکانات عبد الرحمن ۱۰	گونا گونا گویا کا کام ۷
لیگور احسان ۷	حضرت نبوی محمد ذکریا ۷	کاروان علم تبس محمد بادشاہ حسین ۷	جانی کا کام ۷
میرا بچپن لیگور ۷	رسول عربی گورد سنگھ ۸	مسلمانوں کی صنعت و حرفت جیل الرحمن ۷	مجموعہ کشیدہ کاری ۷
میرا لکپن ۷	مواعظ	اور تجارت ۷	روح کشیدہ محمد کرامت کی قیس ۷
یا وکار عشر جمیل احمد ۷	آمد کالال راشد الخیری ۷	عجائبات ہندوستان خان احمد حسین ۷	خواتین کی دستکاریاں ۱۰
سرگزشت مالک شاہی ۷	حسن قیسی ۸	مرقع عالم شرف الدین ۷	مشرقی مغربی کشیدہ کاری ۷
حیات جاوید عالی ۷	میلاد حبیب ۸	محقر دنیا ولی احمد خاں ۸	خانہ داری کے تجربات بلقیس بیگم ۷
گوردی کی آپ بیتی۔ اختر علی پوری مکمل ۷	ذکر میلاد ۸	کلید موٹر ۷	مفید نسواں ۱۲
بزم اکبر قمر الدین ۷	میلاد شریف خواجہ رشید ۷	آئینہ موٹر مغنی الدین ۷	پھول سیلواری سرور جہاں ۱۲
ملک محمد عاشق ۷	نیا میلاد مجیبی ۸	شادی اور محبت۔ مقصود و فرحت ۱۲	بچوں کی تربیت عبد الغفار ۱۲
گلیدن بیگم ابن الحسن ۷	شہادت	انتخاب شادی راشد الخیری ۱۰	ولی کی دستکاریاں سید فضل احمد ۱۰
سرگزشت غالب ۷	سیدہ کالال راشد الخیری ۷	خانہ داری	اکڑی کا کاریک کام ۱۰
گوتم بدھ ۷	عروس کریلا ۷	عصمتی دسترخوان آمد نازی ۷	زنانہ بستہ مولانا سیجاب ۷
سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۷	سبھا شہادت نامہ ۷	مشرقی مغربی کھانے ۷	حاطہ ڈاکٹر نصیر الدین ۷
سیرت النبی شبلی جلد اول ۷	ذکر اشہار ۷	عصمتی ہنڈ کیا ۱۰	زچہ ۷
دوم ۷	سیرت النبی ۷	ناشتہ ۷	سنگار خانہ کھانے کی چھائی ۱۲

محمد علی باری ۷



مترجمہ شاہد احمد دہلو

اس میں حصہ تین تقلید ہی سے وسائل سے جان لینا ہے کان آنکہ قرآن تو واحد اس میں نہ ماہیت حاضر ہوتی ہے نہ حجاب اٹھتا ہے تقلید اعتقاد یا دلیل و تجربہ علم مان یا جاتا ہے اس کی صحت و غلطی و مسائل کی غریبی اور نقص کے تابع ہے بنیانی کا تصور رادوی کا ضعف قواعد کا تصور اسس علم کو ناقص و غلط بنا دیتا ہے اور یہی علم سرمایہ معلومات ہے مقدمہ ثالثہ علمی تعلق بھی دو قسم ہیں اس تعلق ذاتی جو موجود معلوم سے سابق اور اس کے ملازم رہتا ہے گو معلوم اپنے شخص و تین ہیں متوجہ مگر نہ علمیت سے جو احاطہ عقلی میں حاضر ہے خارج نہیں ہو سکتا دیکھو وجود قیامت ابھی نہیں ہے مگر اعتقاد و علم میں حاضر ہے اور اکثر حوادث قیاسیہ قبل حدوث موجود معلوم ہو جاتے ہیں ۲۔ تعلق عقلی یعنی بر وقت حدوث فعل سے علم کا تعلق۔ اس میں ضرور ہے کہ علم وجود فعل سے متاثر نہ ہو یا متاخر ہو اس لیے کہ تعلقات سابقہ ذاتی گئے جائیں گے پس تعلق فعلی اگر ذاتی تعلق کے ساتھ ہے تو یہ حدوث باعتبار فعل معلوم سے عالم سے اسے علاقہ نہیں اور اگر تعلق نہ تھا تو علم و تعلق دونوں حادثات ہیں اس لیے اس خطہ پہلو کر دیا لیلیم اور جہان جہان ایسے مقام میں وارد ہیں مجازاً علم عقلی اور تقلید ہی پر محمول ہیں یعنی تعلق فعلی ابھی نہیں پیدا ہوا اور آلات علیہ اعمین مستقل نہیں ہو سکے اور دیگر مایعولون اور تمام نصوص علیہ اپنے معنی حقیقی یعنی علم حقیقی و تعلق ذاتی پر باقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنے وجود سے قبل اعتبار صور علیہ ازلیہ حاضر و شام ہیں اب نہ اختلاف ہو نہ خلاف۔ اور نہ علم فعل وجود کا احتمال اور اسی تعلق کی طرف اشارہ کیا ہے امام ابوحنیفہ نے اپنی کتاب فقہ اکبر میں واضح فرمایا ہے کہ تقدیر یہ ہوتا ہے علم ازلی ہے اور غائب و ثواب باعتبار علم تقلیدی اور ایسا ہوتا تو نظم عالم و دار گیر مخلوق قائم ہی نہ ہوتا خلاصہ اللہ تعالیٰ تمھارے تمام کام تو جانتا ہے مگر اس عنوان سے جو حصول علم و ترتیب سن و ذم کے لیے معین ہو کر گئے ہیں اور باعتبار تعلق فعلی ابھی ثابت نہیں کہ تم مخلص مطیع ہو یا منافق و باغی مسئلہ کفار سے بدل ملنا اور اعمین دوست و حراز محب صادق بنانا جائز نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امتحان ایمان میں داخل فرمایا اور اسی بنا پر مخلص و منافق کا حکم دیا جائیگا تقسیم یہ حکم کامل و نفعیت الا یہ ان کفار دوست مسلمانوں کے لیے تازیانہ یا تہدید بلکہ وعید شدید ہے نہ یون ہی چھوڑے گا۔ ہمارے دشمنوں کی غیبت پیدا کر سکے کہ رابطہ کفار سے نہ رہے ظاہر فرمائی اور انکی سرکشی کا حکم دیا تو وجہ تعلق و عقوبت اور یہ کہ وہ کسی عقلیہ اور کسی نصیب کے قابل نہیں دیکھو

صَاكِنَ لِلْمُشْرِكِينَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ عٰمِدِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ

میں مشرکوں کے لیے کہ ان کو مسجدوں کو اشد کی گواہی ہے اپنی ذاتوں پر

بِالْكَفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي السَّائِرِ لَهُمْ جَذَلٌ ذُو فَرْسَخٍ يَدْعُونَ بِهِ مِنَ الْمَرْجِ عَذَابُ اللَّهِ عَظِيمٌ

مساجد اور عمارتیں عام سے کوئی مسجد ہو اور مکہ معظمہ بدرجہ اولیٰ داخل شہادت کفر سے مراد است
پرستی سجدہ غیر خدا۔ کلمات شرک و کفر وغیرہ اعمال جمع عمل صیغہ گو عام ہے مگر بعض حقیقت
مقصود ہے یعنی اعمال نیک اس لیے کہ قطعاً معلوم ہے اور آخرایت بھی ثابت ہے کہ انکا ٹھکانا جہنم ہی
اور جہنم میں اسے اعمال بد سے نہ صلہ عدم حسنات حاصل سے مشرکین مگر اس قابل نہیں اور انکو
حق نہیں کہ مکہ معظمہ کے خادموں اور سہا و رہنمین اور اس حال میں کہ وہ اپنے کفر پر خود گواہی
دیتے ہوں بتوں کا سجدہ کیے غیر خدا کی نذر دے کہ بغیر برحق کو جھٹلا کر یہ تو وہ لوگ ہیں جنکو
اعمال خیر نسا دیے گئے اور ہمیشہ کے لیے دوزخ میں پہنچے اور خدمت مساجد وغیرہ اور
موجب تمت تو یہ لوگ خادموں المساجد نہیں بن سکتے۔ اور حکم عام ہے یعنی کوئی کام نہ
کسی مسجد کا ستولی و بانی و خادم ہونے کو قابل نہیں

لَا تَمَّا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ

وَأَتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ

یعنی نماز مسجداں اللہ کی گھر وہ ایمان لائے اور دن و رات کے اور قائم کی نماز
اور دی زکوٰۃ اور نہ خدا مگر اللہ سے پس یہ لوگ ہو جائیں گے راہ بانراون سے
مسجد کی تعمیر وچی کرنا ہے جو اللہ پر ایمان لایا تاکہ غفلت و ادب اس کے دل میں ہو اور قیامت کو
پہنچنے والا جانے کہ خوف و امید و خلوص سے یہ کام کرے نماز سی ہو کہ اسے مسجد کی ضرورت ہے
زکوٰۃ دیتا ہو کہ مصارف خیر پر کر بانہ سے نذرے مگر اللہ سے تاکہ تمام عالم کو چھوڑ کر اسی کے
در دولت پر جہہ سار ہے مراد دینے سے فاعل دینا حقیقی اور نفع و ضرر پر قادر ہونا ہے اور لایم
مخصوص حضرت قادر مطلق ہے یہی لوگ راہ پالنے والے ہیں یعنی توفیق خیر۔ راہ حق۔ سلوک
عرفت۔ وصول جنت منزل مقصود انھیں کے لیے ہے تعمیر بطور عموم بجا مسجد کی ہر خدمت کو شامل
ہے پس رہنا نام مسلم من نبی اللہ مسجداً ابی اللہ ملک بیتنا فی الجنۃ معلکہ حسنہ اللہ کیلے
کوئی مسجد بنائی اللہ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی مگر بنائیگا۔ مراد مثل سے مائمت نیت و خلوص و حق
و محنت و ضرورت ہے ورنہ احمد سے بروی ہے کہ اس کے گھر سے وسیع تر ہو گا اور ایک روایت میں
ہے کہ وہ مگر دریاوت کا ہو گا ترغیب اِنْ عَمَّا رِیْبُوۡی اللّٰهُ لَہُمْ اٰھْلٌ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ

یعنی انوار مراد جو ان ۱۱
لے بھی نہیں اللہ عزوجل ان کے لئے والا

جاؤ تو ان میں چار صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ جنت کی کیا ریاں کیا ہیں فرمایا مسجدین
 پھر عرض کی انہیں چنانہ کیا ہے فرمایا آسمان اللہ و زمین اللہ و اللہ اکبر کہنا و رکتوں پر اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے میں قصہ کرتا ہوں کہ زمین والوں پر عذاب کر دوں پھر جب دیکھتا ہوں قرآن کے پیشین
 اور مسمیہ کے خادموں کو اور مسلمانوں کے معصوم بچوں کو تو میرا غضب فرو ہو جاتا ہے۔ کہا ابن مسعود
 کہ مسجد شیطان کے لیے قلعہ ہے یعنی مسجد والوں پر اسکا وہ کہہ کر اڑتا ہے۔ ابن عباس نے کہا مسجدین
 اللہ کے گھر ہیں آسمان والوں کے لیے ایسی نورانی دکھائی دیتی ہیں جیسے زمین والوں کو تار سے
 کھینچے سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازے پر مسجد بنائی اُمّیں نماز و قرآن پڑھتے
 ہر چیز کفار ٹھانے دھمکاتے آپ خیال میں نہ لاتے **فت** مصداق اول اس آیت کے آپ ہی
 ہیں ضابطہ نیک کام و بدیہ کے ہوتے ہیں ایک وہ جو خالص ثواب ہی کے لیے موضوع ہوں چھو
 مسجد نماز۔ روزہ انہیں نفی ثواب سے نفی ذات بھی جائے گی دوسرے وہ جو کسی اور غرض کے
 لیے موضوع ہوں گو انہیں ثواب ملے جیسے مرمت مسجد جو مسجد کے بقا کے لیے ہے اور فرش و
 روشنی وغیرہ جو اسکی رونق یا نمازیوں کی راحت کے لیے ہے ان میں نفی ثواب سے نفی ذات
 نہوگی **مسئلہ** کا فرمایا مال حرام کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نو کی مثل اور گھروں کے ہے اسلئے کہ نہ کافر کی
 نیکیاں مقبول نہ موجب ثواب ایسے ہی نہ ماح حرام مقبول نہ لائق اجر لیکن اگر کفر یا حرمت مشتبہ ہو
 یعنی اس کے ثبوت پر دلائل یقینیہ و قطعیہ نہ ہوں جیسے منافقین یا اہل ضلال یا عوام شرک پسند کی مسجدیں یا
 طوائف۔ رشوت خوار۔ ربا و پیشہ نما۔ باز کی مسجدیں ان میں ہزار وار یہ ہے کہ امید ثواب زیادہ نہ رکھی
 جائے مگر احتیاطاً حرمت مسجد کا محاط ہے **مسئلہ** کا فرمایا مال حرام کی مرمت اگر چہ جزو مسجد ہو جاتی ہے
 مگر مسجد کو حکم مسجد سے خارج نہیں کرتی پس یہ فعل ممنوع اور بفضل حاجی بدستور ہو چکا اور اسی فعل پر
 قیاس ہے روشنی و فرش وغیرہ کا لیکن مسلمانوں پر واجب ہے کہ مساجد کو ایسے اموال و
 افعال خبیثہ سے محفوظ رکھیں شان اسلام و آداب نامہ خدا انہیں روا نہیں رکھتا **مسئلہ** اگر
 خارج مسجد یعنی نسل خانہ وغیرہ ایسے مالوں سے بنایا جائے تو گویا جو ہے مگر باعتبار تعظیم قرب
 خانہ الہی و اظہار توہین ضائق و کفار و کفر ازاولی ہے حق مسجد یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ہو وقت چھ
 اذان کہی جائے اللہ کا گھر اللہ کے نام سے نورانی رحبہ ضروری سامان اس کے موجود ہوتے
 لازمی ملحوظ ہو اور اہل انہیں کہ مساجد کو نقش و نگار سے مزین اور اسلام کو دولت سے محروم
 بریں اس میں اللہ کے نام کی روشنی اور اللہ والوں کے سوز دل کے بخور اور اس کے زور و جلال

ایمان کو جس کے مطالب مذکور نہیں بلکہ مجاہدین کو جو یہ سبقت اسلام و تقویت دین موصوفت بعصمت
ایمان فرمایا اور دوسری طرف اُس کی ضرورت نہ دیکھی فت اس میں شک نہیں کہ ہجرت عباد
افضل ترین عبادت ہے مگر دین میں ضرورت پر نظر رہتی ہے جو وقت جسکی ضرورت یکسب دین
نہا نہ ہو اسکا ثواب نہا نہ ہو گا بجز من اتفاق و اجتماع ہجرت بوقت مقابلہ ہما و بوقت امن و غلو علم
و دعوت مدد مشاغل ہو کہ عہدیت و خلوت بہترین اعمال ہیں ربط بعد تر وید فضائل دہما بدین ذکر فرما
الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْبَرُ
ہم ایمان لگے اور ہجرت کی اور عباد کی راہ میں اللہ کے کوٹے اپنے اور جانوں و عبادت بنوین

[illegible]

جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لیے مگر چھوڑے جہاد کیے اپنے مال اور جان سے اُنکے لیے
 ہمارے مرتبے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ کے حضور میں وہی لوگ کامیاب ہیں اُنکار ب اُغنینِ خوشنما
 دیکھ اپنی رحمت اور رضا کی اور اُنکے لیے جنت میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں یہ لوگ جنت
 میں ہمیشہ رہیں گے نہ موت ہے نہ خروج بیشک اللہ کے پاس جو عظیم ہے نعم مقیم یا اُزراہِ بہشت کی
 نعمتیں زائل و فانی نہیں **سَلَّمَ** مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَعْمَ لَا يَبْأَسُ لَا يَلْئَلُ ثِيَابًا وَلَا يَطْغَى شَبَابًا
 جو جنت میں جائے گا غم نہ ہو گا نہ اُسکے کپڑے بھین نہ اُس کی جوانی سٹے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِن
 اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
 دوست رکھیں کہ جو ایمان پر اور جو دوست بنائے انکو مین سے پس و بھالو گے ظالم ہیں

اسے ایمان والا اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو اگر وہ کافر مومن تو درست نہ بناؤ اور جو ایسے کفر
محبت رکھیں گا وہ ظالم ہے **ف** آیت میں قطع رحم کا حکم نہیں بلکہ موالات اور محبت جو موجب
ترک جہاد و ہجرت و اعانت دین ہو منع و نہی نہیں عزیز و اقارب مان باپ کی رعایت و دوستی میں
فرائض اسلام اور واجبات دین سے روگردانی ممنوع ہے احسان کرنا ان کی خدمت کو اصلہ رحم ہے

سے قطع نہ کرے معاً لہذا آدمی مرتد ہو کر گئے دالون میں جا بیٹھے تھے ان کے اقارب کے حق میں حکم ہوا کہ انکو دوست نہ بنادیں پھر وہ مسلمان جنہوں نے ہجرت نہ کی تھی یہ سن کر کہنے لگے کہ اگر ہم ہجرت کریں تو ہمارے گھر حزاب کھیتیان بر باد مال ضائع اور ارحام قطع ہو جائیں گے ارشاد ہوا

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَمْوَالٌ فُتِحَتْ لَكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ فَارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ عَلَىٰ صُرُوفٍ فَسِيحٍ ۚ ذَٰلِكَ هِيَ الْفِتْنَةُ الَّتِي كُنْتُمْ تُبْعَثُونَ

کہو جبکہ اگر میں بابت داسے نکلاؤں تو اولاد تمہاری اور بھائی تمہاری وہ انداز تمہاری اور انڈیا بھائی اور مال

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴

[illegible]

۱۰۸

اور کچھ دواؤں کے ساتھ جانی بن کر سیدہ زینب اور خدیجہ کی ملاقات ہو گئی۔ ان کے ہاں اس وقت بھی وہی پرانے

سناو بار اسی قادر ہے اور ہر جو بہت اپنے سے ہیں (یہ سب) اللہ اور رسول کے اور بھی

مراد میں جہاد کر لے سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جو اس قدر کہ وہ کہ اندر سے اپنے اہم حکم سے نجات لائے۔

یا دنیا میں کوئی فیصلہ قطعی کر دے اور جان رکھو کہ تم ایسی محبت سے فاسق ہو جاؤ گے

اور یہ مقصود نہ بل دُکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فاق کی، نہ فی نہیں کرتا سبب مری

ابو سمریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَا يَنْفَعُ مِنْ أَحَدٍ كُنْهٌ أَكُنْ أَحْتَالَهُ مِنْ وَالِدٍ ۖ وَقَوْلُهُ تَسْمِيَةً مِنْ ذَاتِ

ماگہ کہ کہ از حق بدست امان و امانت رسیدن به دست خداوند

پاکستانی عوام میں سے ایمان داران میں ہوا ہے جو کہ ایک جو بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ ساتھ

ماں باپ اور اولاد سے۔ اور اسی روایت میں لکھا ہے: "وہ عین جیسا کہ ہے"۔

جی زیادہ محو و محبوب ہو جائیں ابن النبی حضرت عمرؓ کے لگا دالہ رسول اللہؐ میں آپ کو کام میں لے کر

زیادہ محبوب رکھتا ہوں مگر اپنی جان سے زیادہ حسین فرمایا حبیب جان سے زیادہ محبوب ہو

ایمان ہی میں اس عورت عمر نے کما فائز اللہ واجب الی من نفسی پس ابو آپ قسم دے گا

کہ جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں آیت کی حسن و تدبیر و لطافت تاثیر نے عام و خاص کو گھسٹا

تعلیموں کے بے پروا کرد یا ایمان ہے تو اسی میں اور عرفان ہے تو اسی میں بظاہر اتنا ہی

کہ تم سے زیادہ کسی اور کو نہ جاوے مگر اشارات نبہانی اور اولیٰ نے غفر کو بیچ دیا۔

۱۰۰

اعمال پر چلیں یا اس کے لئے بہت ارسیف ہے اور میرا اور ان بانی حسن بنو بھگوان

محبوب کا ہونا یہ بقدر وسعت نظر ہے اور شملہ بقدر ارسر ہے جب تک صرف جمال عارضی اور
زینت غنائشی کے نظاروں پر اکتفا تھی ہم اسی کو سرمایہ حیات و لطف زندگانی جانے ہوئے
تھے مگر جمالی حقیقت و طلسم قدرت کے سامنے بھی کسی کی ہستی رہ سکتی ہے رفتہ رفتہ لا اُحِبُّ
کَافِرِیْنَ کی ندامت اور دنیا اور اسکی مثل قلیل ناپسند ہوئی ہے جو خورشید عزت علم پر کشیدہ
جہان نہر کیب عدم در کشد پنا آفتاب نکلا پھر تار سے کمان رات کا اور ہوئی روشنی پھیلی ریکی
مور ہوئی یہ جیلے میاد افسون فسانہ عاقل کیا دیوانہ بھی پسند نہ کرے گا یا ان نادان شکے کے
ہاتھ سے سرخ زر و چمکدار شیشے جزدہ لوٹ ہے الماس و جواہر ہی رہے کر لینا شکل ہے اسلئے کہ نہ وہ
جواہر شناس ہے نہ انکے جوہر قیمت سے جزدار۔ اگر اُسے جوہر شناسی سکھا کر ایک پارہ الماس
دے کر کہے کہ یہ دیتے اور یہ الماس دونوں برابر سمجھو اب تو وہ قدرت سمجھ چکا ہے جو ہی نہیں
سکتا کہ شیشہ اور جواہر دونوں ایک ہی سلک میں رکھے یہ راہ میں پھینک دیا اور اُسے صندوق دل میں
چھپا لیا یہ تدبیر حسن بدون تکلف و مشد و محبت غیر کہ مٹاتے مٹاتے یکسو کر دے گی اور تمام
تعلقات چراغ سحر کی طرح فرو ہو جائیں گے اور اگر محبت غالی محویت محبوب ادراک و امتیاز سے
خالی ہے جو آدمی کو اندھا بہر ابدایتی ہے تو وہ مشترک گوارا ہی نہیں کر سکتی و تیار پر گر، تو
ہے النار و اسقر شقی یہی ہوا اور جمال حق پر زندہ کی تو فَاَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ مِنْ عِزِّ
ہو گیا ہے نام کی تیرے ہی اسے جان ہے فقط گنجائش نہ وسعت دل بھی ہو مانڈ لگین تھوڑی سی
با ان علماء و صلحا کی محبت ذکر و عبادات کا ذوق عمل حیر کی آرزو و اندر رسول کی محبت سے ملحق جو
ذکر کو عین مذکور نہیں مگر یاد دلانے والا ضرور ہے اور ہر خدمت کو قرب نہ ہو مگر قرب رخصا مقام
عبودیت میں موجب لطف و سرور و حکمت معلوم ہو کہ دنیا اور اس کے تمام کام دین سے بڑھ کر
بلکہ برابر سمجھنا موجب وعید ہے غم دین خور کہ غم غم نیست نہ ہمہ عینا فروتر از نیست ہاں
اندر رسول کی محبت تصور بالذات ہی باقی و سائل ذکر سے مذکور رہے اور انوار اللہ زیر

لَقَدْ نَعَرَكُمْ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ ۝ اَوْ یَوْمَ حُبَّیْنِ ۝ اِذَا جُمِعْتُمْ کَوْمًا فَخَلَمَ نَعْنِ

۱۔ کہ تمہاری تعارف مقامات کثرت میں اور دن جن کے جملہ خوش کیا لکھ کر ت نے تمہاری ہر لکھائی کی
ختم کیا تھا و صَاحِبَاتِ عَلَیْکُمْ اَلْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلِیْتُمُ عَلَیْکُمْ

۲۔ اور تم پر کئی نمبر زمین ما تمہاری کھادگی کے بھر بھر سے تم نبوت دکھائے
۳۔ ملائے معلقات اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی اور فتح دی بہت معاونین اور زمین کی اڑائی میں

یہی جب تم اپنی کثرت فوج و سامان پر نازان تھے پھر اس کثرت نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا اور نہ بین
یا وجود کی کشادہ ہے قہر تنگ ہو گئی (یہ اشارہ ہے کمال اضطراب و اندر سے) پھر تم پست و کھاکر
پھر قصہ حسین کما و قدی رحمہ اللہ نے کہ بعد فتح مکہ آپ کو خبر دی گئی کہ مالک بن نوفا نے
تھیلہ ملازن اور ثقیف سے چار ہزار آدمی جمع کیے ہیں مع حکم تیار سی لشکر خلف بیکر یا در ہوا بارہ ہزار
مہاجر و غازیان خنجر گزارہ روانہ ہوئے بعض یہ فوج یہ ہیبت دیکھ کر یوں اٹھ گئے آج ہمارا لشکر
کثیر اور سامان و رست ہے حضور کو یہ خیال پسند نہ آیا نہی سبحانہ تعالیٰ نے تعلیم انکی تہذیب فرمائی اس
دوانی میں نو مسلم ضعیف الایمان بہت فراہم تھے اور کفار پہنچنے سے کہیں گاہ یوں بین تاک لگائے تھے
گو لشکر اسلام ایک منظم طور پر بڑھایا گیا مگر راہوں کی تنگی سے نصف ہندی نو مسلم دشمن کے تیرا ملازن
نے کہیں گاہ یوں سے تیر ہر سائے آگے کا ایک نہ تھا اور اسی دیکھا کچھ پیچھے وائے دم ہر جم
ہو گئے ضعیف الایمان آپ اور آپ کے اصحاب پر بیٹے باقی بناتے حفا و رہہ فوج بعض صحابہ
سیدان میں رہ گئے اور آپ ربزمین فرماتے تھے **مَنْ رَأَى الْمُسْلِمَ يَلْتَمِسُ الْكُفْرَ يَلْتَمِسُ الْكُفْرَ**
كَيْفَ يَلْتَمِسُ الْكُفْرَ میں یہ غیر ہوں اس میں دروغ و کذب ہیں یہ بتا ہوت ہے بلطاب کا معنی شریف یہ کہ پیغمبر
اور نسب یہ کہ تمام آدمیوں میں کریم تر علی و ابن سعود اور ابو عیاس آپ کے گرد رہا تھے
آپ نے عباس سے فرمایا ہمارے جان تیماروں کو بچا۔ انھوں نے بلند آواز سے کہا یا مسلمان! انسا
اے انصار کے جان نثار بہادر و اصحاب شجرۃ استہدوا ان کے تے موت پر بھیت کرنے والو
یا اصحاب سورۃ البقرہ اے سورۃ بقرہ اٹھانے والو یہ سنا تھا کہ اصحاب بدر والوں کی طرح ہر طرف سے
دوئے اور اس شمع نبوت کے گرد تصدق ہونے لگے سوہ میں کی تلواروں نے جوہر دکھایا تھروں نے
موت کا بیج برسیا اور جوش مارا دریا سے رحمت آتی نے اور اترتی آسمان سے فوج
ملا کہہ کی اس کفار میں بھگدہ پڑ گئی **م** حضور نے نہ کنگر خان بے نیکیں اور کہا شہادت
الوجوہ ذلیل و خوار ہو گئے منہ دختہ سب کے بے بھاگ نکلے اور کہا عباس نے میں
حضور کی بغلی کی لگام تھامے تھا کہ آپ نہانہ بڑھ جائیں

لَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ

پھر انما اللہ سکینہ انما رسول پانچواں ایمان والوں پر انما اللہ

جَوْدَ الْمَرْوَاهِ وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلَّ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

وہ دھکر کہ دیکھتے تھے تم اوسے اور عذاب کیا انھیں جو کافر ہوئے اور سے جلا

پھر اللہ تعالیٰ نے سکون و اطمینان اور امن رسول پر اور ایمان والوں پر نازل کیا اور وہ لشکر لہا رہا جسے تم نے دیکھے تھے لے کر لشکر ملا لگا اور کافروں پر عذاب قتل و شکست اور تار اور جہ لاکا فروں کا یہی ہے این کثیر ایک مرد سے روایت ہے کہ میں لشکر کفار میں تھا جب مسلمان بیٹھے اور ہم انکے درپے ہوئے تو ہم صاحب بغلہ رفیقہ کے قریب پہنچے دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انکے پاس نہایت خوب صورت مرد دیکھے پھر آپ نے کہا فاما بت الوجہ ہمارے پاؤں اُٹھ گئے

لَقَدْ يَنْبَغُ لِلَّهِ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَيَّ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَفْوٌ غَفُورٌ

پھر تو بہت کریم اللہ ہے اُس کے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا رحیم ہے

بعد اس لوائی کے اللہ نے جسے چاہا تو فیض توبہ کی عنایت فرمائی وہ لفر سے باز آئے وہ معاف کر دیا اللہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْإِشْرَافُ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا

اے ایمان والو! تمہیں ہیں مشرک مگر تمہیں پس نزدیک آئین مسجد حرام کے بعد اس برس کے

ایمان والو مشرک تو نجس ہی ہیں لہذا اس سال کے بعد مسجد حرام میں نہ آئے دینا تفسیر آیت میں اختلافات کثیر ہیں اول ابن عباس سے مروی ہے کہ کافر نجس العین ہیں جس طرح کہتے۔ کہا حسن نے اُسے ہاتھ ملانے تو دعوہ لائے کہا جہور نے کہ ایسا نہیں بلکہ نجاست نجسی ہے باعتبار حالت غالب کے کہ وہ جنابت و اخلام سے غسل نہیں کرتے۔ کہا خفیفہ نے کہ یہ نجاست استہادی ہے۔ جعفری نے یہین دووم کہا شافعیہ اور مالکیہ نے کہ مسجد میں قدم نہ رکھیں یعنی اندر جانے یا لین کہ خفیفہ نے کہ نجس و طواف نہ کیا اور مراد عدم تقرب سے یہی ہے ورنہ بضرورت تعمیر بھی دخول جائز نہ ہوتا اور اسی اوایل کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور بنا اسکی صرف مسئلہ نجاست پر ہے اس لیے کہ اگر نجاست عین ہو بیسہ کہ ابن عباس سے مروی ہو تو بیشک دخول جائز نہ ہوتا تھا اور اگر اعتقاد نجس ہیں تصرف عبادات سے روک جائینگے بعبارہ انص اور طحاوی دخول سے بھی روکنا ممکن تھا اولے چوکا اس لیے کہ یہ ممکنہ مشرک نہیں بنائے گئے مگر عبادت کے لیے اور جب عبادت ہی انکی وہاں ممنوع ہوگی تو دوسرے طور پر آنا جانا عبادت ہے اور مساجد مکان عبادت نہیں مگر ضرورت مضائقہ نہوگا سووم کہا شافعیہ نے کہ مراد مسجد حرام سے خاص مسجد کعبہ ہے جیسا کہ مصرح ہے اور کہا مالکیہ نے کہ عام مسجد میں باعتبار استحباب مقصود و عموم تعظیم اسی حکم میں داخل ہیں پس شافعیہ کے نزدیک کفار صرف مسجد کعبہ سے اس لیے کہ کفار نزدیک عام مسجدوں سے روکے جائیں اور کہا گیا کہ مسجد حرام سے تمام حرم کہ مراد ہے چہارم مفرک سے براہین بہت ہست اور وہ سب کفار جو اہل کتاب سے نہ ہوں مگر حکم اتحاد و صفت کو اسی حکم میں داخل رہنا چاہیے چنانچہ لکھ نجس جو کہ مسلمان میں وارد ہے اور یہی روایت کے احکام کا مدار ہے قوم نے اسے نفوی

معنی پھر محمول کیا ہے اور ظاہر قرآن بھی یہی ہے اور قول ابن عباس کا بھی ایسی کا شاہد ہے مگر خفیہ نے اپنی روش پر نظر غائر کی اور معلوم کیا کہ کلمہ نجس منہ معلوم یعنی وظاہر المراد ہے مگر بحسب مہمطلق شرع و ہم اس وقت ظاہر نجس یعنی نجس محلی نجس عارضی وغیرہ ہیں حکم اختلاف مضائقہ اس کے بخون بدن بھی تعدد و اشتراک ہے ظاہر نجس یعنی جیسے خمر و خنزیر و قاذورات نجس حکمی جیسے حیث و جنب و حائض نجس عارضی ہر ایک کے نجس سے مل جانے نجس یعنی جیسے مال حرام فرمایا ولا یتموا الخبیث یعنی مال حرام یا ہمدی یا بعض افعال مذکورہ جیسا کہ فرمایا الخبیثات للخبیثین یا عذاب جیسا کہ فرمایا ریس نجس اعتقادی جیسا کہ شیطان اور جنوں کی نسبت میں ارشاد ہوا پس لازم آیا کہ کسب قرآن تاویل کی جانے اور بلائی مقام ہی نجاست اعتقادی پائی گئی۔ مگر نجاست عینی اس لیے نہیں کہ آدمی بنفسہ مکرم خالق ہوا ہے اور اس کے کسب ہونے پر کوئی دلیل آج تک قائم نہیں ہوئی اور یہ جو فرمایا ہوا کلام عام بدل ہوا اہل اور اسکے مثل یہ سب بافتہ کافر ہے اور کافر کیا ہے وہی اعتقاد۔ اور اگر یہاں نجس ہوتے تو اسام سے بھی ظاہر نہ ہو سکتے۔ اور نجاست حکمی میں ہونے کا قرب مساوی ہیں کوئی خصوصیت نہیں اور اعتبار حالت غائبہ بھی مغلوب ہے پس میں ہے مگر یہی اعتقاد نجاست اور یہی قول ہمارا ہے اور دوسرے و زور بھی اسی کے معین ہیں مثلاً کسی شی کی نجاست حکم طہارت کے بعد بالقصد بشر میں پانی نہیں لئی مثلاً نہ جو ایک وقت حلال و طہارتمی اس کی نجاست ضمن حرمت میں پانی لئی ایسے ہی بول شتر جو دو کے ضمن میں ایک قوم کے لیے طہر کیا گیا تھا بھلا ہم کے نزدیک اس کی نجاست صلیہ ہے اور صاحبین کے نزدیک طہارت صلیہ ہے اگر ہوتے کفار نجس اچھین تو یہ بھی کہیں نہ کہیں مردی ہو تا کہ جب مسلمانوں نے بلاد یود و ساری دیموس وغیرہ فتح کیے ان کے اہل پر تصرف کیے تو تمام اشیاء تریخیر نجاست کا حکم آسکتا تھا پھر تکدی جانین حالانکہ ایسے قول نہیں ہے اور روایت بھی ایسی مذہب کا ثبوت قوی پایا جاتا ہے کہ خود آیکر یہ میں اشارہ ہے جیسا کہ فرمایا بعد عاقبتھو ہلدا اس سال کے بعد مسجد میں نہ آئیں پس اگر وہ نجس تھے تو اتنی مدت کیوں دی گئی اور کوئی معاہدہ ایسی نجاست کا دفع میں ہو سکتا معلوم ہوا کہ صرف نجاست اعتقادی ہے اور نہ لعلت بود کہ ال غصت و علوے اسلامی ہے بل سود آدمی کا مطلقاً ظاہر ہے کوئی وصف زمین طوطی و زمین اور طہارت سود بود طہارت حکم ہے پس آدمی نجس نہیں ہو سکتا اور فقہ میں اسکے دلائل قویہ بوضاحت موجود ہیں روایت بخاری کی جو باب الاکل فی انار منقض میں ہے بصراحت تمام طہارت کا اظہار کرتی ہے کہ عہد الرحمن ابن ابی لیلی نے کہہ دیا کہ اس نے عہد دان نبوت) حدیث نے پانی مانگا تو انھیں ایک موسی نے پانی پلایا جب پیالہ رکھا گیا تو آپ نے اسے پھینک دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ نہ لیشی کپڑا بھنڈو اور نہ اس کی تنہا

جو چاندی سونے کا ہوا اور نہ اسکی رکابی میں کھا کا سیلے کہ یہ دنیا میں کفار کے سیلے ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں انکار حضرت حذیفہ کا چاندی کے برتن سے تھانہ مجوسی کے پانی سے ورنہ اہل کفر فرماتے اور نہ پیتے احتیاط یہ ہے کہ کفار کو مسجد سے روکین جب تک کوئی ضرورت محسوس نہ ہو اور اُسے اکل و شرب ترک کر دین چکے نہ ہو تو کراہت طبعی دوزخ میں ہو سکتی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَتَكُمْ فَسَوْفَ يُعِينَكُمْ اللَّهُ بِفَضْلِهِ إِن شَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ

اگر تم اپنی عیالت سے ڈرتے ہو تو اللہ تم کو مدد دے گا اور تم کو تم سے زیادہ دانا حکمت والا ہے

ف میں نے تو مجھ پر ہدایت نہ ہوتا تھا۔ اوقات اطراف کی تیاریوں اور زمینوں پر بھی قطع تعلقات دہم ہو سکتے تھے کہ کیا کھائیں کس طرح بسر کریں گے۔ اہل ایمان اتنی سب کچھ جاری کر دیا اگر غلغلہ و ناواری کا جو ہے اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نسل و نسل سے نجات دے گا۔ غنی کر دے گا اور غریب کو بھی جانتا ہے حکیم پختہ کار ہے اُس کے تیار تہ قوانین اور بنائے احکام نہ دنیا میں مضرت نہ ہو سکتے ہیں نہ آخرت میں کفار سے علیحدہ کر دینے میں بھی کوئی مصلحت ضرور ہوگی اور ایسا ہی ہو اگر فتوحات متصلہ۔ جہم مارنے میں کہ کسی کا بھی محتاج نہیں رکھا اور آج تک ایسے بے زراعت ملک میں دنیا کی تمام نعمتیں موجود ہیں خصوصاً ایام و زمین لاکھوں آدمی جن کا انتظام سلاطین سے بھی بشکل ہو سکتا نہیں اللہ کی جنت سے کھاتے پیتے ہیں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی اور جب تک مسلمان احکام الہی کے پابند رہیں۔ مہم دنیا کے کافرانہ بال نہ بیکار کر سکے افسوس کہ ایک مدت سے نئی روشنیوں نے اندھیر بچا رکھا ہے قرآن بالائے طاق سنت رسول برائے نام ہر کام ہے اور حکمت عمل اللہ نے بھی وہ برکات کم کر دیے۔ مسئلہ کسی مصلحت سے احکام الہی کو بدل دینا چھپا رکھنا حرام ہے مسئلہ اگر مسلم کو اتباع احکام الہی میں بظاہر کوئی رک مل بھی جائے تو بھی اُس کے لیے یہ حیل نہیں ہو سکتا کہ اپنی مصلحت اور رائے کو دخل دے جیسا کہ کلیر ان شاہ اشارہ کر رہا ہے کہ منی کر دینا اور نہ دکرنا ہماری مشیت پر ہے تمہارا حق نہیں۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

لوہاتے کفرین ایمان لائے اللہ پر اور نہ پچھلے دنوں اور میں حرام جانے سے حرام نہ لائے اللہ نے

وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ سِغَرِ يَعْلَمُوا

اور رسول نے اسے دین قبول کرنے میں حق کو ان میں سے کر دیا۔ کتاب یہاں تک کہ دین

لوہاں سے جو اللہ اور	الجزية عن يديهم وصاغرون	قیامت پر ایمان نہیں لائے
اور اللہ و رسول کی حرام	جزیہ ہاتھوں سے اور وہ غار ہوں	کی ہوئی کہ علوم میں جلتے

یع

اور دین حق پر نہیں چلتے اور اہل کتاب سے ہیں انہیں اور وہ بیان تک کہ جزیرہ گزار بنجائین اور اپنے ہاتھوں سے
 بمالیت خلاصہ ذخیرہ اور اکبرین (لا یحرمون) سے اور تکذیب احکام اور دین حق سے یہی دین اسلام ہے
 جزیرہ ایک مالی مذاب ہے جو کفار پر بجا ہے بدنی عقوبت یعنی قتل و قید و غلامی کے معین کیا جاتا ہے جس میں
 جہاد کی غرض غوریزی و قتال ہے نہ جزیرہ کا حاصل جمع مال بلکہ اسے اسلحہ درجے کی تدبیر ہے جس سے کسی
 کا قتال دانتہند بادشاہ کو چارہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح لوہے کو آگ سے نرم کر کے کام لیتے ہیں سرکش
 باغی کو بھی فتور سے زیر کرتے ہیں پھر امن دے کر اسلام کی قوت خدا پرستی کی عظمت اخلاق کی خیرات
 عدل و داد کی دعوت دکھاتے ہیں تاکہ اثر صحبت سے دل نرم ہو اپنی دولت اور اسلام کی بالادستی دیکھ کر
 شرمائیں شاید راہ راست پر گریں یہ کہ گناہ گار مومنین سے متعلق ہے یعنی کفار بشکر انعام جان بخشی یا
 بتقابل دست زد و فتح یا بی اہل اسلام کو مزید ۱۱ کریمین اور کہا گیا کفار سے متعلق ہے یعنی بجاقتل
 ہاتھوں سے جزیہ پیش کریں اور فقہانے اسی طرف میل کیا اور کہا کہ ہم اگر جزیرہ کسی کے ہاتھ پہنچے
 نہ لیا جائے بحث کہا گیا جزیرہ کا کلمہ صرف اہل کتاب کے لیے ہے کیونکہ آیہ قتال عام ہو قالوہم
 حتی لا تکنون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ جب تک ایمان نہ لائیں مارے جاؤ امن نہ پائیں
 مگر اہل کتاب کو بشرط جزیرہ علیحدہ کر لیا پس بت یہ سنتوں کو یہ حکم شامل نہ ہوگا مگر خفیہ بلکہ مہمور اس کے خلاف
 ہیں اس کے نزدیک تمام دنیا کے کفار اہل کتاب ہوں یا بت یہ ست جزیرہ دے کر امن حاصل کر سکتے ہیں
 البتہ جزیرہ عرب نجاست شرک و بت پرستی سے محفوظ رکھا گیا ہے وہاں جزیرہ لیکر رہنے کی اجازت نہ
 دینگے اور دلائل اُنکے یہ ہیں احمدی کہا بعض نے وقالوہم الخ کا عموم آیت جزیرہ سے منسوخ ہو
 یعنی جزیرہ گزار کو قتل نہ کرو و ممکن ہے کہ فقہ بعضی ترمذی سرکش ہو اور دین سے اطاعت ملال لے کر جزیرہ
 و جزیرہ گزار ہوا نہ ترمذی بانہ عدم اطاعت اب قتل اسکا جائز نہ ہوگا اس تقریر سے دونوں آیتوں میں مطابقت
 ہے ضرورت نسخ نہیں اور جبکہ آیہ قتال اجماعاً مخصوص ہے بچے عورتیں۔ درویش۔ شیخ فانی یہ سب معاف
 رکھے گئے ہیں صلح سے بھی امن جائز ہے اور اصحاب کبار نے محسوس جزیرہ منظور فرمایا۔ مغیرہ نے
 آنحضرت سے روایت کی کہ مجس فارس ایمان لائیں یا جزیرہ دین پس حکم قیاس اہل کتاب اور دوسرے
 کفار ملت واحدہ سمجھے گئے اور سوائے احکام مخصوصہ منصوبہ کے ایک حال پر انارے گئے ہل کیا
 جزیرہ نصاً اور دوسرے کافروں کا قیاساً یا بطور قائل اصحاب کبار ثابت ہوگا ہدایہ جزیرہ اگر بطور صلح ہے تو
 جو طے ہو عدتہ غنی سے اوستا لیس دم اور متوسط سے چوبیس دم اور محتاج پیشہ درتہ دست سے بارہ دم
 سالانہ لینا چاہیے اور گناہام شافعی نے غنی و مفلس برابر میں معاملہ بعض یہ دے کہا کہ ہم آپ پر ایمان

جزیرہ
 جزیرہ
 جزیرہ

کہ مگر ان میں آپ عزیر کو اس واسطے نہیں جانتے اُنکی ترویج میں ارشاد ہوا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لِمُوسَى اَنْذِرْنَاهُمْ يَوْمَ الْمُنَادِ وَوَقَّالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ وَذِي الْفَقْرِ قَوْلُهُمْ

اور کہا یہود نے کہ موسیٰ! ہمیں ان کی طرف سے ڈرانا کہ جس نے ان کو فرشتہ بنا دیا اور کہا نصاریٰ نے مسیح کے بیٹے اور کہیں کہ

بِأَفْوَاهِهِمْ يَتَكَلَّمُونَ قَوْلًا الَّذِي نَكْفُرُ بِمَا مِنْ قَبْلُ مَا قَاتَلَهُمْ اللَّهُ أَنْ يَكُونُوا

اپنے منہوں سے بول رہے ہیں ان کی بات سے ان کی کافری سے پہلے ہاں کہہ دو کہ اللہ نے ان کو قتل کیا ہے تاکہ وہ نہ ہوں

یہود نے کہا عزیر کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کا منہ سے کہنا ہے

ان کی باتیں ان کے کافروں کی ایسی ہو گئی ہیں جیسے انھیں نہ اس کا علم ہے نہ یقین نہ دلیل صرف بطریقہ نقل و نقل

سنی سنائی کہا کرتے ہیں اس لیے کہ کتب آسمانی ان کے سامنے عقل سلیم اور نبویہ صرف جمل اور ہٹ ہے

اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک کرے یہ کہاں سے کہہ جاتے ہیں وہ لڑنے والے ہیں اور بے خبر علوم پاس ہیں مگر غور ہے

یہ نظر معالمت منہ سے کہتا اہل معانی کے نزدیک معنی قول زور آیا ہے اور قائلیم سے کمال تمہید

ہے کہ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر غالب آئے ان کے منہ اور کبریٰ کو قتل و قید کیا حضرت عزیر کی رہے

تھے جو ان کے حال پر دیکھ کر کہتے ہیں کہ ان کے کہ انھوں کی کلین جھگڑیں ایک دن کسی عورت کو دیکھا کہ وہ قبر کے

پاس روتی تھی ہاں۔ وہی دیکھنے والے ہاں کہ پڑا ہوا ہے والے حضرت عزیر نے کہا اس سے

پہلے کون روتی پڑا دینا تھا۔ وہی اللہ آپ نے فرمایا پس اللہ تو زندہ و قائم ہے مرنا نہیں عورت

نے کہا تجھے یہ سمجھ کر کہ اس نے سکھایا فرمایا اللہ نے کہا پھر بنی اسرائیل کے علماء اور اعداء علم پر کیوں تھے

یہ سمجھ کر کہ کوئی امر ہے پھر انھیں بطورالہام معلوم ہوا کہ فلاں نہر پر جا کر غسل کرو اور دو رکتیں پڑھو وہاں

ایک شیخ ملیگا جو کھلائے کہا لینا آپ گئے تیغ غیب نے ان کے منہ میں تین بار شعلے کی ایسی چیز کھلائی اور

آپ کا علم وسیع ہو گیا بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تو میرے گم ہونے لایا ہوں انھوں نے تکذیب کی آپ نے پھا

نسو لکھا یا جب بعض علماء یہود و مشمنوں سے بچ کر آئے اور گڑے چھپے ہوئے نسخے تورات کے نکال کر

ملائے حرف حرف صحیح تھا بعض جہلا بن اللہ کہنے لگے اور آپ کے مکر زندہ ہونا کا قصہ صفحہ

(۲۰۲) جلد اول میں گزر گیا۔ لہذا اس کے بعد یہود و نصاریٰ کے جمل و ضلالت کا سبب بیان فرمایا

اتَّخَذُوا الْكُتُبَ هُمْ وَرَبُّهَا تَهْتَكُ رَبَّابَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

جہاں اپنے علماء اور دانشمندان کو رب سوائے اللہ کے اور مسیح ابن مریم کو

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُسَبِّحُ عَمَّا شَرُّ كُونِ

اور انہیں علم کے سوا کچھ نہ کہہ کر یہیں مجبور و احمک نہیں کرتی عبادت کر رہی ہاں یہود اس سے کہ لوگ ساجی عمل کرتے ہیں

اور خود فرمایا حضور نے کہ نبی اسرائیل جب غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کرنے لگے گمراہ ہو گئے جواب فرمایا
 قیاس اور تنظیم منصوص ہے جسکی نسبت خدا و رسول کی طرف نہ ہو سکے مطلقاً کوئی عالم یہ کہے کہ میں نے سنا یا جانا یا
 کیا یا وہ ان قیاس شرعی و دلیل نقلی تو بیشک اسے ہم کبھی نہیں تسلیم کرتے دیکھو اسی وجہ سے بدعت یعنی
 ایسا امر جو بدو اہل شرعی دین میں داخل سمجھا جائے باتفاق ضلالت ہے اور بیشک یہود و نصاریٰ میں
 ایسے ہی قیاس تھے دیکھو مسئلہ جہنم کو کیسا چھو پایا وقت و تعداد صوم کو کیسا بدلا اعتقاد اہمیت کمان سے
 ایسا کیا اور انھارے لئے کہ کتاب اللہ سے بعد انہرے نہیں ہو گیا حقیقتہً نہ یہ یہود وہ یہود ہیں جو حضرت موسیٰ کے
 وقت میں تھے اور نہ یہ نصاریٰ وہ نصاریٰ ہیں جو حضرت عیسیٰ اور حواریتین کے زمانے میں تھے اور
 ہم مسلمان بننے والے تھے وہی مسلمان ہیں جو حضور و رساں کے صحابہ کے وقت میں تھے ہاں غفلت اللہ
 نافرمانی کا زیادہ موجب نا ہمارے عقائد متعصب کو مثلاً تا نہیں ہمارے علم نے جو کہا ہے خواہ حکم بتویل
 جیسے عزل سے ترک وطنی مانعہ کو مردینا یا قیام الی الصلوٰۃ سے عزم سمجھنا خواہ باقتباس تلبیل جیسے ہائی
 کی عزت بعلت سکر اور رہیل کی نجاست بوجہ گوشت نجس اسلئے فرمایا علماء اصول نے کہ قیاس
 مثبت نہیں یعنی کوئی نئی بات قیاس سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ مظهر ہے یعنی جو احکام و اسرار کتاب و سنت میں مخفی
 ہیں انھیں ظاہر کرتا ہے ہمارے علماء نے بہت صرف کلمات و تراجم پر بس نہیں کرتے معانی مقصودہ و
 جہت موخرہ پر بھی غور کیا ہے ہر رخصیہ و نماز و فوضہ ظاہر کرتے ہیں اور ایسی توسیع بالاجماع محمود و معمول ہے
 نہ انکے قیاس انکے قول ہیں نہ انکے اعتقاد پر عالم پرستی کا الزام پس تقلید بھی ایسے مقدس علماء کی جائز ہو گی
 اسلئے کہ بنائے تقلید و تقلید و نظم شرعی و نسا و فساد و کمال و ثوق و اعتماد پر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بزرگ
 جو حقائق اصول و دقائق عقل سے ماہر تفاسیر مقبولہ و اقوال معمولہ پر ناظر تعصب و خود غرضی سے مجذوب
 اصابت راستہ و فہم مقام میں مستند بن انکے بات مانی جائے یا اپنے خیال جو محض اوہام اور تسوئل
 نفس و جبل مرکب سے ہیں اور اسی بنیاد پر مضرات مشعل کے اقوال پر پورا و ثوق ہوتا ہے اسلئے کہ ان کے
 اقوال اللہ و کشف و صفات قلب سے امتیاز خاص رکھتے ہیں طلب و حافی اور حکمت یزدانی انکا حصہ ہے
 البتہ احکام ظاہری جو خدشات ظاہر ہیں بظاہر خلاف ہیں گو واقعہ کچھ ہو مگر دلائل علمیہ سے مدول نہ جائز ہے
 نہ معائنہ ہی انکی تنظیم ایک تو اس درجے کی جتنی ی نہیں کہ نبوت کے برابر بھی ہو چہ جائے الوہیت اور جو
 یکے سے وہ اسلئے کہ حضور نے فرمایا کمال ایمان ہے کہ اللہ کے لیے حسب ہو اور اللہ ہی کے لیے
 بعض اور یہ حضرات وہ ہیں جنکے ارادے اور خواہش اور مقتضیات بشر و جلال عظمت لاہوت و کمال ہیت
 جہوت میں ایسے محدود نا ہو گئے ہیں کیا دیکھا قول اور کمال انکی طرف منسوب ہی نہیں ہوتا مشعل حسب و

عبارات سجداتی جز فانی میں آئینہ جمال باقی ہیں اور حروف ہجا و نقوش مصطلح کی طرح کلمات طیبہ و معانی
 قدس کے صورت نما جسکی تصدیق قرآن وحدیث قدسی میں وارد ہوئی فرمایا کما وصیت اذ رکت وکذا
 اللہ راہی آپ نے اسے۔ رسول کریم لنگر نہیں پھینکے اللہ ہی نے پھینکے۔ وَمَا يَطُوعُ عَنِ الْهَوَىٰ
 اپنی خواہش سے مات نہیں کرتے لَکَا وَنَحْنُ يُؤَخِّرُ وحی ہے کہ آپ پر آتی ہے مَنْ اطَاعَ الرَّسُولَ
 فَقَدْ اطَاعَ اللہ رسول کی اطاعت ہماری اطاعت ہے وَمَا تَقُومُوا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يَوْمُوا بِاللّٰهِ لَعَنَ
 الرَّسُولُ نَبِيًّا لِّمَنْ مَّكَرَ سَلِمَةَ کہ امہ پر ایمان لائے ہیں مُحَمَّدٌ عَوْنُ اللّٰهِ اللہ سے دانو کر کے ہیں حالانکہ رسول
 اور زمینیں۔ کہہ کر کے تھے فرمایا اَلَمْ تَرَ الَّذِي تَدْعُو لَمْ يَمْلِكْ لِيْ شَيْءٌ وَّاصْرُوْهُ الَّذِي يَبْدُوْهُ وَاِيْهِ الَّذِي يَخْلُشُ
 بِمَا وَرَّكَهُ اَلَّذِي يَخْلُشُ بِمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ اَلَّذِي يَخْلُشُ بِمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ اَلَّذِي يَخْلُشُ بِمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ اَلَّذِي يَخْلُشُ
 رکتنا ہے۔ ہاتھ بچاتا ہوں جس سے کام کرتا ہے اور پاؤں بچاتا ہوں جس سے چلتا ہے یعنی اس کے
 تمام فعل میرے اذن ورضا سے ہوتے ہیں گریا میرے ہی محل ہیں اُنکے اطاعت اُنکی تعلیم واجب اور
 موجب برکات غیر متناہیہ ہے اس لیے کہ خادم و مخدوم مطاع و مطیع دونوں و امہ غیر اللہ سے محفوظ و رشاد
 حضرت قدس سے محفوظ ہو کر تے ہیں بِئِذْ اللّٰهُ فَتَحَ الْاَبْوَابَ الْفَقَاسِ احبار و رہبان اور اُن کے
 ماننے والو ہر جنھوں نے پہلی توحیدت الوہیت میں حصے لگائے پھر اپنے حوامشون پر تاویلات و تعویذ
 لے آئے قیاس مع الفارق ہے اور اسی رمز کے سکھائے کو حضرت عمر نے فرمایا اسے حجر میں تجھ کو
 بتھہری جانتا ہوں مگر بوسہ گاہ رسول محبوب تجھ حکم بجالاتا ہوں یعنی میرے اور میرے محبوب میں تو
 لے سنگ سیاہ حائل نہیں غیر آستانہ محبوب بوسے کے قابل نہیں آئینہ پر نگارہ بازی تمنا شاہ
 عکس مار ہے تمناے گل موجب دست بوسی خار ہے شجرہ بیعت رضوان کو کاٹ ڈالا کہ نام درخت پرست
 نہ بچائیں اسی لیے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو زیادہ تر لقب عبد و رسول یا د فرمایا ہے تاکہ اول حق
 ولالت کرے معبود و مرسل پر اور وجود عبد و رسول مستقل خیال دین نہ آئے مسئلہ صلحا کو لازم ہے کہ
 احداً باطناً اپنے مقتدرین کو اپنی نسبت ایسے امور سے روکین جنہیں کمال تواضع تذلل پایا جائے بوجہ حیاتیات
 حضرت الوہیت کا شبہہ ہو سکے کیا نہیں دیکھا کہ حضرت نبی معصوم رسول اولوا العزم عیسے روح اللہ سے
 پوچھا جانیگا اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيٰحْسِبُكَ رَجُلًا مِّنْ رَّسُوْلِيْ قُلْتُ لَيْسَ الْاِنْسَانُ الْخَالِدُ فِيْ وَفِيْ وَارِثِيْ الْعَالَمِيْنَ مِيْثَ
 دُوْنِ اللّٰهِ جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے عیسیٰ بن مریم کہا تھے آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری
 مریم کو موصاے اللہ کے معبود بنالو۔ دوسرا کون ہے جو ایسی باذہب سے بچ سکے مسئلہ بدوین کا فلاس
 امر کے کہ یہ بات موافق کتاب و سنت کے ہے کسی کا حکم دین میں وجب اللطاعت یقین نہ کرنا چاہیے مسئلہ

بدون کاظ نسبت حضرت اومیت کسی کو بذاتہ مستحق تعلیم ماننا نچاہیے مثلاً یون سمجھیے کہ آنحضرت ﷺ رسول اللہ کے طرف سے ہمارے ہادی ویدہ پیشوا ہیں یا صلحا بوجہ کمال خدا پرستی و زہد و اتقا و غاٹ حب آتی ہمارے مقتدا ہیں مسئلہ جائز نہیں کہ کہا جائے اگرچہ علما فتویٰ حلت دین یا حرام کہیں میں تو حضرات صوفیہ کا تابع ہوں و داسکے خلاف تھے (منظہری) فحق یہ ہے کہ ایسا قول محبت سے اور ہمارے حضرات صوفیہ سر مو خلاف شرع نہیں اگر کسی قدایان حضرت الوہیت اجماع احکام میں تساہل کریں گے تو ماننے والا کون ہوگا۔ مگر ان حضرات کی تعلیم اصلاح اخلاق و تذکیۃ نفس میں مسلم و مقدم ہے۔ ہے احکام ظاہر ان میں مثل دوسرے علما کے خطا بھی واقع ہوتی ہے اور ثواب بھی اس لیے کہ اثبات احکام میں کثرت و ابہام کا اعتماد نہیں مسئلہ جو حدیث صحیح نسخ و معارضی سے خالی ہے اور ائمہ اربعہ سے کسی نے اوپر عمل کیا ہوا سیرسی دوسرے عالم کے قول کو ترجیح دینا جائز نہیں (منظہری) اس لیے کہ اگر کوئی مجتہد عمل نہ کرے تا تو یقین ہو جائے کہ کوئی علت مغنیہ سے جو مجتہد ظاہر نہیں رہا سب کے سب غلطی پر جمع ہوئے۔ ہاں ایسی حدیث کا ترک کسی تاویل یا مذمتہ اس سبب سے کہ وہ باب اعتقاد مسدود ہو جائے گا مسئلہ مجتہد کا قول اگر خلاف حدیث ہو اور وجہ مطابقت یا تاویل صحیح یا کسی دوسرے نص سے اتنا دھوکے تو ترک کر دیا جائیگا۔

یُرِيدُونَ أَنْ يُكْفِضُوا عَنْ رَأْيِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

جانتے ہیں کہ بھادیں تو کہ اللہ کے سونوں سے ایسے اور انکار تاجی اللہ کرے کہ پورا کر دے

ف آیت تین

نُورٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

اول یہ کہ تمام نور پنا اور اتریب باہین کا ہے

فیضان حضور اقدس مشیت الہیہ میں قرار پانچا سبب نہ خام سے ہوئے رہ نہیں سکتا اور یہ عبارت انص ثابت ہے۔ اس لیے کہ اشتنا خواہ تکلم بالبقاتی ہے یا نفی سے اثبات ہر تصدیق پر معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کچھ نہیں کرنا چاہتا سوائے اکمال و اتمام نور محمدی علیہ السلام کے دوام اشارۃ انص سے قول مشہور کی ایک اصل پائی گئی کہ لَوْلَا لَمْ يَخْلُقْ لَوْلَا لَمْ يَخْلُقْ یعنی جو کچھ اور بھی کیا گیا اور کیا جائے وہ آپ ہی کے طفیل میں ورنہ اللہ کچھ کرنا ہی نہیں چاہتا بجز اتمام نور شریف سوہم اشارۃ انص سے روشن ہے کہ نور اللہ ہمارے حضور ہی ہیں گو مفسرین نے سلام و قرآن سے ہی استعارہ قرار دیا ہے مگر قول اصح فرقہ غالبہ یہ ہے اس لیے کہ کوئی روشنی کھونک سے نہیں جتنی مگر چراغ اور چراغ ہونا ہمارے حضور کا قرآن سے روشن فرمایا سر اجا صمدیہ اور کہ نور خود بھی نمایان نہ ناسب اور دوسری اشیا کو ظاہر کرتا ہے ایسے ہی

ہیں نہ توچا جاتے ہیں کہ ہمارا مستفاد دوسرے کی بات سننے کسی اور کو کچھ دے بلکہ اپنا بندہ خاص بنانا
منظور ہے حق نمائی کو آڑ بنا رکھا ہے ہیں کوئی روایت نہیں ملی کہ اسلاف کبار اپنے کسی معتقد کو حق طلبی اور
صحت علم سے روکتے ہوں بلکہ خود ترغیب دلاتے حق دعوہ جتنے حق بتاتے آیت میں تین امر ہیں ۱۔ یہود
و نصاریٰ کے پورے گمراہی اور یہ کہ امید اصلاح بھی مفقود ہے عموماً خدا کا ہذا قرار دیا ہے عوام نے علما کو ب
بنایا ہے بزور نے حرام غوری پر کمر باندھی ہے اب کون حق بتائے اور سکی اصلاح جو عوام سے بچو انہیں انکی ہی
حالت چوتھے آپ ہی بیمار ہے جس قوم میں غواص حرام غور حق پوش جو جائینگے آپ کو عوام سے بچو انہیں انکی ہی
حالت چوتھے۔ افسوس کہ اسی کا آج اسلام کو بھی رونا ہے مدافع زر و جمع مال و بخل کی مذمت اور سخاوت
کی ترغیب ہے یہ مسائل زکوٰۃ کی تصریح اور نہ دینے والوں کی تفسیح۔ اور ایمین کی تکمیل ہیں بحث اول الذین
سے اہل کتاب ہی مراد ہیں جیسا کہ امیر معاویہ سے منقول ہے یا ہر زکوٰۃ نہ دینے والا مخاطب ہے جیسا کہ ابوذر کا
قول اور ناشائے موم سکھ ہے اور یہی صحیح ہے بحث دوم آیت اختیار فقر و کمال سخاوت سے متعلق اور جمع
مال و کثرت درہم و دینار کی حرمت و مذمت پر ناظر ہے پھر یہ لفظ نسخ ہو گیا آیت زکوٰۃ سے جیسا کہ بخاری نے
کتاب التفسیر میں عبد اللہ بن عمر سے اور صاحب تفسیر احمدی نے بعض مفسرین سے نقل کیا ہے اور اس بنا پر کہ
اپنے لغوی معنی پر ہے یعنی مال مدفون و جمع کردہ اور جواب دیا گیا کہ آیت احکام زکوٰۃ سے متعلق اور غیر نسخ ہے
بلکہ مجازاً یعنی مال غیر مزرع کے مستقل ہے جیسا کہ مذہب ہے جمہور کا اور مختار ہے مجتہدین و محدثین کا کما بخاری نے
ما اودیٰ تکون لہ فلیکس بکفر جیسے زکوٰۃ دیجائے وہ کفر نہیں ہے اور مستباح کیا اسے احادیث صحیحہ سے اور
در متعبدین انحضرت سے بھی روایت ہے کہ فرمایا جس مال سے زکوٰۃ دیجائے وہ کفر نہیں پس کفر یعنی مال غیر
مزرع کے خواہ حقیقت شرعیہ ہے خواہ مجاز بہر فروع و عید بشدید منع زکوٰۃ پر ہے نہ جمع مال پر نہ آیات زکوٰۃ متعدد اور سابق
ہیں اس آیت آخر النزل سے اور انہیں جنت کے وعدی موجود ہیں حالانکہ زکوٰۃ نہیں ہے مگر غنی پر۔ پر اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی کریم کو آیت کلی میں جو باتفاق اس سے مقدم ہے فرمایا و وجہ اعادہ لکھنا اور پایا ایک مفسر قوالدار
کر دیا اگر غنا پر عید ہوتی تو آپ کو عطا ہوتا نہ محل ائمان میں مذکور۔ اور مال کو بہ لفظ خیر و فضل تعبیر فرمایا ہے
اور حضور نے حضرت عثمان کو جنگ تبوک میں تمام لشکر کے سامان کر دینے پر معا علی عثمان ما عمل بعدہ
کی سند عطا فرمائی دولت آپ کو دولت ہی کے بدولت یا تمہ آئی اگر آپ مالدار نہ ہوتے تو نہ بدولت کو خرید کر
دفع کر سکتے نہ مسجد نبوی پر عاتے نہ لشکر تبوک کے کار سازی ہوتی۔ پس ضرور ہو کہ لفظ کنز کی تاویل کی جائے
اور تاویل اولیٰ ہے نسخ سے بحث سوم ذہب و فضہ کے تخصیص سے کئی امر مفہوم ہوئے ۱۔ زکوٰۃ میں ہل ہی
ہیں باقی انکے فروع و تابع ۲۔ ذہب و فضہ لفظ خاص ہے کسی بیان و قید کا متحمل نہیں پس زیلو۔ برتن تبریک

۱۔ ہل ہا
۲۔ ہل ہا
۳۔ ہل ہا
۴۔ ہل ہا
۵۔ ہل ہا
۶۔ ہل ہا
۷۔ ہل ہا
۸۔ ہل ہا
۹۔ ہل ہا
۱۰۔ ہل ہا
۱۱۔ ہل ہا
۱۲۔ ہل ہا
۱۳۔ ہل ہا
۱۴۔ ہل ہا
۱۵۔ ہل ہا
۱۶۔ ہل ہا
۱۷۔ ہل ہا
۱۸۔ ہل ہا
۱۹۔ ہل ہا
۲۰۔ ہل ہا
۲۱۔ ہل ہا
۲۲۔ ہل ہا
۲۳۔ ہل ہا
۲۴۔ ہل ہا
۲۵۔ ہل ہا
۲۶۔ ہل ہا
۲۷۔ ہل ہا
۲۸۔ ہل ہا
۲۹۔ ہل ہا
۳۰۔ ہل ہا
۳۱۔ ہل ہا
۳۲۔ ہل ہا
۳۳۔ ہل ہا
۳۴۔ ہل ہا
۳۵۔ ہل ہا
۳۶۔ ہل ہا
۳۷۔ ہل ہا
۳۸۔ ہل ہا
۳۹۔ ہل ہا
۴۰۔ ہل ہا
۴۱۔ ہل ہا
۴۲۔ ہل ہا
۴۳۔ ہل ہا
۴۴۔ ہل ہا
۴۵۔ ہل ہا
۴۶۔ ہل ہا
۴۷۔ ہل ہا
۴۸۔ ہل ہا
۴۹۔ ہل ہا
۵۰۔ ہل ہا
۵۱۔ ہل ہا
۵۲۔ ہل ہا
۵۳۔ ہل ہا
۵۴۔ ہل ہا
۵۵۔ ہل ہا
۵۶۔ ہل ہا
۵۷۔ ہل ہا
۵۸۔ ہل ہا
۵۹۔ ہل ہا
۶۰۔ ہل ہا
۶۱۔ ہل ہا
۶۲۔ ہل ہا
۶۳۔ ہل ہا
۶۴۔ ہل ہا
۶۵۔ ہل ہا
۶۶۔ ہل ہا
۶۷۔ ہل ہا
۶۸۔ ہل ہا
۶۹۔ ہل ہا
۷۰۔ ہل ہا
۷۱۔ ہل ہا
۷۲۔ ہل ہا
۷۳۔ ہل ہا
۷۴۔ ہل ہا
۷۵۔ ہل ہا
۷۶۔ ہل ہا
۷۷۔ ہل ہا
۷۸۔ ہل ہا
۷۹۔ ہل ہا
۸۰۔ ہل ہا
۸۱۔ ہل ہا
۸۲۔ ہل ہا
۸۳۔ ہل ہا
۸۴۔ ہل ہا
۸۵۔ ہل ہا
۸۶۔ ہل ہا
۸۷۔ ہل ہا
۸۸۔ ہل ہا
۸۹۔ ہل ہا
۹۰۔ ہل ہا
۹۱۔ ہل ہا
۹۲۔ ہل ہا
۹۳۔ ہل ہا
۹۴۔ ہل ہا
۹۵۔ ہل ہا
۹۶۔ ہل ہا
۹۷۔ ہل ہا
۹۸۔ ہل ہا
۹۹۔ ہل ہا
۱۰۰۔ ہل ہا

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

جو جو سب میں زکوٰۃ ہوگی اور اس وجہ سے کہ عام خطاب میں عورتیں بھی داخل ہوتی ہیں عورتوں کی زکوٰۃ بھی
زکوٰۃ ہے اور اسی کی حسین کی صاحب تفسیر کیرنے حالانکہ وہ شافعی ہیں سب سے پہلے چارم آیت زکوٰۃ مبل ہر تفسیر کی
احادیث سے کی گئی لہذا ممکن ہے کہ قرآن سے ہی استنباط کیا جائے وجوب زکوٰۃ اس میں چار امر شرط ہیں سلم
اسلام اسلئے کہ نفقہ فی سبیل اللہ عبادت ہے اور انعام اسکا جنت اور یہ ہے اسلام غیر معتبر بل عقل سے
بلوغ۔ اسلئے کہ ترک میں وعید عذاب ہے اور عذاب بے نعم خطاب غیر ثابت اور مجنون و سفیر قابل
خطاب و عذاب نہیں ہوتا ہے آزاد ہوتا اسلئے کہ خراج کا حکم غیر کے مال میں نہیں ہو سکتا اور ملک
مالک نہیں ہوتا اور اس میں سات شرطیں ہیں ۱۔ نیت اسلئے کہ عبادت ہے اور عبادت بے نیت
باطل ۲۔ نصاب ۳۔ فراغ۔ اسلئے کہ کنز جمع اور قبول کو چاہتا ہے اور نصاب سے کم میں صاحب کنز
ممکن نہیں اور مال مشغول بواجب کو کنز بنا تا سقذہ نموہ حوالان عمل اور یہ کلمہ ذہب و فضہ سے ماخوذ
ہے اسلئے کہ یہ اور مالوں سے بوصف نو ممتاز ہیں اور نو کا حساب بدون اتمام سال موجب ہرج
۴۔ مسکین کو دے اسلئے کہ مالک بنا دو یہ لام ملک و الفاظ قرآنی سے ظاہر ہے بحث پہلے ذہب و فضہ
کی تخصیص باعتبار وصف نموہ ہے اسلئے کہ سوائے نو کے دوسرے اوصاف قابل وجوب زکوٰۃ نہیں
شکر اذیاد نعمت پر اور خرچ افزونی دولت پر مناسب ہے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ تمام اموال و قوتیں
(مقاصد) بٹنے کوئی فائدہ متعلق ہے اور سوائے چاندی سونے کے تمام چیزیں مقصود ہیں دو سال جب تک
بڑا فائدہ ہی ہے کہ مبادلہ کیا جائے اور دوسرے اشیاء کے حصول کے ذریعے میں او یہ چاندی سونا ہے
پس یہ دونوں منوع ہیں تجارت و مبادلے کے لیے اور دوسرے بال کسی کام میں لانے کے لیے
ہیں اور کوئی نہ کوئی چیز ارزان ہوتی ہی رہتی ہے اسلئے اعتبار سے چاندی سونا نامی مان لیا گیا اور جبکہ اقدار و عسار
اسکا ہر تین و شوار تھا لہذا ایک سال جو ادنی مدت زمانہ ہے آسانی کے لیے معین ہوا پس علت وجوب
زکوٰۃ نموہ ہے اور نو معتبر ہے سال میں قیاس مال تجارت اور سوائم میں بھی وہ جانور مادہ و زہر جو اکثر مفت
چرین زکوٰۃ واجب ہے اسلئے کہ یہ مثل چاندی اور سونے کے ہیں مبادلے اور افزونی میں اور حاجت خلاص
سے غیر متعلق ہونے میں نہیں واجب سوائے ان کے دوسرے مال میں اگرچہ لاکھوں کا جو اسلئے کہ وہ نمو
و تجارت کے لیے نہیں ہیں ف ظاہر آیت تجارتی ہے کہ کنز چاندی سونا ہے اور بخیل اسکا حریص
ہوتا ہے مال کثیر خصوصاً چاندی سونا جمع کرنا اور اسکی حرص رکھنا اور بخیل اختیار کرنا موجب عذاب ہے

يَوْمَ يُجْزَىٰ عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ تَمَكُّوْهُمُ كَيْفَ يَكُوْنُ لَكُمْ

امسین سلا جاہلی اسیر گل جہن کی پیرا غے جاہلیک اس سے اسے ایک اور پہلو اس کے

وَقَوْمًا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

اور جنہیں انہی سے جمع کیا تم نے اپنی جانوں کے لیے جس چیز کو جو تم نے جمع کرنے

یعنی عذاب الیم آمدن ہوگا بسبب اسی خزانے کو آگ میں گرم کر کے تخیلوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر چھین دینی جائیگی (اور فرشتے) کہیں گے یہ وہی ہے جسے تم نے جمع کیا تھا اپنے فالکس کے لیے پس آج جیکو (مرا) اور سکا

جو تم جمع کرتے تھے اور مشور ابوہریرہ نے آنحضرت سے روایت کی کہ وہ پندری یا سونہا جس کا حق ادا نہیں کیا گیا پھر بنایا جائیگا اور دوزخ کی آگ میں گرم کر دیے اور قیامت کے دن جو بچا جس ہزار برس کا ہے

بخیل کی بیٹھ پہلو پریشانی اس سے دافین گے اور اس وقت تک ہزار ہر ہر بچا جب تک فیصلہ ہو کر جنت یا دوزخ کا حکم نہ ملے۔ اور ابن مسعود نے کہا کہ اس طرح اب نہ بچا کا ایک دم دوسرے دم سے چھو جائے

بلکہ بقدر ان درم و دینار کے، و سکی کمال و حق کر دینی جائیگی کہا اس عباس نے کہ وہ مال کی گائین وہی تیرا مال ہوں جسکے لیے تو نے بخیل کیا تھا مسلم ابوذر نے آنحضرت سے روایت کی کہ وہ مال جمع کرنے والے

پشت سے دانے جائیگی کہ پسیدوں سے بخل جائیگا اور گدی کا داغ ماتھے سے نکل جائیگا مشکوۃ ابوذر سے روایت ہے کہ میں آپ کی خدمت میں گیا آپ کہنے سے تکیہ لگائے تھے فرمایا اَلْأَخْرُوفُ

وَرَبِّ الْكَعْبِ وَهَذَا فَقَامَ يَدُ الْبَنِي خَدَّيْهِمَا فِي الْقَمِيصِ يَنْزِلُ عَلَيْهِمَا يَدَا ابْنِ مَرْيَمَ مَا نَبِيَّ تَصَدَّقَ

ہوں کون ہیں وہ کیا وہ ہیں جو مال بہت جمع کرتے ہیں مگر وہ جسے ہر طرف خرچ کر ڈالا اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت کے مرض الموت میں میرے پاس چھ یا سات دینار تھے آپ نے مجھے حکم کیا کہ

اور نہیں خرچ کر ڈالوں آپ کی تیمارداری میں مشغول رہی پھر آپ مجھے پوچھا کہ وہ دینار کیا کیے میں نے عذر کیا کہ آپ کی خدمت سے فرصت نہ ملی آپ نے طلب فرمائے اور ہاتھ میں رکھے اور کہا کیا تم لوگ مان ہے کہ

اللہ کا پیغمبر اللہ کے سامنے جائے اور یہ مال اُسکے پاس ہو درواہ آمد اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور بلال کے پاس تشریف لے گئے اُنکے پاس ایک تیرہ غرے کا دیکھا فرمایا اے بلال یہ کیا ہے کہ تین نے جمع کیا ہے

فرمایا تو در تانہین کہ قیامت میں اس کا دھواں دوزخ کی آگ میں دیکھے اَنفَقَ بِالْأُلْ وَلَا تَحْشَ حَرْجَ ذِي الْعَرْشِ اَقْدَا الْاَخْرَى كُرْ اِلَ اے بلال اور رب العرش سے کم کر دینے کا خوف نہ کر۔

اِنَّ عِلَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

بیک لکھی مہینوں کی پاس امدت بارہ مہینے ہیں کتاب میں اللہ کی وقت خلق آسمان

وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَدِيمُ فَلَا تَطْلُمُوا فِيهِمْ أَنْفُسَكُمْ

زمین سے اُنسے چار حرام ہیں یہ دین درست ہے پس : لکم کرو اور میں جانو نیز اپنی

یعنی عذاب الیم آمدن ہوگا بسبب اسی خزانے کو آگ میں گرم کر کے تخیلوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر چھین دینی جائیگی (اور فرشتے) کہیں گے یہ وہی ہے جسے تم نے جمع کیا تھا اپنے فالکس کے لیے پس آج جیکو (مرا) اور سکا جو تم جمع کرتے تھے اور مشور ابوہریرہ نے آنحضرت سے روایت کی کہ وہ پندری یا سونہا جس کا حق ادا نہیں کیا گیا پھر بنایا جائیگا اور دوزخ کی آگ میں گرم کر دیے اور قیامت کے دن جو بچا جس ہزار برس کا ہے بخیل کی بیٹھ پہلو پریشانی اس سے دافین گے اور اس وقت تک ہزار ہر ہر بچا جب تک فیصلہ ہو کر جنت یا دوزخ کا حکم نہ ملے۔ اور ابن مسعود نے کہا کہ اس طرح اب نہ بچا کا ایک دم دوسرے دم سے چھو جائے بلکہ بقدر ان درم و دینار کے، و سکی کمال و حق کر دینی جائیگی کہا اس عباس نے کہ وہ مال کی گائین وہی تیرا مال ہوں جسکے لیے تو نے بخیل کیا تھا مسلم ابوذر نے آنحضرت سے روایت کی کہ وہ مال جمع کرنے والے پشت سے دانے جائیگی کہ پسیدوں سے بخل جائیگا اور گدی کا داغ ماتھے سے نکل جائیگا مشکوۃ ابوذر سے روایت ہے کہ میں آپ کی خدمت میں گیا آپ کہنے سے تکیہ لگائے تھے فرمایا اَلْأَخْرُوفُ وَرَبِّ الْكَعْبِ وَهَذَا فَقَامَ يَدُ الْبَنِي خَدَّيْهِمَا فِي الْقَمِيصِ يَنْزِلُ عَلَيْهِمَا يَدَا ابْنِ مَرْيَمَ مَا نَبِيَّ تَصَدَّقَ ہوں کون ہیں وہ کیا وہ ہیں جو مال بہت جمع کرتے ہیں مگر وہ جسے ہر طرف خرچ کر ڈالا اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت کے مرض الموت میں میرے پاس چھ یا سات دینار تھے آپ نے مجھے حکم کیا کہ اور نہیں خرچ کر ڈالوں آپ کی تیمارداری میں مشغول رہی پھر آپ مجھے پوچھا کہ وہ دینار کیا کیے میں نے عذر کیا کہ آپ کی خدمت سے فرصت نہ ملی آپ نے طلب فرمائے اور ہاتھ میں رکھے اور کہا کیا تم لوگ مان ہے کہ اللہ کا پیغمبر اللہ کے سامنے جائے اور یہ مال اُسکے پاس ہو درواہ آمد اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور بلال کے پاس تشریف لے گئے اُنکے پاس ایک تیرہ غرے کا دیکھا فرمایا اے بلال یہ کیا ہے کہ تین نے جمع کیا ہے فرمایا تو در تانہین کہ قیامت میں اس کا دھواں دوزخ کی آگ میں دیکھے اَنفَقَ بِالْأُلْ وَلَا تَحْشَ حَرْجَ ذِي الْعَرْشِ اَقْدَا الْاَخْرَى كُرْ اِلَ اے بلال اور رب العرش سے کم کر دینے کا خوف نہ کر۔

اوقات عبادت قرآن و سطر رکعتیں ہیں قرآن مجید و احادیث و اجماع امت سے ثابت آیتیں ہیں
 مگر خمس جنتوں سے ہمارے اسلامی اوقات بدو تکلف بعیدہ و تفریق معلوم ہو سکیں ہیں اور دین
 و شمار اسلام و حقوق عبادین کی فہم حساب مقبول ہوگا جیسا کہ فرمایا یہ حساب عند اللہ معلوم بلحاظ
 محفوظ ہر قوم - اور طریق محمود ہے - اور فصلی ضرورتوں میں سال شمسی سے شمار اور ہفتادہ
 مہاجر باہر دہ ارشاد کہ حدیثین و حساب جاننے کے لیے خمس و قرین بظاہر فائدہ سے
 عالی رہتا احکام ۱۰ سال بارہی سمیٹے کا ہوتا ہے نہ کم نہ زیادہ پس نوند باطل ہے ۲ جبکہ باخبر
 محمد و اجماع امت ثابت ہے کہ مہینہ ۲۹ سے کم اور ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوتا تو ۲۸ یا ۲۹ و طبروکا
 حساب بھی غلط ہوا ۱۰ سال ۳۵ دن سے زیادہ نہ ہوگا پس تعین اوقات عبادت و مدت شرعیہ
 مثل صحت - وقت ادا سے دیت و سال عمر و بلوغ و حقوق عباد جیسے تنخواہ کرایہ - وعدہ ہائے داد و ستد
 میں دوسرے حسابوں پر مدار ہٹ ہے اور گناہ ۱۰ اپنے معاملات میں اگر فریقین کسی دوسرے حساب پر
 اتفاق کر لیں تو ان کے حق میں وہی حساب بدو کر اہمیت کے معتبر ہوگا تاکہ حقوق میں اختیار و معاملات
 میں وسعت باقی رہے ۲ اگر پہلے سے کوئی فیصلہ نہ ہوا ہو تو دوسرے حساب سے حکم جائز نہ ہوگا ۱۰
 دلی - وکیل - متولی وقف - وصی - امین - بدو ان اجازت و ضرورت دوسرے حساب سے معاملہ
 کر میں تو تصرف نافذ ہے اور نقصان میں ضامن مالک چاہے تو دعویٰ کر سکتا ہے اس لیے کہ گوہ
 تصرف با اختیار شرعی تھا مگر اس تبدیلی کے لیے نہ کوئی ضرورت شرعی تھی نہ اذن پس اس خاص
 تصرف میں خائن اور ضامن ہوگا البتہ کچھ نفع ہو تو نہ مسترد ہوگا اس لیے کہ فلیق ثانی کی رضا سے تھا
 اور نہ تصرف خود پا سکتا ہے اس لیے کہ اسنے اپنے نفس کے لیے کیا ہی نہیں اور معاملہ
 فسخ ہوگا اس لیے کہ تصرف مباح با اختیار صحیح ہے پس مالک لینے نابالغ یا موکل و غیرہ کے ملک
 میں جائز اور جلال طور پر آجائے گا نہ کوئی اشتہار و قانون اور دستور اہل بدو ان اذن صحیح ہمارے
 حسابات میں موثر نہ ہوگا اس لیے کہ منصوص شرعی معروف قرین - صحت ہماری رضا - یا ضرورت
 فصلی موثر و معتبر ہے ۱۰ مسلمانوں کو دفتر حساب و تاریخ خطوط اور دستاویزات وغیرہ میں ہی اسلامی
 ماہ و سال لکھنا چاہیے ورنہ کراہت بلکہ شبہ بدعت سے خالی نہیں ۱۰ البتہ مطابقت کے لیے دوسری
 تاریخ جائز ہے - سنائین نے بعض مشائخ سے کہ وہ تاریخ اسلامی کو موخر و مرادف لکھنا پسند کرتے
 تھے بلکہ یہ مقدم و اصل اور دوسرے موخر و تابع ہوتا علم حساب اور بقدر ضرورت فن نجوم سیکھنا مستحب
 ۱۰ حساب عند اللہ علم شریف ہے لطیفہ بعض اوقات میں برکات خاص عطا ہوتے ہیں لطیفہ

۱۰
 سکا انگریزی
 نجات بخون
 سچے ہیں عباد
 تفسیر سچو لہو
 نشریہ اور
 دوزن بوت
 جن ۱۰

دنیا میں و مزید آخرت ہے جس طرح آفتاب روشن کر کر لطیفہ قریش خدمت دینی مرتبے میں آفتاب سے ممتاز ہے اشہر حرم جمہور کے نزدیک ان میں لڑائی شروع کرنا حرام تھا مگر حکم منسوخ ہو گیا۔ اور معتقین اُسے غیر حرام سمجھتے ہیں اور ایسا ہی سنا میں نے اپنے مولانا رحمہ اللہ سے مسئلہ اگر دشمن پیل کرے تو لڑنا اتفاق جائز ہے مسئلہ اگر پہلے سے لڑائی ہو رہی ہو تو ماہ حرام کے آنے سے موقوف کر دینا لازم نہیں مسئلہ اگر ظن غالب ہو کہ دشمن موقع تلامش کر رہا ہے یا مقدمات جنگ دونوں جانب سے متیار ہوں تو بھی یہ جنگ ابتدائی اور ممنوع نہ ہوگی۔

وَقَالُوا لِلَّذِينَ كَفَرُوا كَافَّةً كَمَا يُقَالُونَ لَكُمْ كَافَّةً وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

اور لڑو مفرکون سے سب جیسے اور متقین سے سب کے سب اور جان لو بیشک اللہ ساتھ ہے مومنوں کے ساتھ

مشرکوں کو سب مل کر مار دینا جس طرح وہ مل جل کر جمع ہوتے ہیں اور جان لو کہ اشہر ہیزگاروں کے ساتھ ہے اگر یہ قتال تھا۔ سب احکام ایسی ہو گا مدینے کی احمدی و کبیر جمہور اس آیت کو ناسخ حرمت قتال ماہ حرام بتاتے ہیں اسلئے کہ اس میں قتال کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں اور ممکن ہے کہ کہا جائے جملہ آیات قتال مخصوص ہیں تو اسکی تخصیص بھی مشکل نہیں ہے (دکاء) بے دالہ ہے یعنی جب وہ لڑیں پس اختلاف ہے نہ نسخ مسئلہ کافہ سے سمجھا گیا کہ ماہ بوقت نفیر جمہور جمع ہو جانا پابندی و فوج شرط ہے یہ لڑائی میں چاہے ایک ایک بہادر نکلے خواہ ایک بار دہاوا ہو جائے جائز ہے۔

أَمَّا التَّسَنُّعُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ

لنہین کا غیر مکر زیادتی کفر میں اضافہ ہے جو کافر جوئے حلال کرتی ہیں ایک برس اور حرام ٹھہراتے ہیں

عَامًا لِيَوْمٍ أُخِّلَ فِيهِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوهُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ رِزِينَ لَهُمْ سَوْءُ أَعْمَالِهِمْ

دو برس تک ہر روز کوئی نئی نئی کرام کی آمد نہ پس حلال کہیں حرام کہیں آمد نہ ایچو رکھا لکھ انکو برے کام ادا کے

نسی تاخیر یا نسیان۔ توضیح وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

فرمائی کہ عرب باتباع ابراہیم اور مدینین رہنمائی کرتا قوم کافر کی غایۃ السلام عرفی مہینوں کے

پابند تھے مگر جب تین ماہ برابر ماہ حرام ہوتے اور لڑائی کی ضرورت پڑتی یا حج ایسے موسم میں آتا کہ سفر و تجارت نہ ہو سکے تو تقاعدہ شہور شہر سیہ بدل ڈالتے محرم کو حلال اور صفر کو حرام یا ذی قعدہ کو حج اور ذی قعدہ خالی کر دیتے اس پھیر بدل کو (نسی) کہتے جس سے مہینے اپنی جگہ سے ٹل گئے حساب بدل گئے ابو سعود و چنانچہ حضرت ابو بکر نے حجۃ الوداع سے پہلے حج کیا وہ ماہ ذی قعدہ تین تھا معاملہ کسا مہا ہنے ہر مہینے میں دو دو برس حج دور کیا کرتا اور بوجہ حساب شمس تیس برس ایک مہینا بڑھ جاتا

یہاں تاخیر یا نسیان کے معنی ہیں کہ کافر جوئے حلال کرتی ہیں ایک برس اور حرام ٹھہراتے ہیں

ع

سند اسکی ممانعت فرمائی اور کہا کہ سال بارہ ماہ کا ہے اور بیسی کفر میں بڑھائی گئی اس سے کفار ہر کسے جاتے ہیں ایک ماہ کو ایک سال حرام دوسرے سال اسی کو حلال بنا لیتے ہیں تاکہ ملاقات اور تکمیل کر دین اشترکے حرام کیے ہوئے دنوں کی دینے مثلاً محرم کو حلال کر کے صرف اس کی منتی پوری کر دین اور کئے برے کام اور ان کے آنکھوں میں اچھے دکھائے گئے ہیں اور مانند کفارہ کو رہائی نہیں کرتا اب یہ خود پسندی اور مکر ہی کیونکر چھوٹی بجا رہی اِنَّ الزَّكَاةَ فَكُلُ اسْمَاكَ اَوْ كَيْفَ تَمَّ بِسَخَامِ حَقِّكَ اللّٰهُ التَّكْوِيْنُ وَالْاَكْسَرُضِ اسْمُكَ تَنْتِ لَمْ تَجِدِ الْوَدْعَ مِنْ فَرْيَاكَ اب زانہ ویسا ہی ہو گیا جیسا بروز خلافت زمین و آسمان تھا لینے اور نکال دیا ہوا حساب درست کر لیا گیا یہ حج آپ کا ذی الحجہ میں واقع ہوا اس دن سے آج تک حساب صحیح دائر و سائر ہے۔ ورنہ یہ گامبہ لکھ اوقات عبادت کے بدلنا حرام اور دوسرے وقت اور لگی جگہ قرار دینا بدعت شمار ہے مسئلہ قضاء سے صرف بارہ وجوب اور قرات ہے ثواب ادا نہیں ملتا ایسے کہ عبادت فرض میں دو جانب ہیں ۱۔ وجوب یہ دوسرا ۲۔ قضا کر لینے سے بھی اور قراتی ہے ۳۔ ثواب و قبول یہ تمام رہنما پر موقوف ہے اور اس کے علامات وہی ایام و اوقات معینہ میں ہیں دوسرے وقتوں میں ملنا مشکل مسئلہ اوقات سنن و ادعیہ کا ثورہ کے برابر دوسری عبادتیں نفل و اذکار و اوراد نہیں ہو سکتیں اس لیے کہ ان میں علامت قبول وہی تعلیم موجود ہے اور ان میں مجہول و منقوہ قیاس نسبی کی ممانعت کی دو علتیں ہیں ۱۔ تعین شریعہ کا باطل کرنا ۲۔ مجہور اسے غیر مخصوص کو مخصوص میں داخل کرنا یہاں وصف موجب حرمت اور دوسرا بدعت ہے جہاں وہ تو جمع ہوں وہ بعینہ مثل نسبی ممنوع ہے جیسے زکوٰۃ ترک کر کے دوسرے نذر و نیاز یا مصارف لازم ٹھہرا لینا اور جہاں ایک ہی وصف ہے حرمت یا بدعت کا الزام قائم ہے پس ۱۔ ایسی گوشہ نشینی کہ حضور جعہ جائز نہ سمجھا جائے کسی کی ایسی تعظیم کہ مشابہ طواف کعبہ و احرام حج یا حرم مکہ کے ہو ۲۔ عمدہ نماز کا وقت ٹال کر قضا پڑھنا۔ نہانے کے عذر بار دسے دن چڑھتے تک متظر رہنا۔ بعد رمضان عی و رضا نہیں قضا اور سی آسان فصل میں ادا مباح امور کو واجب یا موجب ثواب بنا لینا ممنوع ہے ۳۔ چونکہ نسبی بدعت بدعت کے مشابہ ہے لہذا معلوم ہوا کہ بدعتی کی ہدایت شکل ہے اور کیونکہ وہ تو آپ کو بڑا نیک جانتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْتُمْ قُلْتُمْ

إِلَى الْأَرْضِ أَرْضِيكُمْ بِالْحَيَوَةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ قَمَا مَتَاعُ الْحَيَوَةِ الدُّنْيَا

طرت زمین کے کیا خوش ہوئے تم میات دنیاوی پر آخرت سے پس نہیں فائدہ میات دنیاوی کا

۱۔ عبادت

فِي الْآخِرَةِ الْأَقْلِيلُ ۝ لَا تَنْفِرُوا بَعْدَ بَيْعِكُمْ عَدَايَا الْمَاءِ ۚ وَتَسْتَبْدِلُ

الْمَتَنُ مگر اسے اگر نہ ٹھوکرے عذاب کرے گا تم پر عذاب دردناک اور بدل دے گا

قَوْمًا عَدُوًّا كَرُومًا لَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

قوم دوسری کو اور بھڑکے تم انکا ہر اور اعدا ہر شے پر قادر ہے

مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیتیں جنگ بنوک سے تعلق رکھتے ہیں ماہِ رجبِ شہِ ہجری میں جب آپ نے جنگِ طائف سے فراغت پائی اور مدینے میں آئے معلوم ہوا کہ ہر قتلِ شاہِ روم نے ایک ذریعہ لشکرِ فوجِ طاغوتِ یونین عرب بھیجا ہے ارشاد ہوا کہ لشکرِ اسلام میں کربندی ہو جائے پیش قدمی کرنے والا اپنے بستر کی کمرہ دفن پائے یارانِ جانشانِ مہاجرین و انصار تیار ہوئے چونکہ گری سخت تھی اور اصحاب تہید ست نہ زاد میسر نہ راحلہ ممکن۔ باغ پر بارش سے تیار سان تمام جہ سے دونوں میں شستگی آئے اور چاہا کہ یہ سفر دراز اس کوہ اور دھوپ میں ملتی رہے باغوں کی ٹھنڈی ہوا کوں اور سایوں میں بس رہو خطاب سراپا عتاب نازل ہوا۔ اسے ایمان والو تم کو کیا ہو گیا ہے کہ سب تم سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کو نہ کرو زمین میں بوہل ہو جاتے ہو قدم آگے نہیں بڑھاتے کہا تم نے حیاتِ فانی اور دنیاوی زندگی پسند کر لی اور آخرت کے طلب و جستجو نہیں رہی اگر ایسا ہو تو حیاتِ دنیاوی کا فائدہ بمقابلِ آخرت بہت ہی کم کا عدم ہے اگر تم نہ نکلو گے اللہ تم پر دردناک عذاب کرے گا دنیا میں یا دین میں اور بدل دے گا دوسری قوم جو تمھارے سوا ہو اور تم انکا کچھ دیکھا نہ ہو کہ اللہ ہر امر پر قادر ہے۔ ف آیت میں کئی امر ہیں ۱۔ قتال کی رغبت اور حیاتِ دنیا سے نفرت ۲۔ اور در صورتِ تساہل و عدول حکمی عذاب اور محرومی دوسروں کی سرفرازی سے تمھاری مخالفت سے اللہ اور اس کے انتظام میں کوئی خلل نہ پڑے گا وہ اپنا کام جس طرح چاہے کر سکتا ہے اس سے ہر شے پر قدرت ہے معاملہ ایک قبیلہ عرب نے مہاجر ہی سے اٹھا کر کیا عذابِ امساک یاران میں گرفتار ہوئے اور اس قوم نے جسے بدلنے کا ذکر ہے اختلاف ہے کہا گیا اہلِ فارس ہیں اور کہا گیا اہلِ یمن ہیں ۳۔ بات یہ ہے کہ عذاب عام ہے دنیاوی ہو یا دینی اور ضرور ہے کہ امام کا فرمانِ مقابلہ دشمن سے روپوش دنیا میں ذلیل مغضی ہو رہو اور آخرت میں بھی سزاوار سزا ادا ایسے ہی فارس و یمن کے تخصیص کی کوئی وجہ نہیں اللہ جسے چاہے سرفراز فرمائے مگر اصحاب سے نہ عذر و مستی ہوئی نہ دوسری قوم ان کی جگہ پاسکے بلکہ دینی جگہ اوکا نظیر بھی پیدا کرنا غیرتِ الہی نے منھور نہ فرمایا۔ **مُلَامِ** یہ حکم دے اطاعت و پیروی

مسئلہ مصالح ملکی میں امام کا مقابلہ جائز نہیں ہاں مشرور عرض کرنا بہتر ہے نہ کہ
جب کوئی قوم ادا سے امر الہی میں تغافل و تساہل کرتی ہے اشد ادا کی جگہ دوسروں کو
بدل دیتا ہے عام اندین کہ وہ ان سے بدتر ہوں یا بہتر جیسا کہ اطلاق غیر حاکم سے ظاہر ہے
اَلْاَضْرَارُ فَفَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذَا حَرَجَهُ الدِّينَ لَغَرَّوْنَا فِي اَشْيَئِنَا اِذَا هُمَا فِي الْعَدَا اِذْ يَبْعُوهُ

[illegible]

يُصَلِّحُ لَنَا خَيْرَ إِنَّا اللَّهُ مَعَنَا فَأَنْزِلْ لَنَا سَكِينَةً عَلَيْهِ وَأَيَّدْهُ بِجُنُودٍ غَيْرِهَا

و شك الله تبارك وتعالى بغير انما اصدقني سكينه او بغير اورحدی اسی السکینہ کہنے کی خاطر

[Faint musical notation]

وَجَعَلَ خِيَمَةَ الدِّينِ لِقَوْمٍ أَعْيَنَ ۖ وَجَعَلَ حُجُجَ الْبَيْتِ لِقَوْمٍ أَعْيَنَ ۚ

بات اسے یہ کار ہوئے ہیں اہ بات العدلی دینی الخیر ہے اور اللہ غالب ہو کر صحت و املا

تالی اسٹین جب وہ ہوں تو ہر ایک شخص اس مجموعی کا دوسرا سمجھا جائے گا یہاں مراد اس محضرت

ہیں سکونت و اطمینان و یقین کا مل اور جو نیر و ایمان اور فہم و عرفان سے اور ایک قسم کے

و من کلامی که در این کتاب مذکور است که هر کس که در این کتاب

کتابخانه عمومی

یا اعانت عیب بدون اسباب سے تو کوثر الرحمہ میں مدد کے قبول کے (تو کیا پروا ہے) پس مدد کر چکا

ہے اُس کی اللہ حب اور سے کفار مکہ کے وطن مایوں سے بے یار و دیس نکال دیا خدا نے ایکہ

چو از کبریا
مجلسی بگشاید
مجلسی بگشاید
مجلسی بگشاید
مجلسی بگشاید

۱۰۰
 دولت اور اس کی خدمت کے
 لئے اپنا قصور و کوتاہی
 انسانی حال سے معذور
 افسوس کی نگاہ سے
 کوئی نیک و صالح
 نیک سے بے ادراک و
 بے ادراک و
 بے ادراک و
 بے ادراک و

۱۔ طوطی نصرت۔ کبھی محض یکسی میں مخالفت رہی جیسا کہ غار ثور میں ہوا اور کبھی فرشتے جیسے جس طرح
 ہر میں سے آنحضرت کے سچے معین و خادم کی مدد و شہادہ اور توضیح اسکی یہ ہے قصہ غار جب
 قریش نے حضور کے قتل پر ہایکا کیا اور آپ مع ابو بکر غار ثور میں آکر چھپے کفار نشان قدم ڈھونڈتے
 ڈھونڈتے آگئے اور پتا بتانے والے نے کہا کہ آپ یہاں سے آگے نہیں بڑھے دیکھا تو
 غار کے در پہ مگرڑی نے جال لٹکایا تھا اور کبوتر نے جو بنچہ بنا کر اڑا دیا سمجھے کہ آدمی کا بیان گز نہیں
 مایوس دیس آئے بخاری میں جب کفار سر پر آگئے تو حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ لوگ ہاتھوں کی
 طرف دیکھیں تو ہم کو دیکھیں فرمایا مَا تَطْلُقُ يَاشْتَ تَبْنَ اللَّهُ تَالِيَهُمْ مَا دَن دَوَّامِيُون کی نسبت تمہارا
 کیا گمان ہے جبکہ تیسرا مصر ہو بیٹے اللہ ان کا معین اور ساتھی ہو سوختہ الاحباب میں ہے کہ
 غار کے کوہ و مار دیکھ کر ابو بکر کو حضرت کی تکلیف پر پہنچ ہوا ہر حال آپ نے تسکین دی کہ بے غم
 رہو اور آپ نے کبوتر کو دعا دی اوسی کی نسل اب تک حرم مکہ میں شکار و آزار سے بے غم رہ کر تے
 ہیں ورنہ مشورہ آپ نے فرمایا مگرڑی کو نہ مارو یہ اللہ کا شکر ہے کہ ابو نعیم نے جب طاوت داؤد
 علیہ السلام کی جستجو میں تھا مگرڑی نے آپ کو جالے میں چھپایا اور حضور کے لیے بھی ایسی خدمت مقبول ہوئی
 منقول ہے کہ جب آپ غار سے نکل کر مدینے کی طرف چلے سراقہ گھوڑا دوڑا کر آپ کو چما حضور نے ہنگام
 تیز دیکھا زمین نے گھوڑے کے پاؤں گل لیے سراقہ چلا یا عذر کیا آپ کے ترحم سے جانبر ہوا اور
 ہر میں فرشتوں کا آغا کفار کی شکست مذکور ہو چکی فرمایا جب ان حالوں میں ہمارا پیغمبر غالب رہا
 اور دشمن کچھ نہ کر سکا تو اب کسی کے پہلوئی سے کیا بگڑے گا فضائل ابو بکر صدیق یہ ہر
 آپ ہی کے لیے خاص ہے کہ قرآن میں ۱۔ اس تصریح سے کہ کسی کو محال انکار نہ ہو ۲۔ اوس
 تفصیل سے کہ گنجائش تاویل نہ رہے ۳۔ اس تقریر سے کہ دوسری مدد اس کے ہم پل نہ ہو سکے مذکور
 ہوا اس امر پر جماع ہے کہ غار سے غار ثور اور اخراج سے سفر ہجرت اور صاحب سے ابو بکر و امین
 یہ خبر ہے اس میں ارادہ عموم بھی باطل اویساک ہے بار ایسا ثابت ہونے سے شک و تردد جمل
 زائل۔ نہ مخالفت کا خلاف نہ موافق کا اختلاف مراد آیت ظاہر و صاف ہے پس اول آپ کا
 صاحب رسول و مونس پیغمبر ہونا اور اوس معیت اور مسکنی میں جو رسول اللہ کے لیے تھی جسکا احسان
 بتایا گیا شریک رہنا اس قطعیت سے ثابت ہے کہ منکر کو ایمان کی خیر سنا نا چاہیے دوم آپ
 ناصر پیغمبر و منصور بن اللہ ہیں اس لیے کہ آپ کی صحبت کو ذکر نصرت میں بیان فرمایا اور آنحضرت کو
 منصور قرآن و مس کر ابو بکر کو شریک کر دیا پس آنحضرت ہمارے منصور ہیں اور ابو بکر اشارۃ چنانچہ یہ

اس روایت کے
 تحت میں بیان
 ہے ایک کلمہ
 مذکور ہے کہ
 یہ ثابت ہے
 کہ پیغمبر
 سے

و دون وصف تمام اصحاب سے بڑھ کر آپ سے ظاہر ہوئے ابتداء نبوت سے آخر تک مال
 جان اولاد کا تصدیق کرنا محتاج بیان نہیں ہر ہر دم و رزم میں موجودگی ثابت ہے جب حضور نے
 اتقال فرمایا اور اطراف عرب میں مدعیان نبوت اور اصحاب روت نے سرا و نکلا جس کی تصریح صفحہ ۳۲۷
 جلد اول میں گزری اصحاب دم بخود تھے دیر و مدہر متحیر کیا کر میں اور کیا نہ کریں مگر اس کے شیرازہ
 جانشین پیغمبر نے وہ نشان جو فتح شام کے لیے دست مبارک نبوی سے ہاندھا گیا تھا شام کی طرف
 روانہ کر کے رومیوں کو وقفہ چومکا دیا اور فیس نفیس اعراب خانہ خراب کے گوشمال کی طرف توجہ فرمائی
 یہ کس درجہ کی نصرت تھی جس کی نسبت حضرت علی نے فرمایا واللہ لکن اصبناک لاکون لک اسلام
 یشکلم قسم خدا کی اگر ہم پر آپ کی مفارقت کی مصیبت پڑی تو اسلام کا انتقام نہ ہو سکے گا اور بعض
 اصحاب سے بھی منقول کہ اگر البکر نہ ہوتا تو دین حق نظام نہ پاتا پھر فتنہ متواترہ و شکست قیصرہ
 کا کاسہ کیسی مصورت تھی سووم انڈر نے آپ کو اپنے محبوب کے لقب اور معیت میں ایسا تمکیم
 کر دیا کہ امتیاد ممکن نہیں (ثانی تیس) ہر ایک دو کا دو سر تھا پس یہ مبارک لقب پیغمبر اور البکر دونوں
 کے لیے ہے اور ایسے ہی کلمہ دان (امد معنا) بتا رہے ہیں کہ عام معیت ہمیں جس میں ہر مخلوق داخل
 ہے بلکہ وہ خاص معیت ہو اپنے محبوب کریم کے لیے محفوظ رکھے گئی تھی جو حاصل ترک عالم و دور سے
 ماسوا و فاسے کلی ہے بطفیل نبی کریم البکر کو عطا ہوئی جس کا فخر ان کی ہستی کے ساتھ ہے معلوم
 ہوا کہ جو جو انعامات خاصہ اس غار سرا با رفعت و افتخار میں پیغمبر پر ہوئے اند جو مہماداری اس مغربا طون
 مسافر منزل قرب کے میزبان کریم نے فرمائی اوسین یا غار بھی ہم نوار و ہم پیالہ بنائے گئے
 اب کون مرتبہ اسکے ہم پایہ ہو سکتا ہے چہاں ہم آپ کی صحبت اور نقش اور جان نثاری پر اللہ و
 رسول کی گواہی ہے منکر جاہل کو ذلت و رسوا ہی ہے ملکہ (دخانی شین) شاہد ہے صحت مسئلہ
 فنا فی الرسول پر ورنہ ایک لقب کا دو پر صادق آنا چہ معنی دار و اسی پر قیاس کیا گیا مسئلہ و
 فنا فی الشیخ (صحابہ) سے مصاحب و بمنشین ہونا ثابت اور (لا تحزن) سے عاشق زار ہونا ظاہر
 شہادت منکر میں (پہلا) صحبت موجب شرف نہیں قرآن میں مومن کو کافر کا صاحب کہا ہے
 جواب وہاں الزام و نفرت ہے اور یہاں اتحاد و لصرت وہاں ذکر عذاب ہے اور یہاں نزول عین
 اگر دل میں ذوق ہو تو اس اضافت کا مزائے (جب کہا اپنے ساتھی سے) (دوسرا) دتھن نہی تنہی
 ہے معلوم ہوا کہ یہ حزن اور نکالطور عصیان تھا تب تو ممانعت کی گئی جواب اگر اس سے مصیبت
 مان لی جائے تو اس نہی کا کیا جواب ہے جو موسیٰ پر نازل ہوئی تھی (لا تخف) نہ و خیر ہم تو نبی کریم

لے صاحب
 غار معراج
 و ہجرت الی
 غار ثور

نہیں کہتی مگر حضرت موسیٰؑ کو نبی معصوم بالا تعالیٰ تھے واد تفسیر کہیں کہ اگر ہم ان لین کہ نبی توحیدی ہے
 تو بھی قبل نبی دعویٰ عصیان باطل یا نبی معنی نفی بطور تعلیم و تسکین ہے کہ ہم رہو محل حزن نہیں اللہ تعالیٰ
 اور عصیان موجب نزول سکینہ نہیں ہو سکتا یا نبی تنزیہی ہے یعنی استقلال بہتر ہے اضطراب
 (تفسیر) کلید حزن سے معلوم ہوا کہ آپ نرم دل فیر شجاع تھے جواب غلط ہے حزن اور ہے
 خوف اور یہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوتے محرکہ تیغ و غیر میں کوئی دوست و عزیز نظر بھی نہیں دیتا
 انہی جان کی فکر رہتی ہے اور جبکہ بیٹا مراد ہو اور پیر شیر چھپے تو پھر بیٹے کو یاد بھی نہ کرے گا ایسا سمجھنا بیگم
 کلمہ حزن سے معلوم ہوا کہ انھیں مطلق خوف نہ تھا کمال شجاعت ثابت ہو گئی پھر حزن اپنے حال پر ہو گیا
 نہیں سکتا اس لیے کہ حزن تھا تو بیکسی و محبوبی کا اور یہ سب بخوف دشمن ہوتا ہے اور جب خوف نہ ہا تو
 پھر حزن بیکسی کیسا قدر ہے کہ وہ حزن بجال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور ایسے وقت میں
 جب کہ آدمی کو اپنی جان کی پریشانی ہے رسول خدا کا اس درجہ خیال کہ غایت ملحق دلال پیدا ہوا کہ
 اور تسکین کی توبت آئے نہیں ممکن مگر اوس سے جو اپنی ہستی فنا کر چکا ہو اور کسی کی یا د میں آپ کو
 ہلا دیا ہو اور یہ ثبوت ہے کمال شوق و محبت رسول اللہ کا اور ہے شک حضرت ابو بکر نے آپ کو اس
 ارشاد کا موقع بنا کر دکھا دیا کہ اللہ و رسول کو جان سے زیادہ چاہنا ایمان ہے اب بتاؤ یہ حزن سعادت
 ہے یا مصیبت اب آپ کا منہ کرنا زجر کا نہ تھا یا شفقت مرہبانہ یا تعلیم مرشدانہ کہ استقلال اضطراب پھر
 قائم ہے اور میں حال میں اللہ کی محبت ہو وہ محل سرور ہے یا حزن و دلال کے رائق ہے مگر نہ ممکن ہے
 کہ کہا جائے حضرت ابو بکر کا حزن حال ظاہر ہے نہ تھا بلکہ میضاج صحبت خاص سے نظر وسیع اور فکر رفیع
 ہوئی قرب نبوی دیکھا عظمت حضرت جبروت ملاحظہ کی اپنا وجود نیست و نابود پایا دل میں آیا کہ کمان
 وہ علو شان اور کمان یہ محزون مکان۔ کمان نبی معصوم کمان عبد جلول و ظہوم۔ اب قرب وصل
 معلوم و اہمہ شقیہ طاری ہوے جان مضطرب اور دل قابو سے باہر گیا حضرت حق سے دلجوئی کا غلط
 آیا اپنے محبوب کا غانی کا غانی فرما کر دلی میں وحدت کا جلوہ دکھا یا صحبت خاص کی خبر دی نبی محبوب
 سے تسکین و تشفی کرائے کہ اسے ابو بکر بیچ نہ کر د جس طرح آج غارتنا کوک میں مصاحب و شریک ہو
 قیامت تک یونین رہو گے اور نہما دین میں تم کو مصاحب بنا بیٹھے پھر کمال عنایت سکینہ نازل
 کہ دل ٹھہرے جذب عشق حد سے نہ برسے ابی قحان سے کام لینا ہے اگر یہی نرم دلی ہے
 و ظہر برہم ہوگا اور جنود غیب لینے فیضان لاجوت و انوار ذات سے مدد کی جس کی رویت مہر و شہر
 پیغمبر کا صاحب تفسیر کہیں کہ اکثر مہر میں حضرت ابو بکر بنیہ کے خالی سینے قدم قدم تھی مدد و غفلت

صرف مومنین پر گران تھا بلکہ شریعت میسر و استطاعت متکلفہ و معصاۃ نظیہ کے بھی خلاف تھا
تیسرے معنی میں مفسرین مختلف ہو گئے احمدی کا کیا یہ حکم غزوہ تبوک سے خاص ہے **الغالی**
آیت منسوخ ہے اور کیا گیا اگر عام مراد لی جائے تو منسوخ اور صرف تندرست تھا تاہم ایسے جائین تو
غیر منسوخ ہے غرائب ابن ام مکتوم نے کہا یا رسول اللہ کیا مجھے بھی حکم خروج ہے فرمایا تم قبل ہو
یا خیف سے۔ تین تین خیف نہیں۔ آپ گھر میں گئے پتیار لگائے اور نکل کر راہ رکاب ہو گئے
تب۔ دوسری آیت مومنین مریض و نابینا کے معافی کا حکم آیا کیا گیا (افروام امر استجابی ہے و جوبی نہیں
اسی لئے حکم جہ نفس اور مال سے متعلق ہے پس مال کا فی نفس صحیح مراد ہو گا تاکہ بغیر عرض ہو اور کلمہ
خیر بھی استجاب کا معنی ہے غرائب کہ صفول بن عمرو نے کہ میں نے ایک شیخ و مشقی کو دیکھا
بلکین انعمون۔ سے نکاح آئین تھیں مگر سوار قاصد میدان کارزار تھے دین نے کہا اے عم پر گوارا اللہ
نے آپ کو سزا دے فرمایا ہے شیخ نے بلکین اور یہ آیت پڑھ کر کہا اے کتبیبہ اللہ کا حکم تو
عام ہے آگاہ ہو جسے اللہ بہت چاہتا ہے اسی پر تشدد و ابتلا فرماتا ہے۔ سعید بن مسیب کے
میرا نہ سالی سے ایک آنکھ بے دور ہو گئی مگر لڑائی پر کمر باندھی لوگوں نے کہا آپ معاف کیے گئے
ہیں فرمایا اللہ سب کو حکم دیتا ہے قلیل ہو یا خیف قوی ہو کہ ضعیف اگر نہ رو سکون گا حفظ اموال و کثرت
جماعت تو مجھے ہوگی۔ ابو طلحہ اسی حکم سے باوجود کبیر سنی لشکر شام میں گئے اور تادم آخر مجاہد رہے
فت اگر آیت اپنے عموم پر باقی اور امر و وجوب پر دال ہے تو تاویل صاحب ہدایہ اصح ترین تفسیر
ہے اور اگر لفظ خفاف و ثقال محل و مبہم مان کر انکی تفسیر کی جستجو کی جائے تو ضرورت درائے امیر و
مفوض ہے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے صاحب تفسیر کبیر کے رائے سے کہ جسے امام حکم دے وہ
بلا عذر رکھے اور ظاہر ہے کہ کبھی تندرستوں میں بھی انتخاب ہوتا ہے اور کبھی معذورین سے اعانت کا
ضرورت پڑتی ہے پس رائے امام پر فتویٰ میں کرنا اولیٰ ہے مگر تقریر خصوصیت تبوک و نسخ و انتخاب
قابل التفات نہیں آیات قتال ابتدائی بطور فرض کفایہ ہیں تمام رعایتیں ملحوظ رہیں گے اور بضرورت
رفع و فرضیت عین آیت ہر کلمہ گو کو مقابلے پر کھڑا کر دے گی پس آیت محکم ہے نسخ نہیں
نکلتے مال کو نفس پر خواہ اس لیے مقدم کیا کر دنی مال ہے اور اعلیٰ نفس یا یہ کہ نفس سے اعانت
خاص ہے اور مال سے کفالت عام یا یہ کہ اعانت مالی میں دن و مرد سب شریک ہیں اولیٰ و ثانی
ایسا نہیں اسی لیے فرمایا فقہانے کہ اگر محبت المال میں مال نہ ہو تو جمل لینے لوگوں سے کچھ لینا جائز
ہے دھیر یعنی جملہ ترک و تسامح اور نامردی سے غیر ہے یا بنفسہ غیر ہے اور ممکن ہے کہ باعتبار

میں سے
میں سے
میں سے

انعام و تہجد جملہ اعمال سے خیر چہ اس لیے کہ غلبہ اسلام ہوتا تو یہ کلید فتح الہیاب خیر است و فدا از احکام اتھی ہے
اسلام اور اسلام واسے اسی کے ظل امن و دامن دوست مین بہانیت تمام بسر کرنے مین اور اگر شہادت
ملے تو خاتمہ خیر ہوا اور یہ غیر الاعمال سے پس عزت دولت ملک و مال مسابہ اسی کے مٹا ہے بجے تو
غازی مرے تو شہید ہر حال مین کامیاب و سعید بخاری فرمایا لَتَحْدُثَنَّ فَاِنَّ سَيِّئِلَ الشُّوْا اَوْ رَوْحًا
حَدَّثَ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فَتَمَّ صَبْحُ يَاطْهَامُ كِرَانَهُ كِي رَاهِ مِیْنِ جَانَا و نِیَا و مَانِیَا سے خیر ہے مسلم لایا
رَا لَتَقُومَ فَاِنَّكَ تَحْدُثُ مِّنْ حَسْبِ اَشْهَرٍ دَقَمَا و سعید و اسلام کی محافلت ایک بات دین کرنا ایک ہے
کی صوم و صلوات سے بہتر ہے بخاری جس نے کسی غازی کا سامان کر دیا یا اسکے گھر کا محافظہ
نگران رہا تو یا خود لڑا مسلم فرمایا كُفِّرَتْ عَنْكَ الْجَاهِلِيَّةُ مِنْ عَلَى الْقَادِيَةِ كُفِّرَتْ عَنْكَ تَوَحُّدُ
مجاہدین کی عورتیں بہترین رچانے والوں پر مثل مان کے باحمت مین بیٹھے اوان پر نظر ایسی ہے
جیسے مان پر نظر کرنا اور اولن کی گفتات و عظمت مان کے برابر ہے۔ آنحضرت سے سوال کیا گیا
کون آدمی افضل ہے فرمایا رَجُلٌ تَجَاهَدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَحْلِلُ مَالَهُ وَنَفْسَهُ وَهُوَ اَدْوٰی جَوَاشِكِ رَاثِيْنَ
مال اور جان سے جہاد کرے مشکوٰۃ بہترین معاش ہے کہ جہاد مین قاطع یا سیت پر نہ اس بعض ہو
بخاری آپ فرماتے مین لَا يَمْلِكُ خَلْدٌ اَنْ يَفْقَ تَوَهُّدًا اَوْ اَخْلَدَ اللّٰهُ اَلْذِّقَ یہ سنے
انہات کشت کاری کسی قوم کے گھر مین نہیں داخل ہوتے مگر اسد اوس گھ مین ذلت در لانا ہے
ف معلوم ہوا کہ معاش کے وہ تمام طریقے جو غلری اور شغولی طاری کہیں بقابلہ جہاد و مردانگی ذلت مین
تَوَكَّانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَ سَفَرًا قَاصِدًا اَلَا تَتَّبِعُوْكَ وَلٰكِنْ مَّكَّتَ عَلَيْكُمُ الشُّكُّ
اگر ہوتا مال تو ایک اور سفر متوسط البتہ ہر روز تیس ہر روز مسافر ہوا انہام شغوت
و سَمْعَانُ فَوْنَ يَ اللّٰهُ لَوْ اَسْتَطَعْنَا خَرَجْنَا مَعَكُمْ فَاَكُنْ اَنْفُسُهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
انہم گھاٹے اللہ کی اگر قوت رکھتے ہم ضرور چلتے ساتھ آگے ہلا کر اپنی این جاؤں کو اور اسد جانتا ہے

عرض مال اسباب قریب **انہم کہیں ہوں** فصل الوصول قاصد مسیانہ

بجہ دست دور یعنی مشکل و گران کردہ جہدئے ہیں

جہدئے ہونے کی امید ہوتی اور سفر بھی دور نہ ہوتا ہے کیا کہ بدترین ہوا تو یہ تلافی ہے۔ کے ساتھ ہوا لیتے
 گا اس قدر شفقت اور ٹھکانا گرمی میں جانا اور نہ پر گرگن گزرنا آب و ہوا کہ آپ نے توفیق کہا کہ اگر عہد
 کہیں گے کہ ہم چلنے پر قادر نہیں۔ پیادہ یا ہین پا گھر میں دو سہرا منتظر نہیں بنا کوئی اور وجہ ہے
 اور اگر ہم چل سکتے تو ضرور آپ کے ساتھ چلتے۔ اس محافضت اور اتفاق و تدب سے اپنی جان کو

ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا

معاف کر دے اللہ آپ سے کیونکہ آپ نے انہیں دینے دیا کہ جو سچے ہیں اور جو جھوٹے ہیں۔ تاکہ سچوں کو لکھوا دے

معاف کرے اللہ آپ سے کیونکہ **وَتَعْلَمُ الْكَاذِبِينَ** احادیث دی اور ان کو جب تک نظام ہوا آپ پر حال اور ان کا جو سچے ہیں اور ان کو جو جھوٹے ہیں۔ تاکہ سچوں کو لکھوا دے دی جائے جھوٹوں کی پیش نہ جائے۔ بعض لوگوں نے حضور سے عذر کیے آپ نے منظور فرمائے عتاب آیا کہ بے سہانچہ و تحقیقات کیونکہ رخصت دی گئی۔ **مُكَلَّمٌ** علم کو حقوق سلطنت میں بدون تحقیقات کوئی تصرف کرنا چاہیے **مُكَلَّمٌ** بصورت ضرر عیب مبنی معیوب نہیں **مُكَلَّمٌ** امور غیر منصوصہ میں اجتہاد پیغمبر سے بھی ثابت اس لیے کہ احادیث اگر مصرح ہوتے تو الزام نہ آتا اور اگر صاف صاف ممانعت ہوتی تو آپ سے خلاف حکم ممکن نہ تھا پس یہ اجتہاد تھا **مُكَلَّمٌ** پیغمبر اور مجتہد کے اجتہاد میں فرق یہی ہے کہ پیغمبر وحی فطری سے معاف کیا جاتا ہے اور مجتہد کے لیے یہ لازم نہیں **مُكَلَّمٌ** مجتہد اگر خطا کرے تو عامی نہ ہوگا جیسا کہ کلمہ عفا اللہ سے ایسا ہوتی ہے وہ ہم کلمہ عفو اور ممانعت چاہتا ہے کہ آپ سے یہ فعل گناہ کا ہوا و رفع۔ احادیث اور قبول کسی قاعدے سے نہ گناہ تھی نہ اب ہے البتہ بقتضا احتیاط انھیں لازم ہے یہ مفوترک احتیاط و اولی ہے نہ از تکاب ممنوع۔ اور انبیاء کی نسبت اسی حرم و احتیاط اور افضل کا ترک گناہ ہے اور کلمہ (عفا) بقام تغفیم و دعا مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں سے معلوم کیا سفیان بن عیینہ نے دیکھو نوادش و لطف کہ عفو کو منع پر مقدم فرمایا **ف** یہ تعلیم تھی نہ عتاب۔ خطایا آپ کے کمال بردباری پر درہ پوشی۔ جیسا مروت۔ ترحم پر تنبیہ کی کہ ریاست میں کچھ سیاست بھی چاہیے۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

نہیں رخصت مانگتے آپ سے جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر تاکہ ہمارے مالوں سے لڑیں

وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

اور مالوں سے لڑیں اور اللہ جانتا ہے پرہیزگاروں کا نہیں رخصت مانگتے آپ سے مگر وہ کہ نہیں ایمان لائے

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآرْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝

اللہ پر اور روز آخرت پر اور شک میں پڑے دل ان کے پس وہ ملجے۔ شک میں متردد ہیں

آپ سے نہ عذر کرتے اور نہ خصت مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے ہیں اس امر میں کہ مال و جان سے جہاد کریں اور اللہ پر ہیروز گاروں سے خوب واقف ہے نہیں خصت مانگتے مگر وہی جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لائے اور ان کے دلوں میں شکوک ہیں استقاست و یقین نہیں

ف حق اللہ میں عذر علامت نفاق اور مستعدی نشان خلوص ہے مسئلہ کسی حیثیتی سے ناحائز گلو خدا صی جائز نہیں مسئلہ جب قاضی کو شک ہو کہ اس امر میں حیلہ شرعی کیا گیا تو تحقیقات کا اختیار ہے مسئلہ یہ حرام ہے سمجھنے کے لیے یہ نہ حرام کو حلال کرنے کے واسطے

وَلَوْ أَرَادُ الْخُرُوجَ لَأَعَدُّ وَالْأَعْدَاءُ وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ مُبْعَاثَهُمْ

اللہ اگر چاہتے وہ
بہت تیار کر پڑے اسکے بچے سامان
نہی جانی کھڑے آمد کی اون کی

اور وہ لوگ چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کو پس پانچویں آئوہر کہا گیا بیٹو ساتھ بیٹھنے والو گئے پسند آیا کہ یہ منافقین تو سامان سفر مہیا کر سکتے

جانین اپس توفیق نہ دی گئی اور کاہلی اور خوف اور تردد اور پر غالب ہو گیا اور ان کے دلوں میں ڈال دیا گیا کہ کھڑے رہو یہ ہے امت دلائل کرتی ہے کہ یہ خدمت اوسى کو دی جاتی ہے جسے مخدوم بنانا ضرور ہوتا ہے یہ دونوں غلوں و اذیت توفیق نہیں عطا ہوتی یہ فیرو و شرف دونوں اندری کی طرف سے ہیں یہ گوانجام ہر امر کا تقدیر اتنی پر ہے مگر اسباب اُس کے حالات سے ہے اسی لیے منافق روک دیئے گئے کہ سعادت صوری سے بھی مخدوم رہیں۔

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَا أُفٍّ لَّكُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

مگر نکلے وہ قریش نے باوجود کہ ان کا معاہدہ ہے مگر وہ ان کے

يَغْوِيَكُمْ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمْعُونُ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○

دوستوں سے ملنے کے وقت اور تمہیں ہونے
منہ پر اُن کے اور اللہ جانتا ہے
ظالموں کو

یعنی وہ منافق اگر تمہارا ساتھ چلتے تو کچھ فائدہ نہ تو مانگر خرابی بڑھتی آپس میں جھگڑے
فتنے برپا کرتے بندھو چلتے۔ تردد: ہون میں ڈالتے اپنے تمام اقوال و افعال سے تمہارے
ہبکا نے اور پھیسلانے کی جستجو کرتے اور تمہارے لشکر میں ادا کے مغیر یعنی دوست ہمارے
خبر رسان موعود ہیں اور شغل الدین کو خوب جانے ہوئے ہے۔

لَقَدْ ابْتَغُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَبُوا الْاُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ

بیکر ماہنامہ فتنہ سے انٹرنیٹ پر آنے والے کام پبلشرز کے ایکسپریس سے

مِنَ الْمُنافِقِينَ اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي عِندِ اللَّهِ وَهُمْ كَرِهُونَ ۝
 احد سے لے کر سو آدمی ابن ابی سلمہ کا اور وہ بیزار تھے منافق پھیرے گیا اور آپ کی

تمہارے دونوں اور کما مومن کو بکھیر دیا یعنی آپ کے دین کے انعام و ابطال میں سنی کرتے رہے یہاں تک کہ اہل حق اپنے فتوحات اسلام آگئے اور اللہ کا امر ظاہر ہوا گو منافق دل میں برا مانا کیے پس اسے نبی کریم اب بھی ان کی ہمراہی سے منع نہ ہوا ورنہ مشورہ آپ جنگ بتوک کے لیے عموماً ترغیب دلاتے ایک دن جنہا بن قیس سے کہا تجھے رغبت ہے کہ رومی لو کیا ان پائے بولامیری قوم کو معلوم ہے کہ میں عورتوں کا بہت مشتاق و متمنی ہوں تو آپ مجھے رومی عورتوں کے فتنے میں نہ ڈالیں اجماعت دیکھیے کہ کچھ رومن آپ کی مال سے مدد کروں گا اور شاد ہوا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اِذْنَنِّي يٰ وَلاَئِقَتِي مَا لَافِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۝
 اور ان میں سے وہ جو کہتا ہے کہ اذن دے دو اور فتنے میں ڈال دے آگاہ ہو فتنہ میں گر پڑے اور بیشک

اور ان منافقوں سے وہ بھی ہیں جہنم کی حکمت بالکفرین ۝ جو آپ سے کہتے کہ ہمیں اجماعت دیکھیے ہم ہمراہ نبیائیں ہنس کر ہے کانہوں کو اور اس بے سامانی و سفوفیہ و حشر دیدہ جنگ روم کے فتنے میں مبتلا نہ کیجیے اے نبی کریم آپ مطلع ہو جائیں کہ وہ فتنے ہی میں گر پڑے و فتنہ جنہو یا اور کوئی بد اعتقاد حکم عام ہے منافق کی مراد فتنے سے خواہ مشقت و سفر و جہاد یا یہ کہ نہانا تو مصیبت پیغمبر اور مانا تو جان کا خطر ہے یا تسخر و تکذیب ہے کہ کیسے فتح و نصرت اور کمان کی حوزت آپ اس لالچ میں میری جان نہ لیں اور دوسرا فتنہ خواہ تفضیح و ذلت خواہ مومنین کی کامیابی کی حسرت ہے یا یہ کہ گناہوں میں غرق ہو گئے اب ہدایت نہ ہوگی یا مصائب و نیادی و عذاب آخری سے نہ بچینگے جس سے وہ بہا گتے ہیں اس میں گروں گے۔ نکتہ دین کو مصیبت اور اطاعت کو بلا سمجھنے والے امن میں نہیں رہ سکتے صحابہ سرکف سینہ سپر ہمیشہ منصور و مظهر رہے منافقوں نے جس قدر راحت و امن کی تمنائیں بڑھائیں نشانہ تیرا ہوا ہے شہر نابین کے شکل ثبات آئی پیش ہے یہ بھاگے تھے جس سے وہ بات آئی پیش ہے

لَئِنْ تَصِيبَكَ حَسَنَةٌ فَاَسْوَأُهَا وَلَئِنْ تَصِيبَكَ مُصِيبَةٌ فَاَسْوَأُهَا ۝
 اگر آپ کو اچھا آئے گا تو میں اسے بدترین بنا دوں گا اور اگر آپ کو مصیبت آئے گی تو میں اسے بدترین بنا دوں گا

اِخْذْنَا اَمِّنًا مِّنْ قَبْلِ وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُوْنَ ۝
 اختیار کر لیں سے پہلے اور پہنچیں وہ خوشیاں کر رہے

اگر آپ کو کامیابی ہو اور نین بڑی لگے اور کوئی مصیبت ہو سب کچھ کہیں ہم تو پہلے ہی سے اپنے کام میں احتیاط و ورادیشی کر کے علیحدہ ہو گئے تھے اور کچھ پہلے سے خوش فوف چلے جاتے ہیں۔ یہی ہے اہل ایمان میں شریک ہونے کی آخر میں حال پوری کر میں بلکہ خوشیاں منا میں باتیں بنا میں دھندہ مصیبت سے مراد دنیاوی نفع و ضرر سے منا فقون کو اخروی معاملات پر کب نظر ہے۔

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا آلَآ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَنُوكُمْ أَكْثَرَ مِمَّا تَفْتَنُونَا

کہدیکھے میں یہ پہنچا ہم کو گمراہی نہ لگا اللہ نے ہمارے لیے مدد ملے ہمارے اور دشمنی پر ہوسا کرے میں ایمان والے آپ کہدیکھے میں وہی پیش ہمارے اللہ نے تقدیر میں کو اور اللہ ہر حال میں ہمارا مولیٰ و حامی ہے ایمان والے تو اللہ ہی پر ہوسا کرتے ہیں فتنہ مخاطب قل کا معنوں کی تاکید عام ہے و شہدائے جواب غادیمون کو تعلیم ہوئے آیت بعبارة النص تبارہی ہے کہ بے مشیت کسی کچھ نہیں ہوتا خیر ہوا یا شر امر ہم ہوا یا حقیر بفضل خدا پر اعتماد و تقدیر پر ہوسا مونین کا شیوہ ہے کہ جان ایسے ذکر آئین جو اختیار غیور مجرب و تدبیر کا افرار پر ڈالیں یہ مجاہدی صورتیں یہ وہ حقیقت سے سر نکالیں وہ ان ایسے تصور اور ایسے کلمے جو جبروت ہیبت اور کمال قدرت کی نور انبیا سکین مستحب ہونگے جیسا کہ بیان تعلیم ہوئی

قُلْ هَلْ تَرْتَصُونَ بِنَا اَلَا اَحَدَى الْحُسَيْنِ وَحَنَّا نَرْتَصُّ بِكُمْ اَلْطَّيِّبُ كُمْ اللّٰهُ

کہدیکھے میں انتظار کرتے تم ساتھ ہمارا مگر ایک دو نیکوں کا اور ہم انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے کہدیکھے میں اللہ

يَعَذَابُ مِّنْ عِنْدِ اَوْ بَايَكُنَا كَفَرْتُمْ بَصُوَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرْتَصُونَ

عذاب پاس سے ہے اور ہمارے ہماری پس انتظار کرو ہم بھی ساتھ تمہارے منتظر ہیں آپ کہدیکھے کیا سے منا فقون ہماری حق میں جس امر کے منتظر ہو وہ دو نیکوں سے ایک نیکی ہے و ایسے کہ تمہاری تمنا ہماری تبارہی ہے اور یہاں خواہ نقیابی خواہ نقاب سعی سے ہر طرح منتظر آئیں ہیں اور ہم تمہارے لیے منتظر ہیں کہ تمہارا عذاب ملے یا ہمارے ہاتھوں سے گوشمال دلائی پس ایسے منتظر رہو اور ہم بھی منتظر ہیں و ہم انتظار ضرر میں کیا نیکی سے جسکی تعلیم ہوئی دفعہ جواب سے مفسدون کی خرابی موجب عبرت اور ایسی تمنا وسیلہ نصرت ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی نیکی ہے فتنہ اشارہ النص سے معلوم ہوا کہ مومن گھائے میں نہیں رہتا اگر تدبیر راست آئے مظفر و منور رہے ورنہ سعی و تحسین عذاب و مغفور نکستہ قبض و بسط دونوں عنایت سے خالی نہیں طالب مستقل المزاج عارف چاہیے

قُلْ اَنْفِقُوا هَلَوْعًا اَوْ كَرَمًا لَّنْ يُّقْبَلَ مِنْكُمْ اِنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسِيْقِينَ

کہدیکھے خرچ کرو خوشی یا ناخوشی سے نہ قبول کیا جائیگا تم سے بیشک تم ہو قوم گناہگار

معاملہ جو آپس میں قیس کا جسے کہا کہ مجھے رہنے دیجیے احانت مالی کر دینا ارشاد ہوا آپ اس سے کہہ دیجیے خوشی سے خج کر دیا خوشی سے قبول نہ کیا جائیگا بیشک تم لوگ حکم سے باہر نکلا جانے والے ہو بکشت طوعاً سے بظاہر راہین کہ خیریت کا خلاف لازم آئے بلکہ طوعاً و کرہاً ناجاری اور بے اختیار ہی ویریدی میں مستعمل ہوتا ہے پس معنی یہ ہوے کہ خوشی سے تو خج ہی نہ کرینگے اور مجبوری ویریدی کا معاملہ قابل قبول نہیں اور کہا گیا کہ طوعاً سے مراد یہ ہے کہ بدولت جبر و رقوم اپنے کام یا نکلے خلاصی یا دفع الزام یا احتیاط و انہام کے لحاظ سے دین اور دکرہت سے جبر و رقوم یا تشدد و بغیر مراد ہے بکشت کا معتزلہ نے کہ فاسق کی عبادت مضائع و جط ہے جیسا کہ فرمایا اِنْ كُنْتُمْ مَوَافِقِينَ **جواب** فسق یعنی خروج عن الطاعت و دور ہے پر ہے کہ (من کلّ قطع یعنی کسی امر میں مطیع نہیں یہ کافر ہے بلکہ من کلّ یعنی بعض امور میں مطیع بعض میں حاسی نہ مومن ہے اور اس میں اختلاف ہے اہل سنت انھیں مومن کہتے ہیں اور ائمہ اہل صحیح جانتے ہیں اور معتزلہ کفر و ایمان میں ایک مرتبہ قائم کرتے ہیں اور آیت میں فسق مطلق مذکور ہے جو فرد کامل کی طرف منصرف ہوتا ہے پس مراد فسق من کل وجہ یعنی کفر ہوگا بلکہ اگلی آیت میں تفسیر و تصریح و رد ہوے کہ وجہ عدم قبول صرف کفر ہے وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ تَتَابَعُوا اَنْهُمْ كَفَرُوا اور اگر فسق ہی مراد ہوتو فسق محض مجمل مراد ہوگا مثلاً نماز میں طہارت سے پر احتیاط علی وقت و اجابت سے نہ پر دانی عدم میں غیبت لقمہ حرام اور خروج جاد میں اگرہ اتفاق یا حیلہ جابری وغیرہ بیشک موجب رد و اضاغت ہیں۔ پس دنا بیت ہوا وہ جو دعوے کیا معتزلہ نے اور اگر ایسا ہوتا تو لازم آتا کہ ایک عمل دوسرے عمل کے لیے شرط قرار پائے

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ تَتَابَعُوا اَنْهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلَا

اور کئے لگاؤ کہ قبول کیے جائیں اوسے حرج اوسے کفر کہ وہ کافر ہو گئے ساتھ اللہ کے اور کئے رسول کے اور نہیں

يَا تَوْنَ الصَّلٰوةَ وَلَا وَهُمْ كَسَالِي وَلَا يَفْقَهُونَ وَلَا وَهُمْ كَرِهُونَ

پڑھتے نماز کمر کسل سے اور نہیں خج کرتے کمر بسرہ

بکشت جبکہ صرف کفر و عمل کو کافی ہے تو چار وصف کیوں ذکر فرمائے۔ فسق نہ کفر یہ کسل نہ کراہت نہ کراہت اس لیے کہ منافقوں کے خوب پروردہ وری ہوئے معلوم ہو کہ یہ اتفاق کی علامتیں ہیں کسالی کسالی یعنی کسل و کمال اور اسکی دو صورتیں ہیں کہ نماز کو بغیر ضروری اور محض بیجا سمجھ کر شستہ اسے نہ کرے۔ فرض جانتا ہے مگر شامت اعمال سے شستی کرتا ہے پھر کسل کبھی ادا میں ہوتا ہے۔ یعنی کاسب گاہے پڑھ لی ہے فسق ہے اللہ کبھی اس کے اہتمام و شروط میں مثلاً طہارت یا حضور مسجد یا شجاعت باترات وادکان و توجہ قلب میں۔ موجب حرمان و قلت ثواب ہے کبیر اگر جماعت مل گئی

تو چڑھ کر علی اور اکیلا ہوئے تو واحد قہار کا غوث اور ادا تہ پڑی **سبب** جب کسل نماز پر یہ عتاب و مہم ہے
تو ترک کا کیا حال ہو گا نماز کی تمام اعمال سے زیادہ تاکید ہے حضرت غوث الاعظم نے آنحضرت سے
برودیت عبادہ بن حماد نقل کی کہ جس نے اچھا وضو کیا اور نماز کے رکوع و سجود اور ارکان و شروط اچھی طرح کیے
نماز کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی پھر آسمان پر چڑھتی ہے اور نوراً نکلتی
ساتھ ہوتا ہے یہاں تک کہ حضور حق سبحانہ تعالیٰ میں حاضر ہوتی ہے اور نماز کی سفارش کرتی ہے اور
اگر نماز بے احتیاطی و بیہوشی سے پڑھ لی گئی تو کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا
پھر آسمان پر صعد کرتی ہے جب آسمان تک پہنچتی ہے دروازے نہیں کھلتے پھر پرانے کپڑے کی طرح
بیسٹ کر نماز ہی کے منہ پر پھینک مارتی جاتی ہے اور حضرت علی سے مروی ہے جو اپنے نماز میں سستی
کرنا ہے اللہ تعالیٰ اسے پندرہ صدیوں میں مبتلا کرتا ہے دمرے سے پہلے چہ عذاب ملے اسکا نام یکون میں
نہیں ملے برکت حیات یعنی زندہ ولی نہیں رہتی نہ رزق میں برکت نہیں رہتی نہ عمل خیر قبول نہیں ہوتے بلکہ نازی
کی تکلیف میں محسوس ہو جاتے ہیں یہ دعا سنبھال نہیں ہوتے بزرگوں کی دعا سے محروم رہتا ہے اور مرتے وقت
تین عذاب ہوتے ہیں ایک پیاسا مارتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں ساتون دریا جھوڑ دیے جائیں یہ دفعہ مارتا ہے
دوسرے دلی حسرت دل میں رہ جاتی ہے اگرچہ مدتوں بیمار رہے دنیا کے پھر اور لکڑیاں اس پر لاد دی جاتی ہیں
لینے جہ زہ بخاری ہو جاتا ہے اور تین عذاب قبر میں ملتا ہے ایک لکڑی یا کھیرن کے جواب میں عمر اور تین عذاب حشر میں
ملتا اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہو گا کلاما محاسب نہایت سخت ہو گا اور حضور
حق سبحانہ تعالیٰ سے روزخ کی طرف لوٹا یا جائے گا ہاں وہ شامہت ماہ کریم و رب رحیم مالک ہے پروا چاہے پوشے
قُلْ أَتُحِبُّكَ أَمْ أَوْلَهُمْ وَلَآ أَوْلَادُ هُمْ أَكْبَرُ إِنَّ اللَّهَ لِيُعَذِّبُهُمْ حَافِي الْجَحِيمِ

پس انکے مال اور اولاد کی **الدُّنْيَا وَتَزْهَوْنَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ** اور پسند آئے کہ انکی حالت
کہ نافرمانی داروان پر یہ عطا **الدُّنْيَا وَتَزْهَوْنَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ** اور پسند آئے کہ انکی حالت

ابھی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی چاہا کہ انکا قول انکے حق میں بلا سے جان ہو جائے دیا میں اسی کے ذریعے
سے عذاب ہو اور جان نکلتے وقت اسی کی محبت اور اسی کے تصور میں کافر میں کبیر یہ غایت تفتیح و کمال
تغذیب ہے پہلے عقائد باطلہ و اعمال دانیہ کا ذکر فرما کر یلوس کر دیا کہ یہ کچھ کرتی ہیں تو آخرت میں کام آئیگا
رتبی رہنا اس میں انکی کامیابی بھی ذریعہ عذاب و بلا ہے خسر اللہ نیا والاخرہ **فَإِنَّ مَنَافِقَ كُنُوزٍ كَثِيرٍ**
حالت میں ہے **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّلَالِ الْأَعْمَى** منافق کفار سے بھی بدتر

اللہ تعالیٰ
سبب
تو ترک
اور عذاب
ملے اسکا
نام یکون
میں

بچے کے طبقے میں ہو گئے۔ ارشاد ہوا کہ کفار کے لیے دنیا خیریت ہے اور منافقین کے حق میں عذاب مسکنہ۔ ایک آدمی اور مسلمان سے بسر کرتے ہیں اور منافق نہاد ہر کے نہ اور ہر کے دل میں کچھ زبان پر کچھ فرق میں رہتے ہیں۔ بچے اپنے کوئی کبھی رضی نہیں ہوتا اس لیے کہ ان کا اعتماد کسی کو نہیں رہتا سوال اولاد و مال لطف حیات و زینت دینا موجب نشا طہ میں عذاب کس طرح ہوں گے جواب آدمی تین قسم کے ہیں ۱۔ جو دنیا کو فانی اور آخرت کو جاہلانی سمجھے ہو۔ ۲۔ وہ جس کو دنیا ہی مقصود ہے۔ ۳۔ وہ جنہیں گو دنیا سے قطع ہو مگر نام و شجاعت و عدوت پر دم دیتی ہیں یہیں طالب آخرت کو دنیا و مافیہا پر محسوس سامان پر محسوس مقتضائے طبع توجہ ہو مگر نہ اس قدر کہ رات دن اس کا دھیان رہے اور طالب نام خدا پرستوں کے برابر نہ مسمی تا ہم جان و مال فدا کر دینے پر شائق آتا ہے۔ اور ان دونوں کی فطرت میں مونیہ خالص اور پہلوانان نام جو کہ کارناموں میں موجود ہیں آیت محض ایمان و دنیا پرست رحمت و سلامتی کا خواہان بظیل دنیا کے جھوٹے نقصان کو بھی عذاب الیم جانتا ہے اس لیے کہ اس کا حاصل عمر ہی مال و اولاد ہے اگر ان میں کوئی نقصان آیا تو یہ زندہ در گور ہے نہ اسے آخرت کا اعتماد کہ وہ ان کی امید رکھے و نام و اعزاز پر اعتماد کہ دل خوش کرے۔ اور منافق کی اصلی صفت یہی بزدلی رحمت طلبی ہے منافق اس لیے آپ کو مومن کہتا ہے کہ مسلمانوں کے تلواروں سے آنکھ نہ مٹا پڑے اور ان کے صدقات اور غنائم کی تفصیل طلبائیں اور کافراں سے لیے رہتا ہے کہ وہ آخرت کو کچھ سمجھے تو اسے مانے بے اصل شے کیونکر ضروری جاسے جب یہ معلوم ہو گیا تو تمام عمر منافق کے حفظ و جمع و تحصیل مال میں گزرے گی اس پر نہ کوہ و صدقات اور بعض نفقات میں چارنا چار مال صرف کرنا پڑے گا یہ عذاب نہیں تو کیا کہ بھروسے وقت اور ہر ملکہ عذاب جان کھینچ رہے ہیں اور ہر مال و اولاد کے دائمی جدائی کیسا عذاب الیم ہو جیسا کہ اکثر دنیا پرستوں کے مرتے وقت دیکھا گیا اس کا حاصل دنیا میں مال کا عذاب ہونا خواہ باعتبار تحصیل و حفظ و محبت شدید ہے خواہ بحیثیت مصارف و اعباء خواہ یہ کہ یہی مال ان پر نہ پالی ہو گا اگر کافر طالب ہوے تو انہیں مومن سمجھ کر دشمن ہو گئے اور مسلمان انہیں منافق و ضعیف الایمان جان کر حقیر جانتے و ان کے مال کے خواہان اور اس کے حفظ و منع سے درپے ایذا و ہلاک جان ہو گئے اور اولاد کی پرورش غایت محبت ان کے فراق کا صدمہ اور اس کے قطع نظر ضرور نہیں کہ وہ بھی منافق ہوں کافر ہوے تو مخالف اور مومن ہوے تو ان کے دشمن چنانچہ اکثر منافقوں کی اولاد حضور میں ایمان لائی اور اہلہ صحابہ و مخلص خدا کی شمار کی گئی عبد اللہ جو بدر میں حاضر اور خالص مومن تھے ابن ابی منافق کے بیٹے تھے اور خطبہ جنگ بعد شہادت جنگ احد میں فرشتوں نے نازلایا ابو عامر منافق کے بیٹے تھے۔ اور پڑا عذاب ان پر ہے کہ مسلمانوں کو دوسرے دشمن دیکھتے ہیں اور زبان سے انہیں کی خوشامد کرنا ہڈی سے حاصل ہے کہ مومن جب تک نام سبب

دنیا کو ہر وقت فانی قہین کرتا ہے اور کچھ مذاہر اسے زیادہ حسرت و صیبت کیونکہ ہر گز اس کی آخرت کی امید بھی نہ
اور منافق تو دنیا کو باقی و مقصود و مصلیٰ اور آخرت کو تصور خیالی سمجھتی ہوئی ہے اس کی جدائی میں جہاد
ہو ہو وہ تعجب ہے و خلاصہ تفسیر کہ **مکہ** کفار یا فساق کے مال و نعمت و فیکاروں کے حال کو اچھا بھلا
جو ایسے ہی کیفیت کی تمنا کرتا و تمام ہے **مکہ** منافق دنیا میں حکماً مومن اور آخرت میں کافر ہے
جیسا کہ فرمایا اونس کے جان بجا لکھ کر نکلتی ہے **نکستہ** اشارہ قرآنی سے معلوم ہوا کہ ظاہر دنیا باطن
کے خلاف ہے جیسے ہر روپے کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں دنیا کے بھی مصدعی تماشے نظر آتے ہیں و رد و ست
جو اس باب راحت ہے اور اولاد و جوارح و نشاط ہے عذاب نہ ہونے پس دانا انجبا مہین بھی اس
زال صد و سی سالہ کے دلکش لباس اور نظر فریب نیلور و ایشیش **یفنہ** نہیں ہو سکتا۔

وَيَجَاهِدُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِكُمْ وَمَا هُمْ بِمُتَّقِينَ

اللہ کے لئے ہیں اللہ کی کڑھ تم میں سے ہیں اور تم میں وہ تم میں سے کڑھ قوم ڈرنے والی ہیں

منافق قہین کھا کھا کر کہتے ہیں واللہ باللہ ہم تو تمہارے سین مومن اہل دین ہیں اور حال ہے کہ
وہ نہ مومن ہیں نہ سین بات یہ ہے کہ یہ ڈر پونک لوگ ہیں جسے زبردست پایا اوسکا کلمہ پڑھنے لگے
ف معلوم ہوا کہ زیادہ قہین کھانا علامت کذب ہے اور زیادہ خوف نشان لفاق و منافق
جری و قوی دل نہیں ہوتا تاجر پہ آنکھوں سے دکھا رہا ہے کہ عموماً اہل تشیع انہیں صفات سے موصوف
ہیں۔ واللہ باللہ حضرت عباس کی قسم امام حسین کی قسم مولیٰ علی کی قسم غرض ایک بات اور ہزار قسم
انہیں کا شیوہ ستر ہے یہی فرقہ ہے جسے ہر آن نقیہ پر نظر ہے۔ شجاعت انکی مشہور اور استقامت
و فنان کی معلوم جرات۔ غمات و فناء۔ خلوص۔ صدق۔ صفاء۔ اگر کسی نے انہیں دیکھا ہو تو ذرا ہلکے پتالے
ہماری بھی عمر انہیں کی ہمسایگی میں گزری ہے جس نے پسند آئین اور نہ عجب میں ڈالیں تم کو ان کے
و شائق ان کی دولتوری ان کی اولاد ان کی ظاہری زرق برق۔ نہ حسب آل ان کے دل میں ہر
نہ تو ایمان آب و گل میں موجود کچھ اور ہے اور مذکور کچھ اور محبت میں عداوت میں جو طبع کا طوط
لو **يُجِدُونَ مَكْجًا أَوْ مَخْرَابًا أَوْ مُدَّخَلًا لَّوْ لَوْ لَالِيَدٌ وَهُمْ يَجْحَدُونَ**

اگر پائین جائے پتہ یا کوئی غار یا جاسے دھول البتہ پھر جابین ملن اسکے اندر وہ بدی کرتے ہو گئے

یعنی منافق بھوری آپ کے ساتھ ہیں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اگر انہیں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں ہن
لین تمہارے خیر ان خونریز نیر ہاے قیر سے بیخود ہو جائیں یا جنگل یا پہاڑ کا غار چھپنے کو
مل جائے یا اور کوئی راہ بچنے کی نظر آئے البتہ اسی کی طرف ہجرت و ترو تمام چلے جائیں مگر کیا کریں مجبور ہیں

یہاں پر منافقین کی حالت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دنیا کی باتوں میں مصروف ہیں اور آخرت کی باتوں سے غافل ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطُوا

وہ میں سے ہیں کہ تم پر ہیں کہ تم پر تقسیم صدقات میں ہیں اگر وہ دیکھیں کہ اس سے خوش ہو جائیں اور اگر نہ دیکھیں تو

ستار میں بننا یہی سہو ہے **مِنْهَا إِذَا هُمْ يَخْطُبُونَ** ہے کہ ایک باعظمت نے

پھر حال تقسیم کیا تو دوا کو دیکھ دیا اس وقت میں اس انصاف سے تقسیم کیجئے پئے

فرمایا اگر بین انصاف نہ کرو گناہ کریگا حضرت فاروق کھڑے ہوئے اور جس کی اجازت لی کہ اس گناہ

منافق کی گردن گرا دوائی فرمایا اسے جو بڑا دوا سے نہ سہا تھی ہوں گے کہ ان کے نماز کے سانس پر اپنی

نماز کو خیر اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزے ناچیز خیال کرو گے قرآن پڑھیں گے مگر خلق سے

نیچے نہ اترے گا یعنی ان دن ان دن ہو گا اسلام سے اس طرح نکل جائیگے جیسے تہر جاوڑ سے بار ہو جائے

اور اسکی کافے اور بارہ اور لکڑی اور پرین کوئی اثر نہ ہو ایسے ہی یہ اسلام سے کورے اور ایمان سے

بے اثر نکل جائیگی انکی شناخت یہ ہے کہ ان دن ایک مرد سیارہ و جو کا ایسا بازو اسکا مضغہ کہ

گوشت یا پستان زن کے مشابہ ہو گا یہ لوگ اُس گروہ پر توجہ کریں گے جو منہ بن خلق ہوئے اور ایک روایت

میں ہے کہ یہ لوگ اختلاف اور اتفاق کے زمانے میں تہہ ہوں گے معاملہ دوا بخیرہ ایک مرتبہ تمنا نام

اسکا حروف میں ہا میرہ ہی اصل خواج کا ہے کما ابو سعید نے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث حضرت سے

سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت شیعہ امام بد سے علی مرتضیٰ نے اوس خارجی کو قتل کیا میں اس

مصر کے میں شریک تھا بسبب بعد صلہ شامیان خارجیوں نے آپ سے رکشی کی اور آپ کی شہنشاہی لشکر

سے مقتول و مظلوم ہوئے میں نے اسی صورت کا آدمی دیکھا اسکا اصل اسکی طعن کی رد میں ارشاد ہوا

بعض اوں منافقین سے وہ ہیں جو آپ پر طعن و عیب گیری کرتے ہیں تقسیم صدقات میں اگر انہیں کوئی

تو خوش ہیں نہیں تو ناراض بدگو ہیں ف عیب جینی دو طرح ہر سے نصیحت بعض خدا و رسول کے

حکم یا کوئی اور اچھی بات بدوں اپنی غرض و نفسانیت کے بیان کر دے عیب گیری وہ قول

و فعل جو پائی ضرر و فتنہ کے لحاظ سے یا محض اوس کے ذلیل و قائل کرنے کے لیے ہو پس نصیحت واجب

ستہ اگر ضرورت و قدرت ہو ورنہ مستحب ہے فرمایا **الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ خَيْرَ مَا فِي نَفْسِهِمْ** نصیحت مسلمان ہر اور عیب گیری

حرام فرمایا **الْمُسْلِمُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ** و ایسا کہ مسلمان وہی ہر جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان

سہامت ہیں ضرر نہ ہو نہ عیب نہ بغض نہ ضرر خاص ہر امام طعن ہر ایسے کہ افعال منافقین سے ہر

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ

اور اگر وہ خوش ہوتے اور ہر کوئی دوا کو اللہ نے رسول کے اور کئے کافی ہو

ابو

نفع عیب
سرت

سَيُؤْتِيَنَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولَهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ع

اسودے کا ہم کو اللہ فضل اتاے اور رسول اسکا ہم طرف اللہ کے رحمت کرے اور اپنے

اگر وہ لوگ اللہ و رسول کی عطا پر راضی رہتے اور کہتے ہم کو اللہ کا فی سہ دے گا ایں اللہ اپنے فضل

سے اور اللہ کا رسول ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (تو یہ اون کے حق میں اچھا ہوتا) ف یہ تعلیم ہے

رضاء و دعا کی اور اشارہ ہے کہ متوکلین کو اللہ دیتا ہے اور جواب (دو) محذوف فرمایا تاکہ وسعت رہے ربط

بعد اس الزام و اس تعلیم کے فیصلہ کرو کہ تم رسول پر الزام دینے پر جواب و زندان شکن کو اور سر جکاؤ۔

لَا تَقْرَأُ لِلْفَقْرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ

نہایت اللہ سے نہ پڑا نہ پڑا اور مساکین کے اور صدقہ نہ پڑا کرے و نہ اور نہ پڑا قلوب کے

وَفِي ابْتِقَابِ وَالْعَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ طَبِيعَتِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَ

اور ابوبکر کی اور ان کے قلوب کی اور اسے قریب میں اور بادشہ صد کے اور مسافر کے لیے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور

صدقہ تے نہیں ہیں مگر فقیروں کے اللہ علیہم حکم ہے یہ اور مسکینوں کے لیے اور تحصیل

مال و زکوٰۃ میں کام کرنے والوں کے اللہ دانا حکیم ہے یہ اور ان کے یہ جنگی تا لیب قلوب

امام مصلحت سمجھے اور غلاموں کے آزاد کرانے اور ناناوان سے چھڑانے کے لیے اور اللہ کا راہ میں

سستی کرنے والوں اور مسافروں کے لیے یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دانا حکیم ہے صدقات

واضح رہے کہ جملہ مصارف و وجہ پر ہیں اعوض بلعوض۔ بے عوض خیر بھی خواہ موجب ثواب ہیں

یا نہیں پس جو خرچ موجب ثواب نہ ہو وہ اگر ضرورت سے زائد ہو مگر اجازت کے خلاف نہ ہو مباح ہے جیسے

کھانے پینے میں نفاس و تکلف۔ زینت و تفریح کے جائز اسباب۔ اور اگر ضرورت سے زائد اور اجازت کے

خلاف ہو فضول ہے جیسے فرس پر کرسی یا تخت وغیرہ بچھا کر بیٹھنا یا اوپر بٹل زینت کے جوئی ہیکر چلنا

ایک متوسط درجہ سے زیادہ جھاڑ۔ خانوس دیوار گیری لگانا زیادہ روشنی اور تقاریب کے تکلفات اور

اگر کوئی خاص ممانعت وارد ہو جیسے قمار و خمر و زنا و عنایتین خرچ کرنا ممنوع ہے اور مصارف موجب

ثواب و طور پر ہیں اول مستحب جتنے ترک پر وعید اور فعل کی تاکید مزید نہ ہو اور یہ مستحب خواہ شرع

سے یعنی بدون عوض و بدل جیسے طعام دعوت۔ ہبہ۔ وصیت۔ باہمی تحف و ہدایا۔ عام مسلمانوں سے

احسان اسلام کے ترویج و علو کے سامان رفاه عام۔ امن و خلاق۔ اقارب و احباب سے سلوک اپنے اہل و عیال

میں توسیع رزق وغیرہ۔ اس میں غنی و فقیر بلکہ کافر و مومن سب شریک ہیں خواہ صدقہ ہے اگر نیت قصد ق

کر لی جائے یہ مخصوص فقر ہے اور نبی یا ثم پر عار و ننگ و دم واجب جسکے فعل کی تاکید اور ترک پر وعید ہو

اور یہ خواہ مخواہ ہے جیسے نفقات ازواج و اولاد و اقارب فقیر و وظائف عمال سلطانی و تقسیم خزانہ و خراج و قس
معاون و خواہ مخواہ میں جیسے صلہ فطر و کفارہ و عشرہ زکوٰۃ و نذر جو فقرہ کے لیے مختص و ص ہو اور یہ حصہ فقہ واجتہاد
اسکے ادا میں مرن امر لازم ہیں نہ نیت نہ مصرف یعنی جنگ و حکم پر انھیں کو دے نہ اسلام یعنی یہ صدقات کفار پر لازم
نہیں ہوتے ہیں اور سوا یہ زکوٰۃ کے دومی کو دینا جائز نہیں آیت میں اس حدتے کے مصرف مذکور ہیں فقیر و مسکین
پاس مال ہو مگر نصاب سے کم مسکین جسکے پاس کچھ نہ ہو۔ اور اسکے برعکس بھی مذکور ہے جامع مقالہ سنی نے لکھا
فقیر وہ مفلس جو غارت نشین رہے سوال ذکر ہے اور مسکین در پور زکوٰۃ کے فقہاء نے فقیر محتاج اپنا ہی مسکین ہو
اپنا ہی نہ ہو مگر محتاج ہونے سے محتاج کے عزیز و اقارب موجود ہیں وہ فقیر ہے والا مسکین ہے عامل سے
وہ لوگ مراد ہیں جو امام کی طرف سے وصول و فراہمی اموال زکوٰۃ میں سعی کرتے رہیں ان میں فقر مشروط ہے
نہ آٹھواں حصہ معین اور امام شافعی کے نزدیک آٹھواں حصہ الحاکم ہے اسلئے کہ جلد آٹھ مستحق مذکور ہیں
لیکن نہ اسقاط حق مؤلفہ القلوب سے لائق تھا کہ سا تو ان حصہ انکو ملتا اگر ایسا مانا جائے تو بسا اوقات
عامل دستیاب نہ ہونگے جبکہ ہر چکی مال اور ہر حصہ بہت کم ہو اور گاہ گاہ بہت کچھ لے جائینگے اور یہ دونوں انظم
کے خلاف ہیں پس آیت میں مستحقین کا ذکر ہے نہ تقسیم سهام مسئلہ عامل کو بعد راجرت دیا جائیگا (ہدایہ)
مؤلفہ قلوب وہ نو مسلم جبکہ اخلاق و مال سے سطح اور اسلام پر مطمئن بنانا مقصود ہو۔ یہ حصہ حضور
اقدس نے دیا اور بعد فتح مکہ دینے نو مسلموں کی تالیف قلوب فرمائے مسلم جب حنین میں لڑائی ہوئی بارہ ہزار
مہاجر تھے مگر سب کے مقابلے سے ہٹ گئے حضور نے دو ہزار پکارا دینی طرف آواز دی یا معشر الانصار
جان نثار ہو لے لبتک ہا دعوون اللہ الخ و نحن معکم یا رسول اللہ آپ کو خوش خبری ہو کہ آپ کی مدد ملی
آپ کے ساتھ ہیں یا مین جانب آواز دی یا معشر الانصار ایسے ہی جواب ملا پھر آپ اپنی سواری سے اترے
اور کفار بھاگ گئے اور بہت نعمت ہاتھ لگی۔ آپ نے مہاجرین اور نو مسلموں کو دیدی اور اپنے خدا و ماں جان نثار
انصاری کو کچھ نہ دیا بعض نے کہا کہ نعمی میں تو ہم بلائے جائیں اور مال نہ رہے مہاجرین۔ حضور کو یہ خبر ملی سب کو
جمع کیا اور فرمایا کیا بات ہے سب خاموش ہو رہے ارشاد کیا تم رضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں
اور تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اپنے گھروں میں رکھو سب خوش ہو گئے اور عرض
کی ہاں یا رسول اللہ تو دلی آرزو ہے پھر فرمایا اگر تمام دنیا ایک راہ چلے اور انصار ایک راہ چلیں تو میں
انصار کی راہ اختیار کروں۔ مگر نہایت الحکمہ صدیق میں باجماع حصہ مؤلفہ القلوب ساقط ہو گیا اسلئے کہ ضرورت
تالیف قلوب کرنے کی باقی نہ تھی یون ہی اسلام کا جمال و رفعت سب اور وقار و اقتدار کا فی نظر آیا ف
ممکن ہے کہ اسقاط حق مؤلفہ القلوب اجماع استغناء ہو پھر چوبیسویں ضرورت خود ذکر ہے حکم بھی بخود ذکر آئی

مسئلہ تالیف قلوب نو مسلم اولیٰ و افضل یعنی الرقاب یعنی آزادی رقبے میں مل جاتے کا بیج ہوتا ہے
لفظ سے تو وہی ہے جو امام مالک کا مذہب ہے کہ وہ نوٹری غلام جنکے مالک روپیہ لے کر آزاد کرنے پر آمادہ
ہوں اس مال سے آزاد کرانے جائیں مگر خفیہ کے نزدیک عمل ظاہر پر متعدد ہے اسلیے کہ اگر غلام کو مال
دین تو ملک نہیں ہے وہ صب مولیٰ کا ہے اور مولیٰ کو دین تو غلام کی تملیک معدوم ہے حالانکہ
اصل اس میں تملیک ہے اور ایسے حاجت مال پانے والی یعنی مولیٰ کی نسبت تحقق نہیں پس ضرر ہوا کہ
مراد مکاتب ہوں یعنی وہ غلام یا نوٹری جنکے مالکوں نے انھیں اس شرط پر اختیار کسب وغیرہ دیا ہے
کہ جب اس قدر مال ادا کریں آزاد ہو جائیں انکا بدل کتابت دیکر آزاد کرنا مراد ہے اور اس میں تملیک و حاجت
دونوں بحق کتابت متحقق ہیں اور عموم لفظ ارادہ مکاتب سے نکل نہیں کرتا حارم یعنی مدیون کہا شافعی نے
وہ میں جو صلاح ذلت ہمیں اور رفع فساد باہمی و امور خیر میں عالم ہوسے چون مگر نہ صیغہ مقتضی خصوص ہے
نہ قرینہ موجود نہ کوئی وجہ شرعی ملے بلکہ ذکوۃ کی غرض یعنی دفع حاجت ہر جگہ ذکوۃ ثابت ہے اکتیہ دیون
معصیت کا اخراج جیسا کہ اسے اکثر مفسرین نے ذکر کیا تخصیص عقلی قابل تسلیم ہے مال ذکوۃ نظم و صلاح
مومنین کے لیے ہے نہ تائب مفسدین کے واسطے فی سبیل اللہ امام محمد کے نزدیک حاجی اور مفتی
ابو یوسف کے نزدیک غازی ہے اور کہا بعض فقہانے کہ طلبہ علم بھی ہیں اور کہا بعض نے ہر مرنہ میں سہمی
کرنے والا داخل ہے مگر تائب فی سبیل اللہ میں خفا ہے حاجی بعرفت سرع اس معنی میں ظاہر داخل ہے
اور غازی اور طلبہ علم میں بیشک یہ معنی زائد و انکس ہیں مگر دوسرے امور غیر بدوین ثبوت سے زائد
داخل کر دینا عمل کلام ہے ضما بطہ راہ خدا میں چلنے دانے و وطود پر ہیں یا وہ جنگو بوجہ کمال شغل
و غائت انماک دوسرے مکاسب و مصالح کی فرصت نہیں۔ وہ جنگو کسب و تلاش کا موقع کافی طور پر
ملتا ہے۔ پھر قسم اول خواہ ایسے کام میں مشغول ہے جسے مال سے تعلق نہیں جیسے زائد و عابد و غیرہ
اگر کچھ حق ہے تو بوجہ فقر۔ اور اگر ایسے مقصود کے درپے ہیں جو مال سے تعلق ہے جیسے حج جس میں غلو و کثرت
امر ہے اور جہاد جس میں تہیہ اسباب و آلات پر ترغیب دلائی گئی ہے یا طالب علم جسے مطالعہ و درس
کے لیے کتب کی ضرورت ہوا کرتی ہے یہ سب آدمی سختی ہیں ابن السبیل مسافر جس کے ساتھ
مال نہ ہو فریضہ منصوب ہے فعل مخذوف سے یعنی معین و مقدر جبکہ ترک معصیت پر علم اس تعین
و تخصیص کے فوائد سے آگاہ حکیم بختہ بات کرنے والا سوال کہا فقہانے وجہ استحقاق صدقہ فقہ
احتیاج ہیں پھر اہل علم تعین کیوں بیان کی گئیں اگر ہر جگہ فقر ملحوظ ہے تو ذکر و تطویل بے سود اور اگر کچھ
اور منظور ہے تو شرط فقر باطل جو اس بیشک فقر و حاجت اصل ہے مگر جبکہ حاجت مال سے کوئی غلو

خالی نہیں لہذا وجہ حاجت کا ذکر فرمایا کہ نہ عموم ہو نہ حرمان۔ پھر فقر معتبر ترین طور پر ہے مگر فقر ذاتی اور یہ
مکاتب میں ہے اس لیے کہ غلامی مشابہ ہے عدم و موت کے اور آزادی مثل ہے وجود و حیات کے و فقر ظاہری
اور یہ مسکین میں بافضل موجود ہے اور فقیر ترین بالقرآن اور حکما مدیون اور مسافر میں ہے اور فقر
عالمی میں علت اس لیے کہ سب ابواب مکاسب مسدود ہو گئے فقر لابی ہے (فقر دینی) یعنی تحصیل
دوبہ ثواب میں حاجت ہو اور یہ حاجی و غازی و طالب العلم میں جو بوجہ کمال شوق رضاے الہی و فرط جوش
محبت اپنی مقاصد میں برنی قوت کے ساتھ مالی اسباب کی بھی محتاج ہوتی ہیں اور مولفۃ العلوب میں
یہ ضرورت بسبب نقصان و عدم طینان پیدا ہوتی ہے تاکہ مال موجب طمانیت و زیادت ایمان ہو
احکام مایقرو مسکین کو اس قدر دینا کہ خود صاحب نصاب ہونے سے مکروہ ہے مگر عامل صدقہ اگرچہ غنی
بھی ہو مستحق ہے ہاشمی کسی خشیت سے صدقہ لینے کا مجاز نہیں بلکہ مدیون اگرچہ مالدار ہو مگر جب اس کا
مال اسے دین کو کافی نہ ہو یا جب ادا قدر نصاب سے کم بیچے تو مستحق ہے مگر حاجی و غازی اگرچہ مالدار
ہوں مگر جب زاد سفر یا اسباب حرب وغیرہ میں ضرورت ہو مستحق ہے مگر مسافر اگرچہ وطن میں غنی ہو مگر
سفر میں تنگ ہو اور مال نہ ہو: سب سے مستحق ہے مگر آیت میں انحصار ہے کہ ان کے سوا دوسرا
مستحق نہ ہو نہ کما شافیہ نے ہر قسم کے مستحقین سے تین آدمی ضرور پائیں اور ہمارے نزدیک ان میں
سب سے افضل کو دینا کافی ہے: بیان مصرت کو آیت ہے نہ تقسیم دلائل اسکی توضیح وغیرہ کتب اصول
میں ہے اور خود صاحب تفسیر کہہ نے بھی ہاشمیہ کو جواب معقول دیے ہیں سوال تخصیص میں ہاشمی
کیونکر جائز نہیں ہے جواب یہ ہے تخصیص اخبار مستحور ناجامع معروف سے ہے مگر آیت میں ایسا عام
نہیں کہ اخبار آحاد سے اسکی تخصیص جائز ہو جس طرت تعین فقر و بیان صفات دیگر مسلم ہے ایسے ہی
میں ہاشمی کا اخرج ثابت ہے جب کہ سنی ہاشمی بوجہ قرابت رسول اللہ و استحقاق خلافت قائم صدقات
مان ہے گئے تو یہ مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤَدُّونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أَدْنَىٰ خَيْرٌ لِّكُمْ

اور ان میں سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کو نبی کو اور کہتے ہیں وہ کان ہے کہ میرے کان (یعنی اللہ تعالیٰ کا کلمہ) آگے

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

ایمان رکھتے ہیں اور یہ سچا بتاتا ہے مؤمنوں کو اور رحمت ہے ان کے لیے کہ ایمان لائے نہ مومن سے

وَالَّذِينَ يُؤَدُّونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور جو اللہ تعالیٰ نے انہیں کو رسول خدا کے ان کے لیے عذاب دردناک ہے

خلاصۃ التفاسیر
اور ان میں سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کو نبی کو اور کہتے ہیں وہ کان ہے کہ میرے کان (یعنی اللہ تعالیٰ کا کلمہ) آگے
یُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
ایمان رکھتے ہیں اور یہ سچا بتاتا ہے مؤمنوں کو اور رحمت ہے ان کے لیے کہ ایمان لائے نہ مومن سے
وَالَّذِينَ يُؤَدُّونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
اور جو اللہ تعالیٰ نے انہیں کو رسول خدا کے ان کے لیے عذاب دردناک ہے

انہیں بعض ایسے ہیں کہ نبی کریم کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں اوں کے توکان ہیں آپ کہہ دیجیے کہ کیا کلمہ
تھارے حق میں بہتر ہیں وہ پیغمبر اللہ پر ایمان لاتا ہے اور مومنین کی بھی تصدیق کرتا ہے اور ایمان دلوں کے
حق میں رحمت ہے اور جو لوگ رسول خدا کو ایذا پہنچاتے ہیں اوں کے لیے دردناک عذاب ہے
معاملہ منافقین آنحضرت کی نسبت کلمات ناشایستہ کہا کرتے تو بعضوں نے کہا ایسا نہ کہو ہمارا آپ کو
خبر مل جائے تو مشکل ہو حلاس بن سوید بولا جو چاہو کہو اگر خبر ملے گی تو ہم قسم کھالیں گے کہ تم جانتے ہو آپ تو
سراپا گوش ہیں جو نمونہ لیتے ہیں ہمارے قول و قسم کی بھی تصدیق کر لیں گے (اذن) اُسے کہتے ہیں
جو کم غفل و دیگر جو سنا مان لیا تحقیق و تفتیش سے تعلق نہیں ارشاد ہوا تمہارے ہی قول کے موافق
آپ کا اذن ہو تا تمہارے لیے اچھا ہے اگر تم نمونہ ہو تو نبی کی تصدیق تمہارے حق میں برکت و رحمت
ہے اگر منافق ہو تو جان بچے اور امن ملے پس ہومن کے لیے موجب ستروا اعتبار ہے منافق کی جان بچتی
ہے تبیین توحیدنا دستور ہے ورنہ مشورہ آیت منقل بن حارث منافق کی شان میں ہے وہ آپ کو (اذن)
کہتا تھا ف حاکم کا محکمہ میں کے بات یہ اعتماد کر لینا اور زیادہ تحقیق نہ کرنا خیر ہے جیسا کہ آیت میں
گھبرا اور منع بھی ہے کہ صفحہ ۲۰۰ میں گزرا اور مطابقت یوں ہے کہ اگر یہ سادگی حق و غفلت سے
ہے تو بُری اور صلت و دور اندیشی و عفو و کرم سے ہے تو اچھی ہے وہاں منافقوں کو مومنین سے
جدا کرنا منظور تھا اور یہ بھی تھا کہ بوقت ضرورت روگرد کر کے سے عام عذر کا دروازہ کھلیا تاہم اور یہاں
کوئی غرض متعلق نہ تھی پس جب حق قصداً حق خلق متعلق ہو تحقیق و تجسس لازم ہے اور جب ایسا نہ ہو
تو ستر و عفو والی مسئلہ ایذا سے پیغمبر معصیت و کفر ہے درختار میں ہے کہ مسلم ہے تو تو یہ قبول ہو
اور ذمی ہے تو در صورت اعلان و عود قتل کیا جائے کہا شامی نے تو یہ قبول نہ ہونا مقبول نہیں
بیشک حضور سراپا عفو تھے آپ کی زندگی میں کیا کیا گستاخیاں آپ سے نہیں کی لیکن اور عفو ہو گئیں
اور جو مدح انبیا حقوق اللہ سے ہیں نبی غیر سے صلہ متعلق ہے نہ گمراہ و کھکا و جہوداؤں کا تعلق
تعلقات سبحانی میں نہ تھا ہاں ضرور ہے کہ حق اللہ متعلق بذات اللہ اقرب الی العفو ہوتے ہیں
اور حقوق اللہ متعلق بخاصان خدا البعد ترین عفو سے

الثلثہ

يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمُ الْيَوْمَ رِضْوَانُ اللَّهِ وَمَا لَكُمُ الْيَوْمَ أَنْ يَرْضَىٰ عَنْكُمْ أَنْ يَرْضَىٰ عَنْكُمْ

فمیں کہتے ہیں اللہ کو اس طرح تمہارے ہمارے رضی کوں تم اللہ اور رسول اللہ کا مستحق زیادہ ہے کہ خوش کریں او سے

ابن کثیر ایک منافق بولا واللہ بہ اشرف	لَا تَكُنُوا مِنَ الْمُنَافِقِينَ	اور عذر لوگ گمراہ سے بھی بدتر ہیں اگر
قول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہوئے	اگر ہیں	مومن

خطبے میں یوں فرمائی کہ میدانِ حشر میں ایک بندہ حاضر کیا جائیگا جسے دنیا میں مال و صحت عطا ہوئی تھی اور اُسے ناشکری کے ارشاد ہوگا اس دن کے لیے کیا لایا ہے جب وہ کچھ نہ پائیگا اس قدر روٹی کا آٹا سوہاٹھ لینگے۔ پھر دوبارہ اُسے مترجم دلائی جائیگی پھر خون سے روٹیکا تیسری بار پنے ہاتھ کھینچ کر ایک چٹائی کا پیر غیرت دلائی جائے گی تو پھوٹ پھوٹ کر روٹیکا آٹکوں کی پتلیاں رخصا دن پر بہک آجائیں گی ہر گول دسویکرم ایک ایک فرس کا بھائیگا کہے گا اے رب دونی غی میں بھیج دے کہ ان جگر و ز طعنوں سے بچوں ابو سعور و حاد و خلاف ہمام باب مفاعلت سے ہے مجرود اسکا حد اور محارہ ہے ہے کہ دوا دی ہوں اور ہر ایک جانب مخالفت میل کرے کہ کھشت من عام ہے اور ساد خاص معلوم یعنی میں ضرور ہے کہ ذرا خلاف کیا اور خالد النار ہوا اور یہ خلاف اجماع ہے جو اب من تو عام ہے مگر حاد میں خاص ہے اور فی خلاف ساقط اور اعلیٰ دخل ہوگا لا یتبع اسکی یہ ہے کہ تمام مخالفت میں ممکن ہے نہ موافقت بل شان الموبیت و رسالت مقتضی ہے کہ بندے صرف تعمیل ارشاد میں خلاف نہ ہوں دوسرے احوال سے علاقہ نہیں اور ارشاد کی دو قسمیں ہیں بل رضائے بھالانے میں انعام ہے ترک میں الزام نہیں اور یہ درجہ (عدم موافقت) کا ہے بل حکم لینے ضرور کروا میں کمی خلاف بلا قصد ہو جاتا ہے مثلاً نماز فرض ہے اور آدمی نے دوسرے شغل میں وقت صرف کر دیا اس خیال سے نہیں کہ میں نمازی نہ ہوں گا بلکہ اس لیے کہ جو کرتا ہوں وہ کیے جاؤں گا یہ اور فی خلاف ہے بل کمی خلاف ہی کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے کفار منافقین کو امداد کا مل و بعد خلاف و مدد کا ہے اور اسی کی سزا جہنم اور مملو ہے اس لیے کہ بل مطلق فرد کا مل کی طرف منصرف ہوتا ہے اور اسکا بل خلاف ہی ہے بل معنی حاد چاہتے ہیں کہ جانب خلاف مقصود ہو بل اسناد فعلی یعنی خود خلاف کیا، قصد و امداد کو چاہتی ہے ورنہ یوں وارد ہوتا کہ جس سے خلاف فہدی ہوگی، کافی تھا بل باب مفاعلت چاہتا ہے کہ دونوں جانب سے بعد و خلاف ہو اور یہ کفر ہی پر صادق آتا ہے ایمان پر نہیں پس نہ غیر کا فر مخالفت کا مل ہے نہ خالد النار اور جملہ کا فر مخالفت کا مل ہیں اور خالد النار مستعبطا و دو سزا میں مذکور ہوئیں بل جہنم بل خلود پس اگر خلاف و قصد و دونوں ہیں تو نار و خلود و دونوں ہیں اور اگر صرف خلاف ہے تو سزا وار نار ہوا اگر دایما نہیں اور یہ مرتبہ ہے اہل فسق و بدعات کا اور خلاف کا قصد ہے مگر سزا نہیں ہوا جیسے کوئی کا فر باغ یا غل ہوتی ہی مر گیا تو خلود ہے باعتبار قصد کے اور جس طرح قصد خلاف کو مخالفت لازم ہے خلود کو دخول نار لازم۔ اور اگر نہ خلاف کیا نہ قصد خلاف تو نہ نار ہے نہ خلود البتہ علویٰ مدارج و کثرت تنعم اختیار موافقت سے متعلق ہے تنبیہ علانیہ گناہ کبیرہ

خلافت و نظام

کرنے والا جیسے تارک صوم و صلوٰۃ - شراب خوار - زانی - ریشی - سود خوار - قمار باز - وارثی منڈا سنے والا
بیچا پانچواں پہننے والا - اور فاسق و فاجر و بدعتی وغیرہ اسے ایک ایک نوع کا قصد مخالفت پایا جاتا ہے
ان کے خاتمہ بغیر ہونے کا البتہ خوف ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ رحیم اور اوستا رسول کریم ہے

يَخَذُوا مَنَاقِبُوهُمْ اَنْ نُّنْزِلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةً تَشْتَبِهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ڈرتے ہیں منافق یہ کہ اوتاری جائے ان پر کوئی سورت خیر ہی اونکو اس سے کہ چلا میں ان کے

منافق ڈرتے ہیں کہ قُلْ اَسْتَهْزِئُوْا بِاللّٰهِ فَهُمْ حَرَجٌ مِّمَّنْ اَخَذُوا مَنَاقِبُوهُمْ

سورت ہترے اور جو کد بھی کہہ سکی کرو بیشک اللہ نکالے دلاؤ اس کا کہ ڈرتے ہو تم ان میں سے چھپائے ہوئے

ہیں وہ کہل جائے آپ اسے نبی کریم ان سے کہہ دیجئے کہ ہتھے جاؤ اللہ تعالیٰ اس راڈ کو ضرور ظاہر

کرے گا جس سے تم ڈرتے ہو معاملہ کہا ابن عباس نے ستر منافقوں کے نام مع ولایت اوتار

گئے پھر مسخ کر دیے گئے کہ ان کی اولاد جو مومن ہوں نہ امت نہ اکھائیں استہزوا

یعنی نہ ڈر بھی ان کا حقین سے نہ تھا بلکہ مسخ سے تھا کیونکہ یقین کرنا تو ایسا ہے - تہ تھا

وَلٰكِنَّ سَآءَ اَلْتَّهْمَ لِيَقُوْلُوْا اِنَّمَا كُنَّا نَخْوَفُ مِنْ لَّغْوٍ مِّنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَآٰتِیْہِمْ

اور اگر بد بین آپ اسے کہیں گے نہ تھے ہم مگھوت کرتے اور کہیں گے کہہ دیجئے کیا اللہ اور آیتوں کی اور

خوف غلو لگاتا - باتیں کرنا اَسْوٰیہُمْ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ یہاں مراد ہے جمہوری اور ملکی

باتوں سے اگر آپ ان سے پیچھے اسے ہوتے تھے کرتے پوچھیں اور ان کی بہودہ باتوں

سے سوال کریں تو صاف کہہ دیں گے ہم تو جو کدھ موٹھ باتیں کرتے تھے اور کھیلتے تھے آپ کہہ دیجئے

کہ اللہ سے اور اس کی آیتوں اور پیغمبر سے تم مسخ واستہزا کرتے ہو - یعنی اگر تمھاری بات مان لی جائے

تو بھی اللہ و رسول سے استہزا ہوگا اور یہ اس سے زیادہ ممنوع ہے کہ پیر کہا ابن عمر نے کسی

منافق نے کہا کہ ہم نے دروغ و غلو نامرد - خوفناک زیادہ ان سے نہیں دیکھے مراد اوس کی

حضور اور مومنین تھے ایک مسلمان نے کہا تو چھوٹا منافق ہے اور حضور کو خبر دینے گیا کہ

آپ پر وحی آچکی تھی جب اوس سے پوچھا گیا تو یہ عذر لغو کیا کہ قتادہ نے بوقت لشکر کشی تنہا

منافق ہنستے تھے کہ رومیوں کا ملک و دولت لینے کی ہوس رکھتے ہیں بوقت مراجعت جب الزام

دیا گیا تو بولے ہم تو یوں کہتے تھے احمدی اللہ و رسول سے استہزا نفاق و کفر ہے

لَا تَعْتَدِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اٰیٰمَانِكُمْ اِنْ تَعْفُ عَنْ طَٰغِیَہُمْ فَسَکُنْ

نہ عذر کرو بیشک کہہ گئے بعد اپنے ایمان کے اگر معاف کریں ہم ایک گروہ سے تم میں سے عذاب کرنا

ج

اسے منافقو عار نہ کرو بیشک **طَائِفَةٌ بَاتِهِمْ كَانُوا جُزْءًا مِّنْ غَيْرِهِمْ** کہنے کو کیا اظہار ایمان کے بعد اگر کسی گروہ کو دسبب اسکے دوسو گروہ اس پر کہ وہ تھے گناہگار عداوت و توبہ کے ہم ہمشدہ بن گئے تو دوسرے گروہ کو دیکھنے دل دینے ہی سخت ہیں (عذاب کریں) اسلئے کہ وہ مجرم ہیں۔ یہ جواب ہے منافقین کے فریب آمیز عذر خواہیوں کا کہ یہ ان سماعت ہوگی تو اسی کی جس نے سچے دل سے توبہ کی۔ ابن کثیر آپ نے منافقوں کو بلا کر یہ آیتیں سنائیں اور فرمایا کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہر گز انہیں معاملہ بن میرا شیعہ جو اس وقت تک انہیں میں تھے صدق دل سے ثابت ہو۔ سارے دعا کی اسے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہید کر اللہ نے ان کے عذر قبول فرمائے اور وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے یہ ہنستے تھے مگر باتیں نہ بناتے وہ ہم پر کیوں ارشاد ہوا کہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیا حالانکہ وہ مومن نہ ہو۔ سچے دفعیہ انہیں کے ساتھ سے اور کمال کرنا ہے کہ اگر تم اپنے بیان سے موافق تھے تو یہ افعال کرتے ہوئے اور اگر مومن نہ تھے تو بجد عذر عیث ہے کہ یہ ارشاد کہ تم ایک کو بخشیں گے تو دوسرے پر عذاب کریں گے اسلئے کہ وہ توبہ نہ کرتے کہ دل سے توبہ نہ کرنا ہو یہاں یہ ہنستے تھے نہیں سنی اور ان کے ساتھ سے ہاں یہاں نا بجا رہا مشابہت و قدر و نسب و نیک و بد کے ساتھ

الْمُتَّقِينَ یا اللہ! یہ توبہ کرنے والے ہیں **بَعْضُهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْبُيُوتِ** یا اللہ! یہ توبہ کرنے والے ہیں **وَمِنْهُمْ** یا اللہ! یہ توبہ کرنے والے ہیں **وَمِنْهُمْ** یا اللہ! یہ توبہ کرنے والے ہیں

ایک ساق دوسرے کا۔ تھی۔ یہ مرد ہوں یا مرد نہیں۔ یہ ہر دونوں کی طرف لوگوں کو توجہ کرتے ہیں اور انہیں یا توں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ ادا سے زکوٰۃ و صدقات و اعانت اسلام و خدمت مومنین سے روکتے ہیں اللہ کو بھروسے ہوئے ہیں اللہ بھی انہیں میدان حشر میں بہلا دیگا پھر کچھ فریادرسی نہ ہوگی یا دنیا میں سطاے توفیق و نزول برکات و قبول عذر و مغفرت عامہ۔

مردم کر دیے گئے۔ بے شک منافقین حکم سے نکل جائیں گے۔

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتُ كَالْكَافِرَاتِ جُنُودٌ خِلَافَهُنَّ فِيهَا جَحِيمٌ

وعدہ کیا اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کے لئے کافروں کے جہنم کے خلاف جہنم میں

ان کے لیے دونوں کی آگ ہے اور جہنم کی آگ اور انکو عذاب کالی ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی آگ

وہ کلام

کسی کسلی نشانیاں اور زبردست مجہدے ٹیکر آئے اور کوئی عذر نہ سمجھنے کا باقی نہ رکھا پس اندر نہ تھا کہ
اور پھر ظلم کرتا مگر وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے نافرمانی کی جہنم کے سزاوار قرار دیے گئے
معلوم ہوا کہ انگوٹھ کے حالات سے عبرت اختیار کرنا لازم ہے ورنہ تارک پر الزام نہ ہوتا۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ مَرْوُونَ بِالْمَعْرُوفِ

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی دوست ہیں دوسری کی علم کرتے ہیں

وَيَتَوَدَّ الْمُتَكَلِّفُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ

اور منع کرتے ہیں گناہ سے اور قائم کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اطاعت کرتے ہیں

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْلِيَائِهِمْ اللَّهُ طَارَاتُ اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اللہ کی اور اسے رسول کی یہ لوگ ہیں کہ ہم زما یہ ان پر ظہر بیشک اللہ غالب ملک و ملا

اور ایمان والے مرد اور عورتیں یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے ولی اندر دوست ہیں یہ حکم کو سننے میں شرعی

امور کا اور روکتے ہیں بڑے کاموں سے اور نماز اچھی طرح پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ

رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ لوگ فریب سے کہ اللہ رحمت کرے اُن پر ہے شک اللہ غالب حکم مالا

ہے ف آیت میں کوئی فائدہ ہیں (علامات مومنین) آپس میں محبت رکھنا اچھی باتیں بتانا

یہ نیرایان سے روکتا نماز زکوٰۃ ہر امر میں اطاعت خدا اور رسول مکتبہ اس قسم سے

معلوم ہوا کہ صرف چند فرائض پر کفایت نہیں ہو سکتی ہر دم منتظر حکم و آمادہ خدمت رہنا

جاسیہ مکتبہ جب اطاعت نشان ایمان ہے تو نصیحت سلب ایمان اور امر مہلح عبث

مکتبہ بعد آنحضرت کے اطاعت رسول ہی ہے کہ علمائے ربانی و خلفائے اسلامی کی اطاعت

کی جائے انجام مومنین استحقاق رحمت خلعت قبول تاج رضا بخت برین حصول مدعا احکام

ہر مسلمان کا حق دوسرے پر ہے۔ اقارب پر صلہ رحم تکفل نفقات مساکین۔ ولایت و نگرانی ناہل

ولایت نکاح اثاث۔ خلیفہ پیر جان۔ مال۔ آبروی رعایا کی حفاظت اون کے اصلاح و رفاہ پر توجہ

بنکس دعا بڑی کی حمایت اسلئے کہ (اویلیا) جمع ولی یعنی نزدیک و دوست۔ و حاکم و تکفل سب امور محال میں

بجمل حسب تفسیر احادیث و اجتہاد ہر شخص کی ولایت و حقوق جدا گانہ ہیں مکتبہ امام وقت ہر

صغیر بے وارث کا ولی ہے اس لیے کہ یہ ولایت عام مسلمانوں کے ذمے ہے اولیٰ طرف شہام

ذمہ و ہر محال کسی مسلمان پر حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان کو قول یا فعل یا قصد بھروسہ ضرر

پہنچائے جس میں کہ دوشی و تکفل و حمایت علامت ایمان ہے البتہ حق ستانی امر آخر ہے اقتباس

بجای

بجای

جب کہ منافقین و کفار ایک گروہ اور مؤمنین ایک گروہ قرار پا گئے ہیں وہ سلوک اور وہ محبت جو باہمی مسلمانوں میں ثابت و لازم ہے کفار سے رکھنا نہ چاہیے اور وہ عناد و تشدد و جو کفار کی نسبت نقصان اسلام ہے مسلمان سے جائز نہ ہوگا تاکہ امتیاز باقی رہے اور یہی معنی ہیں موالات کفار و مراعات اسلام کے رہطہ مؤمنین کی نشانیان فرما کر اس جنت کی تفصیل فرمائی جس کا انہیں امید کیا ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ جَزَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

وعدہ کر لیا ہے اللہ عزوجل سے جنتوں کا جاری ہونے والے نہریں ہمیشہ بہتے رہنے والے۔

وَمَسْكَنٍ ظِلِّتٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ الْبَرُّ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور مسکن پارک جنات عدن میں اور رستہ شکر نری ہے وہی کامیابی بڑی ہے

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور عورتوں سے وعدہ کر لیا ہے جنتوں کے تیلے نہریں جاری ہوں گی

بہشتہ رہیں نہ ٹھکانے کا درد نہ فنا کا رنج اور محل پاکیزہ جنات عدن میں لیسے اور سب سے بڑے ذکر اور بہتر اللہ کا

نوش ہو جانا ہے اور بہت بڑی کامیابی ہے۔ یہ دوسری آئینہ انعام و رزق کی خبر سنائی ہیں اور

آیت وعدہ احمد بنا۔ ہر ایک چاہے زیادہ تر ایمان بخش قلوب سے اہتمام بدور سفر فرمیں ہے

کہ بہشت کی نہروں نہ پانی شکر سے ڈھا آئے اور اپنے فرمایا کہ مشک کے میادون سے نکلی ہوئی مری

روایت میں ہے کہ جنت عدن سے یہ نہریں جاری ہیں فرمایا یہ نہریں بالارے زمین روان ہیں حق میں

سین مسکن طیبہ در شہر میں ابو ہریرہ و تفسیر میں کہ ان سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں مرقی کے محل میں ہر ایک میں شتر گھریا قوت سرخ کے ہر گھر میں شتر بیٹ

زمر رہنے کے ہر بیت میں شتر فرش ہر رنگ کے ہر ایک پر ایک در سیاہ چشم جلوہ گر اور شتر خوان نعمت

پہنچے ہوئے اور شتر خوب صورت خادم کر بستہ بنتی کو اس قدر قوت دیجائیگی کہ ان تمام حواری و فریب

اور اغذیہ روح بخش سے مستمع ہو عدل کہا صاحب تفسیر کہہ نے کہ عدن کے بیان میں دو قول ہیں

یہ کہ عدن نام ہے ایک مقام کا جو جنت میں ہے جیسا کہ صاحب معالم نے کہا کہ عمرو بن عاص نے

جنت میں ایک محل سے جس کا نام ہے عدن اس کے گرد گرد و برج ہیں اور پانچ ہزار دروازے

اور کہا دھابن صائب نے عدن ایک نہر ہے اس کے دونوں کناروں پر باغ سرسبز کہا ابن مسعود نے

وسط جنت میں محل ہے۔ کہا مقاتل نے عدن جنت کا اعلیٰ درجہ ہے اس میں نہر نسیم جاری ہے اور

گرد گرد پچھڑا اس میں محل ہیں یا قوت اور موتی اور سونے کی عرش سے ہوا چلتی ہے اور اس میں مشک

ڈال دیتی ہے۔ کہ کہیر کہا ابن عباس نے عدن کی جنت عرش ہے اور یہ ایک شہر ہے کہ عدن میں ہے۔

ع

جنت عدن کا بیان

جنت سے یعنی اسکے قریب یا تنگ جیسا کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ عدن معدن سے مشتق ہے
 جانا جنتی ہمیشہ رہیں اور اس بنا پر یہ تین عدن ہیں بہمت صاحب در مشور و معام اور دوسرے
 منسردن نے یا اتفاق روایت کی کہ عدن مختص ہے پیغمبر دن اور معدن یقون اور شہید دن کے لیے۔ اور
 آیت سے ظاہر ہے کہ تمام مومن اوسین داخل ہونگے جیسا کہ عموم لفظ و سیاق سے ظاہر ہے حل اگر عدن
 بحسب قول ثانی جنت کا وصف ہے تو ہر مومن اس کا مستحق ضرور ہوگا۔ اور اگر کسی خاص مقام کا نام ہے
 جیسا کہ روایات سے ثابت اور اس قول سے کہ وہ مخصوص بانیب و بقیین و شہداء ہے (مفہوم ہے تو تواب
 کی جائے گی کہ جنت تو عموماً عطا ہوگی اور وہین خلود و سکونت ہے کہ عدن اور رضاے خاص سے بھی تقدیر
 منصب سرفراز ہوں گے اور انبیاء و صدیق و شہید عدن میں ساکن اور رضائیں مستغرق رہینگے و اشرا علم
 کیمیر جنت سے مزو باغ اور ساکن سے موقوفہ و محل تاک عطف بین مغایرت پائی جائے اور گلشت و چین
 محل تفریح اور جوہر و تصور جہاں استراحت ہو و رضوان اللہ کا خوش ہونا پس یہ نعمت تمام نعمتوں سے
 کہ ذکر و تہذیب و سکینہ بدرجہ افضل ہے اسی سے ارشاد ہوا و اکبر بصیفہ تفصیل اور معانی اللہ محمد
 ہے یہ من کل شئی یا من ذلک الذکور نکتہ جس طرح ذات بابرکات حق سبحانہ تعالیٰ تمام چیزوں سے
 انفس و اکبر ہے ایسی ہی رضاے الہی تمام نعمتوں سے بزرگوار اسی سے کل اکبر و ذر فرمایا لطیفہ عطا یا
 التبیہ کے چار مذہب ہیں ۱۔ دنیاوی نعمتیں ۲۔ گو نظر رضا قبول ہوں جیسے حضرت یوسف یا حضرت سلیمان پر
 یا زائد خلافت میں ہمارے حضور کے اصحاب پر مگر فانی اور اعتباری ہیں زیادہ وقعت نہیں رکھتیں بلکہ گذشتہ
 گو باقی اور محمودین مگر تلافی و جسم کے لیے ہیں و مراتب علیاے روح کو نہیں پاسکتے بلکہ قاعے شریف
 جسکی امیدوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے گو سعادت عظمیٰ و مراتب علیاے ہے مگر طالب مشتاق
 تملذذ ہوتا ہے نہ رضا خاص اس میں حضرت محبوب تملذذ و محفوظ ہوتا ہے اور فرق تملذذ محبوب
 و تملذذ محبوب کا یہاں ہر ہے جسکا دل ہوتا ہے وہ اس مزے سے ماہر ہے ۳۔ اے کہ مقصود و مدعا طلبی
 و مہم دن و گیراد خدا طلبی ۴۔ بے رضا خواہش قناعت ملام ۵۔ تواضع ازبہ رضا طلبی ۶۔ پس بہشت میں
 عطیات محبوب سے تملذذ ہے اور دیدار میں ذات محبوب سے اور رضائیں تملذذ و برضا تملذذ و محبوب ہے
 ۷۔ بین تفاوت ہوا زکات تا کجا ۸۔ جنت و ثواب ایسے مطلوب ہے کہ محل رضا و وعدہ گاہ تھا ہے
 میں مقصود و مدعا ہے مگر رضا الہی صفت نہیں جسکا اثر و دو جانب نہ ہو ۹۔ تعین کہ زہد ہے سخی ہے
 دلیل ہے کہ ہم بھی اوس سے راضی ہیں پس کمال رضاے الہی انھیں کے لیے ہے جو دنیا میں اسکی
 رضا ہی کا دم بھرتے رہے ہر چند رضاے محبوب نہ اختیار کی ہے نہ کسی مگر اپنے دل کا خوش رکھنا اور

او کسی سہارا کو لے کر نہ جاننا اپنے تمام ارادے تمام اختیار بلکہ قوت اقتضایہ و محس اور اک کو بھی فنا کر دینا اور مقام عبودیت تامہ میں سبوتاگانا آخر کار موجب محبت و رضائے محبوب ضرور پہنچاتا ہے مسلم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ جنتیوں سے سبوتاگانا کیا تم جہتے رہی ہو عرض کریں گے ہیکو کیا ہوا ہے کہ رضی نہ ہوں ہم کو وہ دیا جو کسی کو نہیں دیا ارشاد ہو گا اس سے بھی افضل دون گام عرض کر چکے ملے رہا اب اس سے زیادہ کیا ہے فرمائے گا میں اپنی رضا تم پر لٹال کیے دیتا ہوں پھر بھی ناخوش نہ ہوں گا ذلک سے مراد یہ تمام انعام یا صرف رضا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا يُؤْمِنُ بِهِمْ يَنْصُرُهُمْ وَيُنَاصِرُ الْكُفَّارَ
اے پیغمبر جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں پر اور سختی کیجئے ان پر اور ان کا دھوکا دینے والے اور کفار کے دوستوں پر

لے پیغمبر کفار اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے انکا ٹھکانا اور جہ سے اور بری جگہ ہے
ف انظار منافقوں و کافروں کے لئے یہاں تک کہ یہ مکر ایسا نہیں بھات اقرار ایمان مان واجب ہے
اور منافقین سے مختلف امتیاز کریں نہ انکا جہاد سے اور نہ باقی قسم دو سر زناش ہے بین کفار
کے حق میں یہ کان نہیں اور کہا گیا مراد احزاب و دستہ طرہ حکم عام ہے مومن و منافق دونوں میں۔
اور کہا گیا کہ کافروں سے لڑو اور منافقوں کو نہ ٹھٹھائی کرو۔ یہ جمع درمیان حقیقت و مجاز جائز نہیں ہاں
یہ کہا جائے کہ منافق و بیہبہاقتل ہیں مگر اس سے یہت کہ نبوت شرعی غیر ممکن ہے حکم مان نہیں
ہو سکتا اور فائدہ یہ ہے کہ منافقوں کا نہ لڑو نہ ایک سال میں بھی جائیں اور نہ نفرت ان کی توہین
دونوں میں قرار پائے اور نہ اس سے ایسا کہ اب اور نہ بتا کرین اور اگر کہیں کوئی منافق اقرار کر لے کہ میرا
اسلام رہا فی الصیغہ اور سدا سدا رہیں اور انصافت باوجود کہ منافقین کے حال سے مطلع کر دیا
گئے تھے اسیلے خاموش رہے کہ جس طرح ظاہر شرع منصود تھی اور اخبار غیب سے پروردہ دری موجب
ابتلا عام ہو جاتے یا یہ اور اس سے نہ زیادہ امت میں تقصیر و سعی سے اور شرع میں وہ سعی جو اسلح
و دفع شر کے لیے کی جائے اور سعی اصلاح کسب اختلاف احوال مختلف ہوتی ہے جس طرح علاج
کبھی قطع عضو و اخراج دم سے جیسا ہے اور کبھی دوسرے آسان ذریعوں سے کافر کلمہ کلام کرے اسے
ظہور سے زما یا تاکر اور نظائر ان شر فرمودہ اور منافق کی اصلاح قلبی مقصود ہے جیسے روئین چل سکتا ہاں
تک دعا تر فر توین نصیحت سے کچھ کام نکلے تو نکلے اس لیے عو و عو مجاز ہر مقام پر معنی مناسب ہے جائیگے
اور اسی کی طرف سہل کیا ہے صاحب تفسیر کہ نے لطیفہ نفس امارہ منافق ہے اور شیطان
کافران و دونوں پر جہاد واجب اور فتنہ و لازم۔

یہی جہاد
میں غفلت
پہنچ جاتی ہے

نسب سے اعداد ہیں ایک اعتبار سے کلیت اور دوسری نسبت سے کثرت مل کر ایسی ایک مقدار حاصل ہوئی جو کل سے کم ہو اور زیادہ سے زیادہ ہو اور یہ وجہ کہ سات کا عدد کیون اختیار کیا اور نہ مل ہی سکے اور زمین ضرب دیا گیا ظاہر ہے اکثر بڑی چیزیں سات ہیں۔ آسمان۔ زمین۔ نجوم۔ سال۔ ایام۔ روز۔ زمین۔ وہ ہشت ہیں جن میں جنتی رہیں گے پس سات کا عدد مقبول و شریف ہے اور طاق بھی ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا لا اِلٰهَ وَحْدُوْهُ يُحْيِي الْمَوْتُوْا وَهُوَ وَاَحَدٌ اور طاق کو دوست رکھنا اور دوس سے ضرب دینے میں دوسرے حد سے استعانت نہیں بلکہ ایک صغر بل ہاد یا ہما ہے استغفر سے اختیار ثابت نہیں ہوتا کہ چاہو تو کفار کے لیے دعا ہے پھر کہو بلکہ کہاں غضب ہوتا کیوں کہ ناپاکی سے فرمائی کہ سب بے سود اور دعا سے مرد و مرے اسکی باقی تصدیق صفحہ ۲۶۹ میں آتی ہے فاسق سے مراد کافر ہے اسی لیے نسبت فعل کہ عدم مغفرت کی خبر مذکور ہوئی مسئلہ کسی شخص بظن نفاق دعا سے مغفرت ممنوع نہیں ہو سکتی اگرچہ نفاق کفر ہے مگر قین نفاق غیر ممکن ہے اہمیت سے مراد تو نیک خیر یا رہنمائی بہشت یا وہ ماورکھانا جس سے جنت ملے لطیفہ جو نیکہ اہمیت میں پیغمبر کی طرف سے خطاب میں نشہ ہے کہ آپ ہی وسعہ ارشاد کوین یا نہ مگر ہم توجہ نہ کریں گے لہذا علت بیان کر رہی کہ وہ صرف اللہ ہیں یہ مذکور نہیں بلکہ آپ سے بھی منکر ہیں اور آپ کے حقوق آپ کے دشمنوں کی سرکوبی غیر مسرت و انتقام اتنی سے متعلق ہے آپ اپنی خطا بخش ہی نہیں سکتے اس لیے کہ آپ کا کرم عام ہے اور عفو ہر جہ میں مگر اضرائی آپ کے حقوق کا محافظ ہے

فَرِحَ الْخَالِقُونَ بِمَقْعَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَبَا مَوْلايْهِمْ

خوش ہوئے۔ جو جہاد کے لیے جہاد کریں اور برا جانا کہ جہاد کریں اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرْبِ قُلْ نَارُ حَمِيْمٍ اَشَدُّ حَرًّا لَّوْكَ اَنْتُمْ اَوْ اَنْفُسُكُمْ

اور مالوں سے۔ نہ میں اللہ کی اور ہلے نہ مکررو دھوپ میں کد بکے آگ دوزخ کی سخت تر ہے گری میں اگر وہ ہوتے

خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے

بہت

جو جنگ بیوک میں ہر کا ب رسول اللہ نے گئے اور برا جانا کہ جان و مال سے

راہ خدا میں جہاد کریں اور آپس میں کہتے کہ اس لوہ اور دھوپ میں سفر نہ کرو اسے نبی بشیر و نذیر آپ اوں سے کد پیچھے دوزخ کی آگ تمہارے اس دنیا کے گرمی سے سخت تر ہے اس سے بچنا اور اس میں گرنا کچھ سمجھ ہے آیت میں اُن منافقوں کا ذکر ہے جو میلہ و حالہ ساتھ گئے دل میں خوش تھے۔

بے شک یہ منافق ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور آپس میں کہتے کہ اس لوہ اور دھوپ میں سفر نہ کرو اسے نبی بشیر و نذیر آپ اوں سے کد پیچھے دوزخ کی آگ تمہارے اس دنیا کے گرمی سے سخت تر ہے اس سے بچنا اور اس میں گرنا کچھ سمجھ ہے آیت میں اُن منافقوں کا ذکر ہے جو میلہ و حالہ ساتھ گئے دل میں خوش تھے۔

کہ شقت سزاوار ہو کہ اپنی مفروضہ بیعت و خیر سے بچے رسول اور ان کے سامنے دھوپ لہو میں
پہاڑوں سید انون میں تشنہ لب آبلہ پا پریشان و حیران اور ہم باغون کی شند ہک مکا لون کے سایے
میں اپنے اہل و عیال دوست و احباب کے ساتھ براحت و امان و عیارۃ معلوم ہوا کہ دوزخ
کی حرارت دنیا کی حرارت سے بدرجہا بڑے ہوئے ہے جیسا کہ انس بن مالک سے مروی ہے

اِنَّ نَارَ كَيْسٍ هَذِهِ هُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءٍ مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَ كَوَّلَا لَهَا لَطْفًا
وَلَا نَمَاءً مَّرَاتٍ بَيْنَ مَا اسْتَفْتَعْنَاهُ وَمَا وَّلَّاهُ اللَّهُ اَللَّهُ اَنْ لَا يُعِيدَ مَا جِئْتُمَا
(رواہ ابن ماجہ) بے شک تمہاری آگ دوزخ کی آگ سے ایک حصہ ہے مگر حصوں ت
اور اگر آگ دو بار پانی میں نہ بجھائے جاتی تم اس سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکتے اور یہ آگ
اللہ سے دعا مانگتی ہے کہ پھر اُسے دوزخ کی آگ میں نہ داخل کرے اور اشارۃ بتا دیا کہ یہ پہلے
بجائے والے سزاوار تار ہو گئے مسئلہ جو شخص ہر وقت ضرورت جہاد میں امام کا ساتھ نہ
دے اسے وعید کا سزاوار ہو گا قیاس جمعہ و جماعت یا اور کسی فرض کے ادا کرنے میں دھوپ
یا حارٹے وغیرہ کا مدد موجب برداشت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ مصائب دنیاوی جو قیل امر الہی میں
ہوں مصائب آخری سے جو مخالفت و ترک میں معین ہیں نہایت کم ہیں و ہم مخالفت کے معنی
و جھوٹا گیا اور یہ منافق خود کہنے تھے انھیں (مخالفت) خود رہ جانے والا۔ کہنا چاہیے تھا دفع
کہ صاحب تفسیر کہنے کہ بعض کو خود حضرت نے چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ ان کے ہمراہی موجب
نساد و اغوا تھے اور بعض کو خود کہنے تھے مجھے مگر دوسری آیت میں ممانعت ہو گئی کہ اب وہ چلین تو
بھی نہ لے جاؤ **و** ممکن ہے کہ کہا جائے اور معین توفیق الہی نے چھوڑ دیا تھا۔

فَلْيَحْضَرُوا الْفَلَاحَ وَلَا يَلْبَسُوا الْكِبْرَ أَجْزَاءُ نَحْمَا كَمَا نُوَايَسُ بُونَ
ہیں ہاں کہ نہیں کم اور اولین بہت ۷ دلا ہے اوسکا کہ تھے کما ہے

اے فاجرانہ دار و تمہارے دن ہنس بول لو پھر مسلمانوں کی کامیابی اور منافقوں کی فضاحت و خرابی
پر بہت کچھ رونانا پڑے گا۔ یاد دینا میں یہ عیش فانی غنیمت جانو مرنے اور عہدہ شمع کے لیے رونانا ہے
اور تمہارے فلول کی سزا ہے ترغیب آپ نے اصحاب کو منیت کیلئے دیکھ کر فرمایا اے
لوگو تم ہنستے ہو اور دوزخ میں نشت موجود ہے جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو تمہارا ہنسنے اور
بہت روہنے اور کھانا پینا چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جاتے اور اللہ سے پناہ مانگتے معاملہ اپنے فوہلا
لے لوگو روؤ اور نہ رو سکو تو رونے کی صہیت بناؤ اور یہ تکلف روؤ بے شک دوزخی دوزخ میں

اس قدر روئین گئے کہ ان کے آئینہ رخساروں پر نردن کی طرح ہمیں گے پھر جب آنسو ہچکچکے گئے ہند
غون ہے گا کہ چاہو تو کھیت سنیچ روف یہ آیت اگر بطور خبر ہے تو بے شبہ کھا۔ کی خوشی قلیل اور غم طویل اور
اور حکم ہے تو مطلب یہ ہے کہ دنیا کی خوشی غم دین پر غالب نہ آنے پائے۔ اور کثرتِ شک بھی خلافِ ادنیٰ
ہو گا پس یہ دونوں امر استحقاقی ہو گئے۔

فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذِنُواكَ لِلْخُرُوبِ فَقُلْ لِي

پس اگر پھر تجھے اللہ طر کسی کردہ کے "وہیں سے" پھر وہ اہل ذلت "انہیں" سے واسطہ رکھنے کے پس گمہ پیچو نہ

تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَكِنْ لُغَاتُ لُؤَامِ مَعِيَ عَدُوًّا أَلَمْ تَكُنْ مَعَكُمْ بِالْفُعُودِ

حکومت میرے ساتھ کبھی اور نہ میرے ساتھ کسی دشمن سے بیشکم خوش ہو سچو بیچارے ہیں۔

پھر جب اللہ آپ کو **اَوَّلَ مَرْقُوفٍ قَاعِدٌ وَامَّةٌ الْخَالِفِيَّةِ** ۵ اُن منافقوں کے گروہ

کی طرف پھیر لائے۔ پہل مرتبہ پس بیٹھے دو ساتھ بیٹھے رہنے والوں کے رہنے باعانت اسی جنگ

تجوک سے آپ مد پنے مین آئین اور دوسرے کسی جہاد مین یہ منافق آپ سے رخصت طلب کر مین

کہ ہم کو بھی ہمراہ لے چلے تو آپ کہہ سکے تم ہمارے ساتھ نہ جاؤ اور ہمارے ہمراہ کسی دشمن سے

نہ لڑو تم کو پہلے مار بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے تھے اب انھیں ریحانہ والوں کے ساتھ بیٹھ رہو و مجھ

جب وہ خود آمادہ ہوا تو امرت سے روکنے لگا کہ ادا اس لئے کہ کچھ ظالم کا ذمہ لے سکتے کہ ادا

اور اسے ہند اور بلوچستان کے واسطے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

[illegible]

میں نے کہا کہ میں نے اسے اس کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا کہ اسے اس کے پاس لے گیا۔ اس نے کہا کہ اسے اس کے پاس لے گیا۔

کے لئے کہیں کوئی اور جبرائیلہ ہوگی کہ جس کی ہجرت کے زمانے میں یہ

سرسبز و سبزی و پائیا چاکے کا اور گوسا بد منا تھا یہ سبیریں کیا یہ کہ نونی حدیث میں گویا چوں

کے ساتھ جو اس کے لئے ایک نیا عالم تھا۔ وہاں اس نے اپنے دل کی تمام باتیں کہیں اور لکھ دی تھیں۔

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ امام کو چاہیے کہ جس پر

کافی اور عمدہ پرواڑگی کا نشان ہوا اسے مصباح علی اور مستورہ انور بن داس نے دے

وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ

اور نہ کان چڑھ کسی پر اوٹھیں سے کہہ کر بھی اور نہ کھڑا ہو ضرور اس کی بیشک وہ کافر ہو اللہ

وَمَا تَوْأَمَهُمْ فِيقُونَ ۚ وَلَا تُجْنِبُكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا دِمَمُهُمْ مِمَّا

اور یہ نماز و استغفار وغیرہ بھی بحسب حکم ظاہر تھا و ہم حضور نے ایسے منافق کو جو منافقوں کا سردار تھا قمیص خاص کیون عطا فرمایا و رفع ارباب سیر نے یہاں بہت وجہ نقل کیے ہیں مثلاً ابن ابی نے حضرت عباس کو بحالت اسیری بدر اپنا قمیص پہنایا تھا حضور کو منظور نہ ہوا کہ اسکا احسان آپ کے عم بزرگوار پر بجا ہے۔ اور یہ کہ اسکا بیٹا بڑا مومن خالص تھا اسکی خوشی بھی مقصود تھی اور یہ کہ حضور کا اخلاق ضعیف ان یہاں ان پر عمدہ نظر ڈالنے اور ایسا ہی ہوا کہ کثیر آدمی ان عنایتیوں کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے مسئلہ مجتہد کو چاہیے کہ وعید ہاے عذاب میں تاویل اختیار کرے اور وعدہ انعام میں توسیع جیسا کہ سمجھا گیا حضور کے طرز استدلال سے مسئلہ معلوم ہو گیا کہ کوئی شے بے محل نفع نہیں دیتی تبرک رسول اور دعاے مقبول اسکے کفر یا بد اعتقادی سے اسے منہ نہ ہونی مسئلہ جب تک احتمال اسلام باقی ہو نماز جنازہ سا طمانہ ہوگی باہتمام خان پر ممانی جائے یا کسی اور طرح ہاں اسقدر منقول ہوا کہ آنحضرت بعد بممانت کے خود نماز جنازہ سے میں قدرے توقف فرماتے اور حضرت عمر بھی اسکا لحاظ رکھتے ہیں سلطان وقاضی یا وہ پیشوا سے قوم جنگی نماز موجب سعادت دائمی سمجھے جاتی ہو کسی شریہ فاسق پر خود نماز نہ پڑھے دوسروں سے بڑھو گے کہ دیکھنے والوں کو عبرت اور فسق و فجور سے احتراز ہو۔ تو خدا اللہ نہیں۔ مگر بالکل نماز نہ نماز موجب مصیبت ہے۔ آئے لاجبک۔ سے آخر تک صفحہ ۲۶۹ میں اسی گریبی سے وہیں اسکی تفسیر دیکھ لیجیے مگر ایفا نہ ہے

وَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنُوا أَنْ أُولُوا الطُّوْلِ

اور جب اوتاری جائے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو ساتھ اسکے رسول کے حضرت علیؓ نے بھی جب مقدت

مِنْهُمْ وَقَالُوا اذْكُرْكَ نَكُنْ مَعَ الْفُعِيدِينَ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ

اومنین کے اور کہیں جہود ہکوریں ہم ساتھ بیٹھ رہنے والوں کے خوش ہوئے کہ رہیں ساتھ پیچھے رہ جانے والوں کا اور مکرر دیکھی

ور جب کوئی سورت عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهَمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

ایمان لاؤ اور اس کے دلویں ان کے پس وہ نہیں سمجھتے پیغمبر کے ساتھ جہاد کرو

مالدار تو منافقوں سے عذر خواہی کریں اجازت مانگیں کہ ہم کو چھوڑ دیجیے ہم گھرمین رہیں اور اس

بات پر راضی ہو گئے کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔ ہجائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی

گئی پس وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے سورۃ سے مراد حکم الوالطول کی تخصیص اس لیے ہے کہ ضعیف

اور مسکین کا عذر قبول کے قابل ہوا کرتا ہے اور اشارہ ہے کہ جہاد اور مجاہدی سے زیادہ جان چھپانے

ولے وہی ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے پس مال و مال سے نہ ذریعہ حسن مال طبع یعنی تو فین خیر سلب کر لی گئے ناہم ہو گئے۔

لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ

مگر رسول اور وہ جو ایمان لائے ساتھ آپ کے جہاد کیلئے اپنے مالوں سے اور وہی ہیں

لَهُمْ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ

جو اچھے ہیں ان کے لیے اور وہی ہیں رستگار تیار کیے جہنم کے واسطے اچھے باغ

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

کہ جاری تھیں اچھے نہروں ہمیشہ رہنے والے اور جین کا سیانی بڑی ہے

والہ رسول اور ان کے ساتھی اپنے آپ کے اعتقاد اور حکم کے موافق ایمان لانے والے مال و جان سے

جہاد کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہیں خیرات حاصل نجات میں سر پہ اچھے لیے وہ باغ تیار کیے گئے ہیں جنہیں

نہروں روانہ ہیں انہیں ہمیشہ رہیں نہ خوف نہ زوال ہے نہ فنا کا ملال اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے

ف معلوم ہوا کہ احکام مشککہ میں عذر و تسامح علامت اتفاق اور آمادگی نشان خاص و استحقاق ہے

گما ابن عباس نے کہ خیرات سے وہ العام مراد ہیں جنہیں اللہ ہی جانے ابو سعو و خیرات سے مراد جوین

ہیں جیسا کہ خود فرمایا خیرات جیسا کہ خوبصورت جوین ف خیرات جمع غیر بطور عموم خواہ جمع خیرات

مراد ہیں دینی و دنیاوی اور ذکر جنت بطور تخصیص بعد تقسیم ہے یا کہ غیر جنت کی غیر ہے جیسا کہ مفسرین

وادعاطفہ کا پس مراد اس سے حکمت ولایت خلافت کمال علوم تکمیل نفس حسن اخلاق مراتب

ولایت وغیرہ ہے جس کی انتہا اور تفصیل اللہ ہی جانے اور علما سے امت و اولیا سے اسلام اور

شجاعان عرب و خلفائے عادل اس وعدے کے مصداق ہیں۔

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا

اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور آئے معذور خواہ اعراب سے تاکہ قصص بجا آئے اور انہوں نے جھٹلایا

اللہ کو اور آپ کے رسول کو بدنام کیا اور انہیں سے کافر ہوئے اور انہیں سے عذاب دردناک

اور اعراب عذر کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کو رخصت دیدین اور ہمراہ نہ لیجائیں اور جو انہوں

رسول کو جھٹلاتے تھے وہ بیٹھ رہے تو انہیں سے کافروں کے لیے عذاب دردناک ہے معذروں میں

تین قول ہیں ۱۔ تشدید اور عام قرات ہے ہاں تعذیر سے یعنی تقصیر یعنی عذر بجا وغیرہ کافی کرتے ہوئے

اور بے عذر بیٹھ رہنے والے دونوں مبتلا سے عذاب ہو گئے ۲۔ تخفیف ۳۔ ہاں عذر سے یعنی صاحب عذر

یہ بھی ایک قرات ہے اور اسی کو ابن کثیر نے ترجیح دی اور کہا یہ عذر خواہ نبی غفار کے آدمی تھے یعنی صاحب

ع

الاعراب
الذين
كذبوا
الله
ورسوله

عذر حاضر ہو کر نصحت طلب ہوئے اور وہ جو خدا اور رسول کو جھٹلاتے تھے بے عذر بیٹھ رہے انہیں سے کافروں کے لیے عذاب ہے اور میں تبیضہ سے معلوم ہوا کہ صحیح عذر کرنے والے طاغوتین میں اصل اسکی تھوڑی تھی۔ میں مدغم ہو گئی اسکے سنی بھی عذریج اور کبھی عذر باطل و دوزخ آتے ہیں جیسا کہ تفسیر کرچین ہے معاملہ یہ لوگ عذر خواہ عامر بن طفیل کے گروہ واسطے تھے آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے تمھارے حال سے خبر دیدی اور تمھاری شرکت سے بے پروا کر دیا کبیر یہ لوگ عامر بن طفیل اور غطفان کے گروہ کے تھے آپ سے عرض کی اگر ہم ہمراہ چلیں تو دوسرے ارد گرد کے لوگ لوٹ مار کریں گے آپ نے اجازت دیدی ربط اظہار غضب اور عذر متانقین کے بعد مومنین معذور کی طرف التفات ہوا

لَيْسَ عَلَى الضَّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَقْتُضُونَ

نہیں ہے ناتوانوں اور بیماروں اور نہ انہیں جو نہیں پاتے وہ کہ خرچ کریں

حَرَجًا إِنَّا نَصْحَوَانِهِ وَرَسُولُهُ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ عَفْوَ رَحِيمٌ

حجلی جبکہ خیر خواہی کی لاشکی اور اسے رسول کی نہیں مسنین پر کچھ الزام اور اسے بخشنے والا مہربان ہے

جو کمزور بیمار ہیں اور جو تہید ست و اذرا محلے سے عاجز ہیں انہیں کوئی تنگی نہیں جب وہ اللہ و رسول کی

خیر خواہی کریں یا دوسرے کو اللہ و رسول کے لیے نصیحت کرتے رہیں احسان کرنا ابواب الزام نہیں ہوتا اور

اللہ بخشنے والا مہربان ہے نصیحت خیر خواہی و رشتہ جو اربوں نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ اللہ کبیر اسے

خیر خواہ کون ہے فرمایا جو اللہ کا حق آدمیوں پر مقدم کرے اور جب اسے دو ضرورتیں پیش آئیں ایک دینی دوسری

دنیاوی تو دین کو چھ انعام دے کبیر یہاں نصیحت سے یہ دوسرے کہ وطن میں ہیں اور مجاہدین کے اہل و عیال کی

نگہ رانی کو بے خبر ہیں پوچھی کہ جو اعانت گھر بیٹھے کر سکیں انھانہ کہیں جامع نصیحت سے مراد خلوص ہے یعنی اللہ

رسول پر خلوص ایمان لائے ہوں و ممکن ہے کہ مفعول بہ اسکا محذوف ہو یعنی نہ جائیں مگر جہاد زبانی ہو خاموش

نہوں دوسرے کو اللہ و رسول کے واسطے نصیحت و تعلیم خیر کرتے رہیں اب دو امر ثابت ہو گئے۔ یہ کہ نصیحت بقدر

ہے چلنے اور اہل نے سے معذور ہیں دل زبان و تقابول میں ہے نیت خالص رکھیں تعلیم اسلام و امر بالعرف و نہی عن النکر

سے سکوت نگہوں یا نصیحت احسان ہو پس وہ محسن ہو کہ الزام سے بری رہیں گے کما اصحاب تفسیر نے کہ ابن ام مکتوم

جو نابینا تھے اور معقل بن یسار اور صخر بن خضاع وغیرہ مغلس محض تھے اور محرومی رکاب سعادت انتساب پر فہوس

کرتے تھے بری اندمہ کیے گئے اسلحہ کی یہ اہمیت ناسخ ہو و انفرادی و ثقافتی کی اہمیت سبکو جہاد کرنے کا حکم ہے

اور اس میں معذور تہنہ کیے گئے و صفحہ ۲۳۸ میں لکھا گیا کہ نہ آیت مذکور عام ہے نہ نسخ کی حاجت محسن

انکو کار کبیر اصل احسان لا الہ الا اللہ کہنا ہے پس ہر مومن محسن ہے لیکن نئی الزام اسی واقعے کے ساتھ خاص ہے

یعنی جو الزام منافقین پر لگائے گئے وہ مومنین پر نہیں احمدی معنی آیت یہ ہیں کہ مومن عذر خواہ بشرط نصیحت محسن ہیں اور جملہ محسنین الزاموں سے بری ہیں پس حکم عام ہو گیا ف محسنین پر زلف لام جنس یا استغراق کا مفید عموم ہے اور سبیل نکر و مثبتہ سے بطور بدل ہر سبیل یعنی الزام کو شامل ہیں مراد یہ ہے کہ کسی محسن پر کوئی الزام نہیں مگر ہمیشہ نہیں بلکہ اسی فعل حسان میں جیسے امین۔ وکیل۔ ولی۔ قاضی۔ مجتہد۔ طبیب۔ مشیر۔ نقضائون کے الزام سے بری ہیں اور اس کے سے بہت مسئلے نکلتے ہیں مسئلہ معلوم ہو گیا کہ مژدہ بعد خیر نہیں ہو سکتا ایسے کے شر کو الزام لازم اور خیر سے متقی ہے مسئلہ نکی پر قادر ہونے کی سہرت بھی نیکی ہے اسی سے ان معذروں کو محسن فرمایا مسئلہ شیخ فاتی ورناباغ اور عتین ضعف کے ترت میں دخل ہیں مسئلہ مفلسوں کی بہت اسی حد تک ہے کہ ان میں مال کی ضرورت ہو پس جبکہ دشمن سے پر آ گیا تو ہر ایسا شخص جو ہر سکتا ہے معذروں کو

فَوَلَّاهُم مَّا لَدَيْنَا اِذَا مَا اتَّوَكَّلُوا لِيَعْلَمُوْهُمْ فَلَمَّا اَاجَزَمَا اَحْكَمْنَا عَلَيْهِمْ مِّنْ تَوَكَّلُوْا وَاَعْلَمُوْهُمْ

اور نہ اون پر کب آئے ان کے پاس کہ سوار کریں یا نہ کریں کہ سوار کریں تو اس پر بہت اور ان کے پاس

اور ان پر بھی الزام نہیں جو خدمت تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَا يَجِدُوْا مَا يَفْقَهُوْنَ ہ نبوی میں حاضر ہوئے کہ آپ انھیں سوار کریں آہنے کہا

کہ تم سوار کروں کچھ دوسری پہرے میں حالت میں کہ ان کی آنکھوں نے آہ بے بی تھے کمال حزن و ملال سے کہ مال انھیں پائے جو اپنے زاد و راہ میں خنج کون آ رہا ہے تفسیر و صحاب حدیث نے روایت کی ہے کہ حضور کی خدمت میں غلام

جان نثار بھی آئے اور آپ سے درخواست کرتے کہ میں سواری عنایت ہو آپ فرماتے سواری نہیں ہے وہ روہرتے حسرت زدہ ہوتے ابن کثیر سے سات نصاری تھے اور کچھ اور بھی تھے ان کا نام حزن بکا سے (باکی) ورنے والا ہو گیا غلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھے مدینہ میں اپنے بھی لوگ بیوڑے ہیں کہ جس دی کو تھنے طے کیا اور جس میں تم چلے جاؤ وہ بھی تمھارے شریک تھے انھیں غلام نے سہرا ہی سے روک لیا ف معلوم ہوا کہ اس حسرت اور شوق کی مشقت تمام

مشقتوں پر بھی ہوئی ہے ورنہ ظہر بیٹھے وئے مجاہدین محنت کش کے شریک ٹھہرے جاتے یہ تحصیل رضا کے حق میں ظاہری اسباب موقوف علیہ نہیں بلکہ انہیں حسرت امید و غم۔ گریہ و بکا تو بدون اسباب ظاہر ممکن ہیں۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاذِنُوْا وَهُمْ اَغْنِيَاءُ عَنِ الدُّنْيَا اَيَّانَ لِيْكَوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ

تین الزام مگر ابھر جنھوں نے آپ سے استاذین اور وہ مالدار تھے خوش ہوئے رہ جائیں ساتھ پیچھے رہنے والوں کے

الزام ان دن مانگنے والوں پر وَطَّعَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ہ جو تو ان پر اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح جان بچا کر رہ جائیں اللہ اور ہر کردی اللہ دلوں کو گئے ہیں وہ نہیں جانتے نے ان کے دلوں پر سر کر دی

ہے وہ فوائد و انجام سمجھتے ہی نہیں یہ اشارہ سے منافقین کی طرف عالم خوفا سے مراد عورتیں اور لڑکیاں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَعْتَذِرُوا وَكَانَ سَوَاءً تَوْبَةً

تمہید جب لشکر اسلام بوزم دفع روم و تیسیر شام تبوک کی طرف روانہ ہوا چند منافق بطبع غفیت ہنسنا دھیت ہمراہ چلے باقی عذر باطل کر کے رہ گئے یہ سمجھتے تھے کہ کمان یہ گروہ بے سامان اور کمان روم کی فتح قیصر کی عظمت و شان کامیابی کیسے زندہ پھر نادر شوار ہے اور او دعر با مبادا الہی و مہیت حق کسی نے دم نہ مارا نافع پیش یا نہ قابل سدرہ ہوا آنحضرت کو یہ خبر کہ رومی عرب پر چڑھائی کرنے والے ہیں بے اصل معلوم ہوئے نفع و فیوضی مرا جعت فرمائی توبت بہ نیزہ و تیغ نے اُنے منافق گہرائے حذر میں حاضر ہوتے تھیں کہاتے عذر ہمارا دھیلماے ٹوکر کرتے کہ ہم مجبوری سے رہ گئے تھے حق سبحانہ تعالیٰ نے بنے بنیہر غیور مجسم علم و مروت کو جواب صان تعلیم فرمایا۔

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذْ رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُونَ لِي وَلَكِنْ تَتُوبُونَ لَكُمْ

عذر کرتے ہیں آپ کی طرف جبکہ آپ ان کی طرف کو بھیجے نہ عندکرو ہرگز نہ یقین کرن گے ہم تمہارے

قَدْ تَبَيَّنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ

بیشک ضرور کروا دیگا انہوں نے خبروں سے تمہاری اور دیکھے گا اللہ کام تمہارے اور رسول اوسکا

شَمُّرْدُونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ الشَّهَادَةُ قَيْنِي كَلِمًا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

بہر پھیرے عداوت گئے مرن داناے غیب اور حاضر کے ہر شہادہ کلام کو جو تھے تم کرتے

منافق آپ کے پاس عذر خواہی کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ہم تمہارے قول کی سرگز قصہ یقین نمونہ گئے اللہ تعالیٰ نے تمکو تمہارے حالات مخفیہ سے مطلع کر دیا ہے اور اب اللہ اور رسول تمہارے اعمال آئندہ دیکھے گا کہ اسے نفاق پر قائم رہتے ہو یا تادم ہو کر توبہ کرتے ہو پھر بعد موت م داناے نہان و آشکارا کے حضور میں تم حاضر کیے جاؤ گے وہ تمکو تمہارے اعمال کی جزا و سزا سے مطلع کر دے گا اگر نفاق پر قائم رہے تو رک ہل ہے اور تادم و تائب ہوئے خلوص و ایمان اختیار کیا تو بہشت و رضاے حضرت عز و جل و ہم عذر سے منع کرنا خلاف اصل ہے دفع ۱۰ اعتذار بھی یعنی عذر باطل آتا ہے اور بیان یہی ملا ہے اور عذر باطل عقلاً و نقلاً قابل رد ہے جو خداست و توبہ بعد اقرار و اعتراف ہو وہ قابل قبول ہے اور یہ دروغ و حیلہ جوئی بیکار و فضول سیرمی یعنی نفاق تو دیکھ چکے تاجم در توبہ کلاماے ابھی تک توبہ و انفعال پر نظر ہے غیب اسلئے کہا کہ نہ نفاق او سپر خفی ہے نہ خلوص حالانکہ یہ دونوں امر غیر ظاہر ہیں

سَيُحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِيَعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا

سمین کھائیں اللہ کی قسم سے جب پھر و گئے تم کی طرف تاکہ درگزر کرو تم اوسنے پس منہ پھیر لو

عَنْهُمْ لَكُمْ نَجَسٌ وَمَا وَلَّاهُمْ مِمَّا كَفَرُوا شَيْئًا وَلَا يَسْتَوُونَ

اوستے جھگڑے میں ہیں اور تمہارا ان کا دوزخ ہے عرض دیا اسکا کہ تم نے

آپ سے ان کی قسمیں کھائی تھیں جب آپ انکی طرف مراجعت فرمائی تھیں تاکہ آپ انکی خطا و قصور سے چشم پوشی فرمائیں اسے مسلمانوں انکی طرف سے منہ پھیر دیا تو یہ لوگ نہیں ہیں (یعنی ہتھکارت میں) اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے یہ نجات اور جہنم انکے اعمال کا پھل اور انکے کبے کی سزا ہے فت آیت میں کمال غیظ و غضب کا اظہار ہے کہ مجسوں سے منہ پھیر دینا عدسہ نود انکے حال کا نقص کر دیکھ واسطہ تر کویہ تو دور غی میں ہیں اس عرض بول یعنی عفو و اعراض ثانی یعنی رد و ترک و قطع تعلق سے معاملہ کیا ابن عباس نے یہ اتنی منافق تھے جتنے تن میں یہ آیت اتری آپ نے فرمایا کہ اتنے ملنا جلنا صاحب سلامت ترک کر دو و جس اپنے معنی حقیقی پر نہیں بلکہ وارد واجب الاحقرز۔ مگر اہ کنندہ۔ ایذا رسان۔ ہے نہیں ایسوں کے قریب نہ جان چاہیے مسئلہ ایسی قسم جسکی کذب شرع یا مشاہدہ ہو مردود ہے

يَخْلَفُونَ كَلِمَةً بَيْنَهُمْ فَإِنْ تَرَضُوا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ

قسم کھاتے ہیں جسے کہتے ہیں ہوا دے اتنے قریب کہ انہیں رضی ہو نہ کہ قوم نافرمان سے اسے مومنوں کو قسمیں کھلا کر بھولتے مناتے ہیں کہ راضی کر لین دتم ہرگز اسے رضی نہونا ان کے قول قسم سچ نہ جاناں اور اگر قسم راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ہرگز رضی ہو گا نافرمان برداروں سے معاملہ ابن ابی نے قسمیں کھائیں کہ اب کبھی میں ساتھ نہ چھوڑ دینگا حضور رضی ہو جائیں حق سبحانہ تعالیٰ نے عام مومنین کی طرف خطاب کر کے منع کر دیا کہ تم اسکی بات نہ سننا اور ہم کبھی اس سے راضی نہ ہونگے فت آنحضرت کی طرف ایسے خطاب نہ فرمایا کہ آپ کی رضایت سود نہ قرار دی جائے

الْأَعْرَابُ أَشَدَّ كُفْرًا وَنِفَاقًا أَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حَدُّهُ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ

وہابی گفت ہیں کہ اور منافقین اور کافران ہیں کہ نہ سمجھیں حدیں اسکی کہ انکارا اللہ نے

الْأَعْرَابُ الْأَعْرَابُ وَتَقَاتِي رَسُولُهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اس سے منافق و کفار اطراف اپنے رسول پر اور اللہ دانہ بختہ کار ہے و دیہات اکبیر حد و جمع حد وہ سزا میں جو شایع نے معین کر دین جیسے حد و تا و حد سترہ مگر بیان مراد احکام و معانی میں یہ لوگ بوجہ محبت سحرانہ و خفت عقل۔ و عدم محبت علما۔ و عدم سماع و عطا و کثرت نفاق و کفر دوسروں سے زیادہ جاہل و نادان رہنے کے سزاوار ہیں نہ خود علم ہے نہ سیکھنے کے ذریعہ مہیادہ توفیق طلب حاصل دینے کے اور گرد کے گنوار بڑے منافق سخت کافر محض جاہل ہیں۔

۲۷۶
نور اللغات
تقریباً سورۃ النور

عام طور پر ایسا نہیں جیسا کہ انہی آیتوں سے ظاہر ہے کہ بعض اعراب ذکوۃ کو تاوان جانتے ہیں اور بعض ایمان لاتے اور مال کو بامید ثواب خرچ کرتے ہیں مسئلہ اسی جاہد فرمایا اعلانے کہ دہقان شہری کا امام نہ بنے بیٹے قابلاً وہ ناشایستہ جاہل ہوگا پس پانزویہ ہے نہ کلیہ۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَقَّصُ بَيْنَهُمْ عَلَيْهِمْ

اور بعض دہقانی وہ ہیں کہ غم کرتے ہیں کہ خرچ کیا تاوان اور انتظار کرتے ہیں تمہارے لیے گردشیں اور زمینیں

بعض گنوار وہ ہیں کہ خرچ دائرۃ الشؤء و اللہ سمیع علیہم مال کو راہ خدا میں تاوان سمجھتے ہیں صدقہ فطر و قربانی و ذکوۃ گردش بدستہ اور رائے سنت جانتا ہے اولفقات عمال خصوصاً اوقات

مجاہدین و ضروریات دین و خدمت طلبہ و سب تاوان اور جبر مجبور کر ادا کرتے ہیں اور اسی کے منتظر رہتے ہیں کہ کب مسلمان گردش روزگار میں مبتلا ہوں انھیں ہر بری گردشیں ہوں گی اور اللہ سنتا ہے دنوں کی بات اور جانتا ہے جو ہونے والا ہے مگر تاوان لینے خرچ میسور و بے ثواب جانتے ہیں مسئلہ مصارف شرعی کا تاوان جاننا اور فرائض اسلامی کو تکلیف و جبر تصور کرنا اور یہ متنا کہ فلان کے یہ آفت پہونچے علامات اتفاق و اسباب ابتلا سے ہے

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ صَوَابًا

اور بعض دہقانی وہ ہیں کہ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور غم کرتے ہیں جو خرچ کی موجب ثواب اس لئے اور دوسرا

الرَّسُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ قَرِيبٌ لِّمَن دَعَاهُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

رسول کی آگاہ ہو بیک پہنم ثواب کی گئی ہے اب داخل کرنا اور زمین اللہ رحمت میں اپنی بیک اللہ غفور رحیم ہے

کچھ اعرابی وہ ہیں جو اللہ و رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جو مال خرچ کرتے ہیں اسے موجب ثواب آتی و دعائے رسالت پناہی یقین کرتے ہیں خبر وادارہ کہ یہ فہم و خرچ اون کے حق میں ثواب ہے اب اللہ انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ غفور رحیم ہے تمہیں مددنا نقین کی تفضیل اور زمینیں کی انعام کے بعد اجلہ و صحاب کی خصوصیت کا ذکر فرمایا۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ وَالَّذِينَ تَبِعُوا بَاحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

اور پہلے جانے والے پہلے سابقین اور انصار سے اسے پہلے کی انکی ساتھ احسانے ماضی ہوا اللہ انکو

وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور راضی ہوئے اللہ سے اور انکو تیار کیے انکی جو باغ جاری تھے انکے نہیں رہنے والے زمین ہمیشہ کامیابی بڑی ہے

اور سابق و اول مہاجرین و انصار سے اور انکے تابع مومنین نیکو کار سے اللہ راضی اور وہ اللہ سے

خوش امکے لیے ختمین تیار ہیں جن میں ہمیں جاری ہمیشہ رہینگے نہ مرنیکا کھنکھانہ نکلنے کا غم نہ بڑی کامیابی ہے
 وقت آیت ظاہر ہے کہ اُمت محمدی کے تمام طبقے اگلے ہوں یا پچھلے اللہ کے مقبول اور وارثہ بنیں یا نہ بنیں
 اور نص ہے کہ اصحاب باصفا تمام اُمت کے امام و پیشوائے آیت میں کئی تاویلین ہیں یا آیا سابقیت
 و ادیت صرف بعض کے لیے ہے جیسا کہ مقتضایہ لام مد کا یا ایک گروہ مہاجر و انصار کا اس
 انعام سے مخصوص ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہوگا یا تمام مہاجرین و انصار مراد ہیں جیسا کہ
 لام ہتفریق و نس چاہتا ہے مگر شکل اول باطل ہے اس لیے کہ عند خارجی کے لیے ایسے مذکور کی حاجت
 ہے جو اوستہ تعین و مخصوص کر دے حالانکہ جو مومنین مذکور ہو چکی ہیں وہ اعراب و عوام ہیں پس بجائے تفصیس
 کے اذہم ہو گئی۔ اور عند ذہنی کے واسطے کوئی روایت صحیح حضرت شاریع سے چاہیے ورنہ کلام درجہ
 اجمال سے بڑھ کر تشابہ ہو جائیگا اور شکل دوم صحابہ مفسرین و اقوال تابعین سے ثابت اور مقام کے
 مناسب اور قیاس سے قریب ہے معاملہ کما سعید بن مسیب وغیرہ نے کہ سابق و اول وہ اصحاب ہیں
 جنہوں نے بیت المقدس اور کعبہ کی طرف حضرت کے ساتھ نماز پڑھی اور کما عطاء نے اصحاب بدر ہیں اور
 کما شعبی نے صاحب بیعت رضوان ہیں اور یہ وہ مذہب ہے جسکی ترجیح پر دل شہادت دیتا ہے
 انہیں کی سنی و جان نثاری موجب ہدایت عام و ترویج اسلام ہوئی اور بعد صلح حدیبیہ کے اللہ تعالیٰ نے
 اسلام کو نصرت غیر سے بے پروا کر دیا اور فتح مکہ سے ہجرت واجب نہ رہی تو مناسب ہو کہ یہ فضل اولیت و
 اولویت انہیں بہ تمام ہو جائے اور اس صورت میں میں تبعیضیہ ہوگا۔ اور باقی اصحاب و مہاجرین و انصار
 بھی انکے تابع باحسان قرار پائینگے اور شکل سوم بھی اس اعتبار سے کہ میں بیانہ ہے اور لام ہتفریق و نس
 جمع سمیات کو شامل ہوتا ہے قاعدہ کے موافق ہے پس تمام مہاجر و انصار سابق اور دوسرے مومنین اور
 انکے تابع و لاحق ہونگے کما صاحب تفسیر کہہ رہے ہیں اسی کی طرف ایک قوم گئی ہے اور زیادہ زور دینے والا
 تخصیص کا دشمنان اصحاب کے سوا اور کون ہو سکتا لیکن شکل تو یہ ہے کہ یہ ادیت اگر ایک فرد میں مانی جائے
 تو وہ سولے ابو بکر صدیق کے اور پر صادق نہ آئیگی اس لیے کہ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ عورتوں میں
 خدیجہ الکبریٰ تھیں اور یحییٰ بن علی مرتضیٰ۔ اور جو ان میں صدیق باصفا اور مولیٰ میں زید حبیب رسول خدا
 ان سب میں اعتبار و انتظار اگر ہے تو ابو بکر سے اور آپ ہی کی ترغیب و تحریص سے اجداد اصحاب مثل
 عثمان و زبیر و عبدالرحمن و سعد و طلحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان لاتے گئے و وہ سابق و اول سے
 کیا مراد ہے۔ باعتبار معنی حقیقی ایک ہی فرد سابق و اول ہو سکتا ہے اور مذکور صیغہ جمع ہے اور کما جاری
 کہ فرد نوعی مراد ہے یعنی عورتوں میں حضرت خدیجہ اور اطفال میں علی اور رجال میں ابو بکر اور مولیٰ میں

کما صاحب
 بیعت رضوان
 ہیں اور کما
 عطاء نے
 اصحاب بدر
 ہیں اور
 کما شعبی
 نے صاحب
 بیعت رضوان
 ہیں اور کما
 عطاء نے
 اصحاب بدر
 ہیں اور

نہ آسکے کفار و منافقین اپنے نفس و شیطاں سے لوہڑ کر کسی کو قتل کریں کسی کو اسیر کسی پر جزیہ باندھیں
 کبھی کبھی صلح بھی کریں آخر کھد کبھ دل پر قابض اور اطراف و اکناف اعضا بہ مسلط اللہ ہی اللہ رہ جائے
 جان و جان کیا بلکہ ماسوائے محبوب ندلے محبوب کوین۔ اللہ کا راضی ہونا یہ ہے کہ اپنے بندے کو اپنا بنالے
 اتفاقات ہے محل محبت فانی طلب باطل سب دور کر کے خلوت خانہ خاص میں بار دے اسباب طودی
 و تعاقبات ہستی جو حجاب و موانع ہیں فنا کر دے نعمت باقی و ولایت دائمی سے سرفراز فرمائے بندیکار راضی ہو
 اسکے تین حصے ہیں پہلے دل مانے یا نہ مانے مگر اتباع امر لازم و مقدم جانے اور یہ مبتدی صاحب مقام
 تقویٰ ہے بلکہ تقدیر اتنی و احکام حضرت حق ایسے بامزہ و محبوب ہو جائیں کہ انسانی خواہشوں کی طرف
 اتفاقات ہی اتنی متوسط سے مقام لاخون علیہم ولا ہم کیزنون پر سلیے کہ جو پیش آئے وہ بامرب ہے اور
 امرب ہمہ طور لایذ و محبوب تو اس عیش دائم و لذت قائم میں غم و شکایت و اندوہ کیسا کمال توحید و
 فنا میں ایسا مستغرق ہو کہ یہ تمام کائنات ذاتی و صفاتی اور جملہ حوادث حرکاتی و سکنتی نہ تصور
 بلکہ ہمسو نظر فعل و امر حضرت حق و کائناتی دین نہ اسباب کا حجاب ہو نہ وسائل کا دخل اور اس مقام پر
 و فرشتہ و ذوق قرب ایسا خود رفتہ کر دے کہ تمام عوارض و حوادث کرشمہ لطفت و ادائے محبوبانہ بنکر
 لذت حسات بخش عطا کریں یہ نشتاے کہاں ہے کہا امام حمزہ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ہنگام
 دینی مقام فائق نہیں اور فرمایا حقیقت رضا ہے کہ کمال بیوشی و دور عشق میں کسی طرف خیال ہی نہیں

وَمِنْ حَوْلِکُمْ مِّنَ الْاَکْثَرِ اَبْنَاءِ مُنَافِقٍ ذُو مَنَیْنٍ وَ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَنۢ مُّکْرٍ وَّاَعْلٰی الْاِنْفَاقِ یَعْلَمُونَ

اور آسائے جوڑ تمھاریں اعراب سے منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ سرکشی کریدائے ہیں انفاق پر

اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ اَعْرَابًا مَّا کُنْتُمْ بِاَعْلَمَ شَیْءٍ مِّنْ اَنْ تَکُوْنَ اَعْرَابًا مَّا کُنْتُمْ بِاَعْلَمَ شَیْءٍ مِّنْ اَنْ تَکُوْنَ اَعْرَابًا

آپ نہیں جانتے ہیں کہ تم اعراب تھے تم کو کبھی اعراب نہ تھا نہ پھر یہ جانتے ہیں کہ تم اعراب تھے

جو لوگ تمھارے گرد اگر دین و بتانیوں سے اول میں بعض منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی منافق

یہ سرکشی کرتے ہیں آپ انھیں نہیں جانتے ہیں اب ہم اوپر عذاب کریں گے دوبار پھر آخرت میں بڑا عذاب

ہو گا ممکن آہ سے اعراب گرد اگر مدینہ مراد ہیں اور اہل مدینہ سے منافق جو ابن ابی وغیرہ کے ساتھ تھے

یہیں بن دو فوج جگہ میں بنے بعض ہے یعنی نہ سب گنوار نہ سب شہری خاص ہیں بلکہ منافق بھی ہیں

اَلَا تَعْلَمُوْنَ سے خواہ یہ مراد ہے کہ آپ سب کو نہیں جانتے جہانک بتا دیے گئے آپ کو معلوم ہیں یا آپ نے

نہ سب کو دیکھا ہے نہ سب کو پہچانتے ہیں یا آپ اپنے علم سے نہیں جانتے جب تک ہم نہ بتا دیں اور ممکن ہے

کہ اس میں خبر ہوتے والی منافقوں کی جو ہنوز پہچان یا بالغ نہیں ہوئے تھے اور جنہوں نے آپ کے بعد

وَمِنْ حَوْلِکُمْ

موقع پاکر بہت کچھ خوشامدیان کین مرتبین کما صاحب تفسیر کیسے پہلا عذاب بقول ابن عباس مرض اور مصائب ہے یہ مؤمنین کے حق میں کفارہ معاصی ہیں اور منافق و کافر کے لیے عذاب و مقام یا فیضیت و رسوائی ہے جیسا کہ انس سے مروی ہے کہ آپ ایک دن کھڑے ہوئے اور خطبے میں فرمایا اے فلاں تو منافق ہے قتل جا اے فلاں تو بھی منافق ہے قتل جا اسی طرح بہتوں کو راندہ بارگاہ کر دیا یا بقول مجاہد دنیا میں قتل و قید جو پاداش کفر ہے یا بقول حسن و جب زکوٰۃ و صدقات اون کے حق میں جبکہ ثواب لعین عقاب ہیں یا جان کنی کا عذاب جیسا کہ منقول ہے کہ فرشتے اون کے منہ اور پشت پر ماریں گے اور طرح طرح کی ذلت و عذاب سے روح نکالینگے۔ دوسرا عذاب قبر کا ہے پھر تیسرا و وزخ میں ہوگا و ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ظہور نفاق کا مل طور پر ابتدا سے خلافت صدیق اکبر میں ہوا اور سرکوبی بھی خوب ہی کی گئی یہ عذاب اول تھا۔ دوسرا عذاب قبر ہے۔

وَاٰخِرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخِرًا

اور دوسروں نے اعتراف کیا کہ میں نے اپنے گناہوں پر ملا دیا کچھ عمل نیک اور دوسرے

سَيِّئًا عَسَىٰ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

بڑا قریب ہے کہ اللہ توبہ قبول فرمائے اور کئی بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

یعنی وہ بھی ہیں جو اپنے قصور پر نادام اور مقربین اور بخشنے والے کامیاب کاموں کے ساتھ ملا دیے تھے اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کرے گا وہ غفور رحیم ہے بخاری میں آپ نے فرمایا کہ مجھے دو فرشتے خواب میں آئے گئے ایسا شہر دیکھا جسکی انشین سونے چاندی کی تعمیر کیے ہوئے تھے جسکا جسم کچھ بدصورت کچھ خوشنما تھا فرشتوں نے اونسے کہا اس نہر میں غوطہ لگاؤ نمائے اور خوب صورت ہو گئے وہ صبح باقی فرما یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے نیکیوں کے ساتھ بدیاں بھی کیں تمہیں ابن کثیرؒ آیت اون کے حق میں نازل ہوئی جو جنگ تبوک میں ہجرا نہ گئے اور بلا عذر رہ گئے مگر مؤمن خالص اور بدل نادام تھے اور یہ لوگ نریا سائنٹ یا پانچ تھے ورنہ مشورہ دہل تھے جب خبر مرجعت لشکر اسلام سنی کمال شرم و حیا سے آپکو متون مسجد میں باندھ دیا اور پیندھے ہوئے سات تھے جب حضور اُدھر سے نکلے پوچھا لوگوں نے عرض کی ابو لبابہ اور اور اسکے ساتھی ہیں بایہ قبول و عفوہ کشائی رسول دست بستہ حاضرین آپ نے فرمایا بخدا میں نہ کہوں گا اور نہ عذر سنوں گا جہتک اللہ تعالیٰ حکم نہ کرے جب یہ خطاب پر عتاب اون عذر خواہوں نے سنا بولے واللہ ہم اسی طرح رہینگے جہتک اللہ تعالیٰ نہ کہوے کما صاحب معلم نے کہیں دن تک یہ زمین بندھے رہے یہاں تک کہ غش آیا اور گر پڑے رحمت حق نے جوش مارا اور

یہ آیت نازل ہوئی ابو بابر نے کہا میری توبہ سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے اُس گھر سے جدا ہوا ہوں
یہ خطا کی ہے اور تمام مال نذر اللہ کروں اور مشور آپ نے فرمایا مجھے مکہ میں یا گیا کہ تمہارا مال لے لوں اور خدا ہوا

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ

لَهُمْ بَیِّنَةٌ وَأَنْتَ عَلِيمٌ ۝ صدقہ کہ پاک کرے اللہ اور صاف کرے ہر ایک کو ساتھ لے کر اور دعا کر اپنی بیٹک دعا میری

لے بنی کریم آپ اُنکے مالوں سے سَكَنَ لَهُمُ وَاللَّهُ سَمِیعٌ عَلِیْمٌ صدقات قبول فرمائیں کہ یہ صدقہ

دینا اور انکو پاک و زکی کر دے تسکین ہو واسطی انکے اور اللہ سنت جانتا ہے اور ان کو دعا سے خیر و برکت

دین بیشک آپ کی دعا انکے حق میں موجب تسکین وطمینان ہوگی اور اللہ دعا سنتا اور خلوص

قلب کو جانتا ہے آیت شان نزول پر معمول کیجئے تو آپ کی قبول و دعا کا موجب برکت و عفو

گناہ ہونا ظاہر ہے مگر حسب اصول قواعد سے عام حکم دیا جائے (اور یہی صحیح ہے) تو تکلف و تاویل سے

چارہ نہیں پس خدا مراد وہی ہے امام کو قبول صدقات میں تردد و توقف جائز نہیں اموال سے

ہر مال مراد زمین بلکہ وہی جس سے تمول حاصل ہو۔ مال غیر نامی معرض ہلاک میں ہے اور مشغول ہوا

پس جانب خدمت و قیام و حق نفس غالب البتہ عالمی نامی و فاضل میں جانب تمول ظاہر اور وہی

میں مراد ہے۔ اسی لیے کہا فقہانے اگر کوئی کہے میرا تمام مال مساکین پر صدقہ ہے تو اموال زکوٰۃ

ہی مراد ہونگے تاکہ ایجاب عبد ایجاب اتی پر مرجع نہ ہونے پاسے اور فرسخ کی غیریت اصل پر لازم

نہ آئے جان وصیت و میراث میں نہ حاجت رستی ہے نہ حق نفس تمام اموال بحکم لغت مراد ہو جائینگے

بہر (اموال) جمع اور عام ہے اور جملہ اموال زکوٰۃ کو بھی شامل اسی لیے چاہیے کہ صدقہ لینے والا وسط

مسجے کا مال لے تاکہ جانب خیس و نفیس دونوں کو شامل رہے اور اسی مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی زمین

ملک تمام ہے تاکہ نسبت ضمیر و ہم کی صحیح ہو جائے صدقہ بلفظ خاص ہے سننے اسکے معلوم مگر

تسکین متعدد ہیں صدقہ فرض۔ واجب۔ نقل ہیں اگر صرف زکوٰۃ بہائم و عشر مراد ہو تو امام پر وصول

اور مالک برادر واجب ہے اور در صورت توقف و تردد حق جبر حاصل اور اگر ہر صدقہ مراد ہو تو

بحسب درخواست امام کو رو کر ناجائز زمین پھر صدقہ مکرہ مطلقہ ہے قلیل و کثیر دونوں کو شامل

اور دونوں کے حکم مساوی طہارت و تزکیہ کے معنی قریب قریب ہیں کبیر تزکیہ میں مبالغہ

ہے یعنی خوب طہارت۔ یا طہارت سے عفو گناہ اور تزکیہ سے نویسی افزونی مال بھی مراد ہے اس لیے کہ

صدقات سے مال ظاہر گناہ معاف برکت زائد ہوتی ہے ترمذی وَالصَّدَقَةُ تُطَهِّرُ النَّفْسَ

صدقات سے نفس پاک کر دے اور اللہ سَمِیعٌ عَلِیْمٌ صدقات قبول فرمائیں کہ یہ صدقہ دینا اور انکو پاک و زکی کر دے تسکین ہو واسطی انکے اور اللہ سنت جانتا ہے اور ان کو دعا سے خیر و برکت دین بیشک آپ کی دعا انکے حق میں موجب تسکین وطمینان ہوگی اور اللہ دعا سنتا اور خلوص قلب کو جانتا ہے آیت شان نزول پر معمول کیجئے تو آپ کی قبول و دعا کا موجب برکت و عفو گناہ ہونا ظاہر ہے مگر حسب اصول قواعد سے عام حکم دیا جائے (اور یہی صحیح ہے) تو تکلف و تاویل سے چارہ نہیں پس خدا مراد وہی ہے امام کو قبول صدقات میں تردد و توقف جائز نہیں اموال سے ہر مال مراد زمین بلکہ وہی جس سے تمول حاصل ہو۔ مال غیر نامی معرض ہلاک میں ہے اور مشغول ہوا پس جانب خدمت و قیام و حق نفس غالب البتہ عالمی نامی و فاضل میں جانب تمول ظاہر اور وہی میں مراد ہے۔ اسی لیے کہا فقہانے اگر کوئی کہے میرا تمام مال مساکین پر صدقہ ہے تو اموال زکوٰۃ ہی مراد ہونگے تاکہ ایجاب عبد ایجاب اتی پر مرجع نہ ہونے پاسے اور فرسخ کی غیریت اصل پر لازم نہ آئے جان وصیت و میراث میں نہ حاجت رستی ہے نہ حق نفس تمام اموال بحکم لغت مراد ہو جائینگے بہر (اموال) جمع اور عام ہے اور جملہ اموال زکوٰۃ کو بھی شامل اسی لیے چاہیے کہ صدقہ لینے والا وسط مسجے کا مال لے تاکہ جانب خیس و نفیس دونوں کو شامل رہے اور اسی مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی زمین ملک تمام ہے تاکہ نسبت ضمیر و ہم کی صحیح ہو جائے صدقہ بلفظ خاص ہے سننے اسکے معلوم مگر تسکین متعدد ہیں صدقہ فرض۔ واجب۔ نقل ہیں اگر صرف زکوٰۃ بہائم و عشر مراد ہو تو امام پر وصول اور مالک برادر واجب ہے اور در صورت توقف و تردد حق جبر حاصل اور اگر ہر صدقہ مراد ہو تو بحسب درخواست امام کو رو کر ناجائز زمین پھر صدقہ مکرہ مطلقہ ہے قلیل و کثیر دونوں کو شامل اور دونوں کے حکم مساوی طہارت و تزکیہ کے معنی قریب قریب ہیں کبیر تزکیہ میں مبالغہ ہے یعنی خوب طہارت۔ یا طہارت سے عفو گناہ اور تزکیہ سے نویسی افزونی مال بھی مراد ہے اس لیے کہ صدقات سے مال ظاہر گناہ معاف برکت زائد ہوتی ہے ترمذی وَالصَّدَقَةُ تُطَهِّرُ النَّفْسَ

صلوۃ بقصد تعظیم و قصد امید برکت بدون کسی شرط و قید کی عمر بین ایک بار فرض اور عند الذکر واجب اور دو اما مستحب سمجھا جائے وہ حصیۃ جناب رسالت ہے نہ دوسرے کے لیے ثابت اور نہ جائز جیسا کہ قرآن میں ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَ يَدَيْكُمْ كَمَا دُعَاءُ بَعْضِكُمْ بَعْضًا رسول کو اس طرح نہ بکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بکارتے ہو اور ظاہر فرق صلوۃ ہی ہے اور یہ بیان شفا کی عبارت سے مؤید ہے اور معنی صلوۃ لینے ترم و استغفار یا بغرض دعایا وقت ادا سے صدقہ بطور جزا و فکر خدمت نہ مخصوص ہے نہ ممنوع اور کہا صاحب نسیم الریاض نے کہ روافض نے علی پر صلوۃ ایجاد کی کہ آپ کی تعظیم تمام احباب سے بڑھ کر یا بقا بلکہ پیغمبر کی جائے پس انھیں تمام اعتبارات صحیحہ سے بعض اکابر نے منع کیا تاکہ فرق و امتیاز باقی رہے لیکن عموم قرآنی سے جواد ہر حال میں ثابت اور باعتبار ادب و تعظیم نبوی کراہت یا ترک افضل لازم ہے نکتہ امام جو اپنے لیے صدقہ نہیں لیتا ہے بلکہ امین و ناظم ہے دعائے خیر پر مامور ہو تو فقیر ہر جہ اولیٰ ادا سے فکر و دعا سے خیر پر مامور ہوگا اور اسی جگہ سے مشائخ نے بعد ذیل صاحب دعوت کے حق میں دعائے خیر و ہر برکت اختیار فرمائی ہے ان صلائیک آہ معلوم ہوا کہ دعائے رسول بحق امت و دعائے امام بحق رعایا و دعائے مشائخ بحق تلمیذ و مرید و دعائے اکابر بحق اصاغر وعدۃ قبول رکستی ہے اور وقت ادا سے صدقہ محل قبول ہے انتارۃ معلوم ہوا کہ بغرض حصول دعائے خیر ہر گون کی خدمت کرنا چاہیے اور عہدہ نگار ظاہر ہے کہ آنحضرت تزیکیۃ اخلاق خدام و صفائے قلوب مومنین و عطا مقام رضا و تسکین پر مخصوص و مامور تھے کہ میرا آنحضرت کے وفات کے بعد جب بعض نے ادا سے زکوٰۃ سے عذر کیا تو یہی آیت اودن کی حجت تھی کہ وجوب زکوٰۃ مشروط بقبول دعا ہے اور یہ مرتبہ غیر نبی میں متیقن نہیں ہیں نہ قبول ہے نہ وجوب چو اسباب یہ تسک باجماع صحابہ مرد و عجماء اور حضرت ابو بکر نے جہاد و قتال کیا یہ بیان تین امر مذکور ہیں صدقہ قبول کرنا۔ طہارت و تزکیہ۔ دعا کا موجب سکینہ ہونا پس صدقہ قبول کرنا افضل امام ہے اور طہارت و تزکیہ اثر فضل صدقہ ہے و دونوں امر مخصوص نہ تھے ہاں قبول دعا بھی باعتبار غالب و اکثر ہر مؤمن خصوصاً امام المؤمنین کے لیے حاصل اور کمالات وہ نے کہ سکینہ بمعنی وقار ہے جیسا کہ احادیث میں بھی وارد ہوا اور تنگ نہیں کہ دعائے امام بحق رعایا موجب وقار و سکون قلوب ہے بلکہ یہ قبول ایک وصف ہے ان کی دعا کا شرط وجوب زکوٰۃ مومنین موجب زکوٰۃ متعدد مقامات سے بلا شرط ثابت ہے یہ وصف موقوف علیہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اَلَّذِي يَكْفُلُ اَنْ يَكْفُلَ اَللّٰهُ تَقْوَىٰ عَنْ عِيَادَةِ وَبِالْخُذِ الصَّدَقَاتِ اِنَّ اَللّٰهُ هُوَ اَلْقَابِلُ اَلرَّحِيْمُ

کیا نہیں ہوتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہو نہ تو یہ اپنے اللہ کی توبہ سے اور نہ ہی اللہ کی توبہ سے اور نہ ہی اللہ کی توبہ سے

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں سے اور صدقے قبول فرماتا ہے اور اللہ توبہ

قبول کرنے والا مہربان ہے۔ یہ حکم بطور اطمینان و ترغیب توبہ و صدقات نازل فرمایا تو مہربانی مآخذ صدقات

احد بصدقة من طيب ولا يقبل الله الا الطيب الا اخذها الرحمن بيمينه وان كانت

سكرة تزبوفا كفت الرحمن حثي تكون اعظم من الحبلى كوني شخص صدقة میں

کرتا پاک مال سے اور اللہ قبول نہیں فرماتا مگر مال پاک گرتے لیتا ہے اسے اللہ اپنے دست بہت

میں اگرچہ ایک خراب بھی ہوڑتا ہے کف حزن میں یہاں تک کہ ہو جاتا ہے بڑا بیمار سے ف حکم دست بہت تشاہد

وَقُلْ عَمَلَكُمْ فَبِآلِهكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسُوْرُهُ اِنِ اِلٰى غَلِيْلٍ اَلْعَبِيْ

اور کہہ دیجئے کہ تم اپنے کام تمہارے اور رسول اور ایمان والے اور تم بھیرے جاؤ گے طرف دانائے حق

آپ کہہ دیجئے کہ کام کرو وَالشَّهَادَةُ فَيَنْتَبِهَكُمْ عَمَلَكُمْ تَعْمَلُونَ

تمہارے کام دیکھیں گے اور ظاہر کے ہر جادو کو جو تم کرتے اور جلد (یعنی مرتے ہی)

اللہ تعالیٰ جو دانائے عیان و نہان ہے اس کے پاس تم حاضر کیے جاؤ گے وہ تمکو تمہارے تمام اعمال کے

رو و قبول یا نیت و خلوص و ریات مطلع کر دے گا اور اس کا بلا دیکھا ابن کثیر مروی ہے کہ زندوں کے

احمال اس کے اقارب مردہ عالم برزخ میں پیش کیے جاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ تمہارے اعمال تمہارے عزیز و اقارب کو قبروں میں دکھائے جاتے ہیں اگر اچھے عمل ہوتے ہیں تو اس سے

خوش ہوتے ہیں اور برے ہوتے ہیں تو کھمتی ہیں اے اللہ انھیں توفیق دے کہ نیک کریں اور انکو موت

برے جہنم ماہرست پر ہر بیت ذکر ہے۔ اس صحت میں یہ اطلاع دلائی جو اللہ تو سر حال میں دانائے

راز ہی آنحضرت پر بھی اعمال امت عرض کیے جاتی ہیں اور اقارب بھی مطلع ہوتے ہیں کہیر اس میں ترغیب

کہ اپنے کام کو جس طرح مورد وطن ہوئے سزاوار مع بود و تحویل ہو کہ اس توبہ و قبول بر بہوں سبباً و

آئندہ ہوش و گوش عمل کرد ترغیب ابو زہرے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ أَحْسَنَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ غَيْرِهِ

فِيمَا مَضَى وَمَنْ أَسْلَفَ فِيمَا بَقِيَ أَخَذَ فِيمَا مَضَى وَمَا بَقِيَ جِسْمِ اچھے کام عمر باقی میں کیے اس کے

گناہ گذشتہ بخشدے یا جینگ اور جسے برے کام آئندہ کیے وہ بکڑا جائیگا گناہان گذشتہ و آئندہ دونوں میں

ف توبہ کے بعد جانچ کا منتظر ہے اور نہایت احتیاط سے بچے لگنا غفلت کی توبہ بخفی کرے اور پردہ

فاش نہ کرے اور کہے ہوئے گناہ کی توبہ ظاہر طہ پر کرے تاکہ بن مسلمانوں نے اسے بغاوت و مخالفت میں

دیکھ کر وہ بارگاہِ خیال کیا تھا اب مطلع و مقبول سمجھ لیں شرعیہ معاذ کو اپنے تعلیم فرمایا و احادیث
یکل کذب توبة اليسر باليسر والعذبة بالاعذار توبة لے معاذ ہر گناہ کے لیے توبہ کیا کرو معنی
گناہ کی توبہ معنی اور گناہ ظاہر کی توبہ ظاہر ہوئے مومنین کی شہادت امر مستتر ہے جیسا کہ وارد ہوا
جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے یہ تمنا کہ مسلمان مجھے صالح جانیں
اگر یا و تفاخر سے نہ ہو بلکہ بغرض محبت اہل اسلام و دعائے مومنین ہو تو محمود ہے اسی لیے فرمایا کہ
رسول اور مومنین دیکھنے سے تم آپ کو اپنا اچھا ظاہر کرو

وَاٰخَرُونَ مَرْجُوْنَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمِنًاۙ وَارْتَبُۢتْ عَلٰیہِمْ ۙ وَاللّٰهُ عَلٰیہُمْ حَكِيْمٌۙ

اور دوسرے امیدوارین واسطے حکم اللہ کے خواہ عذاب کرے اپنی خواہ قزاقہ عطا کرے انکو اور انظر دانا یہ کہتے کہ اسے

اور دوسرے وہ ہیں جو پہنوا میا۔ دارا مررب غفار ہیں کہ خواہ او پیر عذاب کرے یا تو بہ قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ ثلوس قلب سے آگاہ اور مصلح بین حکیم ہے معاملہ پیدا اشارہ ہے منافقون کی طرف جو قبول تو بہ سے محروم رہے اور دوسرا اشارہ ہے اون تین آدمیوں کی طرف جنہوں نے آپ کو مسجد تین باندھا تھا اور آخر کار تو بہ قبول ہوئی انکی تفصیل آتی ہے ابن کثیر و معالم ابو عامر ایک یہ تھا کیا م جاہلیت میں نصرانی ہو گیا اور کتب آسمانی پڑھے لوگ اسکے علم و عبادت سے منکریم و تحقیر کرتے سب حضور اقدس نے مدینہ کو نوزانی فرمایا اور جوق جوق آدمی مسلمان ہونے لگے اسے رشک و حسد ہوا پھر بدر کے فتح سے اور بھی جلا اور کہا کہ جو قوم اسے لے گی اون کے ساتھ ہو کر آپ سے لڑوں گا احذین لشکرین کے ساتھ تھا حضرت حنظلہ جنگو بعد شہادت کے فرشتوں نے غسل دیا اسی کے بیٹے تھے پھر جب ہوا دن میں مسلمان فتحیاب ہوے ابو عامر بر قتل شاہ روم کی طرف بھاگ گیا کہ حضور کے مقابلہ پر ونگو آمادہ کرے اور منافقون کو جو مدینے میں تھے لکھا کہ تم ایک مسجد تیار کرو میں جب آؤنگا تو اس میں نماز پڑھونگا اور تم منتظر وقت رہو اسی لیے اسکا نام ابو عامر فاسق ہوا۔ یہ بارہ منافق تھے جو اس مسجد کے مٹانے پر مستعد ہوے حضور سامان لشکر تو ک کر رہے تھے کہ یہ مفسد آئے اور کہا جئے یہ مسجد بنائی ہے لہذا یہ بڑے۔ معذور۔ ابرو باد میں وہیں نماز پڑھ لیں آپ ایکبار تشریف لے چلین اور اس مقام کو تھرک کر دین فرمایا اتھو میں عازم سفر ہوں بعد واپسی دیکھا جائیگا پھر جب آپ نے صحیح و سلامت راجت فرمائی مدینے کے قریب آگئے تھے کہ جبریل آئے اور منافقین کے فریے مطلع کیا اور یہ آیتیں لائے

وَالَّذِينَ اخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور جنہوں نے بنایا مسجد کو واسطے فخر اور کبر اور لڑنے کو اس کے مومنین میں

فَلَمَّا صَادَ الْأَمْنُ حَارَبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَكْفُلُوا أَنْ يَأْتُوا

اور کہیں گاہ بناؤ کہ واسطے آئے کہ لوہا اللہ سے اور رسول سے آئے پہلے سے اللہ الہی کہیں کہتے ہیں کہ نہیں پہنچا

إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا

مگر نیکی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں نہ کہو اور دوسرے کہیں

جن منافقین نے مسجد اسیلے بنائی کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنین میں فرقہ ڈالیں اور صدور رسول سے لڑنے والے کے لیے کہیں گاہ تیار کر رکھیں جو پہلے سے عارب و دشمن تھا اور قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے تو نیکی ہی کا قصد کیا ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں آپ اوس مسجد میں کہیں نہ کھڑے ہوں مسجد سے وہ مکان مراد ہے جسے منافقین نے مسجد تباہ کے پاس مسجد قرار دیا تھا اسی کا نام مسجد ضرار ہو گیا تھا اس سے ضرر مسجد قیام مراد ہے کہ اوسکی جماعت ٹوٹے یا ضرر مومنین و اسلام مراد ہو کفر یا یعنی بغرض تقویت کفر تقویٰ ایسے تفریق جماعت مومنین ارساد یعنی انتظار وقت من حارب سے مراد ابو عامر فائق اور دشمن خدا و رسول من قبل سے اشارہ ہے عداوت قدیمی ابو عامر کی طرف لیکن یہ قید استرازی ہیں کہ قبل سے دشمن نہ ہو اوسکے لیے جائز ہو جاے اور ممکن ہے کہ قبل سے مراد قبل بنائے مسجد ہو اسیلے اگر وقت بنا نہ وہ دشمن خدا ہو نہ آثار ضرر و فرب ثابت تو آئندہ کے لیے کوئی حکم نہیں ہو سکتا الحسنتی ناز و عہادت یا ترقی بحال مسلمانان و غیر خواہی اسلام کا ذیون یعنی اس فریب اور بیان میں کہ مجھے قصد خیر و راحت مدد دین کیا ہو در و شکوہ ہیں یا یہ کہ وہ کاذب ہیں اور بیشک کافر منافق ہے نہیں ہو سکتے ایسے کہ اکثر داجم و اعظم امور آخرت و تعلقات خدا و رسول میں جب وہ کاذب قرار پائے تو دوسرے سچائی یا جھوٹ قابل اعتبار نہیں لا تقم فیہ تعویض اور مراد مجاز ہے یعنی لا تنصروہ ولا تلتفت الیہ ولا تکن معہم اور اگر لا تقم یعنی حقیقی ہو تو نماز اور اہتمام و غیرہ دلالت منوع اور اعانت و شراکت و اتقات قیاساً حرام ہے اور تاکید نہیں ہے اسیلے کہ بظاہر نماز و مسجد کا نام مومنین کا دل نرم کرنے والا تھا لہذا جبکہ تمام دائمی ممانعت فرمائے ابو سعور اپنے بعد نزول آیت مالک بن خنم و معن بن عدی و عامر بن سکن اور وحشی کو حکم دیا کہ جاؤ اور اوستے منہدم کرو جلاؤ اور پانچانہ بناؤ تمہیں ارشاد کی گئی اور وہ بنائے کفر و فساد جلا کر خاک سیاہ کر دی گئی اور ابو عامر شامین مر گیا در قشور جب بنی عمرو بنی عوف نے مسجد بنائی اور حضور کو بلوا کر نماز پڑھوائی تو بنی غنم کو

۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰

مسجد ہوا اور مسجد ضرار بنائی۔ مدارک جو مسجد ناموری اور یا کی غرض سے نئی تیار ہو یا مال حرام سے بنائی جائے اسی حکم سے ملتی ہے احمدی عجب ہے کہ ہمارے زمانے کے مسلمان صرف نام و نشان کے لیے ہر طرف ایک مسجد تیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار کے چار وصف بیان فرمائے ۱۔ قصد ضرر رسانی ۲۔ تفریق جماعت ۳۔ دشمنان خدا کے لیے موقع و محل ۴۔ کفر اور اسکی تقویت پس جس مسجد میں یہ سب یا بعض وصف دلائل ظاہرہ و وجوہ مسئلہ سے پائے جائیں وہ مسجد نہیں اسلئے کہ حرمت مسجد امر شرعی ہے نہ صورت و تعین عرفی پس بنائے فاسد و طریق ممنوع سے ثابت نہ ہوگی البتہ مجر د ظن و قیاس پر کسی نیت کا اندادہ کر لینا حیرت و آداب مسجد کو ساقط نہ کرے گا اور سکا مدارک روز جزا پر موقوف ہے مسئلہ اگر مسجد قدیم چھٹی یا دور ہو یا کسی عقول وجہ سے نمازیوں کو حاضری سے محرومی کا بار میں ہرج آدورفت میں دقت ہو تو دوسری مسجد بنالینا جائز ہے اسلئے کہ تصدیق سے اضرائیں مسئلہ کفار کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نہیں مسئلہ نماز کو جہان تک مال سے تعلق ہے وہ صرف طہارت و نجاست کے اعتبار سے ہے مثلاً آب وضو غسل جائے نماز و لباس وغیرہ ان سب میں طہارت کے سوا نہ ملک شرط ہے نہ حلت البتہ ممنوع چیزوں کے استعمال کا مواخذہ دار رہیگا نماز میں ہو یا خارج اور نبی قرآنی یعنی کاکھٹہ خواہ مخصوص بہناب رسالت سے تاکہ فساد قوی اور رحمت متوجہ نہ ہو یا معمول ہے اتفاقات و استقام و عظمت یربیبے آپ اسکی پروا کریں مسئلہ جب زمین مملوکہ کفار پر باجماع امت نماز جائز ہے اور زمین مفسوہ میں بھی فاسد نہیں سمجھے گئے تو دوسرے اموال بدرجہ اولیٰ موجب فساد نماز نہوں گے۔ البتہ ایسی چیزیں مسجد نہیں بن سکتیں اسلئے کہ اسکی لیے شروط قبول حق لازم ہے مسئلہ نماز کا جواز امور باطنیہ پر موقوف نہیں پس طہارت ظاہر نہیں کسی نجاست کا نہوتا کافی ہے اور طہارت باطن یعنی محرمات سے اجتناب مشروط نہیں قبول و مزید ثواب کے لیے مفید ہے مسجد کے تین تعلق ہیں ۱۔ فرش وغیرہ جو عارضی تعلق رکھتے ہیں ۲۔ در و دیوار و عمارت مسجد جو مثل جز کے ہیں ۳۔ زمین مسجد اور یہی اصل ہے جیسا کہ فقہ میں مقرر ہے کہ قبلہ سمت الشری سے آسمان تک وہ ہوا ہے جو مقابل مکان کعبہ ہے نہ بنا پس زمین مسجد اگر ملک کافر سے ہو تو اس وجہ سے کہ تقرب کا فر جائز نہیں یا مال حرام سے ہو تو اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ سوائے حلال کے قبول نہیں فرماتا اسے حکم مسجد نہ دیا جائیگا۔ اور عمارت مسجد اگر مال کافر یا خبیث سے ہو تو وہ زمین مسجد رہیگی اور یہ بے ثواب گناہگار ہوگا اور اسکا انزال اولیٰ ہے اسلئے کہ تطہیر مساجد مامور ہے اور یہی مال خبیث کی فرش وغیرہ ضرور دفع کرائی جائیں مسئلہ مال کافر مسجد اور ایسے عبادات میں جو مخصوص اہل اسلام ہیں جیسے حج وغیرہ جائز نہیں (شامی) مسئلہ اسم و رسم و نسبت بدون معنی موثر و حکم معتبر

الحق
سب سے
جس کا حال

عرفی یا فرضی طور پر کوئی شے نہیں مگر کسی مکان کا نام مسجد یا کمرہ یا کعبہ رکھ لیا جائے یا کوئی آدمی یا اسم محمد یا ابراہیم یا موسیٰ شہرت پاؤں یا کسی تصویر کی نسبت کہا جائے کہ فلان نبی یا ولی کی ہے تو ان سب صورتوں میں کوئی حکم جدید نہ دیا جائیگا جس طرح تصویر اور تصویر قابل محاسبہ اور کسبہ اور زمین سرور کا نہ ہوگی یا کوئی جانور کسی بزرگ کے نام سے ذبح ہو یا کسانا قبر پر چڑھایا جائے یا حضرت حسین مظلوم علیہ السلام کے نام کے فقیر یا سید سالار کا جھنڈا یا بلی بلی کی صہنگ بر سوم ممنوعہ یا حضرت علی کا روزه وغیرہ سب امور ویسے ہی مٹانے اور توہین کے قابل ہیں جیسے بدوان ان ناموں اور نسبتوں کے ہوتے اور اسی بنا پر اس مکان کا نام سب عرف مسجد ہو اگر جیسی خدمت کی گئی وہ گزرے ہوئے صفحہ میں آپ نے دیکھی دیکھ کر ناگرا نا۔ پانچھ بنا نا لکبتہ جب کوئی مکان بہ نسبت مسجد وقف ہو یا کوئی جانور ہدیہ مکہ قرار دیا جائے یا کسی کا غدہ پر قرآن لکھا جائے یا کپڑا چادر کعبہ بنا یا جائے یا کھانا نذرانہ کر کے ذواب اس کا کسی ولی یا بنی یہ بھیجا جائے تو ان تمام صورتوں میں وہ نسبت معتبر ہے اور اسے جہلی حاکم عظم تر بھیجے

لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِلشَّقَوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقَّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ وَفِيهِ رِجَالٌ

العبادہ کسی کہ جانی گئی ہو تقویٰ پر پہلے دن سزاوار ہے کہ گھوڑا ہو تو اس میں دسین مرد ہیں

الہیہ و ذبیحہ عاویل	یَجْعَلُونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ	روز سے برہنا سے
تقویٰ و طہارت سے	دوست رکھتے ہیں پاک ہونے کو اور اسے دوست رکھتا ہے طہارت رکھنے کو	زیادہ سزاوار ہے کہ

آپ اوسین نمازیہ ہیں اوسین وہ مردان خدا ہیں کہ پاک و صاف رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو کہنے والوں کو دوست رکھتا ہے مسجد تقویٰ ابو شیخ اور خفاک اور عودہ کی روایت میں مسجد قبا ہے اور مسلم و احمد و ترمذی و تہائی و ابو شیبہ وغیرہم نے ابو سعید خدری سے اور بعض نے ابی بن کعب و دیگر بن ثنابت سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میری مسجد یعنی مسجد مدینہ مسجد تقویٰ ہے اور کہا ابن کثیر نے یہی صحیح ہے رجال جمہور مفسرین کی روایت سے ثابت ہے کہ مراد انصار ہیں جب یہ آیت اتر کر تو آپ نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہاری مع و ثنا کی بناؤ تم کو کیونکر طہارت کرتے ہو بوسل پانی سے آبرست لیتے ہیں اور بعض روایتوں میں آیا کہ نماز کے لیے وضو جنابت سے غسل پانی سے استنجا کرتے ہیں فرمایا اس عادت کو لازم کرلو۔ اور کہا ابن کثیر وغیرہ نے مسجد تقویٰ سے اگرچہ مسجد قبا مراد ہو تو بھی مسجد مدینہ بدرجہ اولیٰ مسجد تقویٰ ہے و عموم آیت چاہتا ہے کہ ہر مسجد جو جائز طور پر بنائی جائے اور تمام آدمی جو طہارت کو لازم و محبوب بنالین اس خطاب کے شیعہ ہیں اسلئے کہ حکم متعلق ہوتا ہے نہ متعلق بذات میں خصہ بنے ضرورت ہے ایسی ہی خصوصیت رجال زمین مرد عورت سب اس

روایت جامعہ علی بن ابی حمزہ

وصف و حکم من شامل ہیں بلکہ کلمہ برجال بھی بحسب وقعت ہے مسئلہ جب نیت خیر اور مال طایر اور بنائے تقویٰ سے مسجد بنائی گئی ہو پھر نہ متولی فاسق سے اور نہ ضرر پہنچ سکتا ہے نہ دوسرے کے فساد سے اس لیے کہ تاسیس یعنی بنا تقویٰ پر تمام ہو گئے ملکہ اولیٰ ہے کہ مسجد کی بنا کسی متبرک متقی سے کرائیں جیسا کہ مروی ہے کہ حضور نے مسجد قبا کا پہلا پتھر خود رکھا افسوس ہمارے زمانے کے خوشامد قومی جہد و ادون مکاتون کی بنا جو عام فائدے کے لیے بنائے گئے ہوں اور جسے فواید وغیرہ کی توقع رکھیں امرای سے کرتے ہیں گو وہ کافر و فاسق کیوں نہ ہوں اول یوم سے مادا ابتدا و بنا ہی احمق سے معلوم ہوا کہ افضل ہے واجب نہیں تطہر و اصیغہ مہمانہ ہے یعنی اعلیٰ درجے کی طہارت پسند کرتے ہیں گو بحسب شان نزول طہارت مخصوص بہ محل کیا جائے مگر حکم اسکا عام ہے پس نجاسات و محارم و محدوث سے طہارت اور اس طرح کہ طریق مسنون و آداب مستحبہ فوت نہ ہوں۔ اور اقلہ حرام سے بچنا نجاست کذب سے احتراز الالیش معاصی سے دوری۔ اخلاق ذمیمہ خصوصاً کفر۔ شرک۔ حسد۔ کینہ۔ بغل سے اجتناب یہ تمام امور موجب محبوبیت ہیں ترغیب ابن عمر سے مروی ہے کہ جو رات کو طایر نہ تاسے اسکے ہا لون میں ایک فرشتہ شب باشی کرتا ہے اور اوس کے حق میں استغفار کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ با وضو رہنے کے فوائد مشاہد اور فضائل منقول ہیں ربط بعد تفسیح مسجد ضارہ و فضائل مساجد تقویٰ و حنین اختیار ادون مفید و کلی مثال بیان فرمائی۔

اَقْمِنِ اَنْفُسَ بَنِيانَكَ عَلَى تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانِ خَيْرِ اَمْرِ مِّنْ اَنْفُسِ بَنِيانِكَ

آباد رہنے والی بنیاد اپنی تقویٰ پر اور رضا پر اچھا ہے یا وہ بننے والی بنیاد اپنی

عَلَى شَفَا جُرْحٍ هَا يَفَانْهَارِيهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

کنارے پر گھرے کرنے والی کے پس لے کر اوستے آگ میں دوزخی اور اذلیل رہنا لے کر قوم ظالم کی

آباد وہ شخص جسکی بنا تقویٰ اور طلب رضا ہو اچھا ہے یا وہ جسکی بنا ایسے گروے پر ہو جسکا کنارہ گرا جائے پھر گروے وہ کنارہ اسی دوزخ کی آگ میں اوستا قوم ظالم کی رہنا نہیں کرتا افسس انہ سے مومن خالص ماسے بنیائے بنا مسجد و انجام۔ مدیر کار۔ و مقصود۔ و صرف ہست تقویٰ ترک معاصی رضوان عبادت و اطاعت من انہم بنیان مسجد ضارہ شفا انہم نفاق و کفر و فریب اس لیے کہ جس طرح کنارہ غار یا پہاڑ کی گھاٹی گرتی ہو اوسیر کٹرا ہونے والا معرض ہلاک میں ہے ایسے ہی نفاق و لے

من مومن افسس بنیاد مسجد ضارہ شفا انہم نفاق و کفر و فریب اس لیے کہ جس طرح کنارہ غار یا پہاڑ کی گھاٹی گرتی ہو اوسیر کٹرا ہونے والا معرض ہلاک میں ہے ایسے ہی نفاق و لے

اب گریے تب گریے پر وہ گھٹا تو مارا اور عار نہیں تو مرے اور ماری

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٣﴾

میشہ یہی بنیادوں کے جو بنائی گئی تھیں کہ وہ لوگ کہہ سکیں کہ یہ لوگ جو کلمہ ہوا میں دل الگو اور اسے دانا حکیم ہے

ہمیشہ نیکی بنیاد رکھو جو بنائی شک
دو نہیں اونکے کمرے کہ ملکوں عرصہ ہوا میں دل الگ اور اصر دانا حکیم ہے

یہ بنائے شریفی مسجد ضرار جو اونھوں نے بنائی اون کے دلون میں شک و کفر پیدا کرنے والی رہی

ہاں اگر اون کے دل پارہ پارہ کر دیے جائیں یعنی موت آجاب تو نہ وہ خود رہیں گے نہ صلاحیت شک

شک اور جیتے جی تو یہ غصہ یہ ندامت یہ فراق اور ان کے دل سے نہ ٹھیکہ گا اللہ تعالیٰ واناں امجد و مدبر کار

روضۃ الاحباب نبوت کے گیا رہوین سال مدینے سے اوس وخریج کے پنہ آدمی اگر ایمان

لائے اور آپ سے بیعت کی حضور نے مصعب بن عمیر کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ اہل کام و عقائد مسلمانین تیرہویں

سالِ شہتر آدمی حاضر ہوئے اور بکاف فرشتے راتِ چہار کی لمائی میں جمع ہوئے آپ نے اویسؓ کو ان

سنا یا ابن تیمیہ رحمہ اللہ بن رواجہ نے لہایا: حول اللہ اب اس بہت میں اپنے ب کے

تشریط اور آپہ حقوق و مایمان ارتداد چھو اعلیٰ المدیہ ہے کہ سبھی کو سر پرک کہ لبر و اور اوسکی سندی کی اور مریم رشتہ ہے کہ اسنے نفوس اور ان و اوال کہ طرح مریم حفاظت کرتے رہو وہ بولے صحیح نہیں کہ

ملک ارشاد ہو احنت ملیک روحو جاننا روئے ریح المس لا نقیہ ولا نستقیہ سہ و اگر کہ تو ترے

نفع کی ہے نہ ہر مع توڑیں نہ ہر اسکے توڑنے کی درخواست کریں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا

کہ وعدہ کرو ہر حال میں اطاعت کرینگے خوش ہوں یا ناخوش۔۔ اذندامین مال خرچ کرینگے تنگی مویا فرزند

دستی۔ شرعی امور کا حکم کریں گے۔ ہر ایسے سے منع کریں گے۔ اللہ کے مصلحت میں کسی کی ملامت کی ضرورت نہیں ہے۔

اور بغیر خدا کی اعانت اور اپنے جان و مال کی طرح دشمنوں سے حفاظت کر لیے۔ بعد اس بیعت کے

انصاری نے عرض کی حضور مدینے چلین فرمایا حکم اتنی کا منتظر ہوں۔ انصار بونے یا رسول اللہ رحم سے

اور اقوام عرب سے عہد بین آج ہم اونسے قطع کر دین ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غالب منصف

کرے آپ اپنی قوم کی طرف التفات فرمائیں اور ہمیں چھوڑ دین حضور یہ سنگدہنس پڑے اور فرمایا ہمیں

تم مجھے ہوا اور ہم تم میں سے ہم لڑائی جس سے بدو کے اور صلح کریں جس سے صلح کرو کے درمیان

سعد بن زرارہ نے حضور کا دست مبارک پکڑ کر حاضروں سے کہا کچھ جانتے ہو کہ اللہ کے

رسول سے اس امر پر بیعت کرے ہو باقیین تم ہیئت کے چوہ عرب و عجم بلکہ بن واس جو ہند

سب سے لڑو اصدار ہوئے ہم کو زمین کے بوجھوں کے لئے اس طرح کرپے جو سب سے

علیٰ کے شعبہ جس طرف ہوتا ہے تو اسے جان جان و دل بدل لیتا ہے بلکہ اس طرف

عمر کے سر بن مرتبہ مذکور ہوئے ہیں ان میں پانچ پورا ہیں

بہج مذہب پس ہون بہشت پانہ جان دینا کیون لازم ہوگی وفع اسی لیے غلط وعدہ مذکور ہے اور بہج
 موہل میں بہج رک نہیں سکتا دہم یہ لام ملک کا ہے یعنی مستعار یا میرہ کے طور پر نہیں جو کبھی داپس
 ہو سکے بلکہ ملک و میراث ہو جائیگی اور ہر حال میں غالب ہون یا مغلوب زدہ رہیں یا شہید ہوں یہ
 تورات و انجیل دو شاہد عدل ملو قرآن مسک معلوم ہو کہ یہ حکم قدیم ہے اور حقائق سابق اس لیے کہ تورات انجیل
 کی گواہی خبر دے رہی ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں جہاد تھ پس یہ اوہام ناقص کہ آپکا دین مجھ و تلوار
 سے شائع ہوا یا دین کو غور پڑتی سے کیا تعلق محض بے جمل ہو گئے افسوس کہ جس تلوار سے دین برساتی
 کی ترویج محمود جائیں اسی تلوار سے دین محنت ہون نہ ملے نہ تہ سے اور بھی تاکید فرمائی
 ہے سب سے زیادہ جملہ استقامت اطمینان بخش اور جوش افواہے رکھوں تب اللہ سے زیادہ وفاس
 عمد کر سکے نہ یہ بھی اطمینان دیدیا کہ اس دست میں مذکور بت قلمدہ ہو خوش اور یہ معاملہ مبارک
 پیکتانے کی بات نہیں اور اس سے وسوسہ اور خطاب جنت میں نہ رہا یا پانی سے شہر میان مصحفی
 بیچتے تھے جو دل کو تو لڈھریا رہا ہوا ہے مسئلہ بہج و ہیل یا مزہب جیسا کہ لغت و دہ سے
 ظاہر ہے مسئلہ ہے دیکھے پتھر بیان و قرینت بہر یک سکتی سے مسئلہ بہج مقابلہ یعنی سادہ مال بالمال
 جائز ہے مسئلہ قاضی مال رعیت بولایت عامر بہج سکتا ہے۔۔۔ جسے مال مدیون کا

الَّذِينَ يَبْنُونَ الْعِبَادُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّائِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ
 توجہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے راہ خدا میں چلنے والے کلمہ کریموں کے کلمہ کریموں کے
 بِالْعُرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُتَّقِينَ
 نیک باتوں کے اور منع کرنے والے برائیوں سے اور نگہبان احکام خدا کے اور خوشخبری سنا دینے ایمان والوں کو
 متائب گناہوں سے نادم ہو کر قصد ترک معصم کرنے والا عابدانہ کو مستحق تعظیم جانکر اس کے بتائے ہوئے
 طریقے کے موافق اس کی پرستش کرنے والا حامد اللہ کو مستحق حمد جانکر اس کی ثنا و صفت کرنے والا ساجد
 راہ خدا میں چلنے والا پینے تارک دنیا جو دنیا مثل مسافر بسر کرے جیسا کہ تعلیم فرمایا کہ فی الدنیا کما تارک غیرہ
 اَوْ تَارِكًا مِّنْهَا دُنْيَا مِّنْ اَسْطَحْ جی جیسے تو غریب الوطن ہے کہ وہ دیا دہ سامان اور بہت اہتمام اور بھر و سامان
 کرتا بلکہ ہر دم باہر کا رہتا ہے یہ اولیٰ درجہ ہے خدا پرستی کا یا تو راہ رو ہے کہ سوائے منزل کے نہ کسی
 طرقت توجہ ہے نہ تعلق یہ اعلیٰ درجہ ہے خدا طلبی کا راکع و ساجد نمازی آمر و اجابت شرعی پر حکم کرنا
 ناہی ممنوعات سے روکنے والا حافظ نہایت احتیاط سے احکام الہی کا لحاظ رکھنے والا خدا و
 دودار شرعی جس سے باہر ٹھکانا حرام ہے یعنی اتباع امر و حفظ حقوق اللہ و عباد و نظم سیاست و اہتمام

۱۔ یہاں پر
 ۲۔ یہاں پر
 ۳۔ یہاں پر
 ۴۔ یہاں پر
 ۵۔ یہاں پر
 ۶۔ یہاں پر
 ۷۔ یہاں پر
 ۸۔ یہاں پر
 ۹۔ یہاں پر
 ۱۰۔ یہاں پر

خلافت ابن کثیر کا ابن عباس نے کہ صالح قرآن میں یعنی روزہ دار آئے ہے۔ اور اکثر مفسرین نے بھی کچھ کچھ
 یعنی روزہ دار روایت کیا مگر باعتبار معنی عام۔ ہر فردین و مشی خیر اس میں داخل ہے حج یا دوسرے
 مقامات معاصہ کی زیارت۔ اکابرین کی ملاقات۔ سفر جہاد مسلمانوں کی کار ساری میں دوا و دوش
 یا حبس یا عذاب یا موت یا جہنم کے لئے ہیں۔ قرآن مختلف ہیں کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ خواہ امر فوج علی الصبح
 ہے یعنی المؤمنین ہم التائبون تائب یا جہاد سے تائب ہیں (اہل الجنت) محذوف ہے یہ یا یہ صفات
 بدل ہیں یا تائبین سے تائب یا تائبون مبتدا اور عابدون اتم خبر یا تائب یا تائبون اتم مبتدا خبر محذوف
 (مؤمنین) اور اہل المؤمنین غلہ سے مراد سفر میں خلاصہ یا مونیان مجاہدان و عابد وغیرہ ہیں یا
 تائب عابد وغیرہ ہیں۔ میں مگر دیکھیں مذکور تائب یا تائبین یا تائبین بشارت ہو اس میں ایک مخصوص
 زائد مجاہدین کی تکلیف ہے یہ وہ ان سکات خیر سے مقتدا کرتے ہیں اور تائب دعا بد وغیرہ سے
 توبہ کرنے والے عابد و حامد وغیرہ ہیں۔ یا تائب دعا بد وغیرہ مونیان ہیں اور مونس منرا و بشارت ربط
 رب اس نے منافقین و کفار کے تباہ کر دئے اور ان کے اجتناب و احتراز کا حکم دیا بغیر تکلیف
 امر و حاجت تنفر ارشاد ہوا کہ وہ جہنم میں نہ جیں بلکہ مرنے پر بھی خیر خواہ نہ ہو ایمان اور ایمان الگ رہو
 مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي
 آئین سے پیشتر کہ اور انھیں جو ایمان آئے کہ استغفار کریں واسطے مشرکین کے اگرچہ ہوں صاحب
 یعنی نبوت اور اقربا میں بے مائین کہ تم اہل بیت کے استغفار جائز ہو دفعہ ایمان کے منرا وار
 و است بعد اسکے کہ کہا گیا بیشک وہ صاحب نارہین امر کے کہ مشرک
 جہنمی ہیں او کہ لیے طلب مغفرت کریں اگرچہ وہ قرابت والے بھی ہوں مسئلہ مشرکین کے لیے دعائے مغفرت
 حرام ہے و ہم جہنمی ہونے کا علم مرنے کے بعد ہوتا ہے تو چاہیے کہ دہ گئی میں کافر کے لیے استغفار جائز ہو دفعہ
 کافر پر بحالت کفر ہر حال میں یقین ہے کہ دوزخی ہو گا پس دعا کیجاے تو ہدایت و ایمان کے ساتھ وہ ہم
 مشرک کے لیے استغفار ممنوع ہے کافر کی ممانعت نہیں دفعہ صاحب منافقین کے حق میں ممانعت اوپر
 گذر چکی تو کافر بدرجہ اولیٰ داخل ہیں ہر کافر مشرک ضرور ہوتا ہے ثبوت اس کا صفحہ ۱۵۹ جلد اول
 میں گورا عذر نشان نزول میں قرابت حضرت نبوی کا مذکور کیا گیا ہے جو تک تفسیر آیت اوپر موقوف نہیں
 سکوت و ترک اولیٰ سمجھا گیا سوائے اُنکے جو بوجہ ظاہر مخالفت خدا اور رسول کے دشمن قرار دیئے گئے جیسے
 ابوہل و ابولہب باقی اقارب و معاونین حضرت رسالت کچھ ہی کیون نہ ہوں ان کی توہین و دل
 قبول نہیں کرتا ۵ نے اہل بیت سے توبہ کرنے پر ہر دمرا ۶ بلیل ہیں کہ قافیہ گل شود بس مست

وَمَا كُنَّا اللَّهُ بِمُخْلِصٍ قَوْمًا تَعْدُو ۚ ذَٰلِكُمْ لَكُمْ بِبَيِّنٍ لَّكُمْ مِمَّا تَتَّقُونَ

إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُدَّتُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَمُوتُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

بیشک اللہ کے رسول پر ملک آسمان اور زمینوں کا جلائیو اور مارتا ہے اور زمین و سطر تمھاری سوا ہی اللہ کے
 عمو خطاب فرمایا کہ اس منافق اور کافرو **مِنْ قَوْمٍ ذُلٍّ لَا يَخْلُفُونَ** کس خیال میں ہو اور اس ایمان والو ترک
 موالات کفار سے کیوں افسردہ ہوتے ہو **حمایتی اور نہ مددگار** بادشاہت آسمان و زمین کی اللہ ہی کے
 لیے ہے وہی پیدا کرتا ہے اور زمرہ رکھتا ہے اور مارتا ہے اور تمھارے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُخَلِّينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

بیشک خوش ہوا اللہ پیغمبر اور مهاجرین اور انصار علیہ جنہوں نے اتباع کی نبی کی وقت عسرت میں

مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ذُنُوبُهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

بعد اسکے کہ قریب تھا کہ کج ہوں دل ایک گزہ کر انہیں مگر پھر مہربان ہوا پھر بیشک اللہ انہیں مہربان رحیم ہے

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور مهاجرین و انصار کے جو تنگی کے وقت یعنی جنگ جو کہ میں آپ کے تابع ہوں تو یہ قبول کیا

جبکہ ایک گروہ کے دل شدت و حوادث سے کج ہونے لگے تھے پھر انکی توبہ قبول فرمائی اللہ تعالیٰ مہربان الرحیم

ہے کتاب رجوع کی۔ کما صاحب تفسیر کہیں کہ پیغمبر پر توبہ ترک اولیٰ میں جیسا کہ وہ سرے مضامین میں لکھا ہوا

کہ آپ نے منافقہ کلوکیوں اجادت دی ہے کہ اس سفر میں تیسری زیادہ تھی اور غالباً ایک بڑی بڑت بادشاہ کا تھا یہاں تین طرح

طرح کی باتیں بنا رہے تھے اور بعض بعض صحابہ اس کو بھی نہ پہنچ گئی تھی لہذا ان کا معنی معاف کیا عسرت تنگی کی پیرس سفر میں

عسرت بہت تھی (دوسری) دس دس آدمیوں کے حصے میں ایک دن تھا توبہ بنو بیت اوترتے تھے چہتے (زادراہ) ایک

ایک حصے پر جماعت کی جماعت صبر کرتے اس طرح کہ ایک نے جو سا بھر دوسرے نے جو سا یا تنگ کہ ٹھٹھ رگلی۔ آٹھا

ایسا خراب بدلو کہ قلعہ منہ میں رکھا اور ناک بند کر کے ایسی بدلو آتی دیکھا اس سے کہ انہوں نے یہ بچو فری جاتی رہے

کہا گیا کہ مردو ساعت عسرت سے جنگ خندق جو جسکی قرآن میں خبر ہے کہ نظر خیرہ ہوئی اور کچھ منہ کوئے وقت بائیں

لفظ ہر عسرت تنگی میں ثابت قدم رہنے والی کو یخزہ عفو ثابت ہے تر یغ کجی کما صاحب تفسیر کہیں کہ مردو اس سے

وہ دوسری ہیں جو اس تنگی و سختی سے قلوب میں آفرین ثابت رسول کا ترک کرنا جانتے پھر نادم ہو کر تائب۔ ثبات مخرج

پہلے توبہ آنحضرت اور تمام مهاجرین کی نسبت تھو جس سے حد ترک لفظ و نفس مردو اور دوسری توبہ بنو بیت

ہے جسے کہہ نغز شین ہو گئیں اور آخر میں اپنی رحمت و محبت کا ذکر فرمایا کہ دامن عمن ہو سبائین

وَعَلَىٰ لَثَلَّةٍ الَّذِينَ خَلَفُوا وَحَتَّىٰ إِذَا صَبَأَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَصَدَفَتْ عَنْهُمْ

در رجوع بہ رحمت کی (اون تین پر جو پیچھے چھوڑے گئے) جان تک کہ تنگ ہو گئی اور نیز زمین باد و جد و جدت کے اور تنگی کی اور

انفسہم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم

جانوں نے تنگی میں گمان کیا مگر نہیں جای نہاہ اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر توبہ کی اللہ نے اوپر توبہ کر کے توبہ قبول کر لیا لامر بان

اور توبہ قبول فرمائی اون تین مخلصوں کے جو پیچھے چھوڑ دیے گئے اور ہر کاب سعادت نہا کے اور کمال عسرت

یا عتاب رسول و ترک و تاجر مومنین سے انہر زمین اپنی وسعت کے ساتھ تنگ ہو گئے اور دم گھٹنے لگا اور وہ جان

کہ اللہ کے عذاب سے بچاؤ اور شک کا نہیں ہے مگر اوس کے فضل و کرم کی طرف پھر حق سبحانہ تعالیٰ انکی طرف سے

ہوا کہ باز آئیں اور توبہ کریں اور اللہ توبہ قبول کر لیا لامر بان ہے بخاری کعب ابن مالک سے مروی ہے کہ جب

حضور جنگِ نبوک کی تیاری کرنے لگے اور عموماً حکم ہوا کہ جان نثاران حضور عہدِ چلپین میں روزِ قصد کرنا مکہ میں
درست کو ان اور چلوں مگر یوں ہی دن تمام ہوتا یا شک کہ حضور نبوک چلے گئے اور مجھے یا دہی نہ فرمایا ایک دن
نبوک میں اسے دیکھ کر کعب کا لیا حال ہے ایک مرد بنی سلمہ نے کہا اسے خوش پوشا کی اور بہت طلبی اور
نزدیک رکھا معاذ بن جبل بے تو نے غلط کہا و نہ تم تو اسے اچھا ہی جانتے ہیں۔ اور میں ایمان میں
میں روزِ قصد کرنا آج چلوں کل چلوں آخر کار خبر بہت دشمنی سلام شائع ہوئی اب دل میں ٹھہری کہ غلط
نہ کرے۔ اور ان کو لوگا۔ یہ اہل شہر سے بھی اس پر اتفاق کر آیا مگر جب حضور آگئے، بہت قرب
شہر سے۔ اس وقت وہ نامِ مرتبہ و دروغ و باہوش ہو گیا اور قصد کر لیا کہ حضور میں سوارے پیچ کے کچھ نہ کوگا
انجی سل آپ سچے ہیں آئے اور بعد اسے دو گانے فضل رونق افروز ہوئے لوگ آتے اور جھوٹی قسمیں کہاں کہاں
بہت صورتی ظاہر نہ اپنے اسے بیان پر قبول ظاہر کیا اور اللہ سے طلبِ بخشش کی دی وہی ہیں جکی نسبت منہ
۲۹۸ میں ممانعت مذکور ہوئی کہ اگر آپ راضی ہوں تب بھی اللہ راضی ہوگا کعب کہتے ہیں کہ میں بھی سانسے گیا
اور سلام کیا میری طرف دیکھ کر غضب ناک ضرب پیٹھ فرمایا اور کہا آگے آؤ میں آگے گیا اور بیٹھا ارشاد فرمایا تجھے
کہتے ہیں اسے روکا کیا تو سوارانہ خرید چکا تھا میں نے عرض کی بخدا سے کرم اگر کسی اور کے سامنے ہوتا
اپنی طاقت، بیان سچے جاتا راضی کریتا اللہ تعالیٰ نے مجھے تقریر فصیح و بیان وسیع عطا فرمایا ہے اور بخدا سے
کہ تم میں جانتا ہوں کہ اگر باتیں بناؤں تو آپ کو خوش کر لوں گا مگر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جائیگا اور آپ
بو ہو گا تو گو آپ ناخوش ہو گئے مگر امید وار غنہ ہوں بخدا اچھے کوئی عذر نہ تھا اور نہ دوسرے مجھ سے زیادہ قوی
تھے آپ نے فرمایا یہ سچ ہوا اب اوٹھ بیٹھا کہ اللہ فیصلہ کر دے جب میں اوٹھا تو لوگوں نے کہا تجھ سے یہ بھی
نبوک کہ حضور کو سذر کر کے منالیت اور آپ کی استغفار تیرے حق میں کافی ہوتی میرے دل میں آیا کہ کچھ کچھ
تدبیر کروں میں نے کہا اور بھی کوئی اس جرمِ بہت بیانی میں میرے ساتھ ہے یا نہ لوگوں نے کہا ہاں ہر ایک
بن سبھ اور ہلال بن امیہ (جی تین رہ جانے والے ہیں جکی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی) میں نے کہا
یہ دونوں مرد صلح میں اور ہر میں شریک تھے انکی اقتدا و اتباع نہ اور جو کچھ حکم جناب رسالت پناہی
نافذ ہوا کہ مہینین خالص ان مہینین صادق سے کلام و سلام چھوڑ دیں۔ لوگ کہ نہ کرش ہوے گویا میں
اوس زمین میں نہ تھا جہاں کہہ بنے والے مجھے پہچانتے ہوں پچاس دن یونین گذر گئے اور میرے دونوں
سامی یعنی ہلال و مرارہ زار زار روتے اور گھر میں بیٹھ رہے مگر میں جوان تیز رو تھا گھر سے نکلتا اور مسجد
میں جا کر نماز میں شریک ہوتا اور بازار میں پھرتا کوئی مجھ سے بات نہ کرتا اور میں نماز پڑھ کر حضور کی مجلس
میں آتا اور سلام کرتا دیکھتا کہ آپ نے جواب سلام میں لب روح پرورد کو جیش دی یا نہ پھر آپ کے

پاس نماز پڑھنے لگتا اور کنگھیوں سے دیکھتا جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو قبلہ جان و کعبہ ایمان میری طرف
 خفیہ التفات فرماتے اور جب میں قصد مشاہدہ حال کرتا چشم پوشی کرتے جب زمانہ طویل گزرا ایک دن میں
 ابو قتادہ اپنے چچا زاد بھائی کے باغ کی دیوار پہاڑ کر اندر گیا اور ابو بکر سلام کیا ابو قتادہ نے جواب نہ دیا
 میں نے کہا اے ابو قتادہ تمہیں خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور رسول کو چاہتا ہوں کچھ جواب نہ دیا پھر میں
 بیٹھا اور قسمیں دینا شروع کیں تو اس قدر کہ اللہ اور اللہ کا رسول مانا ترے نبی مجھے ضبط نہ ہو سکا بے اختیار
 آنسو ٹپک آئے اور اٹھ کر چلا اور بازار میں آیا ناگاہ ایک نبی پوچھ رہا تھا کہ مجھے کعب بن مالک کا چچا بتا دو
 لوگوں نے بات تو سنی صرف اشارے سے بتایا کہ وہ یہ ہے اوتنے مجھے شاہ خسان کا خط دیا او میں
 لکھا تھا کہ تجھے سنا ہے تمہارا صاحب نے تم پر ظلم کیا اور ات تعالیٰ نے تمکو غار اور ضلع نہیں چاہا
 تم ہمارے پاس آؤ ہم ہر طرح حاضرین میں نے کیا یہ بھی ایک امتحان اور ابتلا ہے تو میں نے وہ خط ٹاپی تو
 میں ڈال دیا پھر جب چالیس دن گزر گئے تو حضور انور کا دوسرا فرمان جاری ہوا کہ کعب تو اپنی بی بی سے علیحدہ
 ہو جائیں نے کہا کیا ارشاد ہے آیا طلاق دوں یا کہیہ کیوں کہ میں صرف کنہ و کش ہو جب تک اللہ تعالیٰ
 فیصلہ نہ کرے اور مراہ اور ہلال اور ہلال کو بھی یہ حکم ہوا میں نے اپنی بی بی سے کہہ کر تازہ دل حکم اتنی پہنچے مگر
 چلی جاؤ۔ ہلال کی بی بی حضور میں آئی اور عرض کیا کہ ہاں بڑے ہیں میں خدمت کرتی ہوں تو کیا
 آپ اتے بھی پسند نہیں فرماتے ارشاد ہوا خدمت کرو مگر ہم بستر نہ ہو وہ بولیں حضور انور کو اس طرف جس
 حرکت نہیں ہوا اور جب عتاب رسول و خدا میں آیا ہے رونے سے فرست نہیں مجھے بھی میری بی بی نے
 کہا کہ جس طرح زوجہ ہلال کو اجازت ملے تو بھی اجازت حاصل کر لے میں نے کہا میں اس باب میں عرض نہ
 کرو لگائیں معلوم کیا جواب ملے اور میں خود اپنے کام کر سکتا ہوں پھر دن اور گزرے اور پچاس پور ہو
 پھر صبح میں نے پچاسویں دن نماز فجر ادا کی ناگاہ ایک بیکار نے والے کی مبارک آواز سنی کہ کوہ بلند سے
 بیکار تھا بالکھن و بالکھن ابتر لے کعب مالک کے بیٹے خوشخبری ہو تجھے میں یہ سنتے ہی مجھ میں
 گرہ پڑا اور سمجھ گیا کہ فرح و سرور کا وقت آگیا اور صورت یہ ہوئی کہ بعد نماز فجر آنحضرت پر یہ ایت مذکور تری
 جب آدمی مطلع ہوے تو دوڑے کہ اپنے اپنے دوست کو مبارک باد۔ امین دینا چہ کعب کے یہ حضرت
 ابو بکر صدیق آمادہ ہوئے تھے میں نے یہ بشارت سنی اور اپنے کپڑے اتار کر بشیر کو پہنا دیے بخدا میری ملک
 میں وہی دو کپڑے تھے پھر دو کپڑے قتادہ سے مستعار لیکر حاضر حضور ہوا حق جوق آدمی مجھے ملے اور
 مبارکباد دیتے مسجد شریف میں گیا تو گرد و پیش احوال بیٹھے تھے ابو طلحہ کعب ہو کر دوڑے اور مجھے مصافحہ کیا
 اور مبارکباد سنائی میں نے حضور کو سلام کیا دیکھا کہ چہ فراوانی خوشی سے چہارہ ہا ہے اور آپ کی عادت سے

کعب بن مالک
 کا چچا
 ابو قتادہ
 کا بیٹا
 تھا
 اور
 حضور
 انور
 کی بی بی
 سے
 علیحدہ
 ہو
 گئے
 تھے
 اور
 حضور
 انور
 کی بی بی
 نے
 اس
 کی
 خدمت
 سے
 منع
 کر
 دیا
 تھا

تھا کہ جب خوش ہوتے چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے اس علامت سے آپ کی رضا و خوشنودی ہم پہچان لیتے تھے حضور اقدس نے فرمایا **بَشِّرْ بِخَيْرٍ مِّمَّا مَرَّرَ عَلَيْكَ مُنْذِرًا لِّكَ أَمْرًا** خوش ہو اس امر کی جو تیرے تمام عمر کے دنوں سے اچھا ہے۔ میں نے عرض کی یہ بشارت حضور کی عطیات سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی عنایات سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنا تمام مال شکر قبول میں نہ کرتا ہوں فرمایا کچھ رہنے کے یہ تیرے حق میں اچھا ہے (تاکہ سوال و فقر سے بچے) میں نے عرض کی جو مال خیر میں ملا ہے وہ رہیگا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سچائی کے بدولت نجات دی اب کہی ہاتھ نہ کرو بھگا مگر راست۔ اور کوئی راست بیانی میں گریختار بلکہ نہیں ہوتا سعدی۔ اسی موجب رضائے خداست کس نہ دیم کہ گم شد۔ نہ۔ است۔ وف آیت میں پہلے عام طور پر قبول توبہ نازل ہوئی پھر ان میں کا ذکر فرمایا خواہ اسلئے کہ انکی توبہ سب کے بعد قبول ہوئی۔ یا یہ دوسرے توبہ کرنے والوں سے علحدہ تھے۔ یا یہ کہ جس طرح انکی رسوائی اور ندامت زائد ثمر قبول و کرامت عفو بھی اکثر و ظاہر ہو اور اسی رعایت سے پانچ بار آیت میں توبہ کا ذکر فرمایا۔ عموماً پہلی آیت میں جس سے یہ تعلق ہے۔ خصوصاً ان تین کے لیے۔ مکرماً ان نفلوں سے کہ سہرا اللہ انکی جانب متوجہ ہوا۔ تعلیم کہ دوام قیامت و استغفار حاصل صفائی قلب و خشوع و خضوع کامل ہو۔ بغرض اطمینان و نشاط صفات رحمت و محبت کو متوسط کیا۔ مکملہ ثم تا بصیغہ ماضی اور لیتو بواستقبال اسلئے ہے کہ توبہ اتنی قدیم و سابق ہے رجوع عبد پر اور جب تک اور دھر سے تحریک و اجازت نہ ہو اور ہر مجال عرض و سعادت التجا کمان اسی کا نام توفیق رکھا گیا ہے اور دوسری بشارت یہ ہے کہ یہ لوگ آئندہ بھی توفیق توبہ و دولت قبول و عفو سے کامیاب رہیں گے **خَلَقُوا بَصِيفَةً** ہول نسبت فعل ان کی طرف ملی تاکہ ندامت و ازراہ کم ہوشاقت زمین تنگ ہونے سے محاورے میں کمال بیجا رگی و حیرت مراد ہے اور تنگی نفس سے سکرات موت و سخت مصائب ربط قبول و عفو کے بعد وہ اصول سکھائے کہ ذلت سے بچیں قرب حاصل ہو فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** اے ایمان والو اور سچوں کے ساتھ ہو لو نہ بیخوف۔ اے ایمان والو اور اللہ سے اور عباد و سائیکھ سچوں کے رہو کہ تسامیل و تبشیر میں مخالفت امر اتنی ہو جاسے نہ منافق و کاذب ہو کہ غلط بیانیوں سے ظاہر ظاہر اور دل نہیں ہو گشت (تقویٰ) پر ہینہ گاری گو مجر و تقویٰ ایمان سے مقدم و سابق ہے وہی انسان کہ توبہ پر کار و طلب اس کا جو یا نہ کر ایمان کی طرف جھکاتا ہے اسلئے فرمایا ہدی المتقین۔ قرآن ڈرنے والوں کا ہادی ہے مگر مرتب نفع و ضرر سمجھ کر حزم و احتیاط سے کام لینا برکت ایمان سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بیان فرمایا اے ایمان والو

ذرہ اور جبکہ تقویٰ آمد و وسیلہ قرب و صدق کا پڑ فرمایا پس چون کے ساتھ ہو جائے۔ اور جبکہ بقاے صدق و دوام ہن
 و رضا تقویٰ ہی پر موقوف ہو سکتی کہ سب سے مکرم فرمایا ان اگر مکتوہ ہند اللہ انفا کثر تقویٰ گویا تجارت ہی اور
 دوسرے اعمال صالحہ و مقامات قرب و دولت و مال۔ مگر تجارت تابع و ضعیف مال ہی مگر بقا و افزونی ہی پر موقوف
 لہذا تجارت تابع بھی ہے اور مقدم بھی شقی اور عوام مومنین کی مثال ایسی ہی جیسے ایک شخص کنارہ بل پر چلے کہ ذرا بچا کا
 اور دریائین اور دوسرے اوسط راہ میں چلے کہ گرسہ بھی قبول ہی پر رہے کچھ اسکے مراب و مقام بین غمزد و غمیں سے
 بچنا حزم و تدبیر ہی اور حاکم کے عذاب سے ڈرنا خدمت و اطاعت۔ اور اسکے عطیات سے محرومی کا خوف زہر
 و مہلکات اور عنایات محبوب سے ناکام رہنے کا ڈر جب طلب ہی البتہ ناخوشی و بے پروائی کا خدشہ بحضور آقا
 عبودیت و نسبت محبوب صدق ہی صدق (درہ تبارک) کیسیا سعادتمندین ہی کہ صدق کا تعلق چھ چیزوں سے
 ہے ۱۔ زبان با حقیقت ۲۔ قصد و وفا ۳۔ عہد و باطن ۴۔ وقت ہر کیسان کرنا ۵۔ صفات محمودین توکل و محبت و خوف
 درجہ کی حقیقت اپنے نفس میں قائم کرنا اور غنیۃ العالیین میں سے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی
 کہ ہم میری تصدیق کرتا ہے میں اسکی سچائی خلق میں ظاہر کرتا ہوں اور صدق کیسان کرنا ہی ظاہر و باطن کا
 اور سچ بولنا ہے محل خوف میں جہان بدون کذب کے رہا لفظ آئے اور قول فعل میں مطابقت دینا۔ اور اللہ
 تعالیٰ کا عہد پورا کرنا اور مخلوق کی نظر میں قدر و اعتبار ہونے نہونے کی پروا نہ کرنا اور احوال مخفیہ کے
 اظہار سے بے پروا رہنا کما ذوالنون مصری نے کہ صدق سیف اللہ ہے جسپر رکھی جائے اوستہ دو کمر
 کر دے صادق کو آئینہ دیا جاتا ہے جس میں عجائبات دنیا و آخرت کے دیکھ لیتا ہی دینے قلب صافی و کشف سبع و غیر
 صبح ابن کثیر صادقین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں۔ کما ضحاک نے ابو بکر و عمر میں
 فضائل اسکے احادیث میں استقرین کہ بیان سے باہر بلکہ ایمان تصدیق ہی اور اسلام صدق و آیت میں ائمہ
 ۱۔ وجوب تقویٰ اولیٰ درجہ اسکا لا الہ الا اللہ ہی جو کی میت یا خود سچا بنانا اور اولیٰ اسکا ترک نفاق ہی پس ادایہ تو ایمان
 ہو جاتا ہی باقی مراتب ہر مخلص عنایات الہی پر موقوف ہیں نکتہ امین اشارہ ہی کہ شیوخ کامل اللہ مجتہدین کی ابتدا و صحبت امت
 کر و نکتہ یہ بھی اشارہ ہی کہ سوا اہل سنت کے کوئی اہل حق نہیں اسلئے کہ تمام پیغمبر و انکی تصدیق جو تمام پیغمبر و انکی
 مسلمانوں کی سوائے انکی ہی تمام صحابہ علیہم السلام کی تعظیم نہیں کا خیہ ہے اور بعض کا ترک اور بعض کا اختیار کونم و انکی
 ماکان کما لہم لیتہ و من حولہم من اکابرہم یخلفوا عن رسول اللہ

نہ تھا واسطے مدینہ النور کے اور جو گرواؤں کے ہیں گنوار دن سے کہ چھپے رحمانین رسول اللہ سے
 ولا یزغوا بآفئہم عن نفسہ ذلک بانہم لا یضییہم ظمأ ولا نصب ولا
 اور نہ کہ غلبہ کرین اپنی جانوں میں (چوہرہ) انکی کات کو یہ اسلئے کہ نہیں ہو سکتی دن کو پیاس اور نہ رنج اور نہ

۱۔ زبان با حقیقت
 ۲۔ قصد و وفا
 ۳۔ عہد و باطن
 ۴۔ وقت ہر کیسان کرنا
 ۵۔ صفات محمودین توکل و محبت و خوف

مَخْصَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَتَّخِذُونَ مَوَاطِنًا يَنْغِيظُ الْكَفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ

بہو کہ راہ میں اللہ کے اور نہیں جلتے کسی جگہ کہ جسے میں لاسے کا ذکر ہو اور نہیں پاتے دشمن سے

بَيِّنَاتٍ لَّهُمْ يَوْمَ عَمَلٍ صَالِحٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصِغُّ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

کوئی چیز کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ایک کام نیک نیک اللہ نہیں مبالغہ کرنا ثواب نیک کرنے والوں کا

نہ نہ جہنے و او کو چاہو تو تھانہ اُن کے اور دگر رہتے والوں کو کہ رسول اللہ کو چھوڑ دیں اور اپنی جان کے مفقود رحمت کی

طرف مائل اور رسول کی ذات شریفہ سے غافل رہیں۔ اور یہ یعنی آپ کے ہم اسی اور جان نثار سی کا وجہ پایلے ہو

کہ ان کو اس راہ میں کوئی مصیبت یا بیاس یا جوک نہیں پہنچتی اور کہیں جلتے پھرتے نہیں کہ کا ذکر دیکھ دیکھ غصے

میں آئیں بی و تاب کھائیں اور دشمن سے کوئی رنج۔ زخم۔ قید۔ قتل۔ قح۔ شکست وغیرہ انکو نہیں ملتی مگر اُن کے لیے

ایک نیک کچھ جتنی ہے بیشک اللہ مزدوری نیکوئی مبالغہ نہیں کرتا مسئلہ ہر مسلمان پر واجب ہو کہ امام وقت کی

اطاعت و حفاظت میں مستعد رہے اس لیے کہ یہ نصرت نہ مخصوص عرب تھی نہ متعلق شان رسالت بلکہ نصرت

دین و ضرورت و مصلحت اسلام مقصود ہے فولک کو لفظ حکم سابق کی طرف اشارہ ہوا اور اس کا ماسد

حالت محکم مذکور مگر ایسا نہیں بلکہ ترغیب و تحریر کے طور پر فرمایا ہے اس لیے کہ تحصیل ثواب امر محبوب ہے اور

ترک موجب حرام ہے نہ باعث حصیان اور بہان ترک و تخلف حرام و اتباع و نصرت و حب ظاہر یعنی تشنگی

وغیرہ کا ذکر بطور کثرت و توجہ ہے نہ یہ کہ ہمیں امور سے ثواب متعلق ہو بلکہ حکم عام ہے ہر فعل موجب اجر ہے اور

یہ تمام نکرے تحت نفی مفید عموم ہیں لہذا ان سے مراد نقل و حرکت خفیت نیلہ ہر امر کو شامل ہے بحالت

ثبات و اطاعت شکست۔ قح۔ مازنا مریب ثواب ہے عمل صالح پر اکٹھا کی اور کوئی کلمہ مبالغہ کا مذکور

فرمایا کہ مقابلہ ہر فعل خفیت و بزرگ کا ہو سکے اور ثواب عظیم میں ایسا عموم نہ رہتا احمدی مروی ہے کہ

ابو خثیمہ اول ہجرت سے رہ گئے تھے بعد۔ و ابھی مجاہدین اپنے باغ میں گئے اون کی بی بی نے فرش بچھا دیا

اور خیرے اور آب سرد پیش کیا تو آپ نے کہا سایہ گنجان ہے اور خیرے پختہ ہیں اور پانی ٹھنڈا ہے

اور عورت خوب صورت ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و محبوب اور لوہ میں ہیں یہ ابھی

جگہ نہیں ہے اور نہ کھڑے ہوئے اور تا کہ کسا تلوار اور نیزہ اوٹھایا اور تیز ہوا کی طرح روانہ ہو کر

حضور کو گھایا حضور نے راہ کی طرف نظر فرمائی دیکھا کہ ایک سوار دلیر آ رہا ہے بطور تمنا فرمایا یہ

سوار ابو خثیمہ ہوتا پھر جب آپ نے اونہیں دیکھا خوش ہوئے اور اون کے حق میں طلب مغفرت فرمائی

وَلَا يَنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كَاتِبَتْ لَهُمْ

اور نہیں خرچ کرتے کچھ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہیں مڑ کرتے کوئی میدان مگر لکھا جاتا ہے ان کے

اور کوئی خچہ قلیل مثل **لَا يَجْزِيكَ اللَّهُ إِلَّا خَيْرٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ** عقیل کے اور طرح کی پیش
 عثمان بن عبد الرحمن کے تاکہ جزا دے اور نبی اللہ اپنا اسکا کہ تھے کرتے نہیں کرتے اور کوئی سفر
 دراز میں کرتے مگر ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اچھے اعمال سے اچھا عوض دے۔ یا ان
 اعمال سے جو بد و ن جہاد کرتے اچھا ہے مشکوٰۃ رباطہ یوم فی سبیل اللہ خیر من دنیا و ما علیہا
 محافل حد اسلامی ایک دن کی رند و مین دنیا سے اور جو اُسیر سے سب سے بہتر (متفق علیہ) بخاری
أَمَّا غَزْوَتُ دِمَاسَ فَإِنَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتْنَةٌ مَنَّا كَرِهَ اللَّهُ لَهَا کسی نیک کے پاؤں پر راہ میں غبار نہیں بخا اور آ
 آگ مس کوہ میں ایسا نہیں ہو سکتا نسائی **مَنْ أَتَقَرَّ نَفْعَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَيْفَ لَهُ أَنْ يَسْبُغَ وَأَنْتَ مَعْصِفٌ**
 جسے کچھ اللہ کی راہ میں خچہ کیا اس کے فتنے سات سو گنا توبہ لکھا جائیگا ترمذی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ
 ایک شخص آپ کے صحاب سے پاؤں لٹائی بہ گزرا حسین چیر شیرین دیکھ کر بیت خوش ہو ا کہ اگر گزشتہ
 ہو کر بیان چند رہتا تو کیا ابھی بات تھی پھر حضور میں ذکر کیا فرمایا بیشک جہاد میں رہنا ہو کہ شہر میں کی تھاک
 انھیں ہے کیا تم نہیں درست کہتے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخشے اور جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی
 راہ میں اگر اونٹ پر بھی چڑھ کر لڑو گے تو جنت واجب ہو جائیگی۔ اور آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک دو قطر رہنے
 اور دو نشانہ سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں جو ایک قطرہ اشک جو بخون خدا لکھے دوسرا قطرہ خون جو راہ خدا میں
 اور ایک نشانہ جو جہاد میں پہنچے مثل غریب و یتیم وغیرہ کے دوسرا نشانہ جو اول فرائض میں ہو (جیسے وضو
 میں پاؤں پھینکا یا داغ پیشانی وغیرہ) بودا اور فرمایا قفلة کفر و فتنہ بین جنگ و حج یا بحسب عیلمت جہاد
 پھر ناشل روانی کے ہے ربط جب مخالفین کے حق میں عتاب ہو تو مومنین سب کے سب آمادہ ہوئے فرمایا
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَمُوتُوا كَافَةً قُلُوا لَا تَفْرِمَنْ كُلِّ ذَرْبَةٍ تَمُرُّمْ طَائِفَةٌ
 اور ہمیں لائق مسلمانوں کو کہ سب کرین سب سے پہلے کون نہیں نکلتی ہرگز وہ سے ان کے ایک جماعت
لِيَقْتُلَهُوَ آتِي الدِّينَ وَلِيُنْذِرَ رُؤُوسَ قَوْمٍ مَّا خَارَ جَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ
 تاکہ سجدہ حاصل کرین دین میں اور ڈرائیں قوم کو اپنی جہاد میں طرف ان کے شاید وہ بچیں
 احمدی آیت کی دو تفسیر میں ہیں ۱۔ مومنین کی شان نہیں کہ سب جہاد کے پہلے جائیں اور دوسرے
 نظم و نسق معطل و حفظ حدود ملتوی نہ ہو کرین چونکہ یہ امر حرم و تدبیر کے خلاف تھا فرمایا کہ شان و کائن ایسی بتیاطی
 نہیں ہر ایک یوں نہیں ہر جماعت کثیر سے ایک گروہ قلیل جہاد کو نکلتا تاکہ باقی ماندہ علم دین سکھیں اور اپنی قوم کو ڈراتے
 رہیں جب یہ بعد فراغ علم اپنی باقی ماندہ قوم کی طرف رجوع کرین تاکہ وہ گت ہوں سے بچیں مومنین کی
 شان نہیں کہ سب کے سب جہاد کو نکل پڑیں بلکہ ہر جماعت کثیر سے کچھ لوگ سیر و سفر کرین اور پیغمبر کی ہوائیا

لکھا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ
 میں کد سے
 سیر و سفر
 میں کد سے
 جہاد میں
 جہاد میں
 جہاد میں

ہے

یا علما کی صحبت میں نفع یکسین اور جب پھرین تو باقی لوگوں کو ڈرائین تاکہ وہ معامی سے بچیں اور یہ سب بلا تکلف اور صاف میں مسئلہ ضروری ہے کہ تمام ضروری سامان تیار ہر قسم کے آدمی موجود رہیں تاکہ رفہ خلق و صحت نفوس و نظم عالم و قوت اسلام میں متور نہ آئے مثلاً۔ سپاہی اہل قلم۔ خدمت پیشہ۔ مدبر۔ علما۔ اہل حرفہ۔ تاجر۔ ملازم۔ پیشہ۔ کسان سب قسم کے آدمی موجود رہیں۔ شامی اور غلامی کی وجہ تمام مسلمانوں کا سفر و جہاد میں نکلنا منع نہیں تھا۔ یہ تو دوسرے کاموں میں ایسی توجہ کیونکر جائز ہوگی مسئلہ ہر شر اور گروہ سے ایک کا فی مقدار کا علم دین سیکھنے پر آمادہ ہونا واجب ہے ورنہ سب عاصی ہونگے پس علم دینی فرض کفایہ کی مسئلہ امر بالمعروف نہی عن المنکر بھی فرض کفایہ ہے اور اہل علم اسے بالتفصیل نہ داریں گو دوسرے مقاموں پر ہر مسلمان اس کا مخاطب ہے مسئلہ جس قوم میں علما نہ ہوں یا ہوں مگر تعلیم دین و وعظ خلق و امر بالمعروف بقدر کفایت نکویں سب عاصی ہونگے مسئلہ طالب علمی کی غرض نفع فی الدین و امر بالمعروف نہی عن حصول جاہ و جمع زوہب و جدال وغیرہ احمدی کہا نظر اسلام نے کہ آیت سے علم و عمل دونوں کے حکم ظاہر ہیں اس لیے کہ نفع علم ہی اور دین عمل ہی مسئلہ یہ حکم بوقت نفع عام نہیں یعنی جب کفار کی چڑھائی ہو اور بوجہ قلت یا ضعف یا تساہل امام عموماً خروج حکم دین تو خروج ہر ہر فرد پر فرض ہو جائیگا تفصیل آیت ہی سے مستفاد ہے کہ بطور فرض کفایہ عام خروج سرور کا مگر حفظ کے ہی رد نہیں احمدی پہلے معون کے اعتبار سے خبر مشہور اور دوسری تقریر بربر خاد کا قابل قبول اور جب اہل ہونا سمجھا گیا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَنِيكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۖ

ایمان والو! ان سے جو تم پر ہونے سے کافروں سے اور چاہے کہ یا میں تم میں کرار ہیں

ایمان والو! ان کافروں سے **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝** لڑو جو سے قریب ہوں جو طبع

آنحضرتؐ کے آگے صحابہ نے جار لہ بیشک اللہ ساتھ ہے تقوے والوں کے اول قریش یہود و اوطان عرب کو

فتح کر کے پھر شام اور عراق اور مصر پر چڑھائی کی بعد اذان دور دور کے شہر قبضے میں لائے اور یہ بھی ضروری کہ

کفار تنکو شجاع۔ دلیر سخت کوش ثابت قدم یا میں مسئلہ جہاد میں ترتیب چاہیے باعتبار قرب ملک شدت لڑنے کے نزدیک

کے ہوتے ہوئے اہل کتاب سے ہونا ضروری نہیں اور قریب چھوڑ کر یہ پرنہ دوزین مگر اس میں کوئی خاص مصلحت ہو اس لیے

کہ وجوب نفس قتال میں ہر دوسرے صفات میں پس قرب و بعد خارج از ضرورت ہے مسئلہ اظہار شجاعت و جلالت

تا بہ اختیار وجہ مسئلہ معلوم ہوا کہ یہ نرمی اور تندی جو ہمارے زمانے میں شائع ہے جس میں کفر و اسلام ایک نظر سے

دیکھا جاتا ہے مذموم اور موجب شکست اسلام ہے مسئلہ تمام افعال غیر من خفا افضل ہے مگر بقابلہ کفار شجاعت کا اظہار

افضل ہے اس لیے فرمایا کہ وہ تنکو ایسا پائین اور اس لیے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کوکر چلنا اللہ کو محبوب نہیں مگر صفت قتال

میں آدھ میں فرمایا کہ صلیب کریں تاکہ کفار پر رعب پڑے۔ اور جان لو کہ اللہ پر ہر نگاروں کے ساتھ ہے اس سے معلوم ہوا

لے
سرکارِ اہل
جاہات کی
"علا" ہے
جاہات میں

رجع
بہ
کے ہے
مع
دوسرے کام
مردم میں

کہ تقویٰ کی حالتیں مختلف ہیں جب اس کا تقویٰ ترک عذر و بہ عذر و ترک نامردی و نرمی سے
وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ أَيْنَمَا نَزَّلَهُ هُنَا أَيْنَمَا نَزَّلَهُ قُلْ مَا مِثْلُ الدِّينِ

اور جب کوئی آیت قرآنی اوتاری جائے کوئی سورت پہل و نہیں سے وہ ہر کہ کہتا ہے کہ کتنا ہے بڑا یا اسے ایمان ہیں لیکن جو لوگ
اور جب کوئی آیت قرآنی اوتاری **أَمْ أَرَادْتُمْ أَنَا وَهْمٌ يُثَبِّتُكُمْ** ہا جانی ہر تو ان منافقین سے بعض وہ
ہیں جو دوسرے منافقوں سے پیچھے ایمان لائے ہیں تو بڑا ہوا کو ایمان میں درجہ خوشیاں مانتے ہیں ایمان والوں کے لئے مضحکہ و طعن
کرتے ہیں اس آیت میں ہر کسا ایمان بڑا یا جو اب ارشاد ہوا کہ ہوا ایمان والے ہیں انکا ایمان بڑا ہوتا ہے اور وہ خوش ہیں
وَإِنَّمَا الَّذِينَ فِي ثَوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ رَجْسًا لِّمَرْحُسِهِمْ وَمَا تَدْرِي لَكُمُ الْكَفْرُ وَه
اور اگر وہ جتنے دلوں میں مرض ہے بڑا ہی اونکی نجاست نجاست پر اور مرے حالانکہ وہ کافر تھے

ہاں جنکے دلوں میں کفر و نفاق کی بیماری ہے اُنکے حق میں نزول قرآن سے نجاست پر نجاست زیادہ ہوتی ہے اور
بحالت کفر مرنے میں یہی مومن کا علم زیادہ ہوتا ہے نواز عمل حاصل ہوتے ہیں تصدیق و یقین سے دل میں نورانیت ایمان
میں تازگی آتی ہے منافقین کے لیے اسباب عذاب کے نجاست سابق پر نجاست لاحق زیادہ ہوتی ہے اور ایسے انکا حق میں نورانیت
اَوْ لَا يَتَذَكَّرُونَ أَنَّهُمْ يَفْقَهُونَ فِي كُلِّ نَجْمٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَفْقَهُونَ وَلَا يَتَذَكَّرُونَ
آیا نہیں دیکھتے کہ وہ جتنے ہیں ایسا ہی ہیں ہر سال ایک یا دو بار پھر نہیں تو بہ کرنے اور نہ وہ یقین مانتے ہیں

کیا نہیں دیکھتے کہ اُنہیں ہر سال ایک و دہا کوئی نہ کوئی بلا آجاتی ہے کچھ بھی نہ تو بہ کرتے ہیں نہ عبرت اختیار کرتے ہیں
یہ کس شقاوت و سیاہ دلی سے معاملہ فہم نہ ہوا کہتا سمجھانے عطا اور غنی کیا قتادہ نے کہا کہ مقتا نے
جہاد میں انکا اتفاق تھا ہر اور رسوائی عام ہوتی ہے کہتا مکر نے کبھی ایمان لاتے ہیں کبھی منافق ہو جاتے ہیں

ف مطلب یہ ہے کہ راحت و رنج سے اللہ کی کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں اور نہ نام ہوتے ہیں نہ عبرت پکڑتے ہیں
وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرَاهُ كَمُتِمَّمِ الْأَصْرَفِ أَفَصْرَفْنَا هَهُنَا
اور جب اوتاری جائے کوئی سورت دیکھا ایک نے اُنکی طرف ایک کے کیا دیکھنا ہر گلو کوئی پھر پھر سے پھر دے اللہ نے

جب کوئی سورت اترتی ہے تو ایک **قُلُوبُهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ** منافق دوسرے کو دیکھتا ہے اور
آپس میں کتا ہر کوئی مسلمان تو نہیں **دَلَّ اَوْنَكِي** ایسے کہ وہ قوم نادان ہیں دیکھتا (اگر کسی کو پناہ تو) پھر ہر

اللہ نے اُنکے دل پھر دیے اور دروازے توفیق کے بند کر دیے اور یہ ایسے ہر کہ وہ بے سمجھ نادان لوگ ہیں ف پہلے
فرمایا کہ وہ خود پھر گئے پھر کہ مینے پھر دیا اس میں اشارہ ہر کہ کسب عزم بند ہے ہر طرف ہے اور خلق اللہ کی جانب سے
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بیشک آگیا تمہارا پس رسول انداز سے تمہاری شان ہر او سپردہ کہ رنج میں دالے تلو حرم کرتے والا ہے تم پر

ع

قَالَ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

پھر اگر نہ پھیریں تو کہہ دیجئے گا ہی محمد اللہ نہیں کوئی معبود سوا ہے اور کچھ اور کسی پر بہرہ دے گا کیا جینے اور دہرے پر عرش عظیم کا

پس اگر ان احسانوں پر بھی ستم پھیریں تو فرمائی کہ میں تو آپ کہہ چکیے مجھے میرا اللہ کافی ہو نہیں کوئی معبود مگر وہی اسی پر میں نے بہرہ دے گا اور وہ پروردگار ہے عرش عظیم کا وہ بعد بیان ہو نہیں دینا نصین کے پیغمبر کے جلاوت قدر کمال ترحم و غیر خواہی کا ذکر کیا کہ دل نرم ہو محبت جو شہادت اور آنحضرت کی طرف خطاب اگلا سپر بھی نہ نہیں تو آپ ہمارے ہی کرم پر بہرہ دے گا کیجیے امین کثیر الہی بن کعب نے کہا یہ آخو ہے اسکا جو قرآن سے نازل ہوا۔ ابو درداء سے مروی ہے کہ مجمع شام حبشی اللہ سے آخر تک سات بار پڑھا کرے اللہ اسکی ہر مہم آسان کرے گا

سُوْرَةُ يُونُسَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَكِّيَّةٌ

شروع کرتا ہوں میں نام کر اللہ کے بڑا مہربان رحمت کر نوالا

کبیر اسکا نام سورہ یونس ہے اگرچہ حضرت یونس کا تفصیلی قصہ بیان نہیں مگر ایسے کہ بیان اگلا نام ہی یا ایک خصوصیت یعنی بوقت نزول عذاب ربانی اُنکی قوم کے لیے مذکور ہے۔ امین دلائل توحید اور زعم باطل اہل کفر و شرک کی تردید اور نصاب سوز و غم دنیا کے نظائر بیان فرمائے ہیں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی مگر کہا ابن عباس نے کہ مِنْهُمْ مَنْ كُفِرَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ مَدَنی ہے حق میں یہود کے اُتری امین ایک سو نو آیتیں ہیں تیسرے مقامات تنزیل میں ہے کہ لَعَلَّ الْبَشَرَ فِي الْخَلْقِ اِلَّا يٰنَا مَدَنی ہے۔ مقاتل نے دو اور آیتیں مدنی ٹھہرائیں ہیں فان كنت في شك من حاسر من بك اسباب اهل مکہ آپ کی رسالت پر کمال تعجب کیا کرتے کہ اگر اللہ کو کوئی رسول کرنا تھا تو آدمیوں سے کیوں ہونے لایا

الرَّائِفُ تِلْكَ اَيُّهَا الْكَافِرُ تَحْكُمُوْهُ اَكٰنَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اِنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ اَنْ

بہ آیتیں ہیں کتاب استوار کی کیا ہے اوسوں کو حیرت یہ کہ وحی کی بنے طرف کسی مرد کے اون میں سے

اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ اٰمَنُوْا اِنَّ لَهُمْ قَدْ اَمَّ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَا لَكِفْرٌ

کو ڈرانے آدمیوں کو اور خوشخبری سنا دیجیے اوسہیں جو ایمان لائے کہ واسطے انکے قدم صدق ہی اور کچھ رب کے پاس کہا کافروں نے

الرحموت مقطعات سے جو اہل ایمان اِنَّ هٰذَا السَّحْرُ فَاَمْسِكُوْا اِیْنَ اسی سورت کی طرف اشارہ ہے

خواہ اون آیتوں کی طرف جو اول مذکور ہوئیں۔ اور کتاب سے خواہ قرآن مراد ہے۔ خواہ وہ قرآن جو بیچ محفوظ ہے جو خواہ کتب سابقہ یعنی توریت و انجیل وغیرہ مگر کہا ابن کثیر نے ہم اس تیسری تاویل کی کوئی وجہ اور معنی نہیں جانتے

وقف النبی علیہ السلام

ف صاف ہے کہ یہی سورہ یونس قرآن کی آیتیں ہیں حکیم صاحب حکمت یا حاکم یا حکم پس قرآن حکمت ہی

اور ضبوط و استوار اور حلال و حرام میں حاکم بھی للناس بقول ابن عباس اہل مکہ میں اور عموم فقط میں تمام آدمی داخل رجل گو نگرو ہے ہر رجل یہ صادق آسکتا ہے مگر آپ ہی کی ذات مقدسہ اور مقدسہ خواہ ایسے کہ فرد کامل آپ ہی ہیں اور مطلق فرد کامل کی طرف منصرف ہوتا ہے یا یہ کہ آپ کمال عظمت و وسعت دائرہ تعریف و تخیل و مخلوق میں نہیں آسکتے لہذا نکرہ چھوڑا یا بوجہ کمال نمود کے تبارک و تعالیٰ پر کفایت کی گئی یا یہ کہ جب مطلق رجل کی طرف وحی مستعد نہیں تو سید الرجال کی طرف : رجب اولیٰ جائز ہوگی قدم صدق و رستور میں ہر کہ کمال ابن عباس نے وہ خوب بیان جنگا کر مقدم ہوا یا اجر خیر جو مقدم ہو گئے ۔ کمال ابن مسعود نے اعمال مقدمہ اور آثار قدم جو بیاعت و بی اور کار خیر کے لیے اذنین ۔ کمال سچ نے سچائی کا ثواب کمال حسن نے وہ مصیبت جو بغیر کی اطاعت یا محبت یا ہمراہی میں ہو چکے کمال حسن اور زید بن اسلم اور ابو سعید خدری اور حضرت علی نے قدم خیر ہمارے شفیق و قدیم نبی اکرم میں کہ محشر میں شفیق ہو گئے ف گو قدم صدق و رستور استقامت ۔ تقویٰ ۔ مقام صدیقین ۔ اور خیر میں پیش قدمی ہے مگر یہ کھیل تفسیر نہایت دلکش ہے جسکے آپ حامی و شفیق ہوں اذنین ایک کیہ : ہذا اثنائین زبیا ہیں اور لائق مقام یہ ہے کہ قدم صدق سے قول رست جو حقیقت میں تصدیق کتاب و رسول ہے مراد ہو یعنی وہ لوگ مبشر ہیں جو کتاب و پیغمبر کی تصدیق میں پیش قدمی کرتے ہیں حاصل یہ آئین قرآن کی ہیں جو عقل و نقل اصول سے استوار خیر و شر کا حاکم ہو کیا آدمی کو تعجب ہو کہ جنہ اذنین انھیں میں سے ایک مرد پر اس قرآن کو بھیجنا کہ دوسرے کو آئین والے عذاب اور یوم حساب سے ڈرائے اور آپ انکو خوشخبری سنادیں جنگی نیکیاں سابق اور صدق ثابت یا جنگی آپ حامی ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ آپ کھلے کھلے جا دو گریں ۔ یعنی قرآن اور رسول کی تصدیق کرنے والے مستحق بشارت اور ایمین شک کر کے باتیں بنانے والے موسوف بکفر ہیں لطیفہ اس میں اشارہ ہوا ابو بکر کی طرف جو موسیٰ اول اور صدیق اکبر ہیں اور ان تمام سابقین بالایمان کی طرف جنگی تصدیق مقدم ہوئی یا انکی طرف جنگی تصدیق انکی موت پر مقدم ہے ف آیت ضرورت نبوت و مطاعن پر دلیل واضح ہو ایسے کہ حضرت خالق و حاکم کی شان مقتضی ہے کہ اُسکے غلام اُسکے غضب ڈرین رضا کے امیدوار ہیں اور یہ امر کہ وہ راضی کیہ نکر ہو اور کب غضب ناک ہو گا بدون تعلیم ہر کہ ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی ذات و صفات قیاس و اوراک سے کہیں بالابین ایسے فرمایا تھے قرآن اُتارا جو ہمارے حکم بتائے لیکن تعلیم وہی طرح سے ممکن تھی ۔ ایک فرد فرد شخص کو معلوم ہو جائے اور یہ طریقہ سلسلہ انتظامی کے مخالف تھا ایسے کہ نوع انسان بدون کسی منتظم زبردست کے خود بخود کسی اصول کی پابندی نہیں کر سکتے ۔ یہ کہ کسی ایک کے ذریعے سے تعلیم ہو اور یہی شان ہے پیغمبر کی لہذا فرمایا کہ ایسے ہماری اور ضروری امر پر تعجب اور تعجب کو نہ ہو ہا یہ ہم کہ ہم میں سے پیغمبر ہیں ہوا کسی فرشتے کو کہیں

الحمد للہ
وہو علیہ السلام
وہو علیہ السلام
وہو علیہ السلام

نہ بھیجا بعثت ہے ایسے کہ ترحم و عنایت ربانی اپنے تمام بندوں کو کسی غیر جنس کے ہاتھ میں جو نہ مہر دہو نہ شہین
 راز دان کیونکر پھر کرتی پھر ایسے مطاعن کہ ساحرین یا کاذب محض یا فہمی و تعصب و شرارت میں نہ کیا۔
 اِنْ سَأَلْتُمْ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتِّ اَيَّامٍ اَمْ سَتَوَلٰوْا عَلٰی اَعْمٰشٍ
 بیشک رب تمہارا اللہ ہے جسے بنائے آسمان اور زمین چھ دنوں میں پھر مسلط ہو گیا پھر عرش پر
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْتَفِيْضُوْا اَلْاٰمِنَ بَعْدَ اِذْ نَذَرْتُمْ لَكُمْ اَللّٰهُ سَمْعٌ لَّكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝
 تدبیر کرتا ہے کاموں کی سنیں کوئی سفارشی مگر عبد اس کی اجانت کہ ہے اللہ رب تمہارا ہے پس عبادت کرو اس کی کیا نہیں سوچتے
 بیشک تمہارا رب اللہ ہے جسے آسمان و زمین پہ ایسے چھ دن میں پھر عرش پر بجلی خاصہ صفائی اور تمام امور عالم کا
 انتظام کرتا ہے کوئی سفارشی نہیں مگر ایسے اذن و اجازت ہے اللہ تمہارا رب ہے پس اس کی بندگی کرو کیونکہ تم نے سوچتے
 سمجھتے۔ آسمان و زمین کا چھ دن میں بنانا اور ہتھوڑے عرش کی تفسیر اور توضع صفحہ ۶۳ و ۶۴ میں گزرنی پھر بالآخر
 لینے باوجود اس رفعت و وحدت کے تمام امور جنوں و کئی خود انہماج و تہجد کوئی قدرہ ہے حکم نہیں بلکہ شفیق معالمت میں
 کہ انہوں نے حارث کتا تھا قیامت میں لامع عزی میری سفارش کریں گے اور یوں بھی کفار تبوں کو شفیق جانتے تھے بیشک
 آگے آتا ہوں نہ دیکھو کہ یہ زعم باطل ہے ظاہر آیت رہ شفاعت غیر اہل حق ابطال زعم مشرکین میں ہے
 اور اشارۃ انصاف سے شفاعت مسلمانی ثابت ایسے کہ شفاعت حکم بالہاتی ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ بعض شفیق ہیں بہر
 لذن کے اور وہ شفیق ماذون ہمارے حضور میں اور بعد آپ کے دوسرے انبیاء و صلی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا
 فَاَلَمْ يَجْعَلْ لِّمَنْ يُّشَهِدُ اِلَیْهِ صِفَاتٍ جَلِيْلَةٍ اَوْ قَدْرَتٍ كَامِلَةٍ اَوْ وَهْبٍ مُّوْنٍ اَوْ اَدَبٍ مَّوَدِدٍ اَوْ حُجْرٍ مَّوَدِدٍ اَوْ حُجْرٍ مَّوَدِدٍ اَوْ حُجْرٍ مَّوَدِدٍ
 اَلَيْسَ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا اِلَیْهِ ۚ اَلَا تَعْلَمُوْنَ ۝
 اویسی طرف بازگشت تم سب کی ہو وعدہ اللہ کا حق ہے بیشک ہی بند کرتا، خلق کی پھر پھر گنا اور سزا تاکہ مولا کی اور نصیر جو ایمان لا
 وَتَعْمَلُوا الصَّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَمْ يَكْفُرُوْا بِالْحَمْلِ ۚ وَكَانَ اَبُوْا اَلْحَمْلِ
 اور کیے کام نیک انصاف سے اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے شربت پر حمیم سے اور عذاب دردناک ہے
 شَرَابٍ نَّوْشِدُوْا حَمِیْمٌ ۚ اَلَمْ يَكْفُرُوْا ۝
 طرے سے وعدہ اللہ کا حق ہے وہ سبب اس کے کہ تم کفر کرتے خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر بھیجے گا
 تاکہ مومنین نیکو کار کو جو بے غیر بکمال انصاف دے کہ کوئی چھوٹا بڑا عمل ضائع نہ جائے یا اسے اور کافروں کو جو نیک
 پیر اوٹا یا ہوا اور عذاب دردناک نصیب ہو یہ ان کے کفر کی سزا ہے۔
 هُوَ الَّذِيْ فَعَّلَ الشَّمْسُ ضِیَآءً ۚ وَالْقَمَرَ نُوْرًا ۚ وَقَدَرًا مَّسٰرًا ۚ لِّتَعْلَمُوْا عَدَدَ
 وہی ہے وہ جسے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو روشنی اور معین کن اور کے لیے منزلیں تاکہ مانو تم تنہی

بیشک رب تمہارا اللہ ہے جسے بنائے آسمان اور زمین چھ دنوں میں پھر عرش پر بجلی خاصہ صفائی اور تمام امور عالم کا انتظام کرتا ہے کوئی سفارشی نہیں مگر ایسے اذن و اجازت ہے اللہ تمہارا رب ہے پس اس کی بندگی کرو کیونکہ تم نے سوچتے سمجھتے۔ آسمان و زمین کا چھ دن میں بنانا اور ہتھوڑے عرش کی تفسیر اور توضع صفحہ ۶۳ و ۶۴ میں گزرنی پھر بالآخر لینے باوجود اس رفعت و وحدت کے تمام امور جنوں و کئی خود انہماج و تہجد کوئی قدرہ ہے حکم نہیں بلکہ شفیق معالمت میں کہ انہوں نے حارث کتا تھا قیامت میں لامع عزی میری سفارش کریں گے اور یوں بھی کفار تبوں کو شفیق جانتے تھے بیشک آگے آتا ہوں نہ دیکھو کہ یہ زعم باطل ہے ظاہر آیت رہ شفاعت غیر اہل حق ابطال زعم مشرکین میں ہے اور اشارۃ انصاف سے شفاعت مسلمانی ثابت ایسے کہ شفاعت حکم بالہاتی ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ بعض شفیق ہیں بہر لذن کے اور وہ شفیق ماذون ہمارے حضور میں اور بعد آپ کے دوسرے انبیاء و صلی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا

۳۱

الْمُسْتَبِينَ وَالْحَسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

برسوں کی اور حساب نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ مگر ساتھ حق کے ظاہر کرتا ہے آئین قوم دانہ کے لیے وہی ذات پاک ہے جسے آفتاب کو ضیا اور اہتباب نور بنایا، وہ ہر ایک کے لیے منزلیں میں گہن و خمیں برج مکتے میں اور اعمیہ کے درجے سے تم پہچان لو عدد ہر سون کے اور حساب لصلوں کے اللہ نے یہ سب حق پیدا کیا ہر اور اپنی نشانیاں جاننے والوں پر ظاہر کرتا ہر کجست جامع البیان میں ہر کہ اصل روشنی ضیا ہے اور عارضی نور کہ البوسود نے ضیا اقویٰ نور سے وفت یہ تاویل خواہ اس لیے ہر کہ تخصیص ہے دو جو نہوایہ کہ محاسب حکمت نور نور شمس سے استفادہ قرار پاسے لیکن نور ہر ماضی سے ہے اور ضرورت نام پاک نہیں تو کیونکر ہو سکتا ہے صفات ہر ترقیاتی عارضی ہوں ہاں یہ دونوں قائم ہم نفس صیفی سے نکال سکتے ہیں رضیاں مصدر بھی ہر ہر وزن قیام اور جمع ضروری ہر وزن فعال ہیں کثرت از شمس میں مبنی جمعیت مفہوم ہو سکتی ہے اور نور میں مبنی جمعیت نہیں پس التساب تلیل کا کثیر سے امر قیاسی جہاں نور موجب سکون و برورت و جمال سے فکر کو اس صفت سے مخصوص فرمایا جلال الدین سیوطی نے ذکر منشور اور جہاں بن مختلف اخبار سے نقل کیا چاند نور سے اور درج ثانی سے پیدا ہوا اسمہ ایک آسمان کی طرف اور پشت زمین کی جانب ہے زمین کی طرح آسمان کو بھی نورانی کرتے ہیں آفتاب ایک حصہ نور سے عیش کے ہزار حصہ نور سے ات فی اختلاف التیل والنہار وما خلق اللہ فی التسمیۃ ذلک لعلکم تفرقون ۝

شب کے لئے ہیں رات اور دن کے اور اس میں پیدا کیا اللہ آسمان میں دن میں اور زمین میں رات میں اور ہر گز و بیشک رات دن کے بدستہ اور آسمان و زمین کی مخلوق میں نور نے والوں کے لیے بہت کچھ نشانیاں ہیں جسے اپنی اور تمام مخلوق کے عجز و فنا اور حق سبحانہ تعالیٰ کے وجود قدرت و لقا کو پہچان لیتے ہیں۔ ابو سعود و اتوی والوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ جو درجہ ہے وہ تدبیر نجات کا جو یا ہوتا ہے نور غافل کو کیا پڑی ہے کہ نظر و فکر کر۔ آیات البصیرہ جمع اس لیے فرمایا کہ انتظام معاش میں بھی انعمین طریقوں سے عبرت و تجربہ و تدبیر حاصل ہوتی ہے اور اصلاح معاد بھی ممکن ہے اور مقام عرفان و سلوک و کشف علوم بھی اسی ذریعہ سے ہو تا ہے۔ اور بیشک یہ اختلاف دلالت کرتا ہے کہ سب عاجز۔ محکوم فانی ہیں اور کوئی ذات قادر و علیم باقی ان پر حاکم اور اعلیٰ متصرف ہے اور یہی امور موجب اقرار توحید والوہیت و ذکر فنا و حشر و نشر و عذاب و عود ہر کتاب و پیغمبر کی طرف محتاج کرتے ہیں اور کبھی کمال قدرت و عظمت موجب پہچان مادہ محبت و باعث غلبہ عجم و عبودیت ہو جاتا ہے مسئلہ ان دونوں آیتوں سے علم نجوم و حساب و دیگر علوم طبیعیات و حکمت کے یکمے سکھانے کا جو ثابت ہے مگر قید اتفاق سے ان تمام قلیوں کو ضرورت تک محدود اور صلاح معاد و معاش میں بشہ طابع منقولات مقصور کر دیا اور اسی کی تاکید اعلیٰ آیتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

اپنے فرمایا کہ تسبیح اہل و عترت کی شمار عبادت سے ہوگا۔ اور صبر و شجاعت کا ذکر فرمایا نکلتے اولیٰ قول خلت یا کسی
نیکے رسول میں تسبیح کیا کرے اور پھر بوقت زیارت صاحب سلام اور ان نعمتوں کے فکر میں محدود بنا جالا نیگے

وَلَوْ يَجْعَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ لِمَشْرَاقِ الْمَسْجِدِ أَوْ لِمَغْرِبِهَا أَلْفَ مِائَةٍ أَوْ مِائَةً أَوْ خَمْسِينَ مِائَةً لَفِضَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا قَدْ سَأَلُوا

اگر جلدی بھیجتا اللہ آدمیوں کے لیے مشرقی و مغربی مسجدوں کی طرف ایک ہزار یا ایک سو یا پچاس ہزار سالہ عبادت کی ہر چھوڑ دیتی ہر قسم

کبیر اس صحت میں ہے کہ **الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ لِقَاءَنَا فِي طَعْنِائِهِمْ يَجْعَلُ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا** تعالیٰ نے شہادت منکون کو رو

کیا ہے پہلا شہد نبوت اس طرح اور پھر جو ہرگز اپنے ہمہ تن ہمارے ملنے کی ادنیٰ کوشش میں ہلکے ہو

کسی بالخاصہ اولے کو تردد نہ کرے دوسرا شہد کفار کا کہ اگر آپ حق ہیں تو ہر مذهب نازل ہو جائے جیسا کہ نصرین

مذہب نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں تو ہر آسمان سے پتھر برسا سکے بے ارشاد ہوا اگر اللہ تشریف بھی اسی

عملت سے ظاہر کر دیتا جیسا کہ تم ہر کوئی عملت مانگتے ہو تو کب فیصلہ ہو جاتا اور اہل مدینہ جو دنیاوی حیات اور عیش و

ملاذ کے لیے مقرر کیے گئے ہیں منقضی و تمام ہو جاتیں پس ایسے ہم وقت معینہ سے عملت نہیں کرتے اور چھوڑ دیتے ہیں

کفار عامی کو کہ وہ اپنے کفر و انکار و شرارت میں بیکہ رہیں معاملہ کما ابن عباس نے مراد وہ بدعا ہی جو آدمی بجا است

غضب کرتا ہے اپنے اہل و ولد یا نفس پر اور اہل ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ میں نے

تمہیں عہد لیا ہے جو خلاف نہ ہوگا میں تو آدمی ہوں جس میں مومن کو مین ایذا دہوں یا گالی دوں یا ماروں یا بدو عاکرون

تو وہ میری بُرائی اُسکے ظہین رحمت و دعائے خیر کر دے اور سبب تقرب و ثواب کا قیامت میں بنادی استحقاق

مفعول مطلق ہے یعنی مثل استعمال اُنکے کے اہل وعدہ مدت شبہہ فرمایا کہ ہم عملت نہیں کرتے حالانکہ امتنا سے

ساتھ کے عذاب قرآن میں مذکور ہیں اور کفار کے لیے عذاب دنیاوی کے وعدے بھی موجود ہیں دفع پایہ مراد ہے کہ

وقت معینہ سے پہلے مجھے خواست عبادت یا نہ کرے یا نہ کرے عذاب و سزا اس جرم کی ہے وہ دنیا میں نہیں کرتے بلکہ

یہ بطور تنبیہ و تہذیب کے ہے اس لیے کہ دنیا کا کوئی سخت سے سخت عذاب دوزخ کے سانسے بہتر و عیش کے ہے

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَا نَحْنُ الْجَنَّةِ أَوْ قَاعِ الدَّارِ أَلَمْ نَكْشِفْ الْغَمَّهُمْ كَاشِفَ الْغَمِّ

اور جب چھڑ لیا انسان کو بُرائی نے پکارا بکھو اپنی کڑھ پر یا مٹھیا کھڑے پھر جب کھول دیا ہمیں اوس اوسکی مصیبت کو

مَرَّكَانَ لَقَدْ يَدْعُنَا إِلَى ضَرِّهِمْ كَمَا دَعَاكَ إِلَى ضَرِّهِمْ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَجْعَلُونَ

چلا گیا گویا کہ نہ پکارا تھا ہر طرف بُرائی کے کہ لاحق ہوئی تھی اسی اسیاد کو کیا کیا اچھا فضول کا ذکر و وہ کام کہ تہ کرتے

اور جب پیش آئے آدمی پر کوئی مصیبت تو بیٹے یا کھڑے یا بیٹے یعنی ہر حال عورتانہ ہو پکار تاجی پھر جب وہ بلا دفع کر دیتی ہیں

پہلے طریقے پر پہنچنے لگتا ہے دینے نا کھری و خلت گویا اس شکل میں جسے کبھی در خواست ہی نہ کی تھی ایسے ہی فضول کا ذکر و گویا اُنکے

اعمال اچھے دکھائی دے جاتے ہیں (کا مفرود خوش بین اور شرارت بڑھتے بڑھتے انھیں ہلاک کر دے پھر انا لے اسکی

تقریر یہ کہ طبع حیوانی ایسا ہے مگر عقل انسانی تمدن و خلاص کی مقتضی ہو اور خود ہاتھ پاؤں یا تہ تیغ ہو کر
ہمارا تو ذر عقل و معرفت جو ہر انسانی فطرت میں ہو اس زبردست حکم الحامین کی طاعت چکا دیتا ہے یہ پناہ اور تمام عالم کا
مہر و عاقبت جاننا ہی اور یہ دلیل واضح ہو کہ یہ فطرت کا طبع ہے کہ بشر و دیگر ذوات کے لئے ہے اور یہ انکار کرتا ہے کہ یہ فطرت
وہ کچھ قاعدہ ہے جس کے خلاف نہیں کرتا مگر یہ وہ سیارہ دل جس کا چراغ فطرت و سرشار کفر سے بالکل بچ کر کا ہو کر نور
بھی بیکار ہو تو فرضی نام اور ہے روح جسم کو یہ وہ بہت ہی ہوش ہے ایسا ہے جس ہی ہوش وہ امید داری کی نشوونما کا رکھنا
مافی الری زیدادہ توضیح عقل اسکی آیت جو بین آتی ہر کئی امر معلوم ہونے اور یہ فطرت کا اثر دیکھنا دین ہی ہے کہ یہ ہر
انسان کو مدد و اویسیت رکھتا ہے اور وہ شخص جسے کسی جگہ پرورش دینی ہو جان کوئی تباہی و تلافی ہے اسے بھی اوتار و توحید
و اوجہ ہے جیسا کہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا یہ رست و عنایت کو اور ہر جمع کی اور مشکل کشائی فرمائی ہے اشارہ کہ یہ حال
اور ہم عنوان اور ہر کی توجہ دعا مقبول ہی ہو جاتی ہے اس کی غفلت حق و امنشی کہ اور ہر عالمی اور ویسے ہی ہے
تہجد و تکریم سب معرفت عقل کو کہانی بڑائی اچھی جانتا ہے معلوم ہوا کہ امت میں فراوانی کاری اور صرف کثرت
میں مادرشان منوین خوش اتفاق سے نہیں صحیح مسلم بن ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تین آدمی بنی اسرائیل کے تھے ایک کوڑھی دوسرا گھٹا تیسرا اندھا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکا امتحان لے ایک فرشتہ بھیجا
وہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہا تو کیا چاہتا ہے بولا رنگے جلد خوبصورت اور اس کوڑھے کا رخ ہونا فرشتہ نے
ہاتھ طافور اچھا ہو گیا اور نہایت خوبصورت بن گیا پھر پوچھا کس قسم کا ماں مطلوب ہے بولا اونٹ یا گاسے دیباوی کو
شک ہے تو اسے ایک اونٹنی حاملہ دیکر کہا اللہ بکرت عطا کرے پھر گئے اسی ہی یرش کی اویسے ہال اچھے اور گھٹا
ناگین اسکا گھٹا اچھا ہو گیا اور ایک حاملہ گائے دی اور اندھے کے پاس گیا اوستے انگلیں اور بکریاں ناگین یہ بھی جیسا
ہو گیا اور ایک بکری حاملہ ملی پھر ان تینوں کے جانور بنے اور بڑے بڑے جنگل پھر ہو گئے پھر فرشتہ بصورت سائل
ہئے کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں مسافر مسکین ہوں سامان راہ میں ہو اللہ کے سوا کوئی سہارا نہیں میں تجھے
سوال کرتا ہوں ہوا طہ اس ذات پاک کے چنے جلد اور صورت اچھی دی اور اونٹ عطا فرمائے کہ مجھے ہو چھا دے
بولا میرے ذمے حقوق و خراج بہت ہیں فرشتے نے کہا میں تجھے کچھ بیچا تا ہوں کیا تو کوڑھی محتاج نہیں تھا اللہ نے
تجھے سب عنایت کیا بولا خوب مال باپ دادے سے میں نے کہا ہے فرشتے نے کہا اگر تو جو بٹھا ہے تو اللہ تجھے
وہاں ہی کر دے جیسا تو تھا پھر گئے پاس آیا اور یہی جواب پایا پھر اندھے کے پاس آیا وہی سوال کیا اس
مرد خدا دل نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیں میری راہی ہے اس مال خدا داد سے بے اور
مستعد و غنی میں آئے رجنے دے میں قیل و ماہم نہیں پکڑتا فرشتے نے کہا تیرا مال تجھے ہمارا کہ رے اللہ نے
نکھڑا دیا تو وہ دونوں خراب ہوئے اور بدسور کوڑھی اٹھ گئے ہو گئے اور تمہارے اللہ راہی ہو -

یہ روایت
ما تفسیر النبی
اس کے
تفسیر و ما
یہ روایت
الروایت
نہیں ملے
راہی ہیں
تفسیر النبی
یہ روایت
یہ روایت
یہ روایت
یہ روایت

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

اور بیشک ہم نے ان کو قوموں کو پہلے سے جب ظلم کیا اور ان کے پاس پیغمبر آئے

بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا اِلَيْهِ مُنِیۡۤا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیۡنَ ۝

کلی نشان اور نہ تھے کہ ایمان لائے ایسے ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگار کو

اور ہم نے ان کو ان کو جو آپ کے پہلے تھے جیسے نمرود عاد و ثمود وغیرہ عذاب ہلاک کیا مگر جبکہ انہوں نے کافر

مقام کے اور ہم سے پیغمبر آئے پاس آئے اور دلائل و معجزات کے ان کو معقول کر دیا اب شہد و مرد و نبی بجز ان کا تعصب

شرارت کے اور وہ ایسے ہو گئے کہ ایمان کی امید سے منقطع ہو گئی۔ اور ہم گناہگاروں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں ایسی ہی کریم آپ

کے ساتھ مخالفت کرنے والے بھی ایسے ہی عذابوں کے منتظر ہیں ف معلوم ہوا کہ جس قوم میں چارہ فتنیں ہوں وہ گرفتار

عذاب ہوگی نہ ظلم و گناہ کیوں نہ لگے پاس پیغمبر یا ناصح و احکام آتی آجائیں تاکہ جمل پیغمبر کا عذر نہ رہے اور فعالے

او نکو واقعات اور حوادث سے یا نور عقل و فہم سے یا تعلیم و وعظ سے ایسا قہین دلا دے کہ مرد و دشبے کی

گنجائش نہ ہو ایسے کہ دل ہر شخص کا اولیٰ صالح حق ہوتا ہے مگر تعصب و شرارت و عداوت پر پوری اسے محبوب و

حارث کر دیتی ہے یہ اس کے حالات و آثار سے امید توبہ و توبہ قبول شفع ہو جائے ہلاک سے وہ عذاب

مراوے جو جمل نہ سکے پس وہ گرفت جو عاصی نادم و خاطی ساری کے نعل پر ہوتی رہے ایسی زمین ہوتی جو جمل

نہ سکے ظلم کفر شرک حدود شرعی سے تجاوز۔ دنیا میں کسی کی حق تلفی مالی ہو یا ہونی۔

تَوَجَّعَلُنْکُمْ خَلِیۡفَۃً فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِہِمْ لِنَنْظُرَ کَیۡفَ تَعْمَلُوۡنَ ۝

تیر بنایا تھے تم کو قائم مقام زمین میں بعد ان کے تاکہ دیکھیں ہم کہ کیوں کرتے ہو تم

پھر اس کے بعد تم کو زمین پر پیدا کیا بسا یا ایسے کہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو یعنی اگر اومیں کی سی شرارت کرو گے

عزت ہو گے اطاعت کرو گے تاحیات دنیاوی عزت و راحت سے بسر کرو گے آخرت میں بہشت

یا دے گے ف بشر بضر امتحان مخلوق ہوا ہے پس بیگاری جساؤ زمین۔

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٌ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرْجُوۡنَ لِقَاءَنَا اِنَّا

اور جب پڑھی جائیں اور انہیں ہماری کھلی کھلی کہیں وہ جو نہیں امید رکھتے ہماری ملاقات کی لا

یَقْرَءُ غَیۡرَہِذَا اَوۡبَدَیۡلَہٗ قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡ اَنْ اَبَدَیۡلَہٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیۡ ۝

قرآن سوائے اس کے کہ مجھے نہیں ہے مجھے یہ کہ بد لون او سے طرف سے اپنے ہی کے

اِنَّ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُؤْتِیۡ اِلَیَّ اِنْۢ خَافُ اَنْ عَصِیۡتُ رَیِّ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیۡمٍ

نہیں یہ وہی کہ تا میں مگر ایسی ہی کہ اگر نافرمانی کروں ایسے رب کی عذاب ہو اس لئے کہ بڑا ہے

اوس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر ہتھان باندھے اور اس کے احکام و آیات کو جھٹلائے بات تو یہ ہے کہ گناہگار و شکاری بنائینگے کذا یا عید احترازی نہیں اسلئے کہ ہر انفر اجموٹ ہوتا ہے پس خواہ بیان تقریر ہے خواہ تاکید خواہ بیان واقعہ اور ممکن ہے کہ کہا جائے جو شخص پیچ سمجھ کر کسی تاویل و روایت پر اعتماد کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت کوئی امر غلط کہہ جائے تو وہ کافر نہ ہوگا جیسا کہ اکثر مسائل خلافہ میں ہے لیکن یہ تقریر مہول میں نہیں مل سکتی اسلئے کہ ہر کمال و معنی و تقویت اجماع جانب مخالف پر سچا گمان نہیں جاسکتا۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۚ وَكَانَ يَوْمَئِذٍ اللَّهُ مُبْصِرًا ذَوِي الْأَبْصَارِ

اور جو ہے پس سوائے اللہ کے اور کو نہ کہ ضرر دے اور نہ نفع دے اور نہ دیکھ سکتی ہیں سفارشی باتیں

عَمَدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتَبْتُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ مِنْ مَبْنًى

پس اللہ کے کد بجھ کیا دیتے ہو اللہ کو اولیٰ کہ اسے یا س آسمانوں میں اور زمین میں یا ک ہے وہ

اور یہ کفار اللہ کے سوا ایسوی پرستش اَوْتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ اُنہیں جو نہ انکو پہچان سکیں نہ جانتیں

بیسود محض ہر اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے اور ہر اور سے کہ شرک کرے ہیں سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور

میں آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی خبر سناتے ہو جسکا وجود نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا نہ زمین میں معلوم وہ ذات

پاک منزہ ہر اور ہر اس سے کہ تم شرک کرتے ہو فت بت پرستی کی تردید میں دو دلیلین فرمایاں اول یہ کہ نفع و ضرر میں

پہونچا سکتے اسلئے کہ جب ضرر پر قادر نہیں تو کیوں ذرین اور جب نفع کے منار نہیں تو کس سے جبکہ ہر اور ظاہر ہے کہ قدرت

نفع و ضرر غیر ہر بدون تعقل ذات محال جو خود اپنے وجود اور بقا و وقوع اور اور ہر قادر نہ ہو دوسرے کے لیے کیا ایکشن ہر

اور نہ بلکہ ہر مخلوق کا مستقل موجود و باقی ہونا عقد محال قرار پائے اسے تو خود نافع و مضار بھی نہ ہونگے نہ معبودیت کے

سزاوار و ورم ہے کہ انکو سفارشی سمجھنا ایسی بات ہر جسکا وجود آسمان و زمین میں ہوں چونکہ کفار مدعی تھے ثبوت انھیں

ذمے تھا اسقدر انکار انکے تلامذہ کو کافی ہو گیا۔ اور جب یہ دونوں امر رد ہو گئے تو دایا اللہ منزہ اور پاک ہر تمھارے

اس تمام شرک وافر سے وہم و غم انھیں سے نفی علم اتھی سمجھی جاتی ہے دفع کما صاحب تفسیر پیر نے یہ اسلئے مقام

بر لا جاتا ہے جان کسی شے کی نفی منظور ہو ہم نہیں جانتے ہیں وہ شے موجود ہی نہیں اگر ہوتی تو ہم بھی جان سیتے

ف ممکن ہے کہ کہا جائے کہ علم اتھی غلط و خلاف واقعہ نہیں ہوتا اگر ایسے مخرقات سے علم اتھی متعلق ہوتا تو یہ بھی

قامت ہوتے پس معلوم ہوا کہ انکا وجود بھی نہیں ہے مسئلہ معلوم ہوا بغیر ذمے مدعی ہر اکتبہ علیہ علیہ

اور مدعا علیہ ہر انکار اور اس کے تقویت کو قسم والیہ علیہ علیہ کہ جو نہ کفار مدعی معبودان باطل و شفاعت

کاذب کے تھے صرف انکار فرمایا کہ وہ نافع ہیں مضار کیونکر معبود ہوسے اور شفاعت کا وجود ہی نہیں کس طرح

ثابت ہوگی لیکن اس انکار کو اس کلمے سے کہ ہم زمین و آسمان میں نہیں جانتے قائم مقام قسم کے کر دیا۔

سفارشی باتیں
میں آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی خبر سناتے ہو جسکا وجود نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا نہ زمین میں معلوم وہ ذات پاک منزہ ہر اور ہر اس سے کہ تم شرک کرتے ہو فت بت پرستی کی تردید میں دو دلیلین فرمایاں اول یہ کہ نفع و ضرر میں پہونچا سکتے اسلئے کہ جب ضرر پر قادر نہیں تو کیوں ذرین اور جب نفع کے منار نہیں تو کس سے جبکہ ہر اور ظاہر ہے کہ قدرت نفع و ضرر غیر ہر بدون تعقل ذات محال جو خود اپنے وجود اور بقا و وقوع اور اور ہر قادر نہ ہو دوسرے کے لیے کیا ایکشن ہر اور نہ بلکہ ہر مخلوق کا مستقل موجود و باقی ہونا عقد محال قرار پائے اسے تو خود نافع و مضار بھی نہ ہونگے نہ معبودیت کے سزاوار و ورم ہے کہ انکو سفارشی سمجھنا ایسی بات ہر جسکا وجود آسمان و زمین میں ہوں چونکہ کفار مدعی تھے ثبوت انھیں ذمے تھا اسقدر انکار انکے تلامذہ کو کافی ہو گیا۔ اور جب یہ دونوں امر رد ہو گئے تو دایا اللہ منزہ اور پاک ہر تمھارے اس تمام شرک وافر سے وہم و غم انھیں سے نفی علم اتھی سمجھی جاتی ہے دفع کما صاحب تفسیر پیر نے یہ اسلئے مقام بر لا جاتا ہے جان کسی شے کی نفی منظور ہو ہم نہیں جانتے ہیں وہ شے موجود ہی نہیں اگر ہوتی تو ہم بھی جان سیتے ف ممکن ہے کہ کہا جائے کہ علم اتھی غلط و خلاف واقعہ نہیں ہوتا اگر ایسے مخرقات سے علم اتھی متعلق ہوتا تو یہ بھی قامت ہوتے پس معلوم ہوا کہ انکا وجود بھی نہیں ہے مسئلہ معلوم ہوا بغیر ذمے مدعی ہر اکتبہ علیہ علیہ اور مدعا علیہ ہر انکار اور اس کے تقویت کو قسم والیہ علیہ علیہ کہ جو نہ کفار مدعی معبودان باطل و شفاعت کاذب کے تھے صرف انکار فرمایا کہ وہ نافع ہیں مضار کیونکر معبود ہوسے اور شفاعت کا وجود ہی نہیں کس طرح ثابت ہوگی لیکن اس انکار کو اس کلمے سے کہ ہم زمین و آسمان میں نہیں جانتے قائم مقام قسم کے کر دیا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ فَاخْلُقُوا أَوَّلًا كَلِمَةً سَبَقَتْ مِنْ رَبِّ الْعَلْقَمَةِ بْنِ مَرْ

اور یہ ہے کہ دینی ممبروں کے لیے جو کچھ اور اگر ہونا چاہیے کہ چاہیے ہو گیا ہے یہ رب کی طرف سے البتہ فیصلہ ہو جائے گا

اولاً اُن ایس گروہ اُنکے ذہن نہایت پرستہ فیما فیہ مختلفون ہے پھر آپس میں مختلف ہو گئے اور اگر وعدہ پر ونگاہ کیا
 سابقہ نہیں ہو تا تو ان میں وہ لوگ میں کہ اختلاف کرتے ہیں فیصلہ ہو جاتا کہ کیا حضرت

آدم سے منسوب۔ لہذا یہ حضرت نوح سے پیشتر اور کہا گیا ہے طوفانِ نوح کے جبکہ سولے اولادِ نوح کوئی نہ رہا تھا ب
مذہبِ ابراہیم سے مراد یہ کہ جو عینی اگر انتقام ایک ت پرستینِ نوچکا ہوتا اور برائے نکاح اندازہ نہ ہوگا ہوتا تو

ایک مسلمان کو جسے یہودیہ اور نیک و باطل کس جاتا اور بل باطل و نیک میں اور ال حق میں میں فیہ میں

اور انہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ پیغمبرِ حق ہیں تو کیوں نہیں کوئی نشانی اوتار رہی جاتی؟ فرشتے آئے یا کفار مر عذاب

انہوں نے جو تائب ہو کر ایمان لایا ان کو اللہ تعالیٰ کا اجر دیا ہے اور جو کفر سے باز نہیں آئے ان کے لیے عذاب ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ النَّاسُ رَجِهَ مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مُسْتَرْسِمٍ اِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي اٰيٰتِنَا فَلِلّٰهِ اَسْرَعُ
اور جب چکھا ہے میں تم کو مولاؤں۔

اور آدیون کا یہ حال ہے کہ جب انہیں حکمرانوں سے ملنا آئے تو وہ کہتے ہیں کہ تم لوگوں کو کوئی حجت کرتے ہیں مثلاً پانی
برسنا یا اور آدیون سمجھتے ہیں کہ انہیں ایک مرتبہ سے بھی حکمت نہیں ہوگی مال دیا مراد برائی ہے یہ سمجھتے ہیں

و موط و خشک سالی و بیماری و غلامی و غیرہ کے تو ایک حیلہ نکال لیتے ہیں کوئی سحر این کرتا ہے کوئی اپنی تدبیر کوئی کسی مہذب و ماطن پر زوال کرتا ہے ہر کیف غلام و اقوار و بندگی کی جگہ انکار و شرک و تکبر کرتے ہیں تو آپ اُن سے

نہدیجیے اللہ کا دالزاور، یہ بہت تیز رفتاری سے متوقع فرار نہ فرمت تدبیر نہ مجال عذر اور یہ بھی نہیں کہ بھول چوک
سوا اکار اخفا کی امید رکھو اس کے رسول یعنی ملائکہ ان کے گرو فریب سب مکھ پتے ہیں ابن کثیر مکتب مراد شہد راج

سہ یعنی کرے آدمی گناہ اور دولت و عزت بلکہ منہ مائی مراد پائے تو ضرور سمجھے گا کہ میرے کام میری
سمجھ میں ہے نہ نہیں تو یہ میا بی نہ توئی اور اسکا گناہ و کفر بڑھتے بڑھتے ایسی حد تک پہنچا دیگا کہ فرعون قادر

کی حق قابلِ ترمیم بھی نہ رہے اور خسر الدنیا والا آخرۃ ہوتے گزشتہ نیک و بد سب لکھے ہیں جس کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا مگر یہ نیک مکر ہی کا ذکر کیا اس لیے کہ بحث اُسی سے تھی ربط اپنی رحمت اور انسان کی حق

٤

کڑی وغیرہ بھر جب زمین اچھی طرح اپنے پھل پھول نکالے درخت سرسبز کھیت تیار بار غلاداب ہوں اور اسکی
زیب وزینت ظاہر ہو اور اسکے مالک جان لین کہ اب ہم اسکے مالک اور اس سے متمتع ہو گئے دفعہ حکم آئی آج
برق گرے اوسے برسمین۔ پالا پڑے آمد می پہلے بیاتے اور کوئی بلا ارضی و سماوی پہنچے اور وہ سب -
ہلاک ہو جائے گویا کل بیان کچھ تھا ہی نہیں نام نقصان نرسے (اسی طرح دنیا کا معاملہ ہے ہر شخص کا خاتمہ
موت پر ہو جاتا ہے اور قیامت میں تمام دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا) ہم اسی طرح اپنی قدرت کے آثار
اور تمھاری فنا کے دناں ظاہر کرتے ہیں مگر اونکے سے جو فکر کرتے ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْكَافِرُ لَا يَكُونُ إِلَّا كَافِرًا ۝

اور اللہ بلا تاج ہے طرف جنت کے اور راہ دکھاتا ہے جسے چاہے طرف راہ راست کے

دنیا جس میں تم مہ تن مصروف ہو اسکی یہ حالت ہو، در حق سجدہ تعالیٰ میں سے تم بے پردہ اور غافل ہو وہ تم کو
سلامتی کے گھر یعنی جنت کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے سید می راہ پر لگا دیتا ہے وارسلہام
جنت کا نام ہے اس سے پہلے دنیا اور اسکی آفتیں مذکور مہتمن لہذا فرمایا اذھر تو یہ ہلاکت ہو اور اللہ کی طرف سلامت
بخاری اپنے فرمایا میرے خواب میں فرشتے آئے اور کہا اپنے صاحب کے لیے کوئی مثل کو ایک نے کہا آیتو
سورہ دوسرا بولنا آئیں سوتی ہیں اور دل بیدار ہے تو کہا ایک شخص نے گھر بنایا اور اُس میں سترخان بچھایا اور ایک
بھانے والا بیجا تو جس نے اسکے بلانے کو قبول کیا گھر میں آیا اور خوان نعمت سے کھایا اور جس نے اسکی بات نہ مانی نہ گھر میں
آیا نہ کھانا پایا پھر کہا گھر جنت ہے اور بھانے والے محمد ہیں صلے اللہ علیہ وسلم جسے آپ کی اطاعت کی اللہ کی اطاعت
کی بنے آپ کی عدول حکمی کی اللہ کی عدول حکمی کی اور آپ در بیان مومن کافر کے فرق ہیں ابن کثیر نے جابر روایت کی
کہ یہ فرشتے میکائیل و جبریل تھے اور مالک خانہ اللہ تھا ف میرے نزدیک یہ آیت عبرت دلائیالی ہو
مومنین کی کہ وہ شاہنشاہ بھانے اور غلام حاضری میں توقف کرے اور بھانے والی ہے منکرین کی
کہ وہ اس دعوت اور نعمت سے محروم ہو گئے اور تنبیہ ہے واسطے دنیا پرستوں کے کہ وہ طالب آفات
ہیں اور مژدہ جان بخش سے عاشقوں کو کہ خلوت خانہ خاص میں اون کے لیے اشارے ہو رہے ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهِ يَتَوَكَّلُ ۝ وَالْكَافِرُ لَا يَكُونُ إِلَّا كَافِرًا ۝

واسطے اونکے جنہوں نے نیکی کی بنی ہو اور زیادہ اور بڑا کئے کی مذکور انکی تاریکی اور ذلت ہی صاحب جنت ہیں وہ اوس میں ہمیشہ راضی و مددے ہیں
جنہوں نے اچھے کام کیے انکو نیکی ملی اور کچھ زیادہ اور غنم محشر سے انکے چرواہے آخرت اور تاریکی کے نہ ہو گئے وہ
جنت والے ہیں اسی میں ہمیشہ رہیں گے حسنی بظاہر یہ لفظ خفی ہے اور حسن و بواہ نقصان غیر موعود اور حشر
آخرت بوجہ کمال داخل ہے اور اسی بنا پر معالم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ مولا حسنی سے دقل گئے سے

اور جب سداں ہم ان سب کو عرصاتِ ممشد میں جمع کرینگے پھر مشرکین کو حکم ہوگا یہیں ٹھہرے جو ادھر بہر گزردہ
علیحدہ علیحدہ ہو جائیگا موسن موسن کے ساتھ کافر کافر کے ہمراہ اور اون کے شر کا جنکو مسموم بنا رکھا تھا بولیں گے
تم اے مضر کو خاص کر بکلو جے نہ تھے

فَلْيُيَاثِرِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ غَافِلِينَ ۝

پس کافی ہے اللہ کو وہ درمیان ہمارے، ورنہ تجھ اور محققین کے ہم پر سنس سے تمھاری غافل

اے مشر کو ہمارے تمھارے درمیان میں اللہ کی گواہی کافی ہے کہ اس امر کی خبر نہ تھی کہ تم ہماری پرستش کرتے ہو
ف ان دونوں آیتوں میں دو امر قابل حل ہیں اول شرک کا تو ان مراد ہیں کہ یہ جو نیک مقام الزام تو ہیں ہے
اصنام و جن و شیاطین وغیرہ اور ہیں **ف** یہ عموم لفظ اس تخصیص کو قبول کرتا ہے نہ تو ہیں و تذلیل سے شرک کو
تعلق ہے جبکہ وہ انکار کر رہے ہیں بلکہ دوسرے مقامات میں ملائکہ و انبیاء سے بھی ایسی یاد پرس مذکور ہے اور اُن کے
عذر منقول۔ و دوم اگر یہ شرک شیاطین و بت وغیرہ ہیں تو اُنکی دونوں باتیں کہتے ہماری پرستش نہیں کی اور
ہم کو اس عبادت کی خبر نہ تھی جھوٹی ہوں یا بھی قابل التفات نہیں ہاں اگر ملائکہ و انبیاء و صفا بھی داخل ہیں تو یہ
کذب قابل نظر ہے اور جواب یہ ہے کہ کہتے ہمارے حکم و رضا سے ایسا نہیں کیا کہ تمھاری بندگی ہماری طرف منسوب
ہوتی تو گو یا نہ یہ عبادت ہماری ہوئی نہ پہنے لے جانا نہ تمھاری پرستش ہماری حقیقت و ذات کے اعتبار سے
نہ تھی بلکہ باعتبار شان الوہیت یا حق شفاعت و علم حاض و رت غالب تھی اور وہ محض افترا و کذب تھا پس
یہ تمام امور اسی وصف فرضی کی طرف منسوب ہوئے جسے کیا اور اسی طرف ظہور آیا ناسیئہ خاص کہ جو مشیر بنائیں
عبادت سے مراد عبادت ذات اور غفلت سے مراد بے پروائی و بے تعلقی و عدم رضا۔ نکتہ اس تقریر میں
دو فائدے ہیں پہلے یہ کہ اے مشر کو دیکھا اپنے معبودوں کا حال تم سے نفرت یہ اور غفلت اس قدر تہنیتیہ
ہے کہ جو حضرات یہ جو یہ بوجے مانتے ہیں اُن پر نہ کر دو خدا کا بار جواب ہے وہ اسے ہر حال اُس کے

جو اس سے راضی ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کے بعض مشائخ صوفیہ اور علمائے دینیہ پرست
 هٰذَا لِكَيْ تَبْلُغُوا كُلَّ نَفْسٍ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰیْكُمْ اَتٰی الْحَقُّ وَصَلَّ عَلَیْهِمُ الْاَمْرُ لَئِنْ
 اَبَانِ اِسْمَکَ ہر نفس جو رکھتا اور غیر جانبدار نہ ہو کہ نہ کہ ہر آدمی کا سچا اور گمراہ ہوا ہونے کو جو نعمت نامہ

یعنی اس وقت جسے جو کیا ہے اس کا بدلہ پائیگا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پھیر جائیگے کہ وہی ان سب کا سچا مالک ہے جو کچھ دنیا میں دل سے گزرتے یا منے سنائے پر استعا کرتے تھے وہ سب بھول جائیگے معاملہ یہاں موتی غرور و مالک دنیا ہی اور اس حکم میں کافروں میں سب داخل ہیں اور جان فرمایا کہ کافر و کھاکو کوئی مولیٰ نہیں وہاں ناصر و مددگار کے معنی ہیں اور یہ مخصوص ہے مومن کے لیے ربط بعد بیان سورہ انعام و فضائل کفار پھر ایک زبردست دلیل بھی ہے

۱۰
چھوٹے بچے کے لیے
تین سو روپے
فرائض میں
بچہ ادائیگی
کے لیے باقی
خدا و باری سے
لے لیا۔

27

تقریر سے انگور حق بیسوی کی طرف توجہ دلائی۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مَنْ يَتْلُوا السَّمْعَ قَالَا بَعْدَارُ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمْتِ

کسے کون رزق دیتا ہے تنگہ آسمان اور زمین سے آیا کون مالک ہے سماعت اور بصر کا اور کون کائنات پر ذمہ دار ہے

وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمِنْ يَدَيْهِ الْأَمْوَالُ فَنَسِقُوا لَوَالِدَيْهِ ۖ فَقُلْ أُولَئِكَ يَقُولُونَ ۝

۱: لڑکتا ہے مردہ زندہ سے اور کون انجام دیتا ہے کاموں کو پھر کہینگے اللہ پھر کیسے کیا نہیں دڑتے

آپ اس رسول کریم پر بھیجے کہ کون آسمان سے رزق دیتا ہے (پھر لہجہ باران و حرارت و برودت و تبدیل موسم کے) اور

زمین سے (جو سطح نباتات و اثمار و حیوانات کے) کون تمھارے کان آنکھ کا مالک ہے (جاسے دے جاسے چھینے) کون

زندہ مرد لیے لکھا تھا، دیکھنے انہی سے کہ: نطفہ سے پیدا ان نغمہ سے درخت۔ زمین سے سبز و معدوم سے لعل و ہوا و کبر

زندست دیمه، رست و معدوم کرتاسه و وقت سبز خشک کردوالتاسه، کوکر تمام امور کا انجام دے والا خالق روحا کرم

انکے داب میں کوئی شے نہ تھی۔ پھر اب کہیں اسے رب رحیم قادر - ذہر دست - حکم سے پھر نہیں ڈرتے

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَفُتْنَا فِي الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

وَمَا يَكْفُرُ لَكُمْ وَيَعْتَدُ لَكُمْ فَإِنْ لَمْ يَأْتِكُمْ سُلْطَانٌ مِنَ رَبِّكَ فَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُكْفُرِينَ

پس بی اندر لب ہے حلاوت چرخ بیاں سر سبز چرخ بیاں چرخ بیاں چرخ بیاں

یہ ہے سہ ماہی جلیلہ مہن وہ سہ ماہی سچا اسلہ اور سپر دوز دار کی اور بوٹوں سے جدا کیا گیا ہے یہاں مہنوں کو

نویں چھوڑ کر لکھ رہا ہے کہ یہ حبیب سید خاں کے بچے وہ سماعت بیان ہے جسے بدون رہبر بیت عام ہی سمجھ

پھر ایبار آمد یا مین یہ وصاف چون وہی لفظ اب الزام لہ یہ صحاح صرورت ربوبیت سے مین کو مین ثابت ہوا اگر کسی

فردمیں مین فرار دودنودھوکی باسل اور دیوالی کی پوجا پر مہر لگی لٹنا پڑ گیا کہ ایسی کوئی ذات ضرور ہے جس پر اوس کا نام آتے

اور رب ہے آپ تباہ کیا عذر و سوغ انکار ہا اسیر بھی ادھر اور دھر نظر لے کر اور وحدانیت کے قائل نہ ہو تو۔

لِذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

ایسے ہی ثابت ہو گئے کہ تیرے رب کے ادب پر جو مفرمان ہوئے بیشک وہ ہیں ایمان لائیں۔

کبیر جس طرح ہماری وحدانیت و ربوبیت ثابت ہو گئی یا جس طرح بعد حق کے ضلال اور ہندو لائل کے انکار کا محقق ہو گیا

ہونا ثابت ہوا ایسی ہی جبرے رب کے کلمات یعنی تکوین عذاب ثابت و حق ہے اگر ہونا فرمان میں اور وہ ایمان لائے بغیر وہ کلمہ

دکفر سے نفی ایمان اگر مسلم ہے تو اس سال رسلِ عبث و فحش مزاد اس جنسِ تقدیری و کلامِ ائمہ پر جسکی نسبت جابجا اور غلام

آنکھ کان دل ہیں مگر بیسہ درمیان اسکے بعد دوسری دلیل کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے اثر نہ کیا ہو تو وہ سی -

قُلْ هَلْ مِنْ شَرِكَاكُمْ مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ أَوَلَيْسَ لِلَّهِ الْيَدُ الْبَاسِتَةُ ۚ وَالْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ فَاقُلْ تَوَكَّلُونَ

نہ سے کہا جو کوئی تمہارا دشمن نہ کہوں ہے جو ابتدا کرے خلق کی کچھ کچھ ملے اس سے کہہ دیجئے اللہ سدا کرے اس خلق کو جو خدا عبادہ کرے اور اس کا کھ کھانہ پسند آجائے

اگر ثابت وقت سے متعلقین ایمین دلائل ظنیہ کافی نہیں ہیں۔ مسائل فقہیہ میں اختلاف اجتہادی بہتر ہے اسلئے کہ اجتہاد ظن ہے اور بیان میں فقہیہ اور مسائل اجتہاد میں تاویل و اختلاف ممنوع اسلئے کہ اسکا مقررین پر ایک فرق نہ تھا۔ مثل روضہ و خارج و فہم کے دائرہ اہل حق سے خارج ہو گئے۔ یہ بھی سمجھا لیا کہ جب کوئی دلیل ظنی ہو تو نہ وہ دلائل ظنیہ پر عمل متنع نہیں اسلئے کہ عدم کفایت ظن بمقابل حق مذکور ہے نہ مطلقاً

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ نَصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ الْكِتَابِ

اور ہمیں قرآن کہ بنایا جائے غیر اللہ سے اور لیکن سہی کرتا ہے اسکا جو ساتھ اسکا ہے اور بیان پوشا ہے کہ

یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ غیر خدا کے لکھ دیا گیا ہو۔ **الْكَذِيبُ فِي مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِنَ الْعَالَمِينَ** اس کے ان جو اسکے آگے کتب آسمانی ہیں اسکی تفصیل کرتا ہے اور تفصیل پر احکام اگر نہیں شک اور میں اسکی سیر و سیر کا عالم کہ اسکا یہ کہ ایمین کسی قسم کا شبہ نہیں ہے

پر رد و گار عالم کا اوتارا ہوا ہے کتاب سے لے کر تفسیر میں کے نزدیک اور مکتوب یعنی فرائض و واجبات و محرمات

مکتوبہ یا دین محفوظ اسلئے کہ اصل کتاب وہی ہے نہ ہر کتاب آسمانی اسلئے کہ خلاصہ علوم و تفسیر احکام و حقائق توحید

و اصول متفقہ ایمین موجود ہیں فت آئین پائی۔ ذہن قرآن کی مذکور ہوئیں نہ ممکن ہی نہیں کہ دوسرے کو بن سکے

گوئی دعویٰ ہا قرآن مخالف و مشابہہ متاثرات سے ہوتا ہے فصاحت کلام و صداقت اخبار و استحکام کلیات و علم

اختلاف ایمین اسلئے کہ ایک انشبیہ باب صلاہ ذوق سلیم جان سکے کہ ایسے پر اثر مفصل و مختصر سبیل و شواہد

عامی و مکلف یہ اعتبار یہ دلائل مقبول کسی بشر سے نہ ظاہر ہو سکے نہ اب ممکن ہیں نہ اگلی کتابوں کا مصدق ہے

ہر یکم اہل کا بیان کرتا ہے کہ یقینی ہے ایمین شبہ و شک نہیں ہے اللہ کی طرف سے ہے بشر کا کلام نہیں۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبُيُوتُ الْمُنِيرَاتُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ لِلْبَيْتِ وَإِذْ يَحْمِلُ إِسْحَاقُ وَيَعْقُوبُ نَافِلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

کہا کرتے ہیں کہ اگر کیا اسے کہ یہ بظاہر کوئی سورت مثل اس کے اللہ بلا وجہ بلا سکون سوا اللہ کے اگر جو ہم سب سے

اگر اب بھی کچھ تردد باقی ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن بطور اثر بنا لیا ہے تو آپ کہہ دیجیے کوئی ایک سورت ہی اسکی

بنا لاؤ اور تم اکیلے نہیں بلکہ خدا کے سوا جسے بلا سکوا اگر سچے ہو بعد بیان اوصاف و دعویٰ حقانیت عام اختیار

دیدیا کہ اگر کوئی شک ہے تو ہم بلکہ تمام عالم ایک سورت تو بنا لائیں فت ظاہر ہے کہ یہ اور مثل اسکے اور بھی

آیتیں با و لا بنی و منکرون کو سنائی جاتی تھیں اگر کچھ بھی ایمین دم ہوتا جواب دیتے پھر جب پیشوا ایمان کفر و ائمہ

اچکار سے سکوت کے سوا اور کچھ نہ سکا تو ان نوخیزوں کی کون سنتا ہی اور حقانیت قرآن پر دلیل سکتا دعویٰ سلم ہے

و ہم اس دعویٰ کا حامل تو یہی ہے کہ قرآن کا مثل میں ہو سکتا تو اگر کسی شے کا بے مثل یہ نظیر ہوتا نہزل مراد اللہ

اور وہ اب تصدیق و وہب الاطاعت ہونے کے لیے دلیل کافی ہو تو ایسے اہل کمال اور بھی پائے جاسکتے ہیں

جسکے کمال کا نظیر پایا نہیں گیا تو کیا ایسے لوگ دعویٰ کرنے سے پیغمبران بے جا نیگے و فاعل کمال و حاکم

ہی نہیں رکھتے آپ کیا ہو کر کھانا دینگے اور وہ برا جو بھی ہو کھانا ہو کہ انشاء ہی ہو کہ وہ بعض عین کی طوت
 ٹھکی لگائے ہیں کیا آپ اندھو ہو کر راستہ دکھا دیں گے اگرچہ انکو بصیرت قلب نہ ہو کہ اسکی ہر ایک اور راہ کی نقل کر سکیں نہ ہو کہ
 برے اور نادر سے فہم سیرج اور عقل وسیع کے ذریعے سے کام نکال کر تین اور غالباً انہیں یہ تو قین اللہ تعالیٰ زیادہ عنایت فرماتا ہو
 لہذا اسکی سبب ہی کی کہ کفار میں اسکی بھی صلاحیت نہیں بیشک اللہ تعالیٰ آدمیوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ لوگ خود ہی اپنی جان پر
 ظلم کرتے ہیں بصحروں کا مفسرین نے بیان فرمایا بصیرت قلب معرفت عقل ہر انفسہم اسکی تقدیم سے حصر کر
 قائم نکلا بیٹے ظلم انکا خاص ہے انہیں کے لیے دوسروں پر اسکا اثر نہ پڑیگا ف گو یہ آئین کے عین اتریں اور
 کفار کی شان میں مگر نہایت مناسب ہوتا اگر یوں کہا جائے کہ آیا اولیٰ میں مومنین کا فہم کا ذکر کیا ہے نہ مومنین
 کی طرف اشارہ ہوا کہ بظاہر آنکھ کان لگائے ہیں مگر دل سے دور اب آپ وہی عذاب جو کفار پر ہو کوئی ظلم نہیں

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ كَانٍ لَّمْ يَلْبَسُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۖ فَوَيْحٌ لِّلَّذِينَ
 اور جب ان کو لڑیگا انکو گویا نہ گذرے تھے مگر ایک گزری دن سے پہچانیں گے آپس میں بیشک ڈٹا لیا انکو

اور جب قیامت میں اللہ آج ہو گا لَذَّبُوا لِقَاءَ اللَّهِ وَمَكَانُوا هُنْدِينَ ۝ اٹھائیں گے تو یہ تمام عمر دراز مدت
 حویلہ دنیا کی اسی معلوم ہو گی کہ جتنا ملے گا کو اللہ کے اور نہ تھے راہیائے دالے گویا ایک گھڑی بہر رب ہے تمہیں
 عذاب کے محنت ایک دوسرے کو پہچان لینے کا صاحب معاملہ نے کہ قبر سے اٹھ کر پہچانیں گے بجز ہول مخصوص
 قیامت تکین کے ہر شے تم پہچانے گے اور کما بعض ذکاں ہیبت و ہول سے مجال حکم نہو گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بیشک
 لوگ مضمر ہی حق سبحانہ تعالیٰ اور حشر و فشر کی تکذیب کرتے تھے اور راہ راست پر تھے بڑے گھاسے میں پڑے

وَأَمَّا نَبِيِّنَا فَمَا يَعْمَلُ بِتَوْحِيَاتِ اللَّهِ فَأَلَيَّ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ اللَّهُ
 اور خواہ دکھائیں ہم تھے کچھ اسکا کہ وعدہ کرے عین ہم اسکو اذیت دین ہم نہیں ہماری طرف باز گشت اڑی ہم پھر اللہ

بعد شراست کفار بغرض تسکین قلب شہید علیہ ما یفعلون ۝ حضرت سید المرسلین ارحمہم فرمایا ہے
 نبی حبیب خواہ ہم ان ہذا ہوں گواہی اور پروردہ کرتے ہیں سے جبکہ کفار کو خوف دلایا ہے
 کوئی عذاب دنیا میں نازل کوں اور آپ بھی دیکھ لیں اور خواہ آپ کو وفات دین اور آپ کو ادنیٰ
 خرابی نہ دکھائیں دونوں حالوں میں ان سب کو ہمارے ہی حضور میں آنا ہے اور ہم اونکے
 کاموں کی جزا و سزا سے خوب واقف ہیں نہ عذاب دنیاوی اور عین آخرت میں موجب عینیت
 اور نہ نجات دنیاوی علامت بریت و معلوم ہوا کہ کفار کو دنیا میں سزا ملنا لازم نہیں۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۚ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهَا فَتَضِلُّوا أَعْيُنُكُمْ وَأَلْهَيْتُمْ أَصْوَابَكُمْ ۖ فَظَنُّوا هُمُ الْمُسْلِمُونَ
 اور ہر امت کے ایک رسول ہو چوب آئے رسول اونکے کیسے کی گئی اوہیں انصاف سے اور وہ نہ ظلم کیے جائیں گے

اسے نبی کریم ہر امت کے لیے ایک پیغمبر ہے پھر جب انکا پیغمبر آگیا انہیں فیصلہ حق کر دیا جاتا ہے اور یہ سب انھیں
سے ہوتا ہے اور یہی کفار پر ظلم نہیں ہوتا کہ سزا جرم سے زیادہ ملے یا انہیں پر ظلم نہیں ہوتا کہ کئی سی رانگان
یا ثواب کم یا مخالف سرسبز ہوں ہیں، امت بھی در صورت خلاف و درزی اُسی سزا کی منتظر رہے کہ
رسول ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر امت کا پیغمبر انہیں موجود بھی ہو اس لیے کہ اکثر زمانہ یا ملک انہیں سے
خالی بھی رہا بلکہ یہ ضرور تھا کہ ہر وقت اور ہر امت میں ایک پیغمبر کی تصدیق و اتباع لازم کی گئی تھی وہ انہیں
اور جانیں یا نہ اقد ہو سکتا ہے کہ ہنگامہ محشر مراد ہو کہ وہ ان ہر امت کا فیصلہ انکے پیغمبر کے الزام کے بعد ہو گا۔
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا

اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ اگر ہو رہا ہے کیونکہ ہم نہیں مانتے اپنی ذات کا ضرر یا فائدہ اپنے میں کر

مَا شَاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ
جو چاہے خدا کے ہر امت کے ایک مدت ہو جب آگئی مدت ان کی نہ دیر کرے گی ایک دم اور نہ پہل کرے گی

آپ سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ عذاب کب ہو اگر آپ چاہتے ہیں تو بتائیں آپ جواب دیکھتے ہیں تو اپنی جا کا بھی مالک
نہیں ہوں نفع ہو یا ضرر ہاں جس قدر اللہ چاہے (پھر تیسرے تیار کہاں سے آیا ہاں ہر امت کے لیے ایک وقت معین
ہے جب وقت آجاتا ہے پھر نہ کوئی دیر کر سکتا ہے اور نہ مدت سے پہلے کچھ ہوتا ممکن ہے اسکی تفسیر سابق میں گذر گئی
رہے کفار کے بیجا سواؤں کا جواب یا صواب دیا گیا کہ تم پوچھنے والے کون اور مجھے وعدے کا اور عذاب
لانے کا کیا حق وہ شاہنشاہ قادر ہے جب چاہے عذاب کرے ہاں اس قدر ضرور ہے کہ وہ ان ہر امر کے لیے
وقت معین ہیں انہیں تقدیم تاخیر نہیں ہوتی بعد از ان تغویث و تہدید شریع کی کہ یہ تمام قیل و قال بیجا ہے۔

قُلْ ادْعُوا إِلَهُكُمْ عَذَابُهُ بَيِّنَاتٌ أَوْ تَنْهَاهَا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ
کہہ دیجئے جاؤ تم اپنے پروردگار کو عذاب خدا کو یا دن کو کس چیز کی جلدی کرتے ہیں اوس کی سخت و عمار

کہہ دیجئے تم یہ تو بتاؤ اگر تیسرے عذاب اتنی دفعہ زناات کو آجائے یا دن کو (تو کوئی صورت بچاؤ کی سمجھے ہوم
یہ قوم مجرم اللہ تعالیٰ سے کس چیز کی جلدی کر رہے ہیں اور ان کا اُس میں کیا فائدہ ہے و نکتہ
آیت اشارہ کرتی ہے کہ انسان تو بہ معاصی اور مذمت اور رنجناہی خیر میں ایک دم کا توقف
نہ کرے اس لیے کہ عذاب کے لیے کوئی علامت اور ملامت شرط نہیں تو ضرور ہے کہ گناہ
ہوئے ہی معاف ہو جلد ممکن ہو تو بہ کر لے۔

أَمْ إِذَا مَا وَقَعَ أَمْنٌ بِهِ النَّاسُ وَقَدْ كُنْتُمْ يَسْتَعْجِلُونَ ۚ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ
کہا پھر جب واقع ہوا امن بہ انسان کو تو کہتے تھے کہ تم جلدی کرتے تھے کہ اس کے عذاب کو ظلم کرتے تھے چاہے عذاب دیا گیا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى

اے آدمیو! تمہاری آنکھیں تمہارے پاس نصیحت تمہارے دل کی طرف اور شفا اس کے لیے جو سینوں میں ہے اور ہدایت

اور شفا کے لیے اور ہدایت اور رحمت واسطے مومنوں کے

اور رحمت واسطے مومنوں کے اور رحمت ایمان والوں کے لیے

اور مراد شفا سے نور ایمان و تسخیر عرفان یا کفر وفاق و اخلاق ذمیرہ کا دفعیہ پس یہ سب

صفتیں قرآن کی ہیں یا پیغمبر حبیب رحمان کی ہمد کے یہ کہ آپ شفا کے قلوب ہیں اور حیات

روح۔ آپ نصیحت مفید ہیں اور چراغ ہدایت و فتوح آپ محکم رحمت ہیں آپ ایمان و ہدایت ہیں

قُلْ يُفَضِّلُ اللَّهُ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ رحمت سے بڑا ہے اس لیے اس کے ساتھ ہر چیز کو خوش ہو وہ سب سے اس سے کہ کچھ کرتے ہیں وہ

آپ کہیے کہ (پس) اللہ کے فضل اور رحمت سے ہے پس اس پر فرحناک اور مسرور ہوں بہتر ہے ان تمام

بہیزوں سے جو دنیا میں جمع کرتے ہیں یعنی یہ قرآن یا نبی رحمت سے ہے پس عطا ہوا اور ہم

اس کے اہل قرار پائے و ایسی نعمت خداوندیہ چاہیے کہ مومنین خوش ہوں اور دنیا کی تمام چیزوں سے

بہتر ہے پس فضل قرآن سے و رحمت نبی رحمان دو پر خوش اور مسرور ہیں اہل ایمان

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ

کہہ دیجئے کہ کیا تم نے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نازل کیا ہے تم نے اس کے لیے حرام اور حلال کہہ دیجئے

آپ ان سے پر غیبه کہہ دوں اللہ اذن لکم اُم علی اللہ تفترون

نہ تم کو عطا فرمایا کیا اسے تم نے کہا اللہ نے حکم دیا تو یا اللہ پر انکار کیا اور کھیا اور سمجھے پھر تم نے بعض کو

اسمین سے حرام ٹھہرایا اور بعض کو حلال آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے تم کو اسکی اجازت دی یا تم اللہ پر انکار

باندھتے ہو اسکی توضیح تفسیر آیہ بحیرہ وغیرہ میں گزر گئی مسئلہ حلت و حرمت امر شرعی پر عقل کو اسمین داخل نہیں

وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى

اور کیا گمان کیا ان لوگوں نے جو اللہ پر کذب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قیامت کے دن اللہ صاحب فضل ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر انکار کرتے ہیں النَّاسُ لَكِنِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَشْكُرُونَ

قیامت اپنے لیے یہ کہنا بھی بولتے ہیں کیا آدمیوں پر کفر اگر ان کو نہیں شکر کرتے وہ چھوڑ دینے چاہیے کیا وہ اس گستاخی کی

سزا نہ پائیے تحقیق اللہ تعالیٰ فضل مالاہما دیو پر مگر بہت آدمی تو ناشکر ہیں انھیں اس فضل و رحمت سے

کیا فائدہ اور کیا اسدہ رابطہ بعد ان تمام دلائل کے جو فیوض تسکین نبی محبوب و تنبیہ کفار غافل اپنے علم و وسیع کا ذکر فرمایا

ع

وہ جو شیطان جن و شیطان بشریہ بھی سب اللہ کے مخلوق ہیں۔ پس یہ دلیل ظاہر ہے
الوہیت و لوحید پر در صریح ہے کہ خدا تعالیٰ پر مسئلہ خرم سے بڑا اندازہ شرع میں اس قدر معتبر ہے کہ حق پر ہم کو
بیان کر دے۔ یا قلوب کی ظلمی دور کر دے یا باہمی رضائے کچھ واجب یا ساقط کرے مثلاً زید نے شریک
کیست چڑایا دوسرے شریک کے پاس بھی کوئی دلیل ایسی نہیں جس سے صحیح مقدار معلوم ہو۔ بھوری
نہیں پر فیصلہ ہوگا۔ یا متروکہ بھول المقدار پر برضاے فریقین فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن اہل
و اسقاط حق میں نہیں کا کچھ اعتبار نہیں زید کے من نے عموکی تحصیل جو غصب کی اس میں توبی
روپیہ تھے اسلئے کہ وزن اسی قدر معلوم ہوتا تھا یا جو گاڑی چھین لی اوس پر بیش ہی من غلہ تھا
اسلئے کہ عادت ہی جاری ہے یہ اندازہ عمر کے دعویٰ زائد کا مانع نہیں ہو سکتا پس عشر و فطرہ
وزکوٰۃ اگر تنجین سے ہو تو دینے والے کی خوشی بشرط تعیین زائد جائز اور بہ تخمین ناقص یا بجزئی جائز
اسلئے کہ زیادتی میں برضاے مصدق صدقہ نفل ہو جائے گا اور کسی اور جہ میں خلاف تعیین موصول
اور اموال ربوہ میں تعیین ہر حال میں باطل ہے اسلئے کہ بیشی و کمی دونوں حرام ہیں اور حق
اللہ کا ہے اگرچہ بندہ راضی ہو مگر اللہ کی رضا کسی صورت میں تصور کرنا ابطال نص ہے

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

وہی ہے جس نے تم کو رات کے آرام کو اور دن دکھانے والا پیش کیا ہے اس میں آیتیں ہیں

اللہ وہ ہے جس نے رات بنائی کہ آرام میں آئے **لَيَقُومَنَّ يَوْمَ يَسْمَعُونَ** آئے ٹھکانے دور ہو غرض مخفیہ و مقاصد
مکملہ کا موقع ملے اور دن بنادیا کہ ہر تہ خوب **اس قوم کہ سنتے ہیں** نظر آئے اس سیاہی اور سفیدی میں اسکی
قدرت اور مہارت مجز و فنا کی نشانیاں ہیں اگلے پے جو سنتے ہیں یہی گوش و ہوش رکھتے ہیں کہا بعض نے کہ سنتے سے
مراد تہ پیر وغیرہ یہ سمعون اسلئے فرمایا کہ مدار ہدایت زائد ترسیع پر ہے ف ظاہر ہی معنی کافی ہیں عبرت
اور قصور کہیں نظر سے کہیں مس سے کہیں سننے سے حاصل ہوتا ہی بلکہ سننے سے زیادہ تر اسلئے کہ آدمی بواہرین
وہ قوم و علوم سن سکتا ہے جو خود نہ جان سکتا تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ ہدایت امر عقل و سمعی ہے نہ عقلی۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ هُوَ الْغَنِيُّ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِنْ

کہتے ہیں اتنا کیا اللہ نے ولد پاک ہے وہ نہ چاہتا ہے اسکی جو آسمانوں میں اور زمین میں ہر چیز

عِنْدَ كَثَرَةِ سُلٰطِنٍ مِّمَّا هٰذَا اِنْ تَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ه

پاس تمامہ کوئی دلیل اس پر کیا سکتے ہو اللہ پر کہ نہیں جاسکتے

کہا اللہ نے اولاد اپنے حضرت عیسیٰ یا حضرت عذیر کو بیٹا یا ملائکہ کہشیاں بنا لیا ہے اور وہ پاک

مکتبہ دور
ذو شعب
مکتبہ جامعہ
مکتبہ جامعہ
مکتبہ جامعہ
مکتبہ جامعہ

اور حذر سے پہلے پروا سے اذکے ملک و مملکت سے جو شی آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ تمہارے پاس اسے مشرکوں کوئی دلیل نہیں پھر کیا اللہ وہ بات کہتے جو ہاں سے نہیں۔

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَقْتُرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکِذْبَ لَا یُفْلِحُوْنَ هٗ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ

کہہ دیجئے بیشک جو آخر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ جھوٹا نہ نکات پائینگے کچھ فائدہ دینا میں پھر

اَلْیَسَارِیْنَ ثُمَّ نَذَرْنٰهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ یَمَّا کَانُوْا یُکْفُرُوْنَ هٗ

طرف ہمارے بارگاہت اذکے جو پھر چھوٹے ہیں اذکے عذاب سخت ملازمین اذکے کہتے کفر کرتے

آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان و افواہاں دیتے ہیں انھیں فلاں نہیں ہاں دنیا میں

تھوڑے دنوں کے لیے تھوڑا سا نفع ہے پھر ہمارے پاس انھیں پھر نا ہے پھر ہم انکو عذاب

ایم حکما میں گے اور یہ سزا ہے اُسکی کہ وہ کفر کرتے تھے متاع میں تنوین قلیل کی ہے اور

اور اظہار ہے کہ متاع دنیا ایک تو خود ہی قلیل ہے دوسرے مغزی کے لیے اور کئی قسم

وَ اَنۡتَلٰ عَلَیْہِمْ نَبَا نُوْحٍ مَّاۤ اِذۡ قَالَ لِقَوْمِہٖ یَقُوۡمِۡنَ اِنْ کَانَ کِبَرُ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذِکْرِیْ

اور پڑھیے آپ اظہار نوح کی جب کہ اپنی قوم سے اس قوم اگر ہے کہ گراں گزرا میرا رہنا میرا اور عظیم

یٰۤاٰیۡتُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَاجْعَلُوْا اَمْرَکُمْ وِشْرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ

ساتھ آیتوں اللہ کے پس اللہ پر توں کیا میں نے پس جمع کر دیا ہے اللہ کو اپنے پھر رہنا کام تمہارا

تقصہ اس کا شدت مقام پر غَمَّةٌ ثُمَّ اقْضُوْا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنَ ہ

گراں دنا گوار مقام غم پھر نصدا کردہ دن برس اور سات دو سہ قیام اجمعوا جمع کرو

اور عزم مستحکم کرو اور سامان کرو مشرک کا وہی نہ کو خود کے مواثر یک الوہیت یا ربوبیت

تھے غَمَّةٌ غم ابرو غبار یعنی تنفی اقضوا قضات میں جو کرنا ہے کر ڈالو نہ نظروں

بکسروں اصل میں تظرونی تھا یا سے مشکل مزدوت کڑی نہیں حاصل آپ ان کو حضرت

نوح کا قصہ سنائیے جب نوح نے اپنی قوم سے کہا اے لوگو اگر تم کو میرا رہنا ناگوار گزرتا ہے

تو میں اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے ہون تم اپنے سامان تدبیر میں ارادے جمع کرو اور اپنے

معبودوں کو جنھن حمایتی جانتے ہو انھیں بھی جمع کرو پھر تم پر تمہارے کام مخفی و دشوار نہیں

ہیں جو تم پر کرنا ہے کرو پھر میری نسبت جو کرنا ہو کر گزرا اور مجھے سہلت نہ دور عایت نکر د

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلُکُمْ مِّنۡۢ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ

پس اگر روگردانی کرو گم تو میں نہ میں نے کوئی عوض نہیں بلکہ میرا کمر اللہ پر اور حکم دیا کہ میں نہ ہوا

نکات

دفعہ

ایک طرح میری نصیحت کو گروائی کو کے **مِنَ الْمُسْلِمِينَ** تینے تے کوئی اجرت نہیں طلب کی جو

موسم تو حق ہوتا میں نقصان میں رہوں **فَرَاغُوا دَارُونَ** سے میری اجرت تو امداد پر ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے

حکم دیا ہے کہ فرمانبردار چھاؤں فلاحی امور میں واجب ہوں اور اجرت نہیں اور رسالت الہیہ پر چھٹی

لہذا فرمایا میں اجرت سے نہیں مانگتا پھر فرمایا مجھے وجہ انصر دگی کہ کیا ہے اجرت اللہ دیکھا اور امداد بھی ہوں

فَكَذَّبُوهُ فَجَعَلْنَاهُ وَمِمَّنْ مَعَهُ فِي الْفَلَاحِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَةً وَأَخْرَجْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

پھر جھٹلایا اور میری بات کو اور انکو ساتھ لے کے لکھی میں اور بنایا مجھے اور انکو میرے جھٹلایا ہونے لگو جنہوں نے جھٹلایا

میں قوم نے حضرت نوح کو **يَا بَيْتَانَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَكِبِرِينَ** جھٹلایا تو میں نے قوم کو

اور نوح کے ساتھ لکھو آجہاں کو بھدی پھر لکھ کبسا ہوا **انہم ذرأۃ ہود** کا کشتی پر بچھا کر یا لنگ دیا

لوفان سے بچا لیا اور زمین پر غلیف بنایا میں انہیں کی اولاد تمام عالم میں پھیل گئی حضرت آدم کی

سل انہیں سے باقی رہی اور ڈوب دیا اور انہیں جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا تھا تو آپ اسے

سبب کریم دیکھیے کہ انہما کار اس قوم کا کیسا ہوا جسے حضرت نوح نے ذرأۃ کہا تھا

(اسکا قصہ اپنے مقام پر آئے گا)

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ نُسُلًا لِّيَ قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِ وَهُوَ بِالْبَيْتِ فَمَا كَانُوا

پھر بھیجے میں نے بعد کے پیغمبر طرہ اولیٰ قوم کے میرے پاس لکھی نسل بنان پھر نہ تھے

لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهٖ مِنْ قَبْلُ وَكَذَلِكَ نَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ

کہ ایمان لائے اسپر کہ جھٹلایا اسے پہلے سے لکھی ہی سر کر دیتے ہیں ہم دونوں یہ حد سے تجاوز کرنے والوں کے

میں بعد طوفان و انتقال نوح کے ہم نے اور بھی پیغمبر بھیجے یہ اپنی اپنی قوموں میں ہمارے الوہیت

اور وحدانیت کے دلائل ظاہر لائے وعظ کے معجزہ دکھائے مگر سب وہ پہلے جھٹلا چکے تھے

اور سپر ایمان نہ لانا تھا نہ لائے اور ہم حد سے بڑھ جانے والے نافرمان دونوں پر اسی طرح ٹھہر

لگا دیتے ہیں ابواب توفیق مسدود اور اسباب ہدایت مفقود ہو جاتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مَّا نُسِي قَوْمًا لِّيَ قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِ وَهُوَ بِالْبَيْتِ فَمَا كَانُوا

پھر بھیجا میں نے بعد انکے موسیٰ اور ہارون کو طرہ زمین کے اور انکے رسولوں کے ساتھ اپنی نشانیں کو توڑا لکھی

وَكَانُوا قَوْمًا فَخْرِي مِّنْ قَبْلِ وَهُوَ بِالْبَيْتِ فَمَا كَانُوا انہما کار اس قوم کا کیسا ہوا جسے حضرت نوح نے ذرأۃ کہا تھا

میں نے ان پیغمبروں کے بعد ہم نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون کو اور انکے مدبران

مملکت کی طرف بھیجا تو انھوں نے کبر و انکار کیا اور قوم عاصی تھی پھر جب امرحق بہا ہے پاس آگیا تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے حق اپنے معجزات ظاہر یا دلیل سکت

قَالَ مُوسَىٰ اَتَقُولُونَ الْحَقَّ لَمَّا جَاءَ كُرْ اَسْحَرُ هَذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ

کہا موسیٰ نے کیا تم کہتے ہو حق کو جبکہ آگیا تمھاری پاس کیا جادو ہے : حالانکہ جو جادو رہا ہے نہیں جادوگر

کہا موسیٰ نے کیا تم امرحق کو جبکہ آگیا سحر کہتے ہو حالانکہ ساحر غیر فلاح نہیں پاتا یعنی من ساحر ہوتا تو صاحب فلاح نہ ہوتا ف ایسے کہ فلاح اخروی ایمان و تقویٰ پر موقوف ہے اور سحر مفعلی بکفر یا فسق یا اضعاف عمر ہے اور فلاح دنیوی خواہ باعتبار محاسن اخلاق و قبول خلق و دفع رسانی خواص و عوام ہوتی ہے اور سحر ہضمہ اس سے دور۔ ساحر بد خلق خبیث النفس لیسع الطبع نفع سے زیادہ ضرر رسان۔ اکثر مفعول خلق ہوتا ہے ایسے کہ بنا سحر انھیں انحال و عقائد و عزائم پر ہے جو عقائد مذموم و نقلہ منوع ہیں اور غالب تعلیم اسکی شیاطین سے ہے تفصیل جلد اول صفحہ ۵ میں گزری ہے اسے مع عوام تہذیب اخلاق تکمیل نفس کمان نصیب خواہ فلاح باعتبار دولت و ثروت ہوتی ہے مگر یہ ممکن ہے مگر ایسا سنا نہیں گیا بہر حال ساحر کا فلاح نہ پانا عقلاً ثابت و باعجاز قرآنی مسلم ہے

قَالُوا اَجِئْنَا لِنُلْقِيَ اَعْمَاءً وَجَهْنَا عَلَيْكَ اَبَاءَنَا وَتَكُونُ لَكُمُ الْكِبَرِيَاءُ فِي الْاَرْضِ

بولے کیا آیا تو ہماری پاس کہ چیرہ دیو ہوگا اس سے کہ یا اپنے ابا و دادا کو اپنے اور ہون کو بڑائی زمین میں

وَمَا نَحْنُ لَكُمُ اَبَؤُا مِثْلِهِ ہ ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم کو اس طریقے سے پھیر دو اور ہمیں ہم تیرا بیان لانے والے

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو بڑایا

اور بڑائی اور عظمت تم دونوں کو زمین میں ہو اور ہم تم پر ایمان نہ لائے گئے ف معلوم ہوا کہ رد حق بھی

اس لیے ہوتا ہے کہ عظمت و عزت دوسرے کو مل جائے اور ادعائے حق بھی اکثر ایسے ہی طبع پر

اہل۔ یا کیا کرتے ہیں اور جو دعویٰ اور انکار ایسے تعصبات و تلویحات سے پاک ہو غالباً اللہ تعالیٰ ہمیں معین ہوگا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ اَسْخُوْنِي بِكُلِّ نَسِيٍّ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمُ مُوسٰى اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ تُلْقُوْنَ

اور کہا فرعون نے لا کہ میرے پاس سب جادوگر سیانے پھر سب آئے جادوگر کہا اونسے موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالو گے

فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَلِجْتُمْ بِهٖ السَّحَرَةُ اِنَّ اللّٰهَ سَيَبْطِلُھُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْلِحُ سَعَلَ الْمُفْسِدِیْنَ

پھر جب ڈالا انھوں نے کہا موسیٰ نے جملائے تم وہ جادو ہے بیشک اللہ مٹا دے گا وہ بیشک اللہ نہیں سنوارتا کام مفسدوں کا

اور فرعون نے حکم دیا کہ میرے پاس تمام جادوگر میرے ملک کے جو بڑے ہو شیار علم سحر میں کیتا ہے روکا

میں حاضر کرو پھر جب یہ جادوگر حاضر ہوئے کہا اُنسے موسیٰ نے تم جو ڈالتے ہو ڈالو یعنی اپنا جادو کرو جب انھوں نے

جادو والا اور کھستے رہیوں کو انہوں کی صورت کر کے حضرت موسیٰ کی طرف چلایا حضرت موسیٰ نے کہا یہ جو کچھ تھیں کیا جادو ہے اور اللہ تعالیٰ اسے مٹا دیگا اللہ تعالیٰ مفسدین کے کام درست نہیں کرتا۔

اور جو امر حق **وَيُحْيِي اللَّهُ الْحَيِّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْغَافِرُونَ ۝** ہے اسے اپنے کلمات اور ثابت کلام ہدایت کو اپنے کلمات اگرچہ بڑا مانا کریں اس سے اس کی تفصیل متعدد مقاموں پر گزر گئی

ثابت کر دے گا اگرچہ گنہگار نہ فرما نہ برادر ہر مانا کریں اس سے اس کی تفصیل متعدد مقاموں پر گزر گئی
فَمَا مِنْ لَئْمُوسَىٰ إِلَّا ذَرِيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ
بہر ایمان لایموسیٰ پر نہ ایک شخص قوم سے اس کی خوف سے فرعون کے اور ان کے سرداروں کے

أَن تَفْعَلَنَّهُمْ لُؤْلُؤًا فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝
کہ نہ میں نے ان کو اور بیشک فرعون سرداروں کے خوف زمین میں اور بیشک وہ فضول کاروں سے تھا

پس موسیٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر بعض اولاد قوم موسیٰ یا قوم فرعون سے فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے کہ مبادا انھیں بلا و عذاب میں نہ مبتلا کر دیں اور دین حق سے پھیر دیں اور بیشک فرعون زمین میں سرکشی اور تکبر کر رہا تھا اور فضول کار تھا ذریعہ اولاد کہا ابوسعد نے مراد بعض قوم ہے چونکہ ایمان والے کمزور اور قلیل تھے ذریعہ فرمایا یا یہ کہ بڑے ایمان نہ لائے کچھ لڑکے راہ پر آگئے تھے اور کہا گیا کہ مراد آسیا اور خادان اور اس کی بی بی اور مشاطہ تھی اور وہ مرد مومن جو قوم فرعون سے تھا اور آپ کو چھپانے رکھتا تھا قصے ایک اپنے اپنے مقاموں پر آئی گئے قومہ صاحب تفسیر کبیر نے کہا کہ لیکن جو ضمیر موسیٰ کی طرف پھر سے یعنی یہ چند مومن قوم موسیٰ سے تھے اور جائز ہے کہ فرعون کی طرف مہینے بلیوں سے صرف چند ایمان لائے تھے علیٰ علو سے ہر اور علو تکبر اس کا ظاہر ہے خدائی کا دعویٰ کیا آسمان کی سیر کا عزم ہوا اور علو کیا ہوگا مستی و فضول کار مراد ظالم و عاصی

وَقَالَ مُوسَىٰ يُقَوْمُونَ كُنْتُمْ أَمْنًا نَّتَمَّ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا
اور کہا موسیٰ نے اسے قوم اگرچہ ایمان لائے اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو

یعنی موسیٰ نے فرمایا لوگو **إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ ۝** اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرما نہ ہو اگرچہ قوم نہ مانا کرے ہو گئے ہو ف یا یہ مراد ہے

کہ اگر تم ایمان لائے ہو تو توکل کرو اگر مسلم یعنی مومن ہو یا یہ کہ ایمان لائے ہو تو بھروسہ بھی کرو اور بھروسہ کرنا نشان اسلام ہے پہلی تقریر میں اسلام عین ایمان ہوتا ہے اور اس تقریر پر ایمان محدود عقائد ہے اور اسلام اطاعت و اعمال جو کہ توکل بھی ایک عمل ہے لہذا مسلم فرمایا۔

فَاِذَا جَاءَ اِلَيْكَ الْمُؤْمِنُونَ فَخُذْهُمْ اُولٰٓئِكَ نَبَا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَحِّدْنَا
 اِلٰهَهُمْ اِلٰهًا ۝ وَنَبَا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پس برے اللہ پر ہر سو کا پہنچے ای رب ہمارے بنا تو ہم کو فتنہ واسطے قوم غالب کے اور نہایت دوزخ

مومنین کے کہنا اپنے اللہ پر **يَرْحَمُكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝** بھوسا کر لیا اے پروردگار ہم کو
 محل فتنہ قوم ظالم نہ بنا اور مہالی **۝** نصرت سے اپنی قوم کا **۝** دے بھکواپنی رحمت سے قوم کافر سے

ف بعد اقرار تو کل اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کی اور عالمی فتنہ کہنا ابھورو صاحبِ معاملہ و تفسیر کیہ نے
 محل فتنہ وجاس و قبح عذاب **۝** فتنہ مصدر یعنی مفتون لینے معذب و مغلوب بھی ہو سکتا ہے

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَاٰخِيْهِ اَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا مِصْرَ بُيُوتًا وَاَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً
 وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَاٰخِيْهِ اَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا مِصْرَ بُيُوتًا وَاَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً

اور حکم بھیجا اپنے طرف موسیٰ کے اور سہ بھائی کے یہ کہ بنا لو اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر اور بناؤ اپنے گھروں کو قبلہ رو

اور وحی کی جس نے طرف موسیٰ کے **وَ اَقِمُّوْا الصَّلٰوةَ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝** اور اوستے بھائی ہارون کے
 کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر اور قائم کرو نماز اور بشارت سناؤ مومنون کو بناو اور اپنے گھروں کو قبلہ رو

بھو اور نماز قائم کرو اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ و نجات اخروی یا غلبہ دنیاوی اور فتوحات کی معاملہ
 بنی اسرائیل اپنے کنیسوں میں نماز پڑھتے تھے پھر فرعون نے موسیٰ کی ضدیر کہنے شروع کر دیا شروع کیے اور نماز
 سے روکا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ گھروں میں چھپکر نماز پڑھ لیا کرو کہا ابن عباس نے بنی اسرائیل کو کی
 طرف نماز پڑھا کرتے تھے احمدی معلوم ہوا کہ گھروں میں مصلیٰ یعنی ایک طاہر اور اچھی جگہ بغرض نماز بنا لیا مستحب
 فکرتہ معلوم ہوا کہ گھروں میں نماز کا بحالت عذوبی اگلون پر جو اذن تھا اور ہمارے لیے فضیلت نہیں جو پہلا حکم
 پر نسبت بنی اسرائیل جو قرآن میں مذکور ہے نماز پڑھتے یہ بشارت ظہر سے کہ حکم قبلہ و نماز عہدہ انعامات سے ہے

وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَا اِنَّا كُنَّا لَمِثْلَ قَوْمِ فِرْعٰوْنَ ۝ وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى وَاٰخِيْهِ اَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا مِصْرَ بُيُوتًا وَاَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً

اور کہا موسیٰ نے ای رب ہمارے قوت دی فرعون کو اسی کے سہارا کو نیست اور مال حیات دنیاوی ہیں

رَبَّنَا اَلْيُسْرٰى عَلٰى سَبِيْلِكَ ۝ رَبَّنَا اَلْيُسْرٰى عَلٰى سَبِيْلِكَ ۝ رَبَّنَا اَلْيُسْرٰى عَلٰى سَبِيْلِكَ ۝ رَبَّنَا اَلْيُسْرٰى عَلٰى سَبِيْلِكَ ۝

اے رب ہمارے سہارا راہ سے تیری رب ہمارے سہارا راہ سے تیری رب ہمارے سہارا راہ سے تیری رب ہمارے سہارا راہ سے تیری

جب سوئی نے **فَلَا يُوْثِقُكُمْ اِلٰهًا ۝** یہ کفر و شقاوت

ملاحظہ فرمائی تو بھٹا **۝** ہیں نہ ایمان لائے جہنگ نہ دیکھیں عذاب دردناک کی اور کہا اے

پروردگار تو نے فرعون اور اسکے مصاحبوں کو دنیا کی زندگی میں مال و زینت عطا کی (کیا) اسیلے
 کہ تیرے بندوں کو تیری راہ سے ہٹائیں اسے رب ادب کے مالوں کو مٹا دے اور ان کے دلوں پر مہر کر دے
 شقاوت طاری کر کہ کچھ بھی ایمان ہی نہ لائیں جب تک موت یا قہر است کا دردناک عذاب نہ دیکھ لیں

لیضلوا یہ بیان ہے تاکہ دعا سے بہ کرنے کا موقع ملے۔ **فَلَا يَوْمُوا** ایسے فرمایا کہ ایمان نہ لائے گا وہم بھی باقی رہے گا **وَدَعَا** بدقابل قبول ہوگی نہ ایسے نبی جلیل کی سزاوارشان ہوگی۔

قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوُكُمْ فَاستَقِيمُوا وَلَا تَتَّبِعُوا سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
 فرمایا بیشک تمہاری دعا قبول ہو گئی۔ دعا تم دونوں کی پس ثابت قدم ہو اور نہ اپنے بھولے راہ کا۔ نہ نہیں جانتے

حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے تم دونوں کی دعا قبول کر لی تو تم دونوں ثابت قدم رہو اور کج نہ ہو اور نادان جاہلون کی راہ پر نہ چلنا معاملہ حضرت موسیٰ دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون آمین کرتے تھے اور اشران دعاؤں کے اور ذکر عذاب ہاے متواترہ کے صفحہ ۸۹ میں کر رہے تھے مسئلہ جس کی دعا قبول ہو اوست اپنے صدق و ثابت قدمی میں ترقی کرنا چاہیے

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدًّا وَآخِثًا لَّدُورِهِمْ
 اچھا کر دیا بنی اسرائیل کو دریا سے بھر چھائی اور فرعون نے اور لشکر نے اور تعدی و بھاگنے بلکہ

الْفِرْقَ قَالَ أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 ڈوبنے لگے کہا ایمان لایا میں کہ بات یہ ہو نہیں سکتا کہ ایمان لائے اسیر بنی اسرائیل اور میں فرمانبردار و مسو ہیں

پھر جب بنی اسرائیل فرعون کے مظالم سے عاجز ہوئے اور شکیست ایزدی اوسکے ہلاک سے متعلق ہوئی ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکل جاؤ تمام بنی اسرائیل را تارات نکلے اور دریا کے پاس فرعون بھی مع لشکر آگئے پیچھے آ پھونچا دریا حکم رب جلیل اس طرح خشک ہو گیا کہ بارہ راہیں اوسمیں ٹپکیں اور ہر پانی مثل دیوار کے درمیان میں راہ خشک بنی اسرائیل اُس سے بجائیت پار ہو گئے تفصیل اسکی صفحہ ۸۰ جلد اول میں گزری **حاصل** بنی اسرائیل کو پہنچنے دریا سے پار کر دیا اور فرعون اور اسکا لشکر ٹپکے پیچھے ہو لیا یہ تقاب بوجہ سرکشی و ظلم تھا۔ پھر جب بنی اسرائیل پار ہو گئے اور فرعون سب کے سب دریا میں آگئے حکم ہوا کہ دریا جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے پانی برابر اور فرعون فی النار و سقر ہوئے اور فرعون ٹپکے لگا اور کہنے لگا میں ایمان لایا بات حق یہی ہے کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر وہی جسیر بنی اسرائیل ایمان لائے ہوئے ہیں اور میں بھی مطیع و فرمانبرداروں سے ہوں (اسکے متعلق بحث اگلی آیت میں آئی ہے)

أَكُنْ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ
 اب اور یہ حقیق تا فرمانبردار کی تو نے پہلے اسی سے لگا کر کے مفسدوں سے

اُسکے قتل و ایمان کی تردید میں ارشاد و مہاب (ایمان و عذر) حالانکہ تو اس سے پہلے تا فرمانبردار کی کر چکا ہے اور فساد پھیلاتا تھا اس مقام پر کئی بحثیں ہیں اول (روایات) ترجمہ میں ابن عباس نے

حضور سے روایت کی کہ مجھے جبریل نے کہا جب فرعون ڈوبنے لگا اور کہا آمنت اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا ٹکے آپ دیکھتے (تو بت خوش ہونے) کہ میں نے دریا کی مٹی لی اور فرعون کے منہ میں بھر دی اس
 طرف سے کہ کہیں دریا سے رحمت جوش زن نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ کہیں نام پاک جو نور
 قلب صافی و طہارت اروح طیبہ ہے اس کی زبان نہیں پر نہ آجائے اور کہے لاکھ لاکھ اللہ اور رحمت و عفو
 فرمائے۔ کہا بعض مفسرین نے یہ روایت بے اصل ہے اس لیے کہ اگر جبریل نے اپنی طرف سے ایسا کیا تو
 انکی شان منع خیر اور اعانت شر کی نہیں اور امر اسی جو نہیں سکتا۔ ادھر موسیٰ و ہارون ہر ایک پر
 ماسودہ اور جبریل روکنے پر آمادہ۔ اور اُس حال میں تو یہ اگر مفید تھی تو ایمان سے روکنا اور جبریل
 ایسے ملک مقرب سے غیر ممکن اور اگر مفید نہ تھی تو فضل عبث ہے سودہ و ف ترندی نے اس
 حدیث کے بعد کہا سن و غریب و صحیح ہے پس ایسے تو ہم جائز نہیں اور شبہ کا جواب یہ ہے کہ نہ وقت
 ایمان بالغیب اور قبول تو یہ کا تھا کہ منع خیر لازم آتا اور نہ امر اسی تھا کہ شبہ واقع ہوتا بلکہ جبریل علیہ السلام
 نے اُس کا ایمان مردود و عذر مکر وہ پاکر پسند نہ فرمایا کہ نام پاک زبان نہیں نکال پائے اور یہ جوش
 رحمت کا خیال کمال علم و معرفت و قرب و علو سے جبریل پر دال ہے اس لیے کہ اُسکی شان لاوابالی ہے
 جو چاہے کر ڈالے اور یغیظ و غضب خد کے دشمن پر خیر ہے شر نہیں جیسا کہ سیوطی رحمہ نے ابو شیخ
 سے حدیث ابوامامہ میں روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو کہ
 دو چیزوں سے بنفص ہوا اور ناپسند آئیں کسی سے نہیں ہوا۔ اہل البیس سے جبکہ سجدے سے سترابی کی
 اور فرعون سے جب ڈوبتے وقت اظہار ایمان کیا میں ڈر کہ مبادا بکر رحمت جوش مارے تو مٹی لے کر
 منہ میں بھر دی پھر شینے پایا حضرت ارحم الراحمین کو کہ مجھے بھی زیادہ تر فرعون پر غضبناک تھا اور جبریل
 حکم دیا کہ اُسے مطلع کر دو کہ اب تیرا عذر نہ سنا جائے گا دوم (تادیل آیت) فرعون نے تین بار اقرار کیا
 اے (آمنت) باللہ الذی اعلم۔ انا من المسلمین پھر کیا وجہ تھی کہ ایمان قبول نہ ہوا کہا صاحب تفسیر کہ
 کہ علمائے اسکین و جہین ذکر کی ہیں۔ جب عذاب الہی آجائے تو نہ است نفع نہیں دیتی مگر اسے یہ کلمات
 بغرض دفع ہلاکت تھے نہ اظہار عبودیت و اقرار بربوبیت سے۔ صرف اقرار توحید کافی نہیں رسالت پر ایمان
 شرط ہے اور فرعون صرف الہییت کا مقرر ہوا تھا مسئلہ عند الموت نہ تو بنفید ہے نہ ایمان مقبول کہ یہ مقول ہو
 کہ ایک بار جبریل بصورت انسان فرعون کے پاس آئے اور پوچھا کہ بادشاہ اوس غلام کے حق میں کیسا
 حکم دیتا ہے جس نے اپنے مولیٰ کی نعمت میں بردارش پائی اور کفران نعمت کیا اور خود مولیٰ بن بیٹھا۔ فرعون نے
 کہا مولیٰ اوسے دریا میں ڈبو دے پھر جب فرعون ڈوبنے لگا جبریل نے وہ فتویٰ اُسے دے دیا

ع

فَالْيَوْمَ نَجْعَلُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ لَتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَكَ آيَةً وَلَوْ كُنْتَ مِنَ الْغَافِلِينَ

ہم آج تجھے اپنے آپ کے سامنے کر دیتے ہیں کہ تو اس کے لیے جو تیرے لیے آئی ہے نشان اور بیشک بت آدمی ہیں نشانوں پر مبنی اور
 اپنے قبول مدد و ایمان تو نہیں ہو سکتا البتہ تیرا جسم و ریاست بچا لیا جائے گا ایسے کہ دوسرے آدمیوں
 کے لیے نشان صحت و امداد اکثر آدمی ہماری قدرت سے بے خبر ہیں ابن کثیرؒ کہ ابن عباسؓ نے
 بعض بنی اسرائیل کو فرعون کے ہلاک میں شک ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اریحا کو حکم دیا کہ اُس کا جسم بے ریح
 کنارے پر پھینک دے سب دیکھ لیں کہ جھوٹی خدائی ایسی ہوتی ہے کہ کبیر بعض قرارتوں میں
 تھیک بھاتے ملے آیت اپنے کنارے کر دینگے یا تھیک کے معنی یہ ہیں کہ ہم تیرے جسم کو مقام
 بلند پر ڈالیں گے ف ہر حال جو مٹے ہوں نجات کے لیے کوئی وجہ صیغہ بھی قائم نہیں ہو سکتی
 لہذا الیوم آجینے یوم غرق اور نجات جو کفار پر حرام ہے وہ نجات یوم قیامت ہے (بدن) ایسے
 کہ اہل ملکہ عذاب و ثواب کا روح پر ہے بدن حمار ہے جس سے بان محل اس کا بدن ہے
 بعد عتاب و ایمان پھر نجات کے کیا بنے۔ بہر کیف یہ نجات بننے خلاص بھر ہے جس سے
 اُسکی رسوائی اور اس کے لئے واللہ کی عبرت اور آئینہ دایسی گستاخی سے احتراز اور مومنین
 مظلوم کی کمال تسکین متصور ہوئے۔ کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ کلمہ نجات تبارک ہے یعنی ایسا ہی ہے
 کہ آج نہ جانے تاویل تو خوب تھی اگر دو تین سو و نہ ہوتیں۔

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ نَبْلَ صَبْوَةِ صَدَقٍ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا

اور تحقیق کہ جبکہ دی بنی اسرائیل کو مقام صدق میں رزق دی آئیے انکو پاک چیزوں سے پھر نہ مختلف ہوئے

حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْعِلْمُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

یہاں تک کہ آگے انکو علم نہ پہنچا کہ رب تیرا فیصلہ آئے گا انہیں دن قیامت کے اسمیں کہنے جس میں اختلاف کرتے

ہوئے بنی اسرائیل کو مقام صدق میں جبکہ دی اور پاک چیزوں سے روزی عطا فرمائی پھر جب تک
 اُن میں علم نہ ہوئے تو ریت یا تعلیم موسوی و نہ بیت حقہ نہ آئی مختلف نہ ہوئے اور بعد علم بجائے اتفاق
 و اتفاق اختلاف دعا میں اون میں پیدا ہوئے اور پروردگار عالم اُن میں بروز قیامت فیصلہ
 کر دے گا جس بات میں اختلاف کر رہے ہیں اُسکی تحقیق و توضیح ہو جائے گی صَبْوَةِ صَدَقٍ کہا
 بعض نے بیت المقدس اور فلک شام اور کہا گیا مصر۔ اور طبیات سے رزق حلال و نفیس مراد ہے
 کبیر عرب کا قاعدہ ہے کہ نفیس اور کامل چیز کو صدق سے مصحف کرتے ہیں پس یہ معنی ہوئے کہ بنے
 اوکو عمدہ اور راحت بخش مقام دے دیے ممکن ہے کہ کہا جائے مقام انبیاء۔ مقام برکت و مقام

ابراہیم مبنی شام و بیت المقدس دیا یا جس مقام اور طریق صدق پر سچے لوگ تھے انہیں بھی وہیت کی

فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يُقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ

ہیں اگر تم تو شک میں اس سے کہ انہما سچے طریق پر پڑھتے ہیں کہ پڑھتے تھے کتاب کو پہلے مجھے

لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۚ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ

بی شک آگیا تیرے پاس حق رب سے تیرے پس نہ ہو تو شک کرنے والوں سے اور نہ ہو تو مشکل اون کے

پس اگر آپ شک میں ہیں لَنْ يُوَافِيَاتِ اللَّهُ ظَنُّكُمْ مِنَ الْخَيْرِ ۚ ۱۰ اُس چیز میں کہ کہنے آپ کی

طرت اُتاری جیسے اُنہر کہ جھٹلایا آیتوں کو اللہ کی پس ہو جائیگا نقصان پانہ والوں کے اُتاری تھی جو لوگ آپ کی

پہلے کتاب یعنی توریت و انجیل کی قراءت کرتے تھے دلو اس شک کو دور کر ڈالیے اچھے کم بیشک اُٹھیا

آپ کے پاس امر حق و دلیل معقول و حجت ثابت آپ کے رب کی طرف سے پس ہرگز نہ ہوں اب شک میں

سے اور نہ اُن میں سے ہوں جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ایسا کیجیے گا تو آپ نقصان پانہ والوں

سے ہو جائیں گے و مفسرین مختلف ہیں کہ مخاطب اس کا کون ہے معاملہ عرب کا دستور ہے

کہ خطاب ایک شخص سے کرتے ہیں اور مراد دوسرا ہوتا ہے پس یہ ان مخاطب تمام آدمی یا اہل شک

ہیں اور دوسرے وجوہ بھی تفاسیر میں مذکور ہیں جو نامی و تکلف نہیں صاف یہ ہے کہ قرآن حق ہے

آپ کو تردد کا وہم بھی آئے تھا نے دیکھی اس سے یہ وہم کہ کیا آپ کی تجدید تھا محض بے بیان

ہے نہ لائق جواب نہ قابل اعتماد۔ قرآن میں ایسے خطابات کثیر ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اَنْتَ اَنْتَ

وَلَا تَطْعَمُ الْكَافِرِينَ آپ اللہ سے ڈریں اور کافروں کے مایوس نہ بنیں یا اے انہما شرک

العیبط عملت اگر کبھی شرک کیا تو نیکیاں مٹا دی جائیں گی۔ حضرت عیسیٰ سے فرمایا

تے کہد یا تھا کہ مجھے پوجو اور فائدہ اکامل نہ تا کیا و تحویف ہے کہ جب نبی معصوم و رسول محبوب

ایسے خطاب و عتاب سے مخاطب ہوں تو دوسرے کس شمار و قطار میں ہیں اور انہما جلالت

والوہیت ہے کہ یہ امر دوسرا ہے کہ پیغمبر ہمارے فضل و کرم سے امن و عصمت میں ہیں اور دعا کی

کے قریب ہم اون کو نہ جانے دینگے ورنہ مقام عبودیت میں کوئی مستثنیٰ نہیں جو دم مارے سزا

یا اے میں ایسی تعلیمات اور انہما رحمت حضرت الوہیت میں وہی تردد کریں گے جو علوی

شان و استغناء حضرت صمد سے چشم پوشی کیے ہوئے ہوں سعدی و مازم

کہ از فضل پر سند و قول + اُنہو بعزم راتن بلرزد و جہول + نظم امی خطر راست در کار

مخاطبان ہے کہ بادشاہ خویشی ندارد و کہے۔

۱۰۔ یہ وہم

تو میں نے رہنمائی فرمائی رحمت الہی جوش میں آئی پس ایمان اور دن کا خواہ مسطور تھا خواہ نفاق خواہ
 بوقت یاس و مشاہدہ ملائکہ عذاب اور ایمان ان کا خلوص و عجز سے تھا قبل وقوع عذاب۔ قصہ
 اسکا مفسداً سورۃ انبیاء میں آتا ہے اجمالاً یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نینوا کے رہنے والے اور اُنکے پیغمبر
 تھے قوم نے کہنا نہ مانا آپؑ خبر دی کہ عذاب آئے گا اور تین دن باقی ہیں جب کچھ آثار عذاب مرتب
 ہونے لگے آپؑ شہر سے نکل گئے بعد آپؑ کے عذاب نمودار ہوا قوم چرکی اور میدانوں میں نکلی اور
 اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لائی اور رو کر توبہ کی رحمت الہی جوش میں آئی عذاب ہٹ گیا
 حضرت یونسؑ کی جستجو کرنے لگے اور بعد تشریف آوری یونسؑ علیہ السلام ایمان لائی اسذا
 ارشاد ہوا کہ سوائے اس سعادت نصیب قوم کے اور کوئی جانبر نہوا بکشت حیات دنیا کی
 قید سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں یونسؑ کی قوم کو نجات ملی جو اب دنیا کا ذکر رہا
 عذاب موجودہ کے تھا اور نجات اخروی ایمان کے ذکر سے خود بخود متوقع و مفہوم ہوتی ہے
 اسے نبی کریمؐ آپ کیوں **وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَمَنَ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُ جَنَّةً** مترور و محزون ہوتے
 ہیں تمام امور ہماری مشیت اور اگر چاہتا رہتا اللہ ایمان لانا جو زمین میں ہیں سب کرب سے ہیں۔ اگر چاہتا آپکا
 پروردگار تو تمام زمین والے یعنی جن وہیں سب ایمان لاتے۔

أَفَأَنْتَ شَكْرُهُ الشَّاكِرُ كَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ
 آگاہ تو بعد ذکر سے کجا آدمیوں کو یہاں تک کہ ہو جائیں مومن اور ممکن نہیں کسی جان کو

أَنْتَ نُوْمِنُ مِنَ الْآيَاتِ اللَّهُ طَوَّيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝
 کہ ایمان لائے مگر حکم سے اللہ کے اور ثبات ہے سخاست انہی جو نہیں سمجھتے

تو کیا آپ آدمیوں کو مجبور کر دیتے کہ خواہ مخواہ ایمان لائیں کوئی جان ایمان نہیں لاسکتی مگر حکم خدا تعالیٰ اور اللہ
 نجاست یعنی عذاب نادانوں پر ڈالتا ہر جس نجاست مراد عذاب ہر کہ لا یعقل نادان مراد کافر و فاسق سلمہ

معدوم ہو گیا کہ کفر و ایمان اور تمام امور اللہ کی مشیت سے ہیں صرف بندہ کا سب ہے خیر و یا شر
قُلْ أَنْظِرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُعْقِلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَنِ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ

کہدیکھو دیکھو جو ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور زمین کا فی نشانیاں اور دانا قوم ہے ایمان کو
 آپ ان کفار سے جو دلائل و معجزات کے ظالمان رہتے ہیں کہدیکھو دیکھو تو کیا کیا غلطات

قدرت و نشان الوہیت زمین و آسمان میں ظاہر ہیں اور یہ نشانیاں اور ڈرانا ان کو فائدہ
 نہیں دیتا جو ایمان نہیں لاتے یعنی یہ نشانیاں انکو کبھی کافی نہ ہونگی۔

فَمَنْ يَنْتَظِرُ وَالْأَمِثِلَ الَّذِينَ حَلَّوْا عَنْ قَبْلِهِمْ

پس نہیں منتظر ہیں مگر مثل اُنکے دہائے جو کورے چلے آئے

قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ

کہدے ہیں منتظر ہوں تم سارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہیں

کیا یہ لوگ اگلی قوم کا عذاب جانتے ہیں (اگر ایسا ہی ہو تو کہدے کیے اچھا تم عذاب کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں)

لَكُمْ نَجْوًى رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ حَقَّا عَلَيْنَا نَجْوَى الْمُؤْمِنِينَ

پھر تمہاری بات ہم اپنے پیغمبروں اور انکو جو ایمان لائے ایسے ہی حق ہے تم سے نفل پر ایمان والوں کا

یعنی تمہارا کرین جب غضب کسی جو عمل لایگا اور عذاب ظاہر ہوگا ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کو بچا لینے اور بہار

نفل و کرم کا منتہی یہی ہے کہ سونیس کو نجات دین شہرہ رسلنا صغیر جمع حالانکہ بعد آپ کے کوئی پیغمبر نہیں حل

یا یہ قصہ ماضیہ پر محمول ہو گیا کہ عذاب قیامت پر آیا کہ رسل یعنی انوی سے ہر معلم خیر ساعی حق و عطا و ناس

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ

کہدے ہیں اے آدمیو اگر ہو شک میں میرے دین سے تو نہ بندگی کرونگا ان کی

تَعْبُدُ وَتَنْتَظِرُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَئِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَقَّعُكُمْ

تم پہنچتے ہو سوائے اللہ کے لیکن بندگی کرونگا اللہ کی جو وفات دیتا ہے تم کو

اسے لو کہ اگر تم کو میرے دین کے حق ہونے میں کچھ شک و تردد ہے تو تم منتظر ہو مگر میں عبادت

نہ کروں گا ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تم کو وفات

دیتا ہے و ہم اہل مکہ قطعاً منکر تھے لی شک کیوں فرمایا دفع اس میں اشارہ ہے کہ یقین

شان حق سے ہے ناحق پر گو کیسا ہی اعتقاد ہو مگر دل قائم نہیں اور اسی تردد کا نام

شک ہے یا یہ کہ اعتقاد میں شک و انکار و دونوں کا ایک حکم ہے يتوقعکم اس قید سے

عقلمند و ہیبت مہر و حق کی ظاہر ہے کہ جبکہ اختیار میں موت ہے اُس سے بے پروائی نادانی ہی

وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْ أَتَمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَقِيقَةً وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

اور حکم دیا گیا کہ میں سے ہوں مومنوں سے اور یہ کہ تمام کروں منہ اپنا و اطمینان سے ماکمل حق پر اور نہ ہو جاؤں میں مشرکوں سے

اور مجھ کو حکم دیا گیا کہ ایمان والوں سے ہو جاؤں اس میں وفات ہو تو دم اجماع و اتحاد پر اور یہ کہ میں اپنا رخ دل

اور توجہ کامل دین کی طرف کر لوں خدا کی طرف کی طرف رغبت و باطل سے متنفر ہوں اہمین اخارہ پر شہادت

دورم پر کہ امر ایمان قابل سقوط نہیں اس پر قیام و دوام بھی فرض ہے اور ظاہری ایمان بھی کافی نہیں

خلوص چاہیے تاکہ باطل سے نفرت و اجتناب ہو اور حق کی طرف دل چمکے اور ممکن ہے کہ قامت
 دین سے عمل مراد ہو کہ دل بھی مومنوں کا سا ہو جائے اور اعمال جو اس حق بھی مائل بحق ہوں پھر فرمایا
 کہ صرف استیقاد کافی نہیں بلکہ سمجھ حکم ہے کہ مین مشرکوں سے ہرگز ہرگز نہ ہوں پس آیت
 کے اشاروں سے وہ ایمان خارج ہو گیا جو بالفرض کسی فلسفی کو محض ذوق عقل سے حاصل ہوا سیلے
 کہ سمیت مومنین میں پائی گئی۔ اور بعد ایمان اگر یہ بدوائی اور تساہل کرے یا اتفاق رکھے
 یا بعد ایمان مثل فرق ضالہ حق کی طرف میل اور باطل سے اجتناب نہ ہو وہ بھی خارج ہو گیا۔ اور
 وہ لوگ بھی خارج ہیں جو آپ کو مسلمان موحّد کہتے ہیں مگر با تباع کفار یا بفریب شیطان تبکلمہ
 قسم قسم کے شرک میں گرفتار ہیں سوائے خدا کے کسی اور کو بھی مستقل تعلیم کے قابل اور حاجت
 روا سمجھتے ہیں۔ چونکہ امر شرک نہایت اشد تھا مکرر ممانعت کی اور دلیل الزام بیان فرمائی۔

فَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَاً مِنَ الظَّالِمِينَ

اور نہ پکار۔ سوائے اللہ کے اسے کوئی نفع نہ ہو نہ ضرر دے سکتے ہیں اگر کیا تو تو تیرا ہیٹک نواب غلاموں سے کسی

اور اللہ کے سوا کچھ پکار جو نہ فائدہ دے سکیں نہ ضرر پہنچا کر ایسا کرنے کیا تو غلاموں سے ہو جائیگا ظالم بیان کہنی
 کا فرد شرک ہے۔ قید عدم نفع و ضرر بیان دافع ہے اسلئے کہ غیر اللہ کا نفع و ضرر یہ قادر ہونا غیر ممکن ہے۔

وَإِنْ يَسْأَلْكَ اللَّهُ بَعْضُ أَلْأَشْيَاءِ لَكَ الْهُونُ وَإِنَّ تَرْدُّكَ عَنْهَا لَنَافَعٌ لَّكَ أَفْضَلُ لِيُصِيبَكَ

اور اگر پہنچائے تجھے اللہ برائی تو نہیں کہنے والا اسکا مکر وہی اور اگر چاہے تیرے بعض چیز تو نہیں کہنی نہ اسے نقصان پہنچا

اگر اللہ تعالیٰ تجھ سے **بَعْضُ أَلْأَشْيَاءِ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ** پہنچائے تو اسکا دفع
 کرنے والا سوائے اسے جسے چاہے نادوں سے ہے اور وہ غفور رحیم ہے اللہ کے دوسرا نہیں

اور اگر خیر کا ارادہ کرے تو کوئی اسے فضل کا ماننے والا نہیں جسے چاہے اپنے غلاموں سے ضرر یا خیر پہنچاؤ
 اور وہ بخشنے والا مہربان ہے یعنی دوسرے کو نفع و ضرر میں کچھ اختیار نہیں نہ اللہ کے عذاب کو ٹال سکتا ہے
 نہ اوس کی رحمت کو روک سکتا ہے جس چھو جانا ہے کا ضمیر ضرر و خیر دونوں کی طرف ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَخُذُوا هُدًى فَمَا يَمْتَدِعِي

کہہ دیجئے اے آدمیو بیشک آگیا تمہاری پاس حق تمہارے رب سے پس جو راہ پہنچا نہیں راہ ہٹا سے مکر

لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِ مَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ

اپنے نفس کے لیے اور جو بہکا نہیں بہکتا جو گمراہی نفس پر اور میں تم پر کسی دار و ستار

اے وہ نبی سے پاس حق اپنے اسلام و کتاب و رسول آگیا تمہارے رب کی طرف سے

شَكَرُوا لِلَّهِ يَمْشِيهِمْ فِي الْأَرْضِ خَشْيًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ
بہر جمع کر طرفت اللہ کے فائدہ دیکھا نہ کرنا کہ وہ اچھا مدت نام دوں گے اور دیکھا ہر مہم باہل کو کھل اسکا

وَإِنْ تَوَلَّوْا إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اور اگر تم پھر ورتے ہیں میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے بڑے دن کے طرفت اللہ کے ہر جمع تمہاری ہر اور وہ ہر شے پر قادر ہے

انتہی سے مراد آنحضرت یعنی آپ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ یا کتاب یعنی منجملہ احکام مفصلہ اول یہ ہر کہ

بہ بندگی کرو کسی کی مگر اللہ کی بندگی کرو دوم یہ کہ اپنے گزشتہ ہوئے گناہوں کی بخشش مانگو اپنے

رب سے پھر آئندہ غفلت و نافرمانی سے توبہ کرو اور اللہ کی طرف توبہ اور رجوع کرو میں تم کو

اس کتاب کی مخالفت یا اللہ کی معصیت سے ڈرانے والا ہوں اس طرح کہ اگر شرک کیا اور استغفار

و توبہ نہ کی اور اطاعت سے روگردان ہوئے تو بڑے دن یعنی قیامت کے عذاب میں گرفتار

ہو جانے کا خوف ہے قیامت کا دن سخن اہل معاصی بچاؤ نہ رہے کس کا ہو گام اور کتاب کی

پیروی کے فضائل اور اللہ کی اطاعت اور ترک شرک و طلب عفو و توبہ و ندامت کے فوائد کی خوشخبری

شنا تا ہوں اور وہ دو امر ہیں سعادت و عزت و کامیابی دنیاوی جو ایک عین وقت یعنی عہد تک ہر

ہر صاحب فضل یعنی صاحب عمل خیر و عتقا صبیح و نیت خیر و قدم ثابت کو ان کے فضل و عمل کا انعام و عوض بقدر مرتبہ

عنایت ہو گا۔ اور خوب سمجھے رہو کہ تمہارا باؤگشت اللہ ہی کی طرف ہر اگر نیک عمل کیے ہیں تو اسی کی

حضور میں انعام پاؤ گے اور اگر عاصی ہو تو اُس سے نہ بھاگ بھو گے اور وہ ثواب و عذاب دونوں پر

قادر ہے دانا و ماہر ہے واضح رہے ربط معنی کے لیے آیت میں تقدیم و تاخیر کی ضرورت تھی وہ

ظاہر کر دی گئی متلحسُن باعتبار اہل مسمیٰ حَسُنَ الخیسی کو شامل نہیں اس لیے کہ وہ ان

جملہ امور باقی اور غیر منتہی ہیں پھر کلہ حسن میں خفا ہے اگر مراد ہے کہ کوئی خوبی ہو چھوٹی یا بڑی انھیں

طبیعتی تو کوئی کافرا سے محروم نہ نکالے گا فائدہ تخصیص کیا ہوا اور اگر تمام خوبیاں داخل ہیں تو کسی

بشر میں نہ ملین گی اب تردید ہو کہ متلحسُن جہاں اطاعت کے لیے موعود ہے کیا ہے اور اصولی طور پر

درجے کی خوبیاں داخل و موعود اور ادنیٰ درجے کے فائدے غیر مقصود پھر حسن دنیاوی گونا گویا ہوں

و قسم کی ہیں ایک وہ جو صرف شہوات نفسانی و لذات فانی سے متعلق ہیں نہ وہ بنفسہ کمال سمجھے جاتی

ہیں نہ ان کے آثار حسنه باقی رہتے ہیں جیسے اکل و شرب و دوت و غیرہ دوسرے وہ جن کے آثار حسن باقی

اور وسیلہ سعادت ابدی سمجھے جاتے ہیں جیسے تکمیل نفس۔ تمذیب۔ اخلاق۔ تحصیل علوم وغیرہ اول ادنیٰ

اور غیر معتبر دوم اعلیٰ اور وعدہ انعام میں داخل۔ پھر حسن گراؤ و سلم دونوں میں پائے جاتے ہیں مگر نظر

(۴۵)

و فہم ناقصین عقل سلیم اور فکر صحیح اسے بدون ایمان جائز نہیں رکھتی اس لیے کہ (جہل) یعنی صاحبِ حقیقی سے بیخبری و کذب ہے اھکار حق (کہہ) اپنے پروردگار کی ناشکری (تول) یعنی غیر مستحق اللہ متعدد کی بندگی (مردم) یعنی خالق و حاکم کی معصیت (و ناعف) یعنی لذات فانیہ سے وابستگی و یاس یعنی سعادت دائمی سے مایوسی وغیرہ یہ تمام قبح و اوزامات کفر سے ہیں اب حسن کہاں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ فضائل و کمالات و محاسن مومنین کو دنیا میں عطا ہوتے ہیں اور آخرت میں بعد رحن ثواب و نتیجہ عطا ہوتا ہے **فری فضل** صاحبِ عمل خیر و اعتقاد حق **فضلہ** یعنی ثواب فضل۔ تاکہ دنیاوی کوششوں کے ثمرات مادی نہ ہوں بلکہ سست اور تیز رو میں امتیاز رہے۔ اس میں ترغیب ہے کہ طالبِ عالی ہمت جی توڑ توڑ کوشش کرے کہ یہ لطیفہ اس میں اغارہ فاذک ہے کہ لذت پسند تمام شادوست بندوں کے لیے ان کی تمنا کے موافق ہو و تصور لذت و سرور اور دلدادہ و جگر سوختہ۔ مشتاقِ قفا بندگانِ رضا کے لیے نہ دنیا میں تعلقات و اسباب و امنیات سے کام نہ آئے آخرت میں ادھر ادھر توجہ دلانی جائے گی بلکہ **فی مقعد صدق عند** **میلان** **مفتد** یہ مقام صدق میں شاہنشاہِ قادر کے مقرب اور تلامذہ مضمور میں محمود ہوں گے

اَلَا تَتَذَكَّرُونَ صَدُّوهُمْ لِيَسْتَفْهَمُوْا مِنْهُ اَلَا حِينَ يَسْتَفْهَمُونَ تَبَا بَهُمْ
آگاہ ہو وہ دہرائے ہیں جیسے اپنے کہ ہیں اس سے آگاہ ہو جبکہ جیتے ہیں کہ ہے اپنے

يَعْلَمُ مَا لَيْسَ رُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
وہ جان لیتا جو اسے کہ چھپائے ہیں اور ظاہر کرے ہیں بیشک وہ دانا ہے سزا سے سینوں کے

شنا دہرانا اور سن کر ناپیش ہونے صدور و ہوس سے عرب کسی امر کا چھپا ہوا مراد لیتے ہیں۔ منہ سے مراد آنحضرت یعنی آپ خبردار ہو جائیں کہ منافق آپ سے نفاق و کفر چھپاتے ہیں تاکہ دل کی بات آپ سے مخفی رکھیں آپ آگاہ رہیں کہ جب وہ خلوت اور تنہائی میں اپنے کپڑے پہنتے ہیں اور نہایت پوشیدگی سے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے اور کھلے بھید جانتا ہے وہ دانا ہے امور و واقف مافی الصدور ہے یہ آیت منافقین و کفار کی شان میں ہے کہ تم کچھ کر دگر اللہ سے تمہارے راز مخفی نہیں رہ سکتے **ف** اگر آدمی اس آیت کا تصور رکھے اور اپنے ہر خلوت و مجلس اور خطرہ قلب و حدیث نفس میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر یقین کرے اور ایسا سمجھے کہ وہ دیکھ رہا ہے تو غالباً گناہ کی جرات نہ ہو کچھ شرم کچھ خوف پھر توفیق کی مدد بے شک گناہ سے بچنے کو یہ عمل مہرب ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا فِيهَا مَعْلَمٌ

رابطہ مومنین و کفار کی جزا و سزا سے شروع کر کے وسعت پر ہویت و احاطہ علم کا ذکر فرمایا اور یہ کہ عام رزق رسانی اور آغاز و انجام کی کار سازی ایک ہی ذات مہربان و فیض دہرکات سے متعلق ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ فِي الْأَرْضِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَنَجْزِيَنَّ أَجْرَكُمْ أَتَوْا مُسْتَقَرَّمًا وَهُمْ لَا يُدْرِكُونَ الْقَالَ

اور زمین کوئی جانور نہ بین میں مگر اندر ہی ہذا اسکا اور جاننا ہی قرار گاہ اسکی اور جاسے امت اسکی ہے کتاب دوم

وایتہ لغت میں ہر جانور کو کہتے ہیں گنا صاحب نفسیر کبیر نے باتفاق مفسرین بیان ہی مراد ہے اور اصطلاح میں چار پایہ یا گھوڑا کتاب میں مراد روح محفوظ یعنی کوئی ذی روح نہیں مگر اللہ نے اپنے فضل سے اپنی طرف اُسکا رزق کر لیا ہے یعنی وہی عناصر میں اور متکفل ہے مستقر آغاذ و انعام یا مکان و گور یا وہ صلب جسے اُسکا نطفہ سپرد کیا گیا اور وہ رحم جہاں اُسے قرار پکڑا یا جنت میں جائیگا یا نار میں یہ تمام امور لوح محفوظ میں ہیں آیت میں کمال ربوبیت و علم کا مذکور ہے اور بہت بڑا اطمینان اور وعدہ اپنے غلاموں کو دیا ہے کہ اہل جاہت یعنی رزق کے عناصر میں ہم ہیں اور ہر جگہ تمہارے حال سے خبردار و رفقشور ابو موسیٰ و ابو مالک و ابو عامر حید اشعر لون کے ساتھ ہجرت کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور زاد راہ باقی نہ تھا ایک تنخص کو بھیجا کہ حضور سے درخاست کر کہ فرستادے نے رسول خدا کو دیکھا کہ یہی آیت کریمہ پڑھ رہے تھے دل میں کہا انہی میں سے کون سے اللہ کے نزدیک غار نہیں جب انہیں رزق دیتا ہے انہی خبر دے گا۔ حضور سے کچھ عرض نہ کی اور پھر آیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا بشارت ہو تم کو کہ فریادیں آگیا ایک سبک کہ حضور نے کچھ وعدہ کیا ہے دفعۃً دو آدمی آئے گوشت کا کاسہ اور روٹیاں پیش کیں خوب شکم یہ کھایا اور اون دونوں مردوں سے کہا تم خوب کھا چکے اب تم یہ طعام حضور میں لے جاؤ بعد ازاں جب حاضر خدمت ہوئے اس کھانے کی تعریف کی کہ ایسا لذیذ ہم نے کبھی نہ کھایا تھا آپ نے فرمایا میں نے کچھ نہیں بھیجا تھا پھر تمام قصہ حضور میں عرض کیا گیا ارشاد فرمایا کہ یہ رزق اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا اور نفس کبیر ہیں ہے کہ جب سنت موسیٰ اپنی بی بی صاحبہ کو بحالت درد و جنگل میں تنہا چھوڑ کر گئے تھے اور بیان کلام اتنی سنا تو کچھ کچھ تسک تھا کہ واللہ اعلم اس بیجاری پر کیا کر رہی ہے حکم ہوا کہ عصا ایک پتھر پر مار دے عصا مارا تو ایک شگاف ہوا اور اس میں سے ایک پتھر نکلا اُس پر عصا مارا اس میں سے ایک پتھر نکلا اسی طرح تیس پتھر نکلا اس تیسرے پتھر پر عصا مارا تو ایک کیر نکلا چینی کے

برابر تھا اور اس کے منہ میں کوئی شے دبی تھی جو شل غزل کے تھی پھر آپ کے منہ سے حجاب اٹھا کر آپ نے سنا کہ وہ کیڑا کہتا تھا پاک ہے جو مجھے دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور میرا مقام جانتا ہے اور مجھے یاد کرتا ہے بعد ازاں میں بحکمت جبکہ ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے ہر بعض کی عمر رزق حرام میں گزرتی ہے اور بعضے فاقہ کشی میں گزارتے ہیں اور بعض بھوک سے ہلاک ہو جاتے ہیں جو اب رزق حلال ہو یا حرام قلیل ہو یا کثیر شکر ہو یا بد مزہ یہ سب رزق موعود ہیں کوئی وصفت و مقدار اور وقت و عنوان مخصوص نہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ خَمْسَةَ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيُظْهِرَ لَكُمْ أَحْسَنَ عَمَلِهِ
اور وہی ہے جسے سائے آسمان اور زمین چھ دنوں میں اور تھا عرش اسکا پانی پر تاکہ دکھائے کہ بھلا جو کام میں

وہی ذات جامع الصفات ہے جسے ساتون آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور تمہاری (تفصیل اسکی صفہ ۱۰ میں ہے) اور تھا عرش اس کا پانی پر یہ آفرینش اس لیے ہوئی کہ تمہارا امتحان کرے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے ف یہ مسئلہ ابتداء آفرینش ہے اس کے تعلق احادیث میں خبریں وارد ہیں بخاری عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور میں اول امر سے سوال کیا گیا فرمایا کہ اللہ ولیکن قبلہ شیء وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموات والارض وکتب فی الذکر کل شیء تھا اللہ اور نہ تھی اس سے پہلے کوئی شے اور تھا عرش اسکا پانی پر کچھ پیدا کیے آسمان اور زمین اور کھلی لوح محفوظ پر ہر شے کہ اس عمران نے کہ ابھی اس بقدر ارشاد ہوا تھا ناگاہ ایک آدمی نے کہا اپنی اونٹنی کی خبر لو بھاگ گئی میں اُدھر چلا اور سجدہ اچھا ہوتا اگر میں یہ اسرار سننا اور اونٹنی چلی جاتی تو ترمذی کہنا البوزین نے میں نے عرض کی یا رسول اللہ قبل پیدا کرنے خلق کے اللہ تعالیٰ کہ ان تھا ذیابق عماء تحتہ ہوا و ما فوقہ ہوا و خلق عرشہ علی الماء عسائین تہ اوپر اس کے ہوا اور عرش کو پیہ اکیا پانی پر عمارت کیا یزید نے جو ترمذی کے شیخ ہیں کہ معنی عمارت یہ ہیں کہ اُس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی ایسا ہی ہمارے شیوخ یعنی حماد و کچ و شعبہ و ابو عواذ کہتے تھے اور کہا بعض علمائے کہ عمارت کی کیفیت اللہ ہی جانے ہوا اسے مراد غلوی محض یعنی کچ نہ تھا حاصل حدیث بخاری یہ ہے کہ اللہ سے پہلے کوئی شے نہ تھی اور عرش اُس کا پانی پر تھا پھر آسمان و زمین بنائے گئے اور حدیث ترمذی میں یہ تصریح مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ (عمار و عا) یعنی لامکان میں تھا پھر عرش کو پیدا کیا بالاسے اب کہا صاحب تیسیر نے کہ یہ مراد انہیں کہ عرش پانی پر ہوا تھا بلکہ یہ آسمان و زمین وغیرہ نہ تھے پانی تھا اور مشہور کہا ابن عباس

وہ عذاب معین آجائے گا کوئی اُسے روک نہ سکے گا اور وہ عذاب جس کے ساتھ ہنس ہنس کر
جہنم بناتے تھے اُنکو گھیرے گا مسئلہ عذاب آسمی سے متحرک نہ موجب نزول عذاب کا ہے

وَلَكِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِثْلَ خَمْرٍ ۖ ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ ۖ إِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْ خَمْرٍ

اور اگر چھلکا لیکن ہم آدمی کو اپنی طرف سے نعمت جیسا کہ ہم اُسے اُس سے بیشک وہ بڑا امیدوار نظر آجائے

وَلَكِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَاءٍ مَسِيئَةٍ ۖ لَيَقُولُنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتِ عَنْكَ ۖ

اور اگر چھلکا لیکن ہم اُسے نیکوئی کے بعد تکلیف کے کہ چھوٹی اُسے البتہ کے کا وہ کہیں برائیوں سے

إِنَّهُ لَفَرِحَ فَخُورًا ۖ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ

بیشک وہ خوش ہو رہا اور اتر رہا ہے مگر جنہوں نے صبر کیا اور نیکیاں دی ہیں

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۚ

کما بعض نے کہ انسان پس آیت سابق سے کہ ان کے لیے بخشائیں اور اجر بڑا

لفظ مراد جنس انسان ہے اور یہی مذہب قومی ہے تو اس میں مقتضائے طبع انسانی کا ذکر ہو

بہر کیف زمانے کا تغیر آدمی کا تلون اور حق فراہموشی اسباب و مجاز سے تعلق مذکور ہے مگر بعض

اس کلیہ سے مستثنیٰ بھی ہیں فرمایا اگر آدمی کو ہم اپنے فضل و کرم سے کوئی خوشی و کامیابی عطا

کر دین پھر اُسے دور ہین اور مصیبت و افلاس میں چھوڑ دین تو بڑا نا امید اور سخت ناشکر ہو جاتا

ہے نہ ہمارے کرم کا امیدوار نہ اگلے حساب کا فکر گر اگر بلکہ شکایات بجا اور غلگی ہے محل اُس سے ظاہر

ہوتی ہے پھر اگر سختی کے بعد رحمت عطا کریں تو ہماری طرف التفات نہیں کرتا ان لذات فانیہ اور اسباب

مجازیہ پر بھول کر کئے لگتا ہے میرے بڑے دن گئے اور بہت خوش ہوتا ہے اتراتا پھرتا ہے ہاں

اس حق فراہموشی اور بیہوشی سے مومن نیک کار مستثنیٰ ہیں اور بھول چوک کی مغفرت اور نیکیوں پر

ثواب عظیم بھی انہیں کے لیے ہیں ف یونس و کفور و فخور و بروزن فعول بصیغہ مبالغہ اس لیے

فرمایا کہ انسان میں یہ امور طبعی ہیں بالکل دور جو نامشکل البتہ غلو اور کثرت ان کی مذموم ہے۔

فَلَعَلَّكَ نَادٍ ۖ بَعْضُ مَا يُوْحٰى إِلَيْكَ وَضَآئِقٌ إِلَيْهِ صَدْرٌ ۖ إِنَّ يَقُولُ الْوَلَا

پس شاید تو چھوڑ دے اور بعض حکم کو وہی کیا گیا کی طرف سے اور تنگ ہوتا ہے اُس سے سینہ تنگ یہ کہ کہتے ہیں کیون نہ

أَنْزَلَ عَلَيْكَ ۖ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۖ أَوْ أَمَّا نَتَذَكَّرُ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۖ

اتار دیا اس پر ترسنا یا اس کے فرشتہ کہیں تو مکرر ڈرائیو والا اور اللہ ہر سے پر وکیل ہے

ف جب کفار کے کلمات ناشایستہ و مسخرات و امبیہ سے حضور کا دل زیادہ ہوا تو بغیرش

تسکین فرمایا بعض مشرکین نے کہا اگر آپ ہمارے پاس ایسا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی مذمت نہ ہو اور ان وہی کلمات و تسووات سے حضور کا ملال ٹرے تو بغرض تسکین و در مشرکین ارشاد ہوا شاید آپ بعض وحی یقینی کو چھوڑ دیں گے اور آپ کا سینہ تنگ ہو گا یعنی غایت درجے کا ملال اور صدمہ اپنے دل پر رکھیں گے اس لیے کہ وہ کیوں کہتے ہیں کہ کیوں نہیں ہم پر خزاہ غیب نازل ہوتا یا اس رسول کے ساتھ فرشتہ آہام کفار ایسے ہی مجبورے طلب کرتے اور باتیں بناتے جکی تصریح کر رہی تھی تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا آپ اسے نبی کریم صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر شے پر قدرت اللہ ہی کو ہے پس آپ ابلاغ رسالت کر دیجیے اور کچھ خیال نہ فرمائیے کوئی مانے یا نہ مانے یہ تو ہمارا ہی کام ہے اور ہمیں سب کے دکیل و کفیل ہیں

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَاْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرِيْنَ

کیا کہتے ہیں انفرادہا دے کہہ دیجیے پس لاؤ دس سورتیں مثلاً اے انفرادی ہوتے ہیں

وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

اور پکارو اوسے کہ بلا سکوتم غیر اللہ کے اگر جوہم ہے

کیا کہتے ہیں کہ آپ نے قرآن دل سے گزند لیا پھر آپ کہہ دیجیے اگر یہ زعم ہے تو تم بھی دس سورتیں دل سے گڑھی ہوئی مثلاً قرآن کے لاؤ اور پکارو بت پکار سکوتم غیر خدا کے اگر جوہم ہے ایسے کہ قرآن اگر قبول بشر ہے تو دوسرے بشر سے بھی اسکا جواب ممکن ہے بحث سورہ بقرہ اور سورہ نساء میں ایک سورت طلب فرمائی اور بیان دس جواب کیا صاحب معاملہ و بیضاوسی و کبیر وغیرہ نے کہ سورہ بقرہ مذنی ہو اور سورہ نساء سورہ ہود سے موخر ہر حال سورہ نساء پیش مقدم ہے اس پر دس سورتیں طلب کیں جب عابز ہوئے تو ایک پر کفایت کی گئی اور کہا بعض نے کہ وہ غیر ذی و دین اور یہ مبدعہ یعنی اگر تمام قرآن کا جواب نہیں ہو سکتا تو سب سے میرے نزدیک یہ بھی ایک طریقہ ہے عاجز کرنے کا کہ مختلف تعداد میں بیان کر دیں یعنی یہ قید بھی کچھ نہیں کہ ایک آیت ہو یا دواجی بس قدر ہو سکے بنا لاؤ۔

فَاَلَمْ يَكُنْ يَوْمَ الْاٰلِ الْاَوَّلٰى اَنْزَلَ عَلٰمُ الْاِنۡمَ اَنْزَلَ عَلٰمُ اللّٰهِ وَاَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

پھر اگر نہ جواب دیں تم کو واقف کرلو نہیں آتا کہ میں نے اللہ کے اندر کہیں کوئی تہود و دہی

واضح رہے کہ تہذیل آیت من قَدْ اَنْزَلْنَاكُمْ مُّسْلِمُوْنَ

تو میرے نزدیک نہایت پس کیا تم فرما بردار ہوئے ہو صاف تکلف سے دور ہے

مخاطب حضور ہیں اور جمع تعظیماً ہے م مومنین مخاطب ہیں۔ یعنی اگر کفار تم کو

جواب نہ دیکھیں اور مثل قرآن نہ لاسکیں تو اب مزید اطمینان و کمال علم تم کو حاصل ہوا کہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اودھارا گیا ہے اور اوس کا بھیجا ہوا ہے اور جب اس پر اعتقاد مستحکم ہو گیا تو یہ بھی یقین ہو گیا کہ غیر خدا کوئی معبود نہیں اس لیے کہ تصدیق قرآن عین تصدیق رسول والوہیت حضرت رحمن سے ہیں ایسی تصدیق و توضیح کے بعد کیا تم مطیع ہو گے یعنی ضرور ہو گے اور مراد علم و اسلام سے کمال یقین قلب کی تسکین ہے جیسا کہ جا بجا فرمایا تمہارا ایمان زیادہ ہو و ہم باطل ہے کہ ایمان بالقرآن و توحید و قبول اسلام مشروط بنایا گیا اس لیے کہ وہ شرط جس کا وجود محال ہو حقیقتہ تعین نہیں بلکہ ایک قسم کی تاکید ہے جیسا کہ فرمایا کفار روزخ سے نہ نکلیں گے جب تک اونٹ سورخ سوزن میں نہ در آئے حالانکہ اون کا خروج کسی حال میں ممکن نہیں پس تعلیق بالمحال محال ہے ایسے ہی مثل قرآن کا لانا خواب و خیال ہے اگر کفار تم کو جواب نہ دیکھیں تو اسے منکر و جان لو کہ قرآن کلام باری ہے اور اللہ ہی معبود برحق ہے تو کیا اب تم ایمان لاؤ گے یا اور یہی قول اسلم ہے پس اسے منکر و اگر وہ تمام تمہارے حمایتی جنہیں خدا کے سوا پکارو اور تائیف مثل قرآن میں معین نہ ہو تو تم کو جواب نہ دین اور ان سے کچھ نہ ہو سکے تو یقین کر لو کہ قرآن منزل من اللہ ہے ورنہ جواب ہو ہی جاتا اور اللہ ہی معبود برحق ہے تو کیا اب تم مطیع ہوتے ہو کہ تمہاری گزشتہ خطائیں معاف کی جائیں یا ایسے دلائل ظاہر کے بعد بھی کچھ تردد ہوتی ہے کہ محض نادان بنے ایمان قابل سزا سمجھے جاؤ قرآن کا یہ معجزہ دائمی اور حقانیت اسلام کی دلیل قطعی ہے جس کا جواب نہ کبھی ہوا نہ ہو گا۔

مَنْ كَانَ مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزَيَّنَتْهَا نَفْسُ الْيَمِينِ عَمَّا لَمْ يَكُنْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يَخْسِرُونَ
 جو ہے چاہتا ہے دنیا کی دنیا دہی اور زینت اس کی پس کرے عین الیمن کے اس میں اور وہ دنیا میں نہ خسارہ پہنچے
 اُولَئِكَ الَّذِينَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ لَا النَّارُ وَهُمْ مَصْنُوعُوا فِيهَا وَاطْلُحُوا فِيهَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ
 وہ ہیں کہ میں ان کے لیے آخرت میں نمر آگ اور مٹ گیا جو کیا دنیا میں اور باطل میں جو جہنم کے

جو حیات دنیا اور اولی زینت کا خواہان ہے اسے اس کے کام کے ثمرات دنیا ہی میں پورے کر دیتے ہیں اور ان کے حق گھٹائے نہیں جاتے ان کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں جو دنیا میں کیا تھا سب اکارت گیا اور ضائع و باطل ہے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے کہیں کہ گیا منطرب اس کے منافق یا کفار ہیں مومنین کو ایسا جواب خشک

مل نہیں سکتا اور اعمال بہتے مرند وہ اعمال خیرین جن کا توقع کفار سے جائز ہے جیسے سخاوت و عدل
رحمت رسانی و قہار عام وغیرہ تو اس کے فائدے او کو یسین مل جاتے ہیں اور کہا گیا کہ مومن و کافر
سب مراد ہیں مگر اعمال سے مراد اعمال ریائی ہیں **ف** مومن ریائی کی نسبت دوام عذاب نہیں ہے
البتہ مگر نفس دینان و اسلام ہی نہیں رہا تو ناری ہے لیکن وہ مومن نہیں منافق ہے عموم لفظ
چاہتا ہے کہ مراد عام رہے اور خصوص سے لینے دنیا پرستی خود بخود کافریا منافق ہیں پائی جا سکی
نہیں نہ خلاف ظاہر ہوگا نہ ضد اصل مسلم ارادہ گو ہر بشر باطبع حیات و زینت کا آرزو مند ہوتا ہے
مگر اصل مقصود و تمامی ہمت و عمدہ مقاصد اس کا آخرت ہی ہے اس لیے کہ ارادے کی چار قسمیں ہیں
۱۔ داخلہ ۲۔ ہوا یک ہی مقصود و ٹھہرنے دوسرے کی پروا نہ ہو جیسے بعض زہاد جو دنیا سے کوسوں
بھاگتے ہیں یا واعظ و مدرس صاوق جنگو رضا خدا و رسول و رجوع و قبول دونوں حاصل ہیں مگر
دل ایک ہی جانب ہے یا دنیا دار جنگو اپنے تمام رسوم بلکہ اسلامی امور مثل عیدین و منہ و نکاح
وغیرہ میں ہی دنیا کی ناموری یا باپ دادا کی تقلید مقصود ہے اگر مفت کا ثواب مل جائے تو خیر یہ بھی
بھی ہے (ضمنی) یعنی اصل مقصود دیکھ اور ہے اور بعد دوسرے فائدے بھی طوطا ہوں جیسے غازی کا مقصود
غلبہ و ثواب ہے اور ضمناً غنیمت بھی عزیز ہے اگیلے تو مسرور اور نہ ملے تو شاکر و مسرور (مسرور
جسمین شک ہو کہ خالص ہے یا مشترک اس میں رد امر مراد ہوتے ہیں مگر ایک زیادہ دوسرا کم ایک
مؤخر وہ سرا مقدم جیسے ہمارے زمانے کے بعض غلبہ جنہیں بعد علم اگر دنیا نہ ملے تو افسردہ اور کچھ کچھ
اپنے ناکامی پر نادام (مشترک) یعنی دونوں امر برابر مقصود و ملحوظ ہوں ناکامی میں حسرت اور طلب
میں سعی ہوا زہد پس آیت میں ہی ارادہ خالص و طلب کامل مراد ہے اس لیے کہ ارادہ مطلق فرد
کامل کی طرف پھرتا ہے نہ ارادہ ضمنی و متروک و مشترک کی طرف اور بے شک ایسا دنیا کا ارادہ دینا
کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اور ایسا ارادہ نہ تقضائے طبع بشری ہے نہ قہرین عقل و نظر بلکہ محکم
نفس و شیطان حیلہ گر **حیات** دنیا سے فانی کے قیام کا تصور ارادہ صحیح کا مانع ہے اور زینت سے
لذات فضول ہوا و ہوس نامعقول مراد ہے چنانچہ قرآن میں وارد ہوا کہ دنیا اٹکی آنکھوں میں مہربان کی گئی
جو شیطان کی راہ پر ہیں **اعمال** جمع عمل عام ہے اور بوجہ اطلاق عمل صحیح و تدبیر مناسب معتبر ہیں
یہ ارشاد کہ اونکے عمل ضائع نہ ہونگے انہیں تدبیر و اعمال کی نسبت ہے جنکے لیے مانع و عارض و نقص
قابت نہ ہو پس یہ وہم نہ رہا کہ ہر تدبیر و عمل میں دنیا پرست کا سیلاب نہیں ہوتا اس لیے کہ ہر تدبیر مناسب

یہ تدبیریں جو شیطان کی راہ پر ہیں اعمال جمع عمل عام ہے اور بوجہ اطلاق عمل صحیح و تدبیر مناسب معتبر ہیں

و عمل کامل ضرور اس وعدہ میں داخل نہیں البتہ مومنین کی دنیاوی کامیابی بطور عارضہ و اجرت
 نہیں بلکہ انعام و تفصل سے نکتہ شاید اسی وجہ سے دنیاوی امور میں کھار زیادہ کامیاب نظر آتے
 ہیں یہی خواہ متعلق ہو سکے ہے اور ضمیر راجع آخرت کی طرف سے منظر ہونے کی وجہ سے آخرت میں
 خواہ متعلق متعلق ہے اور ضمیر راجع دنیا کی طرف سے منظر ہونے کی وجہ سے دنیا میں کامیاب
 امر اہم و مقصود اصلی بنانا جائز نہیں مسئلہ زیادہ قبول و توجہ میں غیر محمود ہے مسئلہ
 دنیا را دہ خیر کو باطل و غیر معتبر کر دیتا ہے ورنہ اعمال ریائی باطل و ساقط نہ ہوتے مسئلہ
 وہ اعمال جو محض دنیاوی فائدہ و نفع کے لیے پڑ پڑ جاتے ہیں گو ذکر و تلاوت پر شامل ہوں
 موجب ثواب و حسن آخرت نہ ہوں گے مسئلہ کوئی پیشہ یا نوکری یا تجارت جس میں تحصیل
 در مقصود اور عمل خیر موجود ہو جیسے کتابت قرآن تعلیم غیر کی نوکری کتب میں کی تجارت وغیرہ
 اگر اس خیال سے ہے کہ ظاہر میں خدا پرست کہلاؤں اور دنیا کا ڈن تو عاصی ہے اور اس
 وجہ سے کہ جہان اور ہمہ بیرون جائز ہیں یہ بھی سہی تو جائز اور اس شوق میں کہ معاش بھی تعلیق
 اتنی سے خالی نہ رہے موجب ثواب ہے جیسا کہ ارادے کے مفہوم سے ظاہر ہے بحث
 آیت میں کوئی دلالت نہیں کہ جسکے بعض اعمال دنیا کے لیے ہوں اور بعض خدا کے لیے وہ بھی اس
 وعدہ کا سزاوار ہے اس لیے کہ صرف اعمال دنیاوی کے بطلان پر آیت دال ہے اور جہنم جو جہ
 ہے ملکی و تہید متی ہے پس جب کوئی اور عمل خیر گو وہ صرف توحید و رسالت کا اقرب ہی ہو موجود ہے
 تمامہ مغفرت منقطع نہیں ہو سکتی حاصل دنیا و دنیا پرستی کی مذمت ۱ اعمال ریائی و مقاصد
 دنیاوی کا ابطال ۲ کفار کو دنیا میں فائدہ عمل جو چاہے لے آخرت میں تہید ستی و محرومی سے مشکوٰۃ
 اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَشَوۡۃً يُّعْطٰی الَّذِیۡنَ فِی الدُّنْیَا وَ یَجْزِیۡنِیۡ بِمَا فِی
 الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الصَّٰكِفِیۡمُ فِیۡطَعُ عَمَّاۤ اَعْمَلۡ بِمَا یُلَہٰی فِی الدُّنْیَا
 حَشَوۡۃً اِذَا اُفْتَضِلَ اِلَی الْاٰخِرَةِ لَعَلَّکُمۡ تَعْلَمُوۡنَ لَہٗ حَسَنَۃٌ یَّجْزِیۡہِ فِیۡمَا
 (رواہ مسلم) ہے شک اللہ نہیں ظلم کرنا کسی مومن پر نیکی میں دنیا میں اُس کا کچل دیتا ہے اور
 آخرت میں ثواب عطا ہوتا ہے مگر کافر کو دنیا میں بحساب عمل خیر جو اللہ کے لیے کیے ہوں فائدہ مل جاتا
 ہے پھر بہ آخرت ہوگی نہ ہوگی اُسکے لیے کوئی نیکی کہ اوس کی جزا دی جائے بخاری و مسلم
 ان مالا خوف من بعدہ ما یفقیہ علیکھ من ذہق الدنیا و زیدتھا فرمایا میں نے بے
 تیرہ ہے اپنے بعد وہ شئی ہے کہ کھولی جائے تو پر دنیا کی زیب و زینت - ترمذی

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ

جو روکتے ہیں راہ سے اللہ کی اور بھونڈے ہیں کجی سے اور وہ آخرت سے ایسی منکر ہیں

موس سے ظالم زیادہ کون جو اللہ پر ٹھوٹا افترا باندھے اس کے لیے شریک یا ولد قرار دے یا جو اسے نہیں فرمایا وہ منسوب کرے۔ یہی لوگ قیامت میں اپنے رب کے حضور میں پیش کیے جائیں گے اور گواہ بنیں ملائکہ جو نامہ اعمال لکھتے ہیں یا انبیاء جو اپنی امت پر گواہ ہوں گے یا ہاتھ پاؤں زبان وقت اور وہ مخلوق جس نے یہ کفر اوشے دیکھا ہے کہیں گے انہیں نے اللہ پر افترا باندھا تھا خبردار ہو جاؤ کہ لعنت اور پھٹکار ہے اللہ کی ان پر جنہوں نے ظلم کیا اور اللہ کی راہ سے دوسروں کو روکا اور اس میں کجی چاہی وہ اپنی آخرت اور حساب کتاب اور زندہ ہونے سے منکر تھے یہ بھونڈا راہ کو ڈھونڈتے تھے

أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَتْ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

وہی ہیں کہ نہیں کلمہ توڑنے والے زمین میں اور زمین انکو سوائے اللہ کے

مِنْ أَوْلِيَاءَ يَضْعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ

کون حمایتی دیکھ کیا بھلا ان پر عذاب نہیں سکتے ہیں سنا

وَمَا كَانُوا بِبَصَرٍ دُولِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَخَسِرَ

اور اس دیکھتے وہی ہیں جنہوں نے حساب میں ڈالا جانوں کو اپنی اور کم ہوا

عَمَهُمْ مَا كَانُوا يَفْزَرُونَ ۚ لَا جُرْمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخِسُونَ ۚ

ان سے آج تھے اللہ باندھے ہیں وہ آخرت میں نقصان پانے والے ہیں

یہ لوگ جیسے دنیا پرست مغتری اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگ کر بچنے والے نہیں تمام زمین میں اور نہ انکا سوائے خدا کے کوئی ولی اور دستگیر ہے عذاب ان پر و ناہو گانہ وہ سن سکتے ہیں کہ نصیحت قبول کیوں اور نہ دیکھ سکتے ہیں کہ قدرت کاملہ دیکھیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا اور جو کچھ افترا باندھا تھا وہ ضائع اور باطل ہو گیا کچھ کام نہیں آتا ثابت ہو گئی یہ بات کہ آخرت میں وہی خسارہ پانے والے ہیں (من دون اللہ) متعلق ہے ولی کا معنی وہ اولیا خدا کے سوا قرار دیے ہیں سب کے سب بیکار بے سود ہیں ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے مراد زمین کہ اللہ ولی ہے غیر اوستا نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمایت مخصوص بایمان ہے۔ ریاض اعف سے یہ غرض نہیں کہ منجر جرم سے زیادہ ہوگی بلکہ منجر جرم

وہی ہیں جنہوں نے حساب میں ڈالا جانوں کو اپنی اور کم ہوا

برستی جائے گی نرمی و اور کمی نہ ہوگی اسی لیے صیفہ مفسر فرمایا کہ استمرار پر دلالت کرے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَاٰخَبُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ایک جو ایمان لائے اور کام سے پاک اور جو کیا دن اپنے رب کے وہی صاحب

اجابت فرمائی کرتا دل کا الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

وخصم در لوسے جیسا کہ منقول صحت ہیں وہ زمین ہمیشہ چلے ستاد سے خواہ تسکین قلب

مروہ یعنی اللہ پر توکل و مطمئن کر لیا جب اگر کما ہے بعض نے خواہ خون و بیم ہے جیسا کہ مروی ہے

ابن عباس سے یعنی وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ عجز کیا

اُس کے وعدہ دن پر تردد اور شک نہ رہا۔ ان مطمئن ہو گیا وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اُسی میں رہیں گے

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ ۚ كَالْاَعْمٰی وَالْاَصْمٰی وَالْبَصِيْرَ وَالْسَّمِیْعَ ۗ هَلْ يَسْتَوِیْنَ مَثَلًا ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ

مثل دونوں فریقہ ناک مثل اندھے۔ دہرے اور بینا۔ سمیع و بین۔ دونوں میں کیا تمیز ہے تمیز کرتا کرتے

پنے دنیا پرست مفتی کی مثال اسی پر جیسے اندھے بہت اور مومنین نیکو کا۔ ایسے ہیں جتنے جتنا

گوش و چشم تو کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں۔ مثال میں اتنا بھی نہیں سوچتے یعنی جس طرح اندھے اور کچھ والی

ہیں مناسب نہیں اور ہرے اور کھنڈے والے کی ہر ایری نہیں ایسے ہی سطح و عاتق میں فرق ہے

رابط مزید توجہ و سہولت علم کے لیے اگلوں کے واقعات بیان فرمائے کہ ایسا قیاس اسی پر کریں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۚ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهُ ۚ اِنِّیْ

اور ہمیں بھی پہلے نوح کو طرف اُن کی قوم کے ہیں۔ اس لیے تمہارے واسطے اعلان ہوں کہ نہ بتو کہ مگر اللہ کی میں

میں نوح کو اُن کی قوم کی اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَکْبَرٍ

نے کہا میں تمہارے لیے ڈرتا ہوں کہ یہ عذاب بڑا ہے یوم روزِ ناک سے

سوا ہے اللہ کے کسی کی بدستش نہ کرو میں تم پر عذاب بڑا الیم یعنی عذاب قیامت سے ڈرتا ہوں

یعنی ایسا نہو کہ بوجہ پرستش غیر خدا و ترک احکام رب جہل و غیے تپہ بڑا عذاب آجائے۔

فَقَالَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا تَزِیْرُکَ الْاَنْبِیَآءُ فَمَلْنَا وَاَمَّا زِیْرُکَ اَتَّبَعْنَا اِلٰهَ الَّذِیْنَ

پھر کہا سر بلند نے جو کافر ہوئے تو ایسے انہیں دیکھتے تھے کہ انہیں کفر کی وجہ سے کفر کی وجہ سے کفر

ہُمْ اِذْ اٰذْنَا بِاَدْوٰی الرَّآئِیِّ ۚ وَمَا تَزِیْرُکَ لَکُمْ عَلَیْکُمْ مِنْ فُضُلٍ ۚ اَبَلْ نَظُنُّکُمْ کَاذِبِیْنَ ۚ

کہ وہ کہتے ہیں ہم میں سے ظاہر لایں اور ہمیں دیکھتے ہو کہ تمہارے پھر کوئی فضل بلکہ جانتے ہیں تم کہ کذاب

ہم نے تمہاری بات کو سنا ہے اور تمہاری بات کو سنا ہے اور تمہاری بات کو سنا ہے اور تمہاری بات کو سنا ہے

سرداران قوم نور محمد نے کہا جو کافر تھے ہم تو آپ کو اپنا سارا دین دیکھتے ہیں اور آپ کے تابع ہو کر
اور دل کے اور زمین جن کی رذالت ظاہر ہے یا بخود نہ بے گنجے ہو گئے آپ کی تابیت
اختیار کر لی ہے اور ہم تم کو اپنے سے افضل نہیں جانتے بلکہ ہم تم کو محبوب تھا ہی جانتے ہیں۔

قَالَ يَقُومُ آرِيكُمْ أَنْ كُنْتُ عَلَى بَيْتِي مِنْ تَرَفِّي وَأَسْطِنِي رَحْمَةً

ہاں قوم! مجھ کو جو تم پر ہے اگرچہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے اپنے رب کی رحمت سے اور وہی میرے لیے رحمت

مِنْ عِنْدِهِ فَقَعَيْتَ عَلَيْكُمْ أَنْ لَزِمَكُمْ مَوَاسَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَرِهُونَ

پاس سے اپنے لیے مجھ کو جو تم پر ہے کہ تم نے میری رحمت سے باز ہو کر اس سے ناخوش ہو

کہاؤں کہ اے لوگو! مجھے یہ بتاؤ اگرچہ میں دلیل قوی بہرہ من اپنے رب کی طرف سے اور

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے مجھ پر رحمت فرمائی ہو اور وہ دلیل صحیح و رحمت و وسیع تم پر ملتی

رہی ہو تو کیا میں نہ بردستی تمہارے دامن سے باندہ دون گھا اور ایسی حالت میں کہ تم اوست

تا پسند کر رہے ہو مگر میں صادق ہوں تو تم رحمت سے محروم رہو گے اور میں بدون سی

وطلب خود کسی کو نہ راہ پیدا کرتا ہوں نہ محنت اتنی میں شریک کر سکتا ہوں۔

وَيَقُومُ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَا لَا مَانِ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا

اور اے قوم! میں نہیں مانگتا تم سے اس پر جو تم پر ہے بلکہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں

بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلْقُوا رَيْبَهُمْ وَاللَّيْنِ أَرْبُكُمْ قَوْمًا يَجْهَلُونَ

میں سے کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں مانگتا تم سے بلکہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں

اسے لوگو! میں تم سے بے ہوش ہوں بلکہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں

نہیں بلکہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں مانگتا تم سے بلکہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں

بکہ مال و زرہ مانگتے ہوں کہ امیر و فقیر کا امتیاز نہ کرواں پس تمہارا یہ خیال کہ میں فقرائے مومنین

سے کنارہ کش ہوں چل صریح ہے کہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں

آدمیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم نہ رکھنا سنت انبیاء ہے۔

وَيَقُومُ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنَّ طَرْدَهُمْ أَقْلَاتِ كَرُونَ

اور اے قوم! کون مدد کرے گا میری اللہ سے اور ان کے لئے کھانا دینا میں انکو کہا پس نہیں سوچتے

اے لوگو! اگرچہ میں ان پر شک و قہقہہ ہوں کہ میں نے اپنے رب سے کہا کہ تمہاری رحمت سے اور میں نہیں

وحمایت کرے گا اللہ کے مقابلے میں کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندَ خَزَائِنِ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ تَقَى

اور میں کہتا ہوں کہ پاس میرے ٹولے

وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فَعَلَ

مردین کستانین واسطے ایسے کہ حقیر جاننے ہن: اکھین تھدی

اور میں نہیں کہتا کہ یہ **الْفَسِيحُ** اِنِّیْ اِذَا لَمِنَ الظُّلُمٰتِ ہ

ہیں اور نہ یہ کہ من و اناس عالموں میں بھی کر میں اس وقت ہر آئینہ عالموں سے چوں غیب چوں اور زمین

نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں کہتا میں جنکو تم بچشم حقارت دیکھتے ہو انکو اللہ تعالیٰ

خیر عنایت و فرمائے گا اللہ جانتا ہے جو اعلیٰ و بون میں ہے (اگر مخلص و صادق ہیں تو بلاشبہ)

خیر دنیا و دین اُن کا حصہ ہے اور یہ سب تو خواری اور زلت میں کلام نہیں لیکن میں

ایسا کہون تو اس وقت ظالم ہو جاؤں گے کہ ابھی سنت قدیم ہے کہ آپ کو محبوب و معبود

سمجھے اور رحمت حق کہہ رہا کہ نسبتِ نداشت یا منتفع قطعاً نہ کرے۔



وَأَوَيْتُوهُ فَمَا جَادَلْتُهُمْ فَاكْثُرَتْ جِدَالُنَا فَيَسَّرْنَا بِمَالِنَا

برے سے نوح جھڑپا تو لے جسے پھر یاد دیا تو نے جھڑپا مہاراجا جس نے اسے کو دہندہ کیا لوس

كُفَّارُ بُولَةِ اِسْتِوَحْشِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ اٰپ لے ہم سے جدال

کیا اور یہ تنازعہ سے	اگر ہے تو	یوں سے	گزارہ یا خیر اب وہ عطا
----------------------	-----------	--------	------------------------

۳۳۳ کہ جو سے وہ کہ اسے لے آئے اگر آپ سے ہے وہ وہ معلوم ہو کہ آپ کہ کہ کہ کہ

بسم الله الرحمن الرحيم

جاءه سزاوار بنامه مرید و مرید

قَالَ إِنَّمَا يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ وَلَا يَفْعَلُ لَكُمْ صَحِيحًا إِنِ ارْتَدَّ

کہا لا ینک تمہر حباب گرانشہ لکڑچا بیگا اور نہیں تم پہنچے دے اور نہ نفع و بی نفع نصیحت میری اگر چاہیے

ان نضامه

ان شاء الله تعالى

[illegible]

حضرت لوح سے کہا تذاب لوالعبد ہی چاہے لائے اور کم القدر عذاب سے بچے :۔

نہیں اور نہ میری بصیرت تم کو فحش دے گی اگر تین چار ہون کہ تم کو نصیحت کروں اور اگر اللہ چاہے

کہ غم کو نہ بکاٹے دہی تمھا مار پ ہے اور ایسی کی طاف بزرگشت ہے اسے نما آبت نص سے

[Handwritten musical notation]

کہ ہدایت کو سنبھالے بغیر ہرگز نہ جائے گا۔

ع

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ وَقُلْ إِنِّي افْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَائِي وَإِنِّي أَخْبَرْتُكُمْ بِهِمْ

کیا کہتے ہیں کہ افتر کیا ہے اسے کہہ دیجئے اگر وہ اسے تو مجھ سے گناہ دیر اور میں بری ہوں اس گناہ کرنے پر

معاہدہ کیا ابن عباس نے کہ یہ بھی متعلق قصہ نوح علیہ السلام ہے۔ کہما قاتل نے یہ آنحضرت

اور آپ کی امت سے متعلق ہے حاصل کیا کفار کہتے ہیں کہ احکام اتنی و امر رسالت دل سے

پانے گئے آپ کہہ دیجئے اگر میں نے دمی دل سے گرتی ہے تو مجھ اسکا گناہ ہے اور میں بری ہوں

اس سے کہ تم گناہ کرتے ہو یعنی میرا آپ تو میرے ذمہ ہو گا تم نیر لود کہ یہ صریح تکذیب کے سر جائے گی

وَأَوْبَحِي إِلَىٰ نَوْحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

اور اے نوح! کہہ دیجئے کہ تو میرا قوم سے نیری لیکن وہ کریمان لاچکا ہیں نہ بچ کر اسکا کہہ چکے

ہے نوح پر وحی کی کہ جو ایمان لائے وہ لائے باقی اب کوئی ایمان نہ لائے گا تو آپ ان کفار کے برے

کاموں پر ملامت و غم نہ ہوں غرض اس مدون حضرت نوح نے قوم کے مظالم اٹھائے اسقدر آپ کو

مارنے کہ آپ بیہوش ہو جائے کپڑے میں پیٹ کر لٹھ میں پھینک دیتے اور سمجھتے کہ مر گئے اللہ تعالیٰ کے

فضل سے آپ ایسے ہو جاتے اور دعوت حق شروع کرتے ایک دن ایک بڑے نے اپنے چھوٹے

بچے سے کہا بیٹا اس بڑے میں نوح علیہ السلام کو پہچان رکھ شہید بنے بھگائے اس لوہے کے

کسا اپنی لامعی دے پھر گود سے اتر ا اور حضرت نوح پر لاطھی ماری آپ نے عرض کی اسے رہا بھیج

دیکھ تیرا بندے مجھ سے کیا کہہ کرے ہیں اگر تجھے انیر تو جہ ہے تو انہیں ہدایت کر ورنہ مجھے

اجابات ملے کہ میں بدو عاقرون ارشار ہو کہ اب کسی کی قسمت میں ایمان نہیں آپ نے بد دعا کی

وَأَبَتْ مِنْ أَشَارَةٍ كَذَبَ نَصِيحَتِ وَنُفْخَارِ بَسُو دَسَ بِهِ دَعَائِي كَيْفَ اتَّقَامَ لِي جَائِلٌ

وَأَسْنَعُ الْعُلَاقَ بِأَعْيُنِي وَوَحْيُنَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الدِّينِ ظَلَمُوا أَيْضًا مَعَهُمْ قَوْمٌ

اور انکے اشارے سے انہیں نہ نصیحت و نفخار بسو دے یہ دعا کیجئے اتقام لین جائے۔

وَأَسْنَعُ الْعُلَاقَ بِأَعْيُنِي وَوَحْيُنَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الدِّينِ ظَلَمُوا أَيْضًا مَعَهُمْ قَوْمٌ

اور انکے اشارے سے انہیں نہ نصیحت و نفخار بسو دے یہ دعا کیجئے اتقام لین جائے۔

مہاری تعلیم و ارشاد سے کشتی جاؤ ہماری پیش چشم اور جسے ان ظالموں کی نسبت دروغ است ترمیم نہ کرنا

یہ سب کے سب دوسرے والے ہیں در مشور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نوح کو کشتی بنانے کا حکم ہوا

عرض کیا اسے رب لکڑی کمان سے فرمایا درخت لہو تو سا لکھو کا درخت بویا اور میں برس تک

منتظر رہے جب درخت تیار ہوا اکاٹا اور شکھلایا اور بسبب تعلیم اتنی کشتی تیار کی چھ سو گر طول اور تین سو

تینس گز عرض اور سا لکھو گر بلند اور تین درجے بنائے ایک میں چار پائے دوسرے میں بیس اور طبعہ

اصلی میں بنی آدم اعرین جمع عین یا مراد اس سے حضور و توجہ یا صفات مشابہات سے ہر مثل موجود کے

وَيَضَعُ الْقُلُوبَ مَوْكُمًا مَّرْعَلِيَّةً مَلَأَتْ قَوَاهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنَّ تَخْشَعُوا مِنْهَا

اور بنائے گئے کشتی اور جب کوزہ لادیں گے سوار کوئی سوار ہلکی قوم کا سوس کرتے اسے کہا اگر نہیں ہو گئے

فَإِنَّا نَخْشَعُ مِنْكُمْ كَمَا تَخْشَعُونَ هُفُوفٌ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ

پس میں بھی دل لگی کرنا ہو سوس ہلکی قوم اب جان لو گئے کون ہے کہ آتا ہے ابھر طلب

تَخْشَعُ مِنْكُمْ كَمَا تَخْشَعُونَ هُفُوفٌ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ

اور جب کوئی سوار

مشکین کا گزرتا ہو سوس

کرو کہ اسے اور درجے اسیر عذاب قائم ہے

نہاری کرنے کے حضرت نوح نے کہا تم سے بہت ہو اور ہم بھی تمہاری طرح بہتے ہیں اب تم جانو گے

کہ کس پر سوار کرنے والا عذاب آتا ہے اور کون عذاب دائمی میں گرفتار ہوتا ہے ف معلوم ہوا کہ

مقبولان خدا پر تسخیر موجب نزول عذاب دینا و بلا سے آخرت ہے ۱ اسباب و تدبیر پر توجہ سنت

انبیاء سے یہ پیشہ نہاری حضرت نوح سے ہے ۲ اطاعت عبادت و ذکر پر مقدم ہے و رط

آپ ذکر اور نماز میں مشغول رہتے مناعت کشتی میں تیس برس صرف وقت نہ ملنے

یہ تسخیر و تسخیر اس وقت

یعنی عذاب آگیا اور تنور

وے زمین صغیر آب ہو گیا اور عذاب یادہ وقت وعدہ جو نوح سے عذاب ہلاک قوم کیا تھا ابن کثیر

کہا ابن عباس نے توبہ سے مراد وہ زمین میں تمام زمین سونے کی طرح ابل ہلی۔ کہا علی نے تنور سپید ہا صبح

یعنی صبح ہوئی اور عذاب آیا کہا قتادہ نے جزیہ میں ایک چشمہ بنام حین الورد تھا تنور اسی سے مراد ہے

شعبی نے قسم لیا کہ کما کہ تنور کو نے میں تھا اور کشتی وہاں تھی جہاں اب مسجد کوفہ کشتی وسط مسجد میں

اور تنور باب کندہ کے داہنے طرف معاملہ کا صحن میں یہ تنور تھا کا تھا کا مقابل نے یہ تنور

آدم کا نوح کے پاس شام میں بقیام میں القرۃ تھا کہا ابن عباس نے کہ تنور ہند میں تھا

قُلْنَا اَحْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

کہا ہے لادے دوہیں ہر قسم کے جوڑے سے دو دو اور اپنے اہل کو مکرہ کہ

ہم نے کہا اے

کے جانور کا جوڑا

اور جو ایمان لایا نہ تھے ایمان نہ لائے تھے کہ

مادہ سوار کرو تا کہ نسل پائی رہے اور اپنے اہل و عیال کو لے کر وہ جہنم میں ہمارا علم و حکم

سابق و ماضیہ ہو چکا ہے (نہیں بچ سکتے) (نہیں سوار نہ کرو) اور انکو سوار کرو جو ایمان لائے اور انکو

ایمان والے تھے مگر تھوڑے آدمی مروجین سے مراد جانور ہیں معاملہ اللہ قائلے نوح کے پاس
 قلم و حوش و طیور جمع کر دیے آپ ہاتھ مارتے رہے ہاتھ میں نربائیں میں مادے آتے اور کشتی پر سوار
 کر دیتے عرالمس کے سے کے سینے سے شیطان پھٹ گیا اس کے پانوں نہ اٹھتے تھے حضرت نوحؑ
 کہا تیری خرابی ہو جا کشتی میں اگرچہ شیطان بھی تیرے ساتھ ہوا اب تو شیطان نے گدے کو چھوڑا
 اور تاؤ میں جا بیٹھا جب نوح نے اسے دیکھا فرمایا اے اللہ کے دشمن تجھے بیان کون لایا بولا حصول
 ہی نے تو فرمایا تھا رہنا زمین اگرچہ شیطان تیرے ساتھ ہو فرمایا نکل اے دشمن خدا بولا میں نہیں
 جانے کا اہل سے مراد بل و عیال و اقارب الا سے آپ کا بیٹا ستنے ہو گیا جسکا ذکر آئے گا

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ هَجْرًا لَّعَنَّا وَحُفًّا رَبِّ ارْكَبُوا فِيهَا وَنَحْنُ رَحِيمٌ
 اے اللہ سوار ہو کشتی میں بھگت کرنا خدا کے پرہیزاؤں کا بدھنا اور اس کا بیشک رہ میرا غفور رحیم ہے
 جب جانور اور آدمی جمع ہوئے حضرت نوح نے کہا سوار ہو کشتی میں اللہ کے نام کی برکت سے چلنا
 اور ٹھہرنا اس کا ہے بدھنا رب غفور و رحیم ان سے مسئلہ ہر کام میں بسم اللہ الرحمن الرحیم
 کو نام نہون سے مگر کشتی پر یہ وقت بسم اللہ بھر دیا و مر سہا کنا چاہیے

یعنی جب سوار ہو اُنکے ساتھیوں کو وکھی خیر عی۔ یہ صرف مروج کا عجیب ال تھوڑے آدمی اور کشتی پر چلی
 اُنکے ساتھیوں کو اور کشتی پر چلی اُنکو مروج میں مثل یہاؤ کے سے چلی ایسی ہی

میں جو بہار کی طرح بلند تھی ف مروج کو باعتبار ارتفاع و قوت جبل سے تشبیہ دی
 عراس پانی عالمگیر ہو گیا اور کشتی چھ مہینے تک تمام زمین پر سیر کیا کی اور کہیں
 جاے قرار نہ تھا جب مکہ معظمہ کے قریب آئی بظمت بیت اللہ طواف کرنے لگی اور
 سات طواف کیے اور اللہ نے بیت کو اٹھایا تھا کہ عرق سے محفوظ رہے اور سنگ
 اسود حضرت جبریل نے جبل ابوقیس میں نمنی کر دیا بعد طواف یہ کشتی کوہ جو دی پر گزری
 اور وہاں ٹھہری اور ابن عباس سے مروی ہے کہ عروج بن عنق بھی عرق نہ ہوا اُسکے
 گھٹنوں تک پانی تھا اور تھمرے مچھلی بکڑ کر آفتاب کی حرارت سے بھون لیتا تھا
 ف جب تک ایسی روایت بعد یث صحیح ثابت نہ ہو عموم قرآنی رَبِّ لَا تَذَرْنِي الْاَرْضِ
 میں انکا فریاد دیکھا کی تفصیل نہیں ہو سکتی واسطہ علم القصد اسی طوفان میں
 حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو دیکھا کہ غوطے کھا رہا ہے تو کمال شفقت
 پر دی و امید غفور و رحیم اسی سے سمجھے کہ یہ بھی میرے اہل سے ہے نجات کا مستحق ہے عرض کی

وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُسَبِّحُ أَكْبَرُ مَعْنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ه

اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ مومنین سے علیحدہ یا کفار سے الگ ایک جانب میں تھا بے اعتنا سے
شفقت پدری آواز دی اسے بیٹے مہارے ساتھ حوار ہوئے اور کافروں کے ساتھ نہ رہو

قَالَ سَاوِيَكَ لِيْ جِبَلٍ يَّغْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ كَمَا خَمَّ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا

کہا اب پناہ دیکھا طرف پہاڑ مجھے کہ بچائے سکے پانی سے کہ نہیں کوئی بچاؤ آج علم سے انکار

كَانَ بَنٌ مَنْ رَّحِمَةٍ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ه

کھانا بن کسی جہر رحم کیا اور حاصل ہوئی درمیان میں دو لہریں ہیں جو گہرے ڈوبنے والوں سے پہاڑ کی

طرف پناہ لون گا وہ مجھے پانی سے بچائے گا حضرت نوح نے فرمایا آج کوئی اللہ کے حکم و عذاب سے
بچانے والا نہیں ہے مگر میں ہر اسے تھکے رحم کر دی بھیگا عرا الس یہ باتیں ہوتی تھیں کہ پانی بڑھا
اور کھانا کوہ بلند پر چڑھا اور نوح اور ان کے بیٹے کے درمیان میں موج آگیا اور اسے ڈوب دیا الا آج
اسکی تاویل میں تاویلات مختلف ہیں ابو سعور کوئی مکان بچانے والا نہیں مگر وہ مکان جو محل رحمت ہے
یعنی کشتی کبیر نہیں بچا نیوالی مگر وہ ذات جسے رحم کیا یعنی اللہ تعالیٰ یادہ جسے اپنی جان پر رحم کیا ایمان
و اطاعت سے یا کوئی کسی کو بچا نہیں سکتا مگر اسے یہ ہر اللہ نے یہ کیا و معلوم ہوا کہ اطلاق سی ہوتی ہے
کا میابی کی امید ہو یا نہ اسے کہ نوح کو وحی سے معلوم تھا کہ اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَلِيْسَمَاءُ أَقْلَعِي وَغِيْضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ

اللہ تعالیٰ نے زمین سے پانی اپنا اور آسمان ہزارہ اور سمکھا گیا پانی اور تمام ہو گیا سکھ اور ٹھہر گیا کشتی

عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعَاً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ه

اور کہا گیا تھی بھانہ سے کہنے والے جو دی بہ اور کہا گیا لعنت ہو اسی قوم ظالم کے ملائکہ سوکھ گئے تھے

اسے زمین اپنا پانی نگل جا اور اسے آسمان اپنے کام سے باز آئیے پانی نہ برسا اور اس حکم کے
ساتھ ہی پانی خشک ہو گیا اور امر اتھی جو در باب غرق و ہلک کفار تھا پورا ہو گیا اور کشتی حضرت
نوح علیہ السلام کی جو دی پہاڑ پر جا کر ٹھہری اور کہا گیا لعنت ہو قوم ظالم پر یعنی رحمت اسی سے
دور ہو جائیں گا و کہ یہ اشارہ ہے اس پانی کی طرف جو زمین سے اُبلتا تھا یا بعد از قتل
سب اپنی زمین کی طرف منسوب ہو گیا اقلعی صیغہ امر مونث اقلع کام سے باز رہنا سینے بارش
موقوف کر جو دی نام ہے پہاڑ کا معاملہ زمین و مصل کے پاس ہے عدا الس کہا مجاہد نے

نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا اور اسے بتایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ تیرے لیے ایک پہاڑ بن جائے جس سے تیرے بچے محفوظ رہیں گے۔

دع

اصنافی ہے حقیقی نہیں۔ بعض تفسیل اخبار غیب سے ہیں کل نہیں اور اولین سے کفر کفان و سلام و برکت نوح و بعض اولاد نوح علیہ السلام دتس کفار وغیرہ ہے۔ یا یہ خبریں آپ کو بطور اخبار غیب معلوم ہوئیں اس لیے کہ وحی تعلیم غیب سے ہے ذرائع اکتساب علم سے نہیں ہیں جو وحی سے معلوم ہو۔ بطور غیب معلوم ہوا تو ہم سب سے مراد اہل مکہ ہیں تو غالباً وہ ان خبروں سے ناواقف تھے یا یہ کہ جسد تفاسیل و حکم سے نہ آپ نہ آپ کی امت کوئی آگاہ نہ تھے اب تمام عالم مراد لینا جائز ہو گا فاصبرنا جزا اس لیے ہے کہ جب یہ معلوم ہو چکا تو اب صبر لازم ہے۔

وَلَمَّا عَايَا خَلْقَهُمْ هَوْدًا قَالَ لَهُمْ أَخُوتِي وَآلُكُمْ مِمَّنْ الْغَايِبِينَ إِنَّمَا أَنْتُمُ الْمُفْتَرُونَ

اور طعن مائدہ بھائی اٹھا ہود کہنا ہے قوم ہندی کرواؤندی نہیں وہ لوگ خدا کوئی معبود دیکھتے انہیں تم کفر افتر کرتے ہو

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود پیغمبر کو بھیجا کہنا ہود نے اسے لوگو اللہ کی عبادت کرو تمہارے لیے کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے تم نہیں ہو مگر افتر بردار اپنے پیغمبر و معبودوں کے ٹھہرانا تمہارا ہند تھا ہے یا حضرت واحد قہار پر شرارت کا الزام افتر ہے حقیقت قوم عاد و یمن حضرت ہود صفر ۶۸ میں گزر گیا۔

يَقُولُ لَا سُلْطَانُ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور قوم یمن مانگتا ہیں تمہیں اس حدیث پر زور ہے۔ یمن اجریہ مگر ادھر جسے پیدا کیا مجھے کیا نہیں سمجھتے

اسے لوگو یمن اپنی اس وعظ و نصیحت پر کوئی اجر نہ ہے نہیں مانگتا مگر میری مزدوری تو اس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے نصیحت کہ خالی ہوا دھڑل چو داروے نصیحت دفع مرض +

وَيَقُولُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُنَادُوا إِلَيْهِ يُرْسِلَ سَمَاءً عَلَيْهِمْ ذُرًّا ذَوَّيْنًا كَذَٰلِكَ قُوَّةُ

اور اسے قوم طلب بخشش کر رہے ہیں پھر جمع کر دینا اسکے بھیجے آسمان کو ٹہیر برسنے والا اور ایک ٹکر تو لکھیں

إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ

اے لوگو استغفار سے ایمان لاؤ اور

اپنے بھائیوں اور بہن پرستیوں سے باز آؤ اللہ تعالیٰ تم پر بانی برساے گا تین برس سے

جو قطع ہوا تھا اور عورتیں مانع ہو گئیں تھیں یہ بلادور ہو جائے گی اور جو قوت جسمانی تم کو عطا ہوئی

اس پر دوسری قوت ایمانی یا مالی و بدنی زیادہ کر دی جائے گی اور کلمات عصیان و جرم روگردانی نہ کرو

و ایمان و تقویٰ کے ساتھ وسعت رزق و ازاد قوت و عظمت امر موعود ہے۔

قَالُوا لَيْسَ لَهُ دَلِيلٌ فَإِنَّمَا يَتَّبِعُهُ الْيَهُودُ وَمَا يَكُونُ لَهُمْ جَهَنَّمُ إِلَّا هُتَاتٍ

بولے کہ یہودی صہیون دیا تو ہمارا پاس کوئی کرل اور شہین ہم بھیجے دے والے اپنے مسیحوں کو قتل ہے جس کو انہیں ہم واسطہ تیری ایمان لانا دے

عادیو لے اسے ہر	اِنَّ تَقُوْلَ لَا اَعْتَرَاكَ بَعْضُ الْمَلٰٓئِكَةِ بِسُوْرَةٍ	آپ کوئی دلیل تو
ہمارے پاس لائے	نہیں کہتے ہم مگر اسیب ہو چایا جو کسی معبود سے بہت بری طرح	نہیں اور ہم صرف

آپ کے کہنے سے اپنے معبود زمین چھوڑنے کے اور ہم آپ پر ایمان نہ لائے ہم کو کچھ نہیں کہتے مگر یہی کہ ہمارے کسی معبود نے آپ کو بُرے طور پر آسیب پہنچا کر دیا ہا ویہ قوت کر دیا ہے بلینہ سے مراد وہ معجزہ اور عجاب جو وہ چاہتے تھے اختر اک جمع شدن و ہجوم کر دین مراد آسیب رسانی

قَالَ إِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ وَأَشْهَدُكَ أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ هُمِنْ دُونِهِ

کے مین گواہ بننا تاہون اللہ کو اند گواہ جو تم سب میں بری مومن افس سے کہ شریک کرتے جو تم سواۃ اللہ کے

ہو دے گا میں اللہ کو
سب گواہ رہو کہ تم جو

فَکَيْدُوفِي جَمِيعًا شَمَّ لَا تُظْهِرُونِ
ہیں دانو کرو تم سب بچہ بچہ نہ سہلت دو بچے

گواہ بناتا ہوں اور تم
غیر اللہ کو شریک کرتے ہو

مین اوس سے بیزار ہوں پس تم بملکہ مجھ پر دائو کرو اور سہلت بھی عموماً لینے میں تمھاری باتوں سے بیزار ہوں تم جو کہ سکو میری ایذا رسانی میں بلا توقف دعا منتظر کر گزر رہے۔

فِي تَوَكُّلٍ عَلَى اللَّهِ وَرَبِّكَ هَاجِرٌ وَإِلَّا هَاجِرٌ مِّنْ صَّاحِبَتِهِ إِذْ قَالَ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ہم نے بھروسہ کیا اللہ پر جو میرا اور آپ کا خدا ہے۔ مگر وہ پکڑاؤ والا ہے اور اسکی پیشانی

مین نے بہرہ و سا کیا اندر پر جو میر اور تمہارا سبکے سب سے کوئی چلنے والا نہیں مگر اندھا کی جوئی تھا یہی سب سے قارور
مگر ان پر دعوے کا معنی اختیار و قدرت و تسلط استعمال ہوا بیشک میر بصرہ کا مستقیم رہی کہ مفسرین نے

۱۰ اللہ تعالیٰ طریق حق وصدق و عدل پر ہے پس کاذب ناحق کوش کو غور کر لیا اور حق پرست کو کامیاب کرے
۱۱ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور صراطِ مستقیم پر رہنے والی فرماتا ہے یا اوسکا پانا بدو نہ راہِ راست ممکن نہیں

بِأَن تَوَافَقَ أَبْلَغُكُمْ مَا أَرْسَلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْخُلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ

بہر اگر سنہ پیر دے تو تحقیق یہ نہاد میں غلطوہ کہ بھی جاگ میں ساتھ دوسرے تھادی اور جالیں کیگا رہا سہا دوسری قوم کو

وَلَا تَضْرِبُوهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ
 نمونہ بجاؤ کہو کہ تم کو کچھ جھک رہا ہے ہر شے پر ہلکا ہے

یہ بھی جیسا تھا اور اس کے لئے تملوٹھا کر دوسروں کو تھا راجا نشین کر گیا اور تم اسکا کچھ بگاڑ نہ سکو گے
یہاں پر ہر شے پر نگہبان ہے یعنی میں اپنا ذمہ پاک کر چکا ہوں تم مانو یا نہ تمہارے عذاب و دلاک سے

وہ مردود نہ ہوگی ثور اور حضرت صالح کے متعلق تحقیق و حالات صفحہ ۱۷ میں گزر گئے۔

قَالُوا يٰصَالِحُ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ

برے اسے صالح تحقیق تھا تو ہم میں ایسا کیا گیا پہلے اس سے کیا تو نہ کہ ہم کو کہ نہنگی کریں

مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَكُنَّا نَكْفُرُ بِشَيْءٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا إِلَيْهِ قُرَيْبٌ

اکمل کہہ کی کرتے تھے باپ دادے بہادر اور حالانکہ ہم شک میں ہیں اس سے کہ ہمارے تو ہم کو طرف ایک شعبہ میں لائے

ہوئے اسے صالح تم تو ہم میں امید گاہ تھے (یعنی سردار قوم) اور اہل الزام اور صاحب مشورہ

وہر شاہد و ہدایت و منافع و اصلاح امور میں) پہلے اس سے (یعنی اظہار نبوت و دعوت تو حید

سے پہلے ہم تم کو ایسا جانتے تھے) کیا تم ہم کو (باوجود اس صدق و دیانت و دانش و فطرت

منع کرتے ہو کہ ہم اون معبودوں کی بندگی نہ کریں جن کی پرستش ہمارے باپ دادے کرتے آئے

ہیں حالانکہ ہم لوگ ابھی تک اوس امر میں جو تم تعلیم کرتے ہو (یعنی تو حید و اقرار رسالت و غیرہ میں)

شک کر رہے ہیں (اور ایسا شک جو شبہ اور تردد میں ڈالے۔

قَالَ لَقَوْمٌ ارْعِدْ يُدْعُونَكَ اِلٰى بُعْدٍ مِّنْ رَبِّكَ وَاَنْتَ مِنْهُمْ رَحِمَةٌ

کہا اسے قوم بتاؤ تم مجھے اگر ہوں میں نازل پر اب سے اچھے اور ہی ہو اوسے مجھے اپنی طرف سے رحمت

(۲۸)

فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ اِنْ عَصَيْتُهُ فَاِنَّكَ تَرِيدُ وَتَسْتَفِي غَيْرَ خَيْرٍ

پس کون مدد کرے گا میری اللہ سے اگر عدول کی کی میں تو کی تو زیادہ کیا تھے مجھے سوائے خسارے سے

حضرت صالح نے کہا اسے لوگو مجھے بتاؤ اگر میں ہوں دلیل ظاہر و حق ثابت پر اپنے رب کی

طرف سے اور مجھے میرے رب نے اپنی جانب سے رحمت عطا کی ہو۔ تو میری کون مدد کرے گا

اللہ کے مقابلے میں اگر میں نافرمانی کروں تو ایسی حالت میں تم سوائے خسارے کے میری

نسبت کچھ زیادہ نہ کر سکو گے آیت میں چند سوال ہیں سوال جبکہ عقائد میں تردد و شک عوام

مؤمنین کو جائز نہیں تو حضرت صالح نے باوجود نبوت کیوں ایسا فرمایا کہ (اگر میں دلیل پر ہوں)

جو اب کفار نے شک ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا خیر تم اپنے ہی خیال پر بناؤ کہ اگر میں حق پر ہوں

تو عدول حکمی میں مجھے عذاب اتنی سے کون بچاے گا یہ بت تو خود ہی حجاد و مجبور ہیں پس تم

سوائے نقصان کے مجھے کیا فائدہ دے سکتے ہو۔ اور میرے اصول پر مجھے امید نفع ہے سوال

(توید) سے وہم ہوتا ہے کہ خسارہ حضرت صالح میں موجود تھا اس لیے کہ یاد تھی شے معدوم کی

نہیں ہو سکتی اور یہ امر عصمت نبوت کے منافی ہے جو اب مزید علیہ اعمال ہے نہ خسارہ یعنی ہوجے

اعمال میں جو بڑاؤ کے وہ خسان ہی ہو گا کھسیر ہو ورنہ تعمیل منسوب طرف خسار سے ملے

وَلْيَقُومُوا فِي غُلَامٍ اَللّٰهُ لَكُمْ اٰيَةٌ فَاذْكُرُوْهَا تَاْكُلُوْنَ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمْسُوْهَا

اللہ اسے قوم کے لئے ایک آیت ہے اور اسے تمہاری مثال میں چھوڑ دے گا کہ زمین میں اللہ کے لئے چھوڑ دے

اور اسے لوگوں کی اولیٰ **يَسُوْءُ فَيَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ** جو حسب درجہ است

قوم وہ عاصی حضرت برائی سے ہیں لے لے کر عذاب نزدیک والا صالح پہاڑ سے صل

حق تمہارے حق میں دلیل ظاہر ہے پس اسے چھوڑ دو اللہ کی زمین میں جسے اور اسے

ضرر نہ پہنچاؤ نہیں تو عذاب قریب تم پر آجائے گا میں اُس کے آنے میں دیر نہ لگے گی

فَعَفُوْا فَقَالَ تَتَعَوَّوْنَ فَاِذَا كُنْتُمْ اِيَّاهُمْ ذٰلِكَ وَعَدُّ غَيْرُكُمْ ذُوْبٌ

پھر کہہ دے کہ تمہاری کوتاہی اور تمہاری اپنے زمین دن وعدہ ہے نہ جھٹلایا گیا

جب ناکہ اللہ ظاہر ہوا اور حضرت صالح نے اُس کی تعظیم و تحفظ کا حکم دیا تو بد معاشان قوم نے

اُسے قتل کر ڈالا ایسے کرتا کہ کی ہیبت سے اُس کے جانور بھاگتے تھے اور اس کے خود نوش

سے وہ بھوکے رہ جاتے (صفحہ ۳۷) پھر حضرت صالح نے فرمایا تم پر عذاب آگیا اور ایک اؤ

مفلک سے تین دن ادا ہونے رہو گے اور یہ وعدہ عذاب ایسا نہیں جسے کوئی جھٹلا سکے۔

فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا حٰلِمًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنَّا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَحْنُ بِرُؤْسِهِ

پھر جب آگیا تمہارا بچا ہوا جسے صالح کو اللہ جو ایمان و سہارا کے رحمت سے اپنی اور بچا یا رسول سے اُس دن کی

پھر جب امر میں عذاب **اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَلْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ** لہذا آگیا روز اول منہ

سب کے ذرہ ہو گئے دوسرے بیشک رب تیرا دہی قوی و غالب ہے دن لال ہو گئے تیسرے

دن کا لے ہو گئے چونکہ یہ آثار حضرت صالح کے بتائے ہوئے تھے قوم بیدل ہوئی گھبراہٹ اپنے اپنے

گھر دن میں جلیجی مسج ہوئی اور حضرت جبریل نہایت ہیبت و جلال سے ظاہر ہوئے اور ایک نعرہ

مارا کہ پہاڑ ٹپکے ہو جیش میں آئی زلزلہ اودھا دوسرے نعرہ میں پتے بھٹ گئے اور مردہ ہو کر اوندھے

زانوں کے بھل گر پڑے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح اور آپ کے ساتھیوں کو بچا لیا اپنی رحمت اور بچا لیا

اُس دن کی ذلت و غوری سے اللہ تعالیٰ قوی ہے جو چاہے کرے اور غالب ہے اپنے ادا سے میں

وَآخِذْ اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جُلُثِيْنَ

اور لے لیا انہیں جنہوں نے ظلم کیا بچے لے تو صبح کو ہو گئے گھروں میں اپنے ناکہ کے بل پڑے ہوئے

ظالمین یعنی گناہ کو صبح نے حضرت جبریل کی لے لیا اور ہلاک ہو گئے گھروں میں لوندے زانوں کے بل گر پڑے

یہ ساری باتیں
میں نے پہلے
کہی ہیں

٤

كَانَ لَمْ يَخُونُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ تَمُوتَ كَقَوْلِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَبْعُدُ الْقُودُ

گویا نہ ہے مجھے حسین آگاہ ہو بیشک خود نے گوئی سب سے اپنے آگاہ ہوا کہ جو وسط طور کے

بچے ایسے معدوم ہو گئے کہ گویا کبھی اس مقام پر تھے ہی نہیں (یہ تاکید فرمایا) جان لو کہ خود نے بہرہ ور دگار عالم سے کفر کیا اور جان لو کہ خود کو رحمت سے دوری ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلًا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا أَتِلْمَأُ قَالَ سَلَامٌ

اور تحقیق لائے فرستائے ہمارے املز ہم کے پاس ایسا ہے اے سلام ہے کہا سلام ہے

ابن کثیر جب حضرت لوطؑ کو قاتل کے ان حاء سے بچا جندہ کی نافرمانی کی بیجا بیان

حد سے بڑھ گئیں اہضاب پھر شمار کہ لیا مولا بریان کا حکم آگیا جبریل و میکائیل

واسرافیل بصورت نوح و نازان خوش جمال آگئے پہلے حضرت اسرافیل کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور سلام کیا آئیے سلام کا جواب دیا اور معاً ہر دم مہمان نوازی رکھ کر سالہا سالہ حاضری کا حوالہ دے کر فرشتے

مع کما جملہ مفت خیر کما مفت خیر کما

[illegible]

۱۔ نیکو گمان اور پاک فہم سے ہرگز نہ ہٹے۔

فرماتے ہیں اس کی ایک کڑی فرسوں کے لہا کیا نیت ہے فرمایا اجدادین بسم اللہ ہو

اور احرارین احمد رجبی کے یہ سبق پوسوں و دوسو دیکھ کر یہ خیالیں ان طرف تھری اور اس

امین کا حق ہے کہ اندر لے جائے۔

فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ تَكَرَّهُمُ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ تَكَرَّهُمُ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ تَكَرَّهُمُ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ

میں قریب بہت دیر کا نیچے ہی پہنچے اور ہمیں : اس نے مقرر ہوئے

لَیْسَ جَبَّ اِبْرٰہِیْمَ نَیْ لَا تَخَفْ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْ قَوْمِ لُوطٍ ؕ

کی طرف دلائل نہیں ہوتے۔ مگر یہ سمجھنا کہ قوم کو کس کی طرف لے جائیں گے۔ اور اس کے لئے

اپنے قریب یا داسیے کرا دس دانے کا دستور تھا کہ اگر کھانا نہ کھاتے تو سمان و دست نہ سبھا جاتا بلکہ شہر

فساد کا گمان ہو تا مگر ملائکہ بولے اے غلیل آپ نہ دیرین ہم قوم لوط کی طرف اللہ کے فرستادہ فرشتے ہیں

وَأَمَّا أَنْ قَامَ فَضَحَكَ فَهَسَّ بِهَا بِاسْحَقَ وَمِنْ وَرَاءِ السَّحَقِ تَعْقُوبُ

مردابی ایلی کھڑی زمین پر نشین توڑ ٹھہری دی زمین اسحاق کی اور بیٹے اسحاق کے یعقوب کی

حضرت سارہ آپ کی ملی بی کھڑی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں اس خیال سے کہ عجیب مہمان ہر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُحَادِّثُنَا فِ قَوْمِ لُوطٍ

پھر جب ہٹا رہا ابراہیم سے ڈر اور آئی اونکو خوشخبری جملہ کرنے گئے قوم لوطین

جب ابراہیم نے جانا **إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ** کہ یہ فرشتے ہیں خون دل سے نکل گیا اور **يَشْكُ** ابراہیم بدبار درمند رجوع کرنے والے خوشخبری آئی تو ہم سے

قوم لوط کے ہلاک و عذاب کے بارے میں جملہ اشرع کیا بیشک ابراہیم بردبار تھے نرم دل تھے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے اوہ کثیر انصاف درمند یعنی ترس کھانے والا معاملہ جب ملائکہ نے ابراہیم کو بشارت سنائی یہ بھی کہا کہ ہم قوم لوط پر عذاب لائے ہیں آپ نے کہا یہ تو بتاؤ کہ اگر ان میں پچاس خدا پرست ہوں گے تب بھی عذاب آئے گا بولے نہیں فرمایا اچھا چالیس یہاں تک کہ کم از کم ایک خدا پرست ہوگا تب بھی عذاب آئے گا ملائکہ نے کہا نہیں فرمایا پھر انہیں تو لوط پیشبر موجود ہیں اب عذاب کیسا اس لیے فرمایا کہ وہ بڑے بردبار اور ترس کھانے والے اور بحالت معصی اللہ کے عفو کی طرف رجوع کرنے والے تھے

يَا إِبْرَاهِيمُ أَخْرِجْ مِنْ هَذَا إِنَّكَ قَدْ جَاءَكَ أَمْرٌ رَّيْبُكَ وَاللَّهُمَّ ارْتَحِمْ عَذَابَ غَيْرِ دُودٍ

اے ابراہیم! نہ پھیرے اس سے بیشک شان یہ کیا کیا حکم تیرے ہکا اور بیشک آئے گا تیرے عذاب نہ پھیر گیا

ارشاد ہوا اے ابراہیم تم اس سفارش سے باز آؤ حکم الہی آگیا اب عذاب مل میں سکھا

وَمَا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِوَىٰ يَهُمُّ فِضَاقٍ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيتُ

اور اب آئے فرستادے ہمارے کیا اس تھا ہوا آگے آئیے اور تک ہوئے بسبب انہیں دین اور کسا یہ دن سخت ہے

اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے قوم کی بدسلوکی و بدفعلی کے خون سے انگینہ تنگ دل ہوئے اور کہا یہ دن سخت ہے ابن کثیر یہ فرشتے ابراہیم سے رخصت ہو کر بعد امت جو ان حسین و فاضلہ و پیر کے وقت نہر میں قوم پر جو مسکن قوم لوط تھا پونچے کہا بعض نے کہ خود لوط سے ملاقات ہوئی اور کہا ابن عدی نے کہ حضرت لوط کی صاحبزادی اونگو ملین امخون نے کسا لے لڑکی کوئی ہے کہ ہم ٹھہریں وہ بولیں تم تین تو نف کرو اور شرمین داخل نہونا جب تک میں واپس نہ آؤں اور معاً اپنے پدر بزرگوار کو ضرر کی کہ بجلت اپنے معانوں کی حفاظت کیجیے ایسے قوم بدسلوکی کیسے آپ تشریف لائے اور بمقتضا معان وازی ساتھ تو نے چلے مگر دل میں نہایت مشریش انگین راہ میں گئی بار اٹھا رہے اور کتاے میں کسا لے لوگو تم کو معلوم ہے کہ اس شہر کے آدمیوں سے بڑھ کر وہ زمین پر بد اعمال حیثیت میں نہیں جانتا تھا کہ وہ واپس

لے کرے
تو اپنے والد
دست دے
بے تاب ہو کر
عاصی ہو کر
نے عاصی
میں ہوا
جس کے
لے کرے

جائیں اور میں اس شخص سے پہلے ایمان حکم تھا کہ جب تک تین بار دہرائیے چار بار بغیر اس کے
ختم ہو گا وہی نہ دے لیکن تم ہلاک ہو کر تاہر بار جبریل فرشتوں سے کہتے کہ خیال کرو جب
شہر کے دروازے پہنچے تو ٹوٹے سے ضبط ہو سکا کمال حیا و غیرت سے رو دیے جبریل نے
ہلاک سے کہا اب عذاب ثابت ہو گیا احوال اسی طرح حضرت ٹوٹے کے مکان میں یہ مہمان عزیز آ گئے

هَجَلَهُ قَوْمُهُ فَمَرْغُوعُونَ إِلَيْهِ وَمَنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ
اور آئیے تم پر قوم اعلیٰ درجہ کے اور پہلے سے کرتے برے فعل

آپ کی بنی جو مومنہ تھی اور فساد قوم سے سادش رکھتی تھی یہ حال دیکھ کر قوم میں گئی اور
انہیں خبردار کیا اور کہا ایسے خوب صورت لوگ کبھی نہ دیکھے ہوں گے یہ بد کردار دھوٹے ہوئے
حضرت ٹوٹے کے مکان پر آئے اور گھیر لیا اور چاہا کہ کسی طرح ان مہانوں کو اس سے لین۔ اور یہ لوگ
تو پہلے ہی سے بد فعلیہ نے لواطت کرتے تھے تفصیل اس کی صفحہ ۷۷ میں گذری جب
آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ نہانیں گے اور خواہ مخواہ مہانوں کو نصیحت کریں گے فرمایا

قَالَ يَقَوْمُ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطَهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزُونِ فِي صِفَةِ

کہا اے قوم! یہ لڑکیاں ہیں میری۔ پاک ترین لڑکیاں ہیں اللہ سے اور نہ رسوا کر دیجیے یہ مہانوں میں

کہا اے لوگو یہ میری **الْبَنَاتِ مِنْكُمْ رَجُلٌ تَشْتَدُّ** بیٹیاں موجود ہیں آپ

نکاح کر لو یہ تمہارے کیا نہیں تم میں سے کوئی لڑکی

ہیں پس اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہانوں کی رسوائی و ایذا رسانی سے غار و نصیحت نہ کرو

کیا تم میں سے کوئی ایک مرد بھی لائق نہیں ابن کثیرؒ کا مجاہد نے کہ نبات سے بنت صلیٰ مروان بن

بلکہ قوم کی عورتیں اس لیے کہ نبی بمنزلہ باپ کے ہے اور حضرت ٹوٹے کے لڑکی نہ تھیں ف

بنت کا اطلاق شاگرد ہستی وغیرہ پر مجاز ہے اور مجاز بھی قلیل الاستعمال ہے جب تک بروایات

صحیحہ و ثابت ہو کہ ٹوٹے کے گھر بیٹیاں نہ تھیں اور معنی حقیقی متعذر نہ ہوں ارادہ مجاز کا جواد نہیں اور

کوئی محذور اس میں مفہوم نہیں ہوتا اس لیے کہ کلام اللہ و تقوا صاف طور پر بتا رہا ہے کہ یہ ارشاد

بغیر منکاح تھا نہ عاذا اللہ بطور سراح اور سیاق آیت بھی اسکے خلاف ہے عمرالس آپ کی

دو لڑکیاں تھیں بڑی کا نام ریمث تھا اور چھوٹی کا نام ریمث کلمہ اسباب شر شر نہیں اگر

ہنیت اغوا و شرمون جیسا کہ اس قصے میں ہے ملائکہ کا بصورت و لفظ آنا گو قوم کی آمدگی کا

سبب تھا مگر بیان اقامت حجت منظر تھی ان کا کیا ذکر لہذا ملائکہ کی یہ خوشنالی پہنچ تھی نہ شر

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا لَنَا فِي بَيْتِكِ مِنْ حَقٍّ ۖ وَانْكَ لَتَعْلَمُونَ مَا شَرِينَا ۝

بلے الجہ جاننے تو نہیں بدلا لڑکیوں میں خیر کوئی حق اور بیشک تو بتا سوس جو یہ جانتے ہیں وہ قوم مستحق اللوم بولی اسے ٹوٹ آپ تو جانتے ہیں کہ ہم کو آپ کی صا جزا دیوں میں کچھ حق نہیں ہے ہم کو عورتوں کی طرف التفات نہیں اور آپ تو خوب جانتے ہیں ہم جو قصد کرتے ہیں جسکے خواہاں ہیں۔ جب حضرت ٹوٹنے یہ بیچائی کے جواب سنے اور اُسکے ارادے دیکھے کہ چاہتے ہیں واپس آجائیں مضاف ہو گئے اور کمال اضطراب و قلق میں کہنے لگے

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ آوَى إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝

کس کا شکے محکوم قوت ہوتی کہ اس شر و فساد کو دفع کر دیتا یا ممکن ہوتا کہ کسی مستحکم مقام میں پناہ
گزین ہوتا کہ انکی دست اندازیوں سے بچتا مسلم آپ نے فرمایا **وَجَعَلَ اللَّهُ نُورًا لِقَدِّكَ**
يَا وَدِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ اللہ تعالیٰ نوط پر رحم کرے کہ وہ رکن شدید کی طرف پناہ گزین تھے
کہا مفسرین نے مراد رکن شدید سے ذات پاک حضرت واحد قہار ہے حضرت
نوط کی بھیراری و بے اختیاری فرشتوں نے دیکھی تو تسکین دی اور کہا

قَالُوا لَوْلَا إِنْ أَرْسَلَ رَبُّكَ نَبَّأَكَ فَاسْمِعْ يَا هَٰؤُلَاءِ لَقَدْ قَطَعَ مِنَ النَّبِيِّ لَا يَلْتَمِزُ

بولے اسے لو! ہم فرستادے ہیں اس کے تیری سرگزشت پہ پہنچنے کے دو طرے ہیں لیکن آپ اہل کو ایک صحیح رہنمائی سے احسن انتظام کرنا

شَكَوْا أَحَدَ الْأُمَمِ أَنَّكَ إِذَا مَضَى مَا أَصَابَهُمْ إِذَا نِ مَوْعِدُهُمُ الصَّبْرُ الْكَيْسُ الْقَوْمُ يَهْدُونَ

عمر من سے کوئی گھر زود ستری

یہ مہمان ملائکہ رحلت ہوئے اسے لوطؑ جم اللہ کے بیٹھے ہوئے جن فساق قوم آپ تک نہ پہنچیں گے
 تو آپ کچھ رات رہے سے اپنے ساتھیوں کو لیکر نکل جائے اور کوئی آپکے گردہ کا مسہ پھیر کر نہ کیجے
 مگر ایسی عورت دیکھ گئی اس لیے کہ جو عذاب تمام قوم پر آنے والا ہے اُس پر بھی آئے گا اور وقت نفل
 عذاب وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں آتا؟ امیں دو تادمیں ہیں نہ امرۃ برفع تا (معالم) میں
 استثنا ہے التفات سے مینے کوئی التفات نہ کرے گا مگر تمھاری عورت جیسا کہ مروی ہے کہ جب تمھو پر سننے لگے
 تو عورت نے ٹنہ پھیر کر دیکھا اور کہا افسوس میری قوم ہلاک ہوئی ایک تمھو آیا اور اُسے بھی ہلاک کر دیا
 نہ امرۃ بنصب تا میں استثنا ہے (اسرے) مینے سب کو لے جائیے مگر عورت کو چنانچہ مروی ہے کہ اُسے
 اپنی قوم پر خلیفہ کیا اور گھر میں چھوڑا ہر حال جب تک روایت کمال صحت کو نہ پہنچے ایسے حنفی جو

مخالفان انبیاء میں سرسود وہ مخالف امت ثابت کرے لینا چاہیے صحیح تفسیر کہہ رہے ہیں کہ ملائکہ نے کہا کہ یہ عذاب صبح کو آئے گا حضرت نوحؑ نے عجلت کی تب کہا کہ آپ کیوں مستعجل ہیں کیا صبح کو کچھ دور ہے معاملہ پھر فرشتوں نے کہا آپ پیغمبر ہیں اور درودادہ کھول دین دروازہ کھلتے ہی وہ لوگ گھس آئے جبریلؑ نے حق سبحانہ تعالیٰ سے اون چاہا اور اجازت ملی تو آپ اپنی پہلی صورت میں کھڑے ہو گئے اور دونوں بازو کھول دیے آپ پر ایک حائل جزا و موتیوں کی ٹھکی اور دانت نہایت براق تھے اور پیشانی نورانی تھی اور ایک جامہ مثل مرجان کے تھا اور پاؤں سنہری مائل پھر آپ نے اُن کو بازو مارے سب کے سب نابینا ہو گئے اور بھاگے کتے ہوئے کہ نوحؑ کے گھر میں بہت بڑے جادوگر ہیں بعد ازاں نوحؑ اپنے ہمراہیوں کو من کو لیکر شہر سے باہر ہو گئے

فَلَمَّا حَاجَّاهُ أَمَرْنَا عَلَيْهِمَا لِإِسَاءِهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا مِّن سَحَابٍ

٤٣

مَنْزُودٌ مَسْؤَمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝

نشان چو ہوئے پاس سے برتا رہے وہیں ہے ظالموں سے دور

پہلے سنی سلمان کی چولی پہنے کھنڈر منقسم و دہ جہ ہے ایک دوسرے پر چڑھا ہوا ابن لہیع پہنے ایک پتھر کے بعد دوسرا پتھر گرنا مسمومہ داغ دیا گیا معاملہ کما ابن جریج نے ہر پتھر پر نام ایک کا لکھا تھا اور عکرمہ نے کما اُنیر سُخ خط تحہ حسن نے کما مُہرین تھین اور کھا گیا جس پر مارا گیا اوسکا نام لکھا تھا حاصل جب حکم آ گیا اور عذاب موعود آیا حضرت جبریلؑ نے اپنا بازو زمین کے مساتوین طے تک پہنچایا یہ چار شہر تھے اور ہر شہر میں ایک لاکھ کی آبادی پھر آپ نے ایک پر پر اُنکو اٹھایا اور اس قدر بلند کیا کہ آسمان اول کے فرشتے مرغ اور کتوں کی آواز سننے سے پھر اُسے اُلٹ دیا پس اُنکے اوپر والے کو تنے کر دیا اور اُن پر پتھر سخت مٹی کے بے درپے برسائے جنہر نفاں و نام تھے اور یہ عذاب ظالموں سے دور نہیں اب بھی ہو سکتا ہے عرائس مجاہد سے پوچھا گیا کہ اس قوم سے کوئی بچا بھی بونے نہیں مگر ایک شخص نکتے میں تھا اُسکے نام کا پتھر آیا تو ملائکہ حرم اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور کما اسے پتھر پھر جا اسلئے کہ یہ مرد اللہ کے حرم میں ہے پتھر ٹھہرا ہوا چاہیں دن بعد وہ شخص جب اپنے کام سے فارغ ہو کر نکلا بیرون حرم قدم رکھا تھا کہ پتھر نے سسر توڑ دیا

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَلَقُوا مُعْذِيبَنَا لَهُمْ مَالٌ كَثِيرٌ وَأَبْنَاوُهُمْ حُفَرَاءٌ فِي عَذَابِنَا ۚ إِنَّهُمْ بِآيَاتِنَا أَكْثَرُونَ غَفْلًا ۚ

اور طرف بدین کے۔ بجائی انکا قعیب ہوا اے قوم بندگی کرواٹدی نین واسطے تمھارے کہی مجبور سو اے

ہر اسے ہاپ خاصہ ہے تھے اور محمدؐ کو یہ کہ کوئی اپنے ماہون میں جو جان دیکھتا ہے
 تعلیمی اصول کے پابند ہو جائیں) بیشک آپؐ علیم و رشید ہیں معاملہ کیا ابن عباسؓ نے حضرت عیسیٰ
 نہاد جہت چہ متھے اولہ کلمے قوم نے بطور تمسخر کے کہ یہ کسی غلام اور کیسا علم و رشید ہے کہ ان ہود
 سے روکتا ہے یا یہ کہ تم اپنے زعم میں آپؐ کو ایسا سمجھتے ہو ف وان ففعل مبطون ہے یا بعد پر

قَالَ لِقَوْمِهِمْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُنْتُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّي وَرَزَقْنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا

کہا کہ قوم مجھ کو ان کے لئے بے شک ہے کہ اللہ نے مجھے اپنی طرف سے رزق دیا

وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكُمْ لِي مَا أَهْلَكَكُمْ عَنْهُ إِنِّي أَخْلَصْتُ لَكُمْ

اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں تم کو اپنے لئے لے لوں اور میں تم کو اس سے نہیں چاہتا ہوں مگر اس

مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

جہاں تک سکون میں اور نہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ کے اسی پر بھروسہ کیا میں نے اور میں اپنے رب کو اپنا

کہا اسے لوگوں پر توجہ دے کہ اگر میں دلیل ظاہر اور حق ثابت لینے نبوت پر اپنے رب کی طرف

سے ہوں اور اللہ نے مجھے رزق حسن دیا ہود ابو سعود جواب مہذون ہے یعنی کیا اب

بھی مجھے ایسا سمجھو گے اور یہی کلمات کہو گے پس جب کہ ایسا جائز نہیں تو بعد دلائل واضحہ

وہر ایمان صریح کے یا بعد توفیق و تردید کافی کے ایسی جرات و تسخیر خوفناک ہے اور

میں یہ نکلین چاہتا کہ خواہ مخواہ تمہارے عقائد ہی کروں اور جس سے منع کرتا ہوں اسی پر

اصرار ہے بلکہ میں نہیں چاہتا مگر اصلاح جہاں تک میری وسعت و قوت ہے اور میری

توفیق نہیں مگر اللہ سے اور اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں

رزق سے یہاں مراد نبوت و حکمت ہے (ابو سعود) یا رزق حلال دین کثیر عالم

ثبیت کے پاس مال بہت تھا یا رزق سے مراد علم و معرفت ہے ف ما توفیقی الا میں

اشارہ ہے کہ میرا یہ کام تو فین اتنی ہے پس انکار نشان کفر و تباہی ہے -

وَلِقَوْمٍ لَا يَهْدِي اللَّهُ فِتْنَةً لَّهُمْ أَنْ يَكُونُوا مِمَّنْ يَلْمِزُونَ أَصَابَ قَوْمٍ نُّوحٍ أَوْ قَوْمِ هُودٍ

اور اسے قوم ہر ایک سے کہ اللہ نے فتنہ نہیں دیا کہ وہ میں سے ہوں یا قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ

صَلِّ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّيْسَ بِكَ عَلَيْهِمْ وَلَا بِغَيْرِهِمْ وَأَسْتَغْفِرُ لَهُمْ تَوَلَّوْا إِلَيْهِ إِنِّي رَجَعْتُ إِلَيْهِ

صلیٰ علی قوم کہ میں نے ان پر دعا کی ہے نہ تم پر نہ ان پر اور میں ان کے لئے توبہ کرتا ہوں

اے لوگو میری دشمنی اور مخالفت تمہیں ایسی باتوں پر آمادہ کر دے کہ تم کو وہ بلا ہو چکے

جو پہنچی قوم نوح کو غرق سے اور قوم ہود کو ہواس تند سے اور قوم صالح کو صاعقہ سے اور قوم نوح سے کچھ دور زمین سامنے کا معاملہ ہے اور لپٹ کر یا گناہ گذشتہ کی مغفرت مانگو پھر آئندہ مخالفت و معصیت سے باز آؤ تو بہرہ ہمارا بیشک سہراں سے بختے گا محبت کرنا والا ہر قوم کرنے والوں سے راضی ہو جائیگا **ف** اس میں اشارہ ہے کہ مکر و معصیت سے مکرار عذاب ہو سکتا ہے یعنی اگر عمل قوم نوح یا ہود و صالح و نوح و داود واقع ہوئے تو وہ عذاب جو ان پر آتا تھا آ سکتا ہے

قَالُوا لَشُعَيْبٌ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ فَلَمَّا نَالَكَ فَذِنَا
 بولے کہ شعیب ہم بہت کھنکھاتے ہو اے اللہ دیکھتے ہیں تم کو اپنی قوم میں

ضَعِيفًا وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعِزِّينٍ
 کمزور اھ اگر نہ ہوتی ہماری جڑی بچہ سنگسار کرتے ہرچے اور زمین تو ہم پر غالب

ربط وہ گروہ جو تین سے دس تک ہو اور بیان گروہ اقارب مراد ہے کہ شاید وہ لوگ شعیب کی حمایت کریں اور لوہین سے یعنی قوم نے کہا اے شعیب تم بہت باتیں جو آپ کیا کرتے ہیں سمجھتے ہی نہیں اور ہم تم کو اپنے گروہ و قوم میں ناتوان باتیں صرف اُن چند آدمیوں کا خیال ہے جو آپ کی برادری میں ہیں ایسا نہ تو ہم سنگسار کرتے اور تم کچھ ہم پر غالب قوی نہیں ہو لا نفقہ یہ تحقیر کہہ کہ ہم قابل غور نہیں سمجھتے۔

قَالَ يَقَوْمِ ارْهَطُوا عَلَيَّ مِنْ أَلْفِ مِائَةٍ مِائَةٍ مِائَةٍ وَارْهَاطُوا عَلَيَّ مِائَةً مِائَةً مِائَةً
 کہہ اسے قوم کہا گروہ میرا غالب ہے میرے اللہ سے اللہ سے اپنے اپنے پشت ہمارا بیشک سہراں سے بختے گا ہر قوم

ظہری منسوب بسوئے ظہر وہ چیز کہ پشت کی طرف ہو یعنی اسے لوگوں سے کہ میرا گروہ تم پر اللہ سے بھی غالب آیا اور ان کے دُور سے مجھے مزاحمت نہیں کرے گا اور اللہ کو پس پشت ڈال لیا بلکہ ذری نہیں بیشک ہمارا ب تمہارے تمام افعال کو محیط ہے۔

وَلَقَوْمٌ غَمًّا مُنَوَّاعًا مَكَانَتُكُمْ إِنِّي عَامِلٌ هَلْ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ
 اور اسے قوم کھچاوا اپنی سب سے میں بھی عمل کرتا ہوں اب مان لوگ کس پر آتا ہے

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ طَوَّارٌ تَقْبِضُوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ قَبْضِ
 عذاب ہوا کو کھچاوا اور کون دہی جمع ہوتا ہے اور اختلاف کرنے میں بھی ساتھ قبضہ نہ کرنا

اسے لوگوں کا م کے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی اپنی جگہ پر کام کرتا ہوں اب تم کو معلوم ہو جائے گا کون سے جس پر ذلیل کرنے والا عذاب آتا ہے اور کون کاذب ہے اور تم انتظار کرو کہ

انجام اس گرو شہادت کا کیا جو تاسع الدین بن محمد نے کیا تھا

وَلَمَّا كُنَّا أَهْرَآءَ تَجَبَّيْنَا شَعْبًا وَآلِذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةِ مَنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ كَفَرُوا

اور جب کیا اہرہا پہنچے تھے تبھی کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے وہ بھی کافر ہیں۔ اور اگرچہ انکو

ظَلُّوا الضُّلُوكَ فَاصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيِّنَ ۚ كَانُوا لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا لَأَمَّا

کہ انکو کھانسی لگی تھی اور صبح کی گھوٹیاں دیکھ کر انکو اندازہ ہوا کہ ان کے بل پرستے گویا بے رحمہ دنیا میں آگاہ ہو

بُعْدًا لِّلْعَذَابِ ۚ كَمَا بَعْدَتْ ثَمُودُ ۚ جَاوِیَانَ دَاوَالِی ۚ

اور بے حد سے دور سے دور ہوئی قوم ثمود عرازل کے پہلے ان پر سردی مسلط ہوئی تھانوں کے

یہ جس طرح رست سے دور ہوئی قوم ثمود عرازل کے پہلے ان پر سردی مسلط ہوئی تھانوں کے

مین پناہ لی میان گرمی نے ستایا جنگوں میں گئے ایک ابراہیم تھا جو اسے سرد و نرم علی سب

ابراہیم کے ساتھ جمع ہوئے گا گاہ آگ پیدا ہوئی اور زلزلہ آیا سب بل جھن گئے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوْهُ

اور تحقیق بھیجا ہے موسیٰ کو ساتھ اپنی نشانوں اور دلیل کے ساتھ ہر گزے طرف فرعون کے اور ان کے سرداروں کی

اور بیشک ہم نے اَمْرٌ فِرْعَوْنَ وَمَا أَهْلُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۚ

نشانوں اور دلیل کے ساتھ فرعون کی اور ان کے سرداروں کی طرف فرعون کے اور ان کے سرداروں کی

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو سرداروں نے فرعون کے حکم کی پیروی

کی اور حکم فرعون کا درست نہ تھا ف بار بار تکرار نام نفی جس کمال تو نبی و صریح ہے

بَعْدُ ۚ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۚ وَبِئْسَ الْوَرْدُ لِمَنْ أُورِدَ ۚ

لے آئے گا ان کو اپنی قوم کے دن قیامت کے پھر دلا کر ان کو آگ میں اور ابراہیم لکھا آبراہیم

تیارست کے دن فرعون اپنے پیروں کے آگے لے ہوگا اور انکو روٹی پر کھڑا کر دیا اور یہ فرد گاہ بری ہے

ف اس طرح ہر وہ شخص جسے کیوں بکا پایا اور مفسد کا پیشوا تھا اپنی ذریات کو لے کر داخل جہنم ہوگا اور

صدر یعنی جاس و رود المور و وصفت یعنی وہ گھاٹ جو مورد کفار ہے ہر اسے اور مراد اس سے روٹخ

وَاتَّبَعُوا فِي هٰذِهِ لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ طَبَسَ الرَّفْدُ لِمَنْ أُورِدَ ۚ

اور ان کے لئے اس دن میں لعنت کا اور دن قیامت کے بری ہے ہمیشہ ہمیشہ کی گئی

ع

جس میں تمام آدمی جمع کیے جائیں گے اور وہ دن ہے کہ تمام مخلوق حاضر کی جائے گی اور ہم نے اسے سزا دے کر دیا ہے کہ مدت گنی ہوئی مقرر ہے قبل وقت کوئی امر نہیں ہوتا۔

يَوْمَ يَأْتُ لَكُمْ نَفْسُكُمْ لَا يَازِيْدُهُمْ فِيْهَا زِيَادَةٌ وَفِيْهُمْ شِقَاقٌ وَسِعَتْهُ قَامَاتُ الَّذِينَ تَشَقُّوْا فِيْهَا لَنَارٍ

ہو آئے گا اور ہر ایک کو اپنا نفس آئے گا جس میں نہیں ہے بڑھتی اور نہ کم ہوتی ہے اس میں لیکن جو کہ سب سے پہلے ہر ایک کو اپنے

لَهُمْ فِيْهَا نَارٌ وَفِيْهَا خُلْدٌ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَلَا يَمُوتُ فِيْهَا

لکھنے والے ہیں اور وہاں میں سیدھے رہیں گے اس میں جسک ہیں آسمان اور زمین ہر

جب وہ دن قیامت آئے گا کہ رَبِّكَ فَاعْلَمْ لَا يُدْرِيْهِ اَمَّا كَلَّا لَوْ كُنِيَ كَالْغَالِ

نوں کی بات کر کے جو کہ ہے سب سے پہلے رہتا رہتا ہے جو چاہے مگر اللہ تعالیٰ کی

اجادت سے پھر جس میں میں تھی ہے عاصی سزاوار ہیں اور بعض سیدھے قابل عفو و دخول

جنت ہیں لیکن جو شقی ہیں وہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور اس میں بآواز سخت و نرم چلائیں گے اور

اسی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب

کرتا ہے جو چاہے کوئی اسکا مانع نہیں اسوقت آواز خرد و درد انفس ز فیراول آواز

خرا آسمان انفس مآدات السَّمٰوٰتِ یہ محاورہ ہے مراد اس سے دوام لانا

ممانعت کا خواہ مراد ہے کہ جسے ہم چاہیں اُسے نکال لیں اور یہ مومن عامی سے یا

یہ کہ ہم کو ہر حال میں اختیار نہیں ہے ہماری زمین سے مگر بحسب وعدہ کفار کو ہمیشہ دوزخ میں رکھیں گے

وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا وَأَفْعَلُ الْجَنَّةِ خُلْدٌ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

اور لیکن جو کہ بہت ہوئے ہیں جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس میں آسمان اور زمین

اور جو لوگ نیک جنت میں اَلَا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْدُوْدٍ

وہ جنت میں ہوئے رہیں گے مگر جو چاہے سب سے بڑا بخشش ہے غیر محدود

جس میں ہر ایک کو جو کہ ہے اور یہ عطا ہے جو کہیں سے کہیں کی زمین و آسمان

ہیں (پہنچا دیا) مگر جو کہ پروردگار عالم چاہے اور یہ عطا ہے جو کہیں سے کہیں کی زمین و آسمان

آسمان و زمین فانی ہیں مخلوق و ناسو نفیر انکی بقائے کیونکر درست ہوگا و رفع ہو کہ منہ حقیقی بیان

متعذر ہیں اس لیے کہ آسمان و زمین آخرت میں نہونے معنی مجازی سے لے جائیں گے اور عورت

میں زمین و آسمان سے مراد دوام ہے جس میں ہمارے عورت کے اعتبار سے فرمایا وہ ہم اہل جنت

کا خرچ باتفاق متنوع ہے پھر آشنا کیونکر صحیح ہوگا بلکہ کفار کا بھی خرچ جائز نہیں دفع ہو کہ استثناء

سید و شقی سے ہے یعنی ہر ماسی دوزخ میں جائے گا مگر جسے اللہ چاہے بجائے اور ہر طبع قابل

یہ کہ ہم کو ہر حال میں اختیار نہیں ہے ہماری زمین سے مگر بحسب وعدہ کفار کو ہمیشہ دوزخ میں رکھیں گے

جنت سے مگر جسے اللہ کا فضل شامل نہ ہو مجرد اُس اطاعت سے جو مقدور بشر میں ہی نجات نہیں پاسکتا
جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ دین نہ کوئی اور اپنی اطاعت سے جنت میں جاسکتا ہے مگر سبھے
اللہ کی رحمت نے دُعا تک لیا ہے اور کیا بعض مفسرین نے کہ استثناء مخلوق سے ہے یعنی
اللہ چاہے تو کچھ اور صورت نکال سکتا ہے مگر بحسب وعدہ ایسا نہ چاہیے گا مگر یہ تاویل درست
ہے غیر محض دُعا بذل قطع کرنا یعنی یہ عطا منقطع نہ ہوگی اس میں اُس وہم کے فنی ہے جو دُعا
آسان وزمین سے ہو سکتا ہے اس طرح کہ یہ عطا دائم ہے

فَلَا تَكُنْ فِي مَرْيَةِ مَمَّيْعَبَدُ هَوْلًا ۖ مَا يَعْجِدُونَ الْأَكْمَامَ يَعْجَدُ
ہیں نہ ہو شک میں اس سے کہہ رہے ہیں : ہول نہیں پرستے ہیں مگر میساک پرستے

ابَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلِ وَاَنَا الْمُوقُوْهُهُمْ تَصِيْبُهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۝

بھئی آپ اُن کی احمقانہ پرستش سے شک و تردید نہ رہیں یہ غمخین پرست مل کر بھئی
ان کے اگلے پرستش کر گئے نہ تحقیق ہے نہ تمیز اور ہم ان کے حصے یعنی سزا سے اہل پوری
دیکھتے کچھ کمی نہ ہوگی و جو کہیں گے پائین گئے کمی نہ کی جائے گی۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَتَعَلَّمَ فِيهِ كُلَّ كَلِمَةٍ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقِطَىٰ

اور ہم نے موسیٰ کو عطا فرمائی پھر اس میں	اُن میں اور یہ	ترجمہ میں میں نے اسے شک کر کے دیا	کتاب میں تو یہ
اختلاف کیا گیا ہے			

بعض ایمان لائے اور بعض متردد و منکر رہے۔ اگر حکم جزا و سزا ایک وقت پر معین نہ ہوتا اور ہر باب میں مشیت الہی سابق ہو چکی ہوتی تو ان کے اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا اور وہ ایسے شبہ سے مبرا ہوتا جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے۔ امید ہے کہ یہ بھی نہیں فہم معلوم ہو کہ دنیا میں سزا ملنا ضرور نہیں اس لیے کہ وقت میں ہے

وَلَنْ كُذِّبَ لَمَّا يُؤْفِقُكُمْ رَبُّكُمْ أَعْمَالَهُمْ طَرَبَكُمْ بِمَا يَعْمَلُونَ خَيْرٌ
اور بیشک سب کے سب اللہ پر داد دے گا انکو کہ تمہارا رب تمہارے اعمال اُنکے بیشک اللہ اسیر کو دہرے میں خبردار ہے

اور جسکے سب اپنے اعمال کا عوض بھری جینے کے لیے کچھ باقی نہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سبکدوش بنانا ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

پس یہ عاجزا ایسا کہ علم کیا ہے اور جس نے توہم کی ساتھ تیرے اندر سرکشی کرو بیگانہ سا خدا کے کرتے بہتم بناسو

کبیر آیت مذہب خفیہ کی مطہین سے اس لیے کہ ذلعت باعتبار جمع مغرب و مشاؤ وتر سے اور باعتبار قرب
اسفار و بحر و تاجیر عصر مستحب ہوئی دشان نزول و ترمذی کہا ابو یوسف نے کہ ایک عورت میرے پاس چھوڑے
خریدنے آئی میں نے کہا گھر میں عمدہ خر سے ہیں وہ ہر اہ اندر آئی تو میں نے اس کا بوسہ لیا اور -
بعض روایتوں میں ہے کہ خواصہ جماع کے سب کچھ کیا پھر حضرت ابو بکرؓ سے بیان کیا انھوں نے
اخفا کی وصیت کی تاکہ اللہ تعالیٰ پر وہ پوشی فرمائے پھر حضرت فاروقؓ سے کہا یہی نصیحت کی
مگر بے مین و خافت حضور میں گیا اور عرض کی فرمایا تو نے غازی کی اہل میں خیانت کی جسے خدا کے
لہنا وطن چھوڑا تھا پھر ویر تک فاموش رہی اور یہ آیت اُتری بخاری اس شخص نے کہا یہ حال خاص
میرے ہی لیے ہے یا عام فرمایا جو کہے گا وہ پھل پالینگا ابن کثیر اس مرد نے کہا مجھ پر صدقہ کیجیے
فرمایا تو نے پورا وضو کیا ہمارے ساتھ نماز پڑھی بولا ہاں فرمایا تو ایسا پاک ہو گیا جیسے ان کے
پیٹ سے پیدا ہوا تھا پھر ایسا کرنا احسانات جمع حسنہ ترغیب آپ نے معاذ سے فرمایا
اَجْعَلِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَحْتَهَا اے معاذ تم سے برائی جو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لیا کرد
جو اسے مٹا دے۔ بیان مراد حسنات سے نماز ہے اور نماز کا کفارہ گناہ ہونا متعدد احادیث
میں سے ثابت مسلم فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ تَحْوَ وَضُوئِي هَذَا اَتَتْهُ قَامُورُ كَعْرِ كَعْنَسٍ لَا يَحْدُثُ فِيهَا
نَفْسُهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَلَفَّاهُمْ مِنْ ذَنْبٍ اے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز
تحت الوضو پڑھی اور اپنے دل میں اور دوسر کی باتیں نکرتا ہوا اس کے تمام اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے
ہیں اور فرمایا اَلْطَّيِّبَاتُ الْكُفَّارَاتُ لَمْ يَنْفُكَنَّ عَنْ فَرْسِ نَازِيْنِ كُفَّارَهٗ يَنْ اُنْ كُفَّارَهٗ يَنْ اُنْ كُفَّارَهٗ يَنْ
جو دو نمازوں کے درمیان میں ہوں اور فرمایا نماز سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے چھڑ بن پتے
اور پنچگانہ نماز اس طرح گناہ و حوڈالتی ہے جیسے پنچوتہ نہانے سے میل - اور مسجد کے طرف
چلنے والے کا ایک قدم پر گناہ عفو ہوتا ہے دوسرے پر نیکی ملتی ہے - اور وضو کرنے سے تمام
گناہ عفو ہو جاتے ہیں اور فرمایا جس نے نمازوں پر حفاظت کی زندگی میں ایسی اور موت بھی اچھی ہوگا
مِنْ دُؤُوبِهِمْ كَيْوَجِبُ وَكَذَلِكَ اَمَّا لِبِ كُفَّارَهٗ يَنْ اُنْ كُفَّارَهٗ يَنْ اُنْ كُفَّارَهٗ يَنْ اُنْ كُفَّارَهٗ يَنْ
اُسے جتنا ہے (السیئات) اگرچہ عام ہے مگر قسم خاص ہے میں وہ سب گناہ جو حق الہیہ و کبار سے
نہوں اور تمام جگہ جان کسی عمل کی برکت سے عفو عامی مذکور ہے یہی تاویل ہے اور ظاہر ہے کہ
گناہ کبیرہ بے ثوبہ و حق العبد بدون رضا سے عفو معاف نہیں ہوتے اور اگر کہا جائے کہ یہ
مخصوص بے وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ جس طرح سیئات جمع سے حسنات بھی جمع سے پس

۱۰
حکایت کا اضافہ
تو کیا کہ
میں نے یہ کہنا
چاہا

تقسیم ہو گئی یعنی ہر ایک ٹکڑی جس حصے کی ہر ایک بُرائی کو جو اُسی حصے کی ہر صفت کو ادا ہے گی اس سے بھی حق اہل خارج ہو گیا البتہ گناہ کبیرہ ممکن ہے کہ وہ نماذ جو کمال شُرع و خُلق ادا کی جائے اور بحالت تضرع و ذاری استغفار و توبہ اُس میں داخل ہو موجب سائی کہ سید

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ لِيُظْهِرُوا لِي فِي الْأَفْئِدَةِ الْفَاسَادَ فِي الْأَرْضِ

ہیں کاٹے ہوئے ہیں دامنِ دین سے جو چھٹے آئے صاحبِ عقل منع کیے فساد دین میں

لَا فَتْكِي لِمَنْ أَجْبَيْتَا مِنْهُمَا وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ

کہ تم نے انہیں سے کوئی بات دی نہ نہ لی اور سب کی اکھڑنے پر ظالم نے اس کی کہ بیش میں پڑ گئے ہیں اور جسے خدا کا

جو لوگ تم سے پہلے گور گئے ان میں بعض دیدارِ احتیاط ملے اسے کیون نہوئے کہ لوگوں کو زمین

میں فساد پہنچے مگر وہ معاصی پھیلانے سے منع کرتے مگر جنہیں ہم نے عذاب و ہلاک قوم سے بچایا

ان میں ایسے خیر خواہ و اعتدیل تھے کہ وہ ظالم تو اسی چیز کے پیچھے پڑ گئے

جس سے مالدار اور مزرے اور اُٹانے والے ہو گئے اور وہ تھے ہی گناہگار قرونِ جمع قرن

یعنی مدتِ معینہ اور بیانِ مجازاً اہل زمانہ مراد ہیں بقیہ بہترین قوم و مقام و دانا اتراف

بہارِ نعمت دادن مراد ہے لذاتِ شہوانی و فحشاء قانی سے یعنی اگر اگلی امتوں میں دانست

نصیت گر ہوتے تو اچھا ہوتا اور عذاب نازل نہ ہوتا مگر تھوڑے ایسے تھے جو ان عذابوں سے

بچائے گئے ہو گیا مگر تو مومن چر آئے اور جو ان میں ظالم تھے وہ نعمتوں اور اسبابِ شہوات

کے درپے طامب دیا ہوئے گناہ مفسرین نے اس میں ترغیب ہے کہ امتِ محمدی تم خیارِ خوب

و دانستند لوگ ہو جاؤ دوسروں کو راہِ راست دکھاؤ فیرائیوں سے روکنے والے بہترین

قوم ہیں جو لوگ برائیوں سے دوسروں کو روکا کرتے ہیں وہ بلاؤں سے نجات پا جاتے ہیں

یہ لوگ اللہ کے حضور میں منتخب و برگزیدہ ہوتے ہیں مگر ظلم و طلبِ دنیا و انہماکِ لذات و

اتباعِ شہوات منہج ہے کوئی قوم بحالتِ صلاح ہلاک نہیں کی گئی

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُفْلِكَ الْقُرْآنَ بِظُلْمٍ لَكُمْ لَكُمْ مَصْرُفُونَ

اور نہیں سب ہذا کہ ہلاک کرے لیس کو ظلم سے اور اہل اُسکے نیک کار ہوں

پروردگار عالم کسی قوم کو ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ وہ مطیع و صلح ہوں بلکہ دنیاوی بلا

بھی شامتِ اعمال ہی سے آتی ہے ف جب کہ تسبیح و تہلیل قوم صالح ہلاک نہیں ہوتا

مرد صالح بدرجہ اولیٰ ہلاک سے محفوظ رہے گا

وَلَوْ عَمَاءُ رَبِّكَ يَجْعَلُ النَّاسَ مِثَّةَ وَاحِدَةٍ وَلَا يَمُوتُ الْكَافِرُونَ مُحَمَّدٌ نَبِيُّ الْأَمْنِ كَرِيمٍ

اعمال کرنا چاہتا رہتا رہتا سب آدمیوں کو گروہ واحد اور ہمیشہ رہنے والا اخلاق کو نیا سے نیا کردہ کہ رسم کیا

وَبِكَ وَلَدَافِ خَلْقِهِمْ مَوْتٌ كَلِمَةٌ بِرَبِّكَ كَمَا تَلْقَى جَمْعُهُمُ الْجَنَّةَ وَالنَّاسَ أَجْمَعِينَ

رہنما خیرہ اور اسی سے اللہ کی انگوٹھی بات تیری رب کی البتہ بھروسہ مجھ جنم
 جنوں سے اور آدمیوں سے سب کسب

اگر بدو درکار عالم چاہتا تو تمام مخلوق کو ایک گروہ ایک راہ بنادیتا اور یہ لوگ آپس میں جھگڑا کرتے رہیں گے مگر جبیر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا وہ اس نزاع سے محفوظ ہے اور جو اختلاف میں پڑے وہ اختلاف ہی کے لیے بنائے گئے تھے اور جبیر رحم ہوا انہیں رحمت ہی کے لیے پیدا کیا تھا اور بدو درکار عالم کا یہ حکم کہ ہم دوزخ کو جن اور آدمیوں سے بھر دیں گے تمام مکالم چو گیا۔ یعنی تمام مخلوق کا دوبارہ ہونا امر مشکل نہ ہوتا مگر اللہ تو حکم دے چکا کہ دوزخ جن اور آدمیوں سے بھری جائے گی پھر ایک راہ پر کیونکر رہیں ہاں جبیر اللہ نے رحم فرمایا وہ مختلف نہوں گے امتہ واحدہ سے مراد اہل حق مختلف اہل باطل خواہ مشرک و یہود و نصاریٰ ہوں خواہ اہل ضلال ف آیت میں کسی امر میں مسئلہ قدر اس لیے کہ تمام امور اپنی ہی مشیت پر محول فرمائے لیکن ان تمام اختیاردوں کے ساتھ نسبت فعل ہماری طرف کرنا مشیر ہے کہ کچھ اختیار کب میں دیا گیا ہے ۱۔ یہ کہ اہل نار و اہل نعيم کی تقسیم ازل ہی میں ہو چکی ہے اتفاق و اتحاد رحمت خاصہ الہی سے ہے اور اختلاف موجب شقاوت و نار ہے ۲۔ اجمعین سے یہ مراد نہیں کہ تمام آدمی اور جن دوزخ میں جائیں گے بلکہ مجموعہ بعض جن و بعض انس مراد ہے ۳۔ صرف جن نہ صرف آدمی اور جن و ناس میں لام عہد ہے ابن کثیر دوزخ کھلی ہوئی توفیق برابر کتنی رہے گی یہاں تک کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنا قدم رحمت کی کیفیت دی جائے اور یہ قدم بس ایک صفت ہے صفات باری تعالیٰ سے اس میں رکھ دے گا تو دوزخ کسے گی قسم ۴۔

وَمَا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَشِئْتُ بِهِ فُتُورًا ۚ وَمَجَاءُكَ فِي

اور کبھی بیان کریں ہم نے خبریں خبروں سے، خبروں کی دو کلمات کہیں اس دل تیرا اور تہا سے تیرے پاس

اور پیغمبروں کے **هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ** حالات ہم آپ سے

اس قدر بیان کرتے ہیں حق اور نصیحت اور یاد واسطے مومنوں کے ہیں جو آپ کے دل کو

مطلوبہ و نمائندگی کے لئے اور مطابقت کے لئے روزگار و نظم کے امتحان سے جو مضامین

و انتشار پیدا کرتا ہے وہ دور ہو جائے اور امرق ظاہر ہو جائے اللہ ایمان واسلے نصیحت
بائیں نسیان و غفلت میں یاد و تذکر ہو ف۔ ا قصص قمر آئی موجب تسکین قلب و نصیحت
و تذکر ہیں۔ ان قصوں سے امرق ظاہر ہو جاتا ہے اگر بنظر انصاف خود کر کے اس
سے اخبار سابقین و سیر صالحین کے فضائل و فوائد مقوم ہو گئے ہیں۔

وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ أَعْلَوْا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَمِلُونَ ۖ وَانظُرُوا أَنَّىٰ يُؤْتَوْنَ الْأَمْثَالَ يَوْمَ هُم مَقْتَضُونَ

اور مکہ کی بات ہے ایمان نہیں دے گا کہ جاننا ہی جگہ ہے ہم بھی کام کر رہے ہیں اور انتظار کرو ہم میں انتظار کرتے ہیں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

ہم بھی کرتے ہیں اور انتظار کرو حکم خدا کا اور انجام کار کا ہم بھی انتظار کرتے ہیں کہ تم کو اس کشتی

کے کہیں، سزا مٹی ہے ف اغلوہاں یعنی امر نہیں بلکہ کمالِ زحر اور ترک ہے یعنی جو جامہ

بِإِلَهِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالرَّسُولِ الْكَرِيمِ فَاعْبُدْهُ وَهُوَ

[illegible]

عَلَيْهِمْ أَزَلُّ مِنْ أَزَلِّكَ غَافًا عَمَّا تَعْمَلُ

اسکان درین عیبه و ما در پند باری ما علمون

وخراسان مودعہ بین اسپر اور سین ربیرا عاں اس کے لڑکے چھ م

ی کی ملک میں اللہ آپر صلیع و صمرف ہے اور اسکی لی طرف سب کام رجوع رہے ہیں

پس توحید و عبادت کرو اس کی اور اس پر بھروسہ نہ کرو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے

سورة يوسف
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مكية

ام اسکا سورہ یوسف ہے جب حسن القصص اس کے لئے ہمارے ایک قصہ حکایات سمجھنے کے لئے کوئی اس

قصے کے اہل علم و ادب و فائدہ بخش نہیں اس میں ایک سرگرم آیتیں ہیں۔ کے من نازل ہوئیں مگر

کلام کو کہہ کر منہ سرخ و محک ادا کر کے بغیر اس کو اسنے دروغ است کہ کہ حضور کو ہر وقت

[illegible][illegible]

علیہ السلام ملک تمام دوسرا باب کے لکھام چور کر مکان میں بیویوں کے حضور ان کی سبوت سے

وہ فرمایا میں ہی ایک آدمی ہوں جیسے تم سب بڑے کم سیب بین حضرت علی بن ابی طالبؓ

سے متاکہ جب جمال جہان آراے محمدی و حسن و لغریب نبوی نے قلوب اصحاب کو آئینے کی طرح
 تعمیر آئین و آن سے بے خبر بنا دیا خوف خدا کہ جذبات عشق و شورش محبت نظم ظاہر و آداب باست
 سے بے پروا کر دے چارہ گر مطلق نے دوسرے دلکش قصے کے ضمن میں بھلا یا محبت کا انجام
 و آغاز قدت کی زبردستیان بندگان خدا کی استقامت طریق عبادات و حکومت سب کچھ سکھایا
 کہ خود رفتگی سے سنبھلیں۔ جاوہ اعتدال سے قدم نہ نلین لان کُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَیْسَ الْغُفْلَانِ
 میں اسی طرف اشارہ ہے یعنی آپ ان کی بخودی اور انجام جذب و عشق سے غافل تھے۔ یا مَنین
 و لاداء مقام فنا سے یا اُس خدمت سے جسکے لیے وہ پیدا کیے گئے ہیں غافل تھے تنبیہ تفسیر سے
 ہمشتر ضرور ہے کہ کچھ عذر بیان کر دیے جائیں تاکہ برے خیالوں کے پیدا ہونے سے پہلے انکا ابطال
 وہن بنین سے اول یہ کہ باب تاریخ و اصحاب تفسیر نے اس و لغریب قصے کو انواع عجائب سے
 آراستہ کیا ہے جسے نہ قرآن سے تعلق مزید ہے نہ احادیث معتبر سے تائید اور میرا مقصد و تفسیر کلام خدا
 ہے نہ شرح حسن یوسف و شورش زلیخا۔ لہذا اسی مقدار پر کفایت کی جتنا ترک قسم مقصود میں
 نخل یا سباق نظم میں مانع تھا۔ دوم اس میں بعض مقام خوفناک ہیں جسے بیچ نکلتا ہی غیبت ہے
 زیادہ تیزی کا کیا نہ کہ جیسے ذکر برادران یوسف اگر غیب نہیں ہوئے ہیں تو بھی آداب نبی زادگی
 تعلیم سکوت کر رہا ہے اور سفارش و عفو یعقوب و یوسف و مغرت باری تعالیٰ انھیں تمام حملوں
 سے بچا رہی ہے۔ اور اگر مشرت بہ نبوت ہیں جسکا اشارہ وَبِیْنِیْمْ نِعْمَتٌ مِّنْ عَلَیْکَ وَعَلَىٰ آلِ یَعْقُوبَ
 میں ہے۔ تو ہم ایمان لانے والے ہیں جرح و طعن چہ معنی دار و یا وہ رکیک مضامین جو حضرت یعقوب
 کے ابتدائی حالات کی نسبت بیان کیے گئے اور زلیخا کی از خود رنگی کو ابتدا کسی روش پر ہو مگر
 انجام دیکھو حضرت یوسف کی مجواہ۔ انبیاء و العزم کی مان ایک ایک وصف کا زعمای ادب
 و انگشت حیا بر لب ہے یا حضرت یوسف کی تقدس و پاکمانی، مہر قرآن شاہد اور عصمت نبوت حاکم
 ہے یہ انھیں کو ہمارک رہے۔ جنگی زبان ہر جان و ایمان قربان ہے۔ چاہے کچھ ہو شوخی طبع بے
 دکھائے نہیں رہ سکتے بنی اسرائیل جو غالباً ان قصوں کے راوی ہیں وہ جانیں اور انکا کام۔ بیان
 سکوت ہے اور ادب و اسلام رع زبان عشق بہ یا گلو گاہ ترہ الہیتہ جو حالات مدح حضرات پر
 شامل ہیں یا جنگی شہادت قرآن و حدیث سے ثابت یا اصول شرعیہ و آداب نبوت کے مخالف
 بنین مناسب موقع پر بے کلمے نہ چھوڑ دیں گے اور جان کمین کذب یا توہین کی بوسے خوف و زہر
 مانع گفتگو ہے۔ یہ کلام آسمانی ہے نہ دل خوش کن کہانی۔ عجائب کے مشتاق سبے بناد۔ دایہ

لے ہوئی
 سب سے زیادہ
 نے غیبت
 کی تو لا زہر

روشن صحبت انقلاب روزگار۔ امتحان صبر و استقلال۔ لغفل علم۔ مراتب تقویٰ حسن انجام۔ دنیا
عالم و غرائب زمانہ۔ حسن کی پیروی۔ عشق کے حرکات مجذوبانہ سب کچھ مذکور ہیں۔ حضرت
یوسفؑ کی پاکدامنی اور اس کے درجے کی تدبیر و سیاست و حکمرانی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا بیان
اور محل اس کا قرآن۔ جبرئیل ترجمان۔ سننے والے محبوب رحمن اب اس سے سن و شرف زیادہ کیا ہوگا

اِنْ خَالَ يُوسُفُ لَآبِيْهِ يَابِتٌ اِنِّیْ رَاٰیٓ اَحَدَ عَشَرَ كُوْكِبًا وَّ الشَّمْسَ

جب اس نے سوئے تو اس کے پاس ۱۲ ستارے تھے اور سورج اس کے سر پر تھا۔

حضرت یوسفؑ بارہ
بپ کے پاس سوئے
وَالْقَمَرَ لَا يَتَّبِعُهُ فِي سُبْحٍ دِيْنٌ
اور چاند دیکھتا ہے کہ اس کے پیچھے سورج نہ آتا ہے۔

حضرت یوسفؑ نے مکے لگا کر بیار کیا اور سب پوچھا۔ یوسفؑ نے کہا اے باپ میں نے خواب
میں دیکھا کہ گیارہ تارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کر رہے ہیں عرائس یوسفؑ نے کہا میں نے
دیکھا آسمان کے دروازے کھل گئے اور ایسی روشنی پھیلی کہ تارے چمکنے لگے پناؤ نورانی ہو گئے
دیاشعاع نور سے چشمہ آفتاب اختر نورانی ہر ندرج حباب پچھلیوں میں غلغلہ تسبیح و تملیل عالم آئینہ
قدرت رہ جلیل تجھے وہ لباس فاخر پہنایا گیا جسک جھلک سے زمین منور ہوئی گیارہ تارے اور
چاند سورج میرے سجدے میں ٹپکے۔ باتفاق مفسرین گیارہ تاروں سے بھائی اور چاند سورج سے
مان باپ مراوین عرائس جاہلین عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے ایک یود کے ہتھار
پہان تاروں کے نام جو حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھے تھے ذکر فرمائے۔ جریان طاری
۱۔ دیال ۲۔ کوکبتین ۳۔ فرغ ۴۔ ذباب ۵۔ عمودان ۶۔ قابس ۷۔ مصبح ۸۔ فلیق ۹۔ ضروف
سمجھو خواہ کتنا ہے غایت کثرت کے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا۔ یا مضامین خواب اپنی حقیقت پر
محول نہیں ہوتے مجاز و تشبیل مراد ہوتی ہے۔ یا یہ کہ عالم خواب عالم تکلیف نہیں یا یہ کہ جو احکام جن
وائس کے لیے ہیں وہ دوسری مخلوق کے لیے ہونا ضرور نہیں ہمارے حضورؐ کو بھی حیوانوں
نے سجدہ کیا ہے پس یہ صورت سجدہ جو خواب میں دیکھائی گئی نہ صورت ممنوع ہے نہ
قابل محبت انقض مضبوط علیہ اسلام نے جواب میں فرمایا۔

فَاَلَيْسَ لَكَ الْقُصَصُ وَاَيُّهَا عَلٰی اَخْوَالِكَ فَاَلَيْسَ لَكَ كَلِمَةٌ اَوْ اِلَّا الشَّيْطَانُ يَلْوِيْكَ وَمُبِيْنٌ

کہا اگرچہ ۲ کان کر خواب دہا اپنے بھائیوں کو کہہ کر کہ کوئی نیک بیشک شیطان دیکھ کر آدمی کے دشمن کہلا جا
کہا اسے میرے پیارے بیٹے اپنے بھائیوں سے یہ خواب بیان نہ کرنا مہاراد تجھے کوئی داکوین شیطان

آدمی کا کھلا کھلا دشمن ہے وقت معلوم ہوا کہ خواب ہر شخص سے نہ کے جیسا کہ حدیث میں آیا کہ اگر آپنا خواب دوست ہی سے کوئی آپ کو حسد سے بھانا چاہتی ہے دشمن سے کسی حال میں غافل و مطمئن نہ ہونا چاہیے۔
 اخوان و اقربا میں غم و غم سے مادہ حسد زیادہ ہوتا ہے ذکر شیطان میں دو قائلے ہیں ایک یہ کہ شیطان تمہارے بھائیوں کو بھکا کر مخالفت پر آمادہ کرے اور شفقت اخوت سلب کر دے دوسرے یہ کہ تمہارے درجہ ہو جائے نفسوں نے اسباب حسد میں ایسی روایتیں لگی ہیں جن میں محبت و عنایت و عطاس و حقوق نسبت دوسرے بھائیوں کے پرست زیادہ پائی جاتی ہے اور یہ امر خواہ مخواہ آدمی کو حد ہندال و کھلا دینا

وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَيْكَ وَيَعْلَمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُنَمِّتُكَ عَلَيْهِ فَعَلًا
 اسی سے ہی ذکر ہو کر مجھے سب سے زیادہ سکھایا گئے تفسیر باتوں کی اور ہر ایک کچھ عقیدے اپنی فہم اور

اَلْيَعْقُوبُ كَمَا اَمَّا هَا عَلَى اَبُو يَكُ مِنْ قَبْلِ اِبْرَاهِيمَ وَاسْمُكَ اَنْ رُبَّكَ عِنْدَ حَكِيمٍ
 اے یعقوب جس طرح ہر ایک کو خبر دی ہے اور یہ سچ ہے ابراہیم اور اسحاق بیشک رب تیرا نا علمت والا ہے

ایسے ہی اہل نقائے حق پر گزیرہ مستقبل کریگا اور سخن نمی سکھائے گا اور اپنی نشیمن تمام و کامل کر دیا
 ترجمہ یہ ہے اور یعقوب کی اولاد پر جس طرح تیرے دادا اسحاق اور پردادا ابراہیم پر اپنے انعام پر سے کیے بیشک۔ ب تیرا عالم و داناسے تاویل تعبیر و مراد احادیث جمع حدیث بات بیان خواب مراد ہے اور دوسری باتیں متعلق نبوت و اسرار معرفت و علوم و حکمت و سیاست بھی داخل ہیں

التفسیر فی الروایا و التفسیر

گو یہ ظلم و فریب عوام و عقدرہ کشائے خواص تھا مگر محض معلوم کیونکہ پوری قوم اور مرد ہوا تھا
 ہے اگر یہ خواب یہ اسی میں دکھایا جائے متعجب نہ آئے مگر یہ خیال ہی خیالی نہیں قرآنی تاویل اور آسمانی تفصیل سے رویا (خواب) یہ انکشاف روحی و سیر عالم علوی ہے جو سوتے میں بفیضان اتنی بدون اسباب ظاہر و کب و مل میسر آئے تاکہ قلوب صانع مشاہدہ کمال قدرت سے مستفیض ہوں اور عالم صورت و مجاز سے حقیقت و امتیاز کی طرف نظر ڈالیں تو نووی علمائے سنت کا مذہب خواب میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والوں کے دل میں اعتقاد پیدا کرتا ہے جو دوسرے امور کی علامت ہوں یعنی دلیل تعبیر و قرینہ تاویل ہے۔ کہا حکیم امریطس نے روح جسم سے ٹکڑے عالم علوی و سفلی میں سیر کرتی ہے جو جاتے ہیں دیکھ نہ سکتی وہ دیکھتی ہے۔ ارسطاطالیس نے اسے جس روحی قرار دیکر کہا جس جہانی صرف حاضر پر جاوسی ہو سکتی ہے اور جس روحانی حاضر و غائب دونوں میں مدد رک ہے۔ اور وہ احادیث میں میں حضور کا دوسرے عالم میں جانا اور عجائبات قدرت ملاحظہ فرمانا

ع
 یہ خواب
 میں
 حضور
 کی
 روایت
 ہے

ع

مردی ہے اسی کی ظاہرین بخاری رات کو میرے پاس آئے ولے آئے اور مجھے بٹیکے اور جٹکے اعمال دکھائے فرمایا اللہ یُوفِّی الْاَنْفُسَ حَیْنَ مَوْتِهَا وَالَّذِی لَمْ یَمْسُکْ فِی مَنَکِحِهَا قَسَمْتَ فِیْمَیْسَلُکَ اَتِیَ قَضَیْ عَلَیْهَا الْمَوْتُ وَنَزَّلَ الْکُفْرَ عَلَیْهَا اَجَلٌ سَمِیٌّ لَّکَ ذَکَاتٌ اِیتَاہُ جَاوِزٌ کُو اُنکے مرنے کے وقتوں میں اور پڑھیں مرے اُسے خواب میں، فات ایتا ہے پھر روک لیتا ہے اُسے جسپر حکم موت جاری ہو گیا۔ اور چھوڑ دیتا ہے دوسرے کو کہ ایک وقت تک ہم میں رہے اس سے قبض و حرکت و سیر و اوراک ثابت ہے کہ جسے تعلق و اثر بدستور باقی رہتا ہو اور خواب کا سونے میں ہونا الفاظ قسہ آتی و تفصیل حدیث سے واضح ہو گیا۔ پس وہ معانی و تصور حوالہ باب کا کے خیال و ذہن میں تفصیل و تصور ہوں اور مراقبات صوفیہ و مشاہدات عارفین اور الہامات اولیاء و وحی انبیاء خواب نہیں۔ خیالات معمولی و سوسہ شیطانی و حدیث نفس اگر یہ خواب کی صورت میں رونما ہوں مگر حکم و غرض خواب اُنہ مرتب نہیں ہے مسلم فرمایا خواب میں بین یا رویا سے صالحہ یہ اللہ کی طرف سے بشارت ہے یا ملول و پریشان کرنے والے خواب یعنی اضغاث احلام یہ و سوسہ شیطانی ہیں فرمایا الزَّوْیَا مِنْ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطَانِ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور حُلُم شیطان کے و سوسے سے (مسلم) و وہم و خیالات جو انسان کے خاطر میں جمع اور ذہن میں متخیل ہوں اور اسی کے مثل وہ خواب ہیں جو کثرت غفلت و غیور سے اُڑتی اُڑتی یا تین نظر آئیں یعنی ایسے امور دیکھے جن کا نہ آغاز نہ انجام نہ باہمی ربط نہ پورے سے جو ہر یاد صرف خیال ہی خیال ہوں۔ پس یہ تمام تر جہات کو خواب کے نام سے مشہور ہیں مگر نہ حکم خواب انہ مرتبہ غرض اُسے حاصل جو دیکھا وہ لغو جو سمجھے وہ باطل۔ اور رویا سے صالحہ جسکی بحث ہم کو منظور ہے عالم ملکوت و جبروت و فیضان حضرت لا جوت سے ہے اُسے عالم خیال و تامل سے تعلق نہیں کہا دنیا ال بینہ برنے روحین آسمان ہنتم کی طرف بند کی جاتی ہیں اور حضور پروردگار عالم کھڑی ہوتی ہیں سجدہ کرنے کی اجازت ملتی ہے طاہر عرش کے سنے اور غیہ طاہر دور سے سجدہ نہیں کرتی ہیں پھر فرمایا جو فرشتہ خواب پر موکل ہے اُسکا نام صدیقیوں سے اسکی مثال ایسی جو جیسے آخواب جس کے نور میں ہر شے نظر آتی ہے یہ فرشتہ حجاب نور محفوظ سے نور انہی میں آدین کو مٹالین دکھاتا ہے غالباً اسی بنا پر مشائخ نے با وضو سونا اچھا حانا ابن عمر سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طاہر ہوتا ہے اُسکے بالوں میں فرشتے رہتے ہیں اور اُسکے لیے استغفار کرتے ہیں بخاری و مسلم اور دوسرے محدثوں نے نقل کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴
حکایت بطور
تمام ہوئی ہے
دور سے
ملا خواب
میں ہوں
اس کے
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ النَّارِ سِوَى سَائِرِ الْغَايِبِ
 نبوت کا ہے اور بعض۔ وایتوں میں چہنبا لیوان حصہ بھی مروی ہے چونکہ نبوت کجی اعتبارات
 فیضان عالم قدس و انعام آیت سے ہے اس کا کوئی حصہ قلیل ہو یا کثیر اسے ہو یا اسے باطل و
 غلط نہیں ہو سکتا اور نہ یہ کہ ان الوہیت و برکات نبوت سے ہے فرمایا کہ **كُتِبَ النَّبُوءُ وَالْوَحْيُ**
لِلْبَشَرِ كُلِّ (ہر نبوت و وحی ہر انسانی بشریت میں) اور تفسیر آیت **لَهُمُ الْبَشَرُ الْأَخْمِ** میں
 فرمایا کہ مراد وہ ہے جو ان پر حضرت یوسفؑ پر احساناً فرمایا کہ تم کو علم تمہیں سکھایا اور منجملہ انعامات
 و تشریفات نبوت کریمؐ پر بدنامی سے گردانا تو کیا ممکن ہے کہ یہ خیال عالم برزخ و مثال کا عہدہ
 انعامات حضرت الوہیت و حصہ نبوت سے قرار پائے اور فرمایا **مَنْ نَحْكُمُكُمْ فَلَيْسَ كَلِيفٌ اَنْ**
تَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَمْ يَفْعَلْ (بخاری) جسے ایسا خواب بیان کیا جو نہ لکھا تھا مجبور
 کیا جائے گا کہ گروہ و سود و خوزن میں اور نہ دے سکیگا۔ یعنی قیامت میں سخت مذاب میں مبتلا ہوگا جس
 جانبہری شکل ہے اور فرمایا **اِنَّ الْفَرْجَ اَنْ يُّرَى عَيْنِيَّ رَحْمَةً لِّكَ بَخَرِي** (نہایت بڑا
 افزایہ ہے کہ جو زمین دیکھا اُسے آنکھوں کی طرف منسوب کرے یعنی جھوٹا خواب بیان کرے اگر خواب
 عالم علوی و فیضان اتنی سے نہوتا اسکا کذب و دوسرے کذب سے کیون اشد ہو تا چونکہ حدیث میں آپکا
 ہے کہ جسے مجھ پر عہد آجھوتہ باندھا اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا اور خواب بھی شعلات نبوت سے
 ہے اور تعلیم و انعام غیب کی طرف نسبت ہوتی ہے پس اسکا کذب نہایت بُرا ہے و ہم جبکہ خواب جزو
 نبوت و فیضان عالم قدس سے قرار پایا تو لازم تھا کہ کفار و فاسق کو اس سے حصہ نہوتا و رفع حق
 سبحانہ تعالیٰ کی نعمتیں و قسم کی ہیں۔ عام جس میں کافر و مومن سب شریک ہیں جیسے تخلیق و ہدایت
 و رزاق و قبول رعا و غیرہ اور خواب اسی قبیل سے ہے۔ خاص یعنی قبول۔ فضلہ خواب وغیرہ۔
 اہل ایمان کے لیے مخصوص ہیں وہ خواب جو جزو نبوت ہے مومنین کے لیے مخصوص ہے نہ مطلق
 خواب کیا ہیں سب داخل ہیں نہ ممکن ہے کہ یہ نعمت بھی انھیں عام نعمتوں سے ہو اور سب سرفراز کیے
 جائیں نہ جسطرح کفار کو دنیا میں تعلیم انبیاء و صحبت صلحا و سماعت قرآن سے ایک حصہ حاصل ہے وہ
 مستفید ہوں یا نہ ممکن ہے کہ دولت خواب سے بھی اسی طرح مشرف ہوں فرمایا **مَنْ رَأَى فَتَقَدَّرَ رَأَى الْحَقَّ**
فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يُفْضِلُ فِي بَخَرِي (بخاری) جسے مجھے خواب میں دیکھا بھی کو دیکھا بیشک شیطان میری سی
 صورت نہیں بنا سکتا ہے اور فرمایا **مَنْ رَأَى فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَأَى جَنَّةً** جسے مجھے خواب میں دیکھا بیشک
 بھی کو دیکھا شبہہ بسا اوقات حضورؐ خواب میں صورت و صفت اصلی سے نہیں نظر آتے بلکہ انعام و وحی

کہ حضور کا بذاتہ ہونا اور یہ کہ دوسرے شخص نہیں آپ ہی ہیں کافی سبب اور صفات میں تمیز و تشبیہ محض نہیں بلکہ حضور کی دیار میں موجب علو سے خارج و علامت صفائی قلب و شہرہ کات نہ تو ممکن ہے کہ دیکھنے والے کی استعداد کی رعایت کی جاتی ہو یا یہ اختلاف اس وجہ سے ہو کہ اتفاقات کامل و امتیاز و حسن صبیح حاصل نہواور ممکن ہے کہ یہ اختلاف حجاب ہوں جو اس کے اعمال کے اعتبار سے واقع ہیں پھر جیسے اعمال ویسے ہی حجاب یہ ممکن ہے کہ حضور کے صفات و صورت کا اختلاف کسی تعبیر و تاویل کی بنا پر ہو نہ کہ حقیقت محمدی حقیقت موجودات ہے ہر شخص پر اس کی حقیقت کے موافق جلوہ گر ہوتی ہے۔ امام نووی نے بعد بحث طویل فرمایا کہ صبیح یہ ہے کہ حضور کو جس صفت پر دیکھے حضور ہی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی صورت و نسبت کو شیطانی فریب اور مغالطوں سے محفوظ رکھا ہے مسئلہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ اُسے پیغمبر کو کسی نام مشروع صورت یا صفت پر دیکھا یا وہ کسی امر منہج کا حکم کرتے ہیں یا کسی امر واجب سے روکتے تھے ایسا دعویٰ غلط قرار دیا جائے اور اس کی مغتری واجب التعمیر اول ایسا ہو ہی نہیں سکتا اور جو بھی تو ممکن ہے کہ یہ بھول گیا اور دھوکا ہوا ہو واقعہ خلاف ایسا نہ تھا قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فضل خاص حضور ہی کے لیے ہے یا تمام انبیاء اس میں شریک ہیں میرے نزدیک تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں اور وجہ یہ ہے کہ جناب عالم حقیقت کے اسرار سے ہر وہاں ہر شئی کی حقیقت اور اصلی صورت حاضر ہے نہ مجاز سے نہ تلبیس و تبدیل کا جواز اور نصب نبوت بمعنی اعتبارات قریبہ و بعیدہ خیر محض ہے اور شیطان شر محض لہذا کسی اعتبار اور کسی ادنیٰ مناسبت سے بھی اجتماع جائز نہیں اور اگر اس عالم میں غلط و تلبیس ممکن ہوتی تو تصدیق و تحقیق کے لیے جو باعث حین یقین ہو کوئی مقام باقی نہ رہتا۔ اور یہ فائدہ اس کا حفظ منصب نبوت ہے کہ شیطان انبیاء کی صفت و صورت میں خلق کو نہ بھکا سکے اور اس حفاظت میں تمام انبیاء کو استحقاق ہے شہرہ جب شیطان کا مثل انبیاء کے ساتھ دنیا میں ثابت ہے تو عالم مثال میں بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے جس طرح غریب حضرت سلیمان کی صورت میں ایک مت تک حکمران رہا۔ اور حضرت مسیح کے خرویشہ والے نے آپ کی صورت میں سولی پائی اور مجاہد حضور کو اس سے محفوظ رہے تاہم یہ ہوا کہ شیطان نے لہجہ بدل کر آواہ میں آواز ملائی جسکا ذکر سورہ حج و نجم میں آئے گا اور بروز جنگ احد شیطان نے غلط بیانی کی کہ آپ شہید ہوئے ان باتوں سے کچھ کچھ بوسے آلائش آتی ہے حل دنیا کل امتحان ہے اور عالم مجاہد یہاں بہت کچھ امور خلاف واقعہ ہائے جاتے ہیں مگر عالم طلوی ان تمام امور سے منزہ و مبرا ہے نہ وہاں امتحان منظور ہے نہ مجاہد کو دخل ہیں بیان کا

قیاس دہان باطل سبب شہمہ ممکن ہے کہ وہ خواب جو عالم علوی سے متعلق اور قسم اول میں داخل
ہیں اس مخالف سے بچے رہیں مگر خواب قسم دوم و سوم میں ایسا ملاحظہ ہو جو اب ہم اس امر کو
نہیں تسلیم کرتے خواہ اس لیے کہ اسہ تعالے آپ کی نسبت کو ہر جگہ محفوظ رکھتا ہے خواہ یہ کہ ایسے
وسوسے ڈالنے والا نہیں ہے مگر شیطان پھر جب وہ کسی طور اور کسی پیرائے میں حضور کا شبہ ال
پیش کرنا چاہے گا روح و قلب کا تعلق اصل حقیقت نبوی علیہ السلام سے ہو جائے گا اور تا پھر شیطان
بر باد اور برکات رحمانی آفا و اعداد ہو جائیں گی نکتہ ہماری اس تقریب سے وہ تمام حضرات جو
موسوم ہیں تشبیہ شیطانی سے محفوظ رہیں گے جیسے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام نکتہ بس سمجھا گیا کہ
اویا سے کبار و صلحا سے ابرار کا خواب میں دیکھنا بھی غالباً و سوا اس البیس و مخالف و تابیس سے بری ہوگا
ہاں جب انکی عصمت پر قطعی دلیل قائم نہیں اور ممکن ہے کہ بعض میں من وجہ کی شریلیں پایا جائے
تو ممکن ہے کہ شیطان اسی شر کے اعتبار سے انکی صورت بنائے پس غالباً انکے خواب محفوظ ہیں اور اگر
کبھی کوئی ملاحظہ ہو تو بعید بھی نہیں مسئلہ کوئی مرید اپنے شیخ متبع سنت صاحب تقوی و عفت کو
ارشاد و تعلیم کرتے ہوئے خواب میں دیکھے اور وہ تعلیم سنت ظاہر و شریعت مطہر کے موافق ہو تو گمان
نہیں ہو سکتا کہ یہ تبلیہیں شیطانی ہو اس لیے کہ مقام ارشاد و نیابت نبوت و استفاضہ بحضرت رسالت
الہی حالت میں داخلیت شیطانی دشوار اور اس مسئلے کی حقیقت و حقیقت حضرات صوفیہ پر بخوبی
منکشف ہے کوئی مانے یا نہ مانے وہ کیونکر شک کرے جو جانے مسئلہ کہا امام لادوی نے
کہ ملکہ با اتفاق جائز رکھتے ہیں کہ کوئی خوش نصیب اپنے پروردگار کو خواب میں دیکھے اور جبکہ خواب میں
اسباب و اعمال ظاہر کا لگاؤ جائز نہیں ابخوات و ماٹی جو مرض سے صود کرین اور غشی اور الم و داغ
جو کسی ذریعے سے سونے والے کو محسوس ہوں خواب نہ ہوں گے۔ اسی تا یہ کہ بیہوشی میں بعد ذکر
خواب و تبخیر و رسال روح ارشاد ہوا **اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَرَقَّوْهُمْ بَلْ يَكُوْنُوْنَ** اس نبض و
رسال و انقلاب احوال میں فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں کہ جس طرح موت و حیات
روزانہ ہے حشر اجساد و شدنی اور قیامت ایک روز آتا ہے۔ دنیا خواب ہے آخرت اسکی تعبیر۔
غیب آئینہ ہے شہود تصویر قاعدہ ہے کہ جب آدمی آنکھ کاں دہان بند کر لے تو نفس بیکار و
بے حس نہیں رہ سکتا اسکے احکام دوسرے خدام کے ذریعے سے نافذ ہوتے ہیں جدھر میلان ہو جیسے
اسمال جن دہے ہی خطرات پیدا ہوتے ہیں اور بحسب قوت و ضعف ملکہ نفس خطرے لغو و صمیم پیدا
ہوا کرتے جن کبھی مطابق اسے صواب اندیش کبھی سراسر خطا ایسے ہی جب نفس با طلقہ تدویر جسمانی

۴۰
نہیں
جمع

و شعوات حیوانی سے پہلے پروا ہو کر طہوت خانہ استراحت و سکون میں آرام فرماتا ہے جو بری آثار
 و معذنی تعلق عود کر آتے ہیں عالم حقیقت و طلسمات غیب کی سیر و مشق نظر ہوتی ہے مگر دنیاوی
 تماشیاں دن اور جسمانی آلائشوں میں امتیاز کامل نہیں کر سکتا خلط و غلط اکثر واقع ہو جاتا ہے جس قدر
 صفائے قلب و طہارت نفس - نور معرفت - صدق - ذوق آخرت - شوق لقاء - مذاق علوم -
 تحمل مجاہدہ - زیادہ ہوا اور تعلقات فانی و آثار نفسانی و اخلاق رویہ قلیل و تحیر حجاب حیوانی و
 پرواہ سے لگائی مرتفع ہوتے جاتے ہیں - درک صحیح - حفظ قوی - حسن عالی - نظر غائر - رائے
 صاحب - فہم وسیع - خواب صادق ہوتا جاتا ہے - اسرار سرسبز منکشف علوم و دقیقہ حاضر
 حل مشکل آسان ہو گا - پھر بھی خواب مراقبہ و مشاہدہ بنکر معانی مخفیہ کو بجشم سر و دکھاتا ہے غیب
 و حضور برابر نظر آتا ہے جیسا کہ وارد ہوا **أَصْدَقُ قَوْلِ نَبِيِّكَ إِسْلَامٌ** جو جس قدر سچا ہے
أَسْقَدُ رَأْيِكَ خواب سچے ہیں اور یہی مضمون ہے **أَفَاضَ غَيْبُكَ** کا بخاری **أَقُولُ مَا بَدِئْتُ**
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَفِيَا الصَّلَاةِ حَتَّى فِي الْقَوْمِ وَكَانَ لَا يَرَى نُبُيَا إِلَّا
جَاءَتْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ پہلے آثار روحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیک خواب
 تھے جو آپ سوتے ہیں دیکھتے اور آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر مثل سپید صبح واقع ہوتا - اور یہی وجہ
 ہے کہ بعض خواب غلط ہوتے ہیں اس لیے کہ ضعف جس کبھی کچھ کا کچھ دکھاتا ہے جانیست سے
 پورا اور پاک و فہم نہیں ہو سکتا ہے - کبھی کثرت تعلقات سے حفظ صحیح و انفات قوی میسر نہیں آتا کبھی
 اجزائے خواب اس پر شبہ ہو جاتے ہیں - نہیں جانتا کہ علم شیطانی ہے یا حفظ نفسانی یا کشف روحانی
 یا فیضان رحمانی اور یہی غلط کبھی - مگر کے فہم و استنباط میں واقع ہو کر کل یا بعض کو غلط کر دیتا ہے - لیکن
 یہ حفظ و عصمت کہ فہم خواب و وجہ تعبیر میں خلط و غلط نہ ہونے پائے حضرت یوسفؑ کے لیے بشادات
 قرآن سلم دوسروں کے لیے و اللہ علم تعبیر و تاویل یعنی خواب کی مراد بیان کرنا جو نیک خواب عالم غیب
 سے متعلق ہے جہاں ہر شے اپنی صورت اور صلت دونوں اعتباروں سے حاضر ہے کبھی صورت اشیاء
 نظر آتی ہے کبھی صفت اسکی جلوہ ظہور دکھاتی ہے لہذا تعبیر بھی باعتبار احوال مختلفہ ثابت ہوئی کبھی بعینہ
 لینے جو دکھا دی تعبیر ہے نبوت اسکا خواب حضرت ابراہیمؑ سے آپ نے دیکھا کہ مجھے بیچ فرزند کا
 حکم ہوتا ہے اور وہی مقصود تھا یا خواب سے ہجرت نبی کریمؐ کا آپ نے دیکھا میں ایسی زمین کی طرف
 ہجرت کرتا ہوں جہاں خرے کے درخت بہت ہیں و درمیدہ کی ہجرت تھی اور خواب شاہ مصر کے ساتھی کا
 اُس نے دیکھا کہ میں خراب پڑھتا ہوں ہجر بادشاہ کا ساتھی ہو گیا - اور ہمارے حضور کو خواب میں ام المومنین

عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھائی گئی اور کہا گیا کہ وہ تمہاری بی بی ہیں۔ فرمایا میں نے اسے کہہ دیا تو اسے
 حالت غصہ تم ہی تمہیں میں نے دل میں کہا خدا کی طرف سے ہے تو ظاہر ہو گا۔ اسکے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 پر زوجیت ہو گئی اور کبھی باعتبار لفظ کے تعبیر ہوتی ہے مسلم فرمایا میں نے دیکھا کہ عقبہ بن رافع
 کے گھر میں جون اور مجھے ابن خطاب کے غریبے رہنے گئے تو میں نے تاویل کی اَلْوَفْعَةُ فِي النَّبَا
 دُنْيَا میں بلند ہی و رفعت (یہ ماخوذ ہے رافع سے) وَالْعَايَةُ فِي الدِّينِ دین میں نجات و سلامتی
 (یہ غالباً باعتبار دار ہے جو محل امن ہے) وَإِنْ دِينَنَا قَدْ حَلَبَ اَنْدَلُسَ دین ہمارا کامل ہو گیا
 (یہ باعتبار لفظ ابن خطاب ہے) کبھی تعبیر یا کنفایہ ہوتی ہے بخاری حضور نے دیکھا کہ مجھے خزان
 دین کے دیے گئے (یہ ملک تھا) اور معائنہ تصویر حضرت عائشہؓ کو مژدہ کجاح قسمہ اور دیا مسلم
 فرمایا میں نے دیکھا کہ اپنی تصویر ملتا ہوں تو اسکا بچل ٹوٹ گیا (یہ تعبیر تھی حادثہ احد و شکست
 مجاہدین سے) پھر ملالی قرآن سے اچھی ہو گئی (یہ کنایہ تھا فتوحات بعد احد سے یا ثبات و جمع
 لشکر اسلام بعد انتشار و انہزام سے) اور دیکھا گائے کو (یہ اشارہ تھا قتل یونین سے) اور
 کبھی وصف و استعارہ معتبر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ مصر کے خواب میں بخاری آپ نے حضرت
 عثمانؓ کے حق میں چشمہ جاری کو عمل قرار دیا۔ اور فرمایا میں نے دیکھا کہ کنوئین سے کچھ ڈول
 نکالے پھر ابو بکرؓ نے دویا ایک ڈول نکالا پھر عمرؓ کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہو گیا اور انھوں نے کمال
 قوت سے نکالے (یہ مراد تھی قوت اسلام و خلافت ہے) فرمایا میں نے دیکھے لوگ قمیص پہننے
 میں کسی کا تعبیر کسی کا دراز اور یہ دین ہے فرمایا کہ مجھے دودھ کلبیہ لے دیا میں نے پیا پھر غرگور یا
 اور یہ علم ہے۔ فرمایا میرے ہاتھ پر دو کنگن رکھے گئے مجھے ناگوار ہوا پھر حکم ہوا کہ پھونکو وہ دونوں
 اڑ گئے۔ تعبیر فرمائی کہ دو جھوٹے ظاہر ہوں گے ایک اسود غسی تھا دو سرا نیل کذاب دھونکہ
 کنگن سونے کے ہوتے ہیں اور سونا نہایت قیمتی اور وزنی ہوتا ہے اس سے دعوے نبوت مناسب
 جو ان دونوں نے کیا تھا اور اڑ جا جا خلافت گرانی و قتل کے تھا لہذا معلوم ہوا وصف نبوت میں کذب
 شبک و بے قدر ہیں اور جبکہ دنیا میں مردوں کے لیے زیور حرام ہے اور ہر حرام مغضوب حضرت
 ملک السلام پس یہ دونوں بھی مغضوب و ملعون تھے اور حضور کی بھونک سے وہ حضرات جانثار
 مراد ہیں جو قائم مقام حضور کے ہوئے اس میں قاضیین اسود و سلیمہ کو بشارت اور فضلی ابو بکرؓ کی
 طرف اشارہ ہے فرمایا میں نے دیکھا ایک عورت سپاہ رو پریشان ہو مدینے سے نکالی گئی اور
 مجھے میں ٹھہری تعبیر دئی کہ مدینے کی و باجھے میں گئی (مناسبت ظاہر ہے) مسلم ایک شخص نے

عرض کی یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک سائبان نکلنا شروع ہوا اور اس میں سے آدھی
اُسے لیتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ اور اسی آسمان سے زمین تک ٹپکی ہے آپ اسے پکڑ کر چڑھ گئے
پھر ایک اور درجہ چڑھا۔ پھر دوسرا درجہ چڑھا اور اسی ٹوٹ گئی پھر ٹپکی اور وہ بھی چڑھ گیا
ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ آپ پر میرے مان باپ نداموں مجھے تعبیر کرنے دیجیے فرمایا کہ تو آج کا
سائبان اسلام ہے۔ شہد و مسک قرآن۔ رستی حق ہے۔ یہ تین آدمی آپ کے بعد ہوں گے
فرمائیے میں نے خطا کی یا سچ کہا فرمایا کچھ راست ہے کچھ خطا ابن ماجہ کہا اُمّ فضل نے
میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں حضور کا ایک عضو ہے فرمایا خواب اچھا ہے فاطمہ کے
لو کا پیدا ہوگا تو دودھ پلائے گی وہی ہو کہ حضرت امام حسن یا امام حسین پیدا ہوئے اور یہ دودھ پلائی
نین بخاری کہا ابن سیرین نے کہ ابو ہریرہ غل بیٹے طوق کو بُرا جانتے اور کہا گیا کہ زنجیر سے
ثبات نے الدین مراد ہے اور ایسے ہی بدر کی لڑائی میں لشکر کفار باوجود کثرت کم نظر آیا اور قلت
سے کنا یہ تھا مغلوبی و قلت ثبات و قوت وغیرہ سے جس کا ذکر و بیان بارہ دس میں گزرا لیکن
تعبیر کے عکس کو مشہور ہے مگر معقول وہ ماثور اس لیے کہ ضد سے جو ادا استعارہ و کنا یہ ہے نہ
قرآن و حدیث میں ایسا آیا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ موت سے مراد شہادت ہے اور شہادت
حیات و ائم پس موت سے مراد حیات ہے اور قید یا بندی ہے اور پابندی شرع موجب نجات ہے
یا قید صبر و ثبات ہے اور صبر و ثبات مفتاح کامیابی پس قید نجات و کامیابی ہے تو اس تکلف و
تاویل سے ہو سکتا ہے۔ اور کبھی خواب دیکھنے والا خواب میں تاویل و تعبیر سمجھتا ہے مگر ضرور نہیں
کہ وہی تعبیر ہو جیسا کہ ہمارے حضور سے مروی ہے کہ آپ نے دیکھا کہ میں نے اسی زمین کی طرف
ہجرت کی جان رخت خرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ میرے وہم میں آیا کہ یہ مقام یہاں ہے مگر نہیں وہ
مہینہ تھا اور ایسے ہی بہت سے خواب صاف کہ وہ ہیں جن میں تعبیر نہیں ہوتی صرف امر صبح اور مقام مالی ہوئے
معنی کی اطلاع و تعلیم کی جاتی ہے پھر قرآن و حدیث کے طریق تعبیر سے سمجھا جاتا ہے کہ تعبیر دینے
کی چند صورتیں ہیں ۱۔ وہ تعبیر جن جو قرآن یا حدیث میں دار و ہوئیں ۲۔ وہ استعارے جو قرآن و
حدیث میں مستعمل ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو لباس اور نر کو نور اور شمس کو ضیا اور
غلمان کو لولو سے منثور فرمایا اور حضور اقدس نے اسب تیز رو کو سحر اور مرد شجاع کو اسد کہا ہے
معنی اصطلاحی سے عرف و احوال جو زبان قوم پر جاری ہوں ۳۔ دوسری مناسبین اور اعتبار ۴۔
باعتبار علت و حکم قیاس اور تعبیر دیتے وقت دوامرون کا لحاظ مقدم ہے ۵۔ اعتبار جزیلے

خواب یعنی ایسی تعبیر دے کہ کوئی جز خواب کا مصل نہ ہوئے نہ مخالف نہ متضاد ہو ہے اس لیے کہ جائز ہے کہ وہی اصل ہو۔ احوال معبرہ کا لحاظ اور اسکی تین صورتیں ہیں ۱۔ خواب دیکھنے والے ہی کے حق میں تعبیر ہے جیسے دیکھا کہ میں مریض یا تندرست ہو گیا۔ دوسرے کے حق میں ہے جیسے دیکھا کہ یہ مر گیا یا کامیاب ہوا۔ مشترک جس طرح دیکھا کہ میں نیک سے لڑا اور غالب یا مغلوب ہوا۔ اب چاہیے کہ سب کی کیفیت ملحوظ رکھے اور ایسی بات نہ کہے جو کسی ایک کے مناسب حال نہ ہو اور مطابقت نہ ہو سکے تو درجہ متوسط نکالے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو غالب اور مقصود کا لحاظ مقدم کرے پھر احوال سے مراد ہماری احوال غالب ہے جو معبرہ پر غالب اور اُسے محیط ہو اور اسکی صلاحیت اُس میں زائد ہو پس جبکہ ایک خواب کی تعبیر کئی صورتوں سے بن سکتی ہے ایک وہ تعبیر ہے جس سے تمام خواب بامعنی و مناسب ہو جاتے ہیں اور دوسرے طریقے بعض اجزاء مل کر مناسب ہوں تو اول ہی اول ہے اور ایسے ہی جس میں مناسبت احوال معبرہ زیادہ ہو دوسرے سے قوی ہے مگر سب ایک تعبیر بننا نہ ہوتا اور دوسرے میں مناسبت اجزاء خواب کامل ہوتی ہو تو وہ پہلی مقدم ہے اس لیے کہ لفظ بمعزل انص ہے اور حال صرف قرینہ پس قرینہ بمقابلہ صریح معتبر نہ ہو گا ایسے ہی تعبیر بعینہ دوسری تعبیر ذن سے قوی تر ہے اگر کوئی اور وجہ مانع نہ ہو پس مرد صلیح کے لیے اسلام حال غالب ہے اس کی تعبیر میں حسن آخرت و اتباع شریعت کا لحاظ ضرور ہے۔ اور کسی پیشہ ور۔ تاجر۔ ملازمت پیشہ کے لیے اسکی حالت معتبر ہوگی ایسی ہی زبان مستعملہ واقعہ حال ہے اہل ہند کے لیے محاورات عرب سے تعبیر کی ضرورت نہیں ہاں اگر خواب کسی علم و فن سے متعلق ہو تو وہ زبان معتبر ہوگی جس زبان میں اُسے علم سیکھا ہو یا جس زبان کو اس علم میں اصل جانتا ہو۔ تعبیرات کتاب و سنت اگرچہ قطعی ہیں مگر احوال کے لحاظ سے نہ مطلقا کسی مسلم پر اگر دوسرا حال غالب نہ ہو تو تعبیر مافوق اور وہ نہ تو استعارات کتاب و سنت اور وہ بھی نہ ملین تو اصطلاحات اکابر دین اور کچھ نمونہ تو اپنے ملک کے استعارے وغیرہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔ پھر حال دو ہیں ۱۔ وہ حال جواب موجود و طاری ہو۔ وہ حال جو تعبیر کے اعتبار سے معبرہ کے لیے مخصوص ہو۔ مثلاً کسی زائد شغل۔ کاسب نے انوار لطیفہ درود لکھ لکھ کر دیکھے تعبیر اسکی انوار قدس و ملائکہ ہے اور عامل ہوتا تو تعبیر جن فارواح مؤخر سے ہوتی اور ہیر نہ تا تو محفل جشن و سامان قیام ہوتی اور عالم کے لیے حل و قائل علمی و عام ہدایت و قبول تعبیر تھی (یہ تقریر ہے حال طاری کی) پھر اگر کوئی دیکھے کہ میں پادشاہ ہو گیا اور مجھے

یہ تعبیر ہے کہ
میں پادشاہ ہو گا
اور میں پادشاہ ہو گا
اور میں پادشاہ ہو گا

ہوے خوش شائع اور چٹھما سے شیریں جاری ہیں تو اب گو دیکھنے والا کچھ ہو مگر حد دل و دلیں ہر علت
حال مخصوصہ باعتبار تعبیر مراد ہوگا اور اگر یہ دیکھنے والا مرد عالم حقانی یا صوفی غانی ہو تا تو کہا جاتا
کہ خلیفہ حق مروج شریعت صاحب عدل و داد ہوگا اور اس کے فیوض ظاہری و باطنی سے
رعایا اشد وانی ہو جائے گی جہنم پر اس کے انصاف سے تازگی اور دونوں میں اس کے تعلیم
و تقدیس کی روشنی اتر کرے گی اور نظائر اس کے قرآن اور احادیث میں بکثرت ہیں شاہ مصر کے
سپے گاؤں لاغزوہ بہ و خوشتر و خوشک سے وہ امر جو باعتبار سلطنت عام تعلق رکھتا ہو شایان تھا
پس قوط و شادابی ہر ادلی گئی اور شمس و قمر و نجوم کے سمود سے باعتبار اس حالت کے جو حضرت
یوسفؑ سے خبر و خوش خلق و جوان کے سزاوار ہو مان باپ و برادر کی تعظیم سے تاویل کی آداب
معبر لازم ہے کہ علم وسیع ہو تاکہ تعبیر و ہمتا رہ کتاب و سنت و اصطلاحات فنون و احوال مشہورہ
و محاورات مستعملہ و امثال را چہ سے آگاہ ہو نہ حویر و عادات خلق جانتا ہو تاکہ انداز و صیغہ کر سکے
۵۲ متدین مستقل مزاج ہو کہ کسی خاص جانب میل نہ کرے نہ صنایع صادق القول ہو کہ اسکی
ہرکت صدق تعبیر میں اثر ہو نہ پھائے ۵ خیر خواہ ملق ہو کہ تاویل میں طوفان آسان و ترسم پرستی
کرے اور اعدا قلم سے امیر و ارادت رہے اور تاویل پر سے سائل کو بلا میں مدد اے
۵ سلیقہ و صیغہ و لکھ و نسخ و نظم و سیم ہو کہ طریق اجتہاد و اصول قیاس میں غلط کام کرے ۵
اپنی رائے اور اجتہاد پر مغرور ہو ۵ بحسب سنت رسول کریم اے ۵ ہے کہ بعد نماز فجر تعبیر
دیا کرے ۵ بوقت تعبیر مطمئن اور متوجہ اور انگشتاں باطن و فیضان غیب کا امیدوار رہے۔
متفرقات ۵ رات دن دو دن و قوت میں تعبیر جائز اور حضور سے قول ہے ۵ جمعہ نماز
خواب بیان کرنا سنت گناہ ہے ۵ خواب متوحش اور فحاک دیکھے تو ایسی باتیں جانب تین بار
تعو کے اور تین بار استعاذہ کرے اور کروٹ بدل لے تو یہ خواب ضرر نہ کرے گا (بخاری) ۵
مسلم میں ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور کسی سے بیان نہ کرے مسلم آپ نے خطبے میں فرمایا
لَا يَحْدِثُ أَحَدٌ كُفْرًا يَلْتَقِبُ الشَّيْطَانُ نِيَانًا كَرَّهَ كَوْنُ الشَّيْطَانِ كَمِيلٍ كَوْنُ
۵ اگر خواب محبوب اور مرغوب ہو تو دوست سے بیان کرے (مسلم) ۵ خواب نہ کے گروہوت
اور دانا سے ۵ تعبیر یہی ہے جو پہلے دی جائے پھر کچھ نہیں ہو سکتا (الزوہی) ۵ کَلِّ عَيْنِي
داہن ماجہ ۵ تعبیر و بیان خواب میں تسخیر مضحکہ نہ کرے نعمت نبوت اور ہر قسم کے انعام
ولایت و سلطنت و فضل و کمال و تندرستی و سعادت دنیا و دین آل یعقوب بنی اسرائیل

اس لیے کہ اسرائیل اپنے بندہ خدا لقب سے حضرت یعقوب کا پس نیت سے ذکر یوسف بہر منہ
اہتمام و اظہار تعظیم ہے امیرائے مسم کو تنظیاً مقدم کیا۔ ترجیحاً بخاری حضور نے فرمایا
الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ف ممکن ہے کہ یہ
جملہ جدید ہو اور مخاطب اس کے ہمارے حضور جیسا کہ اب قرآنی ہے کہ جابجا آپ کی طرف
خطاب ہوتا ہے جاتے ہیں لیکن اسے نبی کریم جس طرح یوسف محبوب یعقوب تھے آپ محبوب
قلوب ہیں وہ یعقوب کی اولاد میں منتخب تھے آپ جمع عباد میں مصطفیٰ انجمن خراب کی تمہیر سکھائی
آپ کو قرآن کی تفسیر بتائی جو اسمع انکم اسرار فی عرفان عطا ہوئی انجمن خواب میں سیر علویات ہوئی
یہاں بیدار کی تین ملک و ملکوت کی سیر جبروت کا تماشا و اطلاع کائنات ہوئی وہاں ملک مصر کا
خلافت عالم دن کے عاشقون میں جوش دہانگی بیان کمال فرزا نگہی یا کون و مکان سے بیگانگی
وہاں اتمام نعمت تمام آل اسرائیل پر بیان وہ سب بلکہ اور بہت کچھ دیکھ دیکھ مخصوص نبی جلیل برتیں
وہ تمام ایک طرف اور آپ تنہا ایک طرف شعربت فرق ہے بلکہ بالکل جدا + حبیب زینقا حبیب
خدا + پھر اسحاق کو باپ مجازاً کہا اس لیے کہ وہ علم بزرگوار تھے اور ابراہیم کو مقدم اس لیے کیا کہ
کہ چچا کا تعلق دادا کے ذریعے سے ہوتا ہے ف ممکن ہے کہ آل یعقوب سے برادران یوسف
مراد ہوں پس یہ سب کے سب نبی ورد ولی ضرور ہوں گے اور ممکن ہے کہ یوسف اور آل یوسف
مراد ہوں مگر لوگ یہ ہے کہ تمام بنی اسرائیل اس میں داخل رہیں بطور عموم مجاز۔

معنی

یعنی یوسف	لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَلُغُوتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّاعِلِينَ	اور برادران
یوسف	البتہ	نعمی

میں۔ پوچھنے والوں کے لیے معرفت حق کی پہچان نعمی سائل خواہ اہل کتاب ہیں جو آئیں
نبوت کا امتحان لیتے تھے یا طالہاں حق۔ جو اسے علم مراد ہیں کہ انجمن اس قصے کے عجائب
و غرائب میں غور و فکر کا اچھا موقع ملے گا ف قصوں سے عبرت و تجربہ و علم و نصیحت
کے فوائد کثیر حاصل ہو سکتے ہیں مگر جو یا ر مشغور ہونا چاہیے۔

اِذَا قَالُوا لِلْيُوسُفَ وَآخُوهُ احْبَبَ اِلَىٰ آبَيْنَا مِمَّا وُحِنُ عَصَبَةٍ اِنَّآ اَبَانَا

عزیز	حضرت یوسف کا غلبہ حضرت یعقوب	لَقَدْ جَاءَكَ رَبُّكَ بِحَقِّ الْوَعْدِ	کی بی بی نے سنا اور بھائیوں سے کہہ ڈالا وہ
کے	یوسف اور انکا بھائی بنیامین ہمارے	مگر ایسی ظاہر میں ہے	باپ کے نزدیک ہم سب سے زیادہ پیارا ہے

حالانکہ ہم ایک جماعت شہر ورہین بیشک ہمارا باپ بہک گیا ہے لیکن اس محبت میں خطا پر سے تمام قوت اور عظمت ہمارا انصرام دشمن کی مغلوبی اگر سے تو ہم سے ہیں ہم پر دوسری کو فوق دینا خلاف دانی ہے **ف** یہ قول بوجہ تو میں نہ تھا بلکہ غایت محبت میں جگر کٹنے لگے کہ باپ کو نہ مصالح پر نظر ہے نہ انجام سے غرض احتیاط و عقل کی راہ سے بچے ہوئے ہیں جیسا کہ وارد ہوا **حُبُّكَ الشَّيْءَ يَعْصِمُ وَيُصَلِّحُ** محبت کسی شی کی گونگا اور ہر اجنادیتی ہے چنانچہ آخر سورت میں لفظ ضلال اسی معنی کا شاہد ہے پس نہ گستاخی ہوئی نہ حسد بے محل۔ اگر بیشم الفضان دیکھا جائے اور آدمی اپنے دل پر خیال کرے تو اخوان یوسف کا یہ قول اور یوسف پر حسد زیادہ بے محل نہ تھا یہ دس بھائی اور سب کے سب لائق شہر و عیال تن بظاہر شفقت پر ہی کے زیادہ مستحق اور امید دار تھے مگر رحمت الہی نے جمال یوسفی کو فروغ دیا یہ انفعات واقیات کو بحسب حقیقت نہایت مناسب تھا اور ثابت من جانب اللہ مگر مٹھڑا ہرچن تحمل کمان سے لائے اور مخصوص بیٹا باپ کی بے رخی دیکھے اور خاموش رہے اور کیسا باپ جیسے ایمان لایا ہو جسے اپنا محبوب و ماوا بنا لیا ہو کینہت رشک نے مجبور اور ناگفتنی اور نا کردنی پر آمادہ کر دیا۔ اسباب تاریخ نے اولاد یعقوب کے نام یون گئیں بلن لیا نہت لیا ن زوج یعقوب سے ۱ روئل ۲ شمعون ۳ لاوی ۴ یوذا ۵ زبولون ۶ اشیر ۷ رزفہ ۸ روجہ یعقوب ۹ ملکہ نہ بچہ تھو کہ بلن سے ۱۰ دان ۱۱ نفتالی ۱۲ جادہ ۱۳ اشیر اور رحیل زوجہ یعقوب سے ۱۴ یوسف ۱۵ لہیا ۱۶

اقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهَ أَبِيكُمْ وَلَكِنَّوُا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ

قتل کردم یوسف کو پھینک دو ارض کسی زمین میں پھینک دو تمہارے باپ تمہاری آپ کی اور ہو جائے جو اس کے قوم یوسف کو مار ڈالو یا انہیں کسی زمین میں پھینک دو تمہارے باپ تمہیں پر قوجہ کرین گے پھر اس کے بعد قوم صالح ہو رہنا۔ کما مفسرین نے قتل کا مشورہ دینے والا اور توبہ کے بھروسے پر گناہ کی جرات دلانے والا شیطان تھا جو ان میں بصورت پیر مرد شریک ہو کر صلاح دیتا تھا **ف** یہی روایت دل میں اثر کرتی ہے اس لیے کہ آیت میں بھی اشارہ ہے کہ شیطان دشمن ہے ۱۰ فریب کہ گناہ کرو توبہ کر لینا شیطان کے سوا کسے معلوم ہے کہ کما صوفیہ نے کہ بعض وہ گناہ ہیں جو شیطان ہی کے اغوا سے ہوئے ہیں اور انہیں سے عظم و قتل ہے اس لیے کہ ان میں کوئی حظ نفس نہیں **سُئِلَ** اس امید پر گناہ کرنا کہ توبہ کر لین گے کمال شریعت ہے اور غالباً موجب حرمان و طغیان اس سے ظاہر ہے کہ کوئی عزم نہ تھا صرف تہ جبر پر گناہ کرتے تھے اور نہ حدود قتل و ایذا نہ تھی بلکہ باپ سے ملکر دینا چاہتے تھے اور کچھ ہوا ایسی تمہیل بحالت تہ دیکھو کہ حد تک نہیں پہنچتی

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَالْقَوْهِ فِي غَيْبَتِ الْحَبِّ يَلْقَاهُ

کما کہنے والے میں سے نہ مارو یوسف کو اور لاؤ اسے گڑھے میں کنوین کے اٹھایا اسے

اولین سے کسی **بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ** کہنے والے نے کہا

یوسف کو مارو زمین کسی کوئی راہی اگر ہو تم کرنے والے کوئین کے غار میں نکالو

کوئی جانے والا نکالے گا اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یہ کرو جامع یہ کہنے والا یوسف یا روبیل یا شمعون

تو انہم سے مفہوم ہوا کہ مشیر اول جس نے قتل کی راہ دی تھی اخوان یوسف سے نہ تھا۔

ان کہتم سے مفہوم ہوا کہ وہ بھی اسے اچھا نہ جانتے تھے مگر مجبور و مضطر تھے بدل مانتا تھا کہ باپ

کی بہ نگی پر صبر کریں اور نہ کوئی تدبیر تھی کہ اپنی طرف توجہ دلا میں پس اس حرکت کی جرات غیرت

عشق پیغمبر و پدر کمال عقیدت و خیر خواہی نے دلائی اگرچہ نافرمانی ہی سے ہو سراسر باہم شورہ کر کے

یوسف کے سامنے کھینے لگے وہ بھی بفر تھے دل لہریا بھائیوں سے کہا کیا تم چاہا گاہ میں یوسفین

کھیل لڑتے ہو۔ وہ بولے تم دیکھتے تو جانتے اب اور شوق بڑھا سب مل کر پدر بزرگوار کے

حضور میں گئے آپ نے پوچھا کیا کام ہے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمُرُنَا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ أَرْسِلْهُ

بولے اسے باپ ہمارا کیا ہے نگو نہیں امین جاؤ گے یوسف پر حالانکہ ہم ان کو بھی خیر خواہ ہیں بھیجے سے

مرض کی اسے پر **مَعْنَاغَةً اَيَّرْتَع وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفَظُونَ** مہربان کیا وہ ہے

کہ یوسف پر ہمارا ساتھ بھائیوں سے کہ تم سے اور کچھ اور ہم آگے قہبان ہیں اعتبار نہیں فرماتے

حالانکہ ہم ان کی اچھائی اچھاتے والے ہیں دگر بین جی گھبراتا ہے کاہلی و اضطراب کی بڑھتی ہے

کل ہمارے ساتھ کر دیجیے کھالیں اور کھیلین اور ہم ان کی پاسبانی کرنے والے ہیں

ف غلط بیانی کو تیسری خطا ہے مگر نظر انصاف یہ بھی ضمیر خطا سے دوم ہے۔

قَالَ لِي يَحْزَنُنِي اِنْ تَذَهَبُوا بِهِ وَآخَافُ اَنْ يَأْكُلَهَا الدَّيْبُ وَانْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ

کما کہنے لگا کہ میری غمناک کرتا ہے یہ کہ بھاؤں اسے اور ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اسے بھوکا ہو گا تم اس سے غافل ہو

آپ نے فرمایا دو وجہیں ہیں یہ کہ اگر کھا لیا جانے اور آنگھوں سے اوچل ہوتا ہے مفہوم و منظر کرتا ہے

۱۰ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم سیر تماشے یا خورد و خواب میں پیغمبر بھائیوں یوسف کو گرگ کھاے ف غافل ہو گا نہ اچھا ہے

قَالُوا لَنْ آكُلَهُ الدَّيْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا خُسْرُوهُ

بولے اگر کھا گیا اسے بھینٹا او ہم زبردست کردہ ہیں تو ہم اب قوت پائے والے ہوں

یوسف کو بھائیوں نے قتل کرنے کی راہ دی تھی

۱۰

اخوان یوسف ہوئے اگر ہمارے بھائی کو بھیڑیا کھا لے اور ہم ایسے پہلوان شیر شکار پیل شکن ہیں تو ہم کو بڑا کھانا ہوا ایسے بھر ہمارے مردی و شہزوری کیا کام آئے گی۔ اس جملے سے نے الجملہ یعقوب کا دل قوی ہونے کا دھم نہ اٹھالیں ان کا نام ہوا ف باقون پر اعتبار کر لینا بھی نیکون کی نشانی ہے

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجَهُ عَوَّاَنَ يَجْعَلُوهُ فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ ج

پس جب لے گئے یوسف کو اصرار ہوئے ہر کہ ڈالیں اسے

عالمین کے

پھر جب یوسف کو لے گئے اور عزم مصمم کر لیا کہ اون کو کوئین کی تہ میں ڈال دیں کبیر اسکا جواب معذرت ہے یعنی پس ڈال دیا ف بوجہ کمال قبیح فعل کنائے پر کفایت کی گئی ف مورخین نے بیان بت کچھ لکھا ہے مگر ہم کون جو باپ اور بھائیوں کے بیچ میں کو دین نہ قرآن شاہد نہ خبر صحیح سے ثابت نہ قیاس موافق اس لیے کہ جب وہ قتل سے انکار کر چکے تھے تو وسط چاہ سے رتی نیون کا ملہ دیتے ہیں کہ بعض نے کہا۔ اور جب اونھیں صرف کھانا منظور تھا جیسا کہ تہ ان شاہد ہے اور اس روایت سے مفہوم ہے کہ یوسف روز کھانا پونچھا تاخیر لاتا تو مظالم بجا کی کیا ضرورت تھی اور اگر یہ اپنے زعم میں زندہ نہ جانتے تو قفص نہ کرتے اور بیچنے کا موقع نہ ملتا۔ البتہ یہ فعل ایک ایسا امر ہے جسکا جواب یہ ہے کہ اللہ نے عفو کیا باپ اور بھائی نے جو مدعی تھے درگور کی کہا بعض مفسرین نے یہ تمام حرکتیں نبوت سے پہلے ہوئیں جب سے انھیں دولت نبوت ملی پھر کوئی امر نہیں کیا ابوسعود یہ کنوان دولت سرا یعقوب سے تین فرسخ دور تھا مدائن یا بیت المقدس کی روایت قرین قیاس نہیں اس لیے کہ صبح کو جانا اور شام کو واپس آنا منزلوں کی راہ میں نہیں چھو سکتا۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَتِّهَنَّهُمْ بِأَمْرِ رَبِّهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

اور وحی کی پہنچے یوسف کے کہ لے کر انھیں ہم انکو اس کام سے خبردار کر دیں گے ایسی حالت میں کہ وہ

ہم نے یوسف بدوحی کی کہ گھبراؤ نہیں ہم انکو اس کام سے خبردار کر دیں گے ایسی حالت میں کہ وہ نہ جانتے ہوں گے ف اس میں اشارہ ہے کہ صرف ان خطاؤں پر تنبیہ ہوگی نہ سزا آخر سورت میں اس کی تفصیل آئے گی، ابوسعود جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں پھینکے گئے انکے لیے پیراہن بخشی آیا تھا پیراہن تبرکات کے ساتھ حضرت یعقوب کو ملا آپ نے گلوے یوسف میں تعویذ کی طرح انگادیا۔ بھائیوں نے کوئین میں ڈالتے وقت پیراہن نکال لیا تھا کہ اُسے خون آلودہ کر کے باپ کو دکھائیں آپ پر ہنہ ہو گئے تھے جب اول امین آئے آلودہ پیراہن ابراہیمی کھول کر بنایا اور مراتب عالی کی بشارتیں سنائیں اور یہ کہ آپ کے بھائی مجبور و مطیع ہو کر آئیں گے روایات حضرت

یوسف نے تو ملائکہ نے عرض کی اسے رہ کر یہ صبی و دعا کی بنی کی صدا آرہی ہے ارشاد ہوا یہ یوسف بن یعقوب کا گریہ سے فرشتے بقرار ہوئے فرمایا کہ لطف دوست سبحان می کند کہ بہ باشد۔ جب کنوئین میں پھینکے گئے ارشاد ہوا اسے جبریل ہمارے یوسف کو جو جبریل سداۃ المستنیر سے لپکے اور یوسف کو زمین پر گر نہ سے پہلے پرویز لیا اور ایک پتھر پر بٹھلایا۔ کیزے کاوڑے جو کنوئین میں تھے کہنے لگے آج اللہ کا پیغمبر بیان آیا ہے خبردار جنبش نہ کرو جب تک آپ کو یونین بن رہے ہوں خود تھے

وَجَاءَ قَائِلُهُمْ عِشَاءً تَتْبَكُونَ هَٰذَا قَالُوا يَا بَنَاتَنَا آتٰهُنَّ بَنَاتُنَّ تَتَّبِقُونَ وَتَرَكْنَ

اور آئے اپنے باپ پاس کے وقت کے یوسف کو جو یوسف کے کہ یوسف درویش اور چھوڑا ہم نے

يُوسُفَ عِنْدَ مَتْلَعِ قَائِلِهِ الَّذِي بَعَثَ مَعَهُ مَثَلًا لِّمَا أَتٰهُنَّ بَنَاتُنَّ تَتَّبِقُونَ وَتَرَكْنَ

یوسف کو باپ کے پاس پر باپ کے ہیں کہنا اور بھیجے گئے اور نہیں تھیں کہ یوسف ہمارا اگرچہ ہوں ہم سے

تسبق استباق سے ہے چند آدمی یا گھوڑے دوڑیں اور ایک دوسرے پہ بڑھ جانا چاہے تو یہ استباق۔ یہ حدیث میں وارد ہوا کہ شرط گھوڑے اور تیر اندازی میں جائز ہے یعنی کھڑے مثلاً زید اگر بڑھ گیا تو قدرت پر بائے گا ورنہ کچھ نہیں اگرچہ ایسا انعام ہر کام میں جائز ہے مگر غرض یہ ہر کام میں نہ رہا اگر نہیں درغیب کے ہیں ایسے ہی دوسرے امور بھی جو منفعت میں ان کے مثل ہیں بیعت نشانی اندازی۔ پیادہ دوڑنا تحصیل سلم وغیرہ حاصل اور رات کو باپ کے پاس روئے ہوئے آئے اور کہنے لگے اب باپ ہم آپس میں دوڑتے تھے اور یوسف کو اپنے اسباب سے پاس چھوڑ دیا ناگاہ بھیجے آیا اور انہیں کھا گیا اور آپ تو ہماری بات کا اعتبار ہی نہ کرینگے اگرچہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں۔

وَجَاءَ وَاعْلَىٰ قَوْمِيصِهِ يَدْمُ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْ أَدْفَضْتُمْ

اور لائے ہر بھن پر یوسف کے خون چھڑا کہ یوسف نے بھڑا ہوا تھا تو تمہاری جانوں نے بیکار پس صبر

اور لائے کرتا یوسف جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ کا جموں کے خون سے آلودہ یعنی کسی جانور کا اچھا ہے اور امد مدد مانگا گیا ہے اُس پر کہ تم بیان کرتے ہو خون چھڑک کر وہ کرتا جو کنوئین میں ڈالنے وقت اُتار لیا تھا لائے کہ یعقوب کو یقین ہو۔ کہا یعقوب نے کچھ نہیں بلکہ تمہارے دون نے یہ بات گزرتی ہے پس صبر کرنا اچھا ہے اس قول پر کہ تم بیان کرتے ہو یعنی جزع و فزع یا سبب قتل بے سود ہے بہت زور ہے جو رضا سے معبود ہے تمہاری ہر بات کو مدد کراش دے دلیل ہے مگر صبر جیل ہے اور جو تم کہتے ہو اُس پر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے کہ توفیق

یوسف

صبر سے یا وہ بلا دفع کرے عزالش حضرت یعقوب وہ پیراہن خون آلود و لیکر بیہوش ہو گئے
جب کچھ افاقہ ہوا خوب روئے اور کہا کیا بردبار گرگ تھا کہ یوسف کو کھائے اور پیراہن کا تار بھی نہ ٹوٹے
پھر فرمایا وہ گرگ ظالم کمان ہے حاطر کو بھائی گئے اور ایک بھیڑیا بیکڑ لائے آپ نے فرمایا اسے کھیلو
وہ حیوان نہایت تذلل و انکسار سے اللہ کے پیغمبر کے سامنے حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے گرگ تو نے
میرے پارہ بگر کو کھایا ہے بھیڑیا بھگم خدا سے پاک گویا مولا اور عرض کی یا نبی اللہ یہ خطا مجھ سے
نہیں ہوئی انبیاء علیہم السلام کے اسامی شریفہ ہم پر ممنوع ہیں ہماری یہ مجال کہ ساطی کر سلین ہیں
مظلوم ہوں مجھ پر تمت لگائی گئی ہے میرا وطن مصر ہے فرمایا مجھے یہاں کون لایا عرض کی بعض ارباب
کی ملاقات کو آیا تھا اسوقت آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ بات دل سے گزری ہے یوسف کہ گرگ سے
کیا تعلق ہے حضرت یوسف اور حضرت یعقوب میں باہمی مفاہمت کے وجود بہت مذکور ہیں احتیاطاً
ترک کیے گئے اس لیے کہ اللہ والوں کے مصائب انتقام کے لیے نہیں بلکہ انعام
کے لیے ہیں اور ممکن ہے کہ یہ تعلق قلب یعقوب و جمال الفریب یوسف غیرت الہی کو جو شش میں
لایا ہو عشق بلا زاد حسن خدا داد نے یہ کرشمہ دکھایا ہو ف عذر خطا ہے سو گویا غلط بیانی
اور فریب ہو مگر یہ بھی تتمہ و اثر خطا ہے دوم سے بعد فسل اس کا اذعان کرتے تو کیا کرتے

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَبُشْرَىٰ هَذَا

اور آئی جماعت سافروں کی تو بھیجا پیچھے کو اپنے دل والا ڈال آیا بکارا حو فخری ہو یہ

عَلَّمَ وَأَرْسَلَهُ بِضَاعَةٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ

لڑکا ہے اور بھیجا اسے مال کی طرح اور اعلیٰ دار میں لے کر گئے تھے وہ

تین دن بعد ایک قافلہ اُدھر سے نکلا اور اپنے خادم اب کش کو بھیجا اسے کوئین میں ڈول ڈالا
حضرت یوسف اسے پکڑ کر باہر آگے وہ چاند سی صورت، جلو کرینا مانتے کئے لگا خوشنمائی ہی
یہ لڑکا ہے۔ پھر یوسف کو مالک قافلہ نے جس کا نام مالک بن وغر تھا متاع بیش قیمت کی طرح
منحی کر دیا کہ مہار کوئی مدعی اُٹھ کھڑا ہو معلوم یہ دار و یوسف کو کوئین میں کھانا پر ہونچایا کرتا
جب کھون خانی پایا اور قافلہ اُترا ہوا دیکھا جستجو کی معلوم ہوا کہ یوسف مالک کے پاس ہیں سب
مکر مدعی ہوئے کہ اے مالک یہ ہمارا غلام بھاگا ہوا ہے آخر کار قافلہ والوں نے خرید لیا ف
حر کا بیچنا گو گناہ ہے مگر وہ وجہوں سے ہوا یہ کہ جب مالک بدوین استحقاق قبضہ کیے لیتا تھا انہوں نے
بطور ترک تعرض اگر کچھ مال لے لیا تو اپنے فہم میں نہ یاد توئی نہیں کی مگر اظہار اس امر کا کہ یہ ہمارے غلام ہیں

سلسلہ آثار
کے لیے جاننے کے لیے
میں ضرور ہوا
سلسلہ نوشت
کا مجموعہ
میں جو کتب خانہ
میں ہے

اس لیے تھا کہ مالک مطمئن ہو کر آپ کو فروخت کر ڈالے اور پھر کبھی بیان داپس نہ آنے
پائیں ہیں یہ بھی اثر خطا سے دوم سے ہے۔

وَشَرَفُكُمْ مِّنْ مَّيْثَمٍ دَرَاهِمٍ مَّعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

اور جزا ہے چند کھوٹے درہمیں سے اور مئی یوسف کے باب میں بزار
بیٹے چند کھوٹے درہمیں کے عوض مالک بن و غرنے یوسف کو خرید لیا اور یہ بیٹھنے والے تو
یوسف سے بزار ہی تھے انکا کنگان سے چلے جانا غنیمت اور جو طامفت سمجھے بخت حضرت
یوسف پر ملکیت کا اطلاق کیسا ہے جواب زبان سے باتباع ظاہر قرآن کہنا منوع نہیں اور
مملوک جانا تو میں ہے تفصیل یہ ہے کہ ایک بار آپ کو پھوپھی نے غلام بنایا اس طرح کہ مان کے
انتقال کے بعد پھوپھی انھیں پالیتی تھیں جب یعقوبؑ نے چاہا کہ اپنے ہی پاس رکھیں ایک دم
آنکھوں سے او جہل نہوں پھوپھی کو جدائی کی تاب نہ تھی ایک مکر بند پوشیدہ زیر لباس کر دیا او بعد
خصت غل بنایا کہ وہ مکر بند کون لے گیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے انکے پیراہن کے تلے سے نکال شریعت
یعقوبؑ میں پور کو غلام بنا لیتے تھے یوسفؑ کو پھوپھی نے گنہیں دوسرے بار بھائیوں نے بیجا
تسمیر مرتبہ مالک بن و غرنے مصر میں عزیز کے ہاتھ بیجا مگر یہ تینوں امر آپ کی آزادی میں فرق
نہیں ڈال سکتے اس لیے کہ آپ دجور تھے نہ حقیقت میں غلام بنے اور نہ بھائیوں کا کوئی حق تھا
مذبح خراج برکتیں اور ہوتی بھی تو باپ کے ہوتے ہوئے کون مجاز تھا۔ پس یہ بھی معاملہ ہے اثر ہوا
اور مالک بیچارہ جب خود ہی مالک نہ تھا تو مالک بنانا کیسا البتہ قرآن میں (شرام کا کلمہ خواہ انکے
ذمہ و عرت کے اعتبار سے وارد ہوا خواہ کنا یہ ہے مبارکہ و ترک خصوصیت سے پس اس پر نائے علم
نہیں ہوتی مسئلہ بیع خرفا جائع ہے اب بھی اور پہلے بھی ورنہ برادران یوسف یوسف کو
غلام نہ کہتے احمدی بخش سے مراد شن حرام ہے یعنی وہ مال جو بیع ناجائز اور مبادلہ حرام میں حاصل
کیا جائے اور یہ معاملہ باطل محض تھا معدودہ گئے ہوئے یعنی قلیل معاملہ کسا ابن سعود
نے بیڑ درم تھے۔ کسا مجاہد نے ہائیں تھے۔ کسا مکرہ نے چالیس تھے فیہ یعنی امر یوسف میں
وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ لَّوْزٍ لِّمَرَاتِهِ أَكْرَمِيْ مَثْوًى لِّهٖ ۝

اور کسا جس نے خریدا ہے سو سے اپنی عدت سے بزرگ کر غلام لاکھا گیا
اَنْ يَّفْعَلَنَّا اَوْتَ لَخْدُكَ وَلَكَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ ۝
کہ وہ بیع دس سو لایا جائیں ہم سے لاکھا اور ایسا ہی مہین دی عجب یوسف کو زمین میں

و انفع مستحق کہ آئے غریب میں ایک طویل قصے کی طرف اشارہ ہے جسے اہل تاریخ نے لکھا اور وہ
 ذکر نسب و تشریح و بیجا ہے چونکہ یہ قصہ عموماً مشہور ہے اور نفس قرآن سے دیاں قلوب نہیں
 رکھتا مختصر کر دیا گیا۔ ذیل آئے ایک شہزادی جو حسن و جمال میں اپنا نظیر نہ کہتی تھی عالم خواہد میں
 شیفتہ جمال یوسفی ہوئی اسے خواب میں معلوم ہوا تھا کہ اُس کا محبوب عزیز مصر ہے چونکہ اس خواب
 نے دلچسپا کو بے خود و خواب کر دیا تھا اُس کے باپ نے عزیز مصر سے جس کا نام قطیف یا طغیر تھا یا کہا
 جب سامنا ہو گا ان یوسف کہان قطیف عجب یاس و سرت طاری تھی کہ طیب سے کسی نے کہا دلچسپا
 گھر انھیں میں سے کامیابی ہو گی خواہ ذیلچا کے اندرونی دعا کا اثر یا جلال و عظمت یوسف کا سحر و سحر
 یا یہ کہ پہلے ہی سے قطیف ایسا ہو ہر حال ذیلچا کے دامن عصمت سے اُس کا دست ہوس کو نہ رہتا
 ذیلچا رات دن تصور میں بیقرار اور وعدہ طیب کی امید دار تھی کہ اُس کے اندرونی جذبات اور دلی
 کششوں نے یوسف کو کفان سے مصر میں بلایا اس غلامی پونچھا یا ہر شخص مال کیا جان سے غریب
 تھا مگر ذیلچا کی خواہش نگارسی میں اور ہی بات تھی عزیز نے ذیلچا کی ترغیب اور مالی تائید سے
 یوسف کو خرید اور سر امیر مخدوم دیکھتے دیکھتے چنانچہ ارشاد ہوا اور کہا جس نے یوسف کو مصر سے خرید
 لیے قطیف نے اپنی اپنی بی بی لیے ذیلچا سے تو یوسف کی بزرگداشت کر خادم و مملوک نہ سمجھا
 اسید ہے کہ ہم اسے بیچ کر بڑا فائدہ پائیں یا اس کی کمال دانشمندی و ہوشیاری سے سزا چاہیں
 امور و زرات میں نفع حاصل کریں اور ممکن ہے کہ بیٹا بنائیں ہم نے اسی طرح بندہ پروردگار سے یوسف کو
 زمین میں اقتدار و اختیار عطا کیا غلامی و بیکی کے بعد مالک مصر و بادشاہ بنا دیا

وَلَنُعَلِّمَهُ مِمَّا نَافِلًا ۖ لَّا حَدِيثٌ ۚ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ اَمْرِهِ ۚ وَلَٰكِن اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

اور اُن کو ہم سکھائیں گے اُسے سے نافرمانی اور اللہ غالب ہے اُس کے امر پر مگر اکثر آدمی نہیں جانتے
 ہا کہ ہم یوسف کو سخن فہمی سکھائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادوں کے پورا کرنے پر غالب ہے مگر
 اکثر آدمی نہیں جانتے تاویل مراد سخن فہمی یا خلافت ظاہر معنی قرار دینا کسی دلیل یا قرینے
 سے یا تعبیر خواب احادیث جمع حدیث۔ کہا مفسرین نے کہ مراد خواب ہے مگر ہم کسی
 عالم کو خاص میں مفسر نہیں کر سکتے پس بیان خواب و تفسیر کتاب و حسن تقریر و متانت جواب سب
 داخل ہیں صفت اس میں اشارہ ہے کہ یوسف کو نہایت و ولوں عنایت ہوں گی تاہم یہ کہ ضروریات
 نورت سے دین کی بات سمجھنا ہے اور شروط سلطنت سے انتظام و معاملات کی بات سمجھنا ہے چونکہ
 آپ پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی فرمایا ہم نے انھیں زمین پر متمکن اور با توہین محمد عار کیا تاہم یہ کہ ضروریات

یوسف کو
 کفان سے
 مصر میں
 بلایا
 اس غلامی
 پونچھا
 یا ہر شخص
 مال کیا
 جان سے
 غریب
 تھا

خاموش رہیں گے۔ عہد مکرمل میں کثرت کا رد و توفیق الہی پر نگاہ جب صدرِ ظہیرین دونوں داخل ہو
خلوت خانہ طلی اور انہیں مروجہ ریحان اضطراب عاشق بقرہ ہوا زلیخا نے بعد تمام جستجو و کاغذ
آوردہ بھی خوف دلا یا کہ آج کا انکار پیغام اجل ہے عشق خود کام عاشق کو ہلاک کر کے محبوب کو
متعمد یا غور کر آئے گا جان پرہیز جاے گی اگر کام نہ بن آئے گا مضربِ یوسف ہے آغوش و ہلکے
بکمال ثبات و حکمت فرمانے لگے اسے زلیخا اللہ کا ذکر اور عزیز سے حسن و مرل کا گھر یہ خیانت کیونکر
ہو سکے **ف** انکارِ رحمت نہ کیا کہ ہلاک نہ ہو جائے منع بھی نہ فرمایا کہ ضد نہ بڑھے الزام نہ دیا کہ غصے
میں تنہا نہ رہے بلکہ پہنچے اوپر رکھ کر ایک مثال میں بھلا دیا کہ جب مجھے اس قدر محظوظ ہے تو وجہ کو
بائیں خصوصیت کیسی کچھ رعایت لازم نہ ہوگی پھر عموماً کہا کہ ظالم پھٹکا رانہیں پاتے **ف** ناصح کو
غصہ دلائے وہ فائدہ نہیں ہوتا جو مثال اور شیرین زبانی سے جو تاسہ سے ملا حقوقِ نعمت و
رعایت احسان قابلِ محظوظ ہیں ورنہ آپ اسے عملِ تعلیل میں پیش کرتے۔

وَلَقَدْ هَمَمْتُ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ لَمْ يَصْرَفْ عَنْهُ الشَّيْطَانُ

اور ہمیں ہمت کیا عورت اور وہاں بھی عہدہ اگر نہ ہو کہ لیا دلیل رب کی اپنے ایسا ہی دیکھا یا کہ بھینچا اس سے بڑا
اور عہدہ عورت نے **وَالْفَحْشَاءُ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْخَالَصِينَ** اور بچیاں بیشک وہ ہمارے خدا کا خاص ہے اگر اپنے رب کی دلیل

نہ دیکھ لیتا ایسے ہی دہم بچا لیتے ہیں تاکہ بھیر دین اس سے برائی اور بچیاں بیشک وہ ہمارے
خالص بندوں سے تھا۔ مفسرین بیان مراد و شرح واقعات میں مضطرب ہیں اور قرآن غیر مصرح
نہ دیا کہ تردید کھڑے ہم سے ہے کہا بعض نے کہ مراد عزم سے قصد مصمم و میلان دل ہے مگر اللہ
نے بچا لیا اور وجہ استدلال یہ ہیں **اول** قرینہ عطف جبکہ عورت کا عزم عزمِ سورمان لیا
گیا قرآن کے بعد دلی عزم کو بھی جو اس پر عطف ہے ایسا ہی سمجھنا چاہیے جو اس جملہ کا
عطف جملہ پر کسی استناد کو لازم نہیں کرتا قرآن میں ایسے مغائرت بکثرت وارد ہے و مسکوا
و **م** اللہ ان مکر قبیح قوم کفار اور کمان مکر محمود حضرت تمہارے علاوہ برین زلیخا کی طرف
قرینہ تعشق و عدم ایمان اور ادبِ اقتضا سے نبوت و حکم عصمت و نفوذِ تقویٰ۔ بہین تغارت رواں
کجا بست تہا کجا۔ دوم کلمہ سور جو دلیل ہے قصد حرام پر اور لفظ فحش جو تصویر ہے ہیئت شرناک
کی اور احسانِ بصرت سور۔ جو چاہتا ہے کسی غلطی اور خطا کو یہ قرائن ہیں کہ مراد عزم سے عزم
منہج ہو جو اب سور و فحش و بطور یہ ہے کہ با اختیار و تعمد ارتکاب کرے یا ایسا عزم

مصحف کرے یہ بیشک موجب اخذ و الزام ہے لہٰذا کہ مقتضائے طبع جسکا خمیر ہی غیر خمر و نون سے
 مادہ خمر وانی جو مش مارے اور قوائے حیوانی حرکت میں آئے جیسے بھوک میں ضعف پیاس میں
 خشکی لب - خوف میں تغیر رنگ - غلبہ خواب میں تیغبری اسپر کوئی مواخذہ نہیں جیسا کہ خود
 حضور سے مروی ہے کہ فرمایا یا اللہ میری تقسیم ہے ازواج میں اور میرے دل کی توجہ پر جو
 عائشہ صدیقہ کی طرف زائد ہے مواخذہ نکر - اور یہ سمجھ لینا کہ انبیاء ایسے آلائشوں سے ہری ہیں
 نہ صرف غلط فہمی ہے بلکہ اُنکے علوے شان میں نقص آتا ہے اس لیے کہ عصمت حجو و شہر و ملک
 موجب کرامت نہیں آدمی انصاف و متضاد قوتوں کے جمع کرنے سے کریم و مقرب ہوا مولانا
 شہوت دنیا مغال کلن مست + ہم ازان حمام تقویٰ روشن ست مسئلہ انبیاء علیہم السلام
 میں وہ تمام قوتیں اور خواہشیں جو انسانوں میں ہیں موجود ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمان بروری
 سے توفیق الہی - وکے ٹکے ہیں اور اسی روکنے کا نام عصمت ہے - اور اسی کی تعلیم کے لیے
 ارشاد ہوا کہ اے نبی کریم آپ معاذ میں بے دین و خدام سراپا یقین سے کہہ دیجیے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ
 مِمَّنْ لَّكُمْ مِنْ تَمِّ سَا اَدَمِ ہُوَ اَبُو اَبِي اَحْمَدِ اَلْحَمْدُ لَہٗ وَاُتٰی ہُوَ اور فرمایا وَوَجَدَ لَہٗ صَاحِبًا
 فَهَدٰی ہِمَّ لَہٗ مِّنْ ہِمِّ بَنِي اَدَمَ ہُوَ اَبُو اَبِي اَحْمَدِ اَلْحَمْدُ لَہٗ وَاُتٰی ہُوَ اور فرمایا وَوَجَدَ لَہٗ صَاحِبًا
 وَنَحَاہُ اور بچا لیا ورنہ فعل ضلال تو آپ سے کسی وقت اور کسی طور پر ہوا ہی نہیں مَّا ضَلَّ
 صَاحِبُکُمْ مَّا ضَلَّہٗی تھامے پیغمبر نہ کبھی بکے - بھٹکے یعنی مخالفت و گناہ تو آپ
 سے نہیں ہوا مگر جو قوت ہٹ جانے کی آپ میں تھی اُسکے ذریعے آپ کو بچا لیا اور اسے
 ہی فرمایا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ عفو فرمائے - یعنی جو کچھ ترک اگلے یا سود و زلت
 یا قصور حق عبودیت آپ سے ہوا اُسے عفو فرمایا پس یہ سور و خشت و صرف سور بھی اسی قسم کا
 تھا نہ کوئی الزام ہے نہ مواخذہ اور کیونکر مان لیا جائے کہ عزم نبی معصوم و پیغمبر صدیق مثل عزم
 نفس پرستان حق فراموش کے ہو جائے لاعول و ناتوہ سوم (روایات) جیسا کہ منقول ہے
 ابن عباس سے کہ دونوں بے پردہ متصل ہو گئے اور مرد مقام خائنین پر بیٹھا اور کپڑا اور میان
 میں نہ تھا اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ عورت نے مرد کا ارادہ اور مرد نے عورت کا قصد
 کیا اور ایسے ہی بہت کچھ اسرار و ایالات سے مشہور ہے جو اب وہ دونوں روایتیں اس سے
 قبول و صحت تک نہیں پہنچ سکتیں کہ عصمت نفس انبیاء کے معارض ہو سکیں اور تاویلات
 حدیث کہ جو مسلم میں نظر انداز کیں - یہی اسرار و ایالات کے گہرے پھلا اُنکے ہر جہت و زبان سے

و حیات نفس کا مدار جو بہاری نظر انکی غلطی پر پڑی۔ اسی اسی آگہین کو کہہ سکتے ہیں وہاں تک
ہوں اور کہا بعض نے کہ مراد ہم سے عزم قتل ہے۔ میں حضرت یوسفؑ نے ارادہ کر لیا کہ اگر عورت
باز آئے تو اسے قتل کر کے اپنے بچا بچہ رکوں گا یہ پہلے سے ارادہ کر رہا تھا وہ دوسرے اس سے کہ نہ تا
حق اللہ ہے اور قتل حق اللہ اور قتل بھی کس کا وہ یہ قیمت اپنی ندرائی کا شان نبوت کتب یہ
بے رحمی اور بے محبتی ردوار کہہ سکتی تھی کیا سو اسے قتل کے دوسری تدبیر نہ سوچتی تھی اور
علاوہ محبت انتقام اور انتقام بھی مل نہ سکتا تھا کون تھا کہ صفائی کرتا اور عزیز کے ہاتھ سے
بچاتا پھرتے بڑے غصے میں پڑ جاتا کمال حکمت انبیاء کے لائق نہیں حالانکہ اتمام مضر ہے
مقتضائے منصب نبوت کے جسکی بنا حسن اعتقاد و رجوع خلاف و حسن اخلاق پر ہے پس
ایسی کیز و تادیل کیوں مٹی جائے اب ہم کہتے ہیں کہ معنی ہم میں اہل تحقیق کے دو قول ہیں
یہ کہ دونوں سے عزم و قصد پایا گیا مگر عورت کی طرف سے فعل مطلوب و محبوب تھا اور مرد کی طرف
سے میل طبع و عزم فعل منقود جو بچہ تھا وہ اثر اخبریت و مقتضائے رجولیت سے صورت و اضطراب
نور و احتساب کے ساتھ یہ کہی الزام کے قابل نہیں۔ اور وجہ اسکے وہی تمام دلائل مذکورہ
و قرائن موجودہ ہیں کہ عورت نے چاہا اور مرد بھی چاہتا اگر قویق اتنی وہمیت تو اسی پیش نظر
نہوئے مگر بحفظ عصمت نبوت و کمال معرفت و لحاظ حضور حق نہ چاہا اور توجہ نہ کی۔ اس طو پر
ہم جزلہ مقدم ہے اور بوجہ نفی اول فتنی۔ یہ معنی ہمیت کے موافق اور تمام تکلفات
اور محذورات سے بری ہیں تنبیہ حدیث میں وارد ہوا کہ جو شخص کسی حسین عورت کے
جاں میں پھنس کر حضرت یوسفؑ کی طرح محفوظ رہے اُسے حشر میں ڈیر سایا عرش جگہ ملیگی
اس سے بچھا گیا کہ آپ کی پاکدامنی غایت درجہ کی تھی حالانکہ دوسری حدیث میں ایک طویل قصہ
کے ساتھ فرمایا کہ اگلے لوگوں میں ایک جوان تھا اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق و فریفتہ سوال وصال
کے میں اکیسویں دینار کی زائش جوئی مرد ایک سال تک روپیہ جمع کرتا رہا اور بعد فراہمی متاع
وصال کی خبریاری کی اور خلوت سے بے اختیار نصیب ہوئی کمال شوق و شغف میں آرزو کی آگ
بکھانے پر تھا کہ لڑکی بولی اسے جوان خدا سے ڈر اور ناحق دست نہ دانی مگر جوان باوجود
اس نے مانی اور کامیابی کے اللہ کا نام سننے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور دلی ارمانوں کی طرح
مال بھی چھوڑا۔ بظاہر و ماجہ کچھ وجہ نہایت تعجب خیز ہے یہاں عشق و ہاں تنفر بیان میں
و ہاں خوف بیان آرزو و دیرین و ہاں انکار قدیم۔ مگر نہیں حضرت یوسفؑ صدیق کی

ادری شان سچو جاننے والے ہاتھ ہیں کہ اس جرم بلا اور اجتماع ضدین میں ہر حکمت بنوت و استقلال رسالت ایسی برسات اور تمام مخلوق سے بچاؤ دوسرے سے ممکن ہی نہ تھا۔
 سنیے پہلے تو آپ کو زینسا کی ہجرا ہی گراں تھی مگر اطاعت میں صرف مظنہ فساد اور ہذا میں
 ولید نعمت کی مخالفت جو عصیان قیمتی ہے ہجور سی بمقتدی گلارہ کی مگر خلوت ہفتی میں در بند
 اور خانہ خالی پایا جد مو کھیا عجیب نقشہ نظر آیا عاشق معشوق عالم تصویر میں ہم آغوش خراب
 بخود ہی وقف نوحا تو شمع کن نہ تھا کہ یہ کیفیت اعتدال طبع و فکیر تقویٰ کو غلام رہنے دیتی
 مگر یہ دیکھی تو نبوی اور ہر زلیخا حقون کی عزت والہا سے مایوس جان سے بیزار حمایت بچیں
 میں غم مرنے بد تیار۔ اور ہر ذرا آنکھ اُٹھنے میں غیر نبوت حیا سے خدا مد نظر نفس شہیر کو موقع
 طمانے کا خوف۔ خیال کیا گیا کہ ادب نے تم تو جی میں عاشق دلی دادہ کا ہر کام ہی تمام ہوتا ہے
 اتمام و انتقام لازم آئے گا۔ اور زیادہ اندوس یہ ہے کہ نبی کی فریفتہ جان مال سے خاد مبلکہ محنت
 اس روحانی اور مایوسی سے جان دی۔ دنیا کی سبب آخرت کا دائمی عذاب۔ یہ سوئے ہر اور
 ترک مردت کسی سے ہو تو ہو علوے شان نبوت کی شایان نہ تھی کیونکہ تہ ہر احسن اس
 بتلکے سے اُسے نہ بچائیں اور آپ کو فوری انتقام اور نہ فتنے والے اتمام سے محفوظ رکھیں
 پس استقلال و تدبیر سے دلچا کو امیدیں دلائیں خاموش کیا جب ملاطفت محبوب و امید و صل
 بے مایوسی دور کی کامیابی کی تمنائیں بڑھیں عقل و منیر عود کر آلی لطف وصل جانان اُٹھانے
 کے لیے جان بھی عزیز ہوئی محبوب کی دجوبی کرنے لگی کہ مبادا ہجر و حشت پیدا ہو بنا کام گویا
 بادل گھران دھان امید دار خاموش کمر شہ لطف مزید پر نظر جوش جنون و سودا سے
 خون اب کہاں حال فوج دگر ہو آپ سمجھ گئے کہ زلیخا امید دار ہو چکی ہے دفعہ جان نہیں دے
 سکتے مہرے گزرنے اور منانے میں سعی کرے گی بات ٹل جائے گی امید و یاس میں صورت
 نجات نکل آئے گی ہسم و شد کر کے اُٹھے اور بھاگے اس میں شک نہیں کہ یہ تدبیر کمال عقل
 غایت حکمت بلکہ اعجاز نبوت سے تھی کہ زلیخا بھی سلامت بچے۔ آپ بھی پاک دامن رہے۔
 کسی کو اسکی خبر بھی نہ ہوتی مگر بدگمانی نے زلیخا کو فریاد سے محل پر آمادہ کر دیا۔ مردان خدا کی یہ
 دبر دست عصمت ہے نہ وہ ملی جلی صفائی گزور گریز۔ این کار تو آید مردان چنین کنندہ مردان
 کہا ابن کثیر نے کہ حضرت یعقوب کو دیکھا دانت کے تلے لٹکی ہوئے ہیں۔ ابن عباس سے مروی
 ہے کہ عزیز مصر کی صورت پیش نظر ہوئی۔ کہ محمد بن کعب نے لکھا کہ یہ لکھا کہ

بیسر جب زینجا بھی کہ پوسٹ رہی ہو گئے اٹھی اور پوسٹ پر پہاڑا ڈالا پوسٹ سے بوجھا یہ کیا ہے
 پہلی اسٹے شرم آئی ہے جامی زمین آئین ہب بینی نہ بینہ + دوا نکاحم کہ سے بینی نہ بینہ + دوا
 سبحان اللہ - تمنا یہ بچشم از مر دگالی شرم + ازین نازنگان در خاطر آدم + من انو قیوم وانا
 چون طرسم نہ بیانو تو انا چون نہ ترسم + اور سنا اٹھ کڑے ہوئے کف + تقریر یہاں
 کی نہایت دلچسپ اور مناسب احوال عادت خدا ترس ہے - نہ وہ جو مذکور ہوئی - غرض کہ
 بران سے ہر ایسی وجہ مراد ہو سکتی ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کی غفلت اور عیب اور غشیت کی
 باعث ہو سو کہ بری غش جیسا فی مخلص خاص یعنی یوسف کی آلائش غشیت
 و تلویث سوہرگز نہ مٹی دو ہماری بہت و غشیت میں خاص سے

وَأَسْتَبْقَا الْبَابَ وَكَذَلِكَ خَمِيضُهُ مِنْ دُرٍّ وَالْفَبَا سَيْدَهَا لَدَ الْبَابِ فَكَانَتْ

اور دو طرفہ دروازہ کی درخت اور پھاڑا عورت کو گرام رکھا بیٹے سے اور وہ دروازہ عورت کے پاس سے گزرا اور نہ

مَا جَعَلْنَا مِنْ أَمْرٍ إِلَّا هَلَاكَ سَوْعًا إِلَّا أَنْ يُسَجِّنَ أَوْ عَذَابُ الْيَوْمِ

کیا نہ ہو گا کہ چاہے تری عورت سے بڑا کام کرے کہ قید کیا جائے یا مار دے کہ

استباق طلب بہت کر دین - جب کئی آدمی دو دروازے اور ایک دوسرے سے بڑھا جا چاہے
 فرا سے استباق کہتے ہیں و بر کنا یہ ہے جانب و برست سپرد سردار - مالک میان کنا یہ جی شہر
 سے اور میر سوخت دلا سے کرتا ہے کہ عزیز یوسف کا سردار یعنی مولیٰ نہ تھا اور نہ آپ مملوک بلکہ
 آپ سید اہل عالم تھے ما خواہ استفاسیہ ہے خود تاقہ حدائق جب حضرت یوسف متنب ہوئے
 اچکے اور دروازے کی طرف لپکے کہ باہر نکل جائیں بہتر سے اسات نظر آئے فرمایا قفل کیونکر کھلے
 جبریل نے کہا اللہ کا نام لے کر قفل پر ہاتھ رکھو کہ لہنا ہمارے دوتے سے زینجا یہ عجیب معجزہ
 دیکھ کر دوڑی کہ جانتے نہ وہ حضرت یوسف بھاگے ہنر کار ساتوین دروازے پر دران یوسف کی
 زینجا کی طرح چاک ہوا اور عزیز مصر سے دروازے پر ملاقات ہوئی لطیفہ کفاد قفل میں اشاد
 ہے کہ جو دنیا سے بھاگے اسکے لیے نجات کی راہیں غیب سے کھل جاتی ہیں لطیفہ پچھلے دروازے
 پر چاک دہانی بنا رہی ہے کہ شیطان کا حلا آخر غضب ہے مگر نیک بندے ہاتھ نہیں آتے
 لطیفہ شوق کے تین درجے ہیں پہلا یہ کہ یوسف کو مطیع کرنا چاہیے اس طرح کہ عاشق کی
 کارروائی میں تابع رہے اور یہ (نفس پرستی) ہے و امرا یہ کہ محبوب کا مطیع بن جائے مگر اسید
 حضور و انا اور یہ (محبت) ہے سیرا یہ کہ کچھ بھی رہے جیسے کس بمقابل اصل اسکا تابع اسکی طرف ناظر

یوسف کی عورت کو گرام رکھا بیٹے سے اور وہ دروازہ عورت کے پاس سے گزرا اور نہ

مگر وہ دیکھ بھی نہیں یہ دکمال عبودیت ہے لطیفہ عشق میں اگر نئے نفس بالکل ہو جائے تو حب و طلب و خوش و گرمی دہائے ہو کمان رہے اور عبودیت میں اگر سوائے معبود دوسرا دھم رہا نقصان قائم ہوا اسی لیے ہمارے حضور (عبداللہ بن علی) یہ مرتبہ زلیخا کا درجہ اول سے تھا اور آخر انکا بہرکت صحبت یوسفی و فیضان عشق درجہ سوم میں ثابت ہوتا ہے واللہ اعلم ابن کثیر جب یوسف بہت خانہ سے نکل گئے اور زلیخا انکے درپے تھی اور عزیز مصر سامنے آگیا زلیخا ڈری کہ مبادا راز کھلیاے اور ہمیشہ کے لیے مجھ پر سی نصیب ہو ميسا ختم چلائی کھلے عزیز نے میری طرٹ پر خیال کیا تھا اب اسکی کیا سزا ہے یا قید کیا جائے یا کوئی اور عذاب ہو

قَالَ هِيَ رَأَدْتَنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ

کہا پر منکوحہ نہ پہنایا مجھے میری ذات سے اور گواہی دی گواہ نے اہل سے عورت کے اگرچہ کرتا مرد کا

قَدْ مِّنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَذَّابِينَ هُوَ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ

پھٹا آگے سے ہیں جی ہے عورت اور وہ جھوٹوں سے ہے اور اگرچہ کرتا اسکا پھٹا پیچھے سے

یوسف نے جواب دیا **فَكَذَبْتَ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ** اسی عورت نے مجھے اپنی طرٹ متوجہ کیا پس جھوٹی ہے اور وہ سچوں سے ہے اور ایک گواہ نے جو

زلیخا کے قرائتوں سے تھا گواہی دی اسے عزیز اگر کرتا یوسف کا سامنے سے پھٹا ہے تو جان لے نہ لیجا بھی اور یوسف جھوٹے ہیں اور اگر کرتا انکا پیچھے سے پھٹا ہے تو زلیخا جھوٹی اور یوسف سچے ہیں کہا سہی نے یہ شاہد زلیخا کا بچھاؤ و بھائی تھا حکمت میں مشہور دانائی سے یہ فیصلہ کیا اور کلمہ شاہد اس پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ گواہ من عقل و بلوغ شرط ہے ف کئی دھوکے یہ تو جیسے غیر صحیح ہے بیان شاہد حقیقی معنی پر نہیں اس لیے کہ اس واقعے میں کوئی حاضر نہ تھا شاہد کا ایک ہونا غیر مفید ہے یہ حدیث صحیح میں وارد ہو کہ چار لڑکوں نے لڑکپن میں کلام کیا یوسف کا گواہ ۲ فرعون کے شانہ دار کا لڑکا ۲ ابن جبریل عابد کا گواہ ۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل اسلئے کہ ارادہ کرنے والا پشت نہیں دکھاتا اور بھاگنے والے کا دامن آگے سے چاک نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ شبہ کہ گواہ میں عقل و بلوغ شرط ہے تب یہ جو معتبر ہوتا جب نبوت یوسف علیہ السلام کے ذمے ہوتا یہ شہادہ نہ تھی شان صدق و ہیبت حق تھی۔

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قَدْ مِّنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِّنْ كَاذِبِينَ إِنْ كُنْ كَاذِبًا كُنْ عَظِيمًا

پھر دیکھا کہ اسکا پھٹا پیچھے سے تھا کہ کتا سبک نہ تھا ہے کتا ہے بیک کر عورت کا بڑا سہ

گواہ کے بیان پر کرتا دیکھا گیا تو پشت سے پچھتا تھا عزیز مصر نے کہا یہ تمہاری جملہ سازی ہے اور تمہارا لکڑ بڑا ہے فائدہ قائلے نے کیدزن کو عظیم فرمایا حالانکہ کید ایک فرع ہے عقل کی اور عورتیں ناقص عقل ہیں جو اب کید و کمر کے لیے دو اعتبار ہیں ۱۔ یعنی تدبیر اور ۲۔ عقل سے ماخوذ اور بذاتہ محمود ہے جیسا کہ فرمایا ان گید و کید کا رانو بائدار ہے یا کید کا کید ہے ہم نے یہ سب کو تدبیر سکھادی ۱۔ یعنی فریب اور یہ غلط نمائی پر بستنی اور بغاوت بھیج ہے اور ہمیں عقل کامل کی ضرورت نہیں رہتی غلط نمائی اس میں عورتیں بڑھی ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بوجہ کمال نرمی و شیرینی و حسن و جمال ان کے باتون کی تاثیر عموماً مردوں کے دلوں میں پیدا کی ہے پس جس امر کو وہ چاہتی ہیں جذب اصلی و شوق خلقی سے مرد اُسے مان لیتے ہیں اور جی امر انکی کامیابی اور مردوں کی خرابی کا باعث ہوتا ہے ربط حب عزیز نے معاملہ دگرگون دیکھا خواہ کسی مصیبت خاص سے خواہ اپنی بدنامی سے ڈر کر چاہا کہ یہ مار فاش نہ ہو کما۔

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا سَأُعْتَفِيْكَ فِي ذُنُوبِكَ ۚ إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ

اسے یہ سنت دو گزیر کر اس سے اور اسے دیکھا تو یہ کر گناہ کے لئے بیشک توبہ تھی خطا کار

اسے یہ سنت آپ اس شرمناک ذکر سے اعراض فرما لیں زبان پر نہ لائیں تاکہ پردہ فاش نہ ہو اور اسے دیکھا تو اپنے گناہ کی بخشش طلب کر توبہ خطا کار تھی

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ

ابور کہا عورتوں کے غمزمین بی بی عسری کی بھارتی ہے غلام کو اپنے

نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبُّ آلِ كُرَيْشٍ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥

اُسکی بات سے حقیق کھب گیا دوست دلین! اے آرزو مجھ کے ہم دیکھتے ہیں اسو

اور شہ نصہ کی پسند عورتوں نے، کہا کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام سے لگا دے کر تھی ہے یونہی کی
محبت نہ ایسا کہ دلیں کھب گئی ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ زلیخا کھلی کھلی بھول اور گمراہی میں ہر قسم کی
نوجوان کبھی غلام بھی مراد ہوتا ہے جیسے نوٹری کو جا رہے کہتے ہیں شغف یہ ایک جلد ہے دل کو
گھیرے ہوئے۔ یا سوید اسے قلب تہ حال شغف کہنا یہ ہے کہاں محبت سے جو دل میں در آئے
اور اسے گھیرے قال کہا صاحب تفسیر کہنے قال بصیغہ مذکر اسلئے کہا کہ نسوة۔ نہ مجمع کا اسم غزو
اسے پسند نہ آتی تھی نہیں جو ضروری نہ۔ یہ کہ تقدیم فعل فاعل پر داعی اقطاع علامت تانیث ہے
یہ کہ نہ دیکھیں ہر آنے سے یہ سب چار اپنے عوتہ میں تھیں اور وہ الم روقائق میں ہے کہ چالیس تھیں

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ

پھر جب کتا دیکھا کہ ۵۲ بیہوشا طرف دیکھے اور میا لیں ۱۰۰ سطر لکھ سندھیں اور وی

كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا فَكَالَتْ اُخْرِجْ عَلَيْنَهُنَّ كَلْبًا رَّائِيَةً الْكِرَّةَ وَقَطَّعْنَ

ہر ایک کو آئین سے چھری اور لونی عمل (ایک ہضم) ایشیہ پھر جب دیکھا کہ عورتیں اس پر لگا جاتی ہیں اسکا

أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ

اچھے اپنے اور بولیں ہاں ہے اللہ تعالیٰ سے نظر نہیں یہ مگر فرشتہ بزرگ

مکر سے مراد وہ طعن جو عورتیں نہ لیجنا پر کرتی تھیں معاملہ چونکہ وہ عورتیں اس پردے میں جا رہی تھیں کہ جمال پوشی کا نظارہ بے نقاب میسر آئے اُنکا قول مکر پر محمول ہوا۔ یا یہ کہ یہ حیلہ رسوائی زلیخا تھا ف یا یہ کہ گو اس وقت کچھ ہو مگر بعد دیدار جمال و ظہیر یوسف سب کے سب زلیخا کی طرح طالب وصال ہو گئیں اُنکے تمام دعوے مکر و زور قرار دیے گئے متکا جاے تکیہ۔ مسند خواہ بچے فرش مہمانان کبیر یعنی طعام دعوت بھی آیا ہے اس لیے کہ مہمانوں کے لیے فرش لازم ہے خواہ یعنی ترنج ہے یا میوے مراد این جوان اس خوان پر حاضر تھے۔ کہا از باب تفسیر نے زلیخا نے جب نامانی کی باتیں سنیں سوچی کہ کسی طرح انھیں نیچا دکھانا چاہیے۔ پیغام دعوت دیا فرش سکاف و طعام لذیذ مہیا کیا ان عورتوں کو بلایا ہر عورت کو ترنج یا میوہ یا گوشت دیا کہ ترش کر کھالے اور ایک چھڑی بھی دی۔ پھر یوسف سے کہا کہ کمال زیب و آرائش بغض اہتمام دعوت آئین مسکین کو بندہ بندہ ہیں۔ آپ تو مطیع و فرمانبردار تھے اُس چلے میں آنا پڑا۔ عام بھائیوں وہ جمال جان افروز اور وہ حسن گلو سوز منتہا سے خیال ہے یہ بھی بڑا نظر آیا دلوان میں کمال و ماغون میں فہم کا نام نہرا سید ونگی جگہ چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹے اور بے ساختہ چلا آئین بجا اصرار آؤں نہیں یہ تو کوئی فرشتہ بزرگ ہے۔ ملک نورانی لطیفہ ہے اعجاز نفاذی حسن ہر مایت ناموس و عفت زلیخا یا بہ در خواست عشق دشمن فرسا ہوئی اور اگر عام طور پر ایسا ہوتا تو کوئی ہتیا ہی کیوں بھتا لطیفہ چونکہ یہ عورتیں محبت زلیخا مفدا حسن یوسفی سے زائد کچھ بھی ہوئی تھیں بڑا بول سائے آیا لطیفہ حصول شرف جمال پوشی کی دزدانہ خواستگاری اور نظارہ محبوب میں فریب کاری کی سزا قطع پر قرار دی گئی چنانچہ حدائق میں ہے کہ بعد رستی سامان دعوت زلیخا نے یوسف سے کہا کہ میرا کتنا مان آپ نے فرمایا سو اے گناہ کے جو حکم ہو بجا لاؤں زلیخا نے یہ قصہ بیان کر کے کہا وقت طلب آپ بے نقاب آئیں ان زبان دمازدن کو قدرت خدا کا تماشا

لکھنؤ
سید محمد علی
الہ آباد
مفت محمد
دہلی
پٹنہ
بھوپال
گواہٹی
جہان پور
راولپنڈی
کراچی
پشاور
لاہور
فیصل آباد
حیدر آباد
بھارت
پاکستان

دکھائیں آپ نے فرمایا مبتد اور وہ وہی ہوا کہ بیک برق نگاہ غریب جو اس خاک سیاہ ہو گیا
بحشت یہ قول کہ یہ آدمی نہیں ملک میں چاہتا ہے کہ فرشتے انسان سے کریم تر ہوں جواب
با اعتبار جو ہر ملکی جو نور صافی سے ہے اور جو ہر انسانی جو خاک تیرہ ہے یہ کرامت مسلم اور باعتبار فضل
و فضل و قوت اخلاق جو اضاہ کے ساتھ آمین رکھی گئی بشر ملک پر مکرم ہے اور ان عورتوں نے
اپنی وسعت نظر و علوے حوصلہ کے موافق کلام کیا اسلئے کہ ان کی نظر عالم ملکوت ہی تک نہ پہنچتی
تھی رفعت کمال بشریت جو عقائد و بت سے متعلق ہے اُنکے فہم سے بالاتر تھی پس یہ قول محبت نہیں

ذکر حسن یوسف علیہ السلام

یوسفؑ کے لیے ایک خاص معجزہ ہوتا ہے جس سے عقلمن متغیر سرکش زمانہ مجبور اسکی یکسانی
و عظمت مسلم و مشہور ہو جاتی ہے جیسے کلام موسیٰ۔ دم عیسیٰ۔ امان داؤد۔ ملک سلیمان۔
صبر الیوب وغیرہ ایسے ہی حضرت یوسفؑ کو تعمیر خواب دُسن لا جواب عنایت ہوا یہ آپؑ کی نبوت
اور بیعتی کے شاہد عادل ہیں ان صفات میں آپؑ کا نظیر و ثانی تجویز کرنا نہ کمال نبوت و قوت عجاز
ہی میں تنقیص ہے بلکہ منطوق قرآنی میں کلام عدم حدیث میں تنقیص ہے کلمہ اکبر اور ملک کریم کا
استعارہ جو حکایت کلام باری تعالیٰ میں مذکور ہے یہی تبار ہا ہے کہ آپؑ کا حسن اندازہ قیاس سے
افزون اور حد بشر سے سوا ہے اور ہمارے مخبر صادق محبوب حضرت خالق نے آپؑ کو تیسرے
آسمان پر دیکھ کر یونان فیصلہ کر دیا قَدْ اَعْطٰی شَطْرَ الْحُسَيْنِ تمام عالم کا آدھا حسن صرف
صورت دل افروز یوسفی میں مجتمع و جلوہ گر ہے اور نصف آخر جملہ اولاد آدم میں منتشر ابن کثیر میں
ہے کہ آپؑ نے یوسفؑ کو دیکھ کر فرمایا قَدْ فَضَّلَ النَّاسُ فِي الْحُسَيْنِ كَالْقَمَرِ كَيْلَةَ اللَّبَدِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكَوَاكِبُ تمام آدمیوں پر فضیلت دیے گئے تھے حسن میں مثل جو دھو میں راستے
چاند کے تمام تار و پیر اہل تاریخ نے آپؑ کے جمال با کمال کے متعلق عجیب و غریب قصے لکھے ہیں
جنکا ذکر ذلائل بالہ کے سامنے بے ضرورت نظر آتا ہے ابن کثیرؒ کا اسحاقؒ نے آپؑ کا چہرہ نورانی
برق کی طرح تابان تھا بے نقاب عورتوں کے سامنے نہ آنے کے مبادا مفتون ہو جائیں عمر انس
آپؑ کے ردے روشن کا عکس دیوار و در کو چمکا دیتا تھا جیسے دھوپ۔ کہا کعب نے آدم کو جب اُنکی
اولاد دکھائی گئی تو جمال یوسفؑ دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے پیار کیا شفقت پر رسی سے دو حصے حسن
عطا فرمایا اور ایک حصہ تمام اُنکی اولاد کے لیے رہا۔ کہا ابن مسعودؒ نے کہ جبریلؑ نے حضورؐ سے کہا
حسن یوسفی نور کرسی سے مخرج و جمال محمدی نور عرش سے مخرج ہے عجب وجوہات بالا پر نظر کرنا والا

یوسفؑ کی نبوت اور بیعتی کے شاہد عادل ہیں ان صفات میں آپؑ کا نظیر و ثانی تجویز کرنا نہ کمال نبوت و قوت عجاز ہی میں تنقیص ہے بلکہ منطوق قرآنی میں کلام عدم حدیث میں تنقیص ہے کلمہ اکبر اور ملک کریم کا استعارہ جو حکایت کلام باری تعالیٰ میں مذکور ہے یہی تبار ہا ہے کہ آپؑ کا حسن اندازہ قیاس سے افزون اور حد بشر سے سوا ہے اور ہمارے مخبر صادق محبوب حضرت خالق نے آپؑ کو تیسرے آسمان پر دیکھ کر یونان فیصلہ کر دیا قَدْ اَعْطٰی شَطْرَ الْحُسَيْنِ تمام عالم کا آدھا حسن صرف صورت دل افروز یوسفی میں مجتمع و جلوہ گر ہے اور نصف آخر جملہ اولاد آدم میں منتشر ابن کثیر میں ہے کہ آپؑ نے یوسفؑ کو دیکھ کر فرمایا قَدْ فَضَّلَ النَّاسُ فِي الْحُسَيْنِ كَالْقَمَرِ كَيْلَةَ اللَّبَدِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكَوَاكِبُ تمام آدمیوں پر فضیلت دیے گئے تھے حسن میں مثل جو دھو میں راستے چاند کے تمام تار و پیر اہل تاریخ نے آپؑ کے جمال با کمال کے متعلق عجیب و غریب قصے لکھے ہیں جنکا ذکر ذلائل بالہ کے سامنے بے ضرورت نظر آتا ہے ابن کثیرؒ کا اسحاقؒ نے آپؑ کا چہرہ نورانی برق کی طرح تابان تھا بے نقاب عورتوں کے سامنے نہ آنے کے مبادا مفتون ہو جائیں عمر انس آپؑ کے ردے روشن کا عکس دیوار و در کو چمکا دیتا تھا جیسے دھوپ۔ کہا کعب نے آدم کو جب اُنکی اولاد دکھائی گئی تو جمال یوسفؑ دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے پیار کیا شفقت پر رسی سے دو حصے حسن عطا فرمایا اور ایک حصہ تمام اُنکی اولاد کے لیے رہا۔ کہا ابن مسعودؒ نے کہ جبریلؑ نے حضورؐ سے کہا حسن یوسفی نور کرسی سے مخرج و جمال محمدی نور عرش سے مخرج ہے عجب وجوہات بالا پر نظر کرنا والا

خلیہ جمال محمدی میں تعمیر و ساخت ہے کہ اگر آپ بھی اسی نعت باقی میں شریک ہیں تو بفضل ایک طرف مساوات معلوم اور شریک نہیں تو قرآن مادل و حدیث بلا منحصص مخصوص ہوئی جانی ہے کلام آپ سے گما آپ کے حسن دلریا کے اوصاف نکالے گئے مگر بطور کلمات و لطافت علماء کے اصول پر قابل احتجاج نہیں اور احادیث و آثار جو خلیہ شریعت میں مروی ہیں وہ مظهر حسن کا جواب نہیں دیتے کوئی جز اپنے اوصاف عالیہ سے کل کا مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ اسی کے کمال کو ترقی دیتا ہے جواب اس نادرک مسئلے کے حل سے پیشتر مجھے کچھ مذبذبان کر لینا ضرور ہیں یہ کہ انبیاء علیہم السلام میں باہمی تفاوت و تفاضل کی تفسیر و تصریح قرآنی سے مسلم سی مگر میرے نزدیک نہ صرف ترک ادب بلکہ جمل مرکب بھی ہے اس لیے کہ غایت ہر کمال کی ہے کہ عقول متوسطہ کو تعمیر کر دے اور آپس پر یاد دہانی خیال میں نہ آ سکے اور انبیاء علیہم السلام اپنی ذات و صفات میں اکسل خلق اللہ ہیں ہماری عقلیں انکا اندازہ کر سکیں یہ ممکن ہی نہیں خصوصاً وصف حسن جو ہر عجز انقیاد و غارتگری عقل ہے پر رجب اوئے تعمیر و تعجب کا مستحق ہے یا حسن جستی شے ہے اور حس بھی وہ جو دیدہ ذوق و بصیرت سے تعلق رکھتی ہے اسکا اندازہ دلائل و اخبار سے ایسا ہی ہے کہ کوئی شریعت کی لطافت و شیرینی و شگلی رنگ و بوسہ دریافت کرنا چاہے پھر یہ تقدیر کہاں کہ ایک جانب نظارہ حسن یوسفی میسر آئے اور دوسری جانب مطالعہ جمال محمدی نصیب ہو گو یہ تمنا خدا کے دین سے دور نہیں مگر کیا اسی کمبخت امتیاز و تفاوت کے لیے دیدار تو بڑی نعمت ہے صرف تصور کی لذت اگر زمین آپ میں رہنے لگے تو کمال بد نصیبی و بے حیائی ہے جہاں جان دینا مہنر ہو اور تیجودسی منتما سے نظر وہاں کم و کثرت دیوانگی و رسوائی ہے جامی مرا طاقمت دیدن اوکا مست و کہ بخود شوم ہر کرناش بڑا تاہم بات چھر گئی اور پوری چھوڑنا نچا ہے اول دلائل سے جواب پھر اس اصول پر کہ آفتاب پر نظر نہ ٹکھڑے تو دھوپ کی تیزی اور نرمی سے اندازہ کیا جاتا ہے باعتبار آثار علیہ وجہ بات تو یہ کیجہ انتخاب کر کے احرار اور قول فیصل عرض کیا جائے گا و باشد التوفیق و بہ نستعین اول مرح قرآنی عورتوں کی زبانی تنبیہ جو اسی منصوص قرآنی ہے اگر ہم انھیں صحیح اعداس مانیں تو کمال تاثیر صریح حرف آتا ہے اور اگر ہیوش جانیں تو جو جاہل کین مجنوں کا قول سیدلے کے وصف میں قابل محبت نہیں بخلاف جمال محمدی کے کہ آپ کے دیکھنے والے تمام عمر یہی رٹا کیے کہ ہم نے آپکا نظیر نہ دیکھا تھا حتیٰ عیاض ہم اپنی کتاب شفا میں باسانید صحیحہ نقل کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے مساکین شیعہ الحسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجہہ میں نے کوئی چیز خوبصورت

لطفنا
میکر
بغ

زیادہ حضور سے نہیں دیکھی (مجموعی یہ کہنا چاہیے) گویا انتخاب آپ کے روسے روشن بین ہادی ہے
 اور کہا ابو ہریرہ نے یَکَلَاکُمُ فَجَعَلَهُ کَلَاکُمُ الْقَمَرُ لَمَبْلَکَ الْبَدَا پکا عارض نورانی جو دعویٰ ہمارے
 جامد کی طرح چمکتا تھا کہا حضرت علیؑ نے یَقُولُ نَاعِدُکُمْ لَمَّا کَرُمْتُمْ کَلَّا بَعْدُ مِثْلَکُمْ آپ کے حسن و
 جمال کا بیان کرنے والا یہی کہتا ہے میں نے آپ کے مثل نہ آپ سے قبل دیکھا نہ بعد پس ان اصحابِ صدق
 صفا کا قول و وصف اور اعلیٰ نمیز و خبر اشد اور اشد والوں کے نزدیک کیا ان چند مخلوب احوال
 فریفتہ عورتوں کی بھو آس کی تقریر سے جو دوسو متعین و زیادہ امتیاز و عقل والیاں بدرجہ
 مقبول و معتبر ہوگی البتہ مشمول قرآنی سے صحت روایت قوی ہو تو ہوا کرے یہ حدیثیں بھی متواتر
 البتہ سمجھنا چاہیے اور یہ بھی نہ سہی تو حضرت یوسفؑ کی دیکھنے والیوں نے آپ کو اکبر اور ملک
 کریم کہا اور حضور کے دیکھنے والے اللہ کے دیکھنے والے ہیں جیسا کہ حدیث صمیمین وارد ہوا۔
 مَن یَرَکُنِی فَقَدْ رَکِبَ الْخَوَاقِیَ جس نے مجھے دیکھا فی الواقعہ دیکھا کچھ شک و شبہ نہیں اور یہ
 بھی ہے کہ حق کو دیکھا تو آدمی جمال رسالت پناہی میں منجات اعتبارات سے عیان ہے اس حدیث
 کی تقریر و تاویل و وعدہ عام ہر شخص کے حوصلے کے موافق متفاوت ہیں جو دیکھے وہ جانے باتوں
 سے کیا فائدہ و ووم حدیث شطراکسن میں آپ کا دھول قطعی نہیں اس لیے کہ یہ حدیث مسلسل
 مع میں ہے اور کسی دانشمند مذہب فصیح و بلیغ آدمی سے نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی ذات کو مدح و
 تحامین موجود و معتبر سمجھے مثلاً کسی عالم یا شیخ کے اس قول سے کہ میں زید کا نظیر نہیں ہا تا لام
 نہیں آ جا کر کہنے والے نے اپنی ذات کے بھی نفی پر تصریح کر ڈی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ زید کا مساوی
 یا اُس سے افضل ہو مگر اپنا ذکر خواہ مضما لنفسہ خواہ بخوبی اتمام خود ستائی و تکبر ترک کیا ہو جیسا کہ
 فقہول ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے عیال یعنی خوشمچین ہیں
 تاہم اجتہاد مستقل درہ متواتر کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ ہمارے حضور نے بھی حضرت یوسفؑ کو
 اسی اعتبار سے مالک نصف حسن فرمایا پس مثل اُن احادیث کے جن میں حضورؐ نے اپنے عجز و قصور کا
 ذکر فرمایا ہے بمقابلہ یونسؑ و یوسفؑ و ابراہیمؑ علیہم السلام کے اور وہاں علما با اتفاق تاویل کرتے
 ہیں یہ بھی قابل تخصیص ہے دوسرے قاعدہ ہے کہ قسم افراد قسم میں داخل نہیں ہوتا پس جبکہ ہمارے
 حضورؐ چیمہ فیضان ازل و مبداء انوار وجود ہیں تمام وجود اور صفات آپ کے نور سے تقبیس ہر ادا نے اور
 اعلیٰ آپ کی ذات سے مستفیض تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ قسم حسن ہو کر اس قسم کے تحت میں بھی
 داخل ہوں تیسرے جب آپ کا حسن جن و بشر و اندازہ نعم و نظر سے خارج ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے تو آپ کو

یہ حدیثیں
 سب صحیح
 ہیں کیونکہ
 ان میں سے
 ہر ایک میں
 ایک شخص
 نے اپنے
 لیے کہا ہے
 میں نے آپ
 کو دیکھا ہے

اس تقسیم سے کیا غرض تھا بل آثارِ نابینا پر درویشوں سے قطع نظر صرف انھیں خبر و پیرا کشف کی جاتی ہے جنکا ثبوت و دلالت قطعی ہے۔ شفیقگانِ جمال یوسفی سے خواہ یعقوب علیہ السلام تھے جنہیں مقتضائے شفقت پر کسی حسن و جمال کی بھی ضرورت نہ تھی خواہ زیبا تھیں اور یہ بتقاضائے طبع بشری کسی جوانِ حسین پر فریفتہ ہو جانا امرِ عجیب نہیں بتخلات ہمارے حضور کے جانثاروں کے کہ انھیں کوئی علقہٴ محبت تقاضائے عشق نہ تھا مثل ابو بکرؓ و عمرؓ و بلالؓ و ثوبانؓ وغیرہ ہزار ہا اصحاب تھے اور وہ چار برس کے لیے نہیں بلکہ عینک جان میں جان تھی حضورؐ کی کاکلہ پڑھتے رہے پھر ان کے جگر سونتہ و دل پرشتہ کے پرکالے ایسے بھر سکے کہ مغرب سے لگی تو مشرق تک نہ بھی۔ ہزاروں لاکھوں بچے ہوں یا جوان یا بڑے حل جمن رہے ہیں اور یہ سوزش کہ نام لٹا اور دم کھل گیا اور نقطہ آدمی ہی نہیں۔ نادک نے اسکی صید بچھوڑا دے میں، تڑپا، چہرہ سرخ قبلہ نما آستیا نے مین۔ جن و ملک جہود و شجر تک سب ایک حال میں رہتے ہیں یہ وہ پیاس ہے کہ اگر آپ ساتی نہوں تو حوض کوثر بھی نہ بکھا سکتا۔ بہشت محل حضورؐ و تمام دیدار نہ سمجھی جاتی تو کوئی سے نظر بھر کر بھی نہ دیکھتا۔ حسن یوسفی گواہ ہے خدا نما تھا مگر نظر اول میں نہیں پہلے رنگ بشریت و رنگ طبیعت دکھا کر مدقون کی حقیقت میں اور حقیقت و صفائے شہود کے چہرہ نکلتے اور ہمارے حضورؐ کی سرکار میں قدم رکھنے سے پہلے سر بسجود نظر آتا۔ بارشفا بہ مقصود ہو جائے نام نامی زبان ہی پر تھا کہ دل نورانی ہوا آپ کا فدائی ذات حق میں فنا ہو جائے آپ کے مشتاقوں پر و دوسب صبیبتین پڑیں جو حسن ظاہر کے گرفتار دن کے لیے مخصوص ہیں۔ طلب کی رسوائی درد و فراق۔ صا ہما سے جدائی اٹھائے۔ وطن چھوٹے مغلّس ہوئے۔ جوانی برباد کی۔ دولت و دنیا کچھ نہ رہی۔ حضورؐ کے خادموں کو بجز ان مزے دار تلخیوں کے جو خاصہ طالبانِ حق ہیں کسی امرِ نا ملائم سے سامنا بھی نہ ہوا اور آج تک انکے نام پر درود پڑھے جاتی منزلوں سے قافلے دیارت کو آتے ہیں۔ با این ہمہ عسرت و لطافت و امان حسن عشق کی دست اندازیوں سے بچ نہ سکا صدائے کوہ کی طرح ادھر کی بلا کھڑا کر حضرت محبوب پر بھی آئی۔ چوری کا اتمام ترک وطن فراق پر دروہر اور مظالم اقرار۔ عار غلامی۔ الزام بدھنگا ہی مصائب جس کیا کچھ نہ سے۔ لیکن حضورؐ کا جذبہ قوی اور آستانہٴ محبوبیت ایسا مرتفع تھا کہ نہ عشق و عاشقی کی ہستی باقی رہتی نہ گردنک ہوا سے نیاز میں اڑ کر شرف۔ رہی پاتی پس حسن یعنی اپنی تاثیروں کے نور میں خود ہی متاثر ہوتا اور جمال محمدؐ کی تاثیر و متاثر دونوں کو نابود کر دیتا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ آنکسی گویند ان بہتر بزرگ

یاد میں این دارد و آن نیز ہمہ امر حق ہے کہ وہ جمال صورت و حسن منظر جو کسی دلفریب محبوب کے لیے زیبا ہو حضرت یوسف کو اس درجہ عطا ہوا تھا کہ نہ نظیر ہوا ہے اور نہ ممکن لیکن وہ حسن و جمال حسین اللہ نظر آئے جس سے ہر حسن و عشق فنا ہو جائے جو حجاب عبودیت و نقاب اعتراف و وجود پاک کر کے منکح حسن و حسنہ کا رنگ ہیرنگ دکھا دے ناز و نیاز و مقصود و تمنا حسن و عشق و میل و فراق یہ تمام اعتبار مٹا دے خاصہ جناب محبوب رب العالمین سید المرسلین تھا اسی لیے فرمایا مَنْ سَرَّأَنِي فَقَدْ سَرَّأَنِي الْحَقُّ اور جس نے حق دیکھا پھر وہ ناحق اور ہر اور ہر کیون سبکھے دگا وہ منتہاے حسن بشری اور یہ آئینہ جمال رب الکبر شہر بہت فرق ہے بلکہ بالکل جدا ہے لیکن حبیب خدا

قَالَتْ قَدْ لَبِئْتَ لَكِ الْاِذَى لَعْنَتُ فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ

بولین ہیں یہی ہے وہ کلمات کی توجہ اس کے عشق میں اور تحقیق میں خداوندگار کی اصلی ذات سے تو بچا

وَلَكِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امْرُوهُ يُسَبِّحُنَّ وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّغِيرِينَ

اور اگر کیا ہو حکم کیا ہے ان اللہ تعالیٰ کی جاس کا اور ہو جائے گا خواہ ہوئے دونوں سے

بے عورتوں کا یہ حال ہوا زلیخا نے کہا یہ وہی ہے جسکے عشق میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں بیشک میں نے اس سے درخواست کی اور اس نے پاک بازی کی اور بیجا اور اگر اب میرا کمانا تو قید کیا جائے گا اور ذلیل ہوگا۔ فاسمین صاف دلیل ہے کہ یوسف علیہ السلام سے کوئی لغزش نہیں ہوئی ورنہ زلیخا ایسی گواہی نہ دیتی اور تمام غطا اپنے سر نہ لیتی افسوس ہے کہ زلیخا جسکا واقعہ ہے آپ کی بریت پر شاہد ہوا اور ہم کئی ہزار برس بعد یہ بدگمانی کر رہے ہیں وقائق یہ سب چالیس تین تھیں دس کہتی تھیں کہ معاذ اللہ زلیخا اور یوسف سے فعل بد واقع ہوا یہ دسوں ہیبت جمال یوسفی سے دیوانہ ہو کر بازاردن میں پھرنے لگیں اور دس کہتی تھیں کہ آپ نامرد ہیں ورنہ ایسا صبر ممکن نہ تھا یہ بیک نکاح تیز بیجان ہو گئیں۔ اور دس صرف کمال تعشق و محبت میں طعنہ زن تھیں کوئی کلمہ منافی عصمت زبان سے نہ نکالتیں یہ وہ تھیں جنہوں نے ہاتھ کاٹ لیے اور دس نہایت ادب اور احتیاط سے خاموش تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بفیضان نبوت مقبول کر لیا اور ہر ایک انہیں سے سرچشمہ نبوت ہوئی اور انکے بطن سے پیغمبر پیدا ہوئے فالحمد للہ کہ ام المؤمنین افضل نساء العالمین حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں بھی ایسے ہی کار سازی و بندہ نوازی ہوئی بانی انگ ابن الی کے لیے عذاب عظیم کا وعید اور مومنین کو حسن ظن کی تعلیم و تاکید فرمائی کہا بعض نے جب تک یوسف کھڑے رہے یہ ہاتھ کاٹنے والیاں پیچھے رہیں جب حکم زلیخا

آپ نے حضور اذہم کا دردمسوس ہوا از باب تالیخ نے لکھا کہ یہ عورتیں دلیہا سے طہن سے نام
اور اس کی ہمدرد ہوئیں بعضوں نے اپنے حسن و جمال پر آپ کو لہانا چاہا بعض نے زمینا کی
سقاہل کی تب اس طوفان بے تمیزی سے ہمدرد تقوے جوش میں آیا باوجود تہاب کشو
و صبر متقا و شکست نفس و سر کو بی شیطان کمال احتیاط سے دعا کی

قَالَ رَبِّ السَّيِّئِينَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِمْ وَلَا تَصْرَفْ عَنِّي

کما ہے رب مجھ سے پسند تر ہے طہن یہ کہ میں بلاتی ہوں مجھے طہن اس کے اور اگر نہ بھیجے تو مجھے

کما ہے سے گیدھن آصَبُ الْيَهُودِ وَأَكُنَّ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ قید خانہ پسند سے
مجھے اس سے کمر آنکے جنگ جہاں طہن آنکے اور ہوجاؤں گا نادانوں سے کہ یہ عورتیں بلاتی

ہیں اور پھنسا یا چاہتی ہیں دیہانک اپنی عبودیت و غلو ص ارادات کا ذکر کیا کہ وہ لڑتے جو حضور کی
ماغوشی میں ہو ہزار در دو مصیبت سے بدتر ہے۔ پھر بامید کرم و اعانت اپنا عجز عرض کیا، اور اگر
توان عورتوں کا مکر مجھ سے دور نہ کرے تو میں مال و متوجہ ہو جاؤں گا اور نادانوں میں سے شمشا
ہو گا ف کئے امر معلوم ہوئے۔ مصیبت کو مصیبت پر اختیار کرنا صدیقین کا شیوہ ہے بلکہ اپنے
نفس کو خا طمی و عاجز جاننا متقیوں کا کام ہے۔ تو فین خیر منجانب اللہ جاننا اور خبث اپنی طہن
منسوب کرنا صالحین کی روش ہے۔ اپنے تقوے و تحمل پر بھروسہ نہ کرنا و داعی اسباب
عصیان سے بھاگتے رہنا۔ سعادت مندوں کا شعار ہے۔ یہی دعا آپ کی اس بنا پر نہ تھی کہ
نفس سرکش قابو سے باہر ہوا جاتا تھا بلکہ کمال احتیاط و تقوے نے مضطر و منتشر کر دیا مسئلہ
احتیاط واجب ہے کہ آدمی ذرایع و وسائل معاصی کے بھی قریب نہ جائے مسئلہ مصیبت
آسان ہے مصیبت سے وہم حضرت یوسف نے صرف نجات و سلامت پر اکتفا کیوں نہ کی
قید کی ضرورت کیا تھی اللہ تعالیٰ ہر امر پر قادر ہے و فتح امین کے مصلحتیں تھیں۔ یہ کہ نفس کو
امس تلذذ کی سزا ملی جو لاؤ نعم میں مہرا نجات بھی ملی اور مصائب سے مراتب بھی بلند
ہوں۔ ان عورتوں کے زعم کے موافق جواب دیا جائے وہ کہتے ہیں سزا کے
انکار جس سے آپ نے فرمایا جس عیش سے محبوب ہے اس میں ان کی امیدیں
جڑ سے اکٹھے گئیں۔ یہ دعا کمال خدا ترسی و نفست معاصی پر وال ہے کہ ایسے
پہریشانی ہوئے کہ ذرائع نجات بھی بھول گئے جو عورتوں سے۔ تناد و سی طلب کیا۔ بہر کیف
یہ مراتب کمال و غایت تقوے سے ہے۔

۵۵

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَكَرِهَ وَقَدْ عَنَّا كَيْدَ هَؤُلَاءِ فَكُتِبَ لَهُم مَّا عَمِلُوا فَتَمَثَّلَ لَهَا تِسْعًا وَهُنَّ عَائِلَاتٌ

بہر قبول کیا وہ اپنے کئے کے لئے پھر دیا اس سے مگر آٹھ ہفتہ سنا جانتا ہے
حق سبحانہ تعالیٰ نے یوسفؑ کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کا کید اُن سے دھکیا وہ دعا دکھا
سننے والا اور عجز و خلوص و ارادت قلبی کا دیکھنے والا ہے۔

فَتَمَثَّلَ لَهَا تِسْعًا وَهُنَّ عَائِلَاتٌ مُّشْرِكَاتٌ وَكَيْدَ الْعَمَلِينَ أَلِيمٌ ۝۶

پھر ظاہر ہوا کہ ہر آٹھ گز کی گزین لٹا پانچ کر قید رکھیں اسے ایک وقت ہفتہ

آیاتِ قرآن کی گواہی ہاتھوں کا کاٹنا۔ کمال عصمت اور سن خدا داد معاملہ زمین پر نے عین
سے کہا کہ اس عبرانی جوان نے تو مجھے خوب رسوا کیا لوگوں سے کتنا پھرتا ہے کہ میں اس کی قوم میں
ہوں اور میں غانہ نشین اسکا جواب نہیں دے سکتی یا تو مجھے اجازت دے کہ باہر نکل کر قائل
کردن یا اسے قید کر کہ شورشِ فرد ہو لوگ جانیں کہ بیخفا ہو تا تو قید کیوں ہوتا یہ بات عزیز کے
دل میں آگئی خواہ رفع بدنامی کے لیے یا یہ کہ کہیں یوسفؑ جدا ہو اور آئندہ کوئی فتنہ نہ اُٹھے آپ کو
قید خانے میں بھیج دیا مسئلہ کسی مسلم کو بھروسہ دیا سزاے حاکم ذلیل و عاصی نہ سمجھنا
چاہیے دیکھو یوسفؑ صدیق بائیں پاکدامنی خطا کاروں میں اسیر ہوئے مسئلہ امیر کے
لیے کوئی مدت مقرر کرنا جائز ہے مسئلہ جائز ہے کہ کوئی مجرم اصلح حال ظہور اصلاح
تک مقید رہے حتیٰ حینِ معام میں ہے کہ کما عطا نے جب تک الزام فرو نہ جائے کما عکر نہ
سات برس تک کما کلہی نے پانچ برس تک۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَتْبَعُ فِيهِ ابْنَتَا دَاوُدَ وَابْنَتَا يُونُسَ ۝۷

اور داخل ہوا اس کے ساتھ تھے جس میں دو جوان کہ ایک نے آگے تین نے پیچھے پھر جوتا ہوں شراب اور کدو سونے تین نے دیکھا

أَسْجُلُ فَوْقَ رَأْسِهِ خُزْنًا تَكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِئْنَا بِتِلْكَ وَأَنَّا بِلَيْلٍ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝۸

آپ کو اٹھایا ہوں بالاسر مدنی کھاتی تھی چڑیا اس سے چاہم کہ تعبیر اسکی ہم دیکھتے ہیں تجھے نیکو کاروں سے

اور داخل ہوئے یوسفؑ کے ساتھ قید خانے میں دو جوان ایک نے کہا میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ
شراب پیڑتا ہوں دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ سر پر دو تاج اُٹھائے ہوں ان میں سے
چڑیاں کھاتی ہیں اسے یوسفؑ ہم کو اسکی تعبیر سے آگاہ کر ہم تجھے محسن اور نیکو کار خیال کرتے
میں عرائس بادشاہ کے دو غلام تھے محلے پر ہوں۔ بیوس شراب پلاتا اور محلہ خاصہ کھاتا۔ غضب
بادشاہی میں گر خوار ہو کر دو تون قید خانے میں آئے یہاں سن غلام و کمال ظلم یوسفؑ کی شہرت تھی آپ

یوسفؑ کی عورتوں کا کید
یوسفؑ کی عورتوں کا کید
یوسفؑ کی عورتوں کا کید
یوسفؑ کی عورتوں کا کید
یوسفؑ کی عورتوں کا کید

میں کی عبادت اور عاجزی کا اظہار کرتے اُسے کہتے کہ اے آدمیوں میں خوش رہو صبر کرو کہ تم کو اس کا اجر ملے گا جو آپ کا یہ حسن و جمال اُس پر خلق کا علم و کمال دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے گی ایسی صورت ہے اور کیا ابھی سیرت ہو کہ بیان سے نکلتا گو را نہیں۔ اور وہ کہ جس کی بدل بندہ نواں تھا کہ تاکہ میں چھوڑ تو نہیں سکتا مگر جان اور جس طرح آپ چاہیں رہیں کہ بعض نے کہ زلیخا خفیہ آتی اور وہ وہ کو کمال راحت رسانی و حفظ کی تاکید کرتی آپ مشغول ذکر و نماز رہتے۔ اکمال جب یہ دونوں عادم شاہی آئے تو باہم کہا لاؤ کوئی خواب دل سے گرد میں دیکھیں تعبیر کیا جاتی ہے کہ ابن مسعود نے کہ اُنھوں نے کوئی خواب نہ دیکھا تھا غرض کہ ایک نے میں دیکھا ہوں کہ خواب بچوڑ رہا ہوں اور دوسرا بیٹھے محلب بولا میرے سر پر روٹیاں ہیں وہ جڑیاں کھاتی ہیں آپ اس کی تعبیر فرمائی کہ میرے کہا مجاہد نے کہ دونوں نے خواب دیکھا ہوں نے دیکھا کہ میں ایک باغ میں درخت کے پاس ہوں جس میں تین ٹہنیاں ہیں اُن میں تین پھلے انگور کے اور میرے ہاتھ میں جام بادشاہی میں نے وہ انگور بچوڑ کر بادشاہ کو دیا اور بادشاہ نے نوش کیا محلب بولا میرے سر پر تین خوان ہیں بسین طرح کے کھانے اور روٹیاں ہیں شکاری جڑیاں اُس سے کھاتی ہیں یوسف نے اسے چھوڑ کیا

قَالَ لَا يَأْتِيكَ إِلَّا طَعَامٌ تَرْزُقُهُ إِلَّا نَبَاتٌ كَمَا بَدَأْنَا وَإِلَيْهِ قَبْلُكَ
کہا نہ آئے گا تمہارے پاس کھانا کہم دو روپے ملتے ہو مگر آکاہ کر دھاکا تکر تعبیر ہے اچھی ہیں اس کے

کہا جو کھانا تمہارے آئے گا اور میں تم کو اس کی آئے گا۔ اس سے جو کہ کھانا دیکھو یہ رب نے تعبیر فرمادون گا اس کھانا آنے سے پہلے اس علم سے کہ مجھے میرے رب نے کھانا دیا ہے کہ اس باب تفسیر نے کہ یہ تعبیر ایک کی جیسی نہ تھی اس لیے یوسف نے تالا کہ کچھ تو نص ہو یہ یہی آپ کی غرض تھی کہ اُن کی حاجت روائی سے قبل کچھ تعلیم خیر و ذکر دین حق و عزت مذہب باطل بیان کروں۔ یہ بھی فائدہ تھا کہ مرنے والا شاید ایمان لا کر مرے اور کامیاب بحالت اسلام نجات پائے۔ اس لیے آپ نے تعبیر میں اللہ کے احسان کا ذکر کیا کہ یہ تعلیم اتنی ہے نہ کمالت و سحر و جادو۔

إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ وَابْتَغِ مَتْلَعًا
ہے بھروسہ۔ مگر پاس قوم کا کہ نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور وہ آخرت سے بے شک ہیں اور پوری کوشش کی

أَبَاءَ عَنِ إِبْرَاهِيمَ وَاسْتَقْبَلَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ
لہذا چھوڑنے کی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب میں حق ہو کہ شریک کو نہ تھا اللہ کے کچھ بھی

مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ

نفل سے اللہ کے ہے ہم پر اور آپ پر مگر اکثر آدمی نہیں شکر کرتے
 میں نے اس قوم کے دین کو چھوڑ دیا کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کے منکر ہیں اور میں اپنے
 باپ دادا کے مذہب کا تابع ہوں جو ابراہیم اور اسحق اور یعقوب ہیں مجھے حق نہیں کہ اللہ کے
 ساتھ کچھ بھی شریک کروں یہ دین اور یہ عقائد اللہ کا فضل ہے جو ہم پر ہے اور تمام آدمیوں پر ہے
 مگر اکثر آدمی شکر نہیں کرتے ترک کرتے بعد اختیار جو تا سب مگر یہاں ہر لڑے ہے کہ باوجود دیکھ تم
 میں آیا اور پھر بدش پائی اور تمہارا غلبہ تھا رہا احسان مجھ پر ثابت ہیں لیکن ان کے دین کو اختیار کیا
 پس ترک کیا ہے عدم اختیار سے اور یہ مومن میں ثابت ابائی اس لیے کہا کہ معلوم ہوں
 پیغمبر زادہ ہوں اور میرے کلام کی وقعت ہو پھر تفصیل کر دی کہ تقلید باطلہ کا ثبوت نہو بلکہ تقلید
 صلی ثابت رہے کلمہ اپنے دل کا اظہار اس طرح کہ کسی غرض صالح میں معین ہو جائے
 ہے جیسے اظہار جہاد کے آثار کے ذرائع کو یا اظہار علم و صلاح کہ کفار یا عوام معتمد ہو کر خدا پرست
 بن جائیں کلمہ مذہب پر اختیار باعتبار رسم و فضل جائز ہے بشرطیکہ خود بھی صاحب فضل ہو
 اس لیے کہ یہ سب کا یہ ارشاد وہ میں دین باطل کا تارک اور حق کا تابع ہوں دنیاویوں کی ہدایت
 کی غرض سے تھا اور اسی لیے باپ دادا کا ذکر نبوت و کمال عصمت کے ساتھ فرمایا میں نے
 سے جمیع وجوہ شرک کی نفی علیہا میں تمام مومن داخل کر لیے سوال ناس عام ہے اور دین کا
 فضل ہونا اہل دین کے لیے ناس ہے جو اب دین بنفسہ فضل الہی ہے کوئی کامیاب ہو
 یا محرومی اختیار کرے جیسا کہ فرمایا کہ آنحضرت تمام عالم کے لیے رحمت ہیں ربط جب توحید
 و دین حق کے فضائل بیان ہو چکے کفر کی برائیاں شروع کیں۔

کلمہ اپنے دل کا اظہار اس طرح کہ کسی غرض صالح میں معین ہو جائے

يُصَاحِبِ السَّبْحِ عَارِبًا مُتَقَرِّقُونَ خَيْرًا مِّنَ اللَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

ای ہر اہل سحر کا ربا رب جدا جدا اچھے ہیں یا اللہ اکیلا درود نہیں پڑھتے تم غیر کو اس کے

الْأَسْمَاءُ مِمَّنْ يَتَّبِعُونَكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِنَّ لَكُمْ إِلَهًُا

مگر تم نام کر رہے ہو وہ نام جو تم کو پیغمبروں پر اتاری اللہ سے اس پر کوئی دلیل ہو بلکہ علم واسطے اللہ کے ہے

أَمْ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا آيَاتَهُ ذَٰلِكَ الَّذِينَ الْقِيَمَةُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

علم کیا کہ پوجو مگر ایسا کہ دین درستی ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے

اے میرے ساتھیو قید خانے کے بھلا جدا جدا کئے رب اسے ہیں کہ ایک اللہ بزرگ

گستا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو چھانین آئی کہ آدمیوں سے استعانت کرنے ہو گئے
اپنے عزت و جلال کی قسم ہے میں تجھے کئے برس تک محبس میں پڑا رہنے دوں گا کیا باعث
نے اسے جہنم و تو کو کہ میرا رب میری گرفتاری میں مجھے رہی ہے جہنم نے کہا ہاں کسا
پھر تو مجھے کچھ پروا نہیں فخر خوب خیال رہے کہ یہ مضمون کمال عظمت و سنی و عنایت آتی پر
دال ہے ورنہ نہ میر منوع ہے نہ استعانت ناجائز بلکہ یہ قطع کامل و توکل محض و حضور
دائم کا کہ غیرت نہ عرض رہے نہ عرض مسئلہ کلذین سے سمجھا گیا کہ تعبیر خواب قطعی نہیں ہوتی ہے
وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَوِيَّاتٍ يَأْكُلْنَ سَبْعَ عِجَافٍ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَوِيًّا يَأْكُلْنَ سَبْعَ عِجَافٍ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ

اور کہا بادشاہ کے بین کے درمیں سات قلعین مونی کہا راجہ انہیں چار سات کوئی اور سات بالیان

خُذُوا حِذْرًا فَاسْتَلِمُوا إِلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ فِيمَا ارْتَمَوْا ۖ ذَرْوَا فِيهَا لُطُوفًا ۚ فِئْتَانٌ مِّنَ الْمُتَّقِينَ ۚ فِئْتَانٌ يَدْعَوْنَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَهُمَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۚ فِئْتَانٌ يَدْعَوْنَ إِلَى الْفِتَنِ لَوْنُهُمْ قَاسٍ وَخُدُوعُهُمْ قَاسٍ ۚ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُتَسَاوُونَ ۚ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنَةُ ۖ أَكَفَرُ الْكَاذِبِينَ ۚ

سید احمد دہلوی حضرت اے سرور جواب دوں مجھ میں غلاب کا اگر ہوں غلاب کے لیے تغیر دینے

بعد اس واقعہ کے ایک دن ہاوشاہ مصر بیٹے ولید بن ریان نے کمائین سے خواب دیکھا کہ سات سو بی بی گائیں ہیں ان کو سات دُہلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات تروتازہ بالیان ہیں اور دوسری سو کھمی جوئی اسے مقرر ہاں بارگاہ دارباب فضل و نظر اگر تم تعبیر خواب دے سکتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر دو۔

فَالْوَأَصْفَاتُ أَحْلَامٌ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعِلْمِنَا

پروٹسٹان خواب بین اراکین جم ساتھ تعبیر خواب پریشان کے عالم

لہذا مفسرین نے کہ تمام کاہن اور فال گنڈے والے نجومی جو دربار شاہی میں حاضر تھے
عرض کرنے لگے اے بادشاہ یہ خواب پریشان ہیں ایک کو دوسرے سے ربط نہیں اور ہم
ایسے پریشان خوابوں کی تفسیر نہیں جانتے اس لیے کہ یہ قابل تفسیر نہیں۔

وَقَالَ الَّذِي نَجَّاهُمَا إِذْ كُنَّا فِي الْكَفْرِ إِنَّكُمْ لَعِندَنَا لَبِيبٌ مُؤْتَىٰ

اور کہا اُسے کہ خجرات پالی یعنی دوست اور یاد کیا بعد موت کے میں بنادوں گا تنکو تفسیر اُسکی پس مجھے خبر

یوس کو بعد مدت حضرت یوسفؑ کا قول یاد آیا اور بولا اسے بادشاہ میں مجھے اس خواب کی
تفسیر سے مطلع کر دو گا تو مجھے مجلس میں بھیج دے۔ فہ صان ظاہر ہے کہ آیت بالا میں
شیطان نے اسی کو بھلا یا تھا۔ اعراس کہا جن عباس نے قید خانہ شہر میں نہ تھا کسا
ض نے کہ یہ قید خانہ جو مصر میں تھا اور وہاں حضرت موسیٰؑ نے مسجد بھی بنائی ہے۔

۱۰ عشر
جمع غریب
کرا کا ابرہم
مطلوب ہے
پیشانیوں پر
لگا تھا اندھا
غفلت کو یوں
سٹے اس کے
جمع غشت کو
سلا حاکم

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ عَجَائِفٍ

یوسف اے سید عالم سنیو کہ سات گارون میں کسوں میں کھائے جاتی ہیں بکریاں دہلی

وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خَضِرٍ وَأَخْوَرٍ لِّسَبْعِ لُحَى الرَّجْعِ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ

اور سات ہالیاں سبز اور دوسری سوکھی ہیں تاکہ میں پھرون طوت آدمیوں کے تاکہ وہ جانیں

یوسف نے قید خانے میں جا کر کہا کہ اے یوسف سب سے جواب دے تو ہم کو سات سوئی بگایوں میں جنکو سات دلی کھائے جاتی ہیں اور سات سبز یا یون اور دوسری خشک ہیں کہ میں آدمیوں کے پاس جا کر اسے بیان کروں تاکہ وہ تمہارا سلی جان لیں۔

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ ذَاكَ لِمَ أَصْدَقْتُكُمْ فِي سُنْبُلَاتٍ لَّا أَقْلِيلُ لِمَ تَأْكُلُونَ

کہا ہو دے تم سات برس برابر پھر جو کا تو تم بھوڑو اسے ہالی میں لکے مگر تھوڑی اس کو کھاؤ گے

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ لَّا أَقْلِيلُ لِمَ تَقْرَأُونَ

پھر آئین سے بعد اگلے سات سخت کھا بیٹے وہ کھائے دے اگلے لکے مگر تھوڑی اس سے

تُخْصِنُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يَغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْرِضُونَ

جمع کر رکھیں پھر اس کے بعد اگلے سال آئین ہائی برساتا پائے آدمی اور میں پھوڑیں گے

کہا یوسف نے تم سات برس برابر کھیتی کرو گے اور بارش اچھی ہوگی پس جو کا تو اسے اُس کی ہالی میں محفوظ رکھنے دو مگر تھوڑا غلہ جو کھاتے ہو پھر ان سات برسوں کے بعد سات برس ضایت سخت آئینے جو پہلے غلہ جمع کیا ہے وہ کھا لیں گے مگر تھوڑا جو جمع کر رکھیں اور آئینہ راحت کے کام آئے پھر وہ زمانہ آئے گا جس میں بارش ہوگی میرے پیدا ہونے کے اگلے شربت پھوڑیں گے

وَقَالَ لَمَلِكٍ ائْتِنِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسْأَلْهُ مَا بَالُ

اور کہا بادشاہ کے لاؤ تم میرے پاس اسے پھر جب آیا اس کے فرستادہ کہا پھر جا طوت ایسا کہ پھر یوسف کی حال پر

جَبْ يَبُوسُ نَ بَادِشَاةُكَ النِّسْوَةَ الْفَوْطَعْنَ اَيُّهَا الْمَلِكُ اِنِّي نَبِيٌّ عَلِيمٌ

کہا یوسف کہ میرے پاس عورتوں کا بھون نہ کائے ہاتھ اپنے پیشک پہرا لکے کوئے پھوڑیں گے

پاس آیا آپ نے کہا اپنے مالک کے پاس پھر جا اور اس سے دریافت کر کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے مالک کا

لیے تھے یعنی وہ سچی ہیں یا جھوٹی بخاری فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَتَوَكَّلْتُ فِي رَجْعِي مَا آتَاكَ

يُوسُفُ لَا حِجْبَ لِلدَّيْنِ اکر میں اس قدر قید رہتا جس قدر یوسف قید رہے تو بلا تردد بلا ڈولے کی بات مان لیتا یعنی

مجھے یہ صبر نہ ہو سکتا کہ باوجود جس طویل بدون صفائے کامل و رنج الزام قید خانے سے نہ نکلیں اس سبب سے

کہ حضرت یوسفؑ احوالے دھان و اٹام و کا دو تون سے صحبت کر آسان جانتے تھے اندر شان پر کمال
تقریب کی اور یہ شان ہے کمال غیرت کی جو شان انہیا سے ہے لیکن ہمارے معذور کا ارتقا و ترقی
نہو سکا کمال مجبور و فروتنی پر اودم اعتماد نفس پر مبنی ہے کہ حضرت یوسفؑ کا یہ تفہیم اس لیے نہ تھا کہ ان
عورتوں کا راز فاش ہوا نہ آپ پاکدامن سمجھے جائیں بلکہ یہ بھی ایک امر متعلق منصب نبوت تھا کہ بغیر وصیت
بدگمانیاں دور ہوں لوگ پیغمبر کی طرف بُرا خیال کرنے سے ہلاک نہوں آپ کی بات نہیں نہجات
پائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا بادشاہ نے امین بنایا ایک عالم گمراہی چھوڑ کر ماہ راست پر آیا۔

قَالَ مَا خَطْبُكَ أَیْذَا وَذَلَّكَ یُوسُفُ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْعٍ
کما کہ اس حال تھا تھاں جہولہ سنگاری کی لئے یوسفؑ کی اسکی ذات سے یوں پاک ہو ہر نہیں جانی تھے اس پر ہر

بادشاہ نے عورتوں کو جمع کر کے دریافت کیا کہ حقیقت حال بیان کر دو تم نے یوسفؑ سے خواہش کیا
کی یا انہوں نے نظر بد ڈالی سب یوں اللہ پاک سے کوئی برائی اور بدبختی معلوم نہیں کی کہ
اطلاق عبارت سے واضح ہے کہ نہ ابتدا میں یوسفؑ سے متحرک ہوئی نہ آخر میں رغبت۔

قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِیزِ اِنَّیْ اُحْصِصُ لِحَقِّیْ اِنَّہَا وَذَلَّہُ عَنْ نَفْسِہِ وَانْتَہٰی لِحَصْرِہَا
بال عورت عورت کی آپ کھل گیا حق میں نہ خواہش کی اسکی ذات سے اور شیک وہ بھونچا

ذہیانے کہا اب حق بات ظاہر ہو گئی میں نے ہی یوسفؑ سے خواہش کی اور وہ اپنے دعویٰ بریت میں سچے ہیں
ف حضرت یوسفؑ نے ذہیان کا نام نہ لیا اور کہا کہ ان عورتوں کی تحقیقات کیجائے جنہوں نے ہاتھ کاٹے تھے
حالانکہ زیادہ تر اتھام و الزام جس دو تون نے ذہیان ہی کی وجہ سے حق کہا صاحب تفسیر کہہ رہے کہ یہ عرض ہمارا حق
ذہیان و عصمت عزیز تھا ف ممکن ہے کہ حضرت یوسفؑ نے عزیز کے حکم کی مخالفت نہجانی ہو جیسا کہ اُسے سکا
دفعہ حق بحق ہذا ام آپ اس ذکر کو جانے دیجیے لیکن بدون درخواست ذہیان کا اقرار بغیر اظہار کمال طہارت
بریت یعنی تھا اور ممکن ہے کہ اس مدت میں ذہیان نے دایع تشن میں اور ترقی کی ہو اور صفای مزید حاصل ہوئی ہو پس باہنی
توہن بمقابل بریت محبوب پسند آئی ہو یا جو کہ ذہیان نے معلوم کیا ہو کہ یوسفؑ اپنی بریت کو بدل پسند فرماتے ہیں ہمیں
رضا سے محبوب اپنی عزت پر مقدم سمجھی ہو کہ یوسفؑ آتین دال ہن کہ دالان یوسفؑ پر کہیں داغ و ثبوت تھا

ذٰلِکَ لَعَلَّہُمْ اٰتٰی لَمَّا اَخْبَنَہُ بِالْغِیْبِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخٰفِیْنَ
تاکہ جائے وہ کہیں نے میں خیانت کی اسکی ظاہر اور شیک اللہ نہیں نام پر ہوتا کر خیانت کرنے والے

حضرت یوسفؑ نے بعد تحقیقات کہا کہ یہ بریت اس لیے تھی کہ عزیز مصروف لے کہ میں نے حق اسکی خیانت نہیں کی اور اللہ قائل
خیانت کرنے والوں کا کر سکتے ہیں نہ تیار اگر میں سچا نہ ہوتا تو میری بات ہمیشہ سچائی اور یہ عورتیں ظالم نہ تھیں نہ جانی دگ نہ پائیں

یٰۤاَيُّهَا سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ نَفْسِیْ سُوْرَةُ یٰسِف

کھید جب یوسف نے اپنی بریت کی تو جبریل نے کہا اسے یوسف جب تک کہ بھت مائے میں نہ لیا
کا قصد کیا تھا کیا تب بھی خیانت نہیں ہوئی آپ نے کہا

وَمَا اَبْرٰی نَفْسِیْ اِنَّ النّٰفْسَ لَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ اَلَا مَآ رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور نہیں دیکھا کہ میں نے اپنے نفس کو کتنا برا کر دیا اور کتنا برا کر دیا اس قدر کہ مجھ کو اپنے رب کے بیشک بے غور و رحیم ہے

میں اپنی برائت اور پاکی نہیں کرتا اس میں شک نہیں کہ نفس بری باتوں کا حکم کرتا ہے مگر اس قدر کہ اس قدر کہ

کرے بیشک میرا رب غفور و رحیم ہے اس آیت میں مفسرین نے دو تفسیریں کیں ہیں کہ ایک یہ کہ

تاک کہ یوسف کا تھا یہ کہ زلیخا کا قول تھا اور ترجمان القرآن میں ابن تیمیہ سے اس دوسرے قول کی

تائید نقل کی اور کہا کہ انکی ایک تفسیر ملکہ اسباب میں جوف کو نظم ظاہر اسی کو چاہتا ہے کہ یہ

مقولہ زلیخا کا ہو اس لیے کہ کوئی نفس نہیں مگر متانت معانی و دلوئی حقیقت اس قول کی تیار ہی ہے

کہ یہ نور شکوہ نبوت سے جو اور یہ اسرار خزانہ معرفت سے زلیخا اس وقت تک ایمان نہ لائی تھی پھر ایسی

بات کہ میں خائن بالغیب نہیں اور خائن کلیاب نہیں ہوتا اور نفس امر بالسوء ہے اگر توفیق سبحانی دستگیر

نہو۔ اسے کمان سے معلوم ہوئی اور صرف اس واسطے کہ حضرت یوسف پر شبہ خیانت نہ آنے پاسے یہ تلف

غیر ضروری ہے اس لیے کہ یہ سوال جبریل اگر ضرور ہوا تو قطعی یوسف کا قول بھی ہے اور نہیں ہوا تو چاہے

زلیخا کا قول ہو یا یوسف کا موجب الزام نہیں اور ممکن ہے کہ جبریل کا سوال بھی ہوا ہو تب بھی عصمت یوسفی

میں دھبا نہیں لگا اس لیے کہ یہ دعویٰ کہ خیانت نہ ظاہر نہیں ہوئی نہ غیب میں چاہتا ہے کہ خطرہ فاسد بھی نہ

گزارا ہو اور قوت شہوائیہ کو حرکت بھی نہ ہوئی ہو اور بیشک یہ ام خلاف ظاہر قرآن ہے اس لیے کہ ہم ضرور ہوا

کسی تاویل سے ہولند اجبریل نے اعتراض کیا اور آپ نے یہ عذر پیش کیا اور ممکن ہے کہ جبریل کا سوال نہ ہوا ہو اور

آپ نے تعلیم یہ زیادہ کیا کہ سچ کو اپنے نفس پر افتخار نہ چاہیے یہ سب فیض حضرت و توفیق فیہ ہے حاصل

سیلق عبارت سے واضح ہے کہ حضرت یوسف کو برے خیال اور برے عزم کی ہوا بھی نہ لگی تھی و اماں نبوت و

دائع فسق کیا ممکن ہے مگر تعلیم و تواضع فرمایا کہ میں اپنے نفس کی برائت و پاکی نہیں بیان کرتا بلکہ وہ

خالص ہے اور میرا رب غفور ہے اور یہ تمام طہارت و بہارت اللہ کی رحمت و توفیق سے حاصل ہوئی و

فستقی کو اپنے نفس پر اعتماد اور تقویٰ پر تہا نہ چاہیے بلکہ آپ کو ملزم جاکر توفیق الہی کا شکر گزار و امیدوار ہے

یہاں پر ایک اور بات یہ کہ یوسف کا یہ قول تھا کہ میں نے اپنے نفس کو کتنا برا کر دیا اور کتنا برا کر دیا اس قدر کہ مجھ کو اپنے رب کے بیشک بے غور و رحیم ہے اس آیت میں مفسرین نے دو تفسیریں کیں ہیں کہ ایک یہ کہ تاک کہ یوسف کا تھا یہ کہ زلیخا کا قول تھا اور ترجمان القرآن میں ابن تیمیہ سے اس دوسرے قول کی تائید نقل کی اور کہا کہ انکی ایک تفسیر ملکہ اسباب میں جوف کو نظم ظاہر اسی کو چاہتا ہے کہ یہ مقولہ زلیخا کا ہو اس لیے کہ کوئی نفس نہیں مگر متانت معانی و دلوئی حقیقت اس قول کی تیار ہی ہے کہ یہ نور شکوہ نبوت سے جو اور یہ اسرار خزانہ معرفت سے زلیخا اس وقت تک ایمان نہ لائی تھی پھر ایسی بات کہ میں خائن بالغیب نہیں اور خائن کلیاب نہیں ہوتا اور نفس امر بالسوء ہے اگر توفیق سبحانی دستگیر نہو۔ اسے کمان سے معلوم ہوئی اور صرف اس واسطے کہ حضرت یوسف پر شبہ خیانت نہ آنے پاسے یہ تلف غیر ضروری ہے اس لیے کہ یہ سوال جبریل اگر ضرور ہوا تو قطعی یوسف کا قول بھی ہے اور نہیں ہوا تو چاہے زلیخا کا قول ہو یا یوسف کا موجب الزام نہیں اور ممکن ہے کہ جبریل کا سوال بھی ہوا ہو تب بھی عصمت یوسفی میں دھبا نہیں لگا اس لیے کہ یہ دعویٰ کہ خیانت نہ ظاہر نہیں ہوئی نہ غیب میں چاہتا ہے کہ خطرہ فاسد بھی نہ گزارا ہو اور قوت شہوائیہ کو حرکت بھی نہ ہوئی ہو اور بیشک یہ ام خلاف ظاہر قرآن ہے اس لیے کہ ہم ضرور ہوا کسی تاویل سے ہولند اجبریل نے اعتراض کیا اور آپ نے یہ عذر پیش کیا اور ممکن ہے کہ جبریل کا سوال نہ ہوا ہو اور آپ نے تعلیم یہ زیادہ کیا کہ سچ کو اپنے نفس پر افتخار نہ چاہیے یہ سب فیض حضرت و توفیق فیہ ہے حاصل سلیق عبارت سے واضح ہے کہ حضرت یوسف کو برے خیال اور برے عزم کی ہوا بھی نہ لگی تھی و اماں نبوت و دائع فسق کیا ممکن ہے مگر تعلیم و تواضع فرمایا کہ میں اپنے نفس کی برائت و پاکی نہیں بیان کرتا بلکہ وہ خالص ہے اور میرا رب غفور ہے اور یہ تمام طہارت و بہارت اللہ کی رحمت و توفیق سے حاصل ہوئی و فستقی کو اپنے نفس پر اعتماد اور تقویٰ پر تہا نہ چاہیے بلکہ آپ کو ملزم جاکر توفیق الہی کا شکر گزار و امیدوار ہے

وَمَا كَانَ الْمَلَأُ الْيَهُودَ قَوْمًا مُسْلِمِينَ

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد از آن تمام می و تعدیل

گوہار سے پاس لے کر وہ ہم آج ہی کراچی پاس پہنچا صاحب گنت ہر امانت داری انہیں اپنی مصاحبت و

قرب خاص میں رکھیں گے انفسہ سے ظاہر ہے کیا دشاہ کو یہ منظور نہ تھا کہ بسف دوسروں کے

اختیار میں اے۔ نہ سب کو تعلیم دینے کی ہمت ہے اور نہ سب کو ایک جزا سے اس مسئلہ پر ہر ایک کی

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِنَا فَتَدَارَكُوا أَلَمًا لَّيِّنًا

پھر یہی ہے جو اسرار پر ہے اور باریک بینی سے دیکھ کر اس میں اسرار کا پتہ چلتا ہے۔

یہاں اور کئی ایسے مقامات پر یادگاروں کی تعمیر ہو چکی ہے اور یہاں پر ان کی تعمیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

میلو بے بی یادنا و سرور باین جا سا کھا بس عت میں بات لرا آپ سے جواب سچ پاوا دیں میو بے

[illegible]

و میسر و امین ہو۔ پھر بلاد اسطہ بعیر جواب سی لیسیر موجب حسن اعتقاد بادشاہ اخلاق حمیدہ یوسفی ہو

۱۶۱ کا کمال علم یعنی وہ تعبیر مجلے بیان سے کامین اور ساحر اور تمام اہل علم و فصل سلطنت مصر کے

عاجز تھے! کمالِ ادب کہ مورتوں کے باب میں صرف اپنی برائت چاہی کسی کی نفی و تصریح نہ کی

۱۴۔ اس قدر صبر و ثبات جو اس طولِ مجلس میں ظاہر ہوا، طہارتِ کامل و برائتِ کلی سے مدحِ خوانی

ہوس و فکال، ذکاوت و تدین و تمدن و ذکاوت تو ترقی و ترقی سے ظاہر اور تدین و محبت و طہارت سے

افسوس اور تہنن اُمّ مشرے سے جس کا ذکر آتا ہے مفہوم یہ کہ جب بادشاہ نے منہ ذاک تعسّفیہ لاء کیا

سبحانك انت علام الغيوب

[illegible]

ہر بے سست ساری اسے یہ کہے کہ موت کیسے ہوتی ہے؟

پادشاہ نے کہا اس اسم کا لون دسہ دہا رہو تا ہے آپ نے فرمایا۔

فَقَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَدِائِي لَأَرْضِي، إِيَّاهُ حَفِظَ عَلَيْهِ

کما مقررہ کرنا زمین کے زمین حاکم و ناظم

فرمایا کہ یہ انتظام مین کر سکتا ہوں مجھے آپ ملک محروسہ کے خزانہ پر مقرر کردیکئے مین علمبان بھی ہوں

نہیں بلکہ انہوں نے اپنے تمام اہل بیت کو اپنے لیے زمین محمدیہ شاہ

مفسر سوال امین نہ کہا حالانکہ اسکی ضرورت زیادہ تھی جواب ایسے کیمانت تو بادشاہ خود تسلیم

کر چکا تھا۔ اس مقام پر دو مجتہدین ہیں، اول حضرت دوست نے اس مشرب سے کہا، شاہِ فل

جس کے چنگے اور خزانے پر گریب اور تقسیم ہو دوسرے۔ صورت اختیار و عام نظریہ کی پیدا کی
 جواب : یہ تدبیر ایک دقیق اصول حکمت و حسن انتظام پر مبنی تھی تاہم یہ ہے کہ ارکان اور کثرت
 لئے ذالی چیز کی ضرورت تھی اور مصارف زوائد قدرتی طور پر بڑھ جاتے ہیں اور گران کیا ہوگی
 ضرورتیں خود بخود کم ہو جاتی ہیں برف اور گرم ملکوں کی رغبت دیکھو اور وہ زمانہ جب برف بنانے
 کی کلین نہ نہیں تھیں کتنی چیزیں اور تدبیریں برف کے قائم مقام اور کس قدر اسکا خرچ قلیل تھا
 اور آج کل دیکھو ہر کس تا کس برف پر دم دیتا ہے۔ اگر ایک ملک کے مصارف کا اندازہ ہو تو وہ حامل
 آدمیوں کی غذا و اودارے میں جانور اور دوسرے کام میں ہیں اگر قحط سالی میں عام اختیار ماتی
 رہیں تو قحط سالی دن میں غلہ مجتمع تمام ہو جائے۔ اور آدمی ہلاک ہوں اور منظم طور پر فراہم کر کے جب
 ایک اندازہ سے تقسیم و فروخت ہوا تو صرف نامہ موقوف اور تقسیم سادی ہو گئی موت ہم سب ہی کی صورت
 میں بدل جائیگی اور جو مصیبت کسی خاص گروہ کے لئے تھی وہ قحط سالی تقسیم ہوگی اور کمال
 انتظام ہی پر نہ ہر آسانی و سہولت عام طور پر منتظم ہو۔ یہ صورت احتکار نہیں ہے اسلئے کہ احتکار یہ ہے کہ
 غلہ گران میں یہ نیت گران فردشی خرید کر بند کیا جائے اور یہاں ارزانی اور شانابی میں جمع کیا گیا نیت
 گران فردشی نہ تھی بلکہ عام پرورش مقصود تھی مسئلہ غلے کی تجارت نہ احتکار پر نکرہ امت حرمین میں
 صحابہ کے سو کوں تھا جو غلہ فروشی کرتے تھے احتکار یہ کہ جب نرخ گران ہونے لگے تو کھاؤ کی چیز کو
 اس نیت سے کہ اور گران ہو لے تو فروخت کر دینا۔ ایسے مقام سے جہاں کلی پیداوار پران ہو گئی ہے
 خرید کر بند کر رکھے اور منتظر ہو کار سے پس آج ہماری ملک میں احتکار نایاب ہے اسلئے کہ کسی مقام
 کے آدمی ایک مقام کی پیداوار پر اتکاف نہیں کرتے بلکہ جہاں میوہاں سے آجاتا ہے تو جہاں تمام
 لہ ہیں مسدد و دنون احتکار نہ ہوگا۔ و و ہم حضرت یوسف نے طلب امارت کیوں فرمائی حالانکہ حدیث
 میں وارد ہوا مَن ابْتَغَى الْقُضَاءَ دَسَّالٌ وَ كَلَّ إِلَى نَفْسِهِ وَ مَن آكْرَهَ عَلَيْهِ اَتَوَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا
 یُسَلِّیْ دُكْرًا (ترمذی) جسے خود منصب قضا کی تلاش کی اور سوال کیا اپنے نفس کی طرف ہر کر دیا
 جاتا ہوا در جو سبب قاضی بنایا جائے اللہ تعالیٰ اسے لیے ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ اسے درست و ہموار
 رکھے جو اس لیے مالعت و وامردن کے اعتبار سے ہے۔ طلب جاہ جو ذریعہ کبر و تفاخر و ہلاک ہے
 اعتماد اپنے مدد و حزم و عقل پر جو محب غرور ہو اور خان نبوت ان دونوں سے بالاتر ہے۔ دفع نبوت
 اظہار وادعائے لیے ہو کہ ایمان واجب اور احتکار کفر ٹھہرے۔ اور بنا سے ایمان اخفا ہے تاکہ ریا و تکبر
 پیدا نہ ہو۔ پس احکام نبی کے غیر غنی کے مثل نہیں ہو سکتے۔ نبی کا نفس معصوم ہوتا ہوا اور مثل اس کا

معدوم۔ اور یہ منع تب کہ نفس پر اطمینان نہ کیا دوسرا لائق تر موجود ہو۔ حضرت یوسف کے زمانے میں غالباً لوگ کافر تھے انکی حکومت میں ظلم و فتنے کے سوا اور کیا توقع تھی اور آپ کو بحیثیت نبوت مخلوق کی خبر خواہی لازم تھی اور یہ امر ایک عمدہ مسائل سیاست سے تھا جسکے اثر نے تمام مصر کو ملیح بنالیا پس انکار بعض اکابر کا اور طلب اصرار بعض اکابر انہیں وجوہ پختی ہر الوداد و من طلب قضاء المسلمین حق بنالہ لَمْ غَلَبَ عَبْدُ لَهُ جَوْرًا فَفَلَهُ الْجَنَّةُ جس نے مسلمانوں کے قاضی بننے کی خواہشگاری کی اور قاضی بن گیا پھر اس کے عدل نے ظلم کو منلوب معدوم کر ڈالا تو اسے جنت دے۔ **سُئِلَ طَلِبُ قَضَائِهِمْ نَبِيْنٌ حَتَّى اس میں مزید نفع عام مقصور نہ ہو** **سُئِلَ قَبُولُ خِدْمَتِ قَضَائِهِمْ خَوْفُ جَوْرِ غَلَبٍ بَلْ غَيْرِ قَسَمٍ** یا مہد مزید عدل و احسان اور اگر دوسرا قاضی نہ ملے تو واجب ورنہ مباح ہے۔ **سُئِلَ** ہمارے زمانے میں ایسا ہے کہ قانون جو مدار حکم ہے قبول امارت جائز نہیں اور یہ عندکہ یہ نسبت دوسرے حکام کے گو نہ انصاف و اتباع اسلام ضرور ہے در صورت ارتکاب مظالم و مجربات قابل انقادات نہیں

وَكَذَلِكَ مَكْنَا يُوْسُفَ فِي الْاَمْرِ هُ يَتَبَوَّءُ مِنْهَا جَنَّتْ نِشَاءً وَنُصِيبٌ وَرَحْمَةً اَوْ رَاسِي جگہ دی جسے یوسف کو زمین میں جگہ کرنے اس سے بطرح چاہتے ہوئے چاہتے ہیں رحمت ہا **مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ اَجْرَ الْحَسَنَةِ وَلَا نُجْزِي خَيْرَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ** جسے چاہیں اور نہیں ضائع کرتے ہم ثواب نیکو کا اور اللہ اجر آخرت کا چھوڑا نہ کرے جو ایمان لا اور تھے اور نیکو الے

جسے یوسف کو مصر میں ایسے ہی تمکین دی جہاں اور بطرح چاہتے دخل تصرف کرتے تھے ہم اپنی رحمت سے چاہتے ہیں پورا نچا دیتے ہیں اور ثواب نیکون کا ضائع نہیں کرنے اور آخرت کا ثواب ایمان دار متقی کے لیے اچھا ہے۔ **فَ اٰتٰتِ** میں چار امر ہیں انکلیں و اقتدار دینا دی جسکی تفصیل آتی ہے رحمت سے مراد نبوت اور تمام فضائل ہیں جسکے جامع حضرت یوسف تھے۔ ابراہان دینا میں یہ گو تمام نعمتوں کو شامل ہو مگر غالباً کیا یہ جز لینا کے اس قصے کی طرف ہمیں آپس فایت درجے کا احسان تحفین ثابت ہوا جو آخرت جو بفضلہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو کامل اور سب سے زائد ملے ہوگا مختصر قصہ زلیخا کا صاحب حدائق الحقائق نے جب یوسف علیہ السلام محبس سے نکلے اور بادشاہ کے مقرب ہوئے اور عزیز مصر بنایں مرگیا زلیخا پریشان حال ہوئی عزیز مصر سرپرست تھا نہ باخوشی اقرار یہی جو ملک امین کے بادشاہ مستقل تھے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوا گئے مال متاع آشفگی و دیوانگی کے نذر ہوا جو یوسف کا نام لیتا زلیخا رو جو اہر اہر پاتا آخر کار مفلس ہو گئی مصائب متواتر نے نور نظر اور حسن منظر اور رفعت

ع
جہن
یوسف

بازو سب تالیح کی سیچا پڑی مصیبت کی باری کلی میں گزیر کر تی اور مجھو پڑے میں بقدر محل سراے
 محبوب پڑی رہتی آج تک مذہب قدیم پر بت پرستی کرتی تھی اور ہمیشہ اس پتھر سے یوسف کو مانگتی تھی
 تمام اسباب منقطع ہو گئے فیضان خدمت صدیق و درگت محبت پیغمبر مذہب عشق کامل نے دستگیری
 کی تبت سے کہا جب تجھے کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر کس کام کا قسم کو توڑا اور حضرت صمد سے جسکی حمد خدا زبان
 یوسفی سے سنی تھی رجوع کی اب کیا تھا دریا سے رحمت جوش میں آیا یوسف کے دل میں گدرا کہ آخر وہ
 دلدادہ کس حال میں جو ساری طلب فرمائی دل میں جستجو سے زلیخا بظاہر سہرہ نماش کرتے ہوئے کو چڑھایا
 میں گزرسے۔ زلیخا کو توڑ کے یوسفین ستایا کرتے اور وہ راہو پیر آتی آج بھی حاضر تھی سواران شاہی و جلوس نکلتا
 جوق جوق گزرتا مگر زلیخا کو کچھ التفات نہ تھا جب وہ شمسوار رضای دل قریب آیا گونا بیتائی تھی مگر دل
 میں وہی روشنائی تھی زلیخا دوڑی اور چاہا کہ نقش قدم کی طرح زمین بوس ہو ملا زمین شاہی نے مانعت
 کی زلیخا نے باوازا بند کہا پاک چہرہ ذات جسے غلام کو طاعت سے بزرگی دی اور بادشاہوں کو مصیبت سے
 ذلیل کر ڈالا یہ نعرہ دلدوز شکر حضرت یوسف نے استفسار فرمایا کہ یہ ضعیفہ کون ہے عرض کیا گیا زلیخا ہے
 ارشاد ہوا کہ خلوت میں حاضر کرو جب حضور میسر ہوئی اور تمام حوادث گذشتہ بیان ہو چکے حضرت محبوب سے
 خطاب ہوا اے زلیخا اب کیا جاہتی ہے عرض کی تین اہل بنیائی عطا ہو دعا فرمائی انگبین کھل گئیں۔ حال دست
 دیکھا تمام غم بھول گئی عرض کی جوانی عود کر آئے دعا فرمائی وہی شباب ہی حسن و جمال غایت ہوا عرض کی
 کہ اب خدمت سے ممتاز اور مواصلت سے سرفراز ہوں یوسف نے سکوت کیا تھا کہ جبریل امین آئے اور کہا اے
 یوسف صدیق حضرت جل جلالہ سے ارشاد ہو رہا ہے کہ آج تک زلیخا نے تجھے تدبیر و حیلہ سے طلب کیا محروم رہی
 اب ہم سے مانگتی ہو اور تیرے ہی لیے ہم سے صلح کی ایمان لائی اسکی درادول بر لا حسب حکم نکاح کیا گیا حضرت
 یوسف نے زلیخا کو باکرہ پایا اور سبب پوچھا معلوم ہوا کہ یہ امانت ابتداء سے محفوظ رہی ایک دن تک مستی
 شبانہ روزی میں گزری عشق مجازی نے جلوہ حقیقت دکھایا یوسف نے زلیخا کے لیے محراب عبادت بنادیا ہمیشہ
 مصروف عبادت رہتین اور جمال جان آرا سے یوسفی میں مشاہدہ حسن ازل کرتین ایک شب یوسف نے چاہا کہ
 زلیخا پاس سے بنائے اور وہ مشتاق عبادت یقین انھیں تو آپ نے دامن پکڑا اور کشاکش میں پیرا ہن
 بھٹ گیا زلیخا نے کہا اے یوسف یہ اوس دن کا بدلا رہی میں نے آپکا تمبھس بھاڑا اور آپ مجھے گزبان تھے
 آج آپ کے میرا اس چاک کہا اور میں لذت ذکر و عبادت کی خواہان ہوں ہم تم برابر ہو گئے اے یوسف آپکی کشت
 سے میرے دل میں شعلہ عشق اکی پھر کا اور حسن خانک ہوا دوسرے مل گئی پھر زلیخا سے اولاد ہوئی اور مدت
 تک بعیش و عشرت بسر ہوئی مختصر ذکر امارت کا صاحب صدائق الحقان نے کہ بعد اظہار حقت

یوسف بادشاہ نے مرکب خاص و جلوس شاہی و وزیر زمان پر بھیجا کہ یہ سخت کو لاہین اور لاہنہ بکمال عبادہ
جلال دربار شاہی میں آئے اور بعد کلام و تہنیر خواب ایک سال بادشاہ کے پاس رہے بادشاہ نے ان کو
ملکی و قاضی علمی میں آپلا اور اسحاق لیکر اپنا وزیر بنایا آپ نے حکم دیا کہ زراعت بکثرت کی جائے اور فک
زائد از ضرورت جمع رہے اور قریب مصر کے ایک مکان وسیع بنوایا جائے جو چندہ میں طویل اور چندہ
میل عرض تھا اور ہر قسم کا غلہ بیان جمع ہونا ایک شب بادشاہ سوتے سوتے اٹھا اور کہا اے یوسف میں
بھوکھا ہوں آپ سمجھ گئے کہ قحط آگیا۔ یہ سات برس نہایت سخت تھے آپ نے اذن عام دیا کہ جہاں بھی چاہے
قحط خریدے پانچ برس تک نقد و جنس زمین و مکان بیچ کر لوگ اناج خریدتے رہے۔ چھ برس جب
کچھ نہ ہوا تو لاہیجی اور ساتوین برس خود بیک گئے۔ تمام آدمی حسن تدبیر و لطف تفسیر و اخلاق و کرم عظیم
یوسفی سے منہر تھے آپ نے بادشاہ سے کہا تو نے دیکھا میرے رب نے کیا کیا اب تیری کیا رائے ہو وہ بولا
میں او دہر ملک آپکا ہر جو چاہے کیجے جیسا کہ حیث ایشاؤ سے مفہوم ہوا الغرض بعد اجازت شاہی آپ نے
فرمایا میں نے تمام رعایا سے مصر کو آزاد کر دیا اور انکی زمینیں اور مکان انھیں بخش دیئے۔ یہ وہ مضمون تھا
جسے تمام مصر کو یوسف کا غلام بنالیا لطیفہ صرف اس انتظام پر کہ یوسف کو عہدہ نے خریدتی سب مانہ نکالے
نے تمام مصر کو اپنے یوسف کا غلام زر خریدہ بنا دیا اور اس خدمت میں کہ اہل مصر نے یوسف کی تکریم و
پہرہ کی امتداد تھانے۔ نے تمام مصر کی جان انکی تدبیر سے بچوائی اور اس الزام پر کہ آپکو مجموعہ رکھا قیہ
بہشت سالہ یعنی قحط عام کر دیا گیا آپ ایام قحط میں حکم سیر نکھاتے لوگوں نے کہا یہ بیخوشی اور گرسنگی فرمایا
دیر تا ہوں کہ کوئی آدمی بھوکا ہوا زمین آسودہ شاہی باور میں نے میں حکم تھا کہ وہ بھر کو خاصہ تیار ہو کر
اگر ایک ہی وقت بادشاہ بھی کہتا مانا کہ گرسنگی کا مزہ بھی زبان پر رہے۔ ایام قحط میں اطراف و جوانب سے
جما خلی آتے اور آپکی تجارت و سخاوت سے اسیر و فقیر کامیاب جاتے یہ نہ تھا کہ حد معین سے کوئی آدمی زیادہ
پائے تاکہ آخر کار لاہیجی نو بہر قحط ہی کے ساتھ کنعان اور شام میں پونہی اور حضرت یعقوب
نے اپنے بیٹوں کو غلہ لینے بھیجا

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَقَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُسْكِرُونَ

اور آئے بھائی یوسف کے تو داخل ہوئے انہیں تو پہچانا انکو اور وہ انکے لیے اجماع تھے

پچھ دس بھائی یوسف کے آکر دربار میں بار بار آئے انھیں پہچان لیا گو وہ بوجہ و جلال پہچان سکے

وَكَمَا كَفَرْتُمْ بِجَاهِزِهِمْ قَالُوا تَنْبُؤُنَا بِأَخْرِجْكُمْ مِنْ أَيْكُلِهِ الْاَشْرَافُ اَلَا

اور جب تیار کر دیا انکو سامان انکا کما لاؤ تم میرے پاس بھائی اپنا اہل گھرانہ کیا نہیں دیکھتے ہیں

جب یوسف نے اپنے
 کر دیا تو کہا کہ اپنے اس
 بڑا کرتا ہوں میں اور میں اچھا ہوں مگر

سب سے پہلے پاس لاؤ کیا تم میرے احسانات نہیں دیکھتے کہ میں چاند پر اور تیار ہوں اور اچھا ہوں تو از ہوں۔
 یوسف نے یوسف سے عبرانی میں بات چیت کی اور کہا کیا تم غمزدار ہو کر ہمارے ملک میں آئے ہو؟
 یوسف نے آپ ایسا خیال نہ کریں ہم جو اہر سعدان نبوت اور سلالہ قاذان رسالت سے ہیں ہمارے پروردگار
 یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم انبیاء ابراہیم سے ہیں ہر کوئی لینے کو بھیجا یوسف نے کہا تم کئے بھائی ہو لو لے
 مارو ایک جگہ میں ہلاک ہو اور سارے اس گم شدہ کے مان کے بلن سے جو باپ کے پاس ہے۔ باقی
 اس ہم حاضر ہیں یوسف نے کہا تمہاری بات کی کون تصدیق کرتا ہے یہ بولے غریب لوٹو نہ کی تصدیق کون
 کرے گا۔ آپ نے کہا اچھا اس گیارہویں بھائی کو بھی لاؤ تو مجھے یقین آئے۔

فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِذَلِكَ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِي
 پس اگر نہ آؤ گے تم میرے پاس آئے تو نہیں کیل ہے تمہارے لیے پاس میرے اور نہ تم پاس آئے پاؤ گے
 اگر تم اپنے علاقے بھائی کو چارے پاس نہ لائے تو جان رکھو نہ کیل عطا ہو گا نہ قریب
 قَالُوا سَرَّكَ وَدَعْنَاهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ
 بولے طلب کریں گے ہم اسے باپ سے آئے اور ہم کرنے والے ہیں

وہ بولے اسے عزیز ہم اپنے باپ سے نبیا میں کی نسبت درخواست کر گئے ہمارا کام کہنا ہے یہ ضرور
 کر گئے۔ یوسف نے کہا اچھا تم ایک کو رہن رکھ جاؤ تاکہ اطمینان ہے چنانچہ قرعہ ڈالا گیا اور شمعوں
 کا نام نکلا وہ یسین رہے اور قافلہ وطن آیا

وَقَالَ لِفَتَاتِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يُعْرِفُونَهَا
 اور کہا خادموں اپنے رکھو مال آگے شلیتوں میں رکھو تاکہ وہ پہچانیں اسے

حضرت یوسف نے
 جو مال انہی قافلے کے
 جب پھرین طرت اپنا مال کے تاکہ وہ پہچانیں

انہیں کے شلیتوں میں بھر دیا جب گھر جائیگا اسے پہچانیگا ہمارے احسانات یاد کر کے پھر آئیں گے
 ابوسعود پہچاننے سے مراد حق رو پہچانا لینے انہیں اسکا واپس کرنا ضرور لازم آئے گا

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مَنِ الْكَفِيلُ قَارِئِلٌ مَعَنَا أَخَانَا
 پھر جب پھر طرت اپنا باپ کے بولے ابو باپ بھارے گا کیا ہے کیل تو بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے

<p>جہ یہ قافلہ کنسان لے اپنے باب سے</p>	<p>نَحْكُمُ وَآثَالَهُ لِحَافِظُونِ کیل میں ہم اور ہم انکے لیے محافظین</p>	<p>آیا تو ہمارے پاس سے عرض کی اسے ہر</p>
<p>مہربان ہم سے عزیز مصر نے کیل منع کر دیا یعنی اب ہر کوئی غلہ نہ لے گا تو آپ ہمارے ساتھ ہمارے علاقائی بھائی بنائیں کہ پھر نیچے کہ ہم کیل حاصل کریں اور ہم انکے محافظ رہیں گے</p>	<p>قَالَ مَلَأْنَاكُمْ عَلَيْهِ لَأَكْمَأَ امْنَكُمْ عَلَى اخِيهِ وَمِنْ قَبْلُ قَالَ اللَّهُ خُذْ کہا کیا امین جانوں تلو اس پر کہ جیسا کہ امین جانا میں تلو انکے بھائی پر</p>	<p>پہلے سے پس اللہ اچھا</p>
<p>حضرت یعقوب نے مین کیا تمہیں دیا ہی</p>	<p>حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ محافظ ہو اور وہی براہمراں رب ہمارا کی گنڈ لوتی</p>	<p>کہا بنیامین کے باب امین جانوں جیسا کہ</p>
<p>انکے بھائی دوست کی نسبت اس سے پہلے اعتماد کر چکا پس اللہ ہی اچھا محافظ ہے اور ادرہم الراحمین ہے وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَحَدَّوْا بِصَاعَتِهِمْ رُودَتْ إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا بَانَا مَا بَيْنَ بَنِي</p>	<p>مَدْيَنَ لِمَوْلَى سَاعِ ابْنِي بَانِي بَصَاعَتِ ابْنِي بَحِيرَى كُنِي طَرَفَ انْكِ كُو اَبَا بَحَارَ اَو كَرِيَا جَا بَحِيرَى ہذا بِصَاعَتِنَا رُودَتْ إِلَيْنَا وَنَمْلُ اَمْلِنَا وَنَحْفَظُ اخَانَا وَنُرْكَدَا</p>	<p>اور جب کھولی متاع اپنی پائی بضا صاع اپنی پھیری کئی طرف انکے کو ابا پ بھار اور کر یا ج بھیری یہ بضا صاع ہمارا پھیری کئی ہم پر اور غلہ لا چکے ہوا اور ہم بھی غلہ لے کر اپنے بھائی کی اور بھائی</p>
<p>ادھب انھوں نے اپنے پائی نہ امی طرف واپس کی</p>	<p>كَيْلَ بَعِيرٍ ذَلِكَ كَيْلُ يَسْمِيرَ کیل ایک اونٹ کا یہ کیل لینا آسان ہے</p>	<p>بار کھولے تو اپنی متاع کئی بولے اسے پدربزرگوار</p>
<p>ہکو اور کیا چاہیے یہ مال بھی ہمارا پھیر دیا گیا ہے اور ہم اپنے گھر کے لوگوں کے لیے غلہ لا لیں گے اور اپنے بھائی کی محافظت کریں گوارا ایک کیل اور زیادہ لین گے یہ کیل لینا آسان ہے معاملہ یہ مقدار جو ہم لائے</p>	<p>ہیں قلیل جو پس ضرور ہے کہ اور غلہ لا لیں اور وہ بدون بنیامین مشکل ہے ابو سعود یا یہ کہ ایسا کیل آسان ہو سَلَمَ اَگر بالغ کے پاس مشتری کا مال یا مشتری کے پاس بالغ کی کوئی چیز ملے تو جب تک یہ</p>	<p>یقین نہ ہو کہ یہ مال خوشی خاطر بطور عطا دیا گیا ہے اس کا رکھ لینا جائز نہ ہو گا ایسے ارشاد ہوا (ما بنی ہرہ) قَالَ لَنْ اُرْسِلَ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُوا مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ</p>
<p>کہا ہرگز نہ بھیجوں گا میں اس کے ساتھ بھائی یا تک لاؤں تم لَا اَنْ يَحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا اتَوْا مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ</p>	<p>اللہ کی البتہ وہ دیکھ کر تم سے پاس مگر یہ کہ گیزے جاؤ تم پھر جب دیا یعقوب کو قول اپنا</p>	<p>کہا ہرگز نہ بھیجوں گا میں اس کے ساتھ بھائی یا تک لاؤں تم مگر یہ کہ گیزے جاؤ تم پھر جب دیا یعقوب کو قول اپنا</p>
<p>حضرت یعقوب نے فرمایا میں بنیامین کو تمھارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا جس تک تم اس سے تم نہ کھاؤ کہ ضرور</p>	<p>اللہ کی البتہ وہ دیکھ کر تم سے پاس مگر یہ کہ گیزے جاؤ تم پھر جب دیا یعقوب کو قول اپنا</p>	<p>کہا ہرگز نہ بھیجوں گا میں اس کے ساتھ بھائی یا تک لاؤں تم مگر یہ کہ گیزے جاؤ تم پھر جب دیا یعقوب کو قول اپنا</p>

اسے میرے پاس لے آؤ گے مگر کھجواؤ مجھ پر سی پٹیں آئے ہر جب بیٹے قسم کھائے اور باپ سے
عدو اٹھ گیا تو یعقوبؑ نے کہا اللہ تعالیٰ کا راسخو جو ہم کہتے ہیں فتنہ ایسے لی کا اعتبار مزید
کریں اور اسٹنا اس لیے فرمایا کہ اگر یہ اختیاری میں کوئی آفت آجائے تو یہ ناکوہ کناہ گرفتار بلا ہون
یہ شفقت پروری تھی۔ اور یہ قول کہ اللہ ہم سیکے قول کا کار سادہ بطور تبرک استعانت
باللہ و کمال توکل ہے تکتہ حضرت یعقوبؑ نے دلقول البصیفہ مستکلم مع الغیر ایسے فرمایا کہ
اُنکے ساتھ اُنکی اولاد کی کار سازی بھی حضرت رب العزت سے ہو

وَقَالَ يُبْنِي لَكَ تَدَاخُلًا مِنْ كَاب قَاحِدًا فِي خُلُوعٍ مِنْ أَبْوَابِ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي
کما آئیو میرے داخل ہو ایک دروازے سے اور داخل ہوگی دروازوں سے اور میں کال میں

عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَمَلَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ
تمکو اللہ سے کچھ بھی نہیں مگر واسطے اللہ کے اسی پر بھروسہ کیا میں اور اسی پر بھروسہ کریں جو سارے کو

شہر مصر کے چار دروازے تھے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا جدا جدا دروازوں سے شہر میں داخل
ہو اس لیے کہ گیارہ بجائی اور سب کے سب حسین قوی پہلوان ایک ساتھ چلین تو خوف ہو کہ نظر ہو

نیگے لنگر فرمایا ایک دروازے سے بخاؤ بلکہ جدا جدا و بھر لعلیا فرمایا یہ میری احتیاط اور تدبیر تھا
اُنسی سے تلو کچھ بھی نہیں بجا سکتی حکم تو اللہ ہی کے لیے ہو اور میں اسی پر اعماد کرتا ہوں اور چاہیے

کہ توکل والے اسی پر توکل کریں فتنہ معلوم ہو کہ چشم بد کا اثر ثابت اور احتراز اس لازم ہو
مسلم العین حق فلو کان شئ سابق الفقد سبقتہ العین رشکوہ آنحضرتؐ فرمایا کہ

چشم بد حق لینے ثابت و مؤثر ہے اگر کوئی شے تقدیر اُنسی پر سائی و غالب ہو سکتی تو چشم بد ہوتی دگر نہیں
وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَلُوهُمْ مَا كَانَ يُبْنِي عَمَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَّا حَاجَةَ فِي

اور جب داخل ہوئے جس طرح حکم کیا انکو باپ نے اُنکے غمنا کہ کفایت کر دئے اللہ سے کچھ گمراہی خطر تھا
نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهُ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لَمَّا عَلِمَهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

مجا میں یعقوب کے کہ نکالا اسے اور میں نے تو یہ ثابت تھا ایسے کہ سکھایا مجھے اسے اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے

اوجہ انخوان یوسف شہر میں اسی طرح داخل ہوئے جس طرح اُنکے باپ نے حکم کیا تھا یعنی جدا جدا
نہ تھا یہ جدا جدا داخل ہونا کہ انکو اللہ سے کچھ بھی بے پروا کر دے ہاں ایک خطرہ یعقوبؑ کے دل کا تھا

جیسے نکالا اور دل خوش کر لیا اور یعقوبؑ بڑے علم والے تھے ایسے کہ ہم نے انہیں اسرار
۱۰

آسمانی علوم نبوت سکھائے تھے مگر بہت آدمی نہیں جانتے کہ آیت سے ظاہر ہے کہ یعقوب نے حفظ کی تدبیر کی تھی اور یہ تدبیر انکی ایک علم الہی پر مبنی تھی لیکن یہ تدبیر قضا الہی کی سپر تین ہو سکتی تیس صاحب تدبیر پر نزدیک توکل یا اختیار و عبث کا الزام جائز نہیں اس لیے کہ گو سر دست مساندہ نہ ہو مگر بحسب علم الہی احتیاط و تدبیر کا ثواب ضرور ملیگا حدیث میں ایسے مضامین بہت ہیں فرمایا نذر قدر کو نہیں ٹال سکتی۔ یا قدر پر کوئی شے پیش نہیں جاتی۔ تاہم مشکون میں دعا و نذر و معاہجہ جھاڑ چھونک وغیرہ کا بھی حکم ہے و علم معاملہ میں ہے کہ کہا سفیان نے مراد اس سے صاحب حفظ ہو لینے یعقوب کو ہمارے سکھائے مسائل محفوظ تھے یادہ اسکی رعایت کرتے تھے اکثر الناس یہ کہنے لگے کہ اس میں اخارہ ہے کہ عوام جاہل علوم اولیا اللہ نہیں جانتے اور انکے افعال و اعتقاد اپنے سے سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ تدبیر کو ٹوٹ جانتے ہیں معتوب ہوتے ہیں عارف تدبیر کو ذریعہ دعایا حکم جانتے ہیں خواب بتاتے ہیں و ف مکن جو کہ مراد وہ آدمی ہوں جنہی نہیں ہیں۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَى الْبُيُوتِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا

اور جب داخل ہوئے یوسف پر جگہ دی طرف اپنے بھائی کو اپنے کہا میں ہی

أَخُوكَ فَلَا تَكُنْ مِمَّنْ يَمُوتُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ؕ

بھائی ہوں تیرا پس نہ تم میں سے اسکا کہ تھے کرتے

اور جب یہ سب یوسف کے پاس گئے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا میں یہ ابراہیم گشتہ ہوں اب غم نہ کھا اسکا کہ تیرے بھائیوں نے کیا عرس برادران یوسف جب دربار میں آئے کہا اسے عزیز یہ ہمارا بھائی جو جسکے لانے کا آپ نے حکم دیا تھا آپ نے فرمایا تھے اچھا کام کیا اور اسکا اچھا عوض پاؤ گے پھر پاکرام و اسایش تمام انھیں اتارا اور ایک ایک خوان برد و دھانی بٹھلائے دسوں بھائی پانچ خوانوں پر بیٹھے بنیامین تمہارے تو یوسف نے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا شب کو ایک ایک بستر پر دو دو سلائے گئے بنیامین یوسف کے ہم بستر ہوئے صبح کو اپنے اپنے کہا اس کا بھائی نہیں ہے اگر تم پسند کرو تو میرے ساتھ رہے پھر نہایت عزت و راحت سے انکی ہماذاری ہوئی ٹھیکے میں یوسف نے بنیامین سے کہا تمہارا نام کیا ہو کہا بنیامین کہا تیری ماں کا کیا نام کہا راحیل بنت لیئہ کہا کوئی لڑکا ہے بنیامین نے کہا ہاں دس لڑکے ہیں انکے نام میں نے اپنے برادر گشتہ یوسف کے مناسبت احوال پر رکھے ہیں یوسف نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے برادر گشتہ کی جگہ تیرا بھائی ہوں بنیامین نے کہا ای بادشاہ تجھسا بھائی کسے ملیگا مگر تجھے یعقوب اور راحیل نے نہیں جہنا بنو

حضرت یوسفؑ کو تاج درہی اور روپے اور بنیامین کو گلے لگا لیا اور فرمایا (اِنِّیْ اَنَا خَدُوْلُکَ) اور یہ راز مخفی رکھا بنیامین نے کہا بھائی ابوہریرہؓ کو کھوڑو دے گا یوسفؑ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ باب کو کیسا صدمہ ہو گا نہ اظہارِ حکم جو ذرا خفا میں کیجا لیکن ہاں ایک تدبیر ہے جس میں نہایت تفصیل کے تو میں ہو گی بنیامین یوسفؑ سے بھائی پاکر کسی پروا کرتے تھے بولے جو کچھ ہو۔ پھر جب وقت رخصت آیا سبکو غلہ دیا گیا اور بنیامین کے بار میں منسلح ملک جس سے غلہ تقسیم ہوتا تھا چھا کر رکھوا دیا۔
فَلَمَّا جَعَلُوا مَجْمَعًا زَمَّ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رِجْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ مُؤَدِّنَ اَيْتَمَّ الْعِيْرَ اَنْتُمْ لَسَارِ قَوْمِ
 پھر جب تیار کیا یا سامان اٹھا رکھا یقیناً آپ بنیامین کو چھوڑا گیا اور کہا اے قافلہ والو بیشک تم چور ہو۔
 جب سب اونٹ لے گئے تو جام شاہی بنیامین کے بوجھ میں چھپا دیا اور بوقت روانگی ایک پکارنے والا پکارا اے قافلہ والو تم چور ہو۔

قَالُوا وَاقْبَلُوْا عَلَيْنَهُمْ مَّا ذَا تَفْعَلُوْنَ ۚ قَالُوْا نَفْقَدُ صُلُوْحَ الْمَلِكِ وَلَنْ جَاعَ
 بولے اور تم پھر بیاطن آجئے کیا تم کرتے ہو تم۔ بولے کھو دیا جیسے صاع بادشاہ کا اور اسکو لے کر لے
 قافلہ والے یہ آواز بہ حمل بے پروا و آنا بہ نزع عیوہ سنکر پھر پڑے اور
 پکارنے والے کی طرف آئے بوجھ ہوا وٹ کا اور ہم اس انعام کا ضامن ہیں منہ کیا کیا شے کھو گئی ہے
 یہ لوگ بولے بادشاہی پہلے لگم ہوا ہے اور جب کوئی آئے ڈھونڈھ لائے آئے ایک شتر بار انعام
 ملیگا اور میں اس انعام کا ضامن ہوں **سَلَّمَ** آیت اصل جو باب اقبالہ میں ہر ایسے حق کا جو
 ممنوع الادا ہو کفارہ جائز ہے **سَلَّمَ** عبارات مشروطہ صحیح ہیں مثلاً طبیع کے علاج سے وکیل کی
 سہمی سے۔ عامل کی دعا سے اگر فلاں کام ہو جائے تو اس قدر دیا جائیگا یہ عقد صحیح ہے ایسے کہ چور
 کا ڈھونڈھنا بھی اسی قبیل سے ہے **سَلَّمَ** انعام مشروطہ واجب الاطہر **سَلَّمَ** تعین حاصل یعنی
 غلام گمشدہ ڈھونڈھ لاؤ۔ اور سرائع مال وغیرہ کا انعام صحیح ہے مگر حقوق مجبورہ و نفوس وغیرہ کے
 کفالے اس پر متفرع ہو سکتے ہیں لہذا ثابت نہیں

قَالُوْا تَاٰلَهُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْتُمْ لِنُفْسِدَ فِيْ الْاَرْضِ مِنْ وَّمَا كُنَّا سَارِقِيْنَ
 بولے بخدا بیشک جاتے ہو تم نہیں آئے کہ تم فساد بھیلایین زمین میں اور نہیں ہیں ہم چور
 اخوان یوسفؑ نے کہا بخدا اے عزوجل تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد و معصیت کے لیے نہیں
 آئے ہیں اور ہم چور نہیں ہیں لینے ہماری شرافت نسب اور دقتار سلم اور تہذیب اخلاق سے
 دیانت ظاہر ہے ایسے گان بچا ہے۔

اور صورت جزائے ناجبی میں کسی بے بنیاد امر کا اظہار منع نہیں رہا معاملہ بنیامین اسکے مدعی ہو سکتے تھے تو خود ہی حالانکہ وہ اس تدبیر کے شرکین شریعت

قَالُوا اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخُو لَهُ مِنْ قَبْلُ فَاَسْرِ هَا يَوْسُفُ فِي نَفْسِهِ

ہوئے اگر چوری کی تو بیشک چوری کر چکا ہے بھائی اسکا پہلے سے تو چھپایا اسے یوسف نے جی میں اپنے

وَكَمْ يَبْهَىٰ هَالِكُمْ قَالَ اَنْتُمْ سَرِقْتُمْ كَمَا سَاءَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ

اور نہ ظاہر کیا اسے آہر کہا تم بد ہو رہے میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو

جب بنیامین کے اسباب سے پایا کہ کھلا تو انکو نہایت ندامت ہوئی اور کہنے لگے کیا ہوا اسے

چوری کی تو اسکا بھائی یعنی یوسف بھی اس سے پہلے چوری کر چکا ہے گو یا سرتو انکی مسرت میں ہے اور

یوسف کے چوری کا بیان یہ ہے کہ ایک والدہ کم سنی میں انتقال کر گئیں تھیں اور آپ نے اپنی بیوی

کے پاس پرورش پائی جب سن شعور کو پہنچے تو حضرت یعقوب نے بکمال شوق انکو اپنا مین

سے طلب کیا انکو فراق یوسف گوارا نہوا اور مجال عدول حکمی برادر بھی نہ تھی یہ جملہ کیا کہ وہ مکر بند

جو تبرک انکو ملا تھا حضرت یوسف کے کپڑے کے تلے کر دیا جب یہ گھرانے تو غل جھلیا کہ میرا کمر بند

گم ہوا ڈھونڈتے ڈھونڈتے یوسف کی پوشاک کے تلے سے نکالا اور بحسب شریعت یعقوب

علیہ السلام انھیں بعلت دزدی اپنا غلام بنا لیا بعد انتقال عمہ بھراپ اپنے پر بزرگوار کے پاس

آئے۔ تو یوسف نے غصہ دل میں چھپا یا ایسے کہ جواب میں اظہار راز تھا اس قدر کہا کہ تم بڑے

لوگ ہو یا تمھارا مرتبہ عند اللہ بد ہے جو اب ہے انکے الزام کا تا کہ غصہ کچھ کم ہو نہ یہ کہ خبر افتد ہوا

اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یوسف نے چوری کی یا نہیں فی نفسہ یہ عرب کا محاورہ ہے جب

کہتے ہیں فلان شئی نفس میں چھپائی مراد یہ ہوتی ہے کہ غایت درجے کی پوشیدگی کی

قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ اِنَّ لَهُ اَبَا يَحْضَا كَبُرَ اَفْخَذُ اَحَدًا نَامَكَ نَذَرْنَا تَرَكْنَا مِنْ اَلْحُسَيْنِ

ہوئے اے عزیز بیشک اسکا باپ بڑا بڑا ہے تو پہلے تو ایک ہے بلکہ اسکی ہم دیکھتے ہیں عجز احسان کرنا ہو

جب بنیامین روک پیسے لے کر اور کچھ بس بھلا تو کہنے لگے اے وزیر مصر بنیامین کا باپ بہت بڑھا

ہے یا شیخ کبیر الشان عظیم القدر ہے اسکی ناخوشی سے ڈراور ہم میں سے ایک کو اس کے عوض

میں رکھ لے ہم تجھے احسان کرنے والا پاتے ہیں

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنْ تَاْخُذْ لَّا مَنَ وَجَدَ نَا مَتَاعًا عِنْدَہٗ اِنَّا اِذَا ظَلَمُوْنَ

کہا پناہ بخدا کہ میں لو نہیں مگر اسے کہ بانی میں نے چیز اپنی پاس اس کے توبہ ہم ظالم ہیں

یوسف نے کہا پاناہ خدا کی یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں سوائے اس کے جسکے پاس میرا مال برآمد ہوا اور
بجسب شرع آسمانی و عہد مدعا علیہ میرا ملوک ہو گیا کسی اور کو رکھ لوں تو گویا میں ظالم ہوا مسئلہ
مزا سے بدنی میں مبادلہ جائز نہیں مثلاً زید کے عوض عمر و اپنی خوشی سے رحم یا قصاص یا تطیع کرے
تو قاضی یا مدعی کو شرعاً ایسا کرنا صحیح نہیں سوائے اس جب کوئی تدبیر نہ ملے تو اخوان یوسف کو
غضب آیا اور انکے خاندان کا اثر تھا کہ جب غضبناک ہوتے کوئی طاقت مقابلہ نہ لاسکتا
پس روہیل کو غصہ آیا اور کہتا ہے بادشاہ بخدا ہے تمہارا گروہلو اور ہمارے بھائی بنیامین کو
پنھوڑ چکا تو یہ جان لے کہ ایک ڈانٹ میں مصر کی تمام عالمہ عورتیں حمل ڈال دیتی اور انکے بدن
کے بال کھڑے ہو گئے اور کپڑا توڑ کر باہر نکل آئے مگر حضرت یوسف جانتے تھے کہ جب کوئی
اولاد یعقوب انھیں مس کر دے تو غصہ فرماتا ہوا اپنے بیٹے سے اشارہ کیا وہ قریب گیا اور
روہیل کو مس کیا اور غصہ فرمادیا اب کیا کریں روہیل نے کہا بیشک اس گھر میں اولاد یعقوب
سے کوئی شخص ہے یوسف نے کہا کون یعقوب روہیل نے کہا اے بادشاہ یعقوب کا نام ہے
وہ اسرائیل اللہ بن سختی ذبح اللہ بن ابراہیم علیہ السلام ہے

فَلَمَّا اسْتَايَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا قَالَ كَبِيرُهُمْ اَاَمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اخَذَ

بھرب نامید ہوئے اس سے علیحدہ ہو کر صلح کر لیا کہ بڑے نے اسے کہا نہ جانتے کہ بیشک باپ تمہارے یا

عَلَيْكُمْ مَوْتٌ قَاتِلٌ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلِ مَا فَرَطْتُمْ فِيْ يُوْسُفَ فَلَنْ اُبْرَحَ لَا رُحًى يَّادُنَّ

بھرب اللہ سے اور پہلے سے جو کمی کی تھی یوسف میں پس ہرگز نہ ٹھوگاز میں بیشک اذن دے

جسے یوسف ہو گئے اَوْ يَحْكُمُ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۱۰

مشورہ کے لئے مجھے باپ میرا فیصلہ کرے اللہ سب سے موافق اور سب سے اچھا حکم کرنے والا ہے اور بڑے بھائی نے

کہا تم کو خوب معلوم ہے کہ تمہارے باپ نے تھے اللہ کا عہد لے لیا ہے اور تم اس سے پہلے یوسف کے

مسئلے میں جو تقصیر کر چکے ہو میں تو ہرگز یہاں سے نہ ہوں گا جب تک باپ کا حکم نہ دیا اللہ سب سے

موافق فیصلہ کرے اور وہ اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

اَوْ جَعَلُوْا اِلٰى اَيْتِكُمْ كَقَوْلِىْ اَبَا نَارًا اِنَّ اَيْتَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا لَآ مَا

پھر جاؤ تم طرف اپنے باپ کے تو کہو اے باپ ہمارے بیشک میرے تیرے چوری کی اور میں گواہ ہوں مگر انکے کہ

تم سب ہر بزرگوار عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝۱۱

عرض کرو اے باپ جانتے تھے اور نہ تھے ہم غیب پر نگہبان تیرے بیٹے بنیامین نے

جواری کی اور ہم تو دیکھے شارب تھے جسے باغ تھے ہم عینک نگہبان نہ تھے ہمیں کیا معلوم تھا کہ ایسا حادثہ پیش آئے گا

وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَدَقُونَ ۝

اور پوچھ اس بستی سے کہ تھے ہم اسبین اور قافلے سے کہ آئے ہم اسبین اور ہم اللہ کے ہیں

آپ اہل مصر سے جان ہم تھے اور قافلے والوں سے جگے ہمراہ ہم آئے دریافت کر لین اور ہم

سچے ہیں **سیرہ** سے مراد اہل قریہ یعنی مصری اور عیر سے مراد اصحاب عیر یعنی قافلے والے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْ أَلِفْتُمْ أَفْئِدَةً جَبِيلًا لَعَسَ اللَّهُ أَن تَأْتِيَنِي

کہا بلکہ بنائی تمہاری لیے جی لے تمہاری ایک بات پس میرا چاہا ہے قریب ہو کہ اللہ لائے میرے پاس

حضرت یعقوب نے **بہم جنیعا** ایتہ **ہو العلیلہ** **الحکیمہ** تقدیر تھی اور فرمایا

کہ نہیں تمہاری جی نہ لے آئی سبکو بیشک وہ دانا ہے حکیم ہے ایک بات تمہاری ہے

اب صبری کرنا اچھا ہے امید ہو کہ اللہ لے جلد ان سبکو یعنی یوسف اور بنیامین کو میرے پاس

لائے اور وہ مصالح و اسرار جانتا جو حکمت والا ہو وہم حضرت یعقوب اور بلا دلیل مومنین کا

ستم بکذب کرنا حالانکہ وہ قسمیں بھی کھائیں اور گواہ بھی پیش کریں دفع ممکن ہے کہ یہ تکذیب

بحسب واقعہ ہو اس لیے کہ نہ بنیامین سارق تھے نہ میرا محبوبس اور ممکن ہے کہ تھپاس قطعہ

یوسف علیہ السلام ہو پس کوئی الزام نہیں -

وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَفِي عَلَى يُوْسُفَ وَأَبْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ

اور منہ پھیرا اٹھنے اور کھائے افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اسے غم سے پس وہ عظیم تھا

امیعقوب نے بیٹوں سے منہ پھیر کر کھایوسف کی مفارقت پر افسوس اور اوٹلی آنکھیں کمال گرچہ

بکاسے بے نور ہو گئیں یحقیں اور وہ رنج و غم میں بھرے ہوئے تھے - بیاض چشم کنا یہ جو ضعف یا

زوال بصر سے **کظیم** کسی مصیبت پر رونا اور ہنوم و محزون ہونا صبر و ثواب کو ضائع نہیں

کرتا اس لیے کہ یہ مقتضیات بشریت سے جو **سالم** آپ سعد بن حمادہ کی عادت کو آئے تو

آنکھیں ہیوش پا کر رونے حاضرین حضور کے رونے کے روپڑے آپ نے فرمایا **إِنَّ اللَّهَ لَا يَبْكَو**

بِدَعِ الْعَيْنِ وَلَا يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَكِنْ يَتَذَلُّ بِهَذَا الشَّارِ إِلَى لِسَانِهِ اللہ اشک

چشم و حزن دل پر عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان پر عذاب کرتا ہے یعنی شکایت و کلمات خلاف سے

نوحہ کرنے پر عذاب ہوتا ہے بخاری اس نے روایت کی کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ابراہیم کی

دایہ کے پاس گئے اور ابراہیم کی سانس اوکھڑی ہوئی تھی تو حضور کی دونوں آنکھیں ٹھنڈھا آئین

تک اس تک کہ سنی سوال جائزہ صدقہ لیا حال پر غلبہ ملے کہ یہ سوال بیخود اور بے فائدہ ہے
 و حضرت و کرامت یوسف علیہ السلام ہوا جو فوج کے عوض کامل نہ تھا تو دفا سے چھرا دیکر پہنچ
 رہا وہاں پہنچے تھے اب بھی دے کی نکر معالہم بھائیوں کی و بائین سکر یوسف کو کتاب نہ ہی اور
 رو بہ شہسوار کہ گیا کہ باتوں میں یوسف نے بیان کیا کہ کما مجھے مالک بن و غرنے کہ میں نے
 ایک رکھا جا کہ کفنان میں پایا اور اتنے مدیم کو مول لیا یہ بولے اے بادشاہ بھی ہو چھنے اپنا فساد
 بیجا تھا یوسف کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو تب یوسف ذالہ لایقوب بہت غم و حزن کر نیکی
 پکارا اسباب کو پاس بھیج دیا پھر یوسف کو کتاب نہ ہی اور یہ کہے فرمائے اور کہا گیا کہ نامہ پدیرہ اریسا کا

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ فِي الْأَرْضِ

کہا کیا جانتے ہو تم جو کیا تم نے یوسف سے اور بھائی سے انکے ابا ہم نادان ہو
 کہا یوسف نے تم جانتے ہو جو کچھ یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا اور تم نادان ہو۔ انہو اس
 فعل سے تمہارا جمل ثابت ہو یا تم نے نہیں بھانپتے نادان ہو۔ یا انجام فعل سے پہنچتے ابو سعور
 یہ ارشاد کہ یوسف کے بھائی کے ساتھ کیا کیا دال ہے کہ بنیامین سے بھی کچھ بدسلوکی ہوئی خواہ یوسف
 سے جدا کرنا۔ خواہ بعد یوسف کے بے اتفاقی سے پیش آنا وغیرہ معالہم یہ جواب آمیز کلمات فرمائے
 ہی آپ نے رہنما نورانی سے نقاب اٹھائی کہا بنیامین نے یہ کلمات فرمائے اور مسکراتے تو آپ کے
 دندان مبارک مثل لو کو لالا کے ظاہر ہوئے بھائی یہ حال خدا داد دیکر بھجان گئے کہ نیکال جبرائیل بولے

قَالُوا أَتَاكَ لَاتٌ قَالَ آتَاكَ يُونُسَ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ

بولے کیا صحیح تو ہی یوسف ہے فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ بھائی میرا بیٹا احسان کیا اللہ

عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

بیمبر نشان یہ جو ڈرتے اور صبر کرتے تو بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکو کاروں کا

بولے صحیح کیا آپ ہی یوسف ہیں نہ مایا میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے بیشک

اللہ نے ہمراہ احسان کیا اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اسکی بلا پر صبر کرتا ہے وہ نیکو کار ہو جاتا ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرتا ثواب نیکو کرنے والوں کا

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آدَشْنَاكَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَإِنْ كُنَّا لَخٰطِئِينَ

بولے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ڈرا دیا اللہ نے ہمیں ڈرا دیا اور یہ کہ تم ہمیں گمراہ کرتے ہو

سب نے اپنے تصور اور یوسف کے فضل کا اقرار کیا اور کہنے لگے ہمارا اللہ تعالیٰ نے انکو بہرہ قبول

عزیز و محترم دوست

جب یہ قافلہ پر بین یوسفی اور سپہام طلب لیکر مصر سے نکلا حضرت یعقوب نے ہمیں سے فرمایا میں خوشبو سے عطر بناؤ اور آئینہ ردان بخش مجھ پر پانا ہوں اگر تم مجھے بے عقل اور بکا ہوا نکھو معاملہ باد صبا نے حضور اچھے عین عرض کی کہ حکم ہو تو یہ خدمت میں کروں اور لوے پر میں محبوبہ نام یعقوب میں پونجاؤں کتا میں عباس نے کہ آئینہ دن کی راہ سے ہوانے یہ خوشبو پونجا دی بب یعقوب نے لوے ہشتی پائی سپر گئے کہ دنیا میں جنت کی دہنیں ہے مگر جہر میں حضرت خلیل سے جو یوسف کے پاس ہے تو کمال سرور و انبساط میں آپ نے پوتوں سے کہا اگر تم مجھے پوتوں نہ بناؤ تو مجھے پورے پوسٹ آر جاتا ہے ح ممکن ہے کہ وہ اسے ضعف لیر یا عود تو نظر نہ

یہ بات دوسرے کتب **قَالُوا مَا اللَّهُ إِلَهُكَ لَئِيْضَٰلِكَ الْقَدِيْمُ** سمجھتے تھے اور یعقوب کو فریفتہ یوسف سمجھتے ہوئے بخدا بیگ تو اپنی غلطی قدیم میں ہو گئے تھے بولے خدا

کی قسم یہ تو آپ کا وہ ہم پر آپ یوسف کو آج تک زندہ ہی تصور کرتے ہیں ف معلوم ہوا کہ یہ غلطی اور ابتلا سے سورت میں جو یعقوب علیہ السلام کی نسبت گزر کسی سوے ادبی و انکار نبوت پرستی نہ تھا بلکہ کمال غلو سے محبت و تصور یوسف میں حزن و فراق سے زائل العقل ضعیف الرأی سے سمجھتے تھے اور یہ بھی ہے کہ سوے برادران یوسف جو وہاں موجود نہ تھے سب یہی جانتے تھے کہ یوسف زندہ نہیں تو اسی باتیں کہیں قابل اعتبار نہ تھیں **مُسْلِمٌ** نادانوں کا طعن کسی صالح رازدان پر نہ قابل انتفات ہے نہ ضروری الاسکات

لَقَدْ اَنْجَاكَ رَبُّكَ مِنَ الْغَمِّ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا **قَالَ الْمَآءُ اَقْلٰ** بھڑکے آیا پاس آئے **لَقَدْ اَنْجَاكَ رَبُّكَ مِنَ الْغَمِّ** تو پھر بھڑکے آیا ہو کر کہا کیا کہا تھاجئے

معاملہ بشیرہ ذرا **لَقَدْ اَنْجَاكَ رَبُّكَ مِنَ الْغَمِّ** **اَنْجَاكَ رَبُّكَ مِنَ الْغَمِّ** آئے کہا میں پرین خون آلودے گیا تھا اور **اَنْجَاكَ رَبُّكَ مِنَ الْغَمِّ** آئے میں جانتا ہوں اللہ سے جو نہیں جانتے تھے

یہ پہلا پہلو ہے کہ یوسف اور اس کی مافات کردہ گناہ اور گناہ سرنگے پانوں و درتا ہوا چلا اور قافلے سے بے آگاہ اسون نے تعین بشیر میں دوسری روایتیں کہیں میں حاصل ہو کر آیا پاس یعقوب کے رہا رہا ہر پہلو میں یوسف کو ان کے منہ پر ڈالا تو یعقوب بیٹا ہو گئے اور کہا اسے لوگو میں سے نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ اسرار جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے معاملہ یعقوب نے بشیر سے کہا یوسف کیسے ہیں وہ بولا عزیز مصر میں اپنے فرمایا میں ملک بیکر کیا کرو تھا یہ بتا دین کیا ہو بولا دین اسلام و طریق آیا اسے ایام فرمایا اب نعمت اللہ کی پوری ہوئی لطیفہ یعقوب و زلیخا دونوں نے یوسف کے عشق میں آنکھیں کھولیں اور پھر عجاز جمال جان بخش بنایا ہوئے معلوم ہوا کہ جب تک طالب صادق ابھی یہ آنکھیں بند نہ کرے نظر اسے کیسے ہیں اور یہ ہستی جس میں غیر محبوب کیسے ہیں فنا کرے اور لطف محبوب حیات تازہ عطا فرمائے مجال حضور و قابلیت نظر بیدار نہیں ہو سکتی

قَالُوا يَا بَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِيْئِيْنَ بولے اے آپ ہمارے بخش ہمارے لیے گناہ چلے ہم ہی تھے خطا کار

ذریات یعقوب نے عرض کی اسے پر مرہبان ہماری خطا و گناہی مغفرت اللہ سے کر لے ہم سب خطا کرتے ہیں اے یوسف و بیان کذب یا آپ کی نسبت انتقام بے عقلی میں۔

کہ بیان ہے اور ہر امر کی معلومت سمجھتا ہے **ف** ان چند مہمون میں تمام سرگزشت مذکور فرمایا
 العظیم و تکریم والدین سے تقیر خواہ یہ فقہ قید و خلاص و امارت کا ذکر ترک کنعان سکونت مہم
 زیارت انکار بے گناہ نہ نزع انہ ان کے شکر غایات آئی بھی را کہا مفسرین نے کہ مراد اس سے سجدہ
 نہیں بلکہ یہ اکا سلام تھا **ف** جو تکلفات سجدہ آدم و سجدہ یوسف میں کیے گئے انکی ضرورت
 نہیں اسلئے کہ سجدہ تعظیمی انکی شریعت میں حرام ہوگا مگر صرف جھک جانا جیسا کہ بعض کے قول
 میں ہے انقدر خیر سے باطل **م** معلوم ہوا کہ اہل شہر کو وہ قانیوں پر شرف ہے جیسا کہ
 حضرت یوسف نے محل شکر میں ذکر کیا اسی لیے کہا مہم نے کہ بقائی کی امامت مکروہ ہے۔

وَقَدْ بَعَثْنِي مِنَ الْمَلِكِ وَعَلَّمَنِي مِنْ سَادِئِلِ الْأَحَادِيثِ
 اے رب تعالیٰ باتوں نے مجھے ملک اور سکھائی تو نے مجھے **ب** باتوں کی

فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَذُنُوبِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوْفَنِي
 پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمینوں کا تو ہے ذلی مبرا دنیا میں اور آخرت میں اور بار تو مجھے

اے رب تو نے یہ ملک **م** مسلماً و الحقنی بالصالحین
 سکھائی تو ہی آسمانوں میں مسلمان اور ملامت مجھے **ص** صلحا سے

دوست و رحمتی اور کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں تو مجھے مسلم و مومن مارا اور انبیاء صلح کے
 ساتھ شامل کر ملک کو متبادریہ ہے کہ یوسف کو ملک مصر منسل عطا ہوا ہو مگر وزارت بھی آپکی
 سلطنت سے کم نہ تھی اس لیے کہ رعایا متقاد سلطان طبع ہر تدبیر و دست ہمتی مسئلہ دعا سے
 پہلے حمد و ثناء ذکر نعمت موجب قبول ہے عزالکس یوسف نے باپ کو خزانہ دکھائے امین ایک مکان
 سا۔ سے کا مذہن سے بھرا دیکھا کر لایا اے نور چشم اس خزانہ موجود اور پھین گئی ایک پرچہ بھی نہ
 لکھا عرض کی ۔ ۔ ۔ کا غنہ حصہ جو کہنے لے میں جب چاہتا کہ کوئی عریضہ لکھوں چیزیں روک دیتے
 ہیں ۔ ۔ ۔ ورق مادہ اس مکان میں والدیتا یہ انبار وہی ہے ۔ پھر بیہوشی کے یہ دعا سے مغفرت کی
 اور جبرئیل سند قبول لائے اذیہ کہ بعد آئے انھیں نبوت عطا ہوگی پھر چوبیس برس حضرت یعقوب
 مصر میں رہے جب وقت موت آیا اپنی اولاد کو جمع کر کے استفسار کیا تھا کہ میں کیوں مر رہا
 بقدر ہی یہ سے بعد کسی عبادت کرو گے سب نے کہا تیری اور ترے ابا کے معبود ہی جو واحد ہے پھر
 فرمایا اے بیٹو خیر دار نہ مرنا مگر سلام پر پھر وصیت کی کہ انکا جسم مٹھنا نہ بھیجا جائے اور اپنے
 باپ اسحق کے پاس دفن ہوں حضرت یوسف نے اس وصیت کو پورا کیا اور خود مع لشکر

و ادلاو یعقوب و امراے مصر بیت المقدس لے گئے اسی دن عیسیٰ بن اسحاق نے بھی انتقال کیا
تھا ایک ہی قبر میں دونوں بھائی دفن ہوئے پھر ایک مدت تک حضرت یوسف مصر میں رہے جب
آپکا وقت وصال آیا تو نجاتیام نبی اسرائیل کو جمع کیا اسوقت سب اسٹی مرو تھے بعد ازاں نصائح سعیدہ
و اخبار حوادث آئندہ و ذکر مظالم فرعون و قصہ نبوت موسیٰ و وصیت صبر استقلال فرما کر وصیت
فرمائی کہ بہو ذامیرے خلیفہ ہوں بنی اسرائیل کی سرپرستی فرمائیں جب روح مقدس نے فتوحات میں
و مجلس انس کی طرف توجہ کی تمام اہل مصر طاعتقاد ولی بنوا مان تھے کہ ہمارے محلے میں دفن ہوں
آخر کار آپکو نفل میں دفن کیا کہ تمام بندگان خدا اس آب حیات سے مستفد ہوں یہ نالوث شریف
حضرت موسیٰ بوقت ترک مصر غریبہ لے گئے اور ارض کنعان میں دفن کیا اور آج تک وہیں ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْاَنْبِيَاءِ اِنْ كُنْتُمْ لَكَ اِلٰهَ اِلَٰهًا ۝ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اَوْ اَمْرًا ۝
یہ خبروں سے نبی کی ہے کہ کرتے ہیں آخرت میں اور نہ کھانوں پاس آگئے جب جمع ہوئے
اَمْرًا ۝ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَا اَنْتَ اَوْ اَمْرًا ۝ وَلَوْ حَرَصْتَ ۝
کام پنا اور وہ دانہ کرتے تھے اور نہیں اکثر ان کے حرص کرے تو ایمان لانے والے
بنیعب کی خبر میں ہیں جو پہنے آپکی طرف وحی کیں آپ وہاں حج و نہ نئے جب اولاد یعقوب اپنے
ارادے درست کرتے تھے اور یوسف کے ساتھ دانہ کو نہ تھے اور اسے نبی کہ ہم آپ سے
حب قدر حرص کریں اور سعی ف بائیں اکثر ایمان نہیں لائے

وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنَّ هُوَ الْاَكْرَمُ ۝
اور نہیں مانگتا تو اسے اس پر کوئی اجر نہیں یہ مگر نصیحت دانہ نام ہے
اور آپ تو ان کفار سے کوئی اجر ہی طلب نہیں فرماتے کہ وہ وحشت افکار کرتے رہے نام
سچی آپکی اہل عالم کی نصیحت کے لیے ہر معاملہ آپ سے دلنشین نے کہ کہ قصہ یوسف بیان فرما
اگر توریت کے موافق ہے تو ہم ایمان لا سینگے جب یہ طفل مرتب قصہ نازل ہوا ایمان نہ لائے آپ
ملول ہوئے ارشاد ہوا آپکی ہمارے ان ہو یہ تو ایمان نہ لائینگے اور آپ کچھ مانگتے تو نہیں کہ یوسف
مزدون ہوں آپکا کام شہیت ہے وہ کیجئے۔ اور ایک اسی ہے پر کیا ہے۔

وَكَايْنِ مِنَ اِيْقَرِ فِي السَّمٰوٰتِ وَكَايْنِ يَسْتَرْوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝
اور بیت نشانیان ہیں آسمانوں میں اور زمین پر کہ گزرتے ہیں وہاں پر اور وہ گزرتے ہیں
زمین و آسمان میں قدرت کا ذکر ہزاروں ملائمتین ظاہر میں جبر کرتے لیکن ہنسی و تضحیک ہوتے

ہیں اور وہ کچھ بھی انکی طرف پروا نہیں کرتے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

اور نہیں ایمان لاتے اکثر انکے اللہ پر مگر وہ شرک کرتے ہوئے ہیں

معا لم مشرکین عرب کی شان میں نازل ہوا کہ جو وقت حج کہتے لیکن اللہ لا شرک لک اور پھر شرک کرتے یعنی اکثر وہ کفار ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر بحالت شرک۔

أَفَأَمَّا مَنَآئِلُ تَابَتُمْ غَاشِيَةً مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَتَانَا يَتِمُّمُ السَّاعَةَ وَتُمْ لَا يَشْعُرُونَ

کیا نہ ہو کہ آجائے آپر کوئی عذاب عذاب اللہ کے یا آئے آپر قیامت دفعہ اور وہ نہ جانتے ہوں

کیا کفار چھوٹ ہیں کہ اللہ کا عذاب گھیر لینے والا آجائے اور وہ بھاگ نہ سکیں یا قیامت آجائے اور وہ بے خبر ہوں اور کچھ بنائے نہ بنے

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا آدَارُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

کہہ دیجئے یہ میری راہ ہے میں اللہ کو بلاتا ہوں طرف اللہ کو بلانے پر بصیرت اور جو میرا اور جو میرا اور باں ہو اللہ اور نہیں میں شرک کرتے

آپ کہہ دیجئے کہ میری تو یہی راہ ہے اللہ کی طرف شکوہ بلاتا ہوں اور نادان نہیں بلکہ بصیرت یعنی دلیل روشن و حجت پر ہوں میں اور جو لوگ میرے تابع ہوئے اور اللہ پاک منزہ ہے اور میں

شرک نہیں بصیرت معرفت و نور دل۔ بیان مادہ دلائل ہیں جو نقلاً محکم اور عقلاً سلم ہوں ف معلوم ہوا کہ اصحاب رسول سب کے سب راہ راست پر تھے اس لیے کہ من

عام ہے ہر پروردگار کو شامل بسل اصحاب رسول کا گواہ کنہ والا متکثر ان ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَمْ لَمْ يُبْصِرُوا فِي

اور نہیں بھیجے پہلے سے آپ کے مگر وہ کہ وحی کی سمجھ طرف انکے بستی و انوں سے کیا نہیں بصیر کرتے

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَكِنَّا لَا نَضُرُّهُ

زمین میں پس دیکھتے کیا ہوا انجام انکا جو پہلے تھے اُسے اور البتہ مگر آخرت کا

اے نبی کہ ہم نے آپ کے خیر للذین اتقوا اذ لا تعقلون ہ پہلے پیغمبر نہیں بھیجے مگر

مرد تھے کہ انہر ہم وحی اچھا ہو انکے لیے جو ایمان لائے کہ انہر جا سنتے کرتے تھے جن و ملک نہ

تھے اور انہر بہتوں کے رہنے والے تھے محض بے تعلق خانہ بدوش نہ تھے کیا زمین کی سیر

نہیں کرتے کہ دیکھو کہ عاقبت کار انکا کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے یعنی پیغمبروں کے نافرمان بردار

مکذب کیسے عذاب سخت میں گرفتار ہوئے اور انکے خادم مطیع کیسے غالب و کامیاب رہے انکو

لہذا غافل
وہ نادان
بے بصیرت
بے معرفت
بے نور دل
بے دلیل
بے حجت
بے روشن

بھی اسی کا انتظار چاہیے اور خانہ آخرت ڈرنے والوں کے لیے دنیا اور مٹکی تمام خوشیوں سے بہتر ہے
 اگر سمجھیں کہ یہ دفعہ ہم کفار پر جو تعجب کرتے کہ ہم میں رہنے والا کھانے پینے والا ہمارا آدمی
 پیغمبر کیونکر ہوگا رجاں بائناۃ النصارى اور توتیہ اور قمری کہا بعض نے احتراز سے جگلی آدمی
 حتیٰ اذا استأنس الرسول وظلوا الوهم قد کذبوا جاءهم نصرنا فنبی من لئنا
 یہاں تک کہ جب مایوس ہوئے پیغمبر اور سمجھے کہ وہ عیش و نشاط کرتے گئے تھے ان کے پاس مدد جاری تو جانت دی ہو جسے چاہا

یعنی جب ہمارے **وَلَا مُرَادُ بَأْسِ الْقَوْمِ الْبَغِيْرِ مِثْلِهِ** بھیسے پیغمبر کفار کے
 ایمان سے مایوس اور تین پھر تین **اور تین پھر تین** قوم کفار سے ہو گئے اور گمان غالب
 ہو گیا کہ سوائے تکذیب کے آگے کچھ نہیں تھا اللہ تعالیٰ کی مدد انہی یعنی منکرین پر عذاب مسلط ہوا
 تو اس سے صرف جسے چاہا پھیلایا یعنی مومن باوجود کافر جسکے بچانے میں کوئی مصلحت تھی بچ گویا باقی
 سب کے سب ہلاک ہوئے اور تین تین سے یہ واقعہ کا عذاب اللہ کی لڑائی کفار کا رواج ملتی نہیں۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن
 البتہ تھی قصہ میں آگے عبرت والی باتیں ان کے لئے نہیں بات بھی ہوئی لیکن

تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ مَا شِئْنَا وَهَدَىٰ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ
 تصدیق ہوا سبکی کہ سامنے ہے اور تفصیل پر ہر شے کی اور ہدایت اور رحمت پر قوم یقین کرنے والی کے لیے
 انبیاء سابقہ و امم گزشتہ کے قصوں میں دانستہ و ن کے لیے عبرت بخود اُن کے واقعات سننے
 ہیں اور اپنی نسبت بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں پھر بلا سے بچتے ہیں اور فائدہ و ن کی طرف جھکتے ہیں
 اور یہ قرآن دل کی سچی بات نہیں بلکہ تصدیق و شہادت اُن کتابوں کی ہے جو اُن کے سامنے ہیں
 یعنی توحید و انجیل وغیرہ اور اس میں ہر ضروری اور بکار آمد شے کی تفصیل و حکم ہے اور
 ہدایت و رحمت ہے ارباب یقین کے لیے

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عنوان سورت میں کئے اختلاف ہیں اول (کی ہدایت) معاملہ کی جو گرد آیتیں مدنی ہیں
 ابن کثیر کی ہے کہ ہر کی ہے اور حاتم اسم نے کہا بالا جماع مدنی ہوگا ایک آیت کی جو سراج
 کہا بعض نے کی ہے اور کہا بعض نے مدنی ہے ف ہم اُن آیات مذکورہ کی تفصیل اپنے اپنے
 مقام پر کر دیں گے دوم اس میں ۴۳ آیتیں ہیں (معاذ اللہ) ۴۵ یا ۴۶ آیتیں ہیں (سراج)

سبز کے لیے زرد یا سرخ شیریں کے مقابل تلخ طویل کے لیے قصیر سوائے ذات یگانہ مطلق
سب زوج ہیں اس لیے فرمایا امام ابو حنیفہ نے کہ توحید حق سبحانہ تعالیٰ مثل وحدت عدد کے
نہیں اور کہا محققین نے وہ توحید مفتی ہے کثرت و دوئی کی حاصل اللہ وہ ہے جس نے
زمین بڑھائی اسپر بہار قائم نہ رہن جاری ہر قسم کے جبل پیدا کئے رات دن کو چھپا لیتی ہے
یہ کھلی کھلی نشانیاں اُنکے لیے ہیں جو نکر کرتے ہیں ف بعد ثنائیت قرآن و ذکر عجائب
آسمان عالم سفلی کے فوائد و لطائف بیان کئے زمین میں نقل کہ جو ہر سے محدود و غیر و شش
نہو سستی تھی مگر قدرت کاملہ سے نرم و لطیف اشیاء کی طرح بڑھادی پہاڑ ایسے کہ بل نہ سین
نہ رہن وہ کہ ایک دم نہ ٹھہرین قسم قسم کے جبل اور یہ انجوبہ ثانی کہ بارہ کی نور کو ڈھانک لے
اسپر بھی کوئی نہ سمجھے تو اس سے خدا سمجھ بکشت زمین کے مغروش و نہر و دہونے سے سمجھا جاتا
ہے کہ کردی نہواور کہا صاحب تفسیر کبیر نے کہ زمین بوجہ جسامت کے آنکھوں میں سطح نظر آتی ہے
اُس سے یہ ضرور نہیں کہ ایسے ہی ہوں پس اشارات قرآنی ہماری نظر کے لحاظ سے یا فوائد کے اعتبار سے
وارد ہوئے اور شکل کردی اسکی اللہ کے علم و بصیرت عیان ہوا و دلائل عقلیہ و تجربہ مسلم اسکا شاہد
جس کا انکار مکابرہ و جہل بلکہ جہل ف صورت انہی زمین کی جو ہوا اللہ جانے ہم کیا اور ہماری نظر
کیا مگر اشارات قرآنی سے انکار کرتے جی ڈر رہا ہے رہے مسلمات حکماء و کیا اور انکار افراد انکار کیا گو
مکن ہے کہ کردی ہوا اللہ تعالیٰ نے ہماری سمجھانے کہ یہ فرمایا ہوتا حدیث منافع سطح و مہر کا
اطلاق آیا ہو لیکن جب زمین کی صورت نے یہ بچا دکھا با تو آمانوں کی ماہیت میں کیا سر پہ آنے گی
بکشت فرمایا صاحب تفسیر کبیر نے اصل پہاڑ کی حکماء کے نزدیک یہ ہے کہ دریا سے کچھڑ ہو گیا اور
وہ بکرات آفتاب سوکھ کر تجھ بنی پھر اس بودی و جہ کو قوی دلیل سے توڑ پھوڑ کر آیا و بلند کرنا
دیا کہ یہ سب قدرت قادر مطلق و صالح برحق ہے عقل کیا اور قیاس کیا پھر کہا ہوا کہ سہ ساحت بہ
انجیزے قدر زمین سے مگر اگر اسپر جاتے ہیں اور مجھوس رہتے ہیں اور جمع ہوتے ہوتے پانی ہو جاتے
ہیں وہ پانی اپنی قوت سے سوراخ کر کے رفتہ رفتہ نہر جاری بن جاتا ہوا اللہ مالک مختار ہو چاہتا ہے
کہ دکھانا جو بکشت رات ایک موجود خارجی ہو ایسا نہیں کہ امر عی ہو یعنی نور کا نہونا اگر ایسا ہوتا تو
غلبہ لیل کا نہا پر مکن نہوتا اس لیے کہ حدی خود لاشے سے وجودی ہو کیونکہ غالب آئے گا۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مَّتَجَوِّدَاتٌ وَجَبَّتْ مِنَ الْأَعْنَابِ وَتَرْتُجُّ وَتُخَيَّلُ

اور زمین میں قطع متجویدات و جبّت من الأعناب و ترتج و تخیل

صَنَوَانَ وَغَيْرِ صَنَوَانَ لَيْسَ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنَفْثَلُ بَعْضَهَا

گنجان اور چھتر۔ پینچ جاتے ہیں ایک پانی سے اور ہم بڑھاتے ہیں ایک کو

عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

دوسرے پر۔ زمین میں بیشک اس میں نشانیاں ہیں واسطے قوم دانستہ کے

قُلْعِ مِنْ قَطْعِ مَادٍ بَارِبَ زَمِينٍ مِتْجَاوِرَاتٍ جَمْلًا وَبَعْضًا بِأَهْمٍ بَارِبَ مَسَايِدِ شَدَنٍ تَخِيلُ وَرَحْتِ خَمَا

اور قطع درخت کو بھی کہتے ہیں صنوان وہ کسی درخت جو ایک ہڑ سے لکھ ہوں اکل خوردنی

مادر ذائقہ و تاثیر وغیرہ یعنی زمین میں ٹکڑے ٹکڑے ہیں بعض اوسر بعض عمدہ اور ایک دوسرے کے

قریب ہیں اور لمبی نہیں اور انکو رکے باغ اور غلے اناج کے کھیت اور کھجور کے درخت ہیں اصل یعنی

زمین ایک اور تاثیر الگ الگ پھر درخت بعض گنجان ہیں یعنی چھترے اگر چہ ایک پانی یعنی نیچے یا

دریا سے دونوں پہنچے جائیں پھر بعض کو دوسرے پر ڈالتے وغیرہ میں فضل حاصل ہوا زمین نشانیاں

اور دلائل قدرت میں سمجھ داروں کے لیے ف آیت ظاہر ہے ذکر انعامات میں اور نص حکمال قدرت

و عجز عقل میں اس لیے کہ زمین سب ایک جنس پانی سب ایک قسم کا اور تاثیر یہ کہ کہیں خاک بھی نہ آگے

اور کہیں سب کچھ کہیں پانی میٹھا کہیں کھاری کسی درخت کا پھل ایشہ میں کہیں کا تلخ کہیں انگو کر کہیں

نملہ کہیں کچھ بھی نہیں پھر ایک صفت کی کچھ کہیں نجان میں پر نشانیاں مسئلہ معلوم ہوا کہ تمام مہاب

و عل جابل حکمت بیان کرتے ہیں گو ممنوع نہیں مگر لازم بھی نہیں مسئلہ ہمارے زمانے کے

نویز جو مقتضائے طبع کو لازم اور خلاف اصل و فطرت محال جانتے ہیں اور یہاں تک کہ عصا کو سوئی دم

عیسوی میں دم تاویل مارا گلا ابراہیم و شک باری ابابیل کو خیال ٹھرایا اپنے ایمان کی خبر میں نص

صریح کا انکار محل تردد ہر متجاورات و مادر واحد وغیرہ کا فائدہ سوائے اسکے اور کیا ہے کہ

طبیعت ایک ہو اور حکم مختلف مؤثر و اصداء از مستعد

وَأَن تَعْبُ تَعْبٌ قَوْلُهُمْ إِذَا كُنَّا تَابِعًا نَأْتِي خَلْقَ جَدِيدٍ وَأُولَئِكَ الَّذِينَ

اور اگر تعجب کہ تو تعجب کہنا انکا کیا ہے ہو کہ ہم نئی پیدا نہیں ہوتے ہیں جو

كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ الْأَعْلَى فِي أَعْيُنِهِمْ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

کافر ہو کر رب سے انکار کریں اور وہی ہیں صاحب آگ کے وہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے

اسے نبی کریم اگر آپ انکے انکار و انہی یا مطاعن وغیرہ پر تعجب کریں تو سب سے زیادہ تعجب انگیز

انکی یہ بات ہے کہ کہتے ہیں کیا جب ہم دیکر سرکل گئے خاک ہوئے کیا پھر نئے سرے پیدا ہو گئے ہی لوگ

سامنے اور پیچھے سے انسان کے محافظ ہیں اللہ کے حکم سے معقیات باتفاق مفسرین ملائکہ محافظ مراد ہیں الحیا ایک مان کے مٹ مین دو فرشتے طفولیت میں ایک بعد بلوغ دو کرنا کا تھیں قبر میں دو منکر نکیر۔ میدان عشر میں دو ایک قائمہ دو سر شاہ حضرت عثمان سے روایت ہو کہ ایک فرشتہ پیشانی پر مسلط ہو دو ہونٹوں پر معین کہ بات بات کی خبر رکھیں مگر جب درود پڑھا جاتا ہو یہ فرشتے مداخلت نہیں کرتے ایک منہ کا دربان ہے کہ کوئی شے بے حکم جانے نہ سے ہر آدمی پر اڑ سٹھ فرشتے مقرر ہیں اگر آدمی دیکھ سکتا تو جانتا کہ کوہ و صحرا میں کتنے جن انس جہان اس کے ایذا رسانی پر منہ پھیلائے ہوئے ہیں ابن کثیر پر بندے پر دو فرشتے محافظ ہیں ایک آگیا ایک پیچھے کما جما ہونے سوتے جاتے ہر بلا سے بچاتا ہے اور جو دشمن قریب آتا ہو کتا ہو الگ الگ مگر جب وقت آجاتا ہے فرشتہ محافظت نہیں کرتا اھرا اللہ اس سے معلوم ہو گا کہ یہ تمام انتظام سلسلے امر و مشیت و حکم الہی سے ہیں نہ قدرت قلی و تقنا سے طبعی کی تابع نہیں جیسا کہ فلسفہ کوتاہ بین خیال ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوْا اَنْفُسَهُمْ ۗ وَاِذَا ارَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۤىۤٔٓ

بیشک اللہ نہیں بدلتا جو اس سے جو کسی قوم پر ہو یہاں تک کہ بدلائیں اس کو نہ تو میں اگلی اور جب اللہ کسی قوم سے بدلتا ہے

اِسْکِی تفسیر صفحہ ۱۷۵

فَلَا مَرَدُّ لَہٗ ۚ وَ مَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖۤ اِلٰی ۚ

سے مراد عام ہے کہ تو نہیں پھیرتا اس کے لیڈر میں اگر لیڈر کوئی غیر سے اس کے تابعی یا سلب کرے یا عام

ہے ہر شے کو شامل پر نعمت دیا وی ہو یا خدای بنی ہو یا مالی اور ایسے ہی حسن فح کی تبدل بھی اس میں داخل ہو تغیر فعل کی نسبت قوم کی طرف اس لیے کہ ان کے اختیار و کسب و کسب سے تغیر پایا جائے مجبوتر مضطر۔ لا علم معاف کیا جائے النفس تبع نفس یعنی وہ ارادہ وہ اعتقاد وہ محبت و رغبت جو جب ان میں ممکن ہو یا مراد دل ہو یا اعتقاد یا عوم یا عادت سو عام ہو دنیاوی ہو یا دینی حاصل اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے جی کی بات نہ بدلائیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی طرف برائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہو تو اس برائی اور ارادہ سے کاٹنا ممکن نہیں اور ان بد بختوں کا کوئی والی و حمایتی نہیں ف آیت میں جبارہ ظاہر فرمادیا کہ تم کو اپنے بھلائی برائی کی کبھی دی ہے جو تمپر ہوتا ہے وہ تمھارے ہی ہاتھوں سے جب تم اپنے جی کی بات بدلتے ہو تو حالت بھی بدل جاتی ہے مفسر خوارنیک حلبی سے عزیز و مالدار ہو جاتا ہو امیر معزز بد افعالیوں سے شکوہ کرین کھاتا پھرتا ہو کافر۔ فاسق حسن اعتقاد سے مومن و عابد اور پاکیز صحبت بد رجب دنیا افعال فہج و فاسق و فاجر ہو جاتا ہو جم مسلمانوں کا ادبار بھی ہمارے ہی شامت اعمال سے ہے نہ سنت پیغمبر راہ ہمیں

عقبات باتفاق مفسرین ملائکہ محافظ مراد ہیں

باجبر جھوٹے نہ مارے مارے پھرتے۔ نہ مسجد بن دیران۔ مدارس اور خانقاہیں عمل سے خالی مسلمان
قرآن سے بے پروا ہوتے نہ یہ دن سامنے آتے مسئلہ بندہ کسب پر فخر ہے جو نہ تغیر الہی اور
آخر اعتقاد سے متعلق نہوتا مسئلہ خالق کل قادر مطلق اللہ ہی ہے ورنہ اُس کا ارادہ رد
اور اس کا رد و د بارگاہ حمایت سے ممنوع نہ رہتا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْآيَاتِ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ
جی ہے وہ کہ دکھاتا ہے تم کو کجی بحالت خوف اور امید اور پیدا کرتا ہے بادل جو فصل

برق چمکنا اسی مناسبت سے کجی کا نام رکھا گیا ابن کثیر برقی فرشتہ ہے جس کے لیے چار منہ ہیں
ایک منہ آدمی کا سادو۔ اربیل کی طرح۔ تیسرا سر لینے کے اس کا ایسا جو تھانیر کا۔ جب اپنی دم
بلاتا ہے تو کجی ظاہر ہوتی ہے سحاب بقول فلاسفہ اجزات ہیں اور ہمارے نزدیک مخلوق ہے اپنی
خدمت پر معین حاصل وہی اللہ ہے جو تم کو کجی دکھاتا ہے اور یہ خوف کی حالت ظاہری ہوتی ہے کہ مباد
صاعقہ نہ لگے۔ اور امیدوار رہتے ہو کہ پانی برسے گا اور غنیمت گنیں سب کو پیدا کر دیتا ہے جو پانی جو فصل جو کجی

وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ
اور پانی کرتا ہے جو عمدت سے آسمان اور فرشتے اس کے اور بھی ہے بجلیاں تو پونجا دیتا ہے اسے یہ جانتے

رعد ترندی نے اُوْمُهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ مُدْبِرُ الْمَحَالِ
روایت کی کہ کیا بار اور وہ جھگڑتے ہیں اللہ میں حالانکہ وصحت ہے مذاہب میں جذبیہ سمجھو کجی

محمود آئے اور کہا فرما کیے کہ رعد کیا ہے ارشاد ہوا ایک فرشتہ ہے یا دلون کا دار و قہ اسکے پاس
آگ کے کوڑے ہیں ان سے بدل ہا کتا ہے اور جہان حکم موتا ہے لہذا ہے پھر عرض کی یہ آواز کیسی
ہے فرمایا اسکی لگا ہے ابن کثیر حضرت علی سے مروی ہے کہ رعد کی آواز سحَابٌ مِّنْ سَحَابٍ
لَّہُ۔ ابن ابی زکریا نے کہا جو بادل کی گرج ٹکر کے سَحَابٌ الَّذِي يُنْشِئُ السَّحَابَ

رَحْدٌ وَالْمَلٰئِكَةُ خِيفَتُهُ صاعقہ سے محفوظ رہیگا۔ ابن اللہ بن زبیر جب بادل کی گرج سننے
باتین موقوف کر کے اسے پڑھتے اور کہتے زمین والوں کے لیے یہ وعید شدید ہے اور ابو ہریرہ سے روایت
ہو کہ اپنے فرمایا اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے تو میں انہر رات کو پانی برساتا اور دن کو دھوپ
کھاتا۔ اور رعد کی آواز کبھی نہ سنا تا۔ اور عطائے ابن عباس سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم رعد کی آواز سنو اللہ کا ذکر کرو ذکر کو مصیبت نہ پہنچیں محال خدیجہ
المقابلہ یا شدید القوۃ یا شدید العقاب یا شدید الجلال و شدید الجول کبیرہ اور کہا ابو سعود نے

بہ فو نا عل

لا مفسر الیہ

یا جہوہ

ایک

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

سورۃ رعد

شدیدہ الماحلۃ والمکابرۃ والمکرة حاصل اور رعد اس کے حمد کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے بھی یہ سب
بجائے خوف و خشوع ہوتے ہیں اور گرنے والی بجلی بھی جتنا ہے جس شے کو چاہتا ہے اُس پر گرتی
ہے یعنی ایسے آیات ظاہرہ و دلائل قاہرہ کے بعد بھی اللہ کے باب میں یہ لوگ جھگڑا کرتے
ہیں اور صرف اسے عجب و غمائی نہیں بلکہ عذاب اور انتقام اور قوت اور جلد و حول میں بھی غت تر
ہے **ف** اس میں عجیب قدرت نمائی ہے کہ شکل یہ ق و صوت رعد بادیہ وجودیکہ عالم علوی اول
جو اہر سماوی سے ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ یہ سحاب میں ناری اور آبی دونوں مادے مجتمع ہیں۔
سب سے زیادہ تعجب یہ کہ ایسی قدرت دیکھیں پھر ہنگامہ اگر ہیں کہ آخرت میں کلمہ رشیدیہ انجالی سے منسوب
ہو کہ یہ سب اسباب مذکورہ گو ہلاک اور تحویل کے لیے ہرستہ ہیں تاہم غضب خاص اور منشا
ذاتی نہایت شدید ہے اسکی کچھ بستی نہیں۔ **س** لہ بروی وری و سحاب موجود ہیں۔ **و** رعد و سحاب
فرشتی و اثر ہدیا کہ مذہب سے فلسفہ کا بچشت اخبار سے تو معلوم ہوا کہ یہ گرج کی اور بارش ہے
اور ملائکہ کو بھی اس میں شریک فرمایا تو اب تقصیر رعد کی کیا رہی جو اب میں سبب اور تہذیب اور
مخصوص رعد کی ہے اور شیعہ و محمدیہ دوسرے ملائکہ بھی شریک ہیں۔ بہت کے متعلق کچھ نصیحتیں
بھی منقول ہیں ابو سعود عامر نے آپ سے بابتین شروع کیں اور اریدہ کو لگا کر کہا تھا کہ جیسے سے
کام تمام کر کے ملزاسکی تلواریک بالشت کچھ کر رہا تھی ناچا رہا ہوا حذر کرنے دیکھا تو کہا اسے اٹھ
تو کافی ہے اربد پر بھائی گری اور عامر طاعون میں ہلاک ہوا اٹھ کھڑے ہوئے ایک قمر و عرس کے
پاس آدمی بھیجے کہ ہدایت کریں وہ ملوون ہوا رسول کو کہ میں اب اللہ کا سب کا سب سونے کا پیمانہ بنی
پینا مبر واپس آیا آپ نے فرمایا بھد جا کر تمہارا بھد و تہی ہو اس ملا تہی یہی بار بچ کر گیا اور اُس نے
نے وہی بابتین شروع کیں ناگاہ ایک اب کا ٹکڑا آیا اور رجا اور غلی اُس پر پڑی اور جلد کر جہنم کا کندہ کر دیا
اس کے متعلق نازل ہوا یہ **س** الصواعق الخ

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْمَعُونَ لَّهُمْ شَيْءٌ لَّهُمْ كِبَاسُطٌ

اوی کے لیے نہ پکارنا ہی اور جنکو پکارے ہیں سوائے اسے نہیں سب سنے اور کچھ کوشش نہیں سکتے

لَهُمْ كِبَاسُطٌ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ إِلَّا نَفْسٌ وَمَا دَعَاؤُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

دونوں ہاتھ نہ صرف پانی کے پہنچ جائے نہ کہ اس کے اور نہیں وہ پہنچے والا اسکا اور نہیں پکار کا فزون کی گھر گرا ہی

اُسی کے لیے دعا ہے حق ہے اور جو غیر خدا کو پکارتے ہیں وہ جو اب بھی نہیں دیتے ہاں ان کی مثال

ایسی ہے جیسے کوئی پیاسا دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اُس کے منہ میں بہا آئے۔ **ع** ملائکہ

یہ سب اسباب مذکورہ گو ہلاک اور تحویل کے لیے ہرستہ ہیں تاہم غضب خاص اور منشا ذاتی نہایت شدید ہے اسکی کچھ بستی نہیں۔ لہ بروی وری و سحاب موجود ہیں۔ و رعد و سحاب فرشتی و اثر ہدیا کہ مذہب سے فلسفہ کا بچشت اخبار سے تو معلوم ہوا کہ یہ گرج کی اور بارش ہے اور ملائکہ کو بھی اس میں شریک فرمایا تو اب تقصیر رعد کی کیا رہی جو اب میں سبب اور تہذیب اور مخصوص رعد کی ہے اور شیعہ و محمدیہ دوسرے ملائکہ بھی شریک ہیں۔ بہت کے متعلق کچھ نصیحتیں بھی منقول ہیں ابو سعود عامر نے آپ سے بابتین شروع کیں اور اریدہ کو لگا کر کہا تھا کہ جیسے سے کام تمام کر کے ملزاسکی تلواریک بالشت کچھ کر رہا تھی ناچا رہا ہوا حذر کرنے دیکھا تو کہا اسے اٹھ تو کافی ہے اربد پر بھائی گری اور عامر طاعون میں ہلاک ہوا اٹھ کھڑے ہوئے ایک قمر و عرس کے پاس آدمی بھیجے کہ ہدایت کریں وہ ملوون ہوا رسول کو کہ میں اب اللہ کا سب کا سب سونے کا پیمانہ بنی پینا مبر واپس آیا آپ نے فرمایا بھد جا کر تمہارا بھد و تہی ہو اس ملا تہی یہی بار بچ کر گیا اور اُس نے نے وہی بابتین شروع کیں ناگاہ ایک اب کا ٹکڑا آیا اور رجا اور غلی اُس پر پڑی اور جلد کر جہنم کا کندہ کر دیا اس کے متعلق نازل ہوا یہ س الصواعق الخ

پانی اسکے منہ میں آئیں سکنا دلیس ہی غیر خدا کے پکارنے والے ہر جہد ہاتھ پاؤں مارنے وہ
انکی فریاد رسی نہیں کر سکتے اور دعا کفار کی ضائع اور گم شدہ ہے و دعوت الحق لا الہ الا اللہ
مسالم حق بمعنی موجود و ثابت اسکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو فنا ہو سکے یہ حق مجازی ہے
دوسرا جو فنا نہ ہو سکے وہ حق حقیقی ہے (دکیر)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَظَلَمْلَهُمُ بِالْعُدُوِّ وَاِلٰهٍ اَصَالٌ ۝۹
اور اے اللہ ہی کو سجدہ کرے جو آسمان میں ہے اور زمین میں خوشی اور ناخوشی اور سائے انکے صبح اور شام

جو کچھ زمین میں ہے اور آسمان پر سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں خوشی یا ناچاری سے اور انکے
سائے بھی سجدہ کرتے ہیں صبح و شام واضح رہے کہ آیت میں کئی بکثین ہیں حد ہر مفسرین کی وجہ
نہیں ہوئی پس سجدہ اگر اسکا مفہوم شرعی دینے پشانی کو زمین پر بحالت تذلل و عبودیت
رکھنا مراد ہے تو یہ کتنا چاہیے کہ ہر شے سجدہ کرتی ہے مگر انکے سجدے باعتبار انکے حالات کے
مختلف وضع و طور پر ہیں اور اگر کنا یہ ہے کمال فروتنی و عجز و اطاعت و انقیاد و تذلل سے تو
کسی تاویل کی ضرورت نہیں حضرت داعی قمار کے حضور میں کوئی کیوں نہونا چیر و سر انگشت
جیسا کہ فرمایا کُلُّ لَہٗ قٰرِعٌ لَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ اَنْہِ مَنْ کما بعض نے یہ آیت
مخصوصہ پر ساتھ مومنین کے ملک ہون یا جن یا بشہ اور کما گیا حضرت ذوی العقول مراد ہیں
ممن ہون یا کافر ف کما گیا کہ من عام ہے ہر موجود اسمین داخل ہو لیکن ممن جو ذوی العقول
کے لیے ہر میان تغلیب و تشریف مستعمل ہو اکیونکہ افعال و وجود جماد و حیوان ذوی العقول کا مقابلہ
میں بیچ اور تابع ہیں یا یہ کہ مقام اطاعت و عبودیت حضرت رب العالمین میں ہر مخلوق عقل و فہم
رکھتا ہو یا اسمین اشارہ ہے ہر موجود کو اس قدر فہم ضرور ہے کہ حضرت الوہب کی جبروت اور اپنی
عبودیت و تذلل کو پہچان سکے اور یہ امر مختلف طور پر ثابت ہو طوعاً و کرہاً کما گیا مومن بطوع
خاصہ و سجدہ میں اور کفار بقہر و جبر یا یہ کہ امر محبوب میں اطاعت بخوشی ہے اور امر مکروہ میں مجبوری
یا یہ کہ امور اختیار میں طوع و رضا ہو اور امور اضطرار میں جبر و اگر اہ جیسے موت و حیات
ف یہ کنا یہ ہے عموم احوال سے یعنی ہر حال میں مطیع و منقاد ہیں یا کنا یہ ہے غایت حکم و سلطنت
الہیہ سے ایسے کہ مخلوق کی سلطنت خواہ ارادی ہے جیسے انبیاء کی اطاعت خواہ جبری ہو جیسے
بادشاہوں کی حکومت اور سلطنت حضرت داعی قمار کی جامع ہر ارادت و قہر میں ظلال یہ کہ
سایہ کوئی شے موجود نہیں بلکہ جو روشنی آفتاب یا کسی اور چیز سے پیدا ہو کر کسی جسم کثیف کی توسط سے

سجدہ

کیا تم بے علمائیں کے غیر کو اپنا ماحی و کاسا بناؤ گے جو اپنی ذات کے نفع و ضرر کا مالک نہ ہو تو
 آپ یہ چاہتے کہ کیا انہا اور بینا لینے کا فر شرک نادان اور مومن محمد عارف برابر ہوگا کیا اندھیرا اور
 اجالا لینے کفر و ایمان مساوی ستہ کیا تم نے اللہ کے لیے شر کا ٹھکانے میں جنہوں نے اللہ کے مثل
 مخلوق بنائی ستہ اور ٹکڑے ہوکا ہوکا آیا یہ اللہ کی بنائی ہیں یا ان شرکار کی آپ بتا دیجیے کہ ہر شے کا
 خالق اللہ ہے کیلئے بردست و است میں فوائد میں اول جب پرورش و نفع و ضرر خلق
 و ورست متعلق نہیں تو کیوں کسی کی خوشامد اور عبادت کرین دوم جب اللہ کی سی خلقت
 کو فی نہیں بنا سکتا تو غافل و غافلہ کیا کام آئے گا سوم نہ سمجھو تو اندھے ہو اور اندھے نہیں تو
 آنکھیں موجود ہیں اور راہ روشن چھا رہم خالق خیر و شر وہی ہے ورنہ (کل شے) کا ذکر عبث ہو
 جائے گا دلیل ان تمام دعوؤں پر قطعی دلیل جس سے کسی داناکہ مجال عدول نہیں یہ ہے کہ ہر موجود کے
 لیے ایک خالق جو اسے پیدا کرے اور پروردگار جو بقا و قیام کا تکفل ہو ضرور ہے ورنہ وجود و قیام
 اشیا خود ہو جاتا اور یہ باطل ہے پھر اس خالقیت اور ربوبیت کے ساتھ ہی یہ بھی ضرور
 ہے کہ ایک ہی ذات ہو دوئی کا نام نہ آئے اس لیے کہ اگر کافی ہوگا تو عجز لازم آئے گا اور خالق
 سے پہلے عجز کا وجود یا خالق پر مخلوق کا تسلط باطل ہے اور اگر ایک کافی ہو تو زیادہ کا ثبوت
 بلا ضرورت ہے اور وجود ضروری ہے ضرورت ثابت نہیں ہو سکتا پس ضرورۃً ثابت ہوا کہ ایک ہی ذات
 خالق و رب و واحد ہے اور ہم مسلمان ای ذات پاک کہ اللہ کہتے ہیں اسی لیے فرمایا وہ اللہ واحد و زیر دست
 ہے ربط ان دلائل و امشدد کے بعد ایک نئی مثال بیان فرمائی کہ شاید اسکا اثر ہو۔
 اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۭۤ بِقَدَرِهَآ فَاصْتَمَلَتِ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا
 اَنْزَلْنَا مِنْ آسَمَانٍ مَّاءٍ ثَجَّاجٌ اَوْ تَارَآ نَارًا تَنْزِيلًا فَاُخْرِجْنَا مِنْهَا نَارًا مَّاءٍ ثَجَّاجٌ اَوْ تَارَآ نَارًا تَنْزِيلًا فَاُخْرِجْنَا مِنْهَا نَارًا مَّاءٍ ثَجَّاجٌ

یوسفون علیہ فی النار اربعاء حلیۃ او متاع زبد مثله کذا لک بصر اللہ للعوا بالاہل

کہ دھو جیتے ہیں آہر اللہ کی بظاہر نمودر یا اس کے کبیر مثل ایسے ہی مثل ماز نام اللہ عزوجل کی

فاما الزبد فیدھب جفاء واما ما یطعم الناس فیکف فی الارض کذا لک بصر اللہ لا کمثال

یہ نیکار کھن کر جاتا رہتا ہے کھن ہو کر اندھ نفع دیتا ہے آدمیوں کو پس کھن باہر زمین میں ایسے ہی ماز نام اللہ مثالین

آسمان سے پانی برسیا یا نالے بعد اپنے ظرف و دست کے سب سیلاب نے اُبھرتے ہوئے پھین کو

ٹھایا اور ان چیزوں سے بھی چیز آگ دھو جیتے ہیں تاکہ گھٹا کر دیور بنالین جیسے چاندی سونے سے

یا اور کوئی اسباب تیار کرکون جیسے لوسہ تانبے سے رانگے سے ایسے ہی پھین نکلتا ہے یونین اللہ

مثل مارتا ہے حق و باطل کی دینان مثل آپس لیکن پھین پانی کا ہو یا فلزات کا نکما ہو کر جاتا رہتا ہے اور
 دھوئے جو آدمیوں کو فائدہ دیتی ہے جیسے آب صاف یا نقرہ و طلا ہی خالص شفاف زمین پر قائم
 و ثابت رہتی ہے ایسے ہی اللہ نے مثالین بیان کیں یعنی جسطرح ہیامین پانی سے پھین اور
 آگ پر فلزات سے میل نکل کر معدوم و فنا ہو جاتا ہے کفر و آب خواہ درخت یا چاڑی یا کنار سے پرہ گیا
 اور میل فلزات کا کارگیر کرنے دفع کیا ہر حال ضائع و معدوم ہو جاتا ہے اور صاف و خالص نفع
 رسان چیز رہ جاتی ہے ایسے ہی حق قائم اور باطل عبث و زائل ہے اور دیتے جمع وادی وہ مقام
 وسیع جہان پانی جمع ہو کر بے راہی ٹپھنے اور اُٹھنے والی ماعام سے ہر گھنے والی فلزات کو شامل
 جھاڑ و ضایع و رائیگانہ یک کار و چیز باطل ضرب مثل مادنا آیت میں اشارہ ہے کہ گواہت مامین
 باطل عالی و غالب نظر آئے مگر آخر زائل و ضائع ہو جاتا ہے نکتہ سالک کے لیے وقت جو ش
 عشق و تموج شوق و حرارت محبت و اشتعال قلب صفا کے ساتھ تکرر اور حق کے ہمراہ باطل
 طاری ہوتا ہے اگر میلان کامل و ہوش صادق ہے تو صافی کدر سے پاک اور خالص غش سے
 صاف ہو جائے گا ورنہ نہ نکتہ معلوم ہو کہ اقسام اقسام کی مثالوں میں ایک خاص اثر
 رکھا گیا ہے ہر شخص کو حسب مناسبت طبع ایک مثال سے فائدہ ہوتا ہے ایسا ہی ہر قلب کے
 لیے ایک نصیحت اور ایک طریق موثر و مدہنی ہے طالب صادق کو چاہیے کہ جو ان رسے اور
 تیغ کامل ہر محرب نفس سے علاج کرے اور امیدوار فضل رسے۔

لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ الْحُسْنٰی ۚ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَجِیْبُوْا لَہٗ نَوَاقٍ لَّہُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ ۖ ہَیْجَا

۴۷۳
 واسطے ان کے کہ قبول کیا ہے رب سے نیکی سے اور صبر سے ان کے قبول کیا ہے اگر ہوتا ان کے لیے جو
 وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ لَا قَنَدَ ۚ وَاٰیہٗ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ سُوْءُ الْحِسَابِ ۚ وَمَا اُولٰٓئِکَ یَحْتَمِلُوْنَ بِغُلُوْلِ الْاِہَادَۃِ
 اور مثل ان کے ساتھ ان کے لیے بد کردہ ساتھ اسے وہی ہیں کہ ان کے لیے ہر ادا حساب کی اور شکا نا و شکا جہم سے اور بڑا فرس
 جن لوگوں نے اپنے رب کے احکام قبول کیے ان کے لیے جہنم یعنی جنت و جہنم دائم سے اور جہنم
 نے اس کا حکم قبول کیا اگر ہوتا پاس ان کے جو کچھ زمین میں ہے اور مثل اس کے اور بھی دیکھا
 سب فدیہ میں دے کر درخت سے پہنے کے غم استکار ہوتے وہی لوگ جن جگہ کے لیے حساب سخت
 اور بازیر میں شدید سے اور جگہ ان کے جہنم میں ہے اور بڑا بیکھونا ہے۔

اَقْسَمُ بِعِلْمِ اَنَّا اَنْزَلْنٰہُ لَیْلَۃً ۚ لَیْلَۃً الْمُحَرَّرِ ۚ لَہُمْ مَّا اَعْمٰی اَلْاَمَانِۃُ ۚ اَوْ لَوْ اَلَا الْبَابِ

کیا جو ماننا کہ زمین آسمان کی طرف تیرے مقرر ہے رب کی طرف حق مثل ان کے کہ وہ اندھا ہے نہیں نصیحت کرتے مگر صاحب عقل

کیا وہ شخص جو یقین کرتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا وہ حق ہے اور مثل اُسکے
 ہر جو اندھا ہوا اور نصیحت ماننا نہ اُٹھتا، اُسے دین ہی کا کام ہے علم بخیر یقین ماننا اُنزل سے مراد
 قرآن ہے اور احکام الہی اعلیٰ منکد کا تفسیر

الَّذِينَ يُوَفُّونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْبَيْعَاتِ ۚ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا مَلَكَ اللَّهُ بِهِمْ أَنْ
 يَرْجِعُوا بِكَرْهٍ مِنْ أَرْزَاقِ اللَّهِ أَوْ مِنْ رِزْقِ بَيْنِ كَرِهٍ ۚ

يُؤْتِيهِمْ رِزْقَهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۚ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ
 رَبِّهِمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ يَتَّقُونَ ۚ

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
 مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَىٰ الدَّارِ ۚ ۚ جَنَّتْ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا
 الْمَلَائِكَةُ لَا يَرَوْنَ فِيهَا كُفْرًا وَلَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا يَأْثَرَ فِيهَا
 سَبًّا وَلَا يَفْسًا وَلَا يَمْنَهُ فِيهَا يَأْتُونَ بِهَا كُفْرًا وَبِهَا يَمْنَهُ ۚ

صَلَحَ لَاتِي وَصَالِحٌ بِمَا وَصَلَ مِنْ أَبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ ۚ

ہو ابا سے مراد اور وہ کہ لاتی ہوا باپوں کے اچھے اور اراہی سے اچھے اور اولاد کے اچھے اور اولاد کو نہیں توڑتے اور

ہوں با اناث ازواج جفت زن ہو یا شوہر ذریات فرزند و تالبع و متعلق مثل اولاد و مرید و

شاگرد و مقلد و فرمانبردار کے حاصل ہو لوگ اللہ کے ہی کو پورا کرتے ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے اور

وہ جو ملاتے ہیں اسے جسکے ملانیکا حکم دیا گیا ہے اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور قیامت کے حساب

سے خائف ہیں اور جو صبر کرتے ہیں خلاف نفس مکر و طبع پر اور اُن نقصانوں اور تکلیفوں کو جو

اقتال اور امر النبیہ میں پیش آئیں گوارا کرتے ہیں اس لیے کہ رضائے الہی و عنایت شاہنشاہی

حاصل کریں اور نماز قائم اور صدقات ادا کرتے ہیں چھپے اور کھلے یعنی ہر حال میں یا یہ کہ نماز و

عاقبت دار یعنی جنت دائمی ہو اور نعمت باقی اور ان بہشتوں میں داخل ہونگے خود وہ
 اور انکے اصول و فروع و ابداع جو قابل دخول یعنی مومن ہونگے یصلون خواہ صل
 سے یعنی عطا ہے یعنی ایسے احسان و عطا کرنا یا صلہ رحم ہے اور یہ دونوں معانی تفاسیر میں
 منقول ہیں یا بمعنی پیوستن سے یعنی اپنے استقاد و اقوال افعال احکام الہی سے ملا دیں سو
 حساب مشکوٰۃ کیسے آخذ یحاسب بعم القیامہ الا ہلک نہین ہر
 کوئی جس سے قیامت میں حساب کیا جائے مگر ہلاک ہوگا دجاری اگر عیب من ثقیل
 الحیاب ہلاک جس سے حساب میں مواخہ کیا گیا ہلاک ہوا آیت عبارت دلالت کرتی ہے
 کہ جنتیوں کے وہ اقارب و احباب جن میں لو سے ایمان باقی ہو جسٹے لیے جائینگے تاکہ انکے دل ٹھنک
 یوں احادیث شفاعت میں اسکی تفصیل موجود ہے **مسلم** قَالَ وَتَوَسَّلْ لِمَا نَزَّ
 وَالرَّحْمَةُ یَقْعُو مَا بَ جَنَّتِ الْقَرَامِ ط مینا ی شمس لا فرمایا اور بھیجے جائینگے امانت اور رحم
 پس کھڑے ہونگے یہ دونوں جانب بل صراط کے راستے اور بائیں تاکہ جسے صلہ رحم کیا ہو اور امانت ادا
 کی ہو اسکی شفاعت کریں تجاری مسلم میں ہے کہ جب بعد بل صراط مومن دوزخ سے خلاص
 پائینگے پس قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں ہر جان پر مومنین سے زیادہ کوئی اللہ تعالیٰ
 سے جھگڑنے والا نہ ہوگا یہ اپنے ان بھائیوں کے لیے جو دوزخ میں آئینگے عرض کریں گے اے رب
 یہ تو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے روزہ رکھتے حج کرتے ارشاد ہوگا تم انہیں نکال لو جسے پہچانو
 ایک مخلوق عظیم نکالی جائیگی پھر عرض کریں گے اے رب اب تو اُس میں کوئی باقی نہیں جسے پہچانتے تھے او
 جتنے حق میں حکم ہوا تھا وہ سب نکل آئے ارشاد ہوگا جاؤ اور جسکے دل میں بقدر ایک دینار ایمان
 پاؤ اُسے بھی نکال لو پھر بہت آدمی بجات پائینگے پھر حکم ہوگا جاؤ اُدھے دینار برابر جسکے دل
 میں ایمان ہو اُسے بھی نکال لو پھر بھی بہت آدمی نکل آئینگے پھر حکم ہوگا جسکے دل میں ذرہ برابر خیر ہو
 اُسے بھی نکال لو پھر بھی بہت آدمی نکالے جائینگے اور جنتی عرض کریں گے اے رب اب تو بقدر ذرہ
 ہی خیر کہتا نہیں پھر حضرت حل جلالہ ارشاد فرمایا ملائکہ نے بھی شفاعت کی پیغمبروں نے بھی شفاعت
 کی مومنین بھی شفاعت کر چکے کوئی باقی نہیں رہا مگر رحم الرحمن فَبَقِيَ قَبْعَةٌ مِّنَ النَّاسِ
 پھر ایک مٹھی دوزخیوں سے پھر لیا اور ان کو نکال لیا جنہوں نے ذرا بھی نیکی کی تھی اور انہیں
 کو لا ہو گئے تھے پھر انہیں جنت کی نہریات میں ڈال دیا یہ لوگ مثل موتی کے ٹھلین گئے انکی
 گردنوں پر نشان ہوگا جس سے جنتی کہیں گے اَللّٰہُ عَلٰی مَا عَمِلُوْا قَدِیْرٌ یہ حضرت

رحمن کے آزاد کردہ جن مجسم بنے عمل بہشت میں داخل کیا ترمذی ابو سید نے آنحضرت سے روایت کی کہ میری امت سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض ایک قبیلے کی اور بعض ایک گروہ کی اور بعض وہ جو ایک شخص کی شفاعت کریں گے مشکوٰۃ دوزخی صحت بنائی جاتی ہوں گی کہ ایک جنتی اُدھر سے نکلے گا دوزخیوں سے ایک شخص کیلئے اسے فلاں تو مجھے نہیں پہچانتا میں نے مجھے پانی پلایا تھا یا آب وضو دیا تھا تو یہ جنتی اسکی شفاعت کر کے جنت میں داخل کرائے گا۔

وَالْمَلَائِكَةُ بِدَحْلُونٍ عَلَيْكُمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فِعَلَعُمَلِكُمُ الدَّارِ
اور فرشتے داخل ہونگے دہر ہر دروازے سے سلام ہے تم پر اسلئے کہ صبر کیا تمہیں یہاں جنت کا گھر

اور فرشتے ان جنتیوں پر داخل ہوا کریں گے جنت کے ہر دروازے سے اور کہیں گے سلام تم پر بسبب اُسکے کہ صبر کیا تمہیں اور کیا اچھا ہے دار آخرت ابن کثیر آپ نے فرمایا معلوم ہے کہ جنت میں پہلے کون جائیگا صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول دانا تر ہے فرمایا وہ محتاج مہاجر پہلے داخل ہوں گے جنکے تمام ذریعے مسدود اسباب مفقود تھے مرے اور تمنا میں دل میں ہیں جو پوری نہ کر سکے پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دینے لگا جاؤ اور انکو سلام کر دو فرشتے کہیں گے ہم تیرے آسمان پر رہتے ہیں اور تیری مخلوق میں برگزیدہ ہیں کیا تم کو تو فرماتا ہے کہ ان خاکیوں کے پاس جائیں اور انہیں سلام کریں ارشاد ہوگا یہ میرے بندے ہیں میرے سوا کسی کی بندگی نہیں کی انکے اسباب قطع امیدیں دل میں باقی تھیں پھر ملائکہ آئیں گے اور ہر دروازے سے داخل ہونگے اور کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ جنت کو طلب فرمائے گا وہ اپنی زینت اور آرائش کے ساتھ آئے گی پھر ارشاد ہوگا میرے وہ بندے کہاں ہیں جو میری راہ میں لڑے اور مارے گئے اور تھکے گئے اور کوششیں کیں جاؤ جنت میں چلے جاؤ نہ تم پر حساب ہے نہ کتاب پھر بعض ملائکہ حاضر ہو گئے اور سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اسے رب ہم تیری رات دن تسبیح کرتے ہیں یہ کون ہیں جنکو تیرے برگزیدہ فرمایا ارشاد ہوگا یہ ہمارے بندے ہیں جو ہمارے لیے لڑے مارے گئے عباد کے پھر انہیں ہر طرف سے فرشتے آکر سلام کریں گے۔ اور حضور ہر سال اہل قبول کی زیارت کرتے اور فرماتے سلام علیکم الخ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے ملائکہ کا یہ عذر حسد سے نہ ہوگا بلکہ خواہ اظہارِ حرب و عظمت مومنین منظور ہوگی خواہ انہیں غبطہ ہوگا کہ حضور محبوب میں دوسرا ہم سے زیادہ مقرب ہو جائے خواہ واقعہ نہ تھے جب معلوم ہوا کہ

میں محتاط رہو اس لیے کہ جسے چاہئے اور پھر رجوع کرنا اور الٹے الٹے اب خواہ
 مثبت عام نہ ہی یا ہدایت جو اس نظم آیت میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی ہر رجوع کرنا الٹے
 کی رہنمائی ہوگی اور بے رجوع اگر مثبت میں آیا تو ضلال یعنی توفیق سے محرومی جو پس من اول
 مخصوص نہ البعض اور ثانی عام ہے پس ضلالت اثر ہو عدم انابت کا اور ہدایت اثر ہو انابت کا اور
 یہی مذہب تسلط صالح کا کہ تحقیق و ايقاع اللہ کی طرف سے ہو مبادیہ کہ فرمایا بقی مرہبنا
 اور کسب قصد بخاری طرف منسوب ہے اس لیے کہ انابت ہمارا فعل ہو اور وہ موجب ہدایت مسلم
 عموم اعط من خوف واضطرب انہ لا یقفی ہر اہل علوم و تقش ہو یا ارباب تقویٰ یا عوام کوئی کسی
 حال میں نہ رہیں ہو سکتے اور ہدایت موعود سے ہر سال امیدوار ہے مگر دامن شوع و خضوع
 تشنگ و رجوع کے ساتھ چونکہ یہ وعدہ ایسے خوف اور زبرد سے شامل تھا جس کا تصور دل خون کر دے
 اور تو ہم مانع کو مل جیون بنائے اندام ملین بنایا

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ
 ایمان لائے اور قرار پائے گا کہ دونوں نے ذکر سے اللہ کے آگاہ ہو کر سے اللہ کے مطمئن ہو جائیں
 الْقُلُوبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَى لَهُمْ وَحَسَنُ مَا يَجْزِي
 دل جو ایمان لائے اور عمل کیمن عظیمان خوشحالی ہو ان کے لیے اور اچھا عطا

جو ایمان لائے اور ان کے دل مطمئن ہو گئے ذکر سے اللہ کے آگاہ ہو بیشک ذکر سے اللہ کے دل
 مطمئن ہو جایا کرتے ہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے انھیں خوشخبری ہو اور ان کے لیے اچھا عطا
 ہے الطمینیات ایک وصف ہے جو قلب میں راسخ ہو جاتا ہو اور تردد و اہیہ و خطرات منتشرہ کو فنا
 کر دیتا ہے اور یہاں مراد یہ کہ دل یقین و حضور لذت ذکر و فنا ہو یا م و قطع تعلقات سے ہمہ منافقا
 سین اسرار بیان میں اور اس خوف میں جو وحلت قلوبہم میں مذکور ہو اس لیے کہ حقد
 مذکور یقین زیادہ ہو گا بعد و تعلقات کے مجاہد الطمین کے کہی اسکے جہد و وجلال سے لرزان
 کہی ہوگی لازمی شان پر حاکف کہی او کے غضب و رابنی بعد و محبوبی کی وہم پر ترسان کہی اپنی
 تصور اور خودی سے نادم ہو گا پس ایسے الطمینان کو یہ خوف لازم ہو طوبی مصدر ہے معنی اچھے
 طیب لینے خوشی باینا اور کیا نام جو جنت میں جو ابن کثیر کہا ابن عباس نے جب
 اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا یا الذین آمنوا انکم کہا ابن عباس نے طوبی جنت میں ایک درخت ہے
 جنت کی ہر کوٹھری میں اسکی ایک شاخ ہے کہ انش فی اللہ نے اسے اپنے یہ قدر کے خلق فرمایا غم کا

موتی ہے اسکی جڑ سے چٹھما ہے بستی جاری ہیں شہد شیر و شراب آب کے کما عبد اللہ بن وہب نے یہ حدیث
سویسر کی راہ کلہے اسکے شگوفوں سے جنیتوں کی پوشاک پیدا ہوتی ہو اور ابو ہریرہ سے مروی
ہو کہ طوبیٰ درخت جنت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے فرمایا یگا میرے بندے سے بطرح چاہیں گھوڑی معذریں
اور اونٹ وغیرہ وہ سب موجود کر دے حسن مآب جنت یا مقام حضور و مجلس دیدار و محل رضا۔

كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِيَتْلُوا عَلَيْهِمُ الذِّكْرَ وَحِينًا

اَلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ اَقُلْ مُؤْمِنِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَالْيَمِّي مَتَابُ
 ظن ہے اور وہ کفر کرتے ہیں الرحمن سے کہہ دیجئے وہ میرا پروردگار نہیں مگر وہی
 اسی پر تو کھڑا کیا ہے اور میں اس کا پورا پورا متاب

یعنی جسطرح ہم نے آپ کو اس اُمت میں بھیجا ایسے ہی ان کے قتل امینین گزر چکی ہیں اور آپ کا بھیجا ایسا ہے
 تھا کہ آپ ہماری وحی کرد آیات اُپر پڑھیں اور حالانکہ وہ پہلے طاعت و شکر کے حضرت محمدین
 سے کفر کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کوئی معبود نہیں مگر وہی میں نے اُسی پر توکل کیا اور اُسکی شکر جو
 کرتا ہوں کثیر قریش دشمن کو بھانپتے تھے اس لیے صلح حدیبیہ میں بسم اللہ کیساتھ چمک چمکے ہوئے گیلے

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُئِرَتْ بِهِ الصَّامَاتُ لَوَسِعَ الْحَمْلُ أُذُنُ مَنْ أَعْبَدَ إِلَهُاتٍ إِلَّا إِيَّاهُ فَتَنَّا قُورَيْشًا ثُمَّ لَا تَخْشَى قَوْمًا إِلَّا الْإِنْسَانَ عَنِ الْمَغْنَمِ إِنَّهُ كَانَ كَشِيمًا

یعنی اگر ایسا قرآن ہوتا جس کے ساتھ پہاڑ ہوتے اور اس کی برکت سے زمین قطع میوہ یا کئی طرح کے
 بول اُٹھتے رتب بھی انکو غیبی رستے اور کفر پر اڑے رہتے، "علم و امانت کے لیے ہر سبط معاً علم
 آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی ابوہل اور ابن ابی امیہ یمروہ بنیہ اور حضو کو بلوایا
 آپ آئے تو ابن ابی امیہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لائیں تو قرآن کی برکت سے کلمے کے پہاڑ

جیل تکلیف اور زمین چاہے کاشتکاری کے لیے نکل آئے اور نہرین جاری کر دیجیے کہ تم باغ بنگا بن اور
آپ اپنے زعم میں داؤد سے اللہ کے نزدیک کم نہیں ہیں اے۔ اسے ہمارا مسخر اور جانور بیچ خونا
ہو گئے تھے اور ہوا کو مطیع کر دیجیے حکم ملک نام کہ اپنی خیر توں کے لیے جایا کرین جس طرح۔ اور
کے لیے ہوا اور آپ اللہ کے پاس اچھے گمان میں سلیمان سے بھی کم نہیں اور اپنے بعض

کسی اور کو زندہ کر دیجیے کہ ہم اُن سے اپنی نبوت و صدق کا حال دریافت کر لیں جس سے یہ بھی
جلائے تھے اور آپ اللہ کے حضور میں کچھ عیب سے کم نہیں اللہ تعالیٰ سے یہ تمام سوالات
جواب میں فرمایا کہ یہ سب کچھ ہو جائے تب بھی کیا حاصل اور اسے نبی محبوب ہوتا ہے۔

اختیار میں ہو جو حکم کیا قرآن کی یہ کت سے ایسا نہیں ہو سکتا حالانکہ اس سے زیادہ زیادہ مروی
وہابیہ جو دفع واذیہ ہو کہ ان سے ابو عیوب کے لیے نہیں اتار گیا بلکہ غرض اسکی ہدایت و
عمل ولفیق ہو اور ایسے برکات فتنہ ہو جلتے ہیں لیکن اگر خاص اسی غرض کے لیے بھی قرآن اتار
جاتا جس سے ایسے عجائب امور عہد ما ہو جایا کرتے تب بھی کفار ایمان نہ لاتے قرآن تاکرہ لانے سے
یہ اشارہ ہو کہ یہ قرآن تو ایسے جھوٹی اور فانی غرضوں کے لیے کیوں ہونے لگا اسکے فائدہ و غرض نہ تھا
عالی و مافیہ ربان اگر انعام حجت کے لیے کوئی دوا در آن اتار جاتا وہ بھی انھیں نفع نہ دیتا
فَلَمْ يَأْتِ الْكَافِرِينَ الْوَعْدُ إِنَّ اللَّهَ زَاهِدٌ فِي النَّاسِ جَمِيعًا وَلَا تَزَالُ الَّذِينَ

جہاں میں لوگوں ہوتے ہو ایمان نہ لائے اور عذاب الہی راہ دکھانا تمام ایسوں کو اور ہمیشہ جو
کفر و انصیبہم بما صعدہ تارعتہ او تحل قریباً من دارہم حتی یأتی
ایمان والے ماہر سے حکم امتد و عہد کا بیشک اللہ تعالیٰ غلاف کرے وعدہ کے کچھ نہیں ہو سکتا پھر
کیوں نہیں اپنی پیر اور اثر سے ناامید ہوتے آیت ہے کہ امتد اگر جانتا ہے سب راہ پر آجائے اور
کفار پر ہمیشہ انکی ضمانت اعمال سے عذاب نازل ہو اگر گنہگار کے گھر سے قریب آ کر گنہگار تک
کہ امتد اپنا وعدہ ظاہر کرے بیشک امتد وعدہ عطا فی نہیں کرتا قمار عہد عذاب مہلک کما بعض نے
فتح مکہ و فتح فارعہ سے حکم جہاد مراد ہو جو کبھی منسوخ نہ ہوگا اور قریب آثار عذاب یا مال و عیال
کی ہلاکی یا وہ لشکر جو اطراف کفار میں تاخت و تاراج کرے وعدہ قیامت جسکے آنے میں شک
نہیں شہیدہ (لا یخلف المیعاد) عام ہر وعدہ واجب الوفا ہو پس خلف وعید کیونکر جائز
ہو گا حالانکہ نفس عید میں خاص ہر حل بیشک ہر وعدہ واجب الوفا ہو مگر وعدہ وہ جو جس سے
کسی کا حق یا امید متعلق ہو اور جبکہ وعدہ سے کوئی حق و امید متعلق نہیں ہوتی اسکے خلاف کو
عفو و درگزر کہتے ہیں خلاف و زری نہیں کہتے پس خلف وعید جائز ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابُ
اور بیشک ہم نے اپنی پہلے پھر ملت ہی ہم انھیں جو کافر ہو چکے تھے انکو پس کیسا تھا عذاب میرا
اور بیشک آپ سے پہلے جو پیغمبر گئے ان سے تم کو اور مضحکہ کیا گیا پھر ہم نے کفار کو صلیبی دی تاکہ
اور کفر میں غلو کریں اور عذر و ترجمہ کی گنجائش نہ رہے پھر ہم نے انکو بکڑ لیا اور عذاب نازل ہو گیا

بجائے
نہیں
میں
نہیں
نہیں

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا وَعَذَابًا ۚ وَاتَّبَعْتُمْ أَهْوَاءَهُمْ بِغَدْرٍ مُعْتَمِدٍ ۚ وَكَيْفَ يُحْشَرُ إِلَى اللَّهِ جُنُودُهُ لِقَاءِ ذِي الْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ يَعْصِ أَمْرًا مِنْ رَبِّهِ فَإِنَّهُ يُتْرَكُ لِمَا يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ أَمْرًا مِنْ رَبِّهِ فَإِنَّهُ لَمُخْلَبٌ بِمَا يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ أَمْرًا مِنْ رَبِّهِ فَإِنَّهُ لَمُخْلَبٌ بِمَا يَشَاءُ ۚ

اور ایسا ہی انکار ہے اسے علم عربی اور اگر پیروی کرنا ہوگی تو اس کی خواہشوں کی ابتدا کیے کہ کیا تیری پاس علم ہو

اور یہ قرآن کو اتارا ۚ اَلَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِثْرٌ وَلَآ فَاوِقَ ۚ

دیان عرب میں ہے نہیں تیرے لیے اللہ سے کوئی حاشی اور نہ بچاؤ والا اور اگر کہیں تم انکے

خیالات اور خواہشوں کے پیرو ہو گئے بعد اسکے کہ تمہارے پاس علم لیجئے قرآن آگیا اللہ سے

نہ کوئی حمایت ہے نہ بچانے والا لیجئے اللہ کے عذاب کوئی بچاؤ والا نہیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَمْوَالًا وَأَجْنَابًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ

اور تحقیق بھیجے تھے رسول پہلے آپ سے اور ہم نے دیے ان کے لیے جو دولت اور اولاد اور زمینیں حتیٰ

کبیر کفار آپ پر ۚ رُسُولٌ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ ۚ لَا يَأْذَنُ اللَّهُ

کبرتے ایہ کہ اگر بغیر کسی پیغمبر کو کہے کوئی معجزہ مگر علم سے اللہ سے ہوتے تو عورتوں سے

رغبت کیوں ہوتی زبردستی اختیار فرماتے ارشاد ہوا اور بیشک آپ پہلے بہت پیغمبر بھیجے ہیں

اور انکے لیے ازواج و اولاد تھے دھر آپ پر الزام بجا ہوا اگر آپ نبی ہیں تو کیوں نہیں

دہا رہے فرمائی معجزے کا ظاہر ہوتے جو آپ دیا کہ کسی پیغمبر کو یہ اختیار نہیں کہ بدون اذن الہی

معجزے کا ظاہر کیا کرے اور ایمان لانے کو ایک دو معجزے کافی ہیں ۚ فَمَا كُنَّا نَسْتَنبِئُ

سے ہے اس لیے وارد ہوا اَلَيْسَ كَإِذَا نَسْتَفْتِي مَعْشَرَ مِثْرٍ سُنَّتٍ ۚ

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۚ يَعْنِي اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُسَبِّحُ ۚ وَحِذِّهِ أَمُّ الْكِلْبِ

۱۱ اصل ہر مدت کو کتاب کہتے ہیں شاہد کہ اللہ جو چاہے اور نہایت گراں اور پاس ایک ہر کتاب

اور ہر مدت کے لیے ایک کتاب یعنی حکم خاص جو ملائکہ کو لوح محفوظ سے ملتا ہوا آئیے ہر وقت

عمل درآمد ہوتا ہوا اللہ تعالیٰ جو چاہے شائے جو چاہے اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ

آئیے پاس ہر وقت پس جہاں تک نصوص میں وارد ہو کہ حکم تقدیر میں نہیں سکنا آئے ہیں۔

احکام لوح محفوظ میں مضمین پر تو علم قدیم کہنا چاہیے اور آثار و اخبار بدل و تغیر کے احکام مفعولہ

ملائکہ سے متعلق ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ صلہ رحم سے روزی اور عمر بڑھ جاتی ہے یا صدقے

سے بلا طبعی ہے اور اسی بنا پر تقدیر معلق و مبہم ہو سکتی ہے مگر ہر امر معلق باعتبار علم ملائکہ مشروط

معلق ہوا اللہ کے علم میں نہ تعلیق ہے نہ تردد اور ممکن ہے کہ مراد بڑھ جانے سے برکات و آثار

سنہ ہوا و اعمال و ادعیہ و نزو کا نام و ترمادار تھا۔

سنہ ہوا و اعمال و ادعیہ و نزو کا نام و ترمادار تھا۔

۱۱

۱۱

کون فائدہ پاتا ہے یعنی دنیا میں کچھ کافروں کی نہ چلی اور آخرت میں بھی کئے کی سزا پائیں گے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمُرْسَلًا قُلْ بِاللّٰهِ شَهِيدٌ مِّبَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ اور کہتے ہیں جو کافر ہوئے تو میں رسول کہہ دیجیے کافی ہے اللہ گواہ ہمارے اور تمہارے درمیان

کفار تو کہتے ہیں وَمِنْ عِندِهِ عِلْمُ الْغَيْبِ اور وہ ذات جسے پاس علم ہے کتاب کا دیکھیے اللہ کی گواہی خدا نہیں آپ جواب

اور اسکی گواہی جسکے پاس تمام کتاب یعنی لوح محفوظ سے کافی ہے

سورة ابراهيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع نام خدا اللہ کے بڑے مہربان نہایت رحم والا

نام اسکا سہ رگوں ابراہیم کے میں اتنی۔ اسکی دو مہربان رہی رہی میں اعلیٰ عالم وکبریا جامع البیان میں اسکی آیتوں کا شمار رکاوٹوں سے دور ہے یہی تفسیر میں بیان

الرَّفِیْضُ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ کتاب پر آنا راہنمائی تیر کو نکالے تو آدمیوں کو تاریکی سے روشن روشنی کے

الرَّحْمٰنِ مَقَامَتِ بِأَذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّبِينٍ ابراہیم کی عظمت کا بیان ہے اور ظلمات کنایہ ہے کفر معاصی شر و جحیم سے اہانت خواہنے رب کی حق راہ غالب ترین ہے نور کنایہ ہے ایمان و حق

وَنَفَعَ دُورِیْنِ یعنی قرآن اسلئے آنا گیا کہ آپ لوگوں کو تاریکی جہل سے بیا کر نور ایمان میں داخل کریں اور یہ باذن الہی جو جو سبک رہا پورا اور پھر غالب بنی ذات مقدس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُ الَّذِیْ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَوَعْدُ لِّلْكَافِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ لَّدُنْہِ اللہ ایسا جو جسکے ملک جو آسمان زمین اور جو زمین میں اور بلالی و کافروں کو عذاب سخت سے

زَمِنْ آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ملوک و مخلوق جو اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے

وَالَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْہُمْ سَائِرَ الذَّنٰی وَاَعْلٰی الْاٰخِرَةِ وَنُصَدِّقُنَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَنَبْعُوْہَا جو دوست رکھتے ہیں زمین و نام نہی کو آخرت پر اور روکتے ہیں راہ سے اللہ کی اور نبوت پر

جودنیا کی زندگی کو اَعُوْا جَمًا اُولٰٓئِكَ فِیْ صُلٰحٍ اٰخِرَتِہُمْ بِرُفُوْقِہُمْ اور دوسروں کو ان سے کچھ سے دینی میں نہ کرنا کی راہ سے روکتے ہیں اور دین کو یاد دینا و از روئے نبی کے اشارت کرتے ہیں وہی اور مکات کے لئے کام و عہدہ اور عبادت

ہمیں کہ اب سو دینی فہم سے اپنے بے طرح دنیا طلبی کرے یہ جو نہ نہیں اس تمام خوار و کی مذمت

عرب کے پیغمبر ہیں جواب یہ آخر ارض بعینہ حضرت موسیٰ اور دوسرے پیغمبروں پر برہمی عالم ہو سکتی ہیں جو اپنے وطن سے دور تشریف لیگے بحث جبکہ پیغمبر کی زبان قوم کی زبان ہونا شرط ہے نہ چاہیے کہ کوئی پیغمبر مختلف قوموں کا نہویا اگلے احکام مختلف اوقات میں ہوں جواب قوم سے مراد اہل شہر ہیں نہ تمام امت تاکہ انکو ہم قوم پیغمبر بنے سے جو افتخار حاصل ہو وہ بوجہ تابعیت باہل انویا لیے کہ اگر پیغمبر دوسری قوم کی زبان میں احکام بیان کرے گا تو وہ اصل اور اسکی قوم انکی تالیق و شاگرد ہوگی اور زبان مراد زبان تبلیغ امور رسالت ہے نہ گفتگو روزمرہ و رہنمائی جی قوم کی زبان میں نہ کہ قوم کے لیے تخصیص انبیاء کی کیا ہوتی پس اشکال باقی نہ رہا مسئلہ کچھ ہوگا کہ یہ شخص فیصل عظیم اہل عرب پر یا ملحق ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
اور تحقیق بھیجتے ہوئے موسیٰ کو آیتوں کے ساتھ یہ کہ نکال قوم کو اندھیرے سے نور کے

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ
اور یاد دلا انکو کہ اللہ کے آیتیں ان میں ہیں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لیے

ایام نعمات اور فحاشات عذاب بنے جسے موسیٰ کو پہلی نشانہ بنوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو جس وقت کی تاریخی سے نو معرفت دیا جائے گی طرٹ نکالیں اور انکو اللہ کی نعمتیں اور عذاب یاد دلانے اس کے لیے اور یاد دلانے میں اس قوم کے لیے جو سادہ شاگرد ہیں توحید والوہیت کی نشانیاں ہیں بنی اسرائیل کے مصائب عظیم اور فضائل و انعام نے انہیں تھے لہذا صبر و شکر کا ذکر فرمایا۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِذْ كُورَ الْفَعْلَةِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ أَحْكَمْتُ مِنْ آلِ قُرُونٍ بِسُوءِكُمْ
اور جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے یاد دلا نعمتیں اللہ کی کہ پھر میں جب حکمت دی انکو آل قرون کی پکھانے تھے انکو

سُوءَ الْعَذَابِ يُذْخِرُونَ آبَاءَكُمْ وَيُسْتَحْوُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ
جہاں عذاب اور بچا کرتے تھے بیٹے انکو بچاتا اور زندہ رکھتے تھے عورتوں کو تمہاری اور تمہیں امتحان تھا جسے تمہارے بڑے

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی نعمتیں یاد کرو جو تمہیں میں جب اللہ نے تمکو فرعون بنو کے ظلم سے نجات دی جو تمہاری اولاد پر یہ قتل کر دیتے تھے اور رکھو تمکو زندہ رہنے دیتے اس میں اللہ کی جبریت تھا اور امتحان بڑا انعام تھا بلا و آزمائش و مصیبت یا احراز انکو ارباب نعمت اور ظاہر ہے کہ امتحان الہی موجب انعام ہی ہے

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكُمْ لَنْ يَسْكُنَ لَكُمْ لَنْ يَسْكُنَ لَكُمْ وَلَنْ يَسْكُنَ لَكُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ
اور جب پکارا رب تمہارا کہ اگر تم نہ کرو گے تم البتہ بڑھاد چکا تمکو اور اگر کہو گے تم عذاب میرا سخت ہے

یاد کرو جب پروردگار عالم نے باطلان مطاع فرمایا اگر تم یہاں شکر کرو گے تمہاری نعمتیں ہم تمہارا بنے اور

ناشکروں کے لیے عذاب شدید ہے آیت از دیا نعمت شاکرین میں ظاہر اور استجاب شکرین نص ہے اور ناشکری کی سزا میں ظاہر اور اسکی حرمت میں نص ہے لازیدن کو ہم چھوڑا تا کہ عموم رہے نعمت ہو یا توفیق یا ثواب شکر سے ہر قسم کی افزونی ہوگی اسلئے کہ قدر و اعزاز نعمت سے تلمذ ذرا نہ اور صلہ مع و ثنا بذمہ منہ کریم عام ہوتا ہے نکتہ امور نا کو اریطیع پر تحمل و ثبات اور ترک شکایت دلی اصل ہے اور امور مفید موافق دنیا کی قدر اور اسکی مع و ثنا و شکر ہر لیکن ان دونوں جہاں سے قطع کر کے اپنے رب روف و رحیم و علیم پر کو فاعل مجھتا اور حالت طاریہ کی تلخی و شیرینی سے موثر ہو کر نسل نبوی کے تلمذ و مسرور مینا یا کمال ادب حضرت الوہب رحمہ اللہ فرمایا خدا و سلیم اور علی ترین مرتبہ ہے

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ لَكُمْ وَأَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ كَرِيمٌ

اور کہہ موسیٰ نے ار ناشکری کرو تم اور جو زمین میں ہیں سب پس بیشک اللہ بے پردہ و ترغیب کیا گیا اور کہہ موسیٰ نے اگر تم اور تمام زمین والے کفران نعمت کریں تو بھی اللہ کا کچھ نقصان نہیں اور کچھ پڑا ہے مخلوق کے شکر و کفر سے محمود بالذات ہر کسی کی حمد و ثنا کا محتاج نہیں اس کی کثرت کہا ابو ذر نے کہ حضور نے اپنے رب کی طرح فرمایا اب میرے بند و اگر تمھارے اگلے پچھلے جن و انس ایک مرد تھی کے دل پر ہو جائیں تو بھی میرے ملک میں کچھ نہ بڑھا سکیں اور اگر تم رب ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مجھے مانگو اور میں بہ ایک کو منہ مانگی مراد دون تو بھی میرے ملک سے کچھ کم نہو گا مگر مسقرہ سمندر میں ایک ناگ کا ڈبوئے سے کمی ہو اور مراد اس سے ہے کہ کچھ بھی کمی نہ ہوگی

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثمودةٌ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ

کیا نہیں آئی تم کو نبی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح اور عاد و ثمود کی اور وہ جو بعد آئے تھے لا یعامرکم الا اللہ جاءتهم رسلهم بالبینات فردوا الید بہم فی افواہہم

نہیں بلاتے کہ کوئی اللہ لائے ان کے پاس پیغمبر آئے کئی نشانیاں پس پھرے ہاتھ مومنوں میں تا اول الذکر تا آخرنا بعد ارسلمہ بہ وانا انھی شک مما تدعونا الیہ مریم

کیا نہیں آئی تم کو نبی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح اور عاد و ثمود کی اور وہ جو بعد آئے تھے لا یعامرکم الا اللہ جاءتهم رسلهم بالبینات فردوا الید بہم فی افواہہم

کاٹنے لگے اور کہا ہم تمہارے اس بیٹے شک میں ہیں فردوا لہم کہا بخاری نے تعقل امرے
رکنا اور باز رہنا مرید تاکید فرمایا کہ ایسا شک نہیں جو عقل سے بلکہ اور زیادہ غیبیہ متوجہ جاتی ہیں
قَالَتُ رُسُلَهُمْ أَفَلَا لِلَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
کہا پیغمبروں نے انکی کیا اللہ میں شک ہے یا نبیوں والا اسامہ کا اور زمین کا بلانا ہی تمکو کہ بخشے تمہارے گناہ تمہارے
وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالُوا إِنَّ أُنْظِرُوا لَكُمْ مِثْلَهُمْ وَيُؤَخِّرُونَ أَنْ تُصَدِّقُوا
اور ملت دی تمکو موت عید تک بڑے نہیں تم مگر آدمی مثل ہمارے چاہتے ہو تم یہ کہ روکو بلکو
کہا اے انکے پیغمبر ہیں عَمَّا كَانَ يَقْبِضُوا بَابًا نَافِلًا تَوَالِي سُلْطَانٍ مُّبِينٍ ہ کیا تمکو اللہ کے باب
میں شک ہے جو اسامہ کو اس کے تھے بوجہ باب داد جو ہمارے لاؤ جمیل ظاہر اور زمین کا پیدا کر نیوالا
وہ تمکو بلانا ہو درہ حق کی طرف کہ تمہارے گناہ بخش دے اور تمکو ایک مدت معین یعنی موت تک
دنیا میں مہلت دی دے دو دہلیں ہیں کہ ایک تو اللہ کی ذات میں تردد عجیب امر جو دوسرے
ایسا اللہ جو تمہارے گناہ معاف فرمائے تمکو دنیا میں زندہ رکھے تو کفار بولے تم نہیں ہو مگر ہمارے
ایسے آدمی تم چاہتے ہو کہ تمکو روکو اور باز رکھو اس کے چاہے باب داد جو بوجہ حق پس تم ایسے دیوان
ہو تو اب اس دعوے پر کوئی دلیل لاؤ یعنی جو معجزہ ہم مانگیں یا جسے ہم خواہ مخواہ مان لیں لاؤ
قَالَتُ لَهُمْ رُسُلَهُمْ إِنْ كُنْ لَكُمْ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
کہا اے پیغمبروں نے انکی نہیں ہم مگر آدمی مثل ہمارے اور لیکن اللہ احسان کرے جس طرح ہے اپنے بندوں کی
وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَوَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ
اور نہ تھا ہمارے کہ لائیں ہم تمہارے بل مگر حکم خدا اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ایمان والے
انکے پیغمبروں نے ان سے کہا ہم تو تمہارے ہی ایسے پیغمبر ہیں یا ان اللہ اپنے جس بندہ پر چاہے
احسان کرے اور ہمارے حق نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی دلیل لائیں جو معجزہ مانگو دکھائیں مگر اللہ
اذن سے اور چاہیے کہ ایمان والے اللہ ہی پر اعتماد کریں ف ان تمام شہادت کو رد کیا جو کفار نے
حضور پر کی تھیں کہ یہ شیوہ اہل شقاق و کفر ہے اور جو اب تمکو قرآن میں دیے گئے ہیں جواب انبیاء سے
سابق کے تھے بڑے اس تقریر میں حقانیت کوٹ کوٹ کر بھری جو وہ شخص جو خود بخود اپنے
معتقدہ کے سامنے یہ مجبوری بیان کرے ممکن نہیں بلکہ ماثلت پر یہ غمروں سے الگ انسان و معجز
عبودیت میں ہر نہ مراتب اعمال میں کسی نبی و ولی کو کرامت و معجزہ دکھانے کا مستحق اختیار
نہیں مانتا ہے کمال قوت عند توکل رجوع الے اللہ ہے نہ قدرت و استعبار

۶۲

وَمَا لَنَا لَا نَنصُورُكَ عَلَى مَا آذَيْتَنَا وَتَدْعُنَا إِلَى الْغِيَاثِ

اور کیا ہے کہ ہم نہ تم پر مدد دے اور تم نے ہم پر غیث کی دعا کی اور اللہ صبر کرے ہم انہیں کراہی ادا کرتے ہیں

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ پر جس جو سارے تھوڑا سا کرنے والے

حق دکھا دی اور ہم اللہ صبر کرے انہیں کہ تم نے ہم کو اذیت دی انکار و عدوت مطاعی اظہار کفر سے

اور تباہی کہ ہم سارے نبی اللہ ہی پر ہمدرد سارے متساوی تسکین دہنی محبوب کی اور ترغیب دہنیں

کہ دین میں جو مضامین آئین صبر کرین جو حاجت ہو اللہ ہی پر اعتماد کرین معلوم ہو کہ توکل سنت

انبیاء توکل ہمدرد اور اعتماد کرنا اور زمین اور یہ کہ تہذیب کا غافل ہو گیا تاثیر میں اللہ ہی فضل کا

امیدوار اور یہ بہترین توکل پر حضرت انبیا اور اصحاب صفا کسی تہذیب دست کش نہ ہو گم انجام دتا تیرین

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرَّسُولِ لَمَّا أُنذِرُوا لَوْ أَنَّ بَيْنَنَا وَقَوْمَنَا عَاقِبَةً

اور کہا انہوں نے جو کفر ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم زمین سوا ہی یا پھر اوم نہ بزمین جا رہے ہیں

وَأَنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ عَاقِبَةٌ لَافِي سَبِيلِ اللَّهِ

کہ ہم کو لیکن الظالمین کہ ولسلکنا کہ لا رخص من بعد ہم ذلک لمن خان مقامی خاد و عبد

رہے ان کے البتہ ہم ہلاک کر دیں ظالموں کو اور بسا اے ہم مکر زمین میں بعد ازاں یہ واسطے آئے کہ راہ راستہ ہر کسی کو اور

بعد ان تمام مباحث کے کہا اپنے پیغمبروں سے کہتے تھے ہم تم کو اپنے ملک سے نکال دیں گے نہیں تو

تم ہمارے دین میں آ جاؤ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم بھیجا کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں اور تم کو بعد ان کے

زمین میں بسائیں گے یہ وعدہ بشارت اُنکو لیے ہو جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے سے

ڈرتے ہیں اور عذاب اُنہی سے خائف ہیں اس میں کھلی بشارت یہ کہ اہل حق غالب رہیں گے

اور مصداق اس آیت کے خلفاء راشدین و اصحاب یاکمین ہوئے۔

وَأَسْتَفْتِيكَ لِيْلًا وَنَهَارًا وَعِندَ الْمَسَارِعِ وَمِنَ الْوُجُوهِ وَمِنَ الْأَنْفِ وَمِنَ الْيَدَيْنِ وَمِنَ الْإِصْبَاحِ

اور طلب فتح کی اور نامراد ہوا ہر سرخس جملہ احوال آگے اس کے دوزخ ہے

انہی واجب ایمان و دعایت سے مایوس ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے واحد قہار ہمارے

اور ہماری قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دے اور ہم کو فتح عطا کر اس دعا کے اثر سے ہر کافر سرکش

اللہ اور اللہ والوں سے دشمنی رکھنے والا نامراد و ہلاک ہوا اور صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ

اس کے آگے جہنم بھی ہو وراسانے کہا ابو عبیدہ نے یہ لغات اخلاص سے ہے یعنی پیچھے اور آگے

دونوں معنی اس کے ہیں نکتہ اسمین اشارہ ہے کہ آگے پیچھے آگ ہے۔

وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ يَدَّ بِمَا يَصْرَعُهُ وَلَا يَكْفُرُ بِشَيْعِهِ وَيَكْتُمُ الْمَوْتَ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
اور یہاں سے جا چکے پانی سے چپ کے کہ گھونٹ لیا اور اس کو اور زمین کا رستہ اس کو اور آبی ہوا سکوت ہر جگہ سے
اور نہ کہ لوگوں میں سے کسی کا **وَمَا هُوَ بِبَيِّنَةٍ دُونِ قُرْآنِهِ عَذَابٌ عَلَيْهِ** پانی پلایا جائیگا جو گلی میں
اگلے گھونٹ گھونٹ اور زمین دھڑلے والا اور سامنے اگلے عذاب سخت ہے **عَذَابٌ أَلِيمٌ** عذاب کے دفعتاً اُتار
سکین گے تاکہ تلخی کا خوب مزہ چکھیں اور ہر مکان بغیر ہر جانب موت کی کیفیت اُپر طاری ہوگی سو
رگ ریشے سے عذاب پیدا ہوگا اور وہ مرے گئے نہیں کہ چھوٹ جائیں اور ان کے آگے پیچھے سے عذاب سخت ہو
مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ مُسْتَقْتَدٍ دن اُشدّت بہ الزلزلہ
مثل آگے جو کافر ہوئے اپنے رب سے عمل آگے مثل راکھ کے ہیں کہ تیز چلی آگ ہر جگہ
فِي يَوْمٍ عَصِيفٍ لا یقدرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلٰی شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ
دن میں اندھیرے میں قدرت رکھتے اس سے کہ کیا کسی چیز پر یہ وہی ہے کہ راہی دور کی
آگ کی مثال جو کافر ہوئے اپنے رب سے ایسے ہی کہ اعمال ان کے مثل راکھ کے ہیں جب ہوا تندہی آندھی کو دنوں
میں اس سے تیز تر ہو گیا جو کما یا تھا وہ کچھ بھی اختیار و قدرت میں نہ رہا سب یاد ہوا اور ٹھیک ٹھاکہ ناہی ہے
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ يَئِسَؤُا مِنْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ
کیا نہیں دیکھتے **جَدِيدٍ** و **مَا ذٰلِكَ عِلَّا** اللہ بے عزت ہے کہ اللہ نے آسمان زمین
بنائی اور حق طور پر یہ **نَحْيٍ** اور نہیں یہ اللہ پر دشوار محض اعتبار و خیال
نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کوئی معذورم کر دے اور دوسری نئی خلقت پیدا کر دے اور یہ امر اللہ پر کچھ
گردن نہیں ہے جب اسے یہ عالم بناتے دشوار نگہ را تو دوسرا بنانے میں کیا تکلف ہو گا حق سے
شعبات و علم و خیالی اوہام خارج ہو گئے **ف** معلوم ہوا کہ تمام اشیا قابلِ فناء ہیں اور بذاتِ غیر
تمام جو ذاتِ پاک فنا عالم ایجاد پر قادر ہے اسے مار کر جلانے میں کیا وقت ہوگی یہ ایسا
قادر سزا و عبادت و خوف و امید ہے یہ امر اخبارِ صحیحہ سے ثابت و قطعی ہو گیا ہے کہ یہ عالم بعد
حشر و نشر کچھ فنا ہو جائے گا اور کچھ موجود رہے گا

وَيُؤَيِّدُ اللَّهُ جَمْعًا فَقَالَ الصُّبْعُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُمْ
اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ چاہا کر دیا اور جو کچھ اس نے چاہا کر دیا اور جو کچھ اس نے چاہا کر دیا
اور قرون سے محل کر **مَقْنُونٍ عَنَّا** و **عَذَابُ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ** تمام مخلوق حضور حق
کتابت کر دیوے ہوئے عذاب سے اللہ کے کچھ بھی

یہ وہی ہے کہ راہی دور کی
آگ کی مثال جو کافر ہوئے اپنے رب سے
ایسے ہی کہ اعمال ان کے مثل راکھ کے ہیں
جب ہوا تندہی آندھی کو دنوں میں اس سے
تیز تر ہو گیا جو کما یا تھا وہ کچھ بھی
اختیار و قدرت میں نہ رہا سب یاد ہوا
اور ٹھیک ٹھاکہ ناہی ہے

سجائے قتل میں حاضر و ظاہر ہوئی تو انکے ضعیف پیروی کرنے والوں نے ایسے کہا جنہوں نے انکو بھکایا اور آپ کو بڑا بتاتے تھے ہم تو دنیا میں مختاری اتباع کرتے تھے آج تم کچھ چارے کا کام آ سکتے ہو عذاب الہی سے بچا سکتے ہو۔

قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُنَا أَمْ صَدَقْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحْصِنٍ

یہ اگر راہ دکھانا ہو اللہ اللہ راہ دکھاؤ ہم تمکو برابر جو ہمیر خواہ اسکا کریم یا صبر کریں نہیں ہوگا جیسے ڈاکٹر وہ کفار کے پیشوا ہو لے اگر اللہ ہوگا راہ راست بتاؤ ہم تمکو بھی راہ نجات و طریق قرار بتا دیتے ہمارے لیے برابر سے بے صبری کریں روئیں چلاؤ یا صبر کریں کوئی راہ بھاگنے اور بچنے کی نہیں

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ

اور کہا شیطان نے جب فیصل ہو گیا اگر بیشک اللہ نے وعدہ کیا ہے وعدہ سچا اور وعدہ کیا میں نے

فَاخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا

پس خلاف کیا میں ذمہ سوا دیا مجھے تم پر کوئی غلبہ مگر یہ کہ بلایا میں تو تمکو پس قبول کی تمہاری میری دعا

تَكُونُوا مَوَافِقِينَ لَكُمْ مِمَّا آتَاكُمْ مِنْكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِينَ لَكُمْ

ملاقات کرو مجھے اور ملاقات کرو قانون کو ابھی نہیں میں زیادہ درس تمہارا اور نہ تم زیادہ درس میرے میں تھے

كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

کفر کیا اس سے کہ شریک کیا تھے پہلے سے بیشک ظالم انکے لیے عذاب دردناک ہے

اور شیطان نے بعد فیصلہ کے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے سچا وعدہ کیا تھا دیکھو مطیع جنت میں

ہیں اور عاصی و وزخ میں اور میں نے وعدہ خلافی کی جنہیں حاجت روا مشکلاں بنا یا تھا وہ

خود در ماندہ اسیر بلا ہیں اور مجھے تم پر کوئی زور و غلبہ نہ تھا کہ خواہ مخواہ اپنا آج بنا لیتا ہوں میں

تمکو بلا یا تھے میرا کہنا مانا تو اپنی جان کو ملامت کرو کہ کیوں اللہ کی مدد علمی اور میری چڑی

کی نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں نہ تم میرے فریاد رس میں نے انکار کیا ان شرکار سے جنہیں تم پہلے

یعنی عالم دنیا میں حق سبحانہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے تھے دھچکا رہا ہوا اس میں شک نہیں کہ

ظالم یعنی کافر اور حد انصاف سے بڑھ جانے والے عذاب دردناک پانچ گنے یعنی شیطان اور شراران

کفر اور کفر کا وسبب اگر فاعل عذاب ہیں و معلوم ہو کہ شیطان کفر کو گمراہ نہیں کر سکتا مگر

ہم خود شیطان ہیں رہے ہیں عالم آخرت میں کفر و انکار باقی نہ ہوگا یہاں تک کہ شیطان بھی اپنی فطرت کا قائل اور عبودان باطل سے شک ہوگا مگر وہان کچھ فائدہ نہیں۔

وَأَدْخِلِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
اور داخل کرو گے جو ایمان لائے اور کئے ایمان باخوبی بھی گئے ان کے نہیں ہمیشہ رہو گے

فِيهَا يَذْهَبُونَ فِيهَا أَبْنَاءُ ذُرِّيَّتِهِمْ مُتَمِصُونَ مِنْ ثَدْيِهَا سَلَامٌ هُمْ فِيهَا سَلَامٌ
گئے جنکے تلے نہ رہیں اس میں حکم سے رب ان کے دعا آملی آسین سلام رہی جاری ہیں ہمیشہ شہ
والے اس میں اپنے رب کے حکم سے اور جب اس میں ملاقات کرتے ہیں تو سلام کرتے ہیں یہی
دعا ہے ربط بعد بیان انجام کفر و ایمان ایک اور مثال سے سمجھایا۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كُنْجُرَةً طَيِّبَةً أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا
یسا نہیں دیکھا تو نے کیونکر ماری اسد شل بات اچھی شل درخت اچھے کے جو جڑ اسکی مقبوط اور شاخیں اسکی

فِي السَّمَاءِ لَا تَمُوتُ أَكُلَهَا كُلٌّ حِينَئِذٍ يَذْهَبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ
آسمان پر دیتا ہو چل اپنا ہر فصل میں آواز سے انجری اور بیان کرتا ہو اللہ مثلیں

كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ سَمْنٌ حَقٌّ أَمَّا النَّاسُ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ
نے لا الہ الا اللہ کی گواہی واسطے آدمیوں کے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اصل نچ و بن یا مقصود

وَدَلِيلُ حَقِّ ثَابِتِ مَدْلٍ وَمُسْلِمِ فَرْعٍ اِثْرٍ وَقَبُولِ سَمَارِ بِلَنْدِ شَالُغٍ وَعَالِي اَكْلِ صِلِ بِنِے ثَوَابِ
و نفع حین وقت اور بیان بقرینہ درخت فصل یعنی ہمیشہ اور ہر کام کے وقت اور عمل ضرورت پر
کلمۃ الحق اپنا فائدہ دکھاتا ہے بجرہ طیبہ اچھا درخت اور درخت کی خوبی یہ ہے کہ سرسبز و بارور
ہو پھلے پھولے سایہ دار ہو جسے ہونہار کہتے ہیں حاصل کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کیسی
مثال بیان فرماتا ہے کلمہ حق و ایمان کی مثال ایک ہونہار درخت کی جو جسکی جڑ قائم ہو اکھڑ نہیں
سکتی ایسے ہی سچی بات معلوم و مدلل ہو کسی کے ہٹائے ہٹ نہیں سکتی اور شاخیں اسکی آسمان پر ہیں یعنی
ہر جگہ بات بالا ہو راست گو کا سر بلند دلیل غالب عموماً شالغ و موثر ہو جس طرح وہ درخت ہر فصل
یا ہر وقت پھلتا ہو کلمۃ الاسلام کا فائدہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عموماً مسلم فقلاً معظم یعنی
پروردگار کے اذن و قبول سے کسی فریب قلب بازی سے نہیں اللہ تعالیٰ آدمیوں کے لیے
مثالیں بیان فرماتا ہو تاکہ وہ سمجھیں سوچیں اس کی کثیر ایک مرد نے حضور سے کہا کہ مالدار بہت
ثواب لینگے یعنی صدقات و خیرات کا آپ نے فرمایا تھا تو تمام دنیا کا مال تلے اوپر رکھا جائے تو کیسا
آسمان تک پہنچے گا یعنی نہ پہنچے گا پھر فرمایا میں نے ایسا عمل بتاؤں جسکی جڑ زمین میں اور شاخ
آسمان پر ہو کہ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و سبحان اللہ و الحمد للہ دس مرتبہ ہر نماز کے بعد اور ہر حال میں

وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِن مَّهِجُوا كُفْرًا فَرَارًا
 اور بتا دیا کہ اللہ کے برابر کیا بنائیں گے تاکہ ہم کو گمراہ کر دے۔ اے نبی! کہہ دیجئے کہ تم تمنا کرو کہ تم کو کفر سے ہٹا دے اور تم لوگ فرار ہو جاؤ۔
 اور اہل توحید کے لئے شریک اور ساتھی ٹھہرائے ہیں تاکہ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ میں گمراہ کر دے۔
 اے نبی! کہہ دیجئے کہ تم لوگ دنیا میں ہی لو فائدہ اٹھا لو بیشک تمہارا بازگشت اور نکلاؤ اور فرار کی طرقت ہے۔
 قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَمْضُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً
 کہہ دیجئے کہ میرے ملامت کرنے والے جو ایمان لائے ان کا کام کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں اس میں اس کو چھپے اور علانیہ
 اس کی توجیہ میں مفسرین **مَنْ قَبْلُكَ يَأْتِي يُؤْمَرُ لَا يَبِيعُ شَيْئًا وَلَا يَخْلُفُ** مختلف ہیں کبیر لام امر
 محذوف ہے یعنی لیقیموا پہلے اس کے لئے وہ دن کہ نہ بیچے اور نہ دیکھا ولینفقوا اب مطلب یہ
 ہوا کہ آپ اسے نبی کریم ہمارے ان علاموں سے کہہ دیجئے جو ایمان لائے ہوئے ہیں کہ تم نماز قائم
 اور خرچ جاری رکھو مدارک مقولہ قل کا محذوف ہے اور یہ مذکور جزا ہے یعنی آپ کیسے کہ نماز قائم
 و زکوٰۃ ادا کرو وہ نماز قائم و زکوٰۃ ادا کرینگے اور تقدیر کلام یہ ہر قل اقموا الصلوة و انفقوا الخ
 یقیموا الخ بہر حال مراد یہ ہے کہ آپ ہمارے مومن بندوں سے کہہ دیجئے کہ نماز و مصارف خیر برپا
 دو اتم رہو اور ہر وقت و ہر حال میں چھپے ہوئے کھلے ہوئے اور یہ کام اس دن سے پہلے کرو جس دن
 نہ خرید و فروخت ہو کہ کچھ حاصل کر سکو اور نہ دوستی اور رعایت ہے کہ کوئی کام اٹے اور وہ دن
 قیامت کا ہو ف اس ارشاد سے کہ قیامت میں خرید و فروخت اور دوستی نہیں معلوم ہوا کہ نمازی
 اور سنی کے لیے دراندگی نہوگی اسے سفارشی بھی ہو جائینگے اسکی ضرورتیں بھی باقی نہ رہیں گی۔
 اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ
 اللہ جس نے آسمان اور زمین اور آسمان سے پانی بھر کائے اس سے پھل
 رَزَقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفَلَاحَ لِيَجْزِيَ فِي الْهَيَاثِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ
 رزق واسطو ہمارا اور سحر کی تمہاری کشتی کہ چلے دریا میں تم کو اس کے اور طبع کر دین واسطو ہمارے زمین اور طبع کچھ
 لَكُمْ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَائِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَأَشْرَكُ مِنْ كُلِّ مَسْأَلَةٍ مُّوَدَّةً
 واسطو ہمارا آفتاب اور ماہتاب واسطو اور سحر کی واسطو ہمارا رات اور دن اور واسطو وہ سب کہ مانگو گئے اسے
 اللہ تعالیٰ ایسا ہی جسے آسمان زمین بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس میں کھلے کھلے
 کھانے کے لیے اور تمہارے فائدے کے لیے کشتی جو دریا میں چلتی ہو سحر و سجادہ کردی تم کو جس طرح چاہو
 لیا و خود روی نہیں کر سکتی اور یہ تسخیر و امر الی ہر اور تمہارے فائدے کے لیے نہیں بھی نہیں بناوین

یہ
 ہی
 دیکھی
 ہے

یعنی پانی آنکا تمھاری حاجت ردائے کونکے واسطے تمھاری خواہش پر چڑا اور تمھارے فائدے کے لیے جائز سورج مسخر کر دیے یعنی ایک قاعدے اور اصل کے تابع ہیں نہ کبھی تاخیر ہوتی ہو نہ تعجیل اور یہ اطاعت انکی دائمی اور باقاعدہ ہو اور تمھارے لیے رات دن بھی ایک وقت معینہ کے ماتحت کر دیے اور جو تھے اس سے مانع دیا واضح رہے کہ یہ انعام تسخیر مخلوقات علوی و سفلی مختلف مدارج پر ہے بعض مخلوق تو اس اعتبار سے مسخر ہے کہ وہ ایسے قانون دائمی پر مخلوق و مجبور ہیں جو انسان کے نفع کے لیے ہو جیسے میل و نہار شمس و قمر بعض بنفسہ مسخر ہو جیسے دریا اور کشتی اور بعض باعتبار امن علوم کے جو اسے عطا ہوئے ہیں مسخر ہیں جیسے وہ عجائب و غرائب جنہیں علماء و علما حکماء نے دکھا دی اور دکھاتے چلے جاتے ہیں جیسے ادراک میں خود انسان ہی کی عقل تسخیر ہو جایا کرتی ہے اور بات یہ ہے کہ عناصر اربعہ منجم تمام مخلوقات ارضی کی بستی ہو آدمی کے قبضہ اختیار میں آسکتے ہیں پس کبھی بالانفراد اور کبھی بالترکیب جو کچھ چاہتا ہے کر دکھاتا ہو مگر یہ قوتیں کبھی بہر عقل اور کبھی بقوت خیالیہ اور کبھی بتاثر اسما وادویہ اور کبھی بہ برکات روحانیہ و خلافت الہیہ ایک حد تک اسکے اختیار میں آجاتی ہیں اور ہر امر دشوار جسے قدرت الہیہ نے لباس امکان عطا کیا ہے آسان کر دیتا ہے بیشک بعض صورتوں میں اسکی تصرفات طبقات سماویہ پر متاثر ہوتے ہیں اور کبھی قوت خیالیہ سے بعض اجرام علویہ پر ممکن حاصل کر سکتا ہے اور کبھی اسی عالم اسفل میں بلند پروازی کرنا رہتا ہے اور یہ ایک اسرار ہے اسرار روح سے جیسا کہ فرمایا قل الروح من امر ربی و تخت ہمدن روحی و خلقتہ بید ہا اور نشان عطای کرامت عامہ جبروت خلافت الہیہ کا اور یہ دولت گو تمام بنی آدم کے لیے عام فرمائی گئی ہے تاہم بقا و دوام شخص جو مومنین مطہر کے لیے ورنہ اوجہ دم نکلا اور سب نخصت لہذا فرمایا۔

وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ

اور اگر گنویں نعمتیں اللہ کی نہ گن سکو گئے اسے بیشک انسان بڑا ظالم بڑا ناشکر ہے

ظلم صیغہ مبالغہ کفار یا لغو جمع کافرو بالفتح صیغہ مبالغہ بڑا کفران نعمت کرنا والا یعنی اللہ کی نعمتیں اسقدر ہیں کہ انکا شمار ممکن نہیں اُسپر بھی آدمی کلمات شکایت زبان پر لاتا ہے یا ناشکری و تنقص اُسپر طاری ہوتی ہے تو وہ بڑا ناشکر ہے اور دوسروں کی پرستش یا تعظیم کرتا ہے تو بڑا ظالم بڑا کلمتہ اللہ کی نعمتیں نہ انسان گن سکتا ہے نہ ملک نہ جن اور شکر نعمت نہ ہم ادا کر سکتے ہیں نہ وہ پھر اسی بیچارہ کیو ظلم و کفار کیوں فرمایا و چہ یہ کہ تمام طفیلی ہیں اور انسان مقصود پس بی قابل مخطا سمجھا گیا

اور اسکی ناشکری اعلیٰ درجے کی ناشکری قرار پائی نکتہ الانسان میں خواہ لام محمد ہی بخیر کا فرد
ما صبی خواہ استغراق ہے اور تمام آدمی بمقابلہ کمال نعمت عاجز و قاصر ہیں ترغیب بابر سے
مردی ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابھی میرے پاس سے میرے دوست
جبریلؑ گئے اور بیان کیا کہ ایک پہاڑ تین گز لانا تیس گز چڑھا اور گرد اسکے چار چار ہزار فرسخ
دریا پہاڑ پر ایک چشمہ شیرین جاری اور درخت انار قائم ہر رات بھلتا وہاں ایک اللہ کا بندہ
تھا چشمے سے آب شیرین پیتا اور انار سے قوت کرتا اور رات دن عبادت و ذکر میں مشغول رہتا
یو نصین پانچ سو برس گزر گئے خدا پرست نے دعا کی اے رب جب موت آئے تو میں سجدے
میں ہوں اور میرا بدن نہ سڑے اور یو نصین قیامت میں اٹھایا جاؤں پھر اسی حال میں اسکی
روح قبض کی گئی جب میں آسمان سے اترتا اور چڑھتا ہوں تو اسے سرسبز دیا تا ہوں مجھے معلوم ہوا
ہو کہ یہ خدا پرست قیامت میں بحضور رب العالمین پیش ہوگا اللہ تعالیٰ فرمایا گیا میرے نزدیک فضل و
رحمت جنت میں لیجاؤ خدا پرست کیلئے بلکہ میرے عمل کے عوض میں ارشاد ہوگا اچھا حساب کیا جائے
اور میرے صرف وہ نعمتیں پیش ہوگی جو آنکھوں سے متعلق ہیں اور ادھر عبد ضعیف کی عبادت
پانچ سالہ ایک ایک نعمت کے عوض میں ایک ایک نیکی لیجاو گی ابھی نعمت چشم باقی تھی کہ عبد فقیر کا
کیسہ استحقاق خالی ہو گیا دوسری نعمتوں کو کون پوچھے ارشاد ہوگا اُسے دوزخ میں لیجاؤ فرشتے
کھینچیں گے یہ بیچارہ پکارے گا رَبِّیْ بِرَحْمَتِكَ اَدْخِلْنِیْ الْجَنَّةَ اے رب اپنی رحمت سے غلام کو بہشت
میں جگہ دے پھر بحسب حکم شاہنشاہی سامنے لا کر کھڑا کیا جائیگا ارشاد ہوگا اے بندے مجھے کسے
پیدا کیا عرض کرے گا حضور نے ارشاد ہوگا پانچ سو برس کی عبادت کی قوت کس نے دی عرض کرے گا
حضور نے۔ ارشاد ہوگا ایسے دریا میں پہاڑ پر پہنچاؤ اور اب تلخ سے چشمہ شیرین نکالنا اور روزانہ
انار میں پھل لانا پھر رات سو قبض روح کرنا یہ کس کے فیض و کرم سے تھا عرض کرے گا حضور ہی کی
رحمت تھی ارشاد ہوگا یہ سب بطوری رحمت سے تھا اور ہماری رحمت سے اسے جنت میں لیجاؤ
پھر کما جبریلؑ ذرانا لا یشکوک برحۃ اللہ یا محمدؐ تمام جہنم اللہ ہی کی رحمت میں آ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وَاَوْ قَالَ اَبْرَہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَاجْنُبْنِیْ وَبَنَاتِیْ اَنْ نَّعْبُدَ لِمَا صَامَ رَبِّ اَنْهٰی
اور جب کہا ابراہیمؑ ذرانا لا یشکوک برحۃ اللہ یا محمدؐ صبر اس والا اور کما جبریلؑ ذرانا لا یشکوک برحۃ اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَمْلِکْ لَیْسَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَعَبُ فَاَنَّهُ وَتٰی وَمَنْ عَصَانِیْ فَاَنَّا نَکْفِرُ عَنْهُمْ
بہنو کو آدمیوں میں سے نہیں جو پیروی کرے میری پیروی نہ کرے اور جو نافرمانی کرے میری پیروی نہ کرے اور جو نافرمانی کرے

اور جب ابراہیم نے بعد تعمیر مکہ معظمہ کہا اے رب اس شہر کو امن والا بنا دے ماضی عذاب سے
اور غلطی سزا سے امن رکھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا دے رب ان بھونے مخلوق کچھ سے
ہمکا دیا پس جس نے میری پیروی کی لینے دین ابراہیم پر ہلا دہ مجھے پڑا اور جس نے میری عدول کیا
کی تو تو رب غفور رحیم جو تواسے ہندون پر خود مہربانی کر چکا ہے اس میں تعریف و قریش کی
طرف کہ تم بت پرست اور مخالف دین ابراہیم ہو مگر آج میرا سا کرنا عبت ہو امین کچھ کہا میں نے
کہ حضور نے یہ کیت پڑھی اور یہ کہ عیسیٰ عرض کر چکا تھا اِنَّا كُنَّا نَعْبُدُكُمْ عَسَاوًا لَّغْوًا نَحْمَدُ
تین بار کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ و درودے حق سبحانہ تعالیٰ نے جبریل سے فرمایا کہ ہمارے حبیب کے
بوجھو آج کو جس نے رو لایا حضور نے عرض کیا اے رب ہم امت ضعیف سے بقیار ہوں ارشاد ہوا
ہم آپ کو ابکی امت کے باب میں خوش کر دیں گے اور ناخوش نہ کر دیں گے اَصْلٰحُ لِسِنِّ اِبْرٰہِیْمَ
کی طرف مجازاً ہے یعنی انکی اتباع موجب صلاحات ہو گئی نہ یہ کہ یہ بت کچھ کر سکتے ہیں۔ بخاری
حضرت ابراہیمؑ اور انکی ماں باجرہ کو کئے میں لائے اور جہان آب چاہ زمزم پر درخت ہو
وہاں ٹھہرایا اور کچھ خبرے اور ایک مشک بانی کی رکھ کر نصبت ہوئے حضرت باجرہ انکے پیچھے
ہو لیں اور کہتین کہاں جاتے ہو اور ہم کو اس میدان میں چھوڑے جاتے ہو آپنے کچھ جواب نہ دیا
پھر باجرہ نے کہا کیا یہ امر حکم الہی ہے ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں باجرہ بولیں ابو صالح نہ کر گیا اور وہیں
قیام فرمایا میں اللہ تعالیٰ نے انکے لیے چاہ زمزم ظاہر فرمایا اور مکہ آباد ہوا قیامت تک مرجع عالم
رہیگا اور اللہ واوون کے دل اسکی طرف جھکے رہیں گے الغرض جب غلیل طبل گھائی کے پاس پہنچے
اور یہ دونوں نظر سے غائب ہوئے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا کی

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ دَرَسِیْ بَعَادَ غَیْرِ ذِیْ رُبِّیْ عِنْدَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَ بَنَیْتُ الْمَقَامَ

اور بچھریے بسائی بعض اولاد اپنی میدان بے زراعت میں اس پر جو حرمت دال ہے اور بچھریا کہ تمام کرین

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَہٗ مِنَ النَّاسِ تَهْوٰی اِلَیْکَ وَ اَلْزَمِہٖ اَلْمَحْرَمَ وَ اَلْعَلِّیْمَ بِشُكْرٍ

نماز پس کر دل آدمیوں کے کہ مہکیں طرف اُنکے اور ہر ذی ایمان میں ہر شکر تاکہ وہ شکر کریں

اور ب میں نے اپنی ہفتن اولاد بھیجے اسمعیلؑ کو اس میدان میں آباد کیا تو وہ گھر کے پاس جو حرم ہے

جو جہان نہ بانی جو نہ کھیتی اسی لیے کہ نماز قائم کریں اور خادم حرم رہیں تو آدمیوں کے دل انکی طینت مل

کر دے اور انہیں مختلف نرات سے رزق دے تاکہ یہ لوگ کھائیں اور فکر گزار چون درجی سے

مادہ بنی اسمعیلؑ اس لیے کہ کئے کی سکونت اور خدمت انہیں کا حصہ رہا اور جی اس میں بلاد شام وغیرہ میں

یہ دعا بھی کرتے رہے ہیں یہی دل اس دعا کے مقدار ہیں (غیر ذی زرع) سے خراؤ کو ہستان
 کہ اسلئے اسے نماز اور سرگرمی کی عبادت و خدمت و طواف بیت مراد ہو یعنی یہ آبادی صرف خدا پرستی
 کی ہے اور اس میں استاد ہو کہ کتبہ مقام خدا پرستوں کا ہو اور نمازی اس میں رہیں گے انسان اس لام ستار
 ہو جو وقت اور ہر مذہب و آلون میں کہ محترم اور اس کے خادم واجب التعظیم رہے ظاہر ہو کہ جس قدر
 مختلف بلاد کا مجمع ہو گا تو ہر دوسرے مقام پر اس کا نظیر نہ کیا جائے گا تاہم وہی دلوں کو محبت
 و ارادت پیدا ہو جائے محریک تدبیر کی ضرورت نہ پڑے عمرات جمع سے اشارہ ہو کہ دور دور ملکوں
 سے قلعہ اور میوہ اور ہر قسم کے اطمینان دہانہ ہو گئے مکملہ رزق کا خضر غرات پر کیوں کیس
 گوشت و غیرہ بھی ہر مقام سے تھا و جمع اس لیے کہ غرض اصل طعام ہو اور دوسری چیزیں جیسے
 گوشت یا شہد وغیرہ سب انہی سے ماخوذ ہیں مکملہ اس تقریر میں کہ مکملہ خیر آباد مقام ہو اشارہ ہو کہ
 اہل قبلہ ہمیشہ اللہ پر بخیر و سار رکھتے والے اسباب ظاہر سے بے پروا اسکے فضل و لطف خاص کے
 امیدوار ہیں اور اس میں کمال قدرت الہی و عظمت مکملہ ہو کہ ان بے سامانیوں کے ساتھ ایسی فراخ
 بانی یہ رجوع عالم یہ آبادی اگر دلیل حقانیت نہیں تو کیا ہو مکملہ اس دعا میں کئی معجزہ دائمی حضرت
 خلیل جلیل کے ہیں۔ قبول۔ دوام یعنی اس وقت تک اولاد اسمعیل وہاں آباد اور وہی وہاں کے
 مجاور و خادم ہیں اور ایک ارد گرد کے کے زراعت کا نام نہیں۔ آجک اور انشاء اللہ ہمیشہ نمازی
 طواف کر بیوالوں ہی کا وہاں انتظام رہا۔ دواماً خلق خدا جان و مال سے اس غیر آباد میدان کے جمال
 و کربا پر دلدادہ و خدائی ہو۔ مساجد اور مقدس مقامات کی خدمت و تعظیم و محبت اور انکی طرہ رجوع
 خلق ہر قوم اور ہر مذہب اور ہر ملک میں ہو اور یہ عام معجزہ ایسا بھی ہو مسئلہ مساجد کیلئے امام موزن
 خطیب خادم معین کرنا اور انکی خدمت و بزرگداشت اسی آیت سے مفہوم ہو مسئلہ مشاہدہ مقدس کی
 مجاوری بھی اس آیت کو ثابت ہو مسئلہ شریعی یا فقہی یا طعام مسجد یا کسی مقدس مقام میں تقسیم کرنا اس لحاظ سے
 کہ اثر دعا ایسا بھی ہو اور قرب جو ان کے مساکین زیادہ حق رکھتے ہیں۔ جائز ہو لیکن بت پرستوں کی طرح
 حضور و نذر غیر اللہ تو ثواب صدقہ ہر ایک سے مساوی ہو مگر خادم و مجاور مقامات مقدس کی رہتا امر حسن
 رہا انک تعلم ما تحفی و ما تعلی و ما تحفی علی اللہ من شیء فی الارض و لا فی السماء
 اور رب مجر تو جاننا ہو جو چاہا تو ہمیں اور جو چاہا تو ہمیں اور نہیں تحفی اللہ پر کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں
 الحمد للہ الذی وہب لی علی الکبر اسمعیل و اسحق و ان ربی لسمیع الدعاء
 سب یہ دعا اللہ کے لئے ہے بڑھاپے میں اسمعیل اور اسحاق بیشک رب میرا شناسا ہو دعا کو

اور ب تو پہر چھپے اور کئے امور سب کا بنا جو اور چار ہی جہاں تین نہیں بلکہ کوئی چیز آسانی ہو یا زحمت
تجربہ پوشیدہ نہیں سب تم یقین اللہ ہی کیلئے ہیں جسے مجھے اس پرانے سالی میں دوزخ میں پھنسا دیا تھا
غایت درجہ تک میری ماستا اور قبول فرما قبول! اولاد پر شکر سنت ابراہیم پر شکر ہے بقا و ازادیا نعمت
ہو تا ہر جملہ اسمعیل اس پرانے میں محفوظ رہا اور اولاد ابراہیم میں غایت درجہ کی ترقی ہوئی۔ تقدم
ذکر سے معلوم ہو گا اسمعیل پر بیٹے تھے ایک کبیر سے ظاہر ہے کہ آپ کے اولاد پیرانہ سالی میں ہوئی لیکن تین
میں مفسرین مختلف میں معاملہ کہا ابن عباسؓ اسمعیل شاد و برکت سن میں اور اسحاقؓ اکمل و با و برکت
کی عمر میں پیدا ہوئے کما سعید بن جبیر نے کہ اسحاقؓ کی بشارت جب دی گئی تھی ابراہیمؑ کا سن ایک سو تیرہ برس تھا

رَبَّنَا اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَدْ تَجَلَّى قَوْلُكَ لِي فِي الْمُلْكِ الْعَالَمِ
اور ب بنا دے تمام کرتے والا نماز کا اور میری اولاد سے بھی اور ب ہمارے قبول کر دعا کر

پہلے خود کہا کہ میں نے اپنی اولاد نماز پڑھنے کے لیے بیان بسائی ہو پھر اس نعم و قصد خیر پر توفیق طلب کی
کہ اگر مجھے نمازی بنا دی اور میری اولاد کو بھی اور ب دعا قبول کرے معلوم ہوا کہ نماز اصل عبادت و کلید
سعادت ہے اس لیے حضرت خلیل نے اُسے مستقل دعا میں ذکر فرمایا اور یوں کہ اول اپنے لیے
پھر اولاد کے واسطے اور پھر کمال عجز و امید بضرارت عرض کی اور ب تو یہ دعا تو ضرور قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ
اور ب ہمارے بخش دے مجھ اور میرے والدین باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن عالم ہو حساب

للمؤمنین میں قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں اور وہ دعا مسنونہ مقبول ہو مگر ابراہیمؑ کی دعا
والدین حق میں باوجود کفر بسبب اسی وعدے کی تھی جو آپؑ اُسے کیا تھا اسکی تفسیر اپنے مقام پر آئیگی۔

وَلَا تَحْشَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمَ تَشُحُّ قُبُورُهُمْ
اور نہ سمجھو اللہ کو غافل اس کو کہ کرتے ہیں ظالم نہیں جوڑتا ہر ایک کو مگر داسے ایسے دن کہ کفر یوں آگے

الایصار لا مہطین مقنعی رؤسہم ولا یرتد الیہم طرفہم واقف علیہم ہوا
نظر میں دور تھی جوئی اٹھائے ہوئے سر پہ نہیں پھر میں طرف آئے نظر میں وہی اور دل آئے اور ہر

ایسا نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے کام سے بچے نہ دنیا میں و حیل اسلئے دی ہو کہ عوض لیا جا اسدن جب
آنکھیں چڑھ جائیں اور کمال خوف اور گہرا ہرے کچھ سوچو نہ یہ قبروں کا ٹھکانہ میدان شتر کی طرف جلدی جلدی
چلیں سر اٹھاؤ ہوئے نہ ادھر نظر نہ ادھر خیال ایسی حیرت کہ گنگنی لگ گئی نگاہ پھرتی نہیں حل عقل فہم وغیرہ
خالی نہایت ہے جو اس ہون ظالم سے برہنے والا کافرا ماضی یوم اس مراد قیامت ہو شخص شخص

یہ شخصوں نے نافرمانی کی انکے مکہ راہیہ نہیں کہ پہاڑ لینے قرآن و اسلام پر کچھ اثر پڑ سکے اور بقرا بت
لتر جو کہ یعنی اگرچہ انکے مکہ پہاڑ مال دینے والے تھے تاہم اسلام پر نہ ملین گے

فَلَا تُحْسِبَنَّ اللَّهُ مَخْلُفًا وَعَدَهُ رَسُولُهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ
پس نہ سمجھو اللہ کو خلاف کرنے والا وعدہ کا پورا رسول اللہ کے ایک اللہ غالب ہے بدلا لینے والا

تو اللہ کو نہ سمجھو کہ وہ اپنا وعدہ یعنی عذاب کا پورا تو اب یونین اپنے پیروں کے خلاف کر دہ غالب اور بدلا لینے والا
یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُوتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
جس دن بدل جائیگی زمین سو اس زمین کے اور آسمانوں کے اور حاضر ظاہر ہو اس اللہ کو جو واحد و رب ربوب ہے

وہ ایسا دن ہو گا کہ آسمان زمین نہ ہونگے دوسرے زمین بدل دی جائیگی اور سب کے سب اللہ تعالیٰ
کے حضور میں حاضر ہونگے جو واحد و قہار و تبارک و تعالیٰ زمین ابن کثیر اخفہ سے سوال کیا گیا کہ جب میں
بدلیا جائیگی تو مخلوق کمان ہوگی اسکے جواب مختلف منقول ہیں مسلم و ترمذی میں ہے کہ بل پر تو بان ذرا بت کی
کہ تاریکی میں بل کے پاس ہونگے ایک روایت میں آیا کہ آدمی اللہ کے تھماں ہونگے۔ کہا ابن عمرو بن میمون کہ وہ
زمین ہوگی صاف جیسے گناہوان خون گرا حضرت علیؓ نے کہا زمین چاندی بن جائیگی اور آسمان سونا۔ ایک
روایت میں ہے کہ زمین روٹی ہو جائیگی مومن پاؤں کو پاس کھائیں گے پر واپس قرون اللہ کے حضور میں حاضر ہونگے

وَتَرَى الْجُرُثَ يَوْمَئِذٍ مُّقْرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ هُمْ أَهْلُكُمْ مِنْ قِطْرَانٍ وَتَعَسَىٰ وُجُوهُهُمُ النَّارَ
اور تو دیکھے گا جو مومن کو آسٹن جکڑے ہوئے زمین و زمین کرتے انکے گندھک کو اور دھانک یونینہ انکے آگ نے

مقرن نزدیک کیا گیا الجور و اللہ کل نفس ما کتبت ان اللہ سیرج العباد
مشکلین باندہ صاف و تاکہ لا اللہ ہر جان کو جو کہا ایک اللہ جلد حساب کرے اللہ پر جمع صفد بسکون باندہ
کردن و محکم بستن قطر بالفتح ایک روغن ہے جو خارش تو اونٹ کے لگایا جاتا ہے اسکی غایت جل جانی
ہے اور داغ ہو جاتا ہے (جامع گندھک اور ایک روایت میں قطر کہ معنی مس یعنی مس تفتہ کے کپڑے ہو گئے حاصل
آپ قیامت میں مجرموں کو دیکھیں گے گروہ گروہ اور قسم قسم ایک دوسرے کے قریب کھڑے زمین جکڑے
ہوئے لپھلاٹے ہوئے تانبے یا لندھک کے کہتے ہیں کہ آگ کا اثر قوی اور جلد ہوا کے منہ کو آگ نے
دھانک لیا تاکہ اللہ تعالیٰ ہر جان کو اسکے کاموں کا بدلہ لاد بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب کرے والا ہے البتہ
کعبہ مروی ہے کہ وہ زنجیر جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ستر گزی ہے اسکا ایک ایک حلقہ تمام دنیا کے لوہے کے
برابر ہے۔ کہا ابن عباسؓ اس طرح باندھے جائیں گے کہ سر پاؤں سے لپک جائیگا جیسا کہ خود فرمایا فَيُحْبَكُ بِالْأَقْبِ
وَلَا تُشَدُّ ۚ کافر پاؤں اور پیشانی سے پکڑا جائیگا کہا حسن ابن علیؓ نے جہنم کی زنجیر و زنجیر جس کا نام لگا

۱۰

جس وہ بازہا جائیگا کہ ان جاس نے ستر گز کی زنجیر پہنائی جائیگی اور گنہ سے نکالی جسطرح ٹیڑی کو کوئی
 میں جمید کر جھونے ہیں کہ ان کے پہلے سب المیس کو لباس اتین پہنایا جائیگا میں کثیر اور پاک اشعی
 سے مروی ہے کہ آپ فرمایا چار باتیں میری امت میں جاہلیت کی ہیں احسب نسب بہ تفاخر کسی کے
 نسب میں طعن کرنا یہ سمجھنا کہ پانی تارو کی تاثیر سے برستا ہے مرد پر فود کرنا اور نوحہ کرنا یہو ایان کر
 بے توبہ کیے مگر تین قیامت میں انھیں کرنا قطران یعنی گھلائے ہوئے تانبے کا پینایا جائیگا اور انہی کی چار
 ہوگی دوسری روایت میں ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرائی جائیگی اور ان کے منہ کو آگ جھپٹا لیگی
 و ہم ارشاد ہو کہ نفس کو ہر کام کا عوض یا جاکا ملا کہ بعض نفوس طیبہ اہل بہشت ہوتے انکا عوض بہشتین دوزخ اور
 ہر نفس نجس ہوتا ہے اور اگر عام ہو تو معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو اس کا کیا ملے گا نگار کو آگ دوزخ کی اور طبع کو جنت

هَذَا بَلَّغَ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوْا بِهِمْ وَيَعْلَمُوْا اَلْتَّائِهَاتُ اَلْحَدُ فَلْيَنْذِرُوْا لَوْلَا الْبَابُ ۝

یہ جو اوپر ذکر ہوا اس وقت تو اسی قدر ہے کہ آدمی کو معلوم ہو رہے اور دین اور یقین کر لین کہ معیوس کا وعدہ
 کوئی اس کا شریک نہیں اور تاکہ دانشمند اس نصیحت اختیار کریں کفار کے مال تباہ سنیں ظالموں کو روک
 سیاہ دیکھیں اور اپنی بچاؤ کی تدبیر کریں بلاغ میں توین تطبیبی ہے یعنی قرآن اور مذکور بلاغ کافی و اطلاع وافی
 ہے اس کے زیادہ کسی وقف و نصیحت کی حاجت نہیں لیندرو یعنی غرض سماعت قرآن ذکر قصص بیان کی
 یہ نہیں کہ اسکی بلاغت و فصاحت اور مضامین اور حسن نظم سے لذت اور تفریح حاصل کریں یا اسے تاریخ خوانی انشا
 پر از می غیرہ کا آلہ بنائیں بلکہ اللہ پر یقین لائیں اس کے مذاک دین ہر امر میں اس جنت اور نصیحت چل کریں

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَكِّيَّةٌ

اس کا نام سورہ مجرہ ایسے کہ اسمین کفار مقام حجر کا ذکر ہو خالوتے آیتیں ہیں کے میں ازل ہوئی۔ کہا میں
 حرم اسمین پانچ آیتیں منور ہیں و فقہائے انہیں سے ایک کی بھی منہج کی ضرورت نہیں دیکھتے۔

الرَّقِيقَاتُ اٰیَةُ الْكِتٰبِ وَقُرْآنٌ مُّبِيْنٌ ۝

آیتیں ہیں کتاب کی اور قرآن بیان کرنے والی ہے

الرَّقِيقَاتُ سے مکوت التاویل مفروض الاعتقاد ہے کتاب و قرآن ایک ہے پھر قرآن خواہ معطوف
 ہے کتاب پر خواہ آیات پر یعنی یہ سورت آیات کتاب سے ہے جس کا آپ سے وعدہ کیا گیا تھا اور
 قرآن ہے جو حق و باطل بیان کرتا ہو لایہ سورت چند آیات کتاب سے ہے اور اس قرآن سے جو مبین ہے

پارہ چارم رکوع الذین سورۃ الحج

جو نہ کفار اسلام سے اعراض و انکار کرتے تھے اور اپنے زعم میں سمجھتے جاتے تھے کہ یہ اسی انکار پر ہمیشہ رہیں گے ارشاد ہوا کہ اسے ایمان والو تم تمنا نہ کرو کہ یہ ناعاقبت اندیش اپنے کپے سے نادم اسلام کے متمنی ہو گئے لیکن انکی ہدایت کچھ فائدہ نہ دینی نہ رہا۔

بِمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

ان کے عاصیانے جو کافر ہوئے کہ کافر ہوئے مسلمان

ابن کثیر نے ان عباسیوں کے جب کفار اور مومنین گناہگار دونوں میں ڈالے جائینگے کافر کہیں گے کہ وہ اچھے سستی نے کچھ فائدہ نہ دیا یعنی دونوں ایک ہی مقام پر ہیں غیرت الہی خوش مائیگی اور مومنین عاصی کو نجات دیجائیں مشرک انکی رہائی اور اپنی بے دست و پا بنی دیکھ کر کہیں گے کہ انکے ہم بھی اسلام لائے ہوتے یہ امر صریح انکے لیے اور عذاب پر عذاب ہرگز۔

ذَرَهُمْ يَافُكُوا وَيَمْتَعُوا وَيُلْهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَهْلُكُنَا مِنْ

چھوڑ دینا کہ وہ عاصیوں اور کفار کو اور کھیل میں ڈالے انکو امیدیں جان لینے اور ہمیں ہلاک کی ہرگز۔

قُوَّةٍ إِلَّا ذَٰلِكُمْ كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ۝ مَا تَسْقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجْلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝

بستی نہ دے انکے ایک لکھا ہوا معین کہ نہیں سبب ہوتی کسی گروہ کو یہ اسکی اور نہ تاخیر کرتے ہیں

دنیا میں آپ انھیں چھوڑ دین کھائیں پسین چین کرین اور زلیست یا دنیا کی امیدیں انھیں آخرت

اور امدت سے غافل کرے کھیل میں لگائے اور ہم نے کوئی بستی یعنی بستی والے ہلاک نہیں کیے مگر انکے

لیے کتاب یعنی حکم مکتوب تھا جو معلوم و معین ہے کوئی قوم اپنی مدت مرقومہ اور وقت معینہ سے

پہل نہیں کرتی اور نہ تاخیر کر سکتی ہے کتاب حزم نے کہ یہ آیت منسوخ ہے یہ اور ایسے تمام

آیتیں قابل منسوخی کے نہیں ایسے کہ (ذرحم) سے اگر مرد ترک تعرض ہے تو مطلقا تعرض نہ کبھی ترک

ہوا نہ محض اسے ملے میں تقریر سے تعرض تھا اور مدینے میں شمشیر سے اور اسلام کبھی جو اشاعت نہیں

کیا گیا جہاد کا خاتمہ صرف ترک فساد و تکبر و عداوت تھا کبھی صلح سے کبھی جزیئے سے تلوار میان میں

کر لیجاتی تھی اب کیا ضرورت ہے کہ اسے آیت قتال کا مقابل اور اس سے منسوخ قرار دین یا معقول

نسکین ہے کہ آپ انکی شرارتوں پر طول اور اپنی ناکامی پر نادم و متحسر کیوں ہیں انکو انکے حال پر

چھوڑ دیجیے فہمائش کافی ہے نہ سین تو اب بوقت موت یا حشر میں معلوم ہو جائے گا۔

ابن کثیر نے ان عباسیوں کے جب کفار اور مومنین گناہگار دونوں میں ڈالے جائینگے کافر کہیں گے کہ وہ اچھے سستی نے کچھ فائدہ نہ دیا یعنی دونوں ایک ہی مقام پر ہیں غیرت الہی خوش مائیگی اور مومنین عاصی کو نجات دیجائیں مشرک انکی رہائی اور اپنی بے دست و پا بنی دیکھ کر کہیں گے کہ انکے ہم بھی اسلام لائے ہوتے یہ امر صریح انکے لیے اور عذاب پر عذاب ہرگز۔

جیسا کہ ان کفار میں غناد و انکار چر دیے ہی انکار و غلط فہمی انکار و کفر کے دلوں میں ڈالی جاتی ہو اور حق کو غلط سمجھتے ہیں مسائل شرعی میں جان نہیں کرتے ہیں اور یہ انکار و استہزاء اگلی امتوں کا طریقہ ہے

وَلَوْ قُضِيَ عَلَيْهِمُ بَأَابُ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ فَهَرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ

اور اگر کھول دیں پھر ان کو فی دروازہ آسمان پر کھڑا کر دیتے ہیں پھر ان کے دل میں کھینچ کر دیتے ہیں کہ ان کو کھلایا گیا ہے

۝ اَلْبَصَارُ فَابْصُرْ ۝ قَوْمٌ مَّشْهُورُونَ ۝ بڑے حکمران ہر اہل زمانہ ہی ہو آسمان کا دروازہ کھول آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم قوم بے جا و زدہ ہیں دیا جا کے اور یہ کفار

اس دروازے سے آسمان پر چڑھیں اور عجائبات قدرت و طلسم حکمت دیکھیں تو بھی یہی کہیں گے کہ نظر بند کی گئی انکھیں کسی نے باندھ دی ہیں بلکہ ہم بے جا و کھلایا گیا ہے ایمان لانا کیسا اور بھی انکی شرارت اور انکار میں ترقی ہو رہی ہے کفار کے حق کے بیان کے بعد جلالت قدرت و جبروت عظمت کا بیان شروع کیا تاکہ معلوم ہو ایسے قادر مطلق سے انکار کیسی بد نصیبی و حماقت ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّظَرِ ۝ كَحِفْظِهِمَا مِنْ كُلِّ خَيْطٍ ۝

اور حقیقی بنا دیئے آسمان میں برج اور مزین کیا ہم ان کو دیکھنے والوں کے لیے اور محفوظ کیا ہم ان کو ہر شیطان مردود سے

یعنی یہ ہماری قدرت ہے کہ آسمان پر برج یعنی منزل و مقام بنائے اور ان کو تاروں سے منور و مزین کیا کہ ناظرین لطف اٹھائیں اور انہی شیطان کی مداخلت سے محفوظ کر دیا یعنی کسی قسم کا فساد و خنہ اندازی نہیں کر سکتا ہر برج حمہ برج ہے آسمان کی منزلیں ہیں اور فدا کر کے متعلق لیکن زیادہ تفصیل و توضیح انکی احادیث میں مذکور نہیں تھا کہ قواعد اور تجارب سے ثابت ہوا ہے وہ انکی کتابوں میں ہے

لَا مَنِ اسْتَرْقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ۝

مگر جو پھر اسے بات پس پیچھا کرے اسکا شعلہ چمکاتا ہوا

یعنی شیطان کی مداخلت آسمان پر نہیں مگر اسی قدر کہ چوری چھپے سے کوئی بات لے اور اسے اپسر بھی شہاب ثاقب آنکے درپے ہوتا ہے چھاری ابو ہریرہ نے حضور انور سے روایت کی کہ جب کوئی مسلم آسمان پر شائع ہوتا ہے فرشتے اپنے پر کھچا دیتے ہیں تاکہ کمال تعظیم امر الہی پائی جائے اور شیاطین میں سے آسمان پر کیے بعد دیگرے کان لگائے رہتے ہیں جب کوئی بات پائی تو ایک دوسرے کو بتاتے ہیں اور شہاب یعنی شعلہ آتشیں فرشتے مارتے ہیں کہ یہی تو پہلے ہی اسے خاک سیاہ کر دیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یکے بعد دیگرے خیز میں آجاتی ہیں پھر شہاب پڑتا ہے ہر حال شیاطین ایک ہی سو جھوٹ مار کر کاهنوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تاکہ انکی جیبی خیزوں سے عوام زیادہ معقد ہوں معاملہ کسا

ابن عباس نے کہ پہلے شیاطین آسمانوں پر بے تکلف آتے جاتے حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے سے
 تین آسمانوں پر مخالفت ہو گئی جب حضور نے دنیا کو نورانی فرمایا تو مطلق ممانعت ہوئی اب نہیں جانے
 پاتے اور اگر کوئی لسان نکلا کر سنا چاہتا ہو تو شہاب ثاقب اسکے پیچھے ہو لیتا ہو اور جلا کر خاک سیاہ کر دیتا
 ہو کما یعقوب نے کہ حضور سے پہلے تاروں ٹوٹتے تھے ایک دن بعض بنی لقیف نے تارے ٹوٹتے
 دیکھے اور ڈر سے عمرو بن امیہ نے کہا کہ اگر وہ تاروں میں جو نظم عالم کے لیے معین ہیں تو سمجھو کہ دنیا کا خالق
 ہوا اور دوسرے ہیں تو کوئی امر ہو جو خدا نے چاہا۔ کما ابن منہ نے کہ شہاب بنحضر سے پہلے تھا مگر مخالفت
 کے ٹوٹنے تھا کوئی دوسری غرض متعلق ہوگی ف ممکن ہو کہ شیاطین آسمان پر کچھ شرارت کرتے ہوں اور
 یہ انکی سزا معین ہو رہی ہے آسمانی مجاہد کے بعد زمینی صناعت کا ذکر فرمایا۔

وَلَا رِضْ مَدَدْنَهَا وَالْفَسَا فِيهَا رَوَاسِي وَأَسْتَأْتِنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ
 اور زمین پھیلا یا اور سر پہاڑ قائم کی اور ہر قسم کی چیزیں اس میں پیدا کیں موزون یعنی مقدار معلوم ہیں اندازہ نہیں

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَكُمْ لَهَا بِرَاسٍ قِيَمٌ ۚ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ لَعِنْدَنَا خِزَانَةٌ
 اور بنالی ہو اس میں معاش اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے روزی رسانی اور زمین کوئی شے کہ ہمارے خزانہ ہمارے پاس

وَمَا نَزَّلَهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۚ
 اور زمین میں مٹھارے
 فرمائے اور وہ میزان بھی اور زمین اتار دیتی ہے اسے مگر بمقدار معلوم

نہیں دے سکتے اور کوئی شے ایسی نہیں جس کا خزانہ لینے معدن اللہ کے حضور میں حاضر ہوا اور ہم بقدر
 معلوم ہی نازل کرتے ہیں معاش جمع معاش جو اگر زبست ہو خزانہ اس جمع خزانہ حاصل زمین
 پر وہ چیزیں بنائیں جن پر تماری زبست موقوف ہو اور وہ جانور ہیں جن کو تم روزی نہیں دے سکتے
 خزانہ لینے مادہ واصل شے لینے ہر شے کی حقیقت اور اصالت ہمارے حضور میں حاضر ہے بمقدار
 مناسب ہوتا ہے دنیا میں بھیجے ہیں ف معلوم ہوا کہ جملہ اشیاء کے لیے خزانہ ہیں اور وہ سب
 حضور حق سبحانہ تعالیٰ میں محفوظ اور بقدر حکم عالم میں مقسوم ہیں کوئی شے فرضی خیالی نہیں

فَارْسُلْنَا الرِّيْحَ لَوَاقِحٍ فَاتَّقُوا مِنَ السَّكْبَةِ مَاءً فَاسْقَيْنَاكُمْ مَاءً ۚ وَمَا أَسْقَيْنَاكُمْ مَخْزَانِينَ
 اور ہمیں بھیج دیں باد اور پھر اتارا آسمان سے پانی پھر یہ اب کیا ہے تم کو اس سے اور نہیں تم اس کے لیے جمع کر رہا ہے

لَوَاقِحٍ مَعِ لَاقِحٍ يَنْهَى
 اور زمین زندہ کرتے ہیں اور بارش زمین اور زمین داری ہیں
 لَوَاقِحٍ مَعِ لَاقِحٍ يَنْهَى
 اور زمین زندہ کرتے ہیں اور بارش زمین اور زمین داری ہیں

آئین ہیں لہذا واقع فرمایا جو احزان اور بیست پیدا کرتی ہو اسے تعیم یعنی باج کہتے ہیں اور باد
ہماری کو واقع یعنی ہنسنے بارہا ہوا میں جھین بھر آسمان سے پانی اوتا رہا بھر نکلا اس پانی سے سیر
کیا اور تم اس پانی کے زمانہ دار نہ تھے اور کھنڈر سے پاس وہ مجمع نہ تھا اور پھر زندہ کر کے ہیں اور
مارتے ہیں اور ہم ہر شے کے وارث ہیں بعد خدائے مطلق باقی و مالک ہیں۔

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِينَ مِنكُمُ ۖ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاخِرِينَ ۚ قَالَتْ لَبَدَقْ هُوَ

اور حق جان یا پھر اگر ہم ہمارے اور اللہ جان یا ہم نے بھی جانے کو اور کھنڈر سے ہر نویں

اور پکو معلوم ہو کر تم **يَحْشُرُهُمْ اَنْتَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ** میں کون خیر عبادت
یا جہاد وغیرہ میں جسے جمع کر لیا انکو کھنڈر سے ہمیں دانا ہو

پھر رہنے والا ہو یا کون مہلت و مہلت میں ہم و مہلت اور پروردگار عالم ان سے کہ جمع کر لیا وہ حکمت
والا و دانا ہے تر مذی ایک خوبصورت عورت نماز پڑھا کرتی تھی بعض محتاط صفت اول میں کھڑی
ہوئے کہ نظر نہ پڑے اور بعض نظر باز کھلی صفت سے اسے دیکھتے نازلی ہوا کہ کچھ دیکھو تو کمال حالت
معلوم ہے **ف** ہ امر کہ شان نزول آیت ہی جو قابل نظر ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝

اور تحقیق بنایا ہم نے آدمی **صلصال** سے **مسنون** سے

حماد و مہی جو پانی میں گوند بھی بنائے **مسنون** و مہی جو پانی میں ملا کر خوبڑوی جا اور سلسی بہ ہزار
ہو جا **صلصال** گوند می مٹی سو کہ کہ کھنڈر بہت دینو لے انسان سے بیان مراد آدم بنایا السلام
یعنی بنے آدم کو گوند می پانی کھنڈر کی خشک اور کھنڈر مٹی سے پیدا کیا لطیفہ (مسنون) یعنی
روشن بھی آیا جو آدم ایسے گارے سے بنائے گئے جو اسرار قدرت و علوم معرفت سے روشن و نورانی تھا

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ ۝

اور جن بنایا ہم نے اسے پہلے سے **نار السموم** سے

اور جنوں کو بننے پیدا کیا آدم سے پہلے آتش گرم سے ابن کثیر ابن عباس سے مروی ہے کہ جن آنحضرت پیدا
ہو لے اور عمر و ابن دینار سے کہا کہ آفتاب کی آگ سے مخلوق ہیں لیکن ان کا ابن عباس نے جو جن
آفتاب سے بنائے گئے ہیں وہ نہایت لطیف بلکہ ایک قسم کے فرشتوں میں محسوب ہیں اور عزرا زیل مٹی طبع
سے تھا اور بعض آگ سے یہ کہ ان میں لطافت کم اور خالص بشری زیادہ ہیں معاملہ کہا ابوصالح نے
سموم وہ آگ ہے جس میں نہاد و صواغی اس سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ ایک ہے جو جنات اور

آسمان کے درمیان میں جو قہر اللہ بن عمر سے منقول ہو کہ وہ ہزار ہزار تیر چھ ہزار برس آدم کو پہلے جن پیدا ہو جس طرح آدم انسانوں کے باپ ہیں جنوں میں (سومنا) ابوالہمان ہو۔ کما این عباسی کہ ابوالہمان شیطان ہر ف ممکن ہو کہ شیطان ان جنوں کا باپ ہو جو آئین سے مخلوق ہیں اور وہ چھ ہزار برس پہلے ہوں اور (سومنا) ابن جنوں کا باپ ہو جو آگ سے ہیں اور اسے دو ہزار برس پہلے ہوں اللہ اعلم سموم ہو اگر م جو ان کو چھ حسینی جنوں میں آگ کے ساتھ ہوا بھی ہے جیسے انسان میں مٹی کے ساتھ دوسرے عنصر

فَاِذَا قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ مُّبۡشِرٌ مِّنۡ صَلٰۤیٰلٍ مِّنۡ حَمَآءٍ مَّشۡهُوۡنَہٗ
اور جب کہا تیر مورخے فرشتوں کو میں پیدا کروں والاہوں آدمی کا گوندہ ہو گا رکھی گھٹکتا مٹی سے

یعنی قبل خلقت آدم فرشتوں سے خطاب رب العزت ہوا کہ ہم ایک نبی خدایا سے پیدا کریں گے
سوالس جب آدم کی خلقت منظور ہوئی زمین کے چاروں گوشوں کی مٹی طلب فرمائی پھر اسے آب تلخ
و شیرین دونوں سے گوندھوایا اور جالیس برس تک یہ نصین چھوڑ دیا بیان تک کہ لہذا مٹی ہوئی ہویا کہ
فرمایا دھما سٹون پھر جالیس برس تک چھوڑ دیا خشک ہو کر مصلال ہو گئی۔

فَاِذَا اسۡوٰیۡتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیۡہِ مِنْ رُّوۡحِیۡ فَقَعۡوۡا لَہٗ سٰجِدُوۡنَہٗ
پھر جب برابر کیا مجھے اور پھر مٹی مجھے آسمان روح اپنی لوگے واسطے اس کے سجدہ کرینو اے

تو جب تسبیہ یعنی تکمیل خلقت آدم کی ہو گئی اور اپنی روح اس میں بھونکی فرمایا و فرشتوں کے یہ
سجدے میں گرد و روحی یہ انصاف تعظیمی و تشریفی یا تخصیصی ہے۔

فَسَجَدَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ كُلِّہُمۡ جَمْعُوۡنَہٗ اِلَّا اِبۡلِیۡسَ اَنّٰی اَنۡ یُّکُوۡنَ مَعَ السَّٰجِدِیۡنَ ۝ قَالَ لَا اَسۡبِغُ
پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب کے سب مگر ابلیس نے انکار کیا ہوں نہ ساتھ سجدہ کرینو ان کے کہا اے ابلیس

مَا لَکَ لَا تَکُوۡنَ مَعَ السَّٰجِدِیۡنَ ۝ قَالَ لَمَّا کُنۡ لَکُمۡ لَیۡسَ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ صَلٰۤیٰلٍ مِّنۡ حَمَآءٍ مَّشۡهُوۡنَہٗ
کیا ہوا جو تم کہ نہیں ہو تو ساتھ سجدہ کرینو ان کی کہا میں ہوں نہیں کہ سجدہ کروں بشر کا کہ بنایا تو آدمی سو گئی ہوئی لہذا سجدہ نہیں

پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب کے سب مگر ابلیس نے انکار کیا کہ سجدہ کرینو ان کو ہو جائے فرمایا اسے
ابلیس مجھے کیا ہو کہ سجدہ کرینو ان کا ساتھ نہ دیا بولامین ایسا نہیں کہ آدمی کا سجدہ کروں جسے تو نے
لہذا مٹی کے ٹکڑے سے بنایا ظاہر ہو کہ وہ انکار ابلیس تکبر تھی کہ آدمی خاکی اور میں انشی۔

قَالَ فَاطۡخُوۡہُمۡ مِّنۡہَا فَاَنۡذَکَ نَجِیۡمُہٗۤ اِنۡ عَلَیۡکَ اللّٰمَۃُ اِلَیَّ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ۝
کہا پس کل اسان سے بیشک نوازندہ کیا ہو اور بیشک تجھے نجات ہے قیامت تک

حق سبحانہ تعالیٰ نے شیطان کو اس گستاخی پر آسمانوں سے نکل جانیکا حکم دیا اور ہمیشہ کے لیے اسے

قَالَ هَكَذَا هِيَ سَبِيلُكُمْ عَلَىٰ مَسْجِدِي هَٰذَا أَنِّي عِمَّاؤِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ

فرمایا یہ راہ ہے سیدھی سیدھی جیسا کہ میں نے بتائی ہے تم پر اس کے کوئی اثر نہیں ہے

حق سبحانہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ اشارہ ہے کہ جو پیر و پورا تیرا بچنے والوں سے شیطان کے دعویٰ کا اتباع حکم یا غلو میں مبتلا

کی طرف جوازیت میں مذکور ہو راہ سیدھی ہے میری طرف یا میرے ذمے ہے کہ بیشک میرے بندے تجھے آنے والا اور غلبہ نہیں ملے گا جو تیرا مانع ہو جائے اور ازل سے گمراہ نہیں ہو اس پر تیرا زور چلے گا کئی امر ثابت ہوئے کہ جو صراط مستقیم پر چلنا چاہیے اسکی ہدایت ضروری ہوتی ہے جیسا کہ کلمہ علی ثابوت ہے ہند گان مخلص پر شیطان کا دائرہ نہیں چلتا آدمی گناہ کرنے میں مجبور و مضطر نہیں اور توفیق الہی تب ہی پاتا ہے جو رزق دیتی ہے جب خود اسے شیطان کی طرف میل قوی ہو۔

وَأَنَّ جَهَنَّمَ كَوْمُودٌ لَّهُمْ أَجْمَعِينَ لَا لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ قُتُوبُهُمْ جُزْءٌ مَّقْشُورٌ

اور بیشک جہنم وعدہ گاہ ان سبکی ہے اس کے کھوسات دروازے ہیں ہر دروازے کی ایک کھوسہ ہے اور ایک کھوسہ پانچ

یعنی جو شیطان کے پیر و پورے آگے لیے دوزخ وعدہ گاہ جو سب کے سب اس میں جا میں گئے اور جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے ایک جماعت مقرر کر دی گئی ہے سب سے کما صاب معاملہ نے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے جہنم میں برابر برابر ہیں اور جہنم تلے اوپر کما میں جہنم کے دوزخ کے سات درجے ہیں جہنم چارہ تین اظنی راتش شعدرن اساطیر راتش قوی سالحت اساطیر راتش روشن زبانہ راتش سقر کو میں ایک بہار کا ہی نام ہے جو جہنم راتش بلند و بہار تیز کہ درمخاک فروختہ شود یا وہ دن نام ہے دوزخ کا اور معنی اس کے غار میں الہد و رخصت سے مراد ہے کہ فرمایا خواہیم سات ہیں اور ساتھی دروازے ہیں دوزخ کے قیامت میں ہر دم ایک دروازے پر کھڑی ہوگی اور کبھی ایو اللہ جو مجبور ایمان لایا اور مجبوریت تھا اسے ان دروازوں میں داخل کر کے ہر دروازے کے لیے ایک گروہ ہے معاملہ کما صحت پہلا دروازہ ان موعود کے لیے جو ثنات اعمال بد سے بغیر سزا چند روز کے بعد دوزخ میں جائیں گے پھر نکال جائیں گے دوسرا نصاریٰ کے لیے جو قبلہ بعد کے لیے جو تھا صابو کے لیے پانچواں آتش پرستوں کے لیے چھٹا مشرکین بت پرست کے لیے ساتواں منافقین کے لیے جیسا کہ فرمایا اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الْمَسْجِدِ لَا سَفَلَ مِنَ النَّارِ فَبَنَابِرِ تَقْسِمُ بِالْآيَاتِ مَن جُمِعَ مَعْنَى مَطْلُوعِ دُوزَخِ يَوْمَ هَلُمَّ مَكَانَ خَاصٍ نَّهْنِ

اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي حَبْطِ ذَرْعِهِمْ اَوْ خَلَعُوا اِسْلَامًا اَمَنَّا وَكَانَ صِدْقًا وُدُّهُمْ

بیشک منافقوں کے ہاتھوں میں باوجود اس میں سلامتی سمجھا جائیگا اور علامہ کہے جو کئی سینوں

یہ راہ ہے سیدھی سیدھی جیسا کہ میں نے بتائی ہے تم پر اس کے کوئی اثر نہیں ہے

مِنْ غُلَامٍ اَوْ نَارًا عَلٰی سُرٍّ مُّتَقَلِّیْنَ ۝ لَا یَسْتَعِیْزُ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا لَمْ یَلْمِزْهَا اِمْنٌ وَحِیْلٌ ۝

تخلی بھائی بھائی میں تختہ پر اُٹھنے سے نہ بھجوائی نہ آئیں محنت اور نہ وہ اس میں کھالے گئے

پر سبز گار باغون میں اور چمنوں میں رہنے کے لئے کہا جائیگا کہ امن سلامتی سے بہشت میں داخل ہو اور ہم آپس کی تنگیوں و لون سے نکال دیئے دنیا میں چاہے جس قدر دشمنی و مخالفت ہو مگر بہشت میں اسکا نام بھی نہ ہوگا تاکہ رنج و ملال قریب نہ آئے اسنے تختوں پر بیٹھے ہو گئے اور بھائی بھائی ہو گئے نہ انھیں بہشت میں کوئی مشقت ہوگی اور نہ وہ کبھی اُس کھالے جائینگے این کثیر بعد جنگ بل عمران بن طلحہ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو آپؐ مہمانی اور کہا مجھے امید ہے کہ مجھے اور تمہارے باپ علیؓ کو اللہ تعالیٰ ان میں سے جکی نسبت ارشاد ہوا و نہ عن الہ ابن کثیر ایک دن حضورؐ انور اُس دروازے سے تشریف لائے جدھر سے بنو شیبہ جایا کرتے تھے اور فرمایا میں تمکو منیتے ہو نہ دیکھوں یعنی اللہ کے غضب اور دوزخ کی شدت سے رو یا کروے فکر اور نہ رہو یہ فرما کر پھر اندر تشریف لے گئے مجھ اسودیک گئے تھے کہ اُنے باؤں پھرے اور فرمایا میں جب نکلا تو جبریلؑ آئے اور کہا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے تو میرے بندوں کو مایوس کیے دیتا ہے۔

سَبِّیْ عِبَادِیْ اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنْتَ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ لَوْلَا اَلِیْمٌ ۝

جبردار کریم و بخشنده کہ بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں اور بیشک عذاب میرا عذاب دردناک ہے

اے نبی کریم آپ ہمارے غلامان خاص و بندگان با اخلاص کو بتا دیں کہ ہم گناہ بخشنے والے متحاری جانوں پر مہربان ہیں (پس امیدوار ہو) اور بیشک عذاب میرا عذاب دردناک ہے (پس ہمیشہ ڈرو) اللہ تعالیٰ سے امید ترحم و خوف عذاب جزو اعتقاد ہے

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ صَبِیْفِ اِبْرٰہِیْمَ ۝ اِذْ خَلَّوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا اَسْلَمٰۤا قَالِ اِنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

اور خبر دے انکو کہ صبا بن ابراہیمؑ کے چوبہاں میں داخل ہوئے کہ ابراہیمؑ کو سلام کیا ابراہیمؑ نے فرمایا میں مسلمان ہوں

اسکی تفصیل صفحہ ۳ میں گزری کہ وہ فرشتہ جو قوم کو عذاب میں سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور پھر ان کے اپنے گوشت و پستان سے ممانی کی فرشتے کیا کھاتے ابراہیمؑ سب قوم کو کہ مبادا کوئی فریب عداوت

قَالُوْا لَا تَجْعَلْ اِنَّا بَشَرٌ لِّکَ یُعْلَمَ عَلَیْکَ ۝ قَالَ اَبَشَرٌ نُّنْفِیْ عَلٰی اَنْ مَّسَّیْنِی الْکِبَرُ ۝

یہ نہ کرو ہم خود بخود بنائے ہیں بھائی بھائی کہ تم کو بتا دیں کہ اس حال میں کہ چھوٹی بچہ بچہ

فِیْمَا یُبَشِّرُوْنَ ۝ قَالُوْا اَبَشَرٌ نَّفِیْکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَلْنِ مِنَ الْقَاطِلِیْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ ۝

پس کس چیز پر بشارت دیتے ہو تو بچنے کو بشارت دی ساتھ حق کے تو نہ ہو مایوسوں سے اور کون

وہ فرشتے بولے اسے **يَقْطَعُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكَ لَا الضَّالُّونَ** ابراہیم آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ تم کو اپنا حصہ دے دوں

آپؑ کو ایک طرف والے ناہید ہونے کی وجہ سے کمالِ نبوت فرمایا سبحان اللہ ایسی حالت میں کہ مجھے بڑھاپے نے لے لیا ہے لو کہ کی بشارت دیتے ہو فرشتوں نے کہا اے خلیلِ علیل ہم آپ کو حق اور سچ بشارت سنارہی ہیں آپ مایوس ناامید نہ ہوں اپنے کہا اللہ کی رحمت سے تو مایوس کوئی نہیں ہوتا مگر اگر مسئلہ مایوسی اللہ کی رحمت کے کفر اور علاماتِ انار کے رو سے مایوسی کا مضائقہ نہیں مسئلہ تقاؤل مستحبِ ظہر حرام ہو جیسا کہ منقول ہے کہ جب آپؑ کے چہرہ رامینے کی راہ میں ایک شخص ملا آپؑ نے نام پوچھا بولا بریدہ فرمایا ہمارے کام ٹھنڈے اور اصلاح پذیر ہو گئے پھر پوچھا تو کس قبیلے سے پوچھا بولا اسلام فرمایا ہم سلامت رہیں گے یہ تقاؤل ہے اس میں حق سبحانہ تعالیٰ سے ابھی امید کرنا چاہیے لیکن اسی یا کسی دوسرے طریقے کو مؤثر و یقینی ماننا منع ہے جیسے فال گندہ اور تھیلے بے شکونی یہ فال کی ضد ہے یعنی کسی بُرائی کا خیال کرنا یہ حرام ہے فرمایا لا طيرة في الاسلام اسلام میں بد فالی کا اعتقاد نہیں اور وہ جو یہ ہے کہ تقاؤل میں اللہ تعالیٰ سے امید خیر ہوتی ہے اور طیرہ میں بد۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ کہا پس کیا تم تمہاری اسے بھیجے ہو **قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ** کہا پس ہم تمہاری اسے بھیجے گئے ہیں قومن کا گناہگار ہے

لَا آلَ لَوْطٍ لَّا نَالَهُمْ كَبُوءُكُمْ أَجْمَعِينَ کہا کہ آلِ لوطؑ کو تمہارا کبوتر نہ پہنچا **قَالُوا قَدْ زَارَنَا آتَاهَا كَيْنَ الْغَدِيرِ** کہا کہ آلِ لوطؑ نے ہم جہانِ نبوت والوں کو زار کیا ہے

حضرت ابراہیمؑ نے کہا تمہارا امراہم کیا ہے کیلئے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہو وہ بولے ہم بھیجے گئے ہیں تمہارے قوم گناہگار کے (مراد اس قوم لوطؑ) مگر آلِ نبوت علیہ السلام کے ہم ان سے کوئی لینے لگاؤ لوطؑ انہی بی بی بخت نہ پا لگی ہے روز ازل میں مقدر کر دیا ہے کہ وہ بھیجے رہیں انیوالون سے ہونہ نہ کہے گی۔

فَلَمَّا جَاءَ آلَ لَوْطَ بِالْمُرْسَلِينَ پھر جب آلِ لوطؑ کے پاس فرستادے **لَا قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّسْكِرُونَ** کہا لوطؑ نے بیٹے تم قومن اجماع ہو

قَالُوا بَلْ أَنتَ بَشَرٌ مِّثْلُ بَشَرِكُمْ کہا کہ تو انہی میں سے ایک ہے **وَأَتَيْنَكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَكَا صِدْقٌ** کہا کہ ہم تم کو سچائی کے ساتھ آئے ہیں

جب یہ فرشتے تالہین لوطؑ کے پاس آئے تو حضرت لوطؑ نے کہا تم اجماع لوگ ہو تم لوگو مسکین پہچانتے فرشتے بولے انہیں بلکہ ہم وہ لائے ہیں جس میں آپ کی امت مسکریک کرتی تھی اور دجھڑ

تصریح کی اور لائے ہیں ہم مختارے پاس حق لینے مذاہب اور وعدہ الہی اور ہم سچے ہیں۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ الْبَلَدِ فَابْتَغِ أَزْوَاجَهُمْ وَلَا تُلْقِ بِكُمْ أَحَدًا وَمُطْلَقًا حَيْثُ

بھریا اہل کو اپنے ایک حصے سے لے کر اور بھیجا کر پھرتا نکلتی اور انہیں لے کر تم میں کوئی اور گزر جائے گا

تَوَمَّرُونَ ۚ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَهُمْ لَا مَفْطُوحٌ مُقْبِلِينَ

بلکہ تم نے یہ اور فیصلہ کر دیا کہ ان کو یہ امر کہ پیچھا آن کا نہ ہو گا اور وہ پہلے سے آ رہے

اے لوہ آب و خشک سے میں اپنے اہل یعنی تابعین کو لیکر شہر سے بھجوا دین اور آپ خود اپنے ساتھیوں کے

پیچھے رہیں اور کوئی تم میں سے ادھر ادھر نہ دیکھے اور جس طرح یا جس طرح حکم دیا گیا ہو چلے جاؤ اور

اپنے فیصلہ کر دیا لوط کی طرف اسلام کا (بیان اسکا یہ ہے) کہ ان کا وہ نیکے عقب یعنی جڑ منقطع ہے

جس حال میں یہ صبح کر گئے یعنی صبح ہوتے ہی مذاہب آجائے گا اور ان میں سے کوئی نہ بچے گا

سزا کو اپنے تابعین کی سپرد کیا رہتا چاہیے جیسا کہ کلمہ اشع سے سمجھا گیا کیفیت مذاہب محل خدا

پر نظر و گزر و تماشاً موجب شقاوت و ضرر ہے ہاں دُرسے اور پناہ مانگی۔

وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۚ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضِغْنٌ فَلَا تَقْصُصُونَهُ

اور آئے شہر والے خوشیاں کرنے کہا لوط کو بیشک یہ نمان میری ہیں پس نہ سوا کرو تم مجھے

چونکہ یہ فرستے نہایت

نوجوان بنکر آئے تھے

اور دُرو اور دُرو اللہ کے لاکھڑوں

وہ قوم بدافضل دُری

اور خوشیاں کرتی ہوئی حضرت لوط کا گھر گھیر لیا آپ کو یہ پیر ہمان بن انصاری تکلیف دیکر

مجھے فضیحت نکرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نکرو وہ واسطے دلائے باعتبار عروت

کہ ہمان سے بدسلوکی سب کے نزدیک بری ہے باعتبار انجام کہ اللہ سے ڈرو اس فعل کی سزا

سخت ہے (میں) دونوں جگہ محذوف اور اسکی جگہ کسر ہے۔

قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعُلَاقِ ۚ قَالَ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ

بولے کیا نہ منع کیا تھا مجھے اپنے عالم والوں سے کہا یہ لڑکیاں ہیں میری اگرچہ بول کر یہ اے

وہ غریب اولیاء الزام دینے لگے اے لوط ہم تمکو پہلے ہی منع کر چکے تھے کہ تم ادھر ادھر کے غریب لوگوں

لوگوں کو ہمان نہ کیا کرو اس لیے کہ ہم اپنی عادت سے عدول نہ کریں گے اور تم آداب ہمان کے پابند

ہو حضرت لوط نے فرمایا اے لوگو اگر خواہ مخواہ ایسا ہی منظور ہے تو یہ میری بیٹیوں

موجود ہیں ان سے نکاح کر لو۔

لَعَنُوا أَنفُسَهُمْ لَبِئْسَ بِمُتَّبِعِيهِمْ ۝ فَآخَذَهُمُ الصَّيْقَةُ مُسْرِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

ارستاد ہو جا رہے ہیں اس لیے کہ ان کے پیروں میں ہر کچھ لیا انکو جج نے روشنی ہوتے پھر کیا ہو بلکہ ان کے

وہ عیادت روح بخش کی قسم بسبت اسکا پس برسا دینے آئیں انہیں لکھ رہے ہیں ۝ بیشک یہ کافر کا کفار قوم

لو کہ اپنے غمات کے لئے میں کہے ہوئے ہیں نہ ہوش ہے نہ عقل بھر کچھ لیا انکو جج نے سفید صبح وقت پھر تینے اوسکے بلند مقاموں یا بلند مرتبے والو کو بسبت کر ڈالا اور برسا آئیں پھر ٹھیکہ لکھ لے

ان فی ذلک لآیاتٍ لِّلَّذِیۡنَ یَعْقِلُونَ ۝ وَآتٰهَا الْبَسِیۡلَ فَعَمِیۡہَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاۤیَۃً لِّلَّذِیۡنَ یَعْقِلُونَ ۝

بیشک اس میں نشانیاں ہیں بھانپنے والو کو لکھ لے اور بیشک وہ راہ جو سیدھی ٹھیکہ میں نشانی جو ایمان والوں کے لیے

بیشک اس قصہ میں نشانیاں ہیں علامات و آیتاں سے بھانپنے والوں کے لیے اور بیشک وہ شمر قوم لو کہ کی ایسی راہ پر ہیں جو ہمیشہ موجود و معلوم رہے جو تم رات دن آگے گہرے ہو پھر یوں انکو میں نہیں

لَعَنُوا کَانَ أَصْحَابُ لَاۤیۡكَةٍ لَّطٰلِیۡنَ ۝ فَانْقَضٰ مَآلُهُمْ ۝ وَآتٰهُمُا لِبَآ مَمۡسِیۡۃً ۝

اور بیشک تھے اصحاب ایک کے ظالم لو کہ لایا تھے آئے اور وہ دونوں راہ پر ہیں تھے اور بیشک اصحاب ایک یعنی قوم شعیب ظالم تھے اسی لیے کہ راہزنی کرتی ناپل میں زیادہ لیتی کم

دیتی تو مجھے آئے بد لایا یعنی عذاب ہلک بھیجا جنکا ذکر صفحہ ۷ میں گزرا اور بیشک دونوں نے قوم لو کہ و شعیب کھلی ہوئی سامنے کی راہ میں تھی عام گزرا گاہ ہے انکا قصہ ہر ایک کی پیش نگاہ ہے

وَلَقَدْ کَذَبَ اَصْحٰبُ الْمَوَاسِیۡ ۝ وَآتٰهُمْ اٰیٰتِنَا فَمَا کَانَ عَلَیۡہَا مَعْرِضِیۡنَ ۝

اور بیشک جھٹلایا اصحاب مہینوں کو اور دینے آئے انکو نشانیاں اپنی پھر چو آئے رو کر دیا ان یعنی اصحاب حجر (قوم مود) نے پیرو نکو (صالح) جھٹلایا اور مہینوں اپنی قدرت کی۔ نشانیاں دیا انکو دین تو وہ ان نشانوں کے منکر و زور و دان ہوئے جامع حیرانک شہر شام اور شہر کے درمیان میں مود میں رہتے

وَمَا کَانَ یَعْقِلُونَ ۝ فَآخَذَهُمُ الصَّيْقَةُ مُصِیۡۃً ۝

اور نہ کرتے تھے یہ ہمارے گھر بے در پھر کچھ لیا انکو جج نے صبح ہوتے یہ لوگ ہمارے

فَمَا اَعۡتٰی عَنْہُم مَّا کَانُوۡا یَکْسِبُوۡنَ ۝

پھر نہ کیا انکو ان کے کرتے گھر ترا تے تھے اور

انہی نے صبح ہوتے ہی انکو بے لیا اور جو کچھ کیا تھا ان کے کام نہ آتا تھا وقت مفضل گزرا

ترجمہ و ترقی لینے اصناف و اشخاص کفار کو کہنے جن فانی خدمت اور دنیاوی لذتوں سے بیخود ہو کر کیا ہی اہل
 طر آپ نظر نہ ڈالیں (اس لیے کہ ان کا تو ہم نعمت عظمیٰ لینے سے شافی و قرآن حکیم دے چکے ہیں اور
 مومنین کے اخلاص و شکستہ عالی و مایوسی پر یا کفار کی گمراہی و سواغاتہ و ہلاک پر یا غصہ و کج روی
 نہ کیجیے بلکہ بازو سے شفقت مومنین کے لیے جھکا دیجیے کہ پھر رحمت کیجیے تری فرمائیے انکی بخواری ہمدردی
 کیجیے اور یہ کہدیکھو کہ میں کھا ڈرانے والا ہوں فلاں رشتہ حسد و دنیا طلبی کفار کی دولت و نعمت پر
 تنہا آگے ہلاک عذاب پر حزن ممنوع اور مومنین کی ہمدردی غیر خواہی تفسیر پر یا اللہ تعالیٰ نے منجملہ
 اور احکام کے اپنے ایمان والے بندوں کی نسبت انکو محبوب فرمایا کہ تم اپنی شفقت کو انکے غیر خواہ رہو
 تاکہ ہم انکے گناہوں کو مٹا دیں اور ترقی مارے میں ہماری رحمت کا ساز رہے مسئلہ حسد کا اور کیک مال پر نظر
 ڈالنا ممنوع ہے مسئلہ دنیا کی نعمت غانیہ پر رغبت مذموم ہے مگر احوال اضطرار و غریبوں کیلئے کہ وہ نقصان
 بپوش ہو آیت اسکو موثر ہونا اور تالیخ بنانا جائز نہیں حالت اختیار میں کئے درجے میں اول بقدر
 ضرورت یہ مباح ہے دوم ضرورت کا زمانہ مگر حدود شرعی کے اندر یہ مفوی سوم لحاظ و امتیاز نہ ہے دین
 جائے یا دیانت طلب تنہا سے باز نہ ہے یہ حرام ہے اور نظر قرآنی اسی کی ترجمیم پر شاہد ہے مسئلہ
 لا تحزن سے اگر تا کامی مومنین مراد ہے تو یہ عافیت بطور تمنا و شکیں ہے کہ جب انھیں ایسی نصبتیں
 ملتی ہیں تو اس بمقتدار چیز کا خیال ہی کیا اور اگر ہلاک کفار مراد ہے تو اشارہ ہے تو زول عذاب قلبہ
 مومنین پر کہ ایسا ہوتا ہے اور امر ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان دشمنوں پر ترس نہ کھانا مسئلہ مومنین پر
 شفقت انکی ہمدردی انکی غیر خواہی عموماً واجب اور خصوصاً مستحب ہے لکن یہ آیت اصل تصوف و خدا پرستی
 پر اس طرح کہ دنیا سے انکے بند کرے اور دنیاوی مصائب پر انکو کچھ غم و حزن دلمین رہو وہ مومنین کا
 کما ائز لنا حل المؤمنین لا الذین جعلوا القرآن وعین ۵ کو ترا تلاف
 جیسا آتا ہے بائنے والو پھر جنہوں نے کیا قرآن کو محضے محضے ہر قسم پر رب کی چیز

نیچے ہننے آپ پر قرآن اور
 او تارے جس طرح احکام
 لست لکم من دینکم شیئاً الا ما احکمکم فیہ
 البتہ سوال کر لیجئے ہم سب سے اسکا کہ تم نے کرتے
 والوں پر جنہوں نے قرآن پارہ پارہ کر ڈالا پس قسم خدا کی ہم ان سب سوال کر لیجئے جو دنیا میں کرتے تھے
 دراصل محبوبوں کے ہائیکے مقسم و تقسیم کرنے والے یعنی بعض مل اور بعض متروک کرنے والی ہماری نے ہم
 عباس سے نقل کیا کہ بیود و نصاریٰ بعض پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا کہیر کا لکھنے نے قرآن کو قسم سے
 بانٹ لیا کسی نے کہا یہ سورت میرے لیے ہے دوسرے نے کہا یہ سورت میرے لیے ہے یا قسم کھا دیا اے

ترجمہ و ترقی لینے اصناف و اشخاص کفار کو کہنے جن فانی خدمت اور دنیاوی لذتوں سے بیخود ہو کر کیا ہی اہل
 طر آپ نظر نہ ڈالیں (اس لیے کہ ان کا تو ہم نعمت عظمیٰ لینے سے شافی و قرآن حکیم دے چکے ہیں اور
 مومنین کے اخلاص و شکستہ عالی و مایوسی پر یا کفار کی گمراہی و سواغاتہ و ہلاک پر یا غصہ و کج روی
 نہ کیجیے بلکہ بازو سے شفقت مومنین کے لیے جھکا دیجیے کہ پھر رحمت کیجیے تری فرمائیے انکی بخواری ہمدردی
 کیجیے اور یہ کہدیکھو کہ میں کھا ڈرانے والا ہوں فلاں رشتہ حسد و دنیا طلبی کفار کی دولت و نعمت پر
 تنہا آگے ہلاک عذاب پر حزن ممنوع اور مومنین کی ہمدردی غیر خواہی تفسیر پر یا اللہ تعالیٰ نے منجملہ
 اور احکام کے اپنے ایمان والے بندوں کی نسبت انکو محبوب فرمایا کہ تم اپنی شفقت کو انکے غیر خواہ رہو
 تاکہ ہم انکے گناہوں کو مٹا دیں اور ترقی مارے میں ہماری رحمت کا ساز رہے مسئلہ حسد کا اور کیک مال پر نظر
 ڈالنا ممنوع ہے مسئلہ دنیا کی نعمت غانیہ پر رغبت مذموم ہے مگر احوال اضطرار و غریبوں کیلئے کہ وہ نقصان
 بپوش ہو آیت اسکو موثر ہونا اور تالیخ بنانا جائز نہیں حالت اختیار میں کئے درجے میں اول بقدر
 ضرورت یہ مباح ہے دوم ضرورت کا زمانہ مگر حدود شرعی کے اندر یہ مفوی سوم لحاظ و امتیاز نہ ہے دین
 جائے یا دیانت طلب تنہا سے باز نہ ہے یہ حرام ہے اور نظر قرآنی اسی کی ترجمیم پر شاہد ہے مسئلہ
 لا تحزن سے اگر تا کامی مومنین مراد ہے تو یہ عافیت بطور تمنا و شکیں ہے کہ جب انھیں ایسی نصبتیں
 ملتی ہیں تو اس بمقتدار چیز کا خیال ہی کیا اور اگر ہلاک کفار مراد ہے تو اشارہ ہے تو زول عذاب قلبہ
 مومنین پر کہ ایسا ہوتا ہے اور امر ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان دشمنوں پر ترس نہ کھانا مسئلہ مومنین پر
 شفقت انکی ہمدردی انکی غیر خواہی عموماً واجب اور خصوصاً مستحب ہے لکن یہ آیت اصل تصوف و خدا پرستی
 پر اس طرح کہ دنیا سے انکے بند کرے اور دنیاوی مصائب پر انکو کچھ غم و حزن دلمین رہو وہ مومنین کا
 کما ائز لنا حل المؤمنین لا الذین جعلوا القرآن وعین ۵ کو ترا تلاف
 جیسا آتا ہے بائنے والو پھر جنہوں نے کیا قرآن کو محضے محضے ہر قسم پر رب کی چیز

یعنی جو کفر و انکار پر اڑے تھے تم کھائے ہوئے تھے اور اسے بخاری نے مجاہد سے روایت کیا بعضین صحیح
فقتہ میں نے فرقت پر دلا اسودہ کا وہ مذکر فرقہ سے یہی ہے کہ بعض پر ایمان لانے لگا کیا بعض سے انکار کیا۔

فَاَصْدَقُ بِمَا نُفِیْءُ مَا تَحْمِلُ عَنْ الشِّرْكِ اِنَّكَ فِیْ السُّتُوْرِ مِنَ الْاَنۡبِیَآءِ
جس ظاہر کر کے حکم کیا اور اعراض کر

ہیں آپ کو چاہیے کہ **یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَسُوْۤفَ یَعْلَمُوْنَ** ۵
اے لوگو! تم کو چاہیے کہ اللہ کے معبود دوسرے ہیں یا جان لیوے

کی تہذیب و تفسیر و مطامع کی پرہیزگاری جو آپ مسخر کرتے ہیں سارے کماہن شاعر بناتے ہیں انکی شر کو کم
کفایت کرینگے اور آپ کو محفوظ رکھیں گے اور وہ لوگ علاوہ اس عذاب کے قیامت میں اپنے شرک کی پوری
سزا پائیں گے ابن کثیر جب یہ حکم آیا آپ کھڑے ہوئے اور جبریل آپ کے ساتھ تھے اتنی میں اسودہ ابن
عبد یغوث آیا جبریل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اسی میں ہلاک ہوا اور ولید بن مغیرہ نکلا اسکے گھنے کے
تیلے ایک زخم تھا جبریل نے اس کی طرف اشارہ کیا اسی زخم میں مر گیا اور قاص بن دہل نکلا اسی میں اشارہ کیا جنم سید
ہوا اور عمار بن لوطیہ آیا اسکے سر کی طرف اشارہ کر کے مردار کر دیا یہ لوگ بڑے شریر ایداز سان تھے

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكَ بِصَیْقُ صَدْرِكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ لَا فِیْ سَبۡحٍ مِّمَّ حَمۡدٌ مَّرۡبُۢۤیۡۃٌ وَكُنۡ مِنْ
اور اللہ جانتی ہیں ہم میں کس تک ہوتا ہے عینہ سبب اس کے کہ کہتے ہیں سبح کر حمد کی آپ کی اور ہو جا

صَیْقُ صَدْرِكَ مَرۡبُۢۤیۡۃٌ الشَّحۡدِیۡنَ لَا وَاَعۡہَدۡنَاکَ حَقِّ یَاۡتِیۡکَ الْیَقِیۡنَ ۵
یقین موت اور یقین شہادت اور عہد دیا کہ حق آتا ہے یقین

رکتے لگتا ہے اور آپ نہایت تنگ ہوتے ہیں ان باتوں سے جو مشرک کہا کرتے ہیں انکار و تہذیب و تفسیر
وہ بتائے شرک و کفر وغیرہ سے تو اے حبیب کریم آپ ہمارا ذکر کیجیے اور محمد پروردگار و شیخ حضرت واحد قہار
میں مشغول نہ ہوں اور سچہ ہمارے غامضی بخائیے اور اپنے پروردگار کی بندگی برابر کرتے رہیے یہاں تک
کہ موت آجائے اب اس میں کمال نقش و نقید سرور کائنات کا ذکر ہے کہ آپ حق سبحانہ تعالیٰ کی نسبت کلمات
لغوئیں کہہ سکتے تھے اور دم نہٹنے لگتا تھا یہ شیخ و تہذیب و سجود و نماز کی طرف ترغیب ہے تا دوام ذکر و تلاط
محض کی تعلیم ہے اسے کہ موت کا وقت معلوم و مقرر نہیں تو جسے یہ منظور ہو کہ میری موت بحالت ذکر و خدا پرستی
ہو وہ کوئی دم ذکر سے خالی نہ جانے دے شمع غافل ز احتیاط نفس یک نفس نباش دے شاید ہمیں نفس
نفس پسین ہو و ثلثت آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت بدرجہا افضل ہے مفر کفر و مذمت
کفار سے اسی لیے فرمایا یہ تنگی جو بغیر عبودیت مشرکین کی افزا بردازی سے پیدا ہوتی ہے اس سے بھی چھوڑ

اور اللہ تعالیٰ نے جو ایسے اور کوئی دم یاد سے قالی بنائے تاکہ موت ہی نام کا بخش ہو

سورۃ النحل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **مکیہ**

اس کا نام سورہ نحل ہوا کیلئے کہ اس میں عجیب صناعات متعلقہ نحل یعنی مکس شہد کا ذکر ہر کے میں نازل ہوئی۔ آسمین اکیسواٹھ اشارتیں ہیں جامع میں کچھ آیتیں اس کی مدنی میں معاملہ جب اقرب للناس صوابم نازل ہوئی تو پھر اڑے پھر کچھ دن گزرے تو کہنے لگا اے محمد تم تو کچھ نہیں دیکھتے تب نازل ہوا۔

اٰی اَمْرًا لِّلّٰهِ فَلَا تَسْجُدُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ

ایہا حکم اللہ کا جس نہ جلد مانگو اسے پاک ہے۔ اور برتر ہے اس سے کہ شریک کر دین میں اللہ کا حکم آگیا اب جلدی نکرہ حق سبحانہ تعالیٰ پاک ہے اور برتر ہے جو ان تمام باتوں میں حسین شریک کرتے ہیں مثلاً اولاد وازواج وغیرہ معاملہ جب (انی امراتہ) اور نزل تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے آدمیوں کے سر اٹھایا اور سمجھے کہ شاید قیامت آگئی نازل ہوا فلا تسجدوا بہ مطہر ہوئے حدیث میں وارد ہوا۔

یُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادَہٗ اَنْ اُنْزِلُ رُوحًا

انزال فرماتا ہے روح کے حکم سے اپنے جبریل علیہ السلام نے انہوں سے اپنے یہ کہ درو روح جبریل یا وحی **اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنِ** یا نبوت (معالم) اتار تا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے جبریل

ساتھ اپنے میں بندے پر چاہتا ہے یہ کہ درائے لوگوں کو کہ کوئی معبود نہیں مگر ہم ہیں اے آدمیوں سے درو معلوم ہوا کہ نبوت کبھی نہیں امر وہی ہے جسے اللہ چاہے منجبر بنائے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرٰکُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

بنائے آسمان اور زمین حق پر برتر ہے اس سے کہ شریک کرتے ہیں بتایا آدمی **مِنْ نُّطْفَۃٍ ۚ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مِّبِیْنٍ** بنائی نہ محض اعتباری و وحی میں نہ غرض

برتر ہے مشرکوں کے افراد و اہتمام سے اللہ تعالیٰ نے آدمی کو لطف سے پیدا کیا وہ اپنی حقیقت بھول کر ناکاہ جھگڑنے لگا حق سبحانہ تعالیٰ کی کتابوں اور پیغمبروں کو جھگڑاتا ہے اس کی توجید والوہیت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہے معاملہ ابی بن خلف مرکب جینے کا منکر تھا اور سٹری بڑیاں لانا اور کتا کیا یہ زندہ

ہو جائیگی ارشاد ہوا کہ اے آدمی! سب سے پہلے آج پیدا کیا ہوا تو اس سے پہلے تاجی
اور اس کی قدرت میں عجب کرتا ہے و آیت میں عصمت کی خدمت ہے

وَلَا تَعْمَلْ خَلْقًا لَّكُمْ فِتْنًا فُتً وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَكُلُونَ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَمَازٍ

اور جہاں یاد لگے پیدا کیا اگر تمہارا اس میں لباس گرم اور فائدہ ہیں اور اس کی کھانے کا ہر قسم اور تمہارا کچھ اور عینیت ہے

حِينَ تَرْجُونَ تَسْرِيحُونَ ۚ وَحِينَ تَسْرِيحُونَ كَأَنَّهُمْ تَخَالَتُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُنُوا فِيهِ

جب تم کو چلو اور جب شام کو لاؤ اور تمہاری ہیں بوجہ تمہارا طرف ایسے شہر کے کہ تم پہنچنے والے آگے

لَا يَتَّبِعُ الْأَنْفُسُ إِن رَّبَّكُمْ لَمْ يَرْفُ رَحِيمًا وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمَلَ لَتَرْكَبُنَّهَا

مگر مشقت نہیں رب تمہارا ہر جان رحیم ہے اور تمہارے اور غنیمت اور گدھے اور بکری اور اونٹ اور کھانے کے سوار ہوا ہے

وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ اَنَّمِنَ مَعَارِے لَیۡۤہِ

اور زینت ہے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں تم جانتے گرم کپڑے ہیں اور اس میں

سے کھاتے ہوا اور تمہارے لیے انہیں زینت اور خوشنمائی ہے جب صبح کو جھل لیماتے ہوا اور

جب شام کو واپس لاتے ہوا اور یہ جانور تمہارے بوجہ روات ہو یا اسباب اٹھایا جاتا ہے ایسے

شہر کے کہ تم وہاں تک بدون مشقت شافہ نہیں پہنچ سکتے بیشک تمہارا رب مہربان رحیم ہے اور

گھوڑے بنائے اور خیر اور گدھے تاکہ تمہارا سوار ہو اور تمہاری آراش شوکت ہو اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ

وہ جانور یا اسباب آلات یا منافع پیدا کرتا ہے جسے تم نہیں جانتے و آیت میں مباحث و احکام ہیں

الانعام گو مہینے جانور چار پائی کے استعمال اس کا کٹر بھیر بکری اونٹ گائے بھینس میں آتا ہے اور

ہو سکتا ہے کہ لام عہد ہو یا یہ کہ انکی مثال عام فہم ہے اور ان سے تعلق زائد اور استعمال اکثر ہو اور انکو منافع

اعظم و اعظم ہیں یا ایسے کہ یہ اہل قرار پائین دوسرے حیوان کا انہیں پر قیاس کیا جائے اور خیل بغال

و حمار کا ذکر بھی دلات کرتا ہے کہ انعام سے عام چار پائے مراد ہوتے تو ان کا ذکر مہیہ و قرار پاتا و ف

لباس گرم خواہ چرمی ہو جیسے پوستین وغیرہ خواہ لٹھی جیسے کلمی و دشالے منافع عام ہے جس ہائے

طریق سے فائدہ اٹھایا جائے تجارت کرین اسباب لا دین دوا میں استعمال کرین بالی کمال ہڈی اور

دانت وغیرہ سے فائدہ لیا جائے اس میں اشارہ ہو کہ ان کے فائدہ غیر محصور ہیں تاکلون میں گوشت اور دودھ

سب داخل ہیں اور تمہارے اشارہ ہو جانور کا بعض کھایا جاتا ہے نہ کل جمال زینت و آراش و شان و عزت

ترکیوں صبح کرنا اور صبح کو جانور پر لگا ہین لیماتا ہمی مراد ہو سکتا ہے تسریح شام کرنا یا شام کو جانور پر لگانا مشقت اس میں اشارہ ہو کہ بے ان کے قطع مسافت و نقل و انتقال ممکن تھا مگر

یہ انعام جانور یا اسباب آلات یا منافع پیدا کرتا ہے جسے تم نہیں جانتے و آیت میں مباحث و احکام ہیں الانعام گو مہینے جانور چار پائی کے استعمال اس کا کٹر بھیر بکری اونٹ گائے بھینس میں آتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ لام عہد ہو یا یہ کہ انکی مثال عام فہم ہے اور ان سے تعلق زائد اور استعمال اکثر ہو اور انکو منافع اعظم و اعظم ہیں یا ایسے کہ یہ اہل قرار پائین دوسرے حیوان کا انہیں پر قیاس کیا جائے اور خیل بغال و حمار کا ذکر بھی دلات کرتا ہے کہ انعام سے عام چار پائے مراد ہوتے تو ان کا ذکر مہیہ و قرار پاتا و ف لباس گرم خواہ چرمی ہو جیسے پوستین وغیرہ خواہ لٹھی جیسے کلمی و دشالے منافع عام ہے جس ہائے طریق سے فائدہ اٹھایا جائے تجارت کرین اسباب لا دین دوا میں استعمال کرین بالی کمال ہڈی اور دانت وغیرہ سے فائدہ لیا جائے اس میں اشارہ ہو کہ ان کے فائدہ غیر محصور ہیں تاکلون میں گوشت اور دودھ سب داخل ہیں اور تمہارے اشارہ ہو جانور کا بعض کھایا جاتا ہے نہ کل جمال زینت و آراش و شان و عزت ترکیوں صبح کرنا اور صبح کو جانور پر لگا ہین لیماتا ہمی مراد ہو سکتا ہے تسریح شام کرنا یا شام کو جانور پر لگانا مشقت اس میں اشارہ ہو کہ بے ان کے قطع مسافت و نقل و انتقال ممکن تھا مگر

ہرقت و ہر بل نہ جانور ہر نہ اسمین دقت پس قرآن کی تصدیق ہو مانیوگی دفع آسوت ایسے آئے ہرقت
 اگر نصرت کیجاتی تو فہم میں نہ آتی یہ آلات بھی عالی از دقت نہیں ایسے کہ مثل ان جانور دن کے
 عموماً ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا بلکہ زکثیر و تدبیر صائب حکم غالب کی ضرورت ہر تخلیق عام و جانور
 ہون یا آلات جواب موجود و معلوم ہوں یا ہوتے جاتین ف ممکن ہو کہ ریل اور مثل ایسے اور آلات ہم اسی
 عموم کے تحت میں داخل قرار دیں مسئلہ نجاسات اور غزیرہ اور خون کے سوا جو صریح نص سے منع
 ہیں جانور کے تمام اجزا قابل نفع و جائز الاستعمال ہیں مسئلہ جانور کے طرح طرح کے اشیاءے نفسیاتی
 زینت تیار کرنا اور انکو کوئل ہر راہ رکھنا جائز ہے مسئلہ جانور و نہ ہار کی مشقت سواری کی تکلیف
 ذبح وغیرہ کی ایذا ممنوع نہیں مسئلہ ہر جانور کا بیٹا جانور ہو گروہ جو کسی دلیل سے ممنوع ہوگی غزیرہ
 قیاس تمام ملال گوشت جانور و انعام پر قیاس کیے جائینگے اور تمام حرام گوشت جانور و مل مار پر قیاس
 کیے جائینگے پس ہر حرام گوشت جانور سے سوا اکل کے تمام منافع جائز ہیں مگر غزیرہ جو نص صریح سے
 مخصوص ہے مسئلہ باغی کی سواری اور ابھر بوجھ لاڈنا اور ایسے ہی کسی اور جانور پر سوار ہونا یا بوجھ
 لاڈنا جائز ہے ایسے کہ اگر حصول گوشت ہو تو انعام میں داخل ہو اور اگر حرام گوشت ہو تو بغل حرام میں شامل
 ہے اور درندہ یا بجنس ہونا اسے اس حکم سے علیحدہ نہیں کر سکتا ایسے کہ ان اوصاف کو سوا اکل طہارت
 کے دوسرے فوائد میں دخل نہیں ہے مسئلہ عموم آیت سے کتا ممنوع المنفعہ و ممنوع البیوع ہوگا البتہ
 کہ بہت بیع و بخر سے ثابت و مسلم ہے مسئلہ گھوڑے کا بغل ہمارے ساتھ ذکر کرنا اشارہ کرنا یا ہر کسی
 حالت میں کلام ہوا اور یہ ایک تأیید ہے مذہب امام ابو حنیفہ کی کہ بہت گوشت اسب میں -

وَعَلَى اللَّهِ قَعْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَاذِبٌ وَكُلُوا شَاءَ لَهْدِكُمْ أَتَمَّ حِينَ
 اور اللہ پر چڑ وسط راہ کا اور بغل راہ کی اور اگر چاہتا البتہ راہ دکھانا تم سبکو
 قصد وسط اور وسط شے غیر مونی ہو مراد اس سے راہ راست جائز ہو کر کرنے والا یا مائل مراد
 اس سے راہ کی یعنی راہ راست کی ہدایت اللہ کی طرف ہو اور بعض راہیں کی بھی ہوا کرتی ہیں اور اگر اللہ
 چاہتا تو سبکو راہ راست پر لاتا مگر اسکی مشیت کل سے متعلق نہ ہوتی -

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ يُنْزِلُ لَكُمْ
 وہی ہے جس نے آسمان سے پانی دیا جو تمہارا شرب و شربت ہے اور اسمین درخت ہیں جہیں گزرتے ہو اگلا باہر چھوڑو
 الزَّيْتُونَ وَالنَّخْلُ وَالْأَعْنَابُ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
 کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بویک اسمین کشائی ہے قوم فکر کر نیوالی کے لیے

میں نے غزیرہ کی سواری کی مشقت سے
 جانور پر سوار ہونا یا بوجھ لاڈنا
 جانور کے بیٹے جانور ہونے سے
 جانور کے اکل طہارت کے دوسرے فوائد میں دخل نہیں ہے
 جانور کے اکل طہارت کے دوسرے فوائد میں دخل نہیں ہے

جسکی یہ حقیقت پر وہ معبودیت کے قابل کب ہو سکتے ہیں (ف) جو انکفار کے معبود مختلف اقسام کے تھے بعض جاد جیسے بت وغیرہ بعض ذوی العقول جیسے فرشتے جن۔ اور بعض حیوان جیسے کفار ہندو مفسر خیال کر کے پوجتے ہیں پس سبکو اموات کیوں کہا جواب خواہ باعتبار اکثر کے اموات فرمایا اس لیے کہ اکثر یہ معبود غیر روح اور جاد ہیں خواہ اس لیے کہ یہ سب ایک دن مردہ ہو جائیں گے۔

الْمُكَلَّمِ ۝ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝

معبود ہندو معبود واحد کو جس جو نہیں ایمان لائے آخرت پر دل اٹکے مستکبرین اور وہ مستکبروں ۝ لاکرم ان اللہ کلمہ مایستون و ما یعلیقان ۝

تکبر کرنے والے ہیں ضرورہ بیشک اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں مختار معبود معبود واحد ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

اللہ لا یحب المستکبرین ۝

انہی کے لئے جو کہ تم	فَوَقَّعَهُمُ وَاللَّهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝	وہ کہنے انبیاء سے
فریب اللہ سے	اور سے اور آگیا اُنکو عذاب اوس طرف سے کہ نہیں جانتے	انکار کر کے کہ نہیں تو

اللہ تعالیٰ انکی عمارتوں میں نیو سے آیا یعنی نکلے گرنے پر قصد کیا پس اپنے حجت گر پڑی اوپر سے اور مراد ہنگ
ہلاکت دینا پڑا اور اگیا اپنے عذاب اس طرح اور اس طرف سے کہ وہ سمجھ بھی نہ سکے پس انکو بھی ایسے ہی مملکت
عادۃ کا منتظر رہنا چاہئے جامع یہ بطور مثال ہوا کہ ماہن عباس فی اسمین اشا وہی فرد کے قصے کی
طرف جسے محل بلند بتایا تھا کہ آسمان کے خدا کو دیکھوں جب محل تیار ہوا ایک آندھی چلی اور اُس محل
کی حجت کو دریا میں ڈال دیا اور دیا رہن ان کا فون پر گرین آسکا طول پانچ سزار گز تھا۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ اَيْنَ شُرَآئِي الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقِقُونَ
 پھر دن قیامت کے روز انکو اور کمپکا کمان میں میرے شریک وہ کہ تم جھگڑے سے

فِيهِمْ مَن قَالِ الَّذِينَ أَوْثَرُ الْعِلْمِ إِنَّ الْخِزْيَ الْبَقْمَ وَالشُّوْعَ عَلَى الْكُفْرَيْنِ ۝

اُن میں کما اور انھوں نے کہ دینے رکھے علم بیشک رسوائی اور بدن کی اور برائی کا فروں ہی پر ہے

یعنی اس عذاب دنیا کے علاوہ قیامت کے دن ذلیل و رسوا کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے شریک کمان ہیں انھیں لاؤ جنکی نسبت تم اختلاف کرتے تھے یعنی موحدین مومنین سے جھگڑتے تھے اور انھیں قابلِ تعظیم و عبادت قرار دیتے تھے اور جو اہل علم یعنی اہل حق تھے وہ کہیں گے بیشک رسوائی دن قیامت کی اور بُرائی یعنی عذاب کا ذوق کئے لیے ہے۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّيْهُمْ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ مِنَ الْقَوْمِ السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ شَيْءٍ

جو لوگ کہ وفات دیجیں ان کو فرستے آسمان میں کہ ظالم کہ ظالمین جانو نیز ایسی ہیں الی علیہ السلام نہ جیسے ہم کرتے ہیں الی

جو لوگ اپنی جان و پیر
 بلی اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰
 ہاں بیشک اللہ دانا ہوا دیکھ کر تم کرتے
 تھیں اور اسی
 حالت میں اون کو معافی

فرشتگان موت لے وفات دی تو وہ بوقت موت عذاب دیکھ کر صلح پیش کرنے میں یقینے نرمی اطاعت سے پیش آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم تو کوئی برائی نہ کرتے تھے ملائکہ انھیں جواب دیتے ہیں یہ کچھ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمھاری کاموں کو جائز سمجھتا ہے انکار و افسوس بھرا بے سود ہے وہ عالم الغیب سے

فَاذْخُلُوا الْاَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلْدًا فِيهَا ۚ فَلَيْسَ مَشْوٰى الْمُتَكَبِّرِيْنَ

پس داخل ہو دو ریح میں اور اسی میں ہمیشہ رہو گے جبکہ تکبرین کی بری ہر تکیہ سے مراد شرک کفر و معاصی

مفتوحہ ہے۔

الواب یعنی ہرگز وہ اپنے مناسب دروازے سے داخل ہو نہ سکتا اسکی صفحہ (۵۱۲) میں گزری

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرٌ ۚ لِلَّذِينَ

اور کہا کیا اوتھے جو ڈرتے کہا اوتارا رب نے تمہارے لئے اچھا ہی اوتکے لیے

أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَآ آخِرَ لَهَا خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۚ

کہ نیکی کی اس دنیا میں نیکی پر اور البتہ بچھلا گھر اچھا ہے اور کیا اچھا ہے گھر پر ہرگز کاروں کا

بوند جواب انجام کفار مومنین کی طرف التفات فرمایا یعنی اور کہا کیا پرہیزگاروں کے لئے اچھا ہے رب نے کیا نازل

کیا تو وہ بولے خیر اے یہی جو نیکی کرتے ہیں اُنکے لیے اس دنیا میں بھی نیکی و خوبی ہے اور آخرت میں اور

دار آخرت کی خوبی بہت اچھی ہے اور پرہیزگاروں کا ٹھکانا نہایت عمدہ ہے وہ دنیا کا حسن خواہ جہاد کی فتح اور

مال ضمیمہ ہے یا وہ وقار و عظمت جو اقلیٰ کو عموماً حاصل ہو جس سے مسلم و کافر دونوں جھک جاتے ہیں۔ یا نیکی نامی

و فرار باری وغیرہ اور یہ تو یہ جو کہ خیر دنیا لذت عبادت تلوذ عشق مشاہدات ابرار و تعجیلات اسرار ہے۔

تَجَنَّبْ عَدْنًا يَدْخُلُونَهَا يُجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ

جنتیں دینی ہیں جہانگیر کے زمین بہنیں اُنکے زمین نرین انکو انہیں وہ ہے کہ جاہلین ایسے ہی

يُجْرَىٰ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ تَتَوَفَّوهُمْ أَمْلَئِكَ طَيِّبِينَ ۚ يَقُولُونَ سَلَامٌ

بر لادیتا جو اللہ پرہیزگاروں کو وہ لوگ کہ وفات دہیں انکو فرشتے بجات بائزگی کے کہتے ہیں سلام

عَلَيْكُمْ ۚ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ

ہمیشہ ہمارے باغ آمین علیکم اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ

جاری ہیں جو کچھ جاہلین تم پر داخل ہو جنت میں بعض اُنکے کہ تم کرتے اور جس شوخی خوشی ہو

و جان موجود ہو اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے ایسے متقی کہ جب فرشتگان موت انکی روح قبض کریں اور

وہ طہارت ایمان پاک اسلام میں ہوں تو فرشتے کہیں تم پر سلامتی ہو اور جنت میں داخل ہو دنیا اور اُنکے تعلقات

چھوڑ دے رسلات موت کی پراگندہ یہ جنت تکوینت پر اچھو کا موٹی عوف میں عطا ہوئی ہے اس کی شہادت میں اردو کہ

جنت میں جہا ضعیف محبت اور جلسہ بیکامین کھائی رہے ہو تو ایک برکات لکھ آئیگا جو شخص جس چیز کی خوشی کرے گا وہی اس پر ہے

برسی بیانیگ کہ بعض کہیں کیا یہ ہم خوشتر و عرقین جو آپس میں ہم ہوں بریں معا ایسی ہی نازنین لفریقہ زمین برسی

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ

نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ آئیں انکو ایسے فرشتے یا آئے حکم تیرے رب کا ایسا ہی کیا۔ انہوں نے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۚ

کہ پہلے تھے ان سے اور نہیں ظلم کیا اوپر اللہ مگر تھے وہ جانوں پر اپنی ظلم کرتے

لہ دقت علیہ
جہا از قیل
ہم سابق
لہ بیانیگ
فلا صلا
بنیانیگ
کی فواید
یہ دار
نہایت
بالج
نہایت
یہ

کفار اب کسی امر کے منظر نہیں مگر یہ کہ فرشتے آسمان سے اتر آئیں یا اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو ایسا ہی آگے لکھا بھی کرتے آئے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ خود انہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں کفر و شرک معصیت ہے۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ هُمَا كَانُوا بِهِ كَسْتَهْمُ عَمَلَاتُ ع

پھر جو نہیں اور انکو برا بیان اسکی کر گیا اور گھر لیا انکو آئے کہ تھے ساتھ اوں کے سمجھا ہیں کرتے

یعنی بعد ظلم و معصیت کے انہیں ان کا موٹی بلا آج پر مل گئی اور جن باتوں پر دل لگی و تشر کرتے تھے ان شراب کو جھلا دینے پر جو کاذب و ناپاک و سحر و جادو سب امور سامنے آ گئے اور عذاب الہی میں گھر گھر لپٹا ہوا ہے بقدر انکی تشر کا بھی بیان فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَآبَاؤُنَا وَكُلَّ أَحَدٍ مِمَّا

اور کہا انھوں جو مشرک ہوئے اگر چاہتا تھا اللہ نہ پوچھتے ہم غیر کو اس کے کچھ سمجھ اور نہ باپ دادا ہمارے اور نہ ہم سمجھتے

مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَعَلَ عَلَى الرَّسُولِ الْإِبْلَغُ الْمُبِينُ

ہم سو اس کے کچھ بھی ایسا ہی کیا انھوں کہ ہم پہلے آئے پس میں پر پیغمبر و پیغمبر پیغام رسانی صاف صاف

مشرکوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا ہم اور ہمارے اگلے سو اس کے کیسی پرستش کرتے آہی ہماری تمت میں یہ لکھا اور نہ ہم کسے بے حکم یا اس کے غیر کیلئے کچھ حرام ٹھہراتے جیسا کہ پیر و غیرہ میں کیا (ارشاد ہوتا ہو) ایسا ہی کیا ہر

یعنی کہا ہو انھوں نے جو انہی پہلے تھے۔ اور پیغمبر و نئے دے تو صرف پیغام رسانی و عطا نصیحت راست باطنی

حق (وہ اپنا کام پورا کر چکے اب انکی فضول باتیں کیا کام آئیں گی) ف۔ یہ قول کفار کا تشر سے بھانہ حقیقتہ

اسی لیے کہ اللہ تعالیٰ کو قائل حقیقی جاننا اور خالق جو شر قرار دینا یہ سو اموحہ مومن دوسر کو کب سوچتا ہے

مسلمہ کو تمام اہل حق کا اعتقاد یہی ہو کہ خالق اشیاء و ہادی و مصل اللہ ہی ہو بے اسکی مشیت کچھ نہیں ہوتا لیکن یہ تقریر عذر یا جواب میں پیش کرنا سو ادبی و کتاہ عظیم جیسا کہ شیطان ملعون ہوا حاضر حاضر

کہا رشا ہنشاہ جبار کا یہی داب ہو کہ اعتقاد یوں رکھیں اور زبان سے انہی عجز و تصور کا اقرار کرتے رہیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ

اور بیشک بھیجا ہے ہر امت میں پیغمبر یہ کہ بوجو اللہ کو اور بوجو شیطان سے جس انہیں ہے

مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَن حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَمِنْهُمْ مَن قَبِلَ فِي الْأَرْضِ

وہ میں کہ رہنا کی اللہ کو اور بعض وہ میں کہ صادق آئی آپر کر اسی پس جلو پھر زمین میں

اور میں ہر گروہ پر پیغمبر

پرستش کرو اور شیطان

پس دیکھو کیا

ہوا انجام جملانے والوں کا

بھیجے اسی لیے کہ اللہ کی

اجتناب دوری احتیاط

کرد پس بعض ان میں سے وہ میں جسکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی اور بعض وہ میں جسپر گمراہی ثابت

ہو گئی زمین میں چل پھر کے دیکھو تو حیرانے والوں کا انجام کیا ہوا (تاکہ نگو عبرت ہو)

اسے جان لیتے یہ نعمت اُنکے لیے جو جنہوں نے مخالفت نفس یا مصائب کفارہ اتباع پیغمبر پر صبر و ثبات کیا اور اپنے تمام کاموں میں اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں کہا گیا یہ آیت عمار و بلال و صبیح وغیرہ صنفائے صحابہ کی شان میں جو جنہر بڑے بڑے مظالم ہوئے۔ اور قرآن عام ہے ہر مہاجر خالص پر صادق آتا ہے پھر دنیا میں اچھی جگہ دنیا۔ فتوحات و غنائم و وقار و رزق ملال وغیرہ جو جیسا کہ حضرت عمرؓ سے مروی کہ جب آپ کسی مہاجر کو عطیات سے کچھ دیتے اللہ کے احسان اور اس کے سچے وعدے یاد دلاتے کہ شکر نعمت مرور ایمان زیادہ ہو فرماتے اللہ تجھے اس مال میں برکت دے یہ وعدہ تیرے رکاوٹ یا مین اور ثواب آخرت کا نفل و عطا لطفیہ یہ عجیب و غریب ارشاد ہے کہ شک وہ جانتے یعنی کہ میں یہ ہمارا طالب ہمارا لذت دیدار کو جو جنت میں رکھی گئی ہے جو جان لیتو دنیا و دین دونوں کو سلام کرتے سو ہمارے کسی کا خیال ہاں آنا نہ یہاں جیسا کہ بعض شائق صوفیہ متغول

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا ثَقِيًّا إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

اور ہمیں بھیجا پہلے سے تیرے مگر مرد کہ وحی کی پہنہ طرف اُنکے پس سوال کرو ارباب علم سے

جہنے آپ پہلے کوئی پیغمبر | اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ | بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ | انہیں بھیجا مگر مرد و قوم کہ پیغمبر وحی کرتے (دلیسے ہی آپ | اگر ہو تم نہیں جانتے | دلائل اور کتب | بھی پیغمبر میں کون امر صریح

جیسے ہر جہر لوگ لقب اور وحشت کر رہے ہیں) ایسے کے والو علم والو قوم جو اگر خود نہیں جانتے لیکن یہ وہ نصاریٰ سے جکے پاس کتب آسمانی موجود ہیں پوچھو (ایسے کہ تم قوم جاہل ہو تم میں کوئی کتاب نہیں ف بالبیّنات والزبُر) متعلق ہو ارسلنا سے لیکن نہیں بھیجا جہنے کوئی پیغمبر دلائل اور کتب کے ساتھ مگر وہ مرد تھا انہی متعلق ہو ذکر سے لیکن انہی پوچھو جو بیانات و زبیر سے آگاہ ہیں یا متعلق ہو لایعلمون سے لیکن اگر تم دلائل کتب سے آگاہ نہیں مسلمہ بعض روایات و حالات اہل کتاب سے انتخاب کرنا جائز ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا مسلمہ علامہ سے سوال در صورت لاعلمی جائز ہے اور گمان کیا بعض نے کہ آیت وجوب تعلیم شخصی میں جو صحیح نہیں البتہ اتباع علماء و انقیاد ثابت ہے۔

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَيِّنَاتُ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

اور اگر انہیں طرف سے ذکر تاکہ بتائے تو آدمیوں کو جو آمار کیا طرف اُنکے اور تاکہ وہ فکر کریں

اور ہنوا کی طرف ذکر یعنی کتاب زل کی ایسے کہ آدمیوں کو وہ احکام سکھا دیں جو انہیں آمار گئے اور وہ سوچیں

أَفَأَمِنْ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

کیا بخوف میں جو مکر کرتے ہیں بدترین سے کہ خداوندی آیت آخر زمین کو یا آئے انہیں عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقْلِيمِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ | أَوْ يَأْخُذَهُمْ

اس طرح کہ نہ سمجھ سکیں | یا پکڑے انکو اُنکے پھرنے میں | پھر میں وہ بھال بچھو دے | یا پکڑے انکو

<p>مکر دانو فریب - تدبیر جیلہ گری قلب</p>	<p>عَلَىٰ تَحَوُّفٍ طَاقَاتٍ رَبِّكُمْ لَرَوْوُوهُ رَحِيمٌ خون پر پس بیشک رب تمہارا مہربان رحیم ہے</p>	<p>واسباب ایسے گناہ کے لیے کروٹ مراد یہ ہے کہ تم اپنے</p>
<p>کار بار میں چلتے پھرتے ہو معجزہ عاجز کرینو الا ایمان مراد یہ ہے کہ تم مجھ پر سکوا اور اللہ تمہارے عذاب انتقام سے ماجر ہو ممکن نہیں تحوُّف ڈرانا یعنی بتدریج بلائیں انہیں کہ وہ ڈرتے جائیں حاصل جہنم کے گناہوں کے لیے جیلے بنائے ہیں کیا نہ رہو گئے کہ قارون کی طرح اُچھڑ زمین دھنس جائے یا کوئی عذاب مثل فرعون غیرہ کے آجائے کہ سمجھ بھی نہ سکیں یا یہ لوگ کار و بار میں ہوں اور ہلاک ہو جائیں ان سب صورتوں میں یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے بھاگ بچیں یہ نہیں ہو سکتا یا انکو بتدریج ڈراتے جائیں اور متنبہ کریں اک شایہ سوچیں سمجھیں یہی اس لیے کہ رب العالمین مہربان و رحیم ہے اور بتدریج ڈرانا اور اس قدر سمجھانا لما ل رحمت و خوف افسوس کہ ہم مسلمان عذاب تحوُّف میں پکڑ لیے گئے ہیں نہ پر واس ہے نہ خیال</p>	<p>اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَنْفِتُوْا اِظْلَلَهُ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاٰلِ کما نہیں دیکھا کرتے اس لیے کہ پیدا کیا اللہ نے اشیاء سے کہ وہ غفلت میں سایہ کیسے دھنسے سے اور بائیں سے</p>	<p>کسیا یہ سرکش شکریہ نہیں چیز میں بنائی ہیں ان کے</p>
<p>سبحہ کرتے ہو تو واسطی اللہ کو اور وہ ذلیل ہیں سائے کبھی دھنسے کبھی</p>	<p>سُبْحٰدَ اللّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ سبحہ کرتے ہو تو واسطی اللہ کو اور وہ ذلیل ہیں</p>	<p>دیکھتے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے سائے کبھی دھنسے کبھی</p>
<p>اور واسطی اللہ کو سبحہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بالوزون سے اور فرشتے اور وہ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ نہیں تکبر کرتے ڈرتے ہیں رب سے اپنے اوپر سے اپنے اور کرتے ہیں جو حکم کیے جاتے ہیں</p>	<p>وَاللّٰهُ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ اور اللہ ہی کا سبحہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے دابۃ تمام حیوانات اور فرشتے سبحہ کرتے ہیں اور نکبر نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے یعنی غالب یا رفیع المرتبت یا ایسے فرشتے جو دوائے فوق ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے جانک آسمان فرشتوں سے بھر پوری اور چرچا آتا ہے اور آسمان پر کوئی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ نہ ہو اور وہی فرشتے اللہ کے مطیع و متقا اور غنا و معصوم</p>	<p>اور اللہ ہی کا سبحہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے دابۃ تمام حیوانات اور فرشتے سبحہ کرتے ہیں اور نکبر نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے جو ان کے اوپر ہے یعنی غالب یا رفیع المرتبت یا ایسے فرشتے جو دوائے فوق ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے جانک آسمان فرشتوں سے بھر پوری اور چرچا آتا ہے اور آسمان پر کوئی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ نہ ہو اور وہی فرشتے اللہ کے مطیع و متقا اور غنا و معصوم</p>

لما ل رحمت و خوف افسوس کہ ہم مسلمان عذاب تحوُّف میں پکڑ لیے گئے ہیں نہ پر واس ہے نہ خیال

السجدۃ

فآیت شریف ظاہر ہے کہ تمام نعمتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور نص پر اس میں کہ بعض انسان ناخاکہ ہیں مسئلہ فاعل اور مؤثر سو خدا کے دوسرا نہیں مسئلہ یہ کہنا کہ زید نے مجھے تکلیف دی اور عمرو نے مجھ پر احسان کیا مجازاً اور عارفانہ صحت سے عربیت نہیں۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا سَمَوْا لَهُمُ اللَّهُ لَسْتُ لَكُمْ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ

اور پھر کہتے ہیں اے خدا کہ میں جانتا تھا کہ تم نے ان کو ان کے لئے نصیب کیا ہے اور ان کو اللہ کی عزت پر جو میں نے تم کو عزت کیا ہے اُنکے لیے جیسے مستحق ہونے پر کوئی علم و دلیل حق نہیں رکھتے صرف خیال یا رسم و تقلید یا طلبہ سے بات بنالی ہے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں حصے ٹھہرائے ہیں یہ اشارہ برکات و دیگرہ کی طرف جو عرب میں رائج تھا اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہم ضرورت سے قیامت میں پوچھیں گے اُن بہتانوں کو جو باندہ لیے ہیں ف سوال سے مراد مواخذہ ہے کہ بعد اثبات محبت و اسکا تہنئة معقول دیا جائے وہم حق سبحانہ تعالیٰ نے اس سوال پر قسم یاد فرمائی ہے پھر یہ امر کہ وعید عذاب میں خلعت جائز ہے صحیح نہ ہو دفع! یہ کہ قسم بمقابلہ شرک پر اور شرک میں عفو متنع ہے! اور شرک نہ تو ہم کہیں گے کہ مخلوق سوال پر اور سوال کو عذاب لازم نہیں بلکہ عفو بھی ممکن ہے مسئلہ نذر غیر اللہ شرک پر اور وہ خواہ مالی ہو خواہ بدنی پھر نذر مالی دو طرح پر ہے حیوانات میں پس ثواب تصدق اور گوشت پوست وغیرہ دوسروں کے لیے جائز اور ذبح کرنا مخصوص سبحان افسرین غیر حیوان یہ بھی سوائے ایصال ثواب ممنوع۔

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ جُبْنَٰهَ وَكُلُّهُمَا لِسْتَهِوْنَ

اور پھر کہتے ہیں ہمارے لئے اللہ کے لڑکیاں پاک ہے اور ان کے لیے وہ جو کہ چاہیں

اللہ کے لیے یہ احمق لڑکیاں قرار دیتے ہیں جیسا کہ مشرکین عرب کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں وہ پاک و منزہ ہے ایسی آلائشوں سے اور بہتانوں سے اور اپنے لیے وہ مانگتے ہیں جو حجب چاہے

پھر اسکا بیان فرمایا

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ

اور جب بشارت دیا جائے کہ ایک لڑکی کا ساتھ ہوگا تو چہرہ اسکا کالا اور وہ ملول ہوتا ہے

اور جب کسی مشرک کو لڑکی پیدا ہونے کی مبارکباد دی جائے تو اسکا چہرہ تاریک ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دل میں غم و غصہ کھاتا ہے۔ بشری کسی خوشی یا اولاد ہونے کی خبر کو بشارت و مبارکباد کہتے ہیں۔

يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيَسْكَرُ الْهَٰؤُلَاءِ أَمْ يَكْسُوهُنَّ ۚ

چھپتا ہے قوم سے بھڑائی سے اس مبارکباد کی آیا روگے اسے ذلت سے یا دبا دے اسے

لے فاعل
یہ عبارت
انصاف

<p>چونکہ عرب میں قادم تھا شرمناک جانتے اور</p>	<p>الْكَرَابِ الْكَسَاءُ مَا يَحْكُمُونَ نئی مین آگاہ ہو رہا ہے جو حکم کرتے ہیں</p>	<p>کہ لڑکی کو نکاح پر اور بعض سنگدل زندہ دلوں کو</p>
<p>کر دیتا اور اب بھی لڑکی کا پیدا ہونا اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے لہذا حضرت بل جلالہ سے ارشاد ہوا کہ ہمارے لیے تو لڑکیاں قرار دین اور اپنی یہ حالت ہو کہ جب خبر سنیں کہ لڑکی پیدا ہوئی رنج و ملال سے منہ نہ دے پاتا پھر پر تار لگی چھالے اور ولین کرنا لگے لیکن اور اس بری بشارت کی وجہ سے قصہ گوین کہ اپنے عویز و اقارب میں یہ خبر شائع نہواور ولین کہیں آیا اسے ذلت و خواری کی حالت میں رہنے دن یا اسے مٹی کے تلے دبا دین آگاہ ہو کہ یہ ظالم کیا برا حکم کر رہے ہیں مکملہ اسی لیے حدیث میں وارد ہوا کہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرو اور قول مشہور (انہما بر خود نہ پسندی پر مگر وہ پسند)</p>	<p>لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مِثْلُ الْقَوَمِ ۚ إِنَّ اللَّهَ الْمَتَّلُ لَا يَخْلُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ انہ کو جو یقین ایمان لانے آخرت میں مثل بری ہجو اور اللہ کے لیے مثل اعلیٰ پر اور وہ غالب حکمت والا ہے</p>	<p>یعنی کفار کی بری مثال جو حق و حقیقت کی ناشکری اخلاق فحش انجام دہا و اللہ کے لیے مثال اعلیٰ جو عزت و وقدرت وغیرہ پس ایسے ذلیل و مستبد جسے شرمناک اور برا جانیں وہ حق سبحانہ تعالیٰ کو کب سزاوار ہوا</p>
<p>وَلَوْ تَوَخَّاهُ اللَّهُ النَّاسُ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكُوا عَلَيْهِمْ مِنْ ذَاتِهِمْ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ اور اگر چاہتا اللہ آدمیوں کو اور ظلم سے نہ چھوڑتا تا میں ہر کوئی رہنے والا لیکن ملت دیتا ہے اور انکو</p>	<p>أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْذِنُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۚ موت یقین تک پھر جب آدمی موت اونکی نہ دیر کرے ایک دم اور نہ جلدی کرے</p>	<p>اللہ تعالیٰ اگر آدمیوں کو انکے ظلم کی سزا میں پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا مگر اللہ نے انکو ایک مدت معین تک مہلت دی کہ انکے افعال کو مؤخر کیا پھر جب انکی مدت معینہ انکی دیر نہیں کرتے ایک دن اور پھر سبقت بھی نہیں کرتے انسان سے مراد کفار اور اگر مطلق آدمی مراد ہوں تب بھی مومن بقرہ لفظ ظلم خارج رہے ظلم کفر و شر اور ممکن ہے کہ معاصی کبیرہ و ذنوب مراد ہوں و اب چلنے والا حیوان مگر بیان ایک لطیفہ نازک ہے کہ دعویٰ حکمت شامل ہے و اب کو اور کفار کو دابہ یا اس گمراہ تر فرمایا ہو پس یہ معنی ہونے کے کوئی کافر زندہ نہ بچتا۔</p>
<p>وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْفُرُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذْبَ ۚ إِنَّ لَهُمُ الْخُسْفَىٰ ۚ اور وہ خدا کو جیسا کہ وہ کفر کرتے ہیں اور وصف کرتے ہیں زبانیں انکی جھوٹ کہ وہ اسے انکو جیسا کہ ضرورت</p>	<p>إِنَّ لَهُمُ النَّارَ ۚ فَانْتَبِهُوا ۚ قُلْ اللَّهُ مُقَرَّنُونَ ۚ یعنی مشرک اللہ کے لیے جیسے خود مانا پسند کرتے</p>	<p>بیشک اسے انکو جو آگ اور وہ انکے جلائے گئے ہیں یعنی مراد اس سے</p>

لو کیاں ہیں اور انکی زبانیں وصف کذب یعنی دروغ بیانی کرتی ہیں یہ کہ انکو انکی نصیب ہوگئی تھی یہ کہ انکے لیے آگ ہے اور وہ پیش خمیہ اور مقدم میں دو زخیون کے۔

قَالَ اللَّهُ لَقَدْ ارْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ فَهُمْ وَلَهُمْ

تسمیہ اللہ کی تعین بھی ہوئی کہ انکو پہلے سے تیرا پس ہم دکھاؤ سچا انکو شیطان نے کام انکے پس وہ دوست انکے

نہج اپنے اپنے پہلے کر دیوں **الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** ہر پیغمبر بھیجے پھر شیطان کے

انکے اعتقاد باطل اور آج اور انکے لیے عذاب دردناک ہر گمان غلط اور افعال منہج

انہیں اچھے دکھائے اور وہی شیطان آئی لینے برہنہ قیامت انکا دوست ہے اور ان سب

لئے شیطان اور شیطان پرستوں کے لیے در رسات عذاب ہے۔

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْاَلْبَنِينَ الَّذِي يُخْلَقُوْنَ فِيْهِ وَهَدٰى رَّحْمٰتِنَا لِقَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ

اور میں انکا ہی مہوآپ پر کتاب گدنا کہ بیان کر دین انہر وہ کہ اخلاق کیا آئین اور سچا اور رحمت قوم ایمان انکو

اور بننے آپ پر کتاب نازل نہیں کی مگر اسلئے کہ کفار جن امور میں افتان و تردد کر رہے ہیں

وہ انہر نظر کر دیتے (چنانچہ لاکھوں ایمان لائے اہل یقین ہو گئے) اور بہایت و رحمت جو اس

قوم کے لیے جو ایمان والے ہیں قرآن مجت والراحم ہے منکرین پر اور ہدایت و رحمت ہے

مومنین پر مسئلہ جبکہ غرض نزول کتاب بیان حق و اظہار توحید و دفع تردد ہے تو ضرور ہے

کہ خفا معتر نہوا سب لے کہا فقہانے کہ دار الاسلام میں ہبل عند نہیں۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاجْتَابَ بِهِ الْاَرْضُ بِعَدَمٍ مَّوْتًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور اللہ نے آسمان سے پانی پس زندہ کیا اس زمین کو بعد اسی موت کے بیشک آئین

اور اللہ تعالیٰ نے **اٰیة لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ** آسمان سے پانی او تارا

اور اس زمین مردہ نشانیاں ہیں واسلئے قوم سننے والی کے یعنی خشک کو زندہ و سبز

کیا بیشک آئین نشانیاں ہیں انکے لیے جو بگوش عبرت سننے ہیں کہ ایسے ہی مردہ زندہ کیے جائیں گے

وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً لِّسْمِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہُمْ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ

اور بیشک تمہارے لیے چار بولہائیں عبرت کے بلاتے ہیں تمکو اس سے کہ پیو میں انکے ہر دریاں گوبر اور خون کے

اور بیشک چار بولے **لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّٰرِبِیْنَ** جانورون میں عبرت ہے

کہ اللہ تعالیٰ بلاتا ہے انکے دودھ خالص سہل گزار پیو والوں کے لیے پیو گوبر اور خون کے

درمیان سے صاف اور خالص دودھ جو پیوے والوں کے لیے آسان گزار ہے یعنی جانورون میں

نہج اپنے اپنے پہلے کر دیوں

ع

شیخ فانی و پیر خرافت ایسے بڑے کہ بے قوت و بے حواس ہوں اتنا کہ نہ جانیں بعد علم کے کچھ بھی بیشک اللہ و انما قادر ہے و تمام کھی اور پیر ضعیف کی مثال میں اللہ کی قدرت ہے ایسا حیوان حقیر یہ صناعتیں دکھائے اور انسان شریف و دانا ایسا نادان بن جائے

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَأْسِي رَزَقَهُمْ
اور اللہ فضیلت دی بعض کو بہتر بعض پر رزق میں پس میں جو فضل دی کہ تم پھر بیوا کے روزی اپنی

عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَمِنْهُمْ ذُو السَّوَادِ ۚ فَتَبِعْتُمُوهُمُ ۚ وَاللّٰهُ يَخْتَارُ ۚ
اور ہر کہ مالک ہوئے داعی ہا تم کو پس وہ اس میں برابر ہیں کیا اللہ کی نعمت کو ساتھ لے کر کرتے ہو

اور اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر رزق میں فضل دیا ایک کم رزق دوسرے کو فراخ دست کیا تو وہ جسے رزق عطا ہوا چودہ اپنا مال اپنے غلاموں پر نہیں پھرتے کہ یہ غلام بھی اس مال میں برابر ہمسر ہو جائیں کیا اللہ کی نعمت سے انکار کرو گے یعنی جب مالدار آدمی اپنے مال دیکر غلاموں کو اپنا ہمسر بنا لیں نہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو اپنی قدرت اور الوہیت کا کوئی حصہ دیکر انھیں اپنا شریک کیوں بنانے لگا۔ چونکہ دوسری آیتوں میں صاف طور پر مذکور ہوا کہ خالق کل و مالک کل و رازق کل گو کا فرضی اللہ ہی کو جانتے ہیں اور یہ کہ اصنام و اہم یہی اللہ ہی کے بنائے ہیں پھر انھیں شریک ٹھہرانا کیونکر صحیح ہو لہذا فرمایا کیا وہ نعمت جو تم کو اللہ نے دی ہے اسے انکار کرو گے یعنی تم ان پتھروں کی مخلوقیت میں ہمسر بلکہ اُنسے عقل میں شریف ہو کر ان کے بندے بنو گے اور شرف خدا داد کو خاک میں ملاؤ گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معبود کا واحد و لا شریک ہونا بندہ کے حق میں نعمت عظمیٰ ہو ورنہ صد ہا کی غلامی کرنا بڑی اور ہر طرف کی انچا بھینچی میں دھڑکتے تو شرک اس نعمت منکر ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ اَمْوَالِكُمْ مِّنَ الْيَتَامٰى وَرِجَالًا
اور اللہ نے تم کو اپنے آپ سے جوڑے اور بنا دی واسطے تمہارے جوانوں سے یتیم بچے اور بچے

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ اَفَبَا بَاطِلٍ يُؤْمِنُوْنَ وَبِغَيْرِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۚ
اور روزی دی تم کو پاک چیزوں سے کیا اللہ باطل کو ایمان لائے اور نعمت سوا اللہ کی وہ کفر کر گئے

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہارے جنس جوڑے بنائے اور ان جوڑوں کے بیٹوں اور پوتوں کو اور پاک ماہرہ چیزیں روزی دی تو کیا وہ باطل اپنے شیطان اصنام پر ایمان لائے کہ ان کے اللہ کی ناشکری کریں گے

وَيَعْبُدُوْنَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا اَمْلٰكُ لَهُمْ يَذٰقُوْنَ السَّمُوْتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا
اور پوجتے ہیں غیر کو اللہ کے اس کے نہیں مالک ان کو لیو رزق کا آسمانوں سے اور زمین سے کچھ

<p>۱۰۰</p> <p>بالعدل وهو على صراط مستقیم</p> <p>اللہ نے بیان فرمائی</p> <p>محض پر اپنے مالک پر</p>	<p>۱۰۱</p> <p>اور دو مردوں کی مثال</p> <p>ایک گونگا اور مجبور</p> <p>نار اور اور بجاری پر جان اسے مولا تعالیٰ ہے کام نہیں کر لانا تو کیا یہ برابر پر اس کے جو عدل کا حکم کرتا ہے</p>	<p>۱۰۲</p> <p>اور رسیدھی راہ پر چلتا ہوا دل سے مراد عید مطیع پر دو حکم سے مراد عاصی و پہلے مرد میں چار</p> <p>غیب بیان فرمائے اگر گونگا ہونا مجبور و نالائق ہونا مالک پر دو بھر ہونا یعنی نکما ہونا کوئی کام اچھا</p>
<p>۱۰۳</p> <p>وَاللّٰهُ غَیْبٌ غَیْبٌ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اَلَا كَلِمَةٍ اَوْ هُوَ</p> <p>اور اللہ غیب ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا اور زمین امر قیامت کا مگر مثل ایک مارنے کے یا وہ</p>	<p>۱۰۴</p> <p>غیب یعنی اسرار مخفیہ آسمانوں</p> <p>اَخْبَرَنَا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ</p> <p>معلوم میں بعض دوسرے کو بتا</p> <p>قرب زیادہ پر بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے</p>	<p>۱۰۵</p> <p>کام معاملہ ایسا ہے جیسے ایک مارنا بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے</p> <p>۱۰۶</p> <p>وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنٍ اُمَمٍ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَجَعَلَ</p> <p>اور اللہ نے نکالا تمکو حکم سے تمہاری ماؤں کے نہ جانتے تھے</p>
<p>۱۰۷</p> <p>لَكُمْ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۗ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ</p> <p>دائیں تمہارے کان اور آنکھیں اور ذول</p> <p>۱۰۸</p> <p>اَلَمْ یَرَوْا اِلٰی الطَّیْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَاءِ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۗ اِنَّ</p> <p>کیا نہیں دیکھا طرن چڑیا کے کہ مسخر ہیں وسط میں زمین آسمان کے ہیں روک رکھا انکو اللہ اور نہیں</p>	<p>۱۰۹</p> <p>۱۱۰</p> <p>۱۱۱</p> <p>۱۱۲</p> <p>۱۱۳</p> <p>۱۱۴</p> <p>۱۱۵</p> <p>۱۱۶</p> <p>۱۱۷</p> <p>۱۱۸</p> <p>۱۱۹</p> <p>۱۲۰</p> <p>۱۲۱</p> <p>۱۲۲</p> <p>۱۲۳</p> <p>۱۲۴</p> <p>۱۲۵</p> <p>۱۲۶</p> <p>۱۲۷</p> <p>۱۲۸</p> <p>۱۲۹</p> <p>۱۳۰</p> <p>۱۳۱</p> <p>۱۳۲</p> <p>۱۳۳</p> <p>۱۳۴</p> <p>۱۳۵</p> <p>۱۳۶</p> <p>۱۳۷</p> <p>۱۳۸</p> <p>۱۳۹</p> <p>۱۴۰</p> <p>۱۴۱</p> <p>۱۴۲</p> <p>۱۴۳</p> <p>۱۴۴</p> <p>۱۴۵</p> <p>۱۴۶</p> <p>۱۴۷</p> <p>۱۴۸</p> <p>۱۴۹</p> <p>۱۵۰</p> <p>۱۵۱</p> <p>۱۵۲</p> <p>۱۵۳</p> <p>۱۵۴</p> <p>۱۵۵</p> <p>۱۵۶</p> <p>۱۵۷</p> <p>۱۵۸</p> <p>۱۵۹</p> <p>۱۶۰</p> <p>۱۶۱</p> <p>۱۶۲</p> <p>۱۶۳</p> <p>۱۶۴</p> <p>۱۶۵</p> <p>۱۶۶</p> <p>۱۶۷</p> <p>۱۶۸</p> <p>۱۶۹</p> <p>۱۷۰</p> <p>۱۷۱</p> <p>۱۷۲</p> <p>۱۷۳</p> <p>۱۷۴</p> <p>۱۷۵</p> <p>۱۷۶</p> <p>۱۷۷</p> <p>۱۷۸</p> <p>۱۷۹</p> <p>۱۸۰</p> <p>۱۸۱</p> <p>۱۸۲</p> <p>۱۸۳</p> <p>۱۸۴</p> <p>۱۸۵</p> <p>۱۸۶</p> <p>۱۸۷</p> <p>۱۸۸</p> <p>۱۸۹</p> <p>۱۹۰</p> <p>۱۹۱</p> <p>۱۹۲</p> <p>۱۹۳</p> <p>۱۹۴</p> <p>۱۹۵</p> <p>۱۹۶</p> <p>۱۹۷</p> <p>۱۹۸</p> <p>۱۹۹</p> <p>۲۰۰</p>	<p>۱۰۱</p> <p>۱۰۲</p> <p>۱۰۳</p> <p>۱۰۴</p> <p>۱۰۵</p> <p>۱۰۶</p> <p>۱۰۷</p> <p>۱۰۸</p> <p>۱۰۹</p> <p>۱۱۰</p> <p>۱۱۱</p> <p>۱۱۲</p> <p>۱۱۳</p> <p>۱۱۴</p> <p>۱۱۵</p> <p>۱۱۶</p> <p>۱۱۷</p> <p>۱۱۸</p> <p>۱۱۹</p> <p>۱۲۰</p> <p>۱۲۱</p> <p>۱۲۲</p> <p>۱۲۳</p> <p>۱۲۴</p> <p>۱۲۵</p> <p>۱۲۶</p> <p>۱۲۷</p> <p>۱۲۸</p> <p>۱۲۹</p> <p>۱۳۰</p> <p>۱۳۱</p> <p>۱۳۲</p> <p>۱۳۳</p> <p>۱۳۴</p> <p>۱۳۵</p> <p>۱۳۶</p> <p>۱۳۷</p> <p>۱۳۸</p> <p>۱۳۹</p> <p>۱۴۰</p> <p>۱۴۱</p> <p>۱۴۲</p> <p>۱۴۳</p> <p>۱۴۴</p> <p>۱۴۵</p> <p>۱۴۶</p> <p>۱۴۷</p> <p>۱۴۸</p> <p>۱۴۹</p> <p>۱۵۰</p> <p>۱۵۱</p> <p>۱۵۲</p> <p>۱۵۳</p> <p>۱۵۴</p> <p>۱۵۵</p> <p>۱۵۶</p> <p>۱۵۷</p> <p>۱۵۸</p> <p>۱۵۹</p> <p>۱۶۰</p> <p>۱۶۱</p> <p>۱۶۲</p> <p>۱۶۳</p> <p>۱۶۴</p> <p>۱۶۵</p> <p>۱۶۶</p> <p>۱۶۷</p> <p>۱۶۸</p> <p>۱۶۹</p> <p>۱۷۰</p> <p>۱۷۱</p> <p>۱۷۲</p> <p>۱۷۳</p> <p>۱۷۴</p> <p>۱۷۵</p> <p>۱۷۶</p> <p>۱۷۷</p> <p>۱۷۸</p> <p>۱۷۹</p> <p>۱۸۰</p> <p>۱۸۱</p> <p>۱۸۲</p> <p>۱۸۳</p> <p>۱۸۴</p> <p>۱۸۵</p> <p>۱۸۶</p> <p>۱۸۷</p> <p>۱۸۸</p> <p>۱۸۹</p> <p>۱۹۰</p> <p>۱۹۱</p> <p>۱۹۲</p> <p>۱۹۳</p> <p>۱۹۴</p> <p>۱۹۵</p> <p>۱۹۶</p> <p>۱۹۷</p> <p>۱۹۸</p> <p>۱۹۹</p> <p>۲۰۰</p>
<p>۱۰۱</p> <p>۱۰۲</p> <p>۱۰۳</p> <p>۱۰۴</p> <p>۱۰۵</p> <p>۱۰۶</p> <p>۱۰۷</p> <p>۱۰۸</p> <p>۱۰۹</p> <p>۱۱۰</p> <p>۱۱۱</p> <p>۱۱۲</p> <p>۱۱۳</p> <p>۱۱۴</p> <p>۱۱۵</p> <p>۱۱۶</p> <p>۱۱۷</p> <p>۱۱۸</p> <p>۱۱۹</p> <p>۱۲۰</p> <p>۱۲۱</p> <p>۱۲۲</p> <p>۱۲۳</p> <p>۱۲۴</p> <p>۱۲۵</p> <p>۱۲۶</p> <p>۱۲۷</p> <p>۱۲۸</p> <p>۱۲۹</p> <p>۱۳۰</p> <p>۱۳۱</p> <p>۱۳۲</p> <p>۱۳۳</p> <p>۱۳۴</p> <p>۱۳۵</p> <p>۱۳۶</p> <p>۱۳۷</p> <p>۱۳۸</p> <p>۱۳۹</p> <p>۱۴۰</p> <p>۱۴۱</p> <p>۱۴۲</p> <p>۱۴۳</p> <p>۱۴۴</p> <p>۱۴۵</p> <p>۱۴۶</p> <p>۱۴۷</p> <p>۱۴۸</p> <p>۱۴۹</p> <p>۱۵۰</p> <p>۱۵۱</p> <p>۱۵۲</p> <p>۱۵۳</p> <p>۱۵۴</p> <p>۱۵۵</p> <p>۱۵۶</p> <p>۱۵۷</p> <p>۱۵۸</p> <p>۱۵۹</p> <p>۱۶۰</p> <p>۱۶۱</p> <p>۱۶۲</p> <p>۱۶۳</p> <p>۱۶۴</p> <p>۱۶۵</p> <p>۱۶۶</p> <p>۱۶۷</p> <p>۱۶۸</p> <p>۱۶۹</p> <p>۱۷۰</p> <p>۱۷۱</p> <p>۱۷۲</p> <p>۱۷۳</p> <p>۱۷۴</p> <p>۱۷۵</p> <p>۱۷۶</p> <p>۱۷۷</p> <p>۱۷۸</p> <p>۱۷۹</p> <p>۱۸۰</p> <p>۱۸۱</p> <p>۱۸۲</p> <p>۱۸۳</p> <p>۱۸۴</p> <p>۱۸۵</p> <p>۱۸۶</p> <p>۱۸۷</p> <p>۱۸۸</p> <p>۱۸۹</p> <p>۱۹۰</p> <p>۱۹۱</p> <p>۱۹۲</p> <p>۱۹۳</p> <p>۱۹۴</p> <p>۱۹۵</p> <p>۱۹۶</p> <p>۱۹۷</p> <p>۱۹۸</p> <p>۱۹۹</p> <p>۲۰۰</p>	<p>۱۰۱</p> <p>۱۰۲</p> <p>۱۰۳</p> <p>۱۰۴</p> <p>۱۰۵</p> <p>۱۰۶</p> <p>۱۰۷</p> <p>۱۰۸</p> <p>۱۰۹</p> <p>۱۱۰</p> <p>۱۱۱</p> <p>۱۱۲</p> <p>۱۱۳</p> <p>۱۱۴</p> <p>۱۱۵</p> <p>۱۱۶</p> <p>۱۱۷</p> <p>۱۱۸</p> <p>۱۱۹</p> <p>۱۲۰</p> <p>۱۲۱</p> <p>۱۲۲</p> <p>۱۲۳</p> <p>۱۲۴</p> <p>۱۲۵</p> <p>۱۲۶</p> <p>۱۲۷</p> <p>۱۲۸</p> <p>۱۲۹</p> <p>۱۳۰</p> <p>۱۳۱</p> <p>۱۳۲</p> <p>۱۳۳</p> <p>۱۳۴</p> <p>۱۳۵</p> <p>۱۳۶</p> <p>۱۳۷</p> <p>۱۳۸</p> <p>۱۳۹</p> <p>۱۴۰</p> <p>۱۴۱</p> <p>۱۴۲</p> <p>۱۴۳</p> <p>۱۴۴</p> <p>۱۴۵</p> <p>۱۴۶</p> <p>۱۴۷</p> <p>۱۴۸</p> <p>۱۴۹</p> <p>۱۵۰</p> <p>۱۵۱</p> <p>۱۵۲</p> <p>۱۵۳</p> <p>۱۵۴</p> <p>۱۵۵</p> <p>۱۵۶</p> <p>۱۵۷</p> <p>۱۵۸</p> <p>۱۵۹</p> <p>۱۶۰</p> <p>۱۶۱</p> <p>۱۶۲</p> <p>۱۶۳</p> <p>۱۶۴</p> <p>۱۶۵</p> <p>۱۶۶</p> <p>۱۶۷</p> <p>۱۶۸</p> <p>۱۶۹</p> <p>۱۷۰</p> <p>۱۷۱</p> <p>۱۷۲</p> <p>۱۷۳</p> <p>۱۷۴</p> <p>۱۷۵</p> <p>۱۷۶</p> <p>۱۷۷</p> <p>۱۷۸</p> <p>۱۷۹</p> <p>۱۸۰</p> <p>۱۸۱</p> <p>۱۸۲</p> <p>۱۸۳</p> <p>۱۸۴</p> <p>۱۸۵</p> <p>۱۸۶</p> <p>۱۸۷</p> <p>۱۸۸</p> <p>۱۸۹</p> <p>۱۹۰</p> <p>۱۹۱</p> <p>۱۹۲</p> <p>۱۹۳</p> <p>۱۹۴</p> <p>۱۹۵</p> <p>۱۹۶</p> <p>۱۹۷</p> <p>۱۹۸</p> <p>۱۹۹</p> <p>۲۰۰</p>	<p>۱۰۱</p> <p>۱۰۲</p> <p>۱۰۳</p> <p>۱۰۴</p> <p>۱۰۵</p> <p>۱۰۶</p> <p>۱۰۷</p> <p>۱۰۸</p> <p>۱۰۹</p> <p>۱۱۰</p> <p>۱۱۱</p> <p>۱۱۲</p> <p>۱۱۳</p> <p>۱۱۴</p> <p>۱۱۵</p> <p>۱۱۶</p> <p>۱۱۷</p> <p>۱۱۸</p> <p>۱۱۹</p> <p>۱۲۰</p> <p>۱۲۱</p> <p>۱۲۲</p> <p>۱۲۳</p> <p>۱۲۴</p> <p>۱۲۵</p> <p>۱۲۶</p> <p>۱۲۷</p> <p>۱۲۸</p> <p>۱۲۹</p> <p>۱۳۰</p> <p>۱۳۱</p> <p>۱۳۲</p> <p>۱۳۳</p> <p>۱۳۴</p> <p>۱۳۵</p> <p>۱۳۶</p> <p>۱۳۷</p> <p>۱۳۸</p> <p>۱۳۹</p> <p>۱۴۰</p> <p>۱۴۱</p> <p>۱۴۲</p> <p>۱۴۳</p> <p>۱۴۴</p> <p>۱۴۵</p> <p>۱۴۶</p> <p>۱۴۷</p> <p>۱۴۸</p> <p>۱۴۹</p> <p>۱۵۰</p> <p>۱۵۱</p> <p>۱۵۲</p> <p>۱۵۳</p> <p>۱۵۴</p> <p>۱۵۵</p> <p>۱۵۶</p> <p>۱۵۷</p> <p>۱۵۸</p> <p>۱۵۹</p> <p>۱۶۰</p> <p>۱۶۱</p> <p>۱۶۲</p> <p>۱۶۳</p> <p>۱۶۴</p> <p>۱۶۵</p> <p>۱۶۶</p> <p>۱۶۷</p> <p>۱۶۸</p> <p>۱۶۹</p> <p>۱۷۰</p> <p>۱۷۱</p> <p>۱۷۲</p> <p>۱۷۳</p> <p>۱۷۴</p> <p>۱۷۵</p> <p>۱۷۶</p> <p>۱۷۷</p> <p>۱۷۸</p> <p>۱۷۹</p> <p>۱۸۰</p> <p>۱۸۱</p> <p>۱۸۲</p> <p>۱۸۳</p> <p>۱۸۴</p> <p>۱۸۵</p> <p>۱۸۶</p> <p>۱۸۷</p> <p>۱۸۸</p> <p>۱۸۹</p> <p>۱۹۰</p> <p>۱۹۱</p> <p>۱۹۲</p> <p>۱۹۳</p> <p>۱۹۴</p> <p>۱۹۵</p> <p>۱۹۶</p> <p>۱۹۷</p> <p>۱۹۸</p> <p>۱۹۹</p> <p>۲۰۰</p>

خود بخود مسخر ہیں درمیان میں انھیں کسی نے نہیں روکا ہو مگر اللہ نے زمین ایمان لوں سے لیے نشانیاں ہیں

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ دُونِكُمْ مَّا سَلَكْنَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ مَا تَنْخِفُونَ بِهَا يَوْمَ

اور اللہ نے بنائی تمہاری جگہ سکون اور بنا کر تمہاری کمر باندھنے کے لیے چمڑے کی جگہ۔ کہ بالی یوم اسوہ میں

ظَنَنْتُمْ يَوْمَ أَفَأَمَّتْكُمْ دَمِ مَنْ أَصَوَّاهَا وَادَّارَهَا وَأَمْتَارُهَا أَتَانَا وَمَتَاعُ الْحَيٰتِ

اپنی ستر کے اور تمہاری اپنی اقامت کے اور صوف سے آگے اور دیر سے آگے اور اس کی آگے اس کے زمانہ میں اپنی کت

اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے جاے سکون آرام بنایا اور جانوروں کے پیروں کے لیے

گھر یعنی خیمے بنائے جو کچھ سمجھ سفر میں ہمراہ رکھتے ہو اور قیامت یعنی عمل نازل یا وطن میں بھی

ان سے فائدے اٹھاتے ہو اور بکریوں کے صوف اذنوں کی وبر جانوروں کے بالوں سے اسباب بنا

ہو اور فائدے اٹھاتے ہو جیسے کپلی۔ دوشالے۔ اور مختلف پشمی کیڑے رسیاں وغیرہ سب

ایکے وقت تک ہیں ف آیت سے چرمی اور لیشمی قباس اور خمیون اور خیاطہ و نوربانی وغیرہ کا

نبوت اور اس کی تجارت اور اس سے انتفاع کا جواز ظاہر ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ الْأَنَابِلَ وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ

اور اللہ نے بنائی واسطہ تمہارے کپڑے بنایا سایہ اور بنایا واسطے تمہاری پہاڑوں کی گھرا اور بنائے تمہاری لیے کرتے

تَوَكَّلُوا الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيَكُمُ نَاسِكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْلَمُونَ

بجائیکو تم کو گرمی سے اور کرتے کہ جائیں تم کو الیٰ تمہارے پوری کرنا اور تمہیں اپنی پیر تاکہ تم مطیع ہو

اور اللہ نے تمہارے لیے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے جیسے درخت وغیرہ اور پہاڑوں کے

پوشش یعنی ایسے گوشے اور مقام بنائے جہاں تم غلیہ میں رہ سکو اور سرابیل یعنی کرتے یا مثل کے

جو پہنے جائیں بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں اور لڑائی میں بچائیں یعنی زرہ و خفان وغیرہ

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی نعمت تمہاری پوری کرتا ہے کہ تم مطیع و مسلم ہو یا وف زرہ و جوش

و خفان اور کرتا اور جو مثل اسکے ہوں انکا پہننا ثابت ہو الباس بھی ایک نعمت ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ هَ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ شَهَدَ

پھر اگر روگردانی کو تو میں تو نہیں آپ پر مگر پیغام سانی ظاہر بچانتے ہیں نعمت اللہ کی پھر

اے نبی کریم اگر

روگردانی کریں

انکار کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں

ان دلائل پر بھی وہ

تو آپ کے ذمے

جہاں پیغام رسانی ہو یہ لوگ اللہ کی نعمتیں پہچانتے ہیں اس پر انکار کرتے ہیں اور انکار تو منکر کا ذمہ

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْمَعُونَ

ادرجہ دن اٹھا چکے ہیں ہر گروہ سے گواہ پھر نہ اون دیا جائیگا اخصین جو کافر ہو کر اور نہ وہ اندر بھول کر چلا چکے

وَإِذْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَٰهِيمَ الْإِسْرَافِيْلَ فَنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

اور جب تکینکادہ حضورؐ ظلم کیا عذاب کو پس تخفیف کیا یا جانچا اگلے روز وہ ملک دیو یا شیٹھے

اور جسدِ نہم کو ٹھکانے میں رکھے ہوئے ایک گواہ نے اُنکا بیٹھنے کا مشاہدہ مقرر ہو گا پھر انکو دہلیا جائے گا۔

دوسرا بیکر خدایا کی اور شے انکو موقع دیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے میں سعی کریں اور

وہ ظالم غلام اللہ راؤ کو لے کر سے دیکر لہن کے محلہ آئے تحفہ عذاب ہوا (جلے جس قدر وہ غلام

بسم الله الرحمن الرحيم

چیسین پسا میں اور نہ اسوے اور نہ ہی ویدیر کے لیے اس کے لیے

فَإِذَا رَأَى الْدِينَارَ اشْتَرَى كَوَاشِرَهُمْ فَأَلَا رَأَى بَنَاهُ لَا شَرِكَا وَنَا الدِّينَ

اور جب تمہیں وہ جھمک کر شکر کیا ایسا شکر کا کو

كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۚ فَالْقَوْلُ إِلَيْهِمْ الْقَوْلُ إِنَّا لَعَكِدُونَ

تھے بیکار تھے ہم سوائے سیر بھر ڈالے کرت اور کھولے بیکار تھے ہم

یعنی مشرکین میدان حشر میں جب اون باطل معبودوں کو دیکھیں گے کہ ان کے رب یہ ہتھکڑیاں

ہمارے ہیں جنکو ہم پکارتے تھے سوائے تیرے پھر یہ معبود باطلہ انکی طرف مخاطب ہو کر کہیں گے

اے مشر کو تم جمو نے یہ دیکھو کس نے مجھ کو کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہماری پرستش کرو

6
 5
 4
 3
 2
 1
 0
 1
 2
 3
 4
 5
 6
 7
 8
 9
 10
 11
 12
 13
 14
 15
 16
 17
 18
 19
 20
 21
 22
 23
 24
 25
 26
 27
 28
 29
 30
 31
 32
 33
 34
 35
 36
 37
 38
 39
 40
 41
 42
 43
 44
 45
 46
 47
 48
 49
 50
 51
 52
 53
 54
 55
 56
 57
 58
 59
 60
 61
 62
 63
 64
 65
 66
 67
 68
 69
 70
 71
 72
 73
 74
 75
 76
 77
 78
 79
 80
 81
 82
 83
 84
 85
 86
 87
 88
 89
 90
 91
 92
 93
 94
 95
 96
 97
 98
 99
 100
 101
 102
 103
 104
 105
 106
 107
 108
 109
 110
 111
 112
 113
 114
 115
 116
 117
 118
 119
 120
 121
 122
 123
 124
 125
 126
 127
 128
 129
 130
 131
 132
 133
 134
 135
 136
 137
 138
 139
 140
 141
 142
 143
 144
 145
 146
 147
 148
 149
 150
 151
 152
 153
 154
 155
 156
 157
 158
 159
 160
 161
 162
 163
 164
 165
 166
 167
 168
 169
 170
 171
 172
 173
 174
 175
 176
 177
 178
 179
 180
 181
 182
 183
 184
 185
 186
 187
 188
 189
 190
 191
 192
 193
 194
 195
 196
 197
 198
 199
 200
 201
 202
 203
 204
 205
 206
 207
 208
 209
 210
 211
 212
 213
 214
 215
 216
 217
 218
 219
 220
 221
 222
 223
 224
 225
 226
 227
 228
 229
 230
 231
 232
 233
 234
 235
 236
 237
 238
 239
 240
 241
 242
 243
 244
 245
 246
 247
 248
 249
 250
 251
 252
 253
 254
 255
 256
 257
 258
 259
 260
 261
 262
 263
 264
 265
 266
 267
 268
 269
 270
 271
 272
 273
 274
 275
 276
 277
 278
 279
 280
 281
 282
 283
 284
 285
 286
 287
 288
 289
 290
 291
 292
 293
 294
 295
 296
 297
 298
 299
 300
 301
 302
 303
 304
 305
 306
 307
 308
 309
 310
 311
 312
 313
 314
 315
 316
 317
 318
 319
 320
 321
 322
 323
 324
 325
 326
 327
 328
 329
 330
 331
 332
 333
 334
 335
 336
 337
 338
 339
 340
 341
 342
 343
 344
 345
 346
 347
 348
 349
 350
 351
 352
 353
 354
 355
 356
 357
 358
 359
 360
 361
 362
 363
 364
 365
 366
 367
 368
 369
 370
 371
 372
 373
 374
 375
 376
 377
 378
 379
 380
 381
 382
 383
 384
 385
 386
 387
 388
 389
 390
 391
 392
 393
 394
 395
 396
 397
 398
 399
 400
 401
 402
 403
 404
 405
 406
 407
 408
 409
 410
 411
 412
 413
 414
 415
 416
 417
 418
 419
 420
 421
 422
 423
 424
 425
 426
 427
 428
 429
 430
 431
 432
 433
 434
 435
 436
 437
 438
 439
 440
 441
 442
 443
 444
 445
 446
 447
 448
 449
 450
 451
 452
 453
 454
 455
 456
 457
 458
 459
 460
 461
 462
 463
 464
 465
 466
 467
 468
 469
 470
 471
 472
 473
 474
 475
 476
 477
 478
 479
 480
 481
 482
 483
 484
 485
 486
 487
 488
 489
 490
 491
 492
 493
 494
 495
 496
 497
 498
 499
 500
 501
 502
 503
 504
 505
 506
 507
 508
 509
 510
 511
 512
 513
 514
 515
 516
 517
 518
 519
 520

[illegible]

اور اس کی طرف اللہ واسمیت اور کھوٹا ہے وہ کہے سے اس کے لئے ہر روز سے انور کو

سَبِيلَ اللَّهِ يَرْزُقْهُمْ عِدًّا يَا فَوْقَ الْعَدِّ

سبحان اللہ! یہ سچا عذاب ہے۔ انکو عذاب عذاب پر سبب کسی کو جو مادہ کی

اور جو بامین و سامین بنایا کرے مجھے وہ بھول نہیں جھون کے کفر کیا اور دوسرے کو اللہ کی راہ میں

رو کا نیز عذاب پر عذاب کیا جاے گا ایک عذاب پر کفر کا دوسرا ہے اس کا یہ بلایا ہو فساد و کفر و بغاوت

وَيَوْمَ نَعْتَبُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا

اور جس دن اٹھا ہے ہم ہر گزردہ میں ایک گواہ اُٹھتا ہے
انکی جانوں سے اور لائے ہم

بِكَ شَيْءًا حَلَّ لَكَ وَتَرَكْنَا عَلَيْكَ الْبُكْتُ نَبِيًّا نَالِ سُلَّ

اور اس کا جواب آپ پر کتاب جان کر نوالی ہر شخص کی

ع

اور جسہ انہم ہر امت میں مقرر کرینگے اور انکی اور ہدایت اور رحمت اور نشانہ واسطو سلامتی

ایک گواہ یعنی انکو پیغمبر کو معین کرینگے یعنی اسکے اعضا یا اس امت کے مومنین صلی اور لائینگے ہم آپ کو ان سب پر گواہ آپ تمام امتوں کے گواہ بنیں گے اور آپکی گواہی اس صورت پر ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب یعنی قرآن نازل کیا میں میں ہر ام کا بیان شافی موجود ہے اور ہدایت و رحمت ہر اہل اسلام کے لیے

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی مَوْلٰی الْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَابْتَأٰ ذٰی الْقُرْبٰی وَیَخْلِیٰ

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغِیِّ یَعْظُمُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ عدل و احسان و صلہ رحمی و اور بے حیائی و گناہ اور سرکشی سے بچو اللہ نصیحت فرماتا ہو کہ تم سو بڑے سمجھو عدل لغتہ برابر ہی شرعاً حکم سے سو مواد و دھرونا۔ طریق متوسط یا قدر واجب احسان لغتہ نیکی کرنا۔ شرعاً اللہ کو حاضر ناظر جانکر عبادت کرنا تو اہل و مستحبات پر مدد

یاد دہرے کو اپنے نفس پر ترجیح دینا احسان ہے اور مساوی جاتا عدل ہوتا صلہ رحمی محش بے حیائی کلمات شرمناک۔ زنا اور وہ گناہ جو شرعاً ممنوع اور عقلاً معیوب ہوں منکر جو اسلام میں نہ جانا جائے شرع اسکی اجازت نہ سے منع فرمائے پس محش تمام جو اور منکر خاص یعنی اللہ نے

عدل و انصاف اور نیکی کرنے کا اور اپنے اتار سے صلہ رحمی و سلوک کا حکم فرمایا اودہ تینوں واجب ہیں اور تہذیب اخلاق و تکمیل نفس و سجات کی موقوف علیہ اور تین باتوں سے روکایہ حرام ہیں اور موجب ہلاک ذلت عقلی و نقلی کہیں کہیں ابین عباس نے کہ کما عثمان بن مظعون نے میں آنحضرت کے لحاظ

سے مسلمان ہوا اتحاد ملین اسلام کی وقعت نہ حتی ایک دن حضور مجھے بائین کر رہے تھے ناگاہ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے اور آنکھیں اسیطر لگ گئیں پھر دانتے جانب نشات فرمایا پھر

آسمان کی طرف دیکھ کر وہاں طرف نظر ڈالی میں نے وجہ پوچھی فرمایا جبریل آئے اور یہ آیت لائے اسوقت سے میرا دل ایمان پر قائم ہو گیا پھر میں نے ابو طالب سے بیان کیا انھوں نے کہا اگر وہ قریش اپنے بھائی کے بٹکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سچے بیون یا جھوٹے مگر تعلیم مکارم اخلاق اعلیٰ

درجے فرماتے ہیں معاً لم حضور نے یہ آیت ولید کو سنائی تو بولا ای تیجہ پھر پڑھو تو اپنے پیر پر نبی کو کہا واللہ ان میں عجیب حلاوت ہے اور اس پر تبارکی و طراوت اسکل علی ابولہ اسفل سیراب

نشانہ ہدایت و رحمت و نشانہ سلامتی و نشانہ احسان و نشانہ عدل و نشانہ نصیحت و نشانہ تہذیب و نشانہ تکمیل و نشانہ سجات و نشانہ موقوف علیہ و نشانہ روکایہ حرام و نشانہ موجب ہلاک و نشانہ موجب ایمان و نشانہ موجب بھائی و نشانہ موجب بھائی

یہ بشر کا کلام نہیں۔ کہنا ابن مسعود نے زیادہ تر غیر وحشت کی جمع کرنے والی یہ آیت ہے
وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا
 اور پورا کرو عہد اللہ کا جب کرو تم اور نہ توڑو تمین بعد ان کے مضبوط کر کے
وَقَدْ جَعَلَكُمْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ كَيْفَ لَا تَرَى أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ
 حالانکہ بنایا تمہیں اللہ کو اپنے اوپر ضمانت بیشک اللہ جانتا ہو جو تم کرتے ہو
 اور اللہ کے عہد پورے کرو جب عہد کر چکو اور قسموں کو مستحکم کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم اللہ کو
 اپنے قول کی سچائی پر ضمانت بنایا ہو بیشک اللہ جانتا ہو جو تم کرتے ہو عہد سے مراد ایمان یا وہ
 عہد ہے جو صحابہ نے بوقت اسلام و بیعت حضور سے کیے یا عہد روزا زل مسلمہ وہ تمام تعلق جو
 نفسانی وضع شرعی قرار پائیں اور چارے معاملات کو اسمین فعل بنوا اس عہد میں داخل ہیں پس بیعت
 امام عادل بیعت شیخ - نذر عہد نکاح - تعلیق - طلاق و عتاق وغیرہ واجب الوفا ہیں اور ان میں
 وہ فعل نقص حرام ایمان جمع بین معنی قسم تو کید خواہ بیان واقعی ہو یا سلیہ کے قسم بے تاکید ہوتی
 مآی نہیں دیا یہ کہ مطلق قسم واجب الوفا نہیں بلکہ تاکید شرعی ہو یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کی قسم کھائے کسی
 اور کی ہو یا یہ کہ جس امر پر قسم کھائے وہ موافقت شرعی سے ہو کہ ہو ایک تو شرع حکم دیتی ہو وہ سر
 قسمت ہو کہ کرے پس غیر خدا کی قسم اور ایسی بات پر قسم جسکی اجازت شرع میں نہیں نہ ہو کہ ہے نہ
 واجب الوفا ہے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ یہ آیت حدیث صحیح سے متعارض ہو یا سلیہ کہ اسمین قسم
 پر راہی کر نیک حکم ہے اور جلد اول صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ میں فرمایا کہ در صورت نقص کفارہ دے اور حدیث میں
 وارد ہوا مَن حَلَفَ عَلَى بَيْعٍ فَرَأَى غَيْرَ مَا خَبَّرَكَ فَلَكَ مِنَ الْبَيْعِ مِثْلُ مَا كَلَفَ
 جو قسم کھائے اور غیر کو جسکے ترک یا اختیار پر قسم کھائی اس سے خیر پائے تو اس قسم خیر کو کرے اور قسم کا
 کفارہ دے اسمین قسم توڑنے کا حکم دیا اور وہ اسکی یہ ہو کہ جب غیر مخلوق خیر نہ تو نہ ہو کہ ہے نہ واجب
 الاذاسین کفارہ تعظیم نام پاک الہی واجب ہو گا تا کہ آئندہ ایسی بات نہ کرے اور اگر جسکی قسم
 کھائیں وہ غیر خدا ہو تو کچھ پروا نہ کی جائے البتہ قسم کھانے والا عاصی ہو کر سزا پائے
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ غَزَاهُمْ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا فَكَانُوا طَائِفًا مِّنْ يَّاجِلِكُمْ وَخَلَا
 اور نہ ہو جاؤ مثل اسکے جس نے توڑا اس وقت اپنا بعد مضبوطی کر لیا لہذا کہ جاتے ہو قسمین اپنی کار سازی
مِثْلَكُمْ أَنْ تَكُونُوا أُمَّةً مِّنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُغُ كُمُ اللَّهُ بِهِ وَلَكِنَّ
 آپس میں یہ کہ ہو ایک گروہ وہی زیادہ دوسرے گروہ میں جو گروہ دانا ہو ملو اللہ بامعنا اسکا اور تاکہ ظاہر کرے

انکاث بل کونا لکم یوم القیامۃ ما کنتم فیہ مختلفون ۵ ریزہ ریزہ کرنا داخل

غریب و غافلہ حیلہ ۵ اسلئے ہمارے دن قیامت کے وہ کہ تم آئین اخلاق کر ڈی دعا۔ جسکی وجہ سے

والمین جگہ نظر میں اعتبار ہو حق سچا تعالیٰ نے قسم توڑنے والوں کے لیے غیرت دلانے والی مثال

ذکر فرمائی یعنی قسم توڑ کر مثل اُس چر خد زن عورت کے نہو جائے جسے اپنا سوت بکر کھولڈ الا اور

توڑا تم اپنی قسموں کو حیلہ و کار سازی بناتے ہو یہ اسلئے کہ یہ گروہ بڑا ہو دوسرے گروہ سے (بعض عرب

ایک قوم سے ملے و چھڑ کرتے جب دوسرے کی جمعیت و قوت زیادہ پاتے اس سے ملجاتے تو یہ قوت

نازل ہوئی اللہ تعالیٰ تمکو آزماتا ہے اس قسم یا دوسرے جانب کی قوت و خوشنمائی سے اور اسلئے

کہ قیامت میں بیان کرے وہ باتیں جنکی حقیقت میں تمکو شک و تردد تھا اور حجب اعمال پر ایسے

نہ سورت سے بد عمدہ کو اس لیے تشبیہ دی کہ بستی بہت کے اعتبار میں وہ عورت تو نکاح میں رہے۔

و کو شاء اللہ و جعلکم امۃ و احده ۵ و لکن یفضل من یشاء و یقدر ۵

اور اگر چاہتا اللہ البتہ بنا تا تمکو گروہ ۵ ۵ لیکن بہت کچھ جیسے چاہے اور راہ دکھاتا ۵

اگر اللہ چاہتا تو تمکو ۵ ۵ من یشاء و لیسئلکم عما کنتم فاعلمون ۵ ایک گروہ بنا تا تمکو ۵

دین حق و راہ مستقیم بناتا ۵ ۵ جیسے چاہے اور البتہ پوچھے گا تو اس کے حق کرتے ۵ مگر اللہ جسے چاہے بھگائے

جیسے چاہے راہ راحت دکھائے اور مذہب تم سب اکاموٹ چو کر رہے ہو پوچھے گا تو گئے محل نہ بچو سہ

ولا یخذوا ایما نکم ۵ خلا بینکم قتل ۵ قدم بعد ثبوتہا و تذو قوا ۵

اور نہ بناؤ تمہیں ایسی ۵ ۵ جیسلمہ آئین توڑ گئے ۵ قدم بعد ادا کے جسے کے اور تم بھگو

الشوء بما صددتم عن سبیل اللہ ۵ و لکم عذاب عظیم ۵

بڑائی سبب اسلئے کہ روکا تھے ۵ ۵ اللہ کی اور راہ سے تمہارے عذاب بڑا ہے

اور اپنی قسمیں جیلہ و غریب نہ بناؤ کہ پھیل جائے پاؤ جسے کے بعد اور بھگو بڑائی اسلئے کہ روکا تھے

راہ سے اللہ کی اور جبر عذاب بڑا ہو قتل ۵ ۵ چو نکہ اسلام میں کمال اطاعت و تعظیم نام پاک

آئمی کی ہے اور قسم توڑنے میں کمال بے پروائی تو ہمیں لہذا فرمایا کہ بعد ثبوت یعنی حصول ایمان

ایسا نہو کہ قدم ڈمگائے ۵ ۵ صد و جب کفار مومنین کو ایسا بے ادب بے باک کیسے کہ بھگو نصیحت اور

خود نصیحت تو انہیں اسلام کی برکت نہوگی بلکہ نفرت ہو جائیگی تو گویا تم نے انکو اسلام سے روک

دیا ۵ ۵ قسم لعنم حنث و کفارہ ۵ ۵ جنت بدون اجازت شرعی معصیت ہو حنث مع

انکفارہ کسی اضطراب و مصلحت شرعی سے جائز ہے نہ بنظر کار سازی۔

وَلَا تَشْتَرُوا بِعِندِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا إِنَّ مَاعِذَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور نہ خریدو عید سے اللہ کے مولیٰ مقصود را نہیں پاس اللہ کے گروہ کا اچھا خریدو اسلئے تمہارا اگر ہو تم جانتے
یہ جھوٹی قسمیں لگا کر بد عیدی کر کے مقصود را فائدہ دنیا کا جو فانی ہے نہ خریدو جو اللہ کے
پاس ہے وہ غیر ہے اگر تم جانتے ہو یسے عقل و شعور ہے

مَاعِذَ لَكُمْ يَفْعَلُ وَمَاعِذَ اللَّهِ بَاقِي وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ

جو پاس تمہاری ہر تمام ہو جائیگا اور جو پاس اللہ کو رہا ہے اور البتہ ہم دینگے انکو کہ صبر کیا عوض ہوگا
جو کچھ تمہارے پاس ہے یا حسن ما کا نوا یمعلون ہ تمام وفا ہو جائیگا جب
تم نہ رہے تو تمہارے بہتر اس سے کہ تھے کرتے افعال و صفات کچھ

نہ رہیں گے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہر اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کی
مزدوری انکی کاموں سے اچھی غایت فرمائیں گے عند کم امور مباح خبر نہ تو ہے نہ گناہ
وہ امور علی نسبت کوئی حکم شرعی ہو پس ممنوع باقی ہر باعتبار عذاب کے اور نیکی باقی ہے باعتبار
ثواب کے اور مباح فانی ہے اس لیے کہ کچھ اسکا عوض نہیں اور آیت میں مراد عند کم سے
دنیا اور اس کے لہذا لہذا اور عند اللہ سے مراد ثواب و نعمائے جنت ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً

جسے کی سبکی مرد سے یا عورت سے اور وہ مومن تو بلائیں گے ہم اسے ملانا
طیبۃً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
اچھا اور دین گے ہم اسے بدلا اسکا اچھا اس سے کہ تھے کرتے

جس نے اچھے کام کیے مرد ہو یا عورت اور وہ ہو ایمان والا پس البتہ ہم اسے ملائیں گے اچھا جیسا او
دینگے بدلا اسکا اچھا اس سے کہ تھے کرتے ف۔ اس میں تصریح و کمال التفات ہر عورتوں کو ضمنا نہیں
صراحت ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو عطاے ثواب میں عورتیں مردوں کی تابع نہیں۔ قید ایمان بتاتی ہے کہ
یہ وعدہ مخصوص بمومنین ہے اور یہ کہ بے ایمان کے کوئی عمل معتبر نہیں حیوة اگر دنیا کی زندگی
مراد ہو تو طیب سے تقویٰ طہارت مراد ہے یعنی وہ زندگی جس سے سوائے غیر کے اور کچھ حاصل
نہو اور اگر حیات اخروی مراد ہے تو طیب سے لذات جنت و دوام و رفقا اسی مراد ہو اور ممکن ہر کہ حیات
دنیاوی ہی مراد ہو اسلئے کہ طیب معنی نبت (الگ نیوالی) کے آیا ہو آیت میں ملاحظہ ہو اور ایسی زندگی
جو ثواب کو بڑھاسکے یہی حیات دنیاوی تیار تہا و حصول ثواب کے لیے ہر ثواب بڑھانے کے لیے نہیں حسن

یعنی ایک نیک کار تو اس سے زیادہ۔ یا یہ کہ جو زمین لذت مانی اور پائین رہا مانی کریم عمل مانی اور پائین اثر جلا مانی
وَإِذَا كُذِرَ الْقُرْآنُ فَاسْتَوِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 پھر جب پڑھے تو قرآن پناہ مانگ اللہ سے شیطان مردود سے
 جب قرآن کی تلاوت کرو تو شیطان مردود کی شر سے پناہ مانگو اللہ تعالیٰ کو ناصر و محافظ قرار دو تاکہ اس کے
 شر و وسوسے سے بچو بحث جہم و قائل ہیں کہ استعاذہ واجب نہیں حالانکہ رعایت صیغۂ امر و جواب
 کو چاہتی ہے جواب استعاذہ عبادت مقصودہ نہیں بلکہ فراغ خاطر و صحت عبادت و دفع موانع کے
 لیے مشروع ہے پس شانہ دفع عباد سے خالی نہیں اور یہ مقدار قرینۂ استحباب کے لیے کافی ہے بحث
 قرات میں لفظ استعاذہ افضل ہے عیاذہ سے اس لیے کہ استعاذہ مخصوص قرات میں وارد ہوا اور
 اعاذہ دوسرے امور میں جواب ممکن ہے کہ کہا جائے عیاذہ ما مور بہ ہے جیسا کہ فرمایا (استعذم مانگ
 عیاذہ کو اور عبارة النص پر اس لیے کہ سیاق آیت بطلب اعاذہ ہے اور استعاذہ ظاہر آیت اور لفظ ہے
 اور عبارت مرجع ہے ظاہر سے اور ما مور بہ اولیٰ ہے صرف مناسبت تفسی سے لیکن فقہاء نزدیک
 استعاذہ اولے ہے اعاذہ سے (یہاں مسئلہ استعاذہ نماز میں سنت اور قرات کے تابع ہے یعنی جو قرات
 کرے اسے بھی چھوڑنے مسئلہ اگر قاری کسی سے کلام کرے تو کیا از سر نو استعاذہ کرنا ہوگا اس لیے کہ
 فرمایا جب قرآن پڑھو جواب اگر ایسا سمجھا جائے کہ قرات اول منقطع ہو گئی تھی اور یہ دوسری قرات
 ہے تو از سر نو استعاذہ کرے ورنہ ضرورت نہیں اس لیے کہ امر مقفیٰ تکرار نہیں و ہم حنفیہ قرات امام کو
 مقتدی کی قرات قرار دیتے ہیں تو چاہیے کہ استعاذہ سے مقتدی نہ روکا جائے اس لیے کہ حکم
 قاری ہے اور یہ جواب کہ استعاذہ یہی امام کا اسکی طرف سے کافی ہے جو غیر منقول و غیر مانور ہے
 مرفوع قرات امام باعتبار تواتر جو از نماز مجاز مقتدی کی قرار پائی ہے نہ حقیقہ اور آیت
 بین قرات حقیقی مراد ہو پس دونوں مراد ہونگے اس لیے کہ حقیقت مجاز میں جمع جائز نہیں۔
ثُمَّ كُنْ مِنَ الَّذِينَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
 پھر ان میں سے ہو کہ انہیں شیطان کو غلبہ اور جو ایمان لائے اور رب پر اپنے بھروسہ کرتے ہیں
إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ
 انہیں غلبہ اسکا مگر اور جو موالات کرتے ہیں اس سے اور جو ساتھ اس کے شریک کرتے ہیں
 نشان یہ ہے کہ شیطان کو اثر غلبہ اور دوست رس نہیں جو ایمان لائے اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں ان
 انہیں پر غلبہ و قابہ ہے جو اس کو دوست کرتے ہیں اور وہ جو با عانت و اغوائے شیطان اللہ کے

استعاذہ ایک
 اور تواتر و تواتر
 باب تفسیر سورہ نمل
 معنی پناہ مانگ
 شیطان
 قرات میں
 لفظ استعاذہ
 عبادت مقصودہ
 نہیں بلکہ
 فراغ خاطر
 و صحت عبادت
 و دفع موانع
 کے لیے مشروع
 ہے پس شانہ
 دفع عباد سے
 خالی نہیں
 اور یہ مقدار
 قرینۂ استحباب
 کے لیے کافی
 ہے بحث قرات
 میں لفظ
 استعاذہ افضل
 ہے عیاذہ سے
 اس لیے کہ
 استعاذہ
 مخصوص قرات
 میں وارد ہوا
 اور اعاذہ
 دوسرے امور
 میں جواب
 ممکن ہے کہ
 کہا جائے
 عیاذہ ما مور
 بہ ہے جیسا کہ
 فرمایا (استعذم
 مانگ عیاذہ کو
 اور عبارة
 النص پر اس لیے
 کہ سیاق آیت
 بطلب اعاذہ
 ہے اور استعاذہ
 ظاہر آیت اور
 لفظ ہے اور عبارت
 مرجع ہے ظاہر
 سے اور ما مور
 بہ اولیٰ ہے صرف
 مناسبت تفسی سے
 لیکن فقہاء
 نزدیک استعاذہ
 اولے ہے اعاذہ
 سے (یہاں
 مسئلہ استعاذہ
 نماز میں سنت
 اور قرات کے
 تابع ہے یعنی
 جو قرات کرے
 اسے بھی چھوڑنے
 مسئلہ اگر قاری
 کسی سے کلام
 کرے تو کیا از
 سر نو استعاذہ
 کرنا ہوگا اس لیے
 کہ فرمایا جب
 قرآن پڑھو جواب
 اگر ایسا سمجھا
 جائے کہ قرات
 اول منقطع ہو
 گئی تھی اور یہ
 دوسری قرات ہے
 تو از سر نو
 استعاذہ کرے ورنہ
 ضرورت نہیں اس
 لیے کہ امر مقفیٰ
 تکرار نہیں و ہم
 حنفیہ قرات امام
 کو مقتدی کی
 قرات قرار دیتے
 ہیں تو چاہیے کہ
 استعاذہ سے
 مقتدی نہ روکا
 جائے اس لیے کہ
 حکم قاری ہے اور
 یہ جواب کہ
 استعاذہ یہی امام
 کا اسکی طرف سے
 کافی ہے جو غیر
 منقول و غیر
 مانور ہے مرفوع
 قرات امام
 باعتبار تواتر جو
 از نماز مجاز
 مقتدی کی قرار
 پائی ہے نہ حقیقہ
 اور آیت بین
 قرات حقیقی
 مراد ہو پس
 دونوں مراد
 ہونگے اس لیے
 کہ حقیقت
 مجاز میں جمع
 جائز نہیں۔
 ثُمَّ كُنْ مِنَ
 الَّذِينَ عَلَى
 الَّذِينَ آمَنُوا
 وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
 يَتَوَكَّلُونَ
 پھر ان میں سے
 ہو کہ انہیں
 شیطان کو غلبہ
 اور جو ایمان
 لائے اور رب پر
 اپنے بھروسہ
 کرتے ہیں
 إِنَّمَا سُلْطَانُهُ
 عَلَى الَّذِينَ
 يَتَوَكَّلُونَ
 وَالَّذِينَ هُمْ
 بِهِ مُشْرِكُونَ
 انہیں غلبہ اسکا
 مگر اور جو
 موالات کرتے
 ہیں اس سے اور
 جو ساتھ اس کے
 شریک کرتے
 ہیں نشان یہ ہے
 کہ شیطان کو
 اثر غلبہ اور
 دوست رس نہیں
 جو ایمان لائے
 اور اللہ پر
 بھروسہ کرتے
 ہیں ان انہیں
 پر غلبہ و قابہ
 ہے جو اس کو
 دوست کرتے
 ہیں اور وہ جو
 با عانت و اغوائے
 شیطان اللہ کے

سیک کر یہ عجیب ترین قصص بیان کرتے ہیں کہ بعض نے وہ روحی تھا اور کتب سماوی سے واقف بہر حال تردیداً ارشاد ہوا ہم جانتے ہیں کہ کفار کہتے ہیں کہ ان کوئی آدمی سکھاتا ہو جسکی طرف اپنی کج فہمی سے منسوب کرتے ہیں وہ عجیب ہو اور یہ قرآن فصیح عربی ہر کیسے امر غیر ممکن پر قیاس کیا جو ف یہ فصاحت بھی عجیب دلیل حقانیت ہو جسے تسلیم نہ کرنا مگر اپنی کے علاوہ کچھ فہمی بھی ہے ایسے ایسی عربی فصیح مرد روحی تو بنا ہی نہیں سکتا اور تعلیم بھی ہوتی تو انھیں چند نامی شعرا و فصحا سے جو آپکی محافت اور کفر میں مشہور تھے اور غالباً کتب آسمانی سے جسکے قرآن سمجھنے میں سخت ضرورت ہو نا وقت اسلئے فرمایا کہ عجیب گہرائے ہوئے یہ جو اس میں کہ غلام عجیب کو معلم عربی فصیح سمجھتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
بیشک جو انہیں ایمان لاتے آیتوں پر اللہ کی انہیں راہ دکھاتا انہیں اللہ اور انکے لیے عذاب دردناک ہو
إِنَّمَا يَغْتُرُّ الْكَذِبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَذِبُونَ
نہیں بہتان باندھتا جھوٹ مگر وہ کہ انہیں ایمان لاتے آیتوں پر اللہ کی وہی جھوٹے ہیں

بیشک جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انکو راہ راست یا راہ جنت یا راہ عرفان نہ دکھائیگا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا اور جھوٹ کا افراتفرات انھیں کا کام ہو جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے وہی جھوٹے ہیں ف آیت سے ظاہر ہے کہ گوہر امر بقدر پراگندگی ہر مگر بندے کی رجوع و قصد کو بھی دخل ہے

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ لَا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ
جسے کفر کیا اللہ سے بعد ایمان کے مگر جو مجبور کیا گیا مالا کفر لاسکا مطمئن تھا ایمان سے لیکن
مَنْ شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدَّ رَأْيُهُمْ عَنِ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
جسے کھولا کفر سے سینہ نہیں آپر غضب ہے اللہ سے اور انکے لیے عذاب ہے بڑا

جو بعد ایمان کے کفر کرنا ہے اسکے لیے اللہ کا غضب اور عذاب عظیم ہو مگر وہ شخص جو مجبور کیا جائے اور اسکا دل ایمان سے مطمئن اور یقین توحید پر قائم ہو اس غضب سے بری ہو لیکن وہ جسے اپنا سینہ کفر سے کھول دیا اور دل میں تاریکی چھا گئی وہ معذب و مغضوب ہو احمدی جب قریش نے اپنا قلابہ پایا جو قوت والے تھے تو کمزوروں کو وہ بانے لگے جیسے بلال و خباب صہیب عمار اور یاسر وغیرہ انکو مجبور کیا کہ کلمہ کفر کہیں حضرت عمار کے والد یا سر شہید کیے گئے اور عمار نے مجبور ہی زبان سے کفر کے کلمے کہے اور حضور کو خبر دی گئی کہ آپکا جان نثار کا فرہو گیا فرمایا یہ کہاں ہو سکتا ہے عمار تو قدم سے سرتنگ ایمان سے پر ہے اسکے خون اور گوشت میں ایمان غلط ہو گیا ہی اتنے میں غلام

روئے ہوئے آئے اور انسو انکے جاری تھے حضور اقدس نے اپنی مبارک کمر و سج اپنے انگوٹھ پر فرمایا اے عمار بوقت اظہار کلمہ کفر تو نے اپنے دل کو کیسا پایا عرض کی مٹھنٹھا بالایمان ایمان سے مامور اور یقین سے مسرور تھا ارشاد ہوا اے عمار اگر کھریا اتفاق ہو تو اسی اطمینان کی حالت میں جانبری کر لینا بھر یہ آیت نازل ہوئی ہدایہ اگر ایسا شخص جو قدرت رکھتا ہو قتل یا قطع عضو و ڈرانے تو کلمہ کفر کا زبان سے کہنا مضائقہ نہیں اور جبکہ صرف مار پیٹ کا ڈر ہو یا ڈرانے والا قادر نہ تو یہ بھی جائز نہ گنا مسئلہ اگر وہ شخص صبر جمیل کیا گیا اقرار کفر کرے اور دلمین اسکے تصدیق و اطمینان نہ ہو تو کافر ہو جائیگا اور جو کوئی کراہ زبان سے کلمہ کفر کہے گو دل مطمئن بھی ہو کافر ہو جائیگا (امجدی) لیکن اگر نہایت قدم رہے اور ایذا ظاہر کی پروا نہ کرے تو شدید مشابہ ہوگا جیسا کہ حضرت بلال نے نہ تو انہی کی ایذا شدیدی اٹھائی گری کی دھوپ میں پتھر گرم رکھے جاتے اور مار پڑتی مگر انکی زبان حق بیات پر سوا (اصد) کے دوسرے حرف نہ تھا اور حبیب بن زید کو مسئلہ کذاب نے کہا کہ تو میری نبوت کا اقرار کر اپنے انکار کیا وہ آپکا ایک ایک عضو قطع کرتا اور چاہتا کہ سو بیٹھے کہیں اپنے پروانہ کی اور جان بحق تسلیم ہوئے

ذٰلِكَ يٰۤاَتْمُهُمُ اسْتَحْبَبُوْا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلٰى الْآخِرَةِ وَاَنْتَ اَلَمْ

یہ اسلئے ہے کہ انھوں نے پسند کیا زندگی دنیوی کو آخرت اور دنیا کی

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ ۝ زکوٰۃ اسلئے ہے کہ ان

لوگوں نے دنیاوی نہیں ہدایت کرتا قوم کا زکوٰۃ

مقدم و محبوب بنا لیا تھا اور بیشک اللہ ناشکروں کو راہ نہیں دکھاتا اسخو باب استغفال سے بھنے طلب حب اسمین اشارہ ہے کہ دنیاوی محبت جو حاجت و طبیعت سے ہو موجب الزام نہیں الزام اسمین ہے کہ تم اسے محبوب بنا لو اور اسقدر کہ آخرت پر مقدم اور دین سے عجیب تر ہو جائے مسئلہ دنیاوی فروزین بڑا نا اور زیادہ تلذذ و تعیش کا عارض بننا جیسا کہ خسار و فضول خرچ دنیا پرست مالداروں کا مذموم جو مسئلہ اضطراب دنیا اور اسکے لڑائی کے طرف سلطان خاطر پر الزام نہیں جب تک آخرت کا لحاظ مغلوب معدوم نہ ہو جائے مثلاً لڑائی و نعمات دنیاوی پر طبع مائل ہوئے اور یہ خیال نہ رہا کہ انجام اسکا کیا ہے معصیت ہے اور اس طرح کہ کوئی محذور لازم نہ آئے جائز ہے کافر مومن و مشاکرہ دون کے ضد ہے اس لیے دنیا سے فانی کو آخرت باقی ہے اختیار کرنے سے زیادہ کیا تا قدری اور سرتابی ہوگی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَتَسْمِعُهُمْ وَاَنْصَحَا مَرٰهُمْ

وہی ہیں وہ کہ ہر کردی اٹھائی دلوں پر انکے اور کان پر انکے اور آنکھوں پر انکے

وَأُولَئِكَ هُمُ الْفٰلِقُونَ ﴿۱۰﴾
 اور وہی اور ان کا لون اور
 پر مہر کر دی وہ بے خبر

ہیں نہ نصیحت سن پڑتی ہے نہ صنائع قدرت پر نظر ہے نہ سمجھت معلوم ہوا کہ دنیا پرستی
 آدمی کے کوشش و شہم و دل کو بیکار کر دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عطا و نصایح کا اثر اپنی مرتبہ نہیں ہوتا۔

لَا جَزْمَ اَنْهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۱۱﴾
 وہ لوگ آخرت میں نقصان پانے والے ہیں

ما چارہ نہ آخرت میں نقصان پانے والے ہیں آیت میں کئی تاکیدیں ہیں کہ ایسے دنیا پرست
 ہوں گے نہ پائے گئے نہ کبھی دیکھے گئے نہ سناؤں گے نہ ایک گروہ نہایت کمزور تھا انکار کے ہاتھ سے
 دنیا بے جا و بے بنیاد و بے ثمر و بے نفع و بے اعتبار کی اذیت حق میں ارشاد ہوا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هٰاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا قٰتَلُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصٰبِرُوْا
 اے یہ جو لوگ ہجرت کی بعد اس کے کہ آزمائے گئے پھر جہاد کیا اور صبر کیا

مِنْ بَعْدِ مَا قٰتَلُوْا مِنْ بَعْدِ مَا قٰتَلُوْا مِنْ بَعْدِ مَا قٰتَلُوْا
 بعد از ان کے کہ لڑے بعد اس کے کہ لڑے بعد اس کے کہ لڑے

صبر نہایت کیا ہے اور ان کلمات کو جو مجبور ہی کہتے تھے معاف کرنے والا ہو
 ت یعنی ان سے امتحان لیا جائیگا اگر مجبور ہی ایسے کلمے کہتے تھے تو قابل عفو ہیں ورنہ نہ

يَوْمَ تَارِيْخٍ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كٰنَتْ تَفْعِلُ ﴿۱۲﴾
 ہر جان ایک سر جان محکم و نوری ہوتی جان کی طرف سے اور ہر پاسگی پر جان

مٰا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يٰظْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾
 کیا اور وہ نہ ظلم کیے جائینگے

ہو گی صبر و دل ہر نفس کو اپنی ہی برائی کی ہر نفس اپنی ذات کی طرف سے جملہ گری
 اور نفسی ہر کار سے گی اور ہر جان اپنا کیا یا لگی اور اپنے ظلم و زیادتی نہ کی جائے گی۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ اَمَلًا ذٰلِكَ كَاَنَّهُ اَمِيْنَةٌ مُّطْمَئِنِّنَةٌ لِّبٰنِيْہَا رِزْقُہَا رَعْدًا
 اور ماری اللہ سے مثل ایک بستی کی کہ تھی امن اور چین میں آتی تھی روزی اسکی ہر وقت

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعَمَ اللّٰهُ فَاِذَا فَاَہَا اللّٰهُ لِبَاسٍ لِّجُوعٍ وَالتَّخَوُّفِ
 ہر سے ہر کفر کیا ساتھ نعمتوں اللہ کے تو علیہا یا اسے اللہ لباس بھوک کا اور خوف کا

اور اللہ نے ایک جیسے کہ پہلے والے **بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ** بسبب اس کے کہ تھے کرتے بستی کی مثال بیان کی ہے خون اور مٹھن تھے

ان کے حسب خواہ روزی ہر جانب سے آتی تھی پھر اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مزاج اور خوت کا جکھا یا سزا اس کی کہ کرتے تھے ف اگر جب یہ ایک عام مثال ہے مگر حکم قرآن و تفاسیر ہمارے سے مراد کہ ہے جو لوٹ مارتے محفوظ تھا اور اطراف و جوانب سے میوے اور غلے ان کے لیے آتے تھے مین و شام و طائف اور دوسرے ملکوں سے ان کی کافی حاجت روائی ہوتی تھی پھر اللہ کی تمام نعمتوں کی ناشکری کی دین ابراہیم چھوڑ کر بت پرست ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قحط سے جو بعد تکذیب نبی مکرم ان پر پڑا اگر سبکی کے عذاب میں مبتلا کیا اور مجاہدین کی تلواروں سے ڈرایا اور یہ سب ان کے کیے کا پھل تھا لباس الجوع کنایہ سے کمال فقر وفاقہ و گرسنگی سے کہ لباس کی طرح ہر طرف سے ڈھانک لیا۔ اور اس قدر چشم نمائی پر کفایت نہ کی بلکہ عذاب آخرت سے بھی ڈرایا

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ ذِكْرًا فَآخَذَهُمْ اور بیشک آگیا ان کے پاس رسول انہیں سے پس جھٹلایا اسے تو نے یا انکو

اسمیں شک نہیں کہ **الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ** عذاب نے اور وہ ظالم تھے انہیں کی جنس اور قوم یہ اکل ترین نعمات

ہے جس کا فقر و تلو قیامت تک رہے گا البتہ جھٹلایا اسے اور کہا کہ رسول اللہ کہنے کے کاذب و سارے جہان کہا نہیں لے لیا ان کو عذاب نے اور وہی ظالم و غاشمی تھے عذاب سے خواہ فتوحات اسلام و سیر کفر و شرک و قحط و غیرہ مراد ہے خواہ عذاب آخرت راجع افکار کو ذکر مسلمانوں فرمایا

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ پس کھاؤ اس سے کہ دیا تم کو اللہ نے حلال پاک اور شکر کرو نعمت کا اللہ کے اگر ہم تم انہی کی بندگی کرتے

نہیں کھا، اسمیں سے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو روزی دی حلال پاک اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کر اگر تم ناشکر اس کی عبادت کرتے ہو ف مشرکین ایچ یا طل معبودوں کی نذر نیا ز کیا کرتے تھے ارشاد ہوا اللہ کے یہاں ہوئے رتق بین و حشر و مکی شرکت کیسی اگر خالص بندے ہو اس کی شکر گزاری کرو واضح رہے کہ حشر و حشر دو قسم کے ہیں ایک کھانے پینے والی چیزیں اس کے علاوہ قسم دوم صراحۃً خالص چیزیں اور قسم اول سے مشروب باشارہ کلمہ کلو خارج پھر ماکول کبھی بغیر ان حرام ہو تا ہے جیسے غضب

یا چوری کی بکری اور کہی بوجہ مزرعہ یا جیسے زہر اور کہی بوجہ سرک جیسے امینون۔ بنگ یا شراب سے گونہ سی ہوئی ردئی وغیرہ اور کہی بوجہ بنجاست جیسے قاذورات اور یہ چاروں خارج ہیں صاف۔ شیب کے اشارات سے ظاہر ہے کہ وہ چیزیں جکا ذکر ہوا حلال و طیب نہیں ہیں اب باقی ہے وہ ماکولات جو انکے علاوہ اور وجہ سے حرام ہوں پھر انکا حصہ اگلی آیت میں فرمایا

الْحَمَّٰلُ حَرَمٌ عَلَيْكُمْ اَلْبَيْتَةُ وَالدَّامُ وَكُلُّ الْخَنَزِيرِ وَمَا اَهْلُ الْغَيْبِ رَاٰهُ
 اس میں حرام کیا پھر گار مردار اور خون اور گوشت سود کا اور وہ کہ بچا جا کر اسے غیر سہ کے

نہ، فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَاتَّ اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
 پھر جس نے جو پھر اگر ہوا نہ بغاوت کرنے والا اور نہ عادی نہ خود والا پس بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اسکی تفسیر نہایت محیط صفحہ ۳۱ میں گزری ہو گی مگر غور فرمائیے کہ مذکورہ اجمال اور بیان اجمال اور بیان زائد تفصیلاً مناسب سمجھا گیا۔ انما یہ حصہ کے لیے ہے اور کوئی شے نہیں کہ حرام گوشت جانور و نکاح اس میں حصہ ہے اور وہ سب قسم کے محرمات اور پر کی آیت سے خارج ہو چکے ہیں المیتہ سب مردار حرام ہیں اور ٹیڑھی اور ٹھیلی گوشت سے مخصوص ہو مگر اس طور پر نہیں کہ تخصیص عام کی لازم آئے بلکہ بعض معقول دانش پس نہ تھی اس لیے کہ میتہ کی حرمت اسی لیے ہے کہ خون اسکا بقا عدہ شرعی لینے ذبح کے نکال نہیں کیا اگر اخرج دم مخصوص نہ فحشاء خصوصیت ذبح کی جانور و خون میں کیا ملتی اور مجہلی فقہاء کے نزدیک دوسری نہیں ہوا ورنہ ہی میں تو خون کا نام بھی نہیں پس جب خون اس میں نہ تھا ذبیح انکی مصلحت شرعی اور دفعہ معقول میں داخل نہیں لہذا ایضا میتہ ان غیتون کے مک میں داخل ہی ہیں جنہیں ذبح جاری ہے پس حرمت میتہ اپنے عموم پر باقی ہو والدہ مردوم مسفوح جیسا کہ آیہ قُلْ لَا اَجِدُ فِيمَا اُوحِيَ اِلَيَّ مَسْکُورَ الْاَنَامِ مِمَّنْ ذَمَّ اَنْفُسُوْهَا رِشَادًا ہوا پر اور بوجہ اتحاد کلی یہ مطلق اسی مقید پر محمول ہے پس نہ حرام ہو گا مگر بننے والا خون جو رگون میں ہوتا ہے اور وہی ذبح میں نکلتا ہے خنزیر اسکی علت حرمت بھی بنجاست ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا فَاَنَّهُ رِجْسٌ اور وجہ حصہ اس مقام پر یوں لکھی گئی ہے کہ کوئی جانور قرآن سے حرام نہیں مگر خنزیر اس لیے کہ وہ نجس ہے اور ہر نجس جانور اسی علت مشترکہ سے حرام ہوا جیسے فیل شیر غیرہ اور ہر طاہر جانور حلال ہے مگر مردار اور ہر طاہر مذبح سے کچھ حرام نہیں مگر دم مسفوح۔ مگر شرکاء۔ غدود۔ پھلکا۔ تپا۔ پیچہ کی ہڈیوں کا گودا وغیرہ یہ سب مکروہ ہے اور طاعنہ بطعمہ ہے اور حلالا طیبہ سے مفہوم اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اسکی حرمت تو مصرح ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک اہل باہتمام

وقت فرج کسی کا نام ملا دیا جائے یا صرف غیر خدا ہی کا نام لیا جائے یا ذبح سے پیشتر ایسی
 مینت کی جائے جیسے چار سترائے میں بکرے کا سے مرغ نامزد ہو جاتے ہیں البتہ انکی حرمت
 عارضی ہو یعنی اگر مالک نیت بدل دے تو حلال ہو جائیں یا کوئی شخص بدون اذن نیابت
 مالک ذبح کر دے تو سوائے حرمت غضب یا سرقہ وغیرہ کے یہ حرمت باقی نہ رہے گی اس لیے
 کہ مالک کی نیت پر ذبح نہیں ہوا اور حرمت اس نیت کو لازم تھی نہ جانور کو اور اخطار کا حکم
 بھی صفحہ ۲۱ میں گزر چکا کہ اگر کسی شخص کا بھوکہ سو دم نکلا ہو یا سہرہ چر گیا ہو تو بقدر سدرت یا نصف نفس کھا جائے

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَقْرَأَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

اور نہ کہو کہ جسے کہ زبانیں تمہاری تمہاری جھوٹ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ تمہارا اللہ جھوٹا

اِنَّ الَّذِي يَفْعَلُ ذَلِكَ لَعَلَّهِ الْكَذِبُ لَا يَصْلُحُ مِنْهُ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ

بیشک جو ایسا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ نہ طالع یا نیکی سے نفع نہ ہو اور انکی یہ عذاب دردناک

جو کچھ تمہاری زبانوں نے جھوٹ بنا رکھا ہے اس سے نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تاکہ اللہ جھوٹا نہ کہو

یعنی خود طلال با حرام بنا د اور نیت کر د اللہ کی طرف جس طرح تھے مذکور بغیر اللہ اور دوز کو طلال بنا لیا اور

بیکرہ وغیرہ کو حرام ٹھہرایا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا کرتے ہیں وہ طالع نہیں پایا کرتے دنیا کا چند

روز قادم ہو تو ہو اور مگر آخرت میں انکے یہ عذاب دردناک

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَمًا مَّا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَنَنَّا هُمْ وَلَكِنْ

اور اُپس جو یہود ہونے پہنے حرم کیا وہ کہ بیان کیا ہے پھر چلے اور ہم نے ظلم کیا ہے پھر لیکن

ہم نے یہود پر حرام کر دیا جو

كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ہ

تھے کہ انکے نفس انکے ظلم کرتے

بیان کیا آپ پر اس سے

جانور اور گائے بکری کی

چربی اور مچھلی ان پر ظلم نہیں کیا مگر وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے یعنی یہ تحریم خود انکی

طرف سے تھی تفصیل اسکی صفحہ ۲۲ میں گزر چکی

ثُمَّ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ آيَاتٌ وَمُزَمِّنَاتٌ لِّتُذَكَّرَ

پھر ہم نے تیرا کتاب بھیجا جس میں آیتیں ہیں اور مضمّنات تاکہ تم یاد آؤ

پھر ہم نے تیرا کتاب بھیجا تاکہ یاد آئے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ

بیشک رب تیرا بعد اس کے بعد غفور رحیم ہے

کر لی بیشک تیرا رب اس کے بعد غفور رحیم ہے

یعنی جسے نادامی اور غفلت سے خطا ہو گئی پھر نادام ہو

توبہ کی اور جو بگاڑا تھا اسکی اصلاح کی مثلاً صوم یا صلوة چھوٹ گئی ہے اسکی قضا کر لی کسی کا مال چھینا تھا اسکے حوالے کر دیا بہر کیف جیر نقصان کر لیا تو اللہ تعالیٰ اونکے لیے غفور رحیم جو ت اگر اصلاح سے بھی مراد لیجائے کہ جو بگاڑا تھا بنایا تو یہ مغفرت تمام حقوق کو شامل ہے اللہ کے ہون یا پسند کیے اور اگر اصلاح سے یہ مراد ہو کہ آئندہ ایسی خطائیں تو عفو حقوق اللہ کو شامل ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۚ شَاكِرًا لِّمَا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ

میں ایک دوسرے کی ذمہ داری نہیں لے سکتی اور نہ ہی اللہ کے مال کو بیکار کرے اور نہ ہی اللہ کے فضل کو شکر نہ کرے۔

هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۚ وَآيَاتُهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۚ

یہ راستہ (مسیر) سیدھے اور مستقیم ہے اور آیتیں اس دنیا میں بھی نیک ہیں اور وہی ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

امتہ کا صاحب معاملہ نے کہ کہا میں مسعود نے امت سے مراد معلم خیر اور حضرت ابراہیم معلّم یہ بھی کہا ہمارے

نے ابراہیم موصوفہ تھے اور سب آدمی مشرک کہیں امت پر وزن فعلہ بمعنی مفعول پس امت وہی تھی کہ کما

اقتہ اگر میں اور وہ امام بنایا جائے اور حضرت ابراہیم شہادت قرآنی امام تھے و امت یہی کہ وہ

یعنی صاحب گروہ یا ہمت و عزم و قوت قلب جمیعت و نصرت دین میں تھا ایک جماعت تھی یا اللہ

کے نزدیک صرف ایک جماعت اور عورت ایک مقبول جماعت کے برابر ہے قانت خانہ طہیج

نازی دعا کہ نبیوالاحقین حق کی طرف مائل یا طالع سے نافر انعمی نعمت یعنی نبوت و خلعت اور

ابوالانبیاء والوسلاطین امام کل ہوا پدہ خواہ مطلق ہدایت و نبوت و ادب و زادہ وہ تعلیم خاص

نظر حق بین و قلب خدا شناس جسے آگاہی و دل تعلیم ظاہر تعظیم اصنام سے بچا لیا اور اللہ کی شاعت

اللہ کی وحدت کا جلوہ دکھایا جسے ہر قسم کی نیکی اور سلاطین انبیا کا باپ ہونا ہر قوم اور ہر دین میں

مقتدا و ممدوح رہنا و بڑا حسنہ خدمت بنائی کہ بعد از ولادت حضرت خاتم الانبیاء باقی ان حضرات کے حسنات

اور صلاح و نعمات اللہ ہی جانے حاصل ابراہیم امت و زائر حضرت پروردگار اور حق پسند تھے اور مشرکین

نہ تھے اللہ کی نعمتوں کا شکر کرتے تھے اللہ نے انھیں مقبول منتخب فرمایا راہ مقصود و منزل قرب مقام رضا کی

طریق ہدایت فرمائی انھیں دنیا میں بھی نیکی و خوبی عنایت فرمائی اور وہ آخرت میں بھی نیکون دین سے ہیں

پس کفار کہ کس خیال میں ہیں انھیں ابراہیم خلیل سے کیا علاقہ وہ موصوفہ مشرک و جماعت یہ متفرق

وہ شاکر یہ کافر وہ حق پسند یہ باطل پرست وہ مقبول یہ مردود وہ روبراہ یہ بیکے ہوئے

تباہ آنکے لیے دنیا و دین میں خیر و خوبی یہ دنیا میں لقمہ شمشیر اور آخرت میں طعمہ جہنم و عذاب

اسیر و عوسہ کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں لاجل و لاؤۃ۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

پھر وحی کی جسے طرف تیرے کہ اتباع رہ ملتہ ابراہیم کا بحالت حق پسندی اور نہ تھے مشرکوں سے بعد ان تمام تقریروں کے اسے رسول کریم ہم آچو حکم دیتے ہیں کہ آپ ابراہیم حق پسندی کی پیروی کیجیے اور وہ مشرک تھے آپ بھی مشرک سے دور رہتے و اتباع ابراہیمی عین اتباع سنت محمدی ہے اور ہمارے حضور اس اتباع کے مامور ہیں۔

وَأَنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَكْتُمُ بَيْنَهُمُ يَوْمَ

اور کہیں بتایا سبتہ مگر اوہ جو مختلف ہوئے انہیں اور بیشک رب تیرا حکم کر چکا انہیں دن

سے عالم ہونے روز سبتہ کو **الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ** انہیں لوگوں کے لیے جنہوں نے اس دن کی تعلیم قیامت کے انہیں کہ تھے انہیں اختلاف کرے و تعمیل احکام میں اختلاف

کیا موجب لعنت و عذاب بنایا البتہ قیامت کے دن ان میں اللہ حکم کر چکا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے جلالین یہود کو جمعہ میں عبادت کا حکم ملا تھا انکار کیا پھر شنبہ کی عبادت آپ لازم کی گئی اور قصہ اس قوم کا جو اس دن نافرمانی کر کے بند رہے ملاک ہو گئی سورہ بقرہ میں گزرا۔

أَدْعُرَّ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَحَادِلْهُمْ يَا لَيْتِي هِيَ أَحْسَنُ

ملا طرف راہ اپنے رب کے ساتھ حکمت اور نصیحت پسندیدہ تھی اور حجتہ تو اس کے اس طرح کردہ بہت صحیح

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

بیشک رب تیرا وہی دانایا ہر گناہ کا بکا راہ سے اسکی اور وہ دانائے حق ہے راہ ہائے والوں کا

حکمت قرآن و بیان و کلیات عقل اور تدابیر صائب مراد ہیں جو با اتفاق مسلم ہوں موعظہ قرآن یا

قول نرم جمل بیان معنی مصطلح نہیں بلکہ مناظرہ و ابطال باطل اسکات معنی و تردید کذب مراد ہو حسن

طریق حسن عنوان موثر تدبیر صائب اس طور پر کہ اثر قبول رجوع و محبت و موافقت بڑھ خصوصیت و عباد

و تعصب و غضب در میانین نہ آئے حاصل اور رسول کریم آپ لوگوں کو خدا کی راہ کی طرف بلائے جائے

مگر حکمت سزاوارہ حشمت جہل عداوت پیدا نہوئے پائے اور ابھی نصیحت ہے جو قرآن میں ہیں اور حکمتی خوبی

بہر طبع سلیم شاہد ہو اور اختلافی امور میں انہیں مناظرہ کیجیے و لائل پیش فرمائیے نرمی اخلاق و رافت کا لحاظ رہے

و حشمت بیانی و سخت زبانی سے پیچھے و سمن کی عداوت اور اسکی افزا پر داندازی کو غصے میں کچھ کا کچھ نہو تمام

آداب میں غریح و توسل خیر کی رعایت رہی تیرا رب تو خود زیادہ جانتا ہو اسے جو راہ سے بکا اور جو راہ پائے

ہوئے ہر گناہ آیت آداب احکام و عظیم ہو حکم دعوت اسلام و عطا عوام بقدر ضرورت واجب

بجملہ یوں تو یہ باطل اثبات حق ایسی طرح ہو گا اذرا و تفریط و خصوصیت و تعصب نہ ہو جب کہ ادب
و عطا میں زیادہ تر فرق اور اسکی تفسیر کا ذکر ہو یا شگفتہ روحی و قاری خلوص و محض ہدایت - نرم زبان و خوش
ہیانی اور ایسی تقریر کہ علم فہم مناسب حال سامعین ہو و لعین ڈر سے موجب طائل طر و نفرت طابع -
وحشت و اختلاف و مابین مسلمانان نہ ہو کسی شخص خاصکی مذمت نہ کرے بلکہ وصف کی برائیاں عقلا و نقلاً نہ کرے
ہوں کے شواہد اور گناہ عظیم ہے اور غرض اے ارناست و لیسیم یہ کہ کہ زید شرابی فاسق ہے ایسے کہ ممکن ہے
زید فوت ہو ہی ہو بخیر غلطی ہو تحقیق ناقص ہو اسکو بایں کوئی گناہ و لیل معقول ہو جیسا کہ فرمایا کہ گراہ اور در براہ
افتد ہی جائز ہے اور تخصیص نام میں مفرد خصوصیت عداوت اور دشمن زیادہ ہونا ہو جو خلاف دفع و عطا ہے

وَأَنْ عَاقِبْتُمْ فَانْقَبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَإِذْ لَبِثْتُمْ فِي الْعَذَابِ أَلْوَمًا لَوْلَا أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
اور اگر پہلے تو بد حالو مثل اٹھکے کہ ایذا دیے گئے تھے ساتھ اسکو اور اگر صبر کر کے ہر امید وہ اچھا ہو صبر کر کے لوگوں کو

کما جملہ مفسرین نے کہ تین آیتیں آخر تک مدنی ہیں جب احد کی لڑائی میں حضرت حمزہ شہید ہوئے اور انکی
شکستہ کیا گیا حضور انور بہت محزون ہوئے اور فرمایا کہ شتر آدمیوں کو ساتھ لیا جا ہی کیا جا ہیگا یہ آیت اتنی کما ہے
جسب کہ کم اگر عرض لینا ہو تو مماثلت و مساوات پر نظر ہو عقدا و غضب یا یہ اور اگر صبر کرو اور خاموش
ہو رہو تو یہ مفرد صبر کہ بہر حال ان کے حق میں اچھا ہوت انتقام رخصت ہے یعنی کوئی چاہے تو انتقام مالی
ہو یا بدنی لے سکتا ہو مگر حقوا دی اور موجب ثواب عظمیٰ باعث مغفرت ہو اور تجا و لینے کچھ زیادتی کرنا
حرام ہمارے حضور سید الصابرین نے اپنے چچا حمزہ کا انتقام نہ لیا اور پورا صبر کیا یہاں تک کہ سبزدہ
جو باعث قتل و اذیت تھی اور وحشی جس نے شہید کیا تھا بعد نماز امت و توبہ و اسلام معقوب تک نہ ہوئے

وَأَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ
اور صبر کر اور صبر نہ کر مگر ساتھ اللہ کا اور نہ غم کہہا کہ تیری غمگینی میں اس ہے کہ مکر کے ہیں

اور صبر کیجئے اچھا صبر تو اللہ ہی کے لیے ہو اور ان شہداء یا نافرمانداروں کے حال پر ہلول و مہوم ہوں اور
اچھا سینہ اٹکی اس کجروی اور جلیہ جوئی سے تکی میں نہ پڑے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور کفر ہے کہ توبہ

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ

بیشک اللہ ساتھ ہو آنکے جو ڈرے اور انکے کردہ احسان کرتے ہیں

بیشک اللہ آنکے ساتھ ہے جو پرہیزگار اور محسن ہیں ۲ دونوں صفتیں صابرین کا مل ہوئی ہیں اگرچہ
نہ دُرتا اور اسے حاضر نظر نہ ہا تھا تو صبر نہ ہو سکتا بحمد اللہ جلد ثانی امتیام ہوئی -

ہدایۃ الحاسبین اس میں کل حساب صحیح تفریق ضروری
 تقسیم سو رابعہ دستہ وغیرہ میراث سیاق کچھ اصول
 بیانیہ اس ضبط وغیرہ سے بیان کئے گئے ہیں کہ مختصر
 بھی ہیں مادی کافی و جامع نازک مسائل اور قوی دلائل
 مگر سہل و واضح ہر قاعدہ کی تعریف مفاد کی تقسیم اعمال
 تناسب کی تحقیق ہر دعویٰ کی دلیل ہیں سے بے پروائی
 کر نہی الاہل نظر کے نزدیک تھالی مد سے یلہ وقت نہیں کہتا
 اکثر وہ دقائق جسے آج تک اہل فن کو ظلم ساکت و فرغائی ہیں
 خاموش ہیں اسکو لون اور کا محکمے موجودہ قواعد کی غلطیوں
 ثابت کر دیا ہے صلب میں یہ رسالہ مفید ہے قیمت ۲
تعلیم الصرف تمام ضروریات علم صرف کی مشافی
 بعجلت و سہولت ہو جانی ہے۔ تعلیمات اور مینیو کی بھانے
 اور اقسام ہفتگانہ میں اسکا پہلا حصہ میزان دوسرا مشعب
 تیسرا دوسری کتابوں سے پہلے یاد کر لینا گویا اون کتابوں کو
 حل و حفظ کر لینا ہے ایک ولایتی لیکن کی طرح ہر مینو کا کام
 مینیو نہیں ہو جاتا ہی جسکا تجربہ مدرسہ رفاهہ ملین کی تعلیم
 دو سالہ مینیو میں ہو چکا ہو اور اسکی تعلیم نہایت مفید ثابت ہو
 زمانہ اردو ۲۰ محصول اک قیمت ۴
ابواب المصاویر شائقین علوم ارباب اس سالہ کو
 غنیمت جانیں جسے انہیں چاہئے صلح کے ذریعہ سے تاج المصا
 وقاموس صراح وغیرہ کی ذریعہ گرائی سے ایک حد تک
 مستغنی کر دیا اس میں لکھنا ہر شے زیادہ مصدر قرآن حدیث ہیں
 اور کچھ مصادر غیر قرآن بھی ابواب فی ضرورت سے بڑھائے
 گئے ہیں اور ابواب کی مرتبہ کے ساتھ معجم و متعل و معجم و معجم
 علیہ گریا جو جس مصدر کا اب یا ترجمہ مطلوب ہو بلا تکلف

لیسکا آخر یہ بات کسی اور موقع پر نہیں مل سکتی قیمت ۱
آواب انشا۔ آہن بخودت اور بھائی
 و ملا وغیرہ کے قواعد اردو فارسی خط لکھنے کے اصول
 زبانت قیمت ۱ محصول اک
ایمنۃ القلم بطور نقشہ تمام دارتوں کے حصہ
 مختص بہت سہولت سے کال کے قیمت ۱ محصول اک
احسن الہجۃ فارسی۔ پچھلے اخلاق کی دستوری اور
 مفید ہے قیمت ۱ محصول اک
تہذیب الکلام اردو میں فارسی خود نوشت
 کے قواعد قیمت ۱ محصول اک
احسان فی تعلم القرآن
ضروریات دین مسلمانوں کے لئے مفید اور
فتوحات اسلام وادی کا ترجمہ قیمت ۱
البیان جمع تفسیر قرآنی قیمت ۲
 ترجمہ یلاد جری اردو بہایت مختصر قیمت ۲
 ترجمہ پارہ علم مع البیان نمونہ کے طور سے ۱۲
فہرست خلاصہ تفسیر بجمع باروں دوم ہوم
خلاصۃ التفاسیر
 اردو واضح اور سہل زبان اور عربی تفسیر دین کا
 خلاصہ اور مختصر تفسیر دین کا احاطہ ہے جو
 روایتیں صحیحہ حکام سائیت تفسیر فیصل نوام ۱۰۰
 ہوئی ابھی تک بسی طے از سبغہ غلام تفسیر اردو
 کوئی اور میں متاع ہوئی قیمت ۱ محصول اک

جلد اول	جلد دوم	جلد سوم	جلد چہارم	جلد پنجم
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

منظور احمد پور پراشر کارخانہ مولوی فتح محمد نائب المشتر

المنشر منظور احمد پور پراشر کارخانہ مولوی فتح محمد نائب المشتر

خلاصت
التفاسیر کا حق طبع
رواشاعت

مدیر
رفاہ المسلمین میں
محفوظ ہے

جماعت اسلام

جسے اللہ کی مسجدوں کو نمازیوں سے بھر دیا جسکی
کوشش میں کامیابیوں کے ساتھ پوری ہوتی رہیں جسکے
انتظام اور دعوت عام نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے
اسلامی ملکوں میں بھی نہایت اچھے اور بابرکت اثر پھیلانے
اور مدیر رفاہ المسلمین
جسکی خوبی تعلیم اتباع شریعت حسن نظم نفع رسانی عام ضرب المثل ہے
جسکے پڑھانے والے طلبہ چار ہزار سے زائد موجود ہیں جس کا دارہ
اللہ و رسول کی نافرمانی و داری کی نحوست سے بالکل پاک ہے
جس کا قانون شریعت رسول مقبول آن دونوں کے
فیوض جاریہ کا ایک عمدہ نمونہ یہ تفسیر ہے جسے
ہندوستان کے دل و دماغ اسلامی
وشیون بھر رہے

حضرات
مدیر رفاہ المسلمین واقعہ
لکھنؤ

منتخب محمد
تاہ منتظم مدیر
طلب فرمائیں

